لمحاتِ کرم

سوانح حیات

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف لطیف

ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری
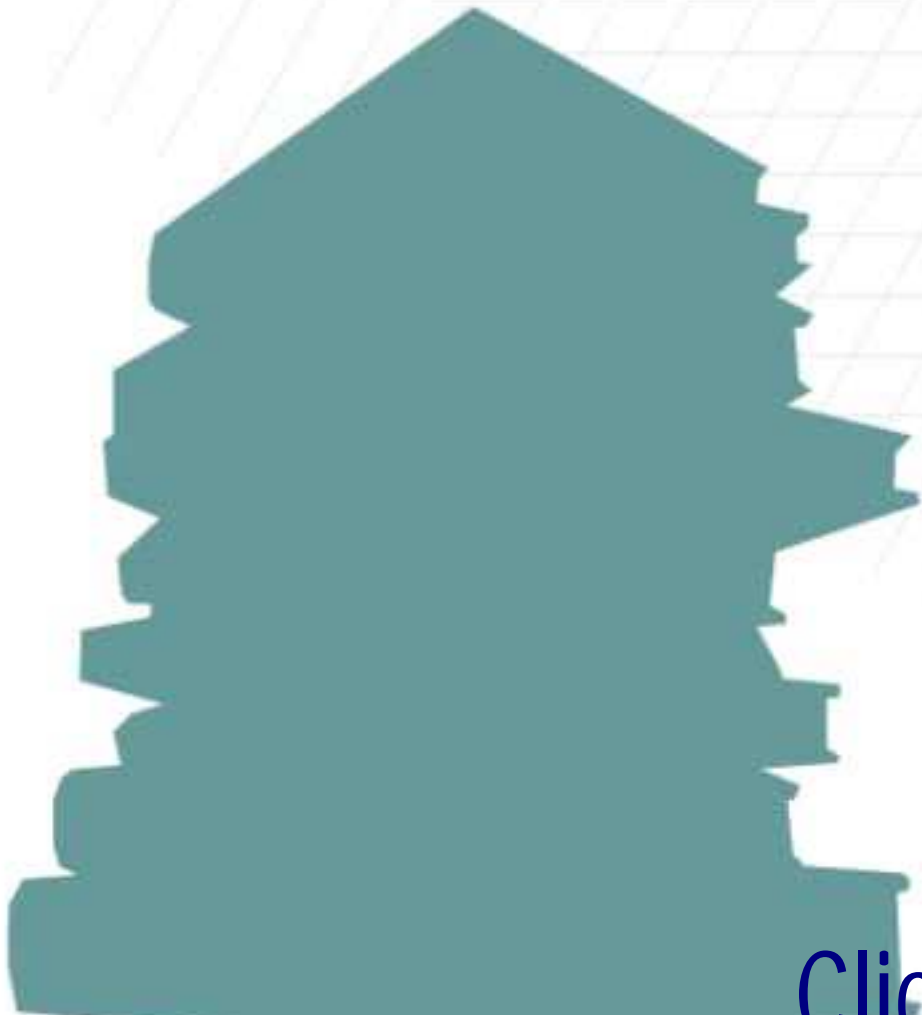
بِسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

لمحاتِ کرم ۱

سوانح حیات

فَانِیْ فِی اللہ بَاقی بِاللہ آیت مِن آیاتِ اللہ

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ

قدس اللہ سرہ المعنوی المشہور حضور قبلہ عالم منگانوی

(حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے حالاتِ بابرکات، اورادواذ کار، مکتوبات وملفوظات، شمائل وخصائل، ارشادات وکرامات، آباؤ اجداد، والدین کریمین، اخوان ومعاصرین، اولادِ امجاد اور خلفاء ومتوسلین کا ایک تذکرہ دلنواز)

تالیفِ لطیف

ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہٗ

بااہتمام

قادریہ آرگنائزیشن دربارِ کرم طاہر آباد منگانی شریف ضلع جھنگ

نام کتاب	لمحاتِ کرم
سوانح حیات	حضور قبلہ عالم پیر محمد کرم حسین حنفی القادری
تالیف	پیر محمد طاہر حسین قادری
اشاعت	نومبر 2006ء
ہدیہ	

ملنے کے پتے

1۔ قادریہ آرگنائزیشن دربار عالیہ منگانی شریف جھنگ فون: 047-7000754

2۔ سید رفاقت علی شاہ قادری (مہتمم قادریہ آرگنائزیشن)

سب آفس ڈھوک کشمیریاں (راولپنڈی) فون: 0300-9548082

3۔ قادریہ آرگنائزیشن سب آفس ایئرپورٹ (کراچی) فون: 0301-2607026

فہرست ابواب

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1-	آباؤاجداد (تاریخی پس منظر)	12 تا 36
2-	ولادت سے........... مسندِ ارشاد تک	37 تا 53
3-	مسندِ ارشاد سے........... شادی خانہ آبادی تک	54 تا 64
4-	شادی سے........... وصالِ شیخ تک	65 تا 78
5-	وصالِ شیخ سے........... منگانی شریف ہجرت تک	79 تا 99
6-	منگانی شریف آمد سے........... سفرِ حجاز تک	100 تا 111
7-	سفر نامہ حجاز	112 تا 143
8-	حجاز مقدس سے واپسی........... اور رفیق الاعلیٰ کی طرف روانگی	144 تا 185
9-	خصائصِ کرم	186 تا 256
10-	اشغال ومعمولات	257 تا 269
11-	دینی خدمات اور فیضانِ رشد وہدایت	270 تا 214
12-	ادبی ذوق اور منظوم کلام	215 تا 348
13-	تصنیفاتِ عالیہ	349 تا 376
14-	مکتوباتِ اقدس اور وظائف واوراد	377 تا 399
15-	ملفوظاتِ طیّبات	400 تا 418
16-	خطبات وارشادات	419 تا 455
17-	اقربا اور اولاد	456 تا 515
18-	معاصرینِ کرام	516 تا 548
19-	خلفاء	549 تا 570
20-	کراماتِ کرم	571 تا 618
21-	فارسی، اردو، ہندی، پنجابی مناقب	619 تا 632

حرفِ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَوَّرَ قُلُوْبَ اَوْلِيَائِهٖ بِلَطَائِفِ اَنْوَارِهٖ وَجَعَلَ سَرَايِرَ اَحِبَّائِهٖ وَبَوَاطِنَهُمْ كُنُوْزَ اَسْرَارِهٖ وَكَشَفَ عَنْ عُقُوْلِ اَصْفِيَائِهٖ حُجُبَ الطُّغْيَانِ وَاَسْتَارَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِهٖ وَنَبِيِّهٖ وَخَيْرَتِهٖ مِنْ اَخْيَارِهٖ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا-

حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے کچھ عرصہ بعد ایک رات میں آپ کے حجرہ مبارک میں سویا ہوا تھا- میں نے خواب دیکھا کہ اِسی حجرہ کے شمال مغربی کونہ میں ایک تخت پر آپ کے استخواں مبارک پڑے ہیں جنہیں میں اپنے رومال سے ڈھانپ رہا ہوں- تا کہ اِن پر کسی اور کی نظر نہ پڑے پھر دروازہ بند کرتا ہوں- اِسی عالم میں میری آنکھ کھل جاتی ہے- مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور ایک عجیب حیرت و پریشانی میرے دل و دماغ پر چھا گئی- میں نے اس خواب کے متعلق نہ تو کسی سے ذکر کیا اور نہ ہی تعبیر پوچھنے کی ہمت ہوئی اور یہ خواب کافی دن میرے تخیلات پر غالب رہا-

پھر ایک دن میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے متعلق پڑھ رہا تھا کہ اچانک اُن کا خواب میری نظروں سے گزرا- جو میرے خواب سے کافی حد تک مطابقت رکھتا تھا-

حضرت امام اعظمؒ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس کھول کر استخوان مبارک اپنے سینہ سے لگا رہے ہیں یہ خواب دیکھ کر آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوئی اور بڑے پریشان ہوئے لیکن جب اس کی تعبیر امام ابن سیرینؒ سے پوچھی تو انہوں نے فرمایا ''اِس خواب کا دیکھنے والا حضور علیہ السلام کی احادیث اور سُنتوں کو دنیا میں پھیلائے گا اور ان سے ایسے مسائل بیان کرے گا جن کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا'' چنانچہ اس خواب کو پڑھ کر میری تسلی و تشفی ہوئی اور ایک عرصہ سے میرے قلب و ذہن پر سمایا ہوا خوف اور پریشانی خوشی و مسرت میں بدل گئی- حضور قبلہ عالمؒ کے تبرکات، فرمودات اور قلمی تحریریں جمع کرنے کا مجھے پہلے ہی بہت شوق تھا اب میرے شوق کو ایک نیا جذبہ، تحریک اور عنوان مل گیا- لہذا میں نے حضور کے متعلق مواد اکٹھا کرنا اور سیرت و سوانح کے علاوہ مختلف موضوعات پر کام کا آغاز کر دیا-

1- تنویر الابرار مع اورادِ قادریہ: سب سے پہلے حضور کے تمام قلمی افادات اور ڈائریوں سے مضامین ایک کتاب کی صورت میں یکجا کیے اور از سرِ نو ترتیب دے کر اُن میں عربی، فارسی عبارات و اشعار کے ترجمہ کا اضافہ کیا- اس کتاب کو جون 1996ء کے عرس پر شائع کروایا جو کہ 128 صفحات پر مشتمل ہے-

2- فیضان کرم (قدیم): پھر حضور کے ملفوظات سے متعلق اپنی یادداشتیں لکھنا شروع کیں اور حسبِ توفیق روزمرہ کے بیان فرمودہ مجالس و مواعظ کو ایک کتابی صورت میں اکٹھا کیا- اس کتاب کو فروری 1997ء میں شائع کروایا جو کہ 138 صفحات پر مشتمل ہے-

3- حضور قبلہ عالم منگانوی نمبر: راقم السطور نے حضور کے متعلق 1995ء میں ایک رجسٹر میں کچھ مواد جمع کیا تھا پھر اُسی کی تلخیص کر کے جون 2000ء میں رسالہ آئینہ کرم کا خصوصی نمبر شائع کیا گیا جو کہ 160 صفحات پر مشتمل ہے۔

4- فیضان کرم (جدید): حضور کے ملفوظات پر میں نے بدستور کام جاری رکھا اور حضور کی ذاتی ڈائریوں کے علاوہ بعض احباب خاص کی زبانی بھی ملفوظات اکٹھے ہوتے رہے۔ اس بار حضور کے 51 تفصیلی ملفوظ، 6 خطاب اور آخر میں 161 اقوال وارشادات درج کیے اس طرح یہ کتاب جون 2004ء کے عرس مبارک پر شائع ہوئی جو کہ اب 363 صفحات پر مشتمل ہے۔

5- ابرِ کرم: یارانِ طریقت اور احباب گرامی کے نام حضور کے تحریر فرمودہ مکتوبات کتابی صورت میں اکٹھے کیے اس کی ترتیب زمانی حساب سے کی گئی۔ بعض یارانِ طریقت کے کوائف اور آخر میں منتخب خطوط کے عکس بھی شائع کیے گئے۔ اس طرح جون 2005ء کے عرس مبارک پر اسے شائع کیا گیا جو کہ 224 صفحات پر مشتمل ہے۔

6- سیمینار نمبر: راولپنڈی میں حضور قبلہ عالمؒ کی شخصیت اور خدمات پر ایک عظیم الشان سیمینار منعقد کیا گیا جس میں ملک کے نامور مقررین اور سکالر حضرات نے حضور کے متعلق اپنے مقالہ جات پیش کیے۔ ان تمام مقالہ جات کو رسالہ آئینہ کرم کے خصوصی نمبر میں جون 2006ء میں شائع کیا گیا جو کہ بڑے سائز کے 48 صفحات پر مشتمل ہے۔

☆ راقم السطور ایک عرصہ سے حضور کے متعلق مواد اکٹھا کر رہا تھا۔ جسے اب ایک مبسوط سوانح حیات کی صورت میں یارانِ طریقت کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

میں نے 15 برس حضور کا زمانہ اقدس پایا اور 15 برس حضور کے متعلق واقعات سُنے۔ آج میری عمر تیس سال مکمل ہو چکی ہے (23 ستمبر 1976ء میں ولادت ہوئی اور آج 23 ستمبر 2006ء ہے) گویا یہ حالات و کوائف تیس برس کی ریاضت کا نتیجہ ہیں۔ یعنی 15 برس کا مشاہدہ اور 15 برس کی تحقیق۔

☆ اس کتاب میں دو قسم کے واقعات درج کیے گئے ہیں۔

اول: میرے، میرے بھائیوں اور گھر والوں کے ذاتی مشاہدات۔

دوم: دُرویشوں اور دیگر احباب کے بیان کردہ واقعات۔ مَیں نے کوشش کی ہر واقعہ براہِ راست اُس شخص سے سُن کر لکھا جائے جس کے ساتھ پیش آیا ہو۔ یعنی روایت میں بھی صرف ایک واسطہ ہے۔ ایسے واقعات اس مین درج نہیں کیے گئے جن میں دو واسطے ہوں کہ میں نے کسی دُرویش سے سُنا ہو اور اُس نے کسی اور سے۔

☆ دنیا کے تمام مصنّفین اس بات پر متفق ہیں کہ کسی بھی انسان کی داستانِ حیات مرتب کرنا سب سے مشکل کام ہے۔ لیکن ایک ولی کامل کی سوانح حیات قلم بند کرنا مشکل ہی نہیں تو اس قدر ممکن بھی نہیں۔ کیونکہ عام لوگوں کی زندگیاں ایک کھلی کتاب کی مانند ہوتی ہیں۔ وہ اپنے کارناموں کی تشہیر خود کرتے ہیں۔ یا دوسروں سے کروانا چاہتے ہیں لیکن بندگانِ خدا نہ صرف اپنے کارناموں اور کرامات کی تشہیر سے اجتناب کرتے ہیں بلکہ اپنے مرتبہءِ ولایت کو

پوشیدہ رکھنا فرضِ عین سمجھتے ہیں۔

میں نے جس مردِ حق کے لمحاتِ حیات ترتیب دیئے ہیں وہ صرف میرے مرشدِ کریم ہی نہیں والدِ ماجد بھی ہیں۔ اِن کا سفر و حضر، قیام و طعام، عبادات و معاملات، غرض زندگی کا ایک ایک لمحہ احباب اور عقیدت مندوں کے سامنے گزرا ہے۔ لیکن آپ کی اولاد، احباب اور عقیدت مندوں میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ہم حضور قبلہ عالمؒ کے مرتبہ اور مقامِ ولایت سے شناسا ہیں۔ گویا ''لمحاتِ کرم'' ہماری ظاہری آنکھ کا مشاہدہ ہے آپ کے حقیقی مقام و مرتبہ کا بیان نہیں۔ ''لمحاتِ کرم'' ہماری یادداشتوں کا مجموعہ ہے احوالِ کرم ہرگز نہیں۔ ''لمحاتِ کرم'' آپ کی ظاہری حیات کی داستان ہے کیفیاتِ کرم نہیں۔ لہذا میں حضور کے مراتب، احوال اور کیفیات کے بیان سے معذور ہوں۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے احوال و کیفیات نہ تو کوئی انسان سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اُن کے بیان کیلئے آج تک کوئی الفاظ ایجاد ہوئے ہیں۔ میں نے تو فقط احباب کے سینوں سے حضور قبلہ عالمؒ کے فرمودات اور یادداشتوں کے حسین پھولوں کو لیکر ایک گلدستہ سجایا ہے۔ تاکہ یہ رُوح پرور مہک چند سینوں تک محدود نہ رہے بلکہ ایک عالم اس دلنشیں مہک سے مستفیض ہو سکے۔

میں نے آپ کا اُسوہ عقیدت مندوں کے سامنے رکھ دیا ہے تاکہ صراطِ مستقیم سے کوئی بھٹک نہ جائے۔ آپ کے مراتب کے اسباب تحریر کر دیئے تاکہ آپ کی نسل اپنی اصل عظمت و عزت کو بھول نہ پائے۔

☆ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ ہر واقعہ اور کرامت کو من وعن لکھا جائے تاکہ اس میں مبالغے کا شائبہ نہ ہو۔ پھر بھی اس میں کوئی کمی کجی رہ گئی ہو تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

☆ حضور قبلہ عالمؒ نے ہمیں زندگی بھر شریعتِ مطہرہ پر گامزن رہنے کا درس دیا۔ اگر کوئی بات خلاف واقعہ لکھی گئی ہو تو اُسے میری کمزوری تصور کریں کہ میں تحقیق و تالیف کا حق ادا نہ کر سکا۔ جو بات قرآن و حدیث سے متابقت نہ رکھے اس کی کوئی حیثیت نہیں اور یہی ہمارے مشائخ عظام کا معیارِ طریقت ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ''

میں آخر میں اپنے رفیقِ کار لالہ محمد رفیق طاہر صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ترتیب و تحقیق میں میرے ساتھ بھرپور محنت اور معاونت فرمائی۔ اگر ان کی رفاقت نہ ہوتی تو یہ کتاب کم از کم دو سال ابھی اور شائع نہ ہوتی۔

خداوندِ کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق سے ہمیں اس نابغہ ءعصر، مردِ کامل کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اُن کا عمل و اخلاص اور سوزِ دروں ہمارے لیے نشانِ منزل رہے۔

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ آمین ثم آمین

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ — ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری غفرلہ،

بمطابق 23 ستمبر 2006ء — خادمِ خانہ زار......دربار کرم بار طاہر آباد (منگانی شریف) جھنگ

حضور قبلہ عالمؒ کا سلسلہ فقر المعروف شجرۂ طریقت

شجرۃ طیبۃ" اَصلھا ثابت" وَ فرعھا فی السّماءِ ھذہٖ سلسلتی من مشائخی فی طریقۃ العالیہ القادریۃ القطبیۃ الکرمیۃ رضوان اللّٰہ تعالیٰ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

(۱) سید الکونین و رسول الثقلین خاتم الانبیاء احمدِ مجتبیٰ حضرت ابوالقاسم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(وصال با کمال ۱۲ ربیع الاول شریف سنہ ۱۱ھ مزار پُر انوار مسجد نبوی ﷺ، مدینہ منورہ)

(۲) اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(شہادت ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ مزار اقدس نجفِ اشرف، عراق)

(۳) سید الشہداء، سبطِ رسول اللہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ وعلیٰ ابیہ وامہٖ وجدّہٖ الصلوٰۃ والسلام

(شہادت ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ مزار کربلائے معلی، عراق)

(۴) حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ وآباءٗ السلام

(شہادت ۱۸ محرم الحرام سنہ ۹۴ھ مزار جنت البقیع، مدینہ منورہ)

(۵) حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام

(وصال ۷ ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۱۴ھ مزار جنت البقیع، مدینہ منورہ)

(۶) حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام

(شہادت ۲۴ شوال المکرّم سنہ ۱۴۸ھ مزار جنت البقیع، مدینہ منورہ)

(۷) حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(شہادت ۵ رجب المرجب سنہ ۱۸۳ھ مزار کاظمین شریفین بغداد شریف، عراق)

(۸) حضرت سیدنا امام علی رَضا علیہ السلام

(شہادت ۱۹ صفر سنہ ۲۰۳ھ مزار مشہد مقدس۔ ایران)

(۹) حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۲ محرم الحرام سنہ ۲۰۰ھ مزار الکرخ۔ بغداد شریف (کُہنہ)، عراق)

(۱۰) حضرت شیخ سِرّی سَقَطی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۳ رمضان المبارک سنہ ۲۵۳ھ مزار گورستانِ شونیزیہ بغداد شریف، عراق)

(۱۱) سید الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

آئین جوانمرداں، حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ

المشہور حضور قبلہ عالم منگانوی

حضرتِ اعلیٰ پیر سید سردار علی شاہ بخاریؒ

حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قادریؒ

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ

حضرت پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری ؒ
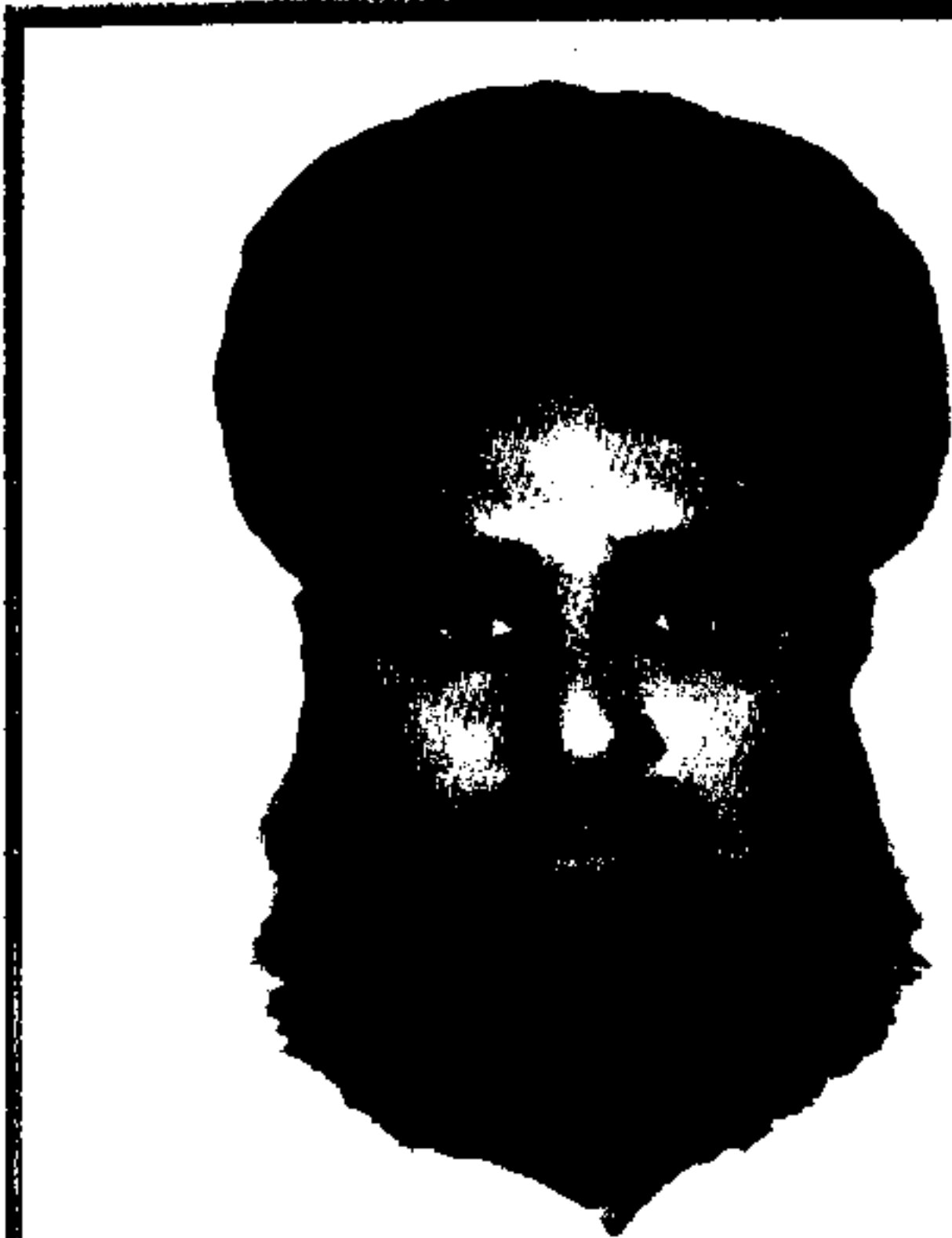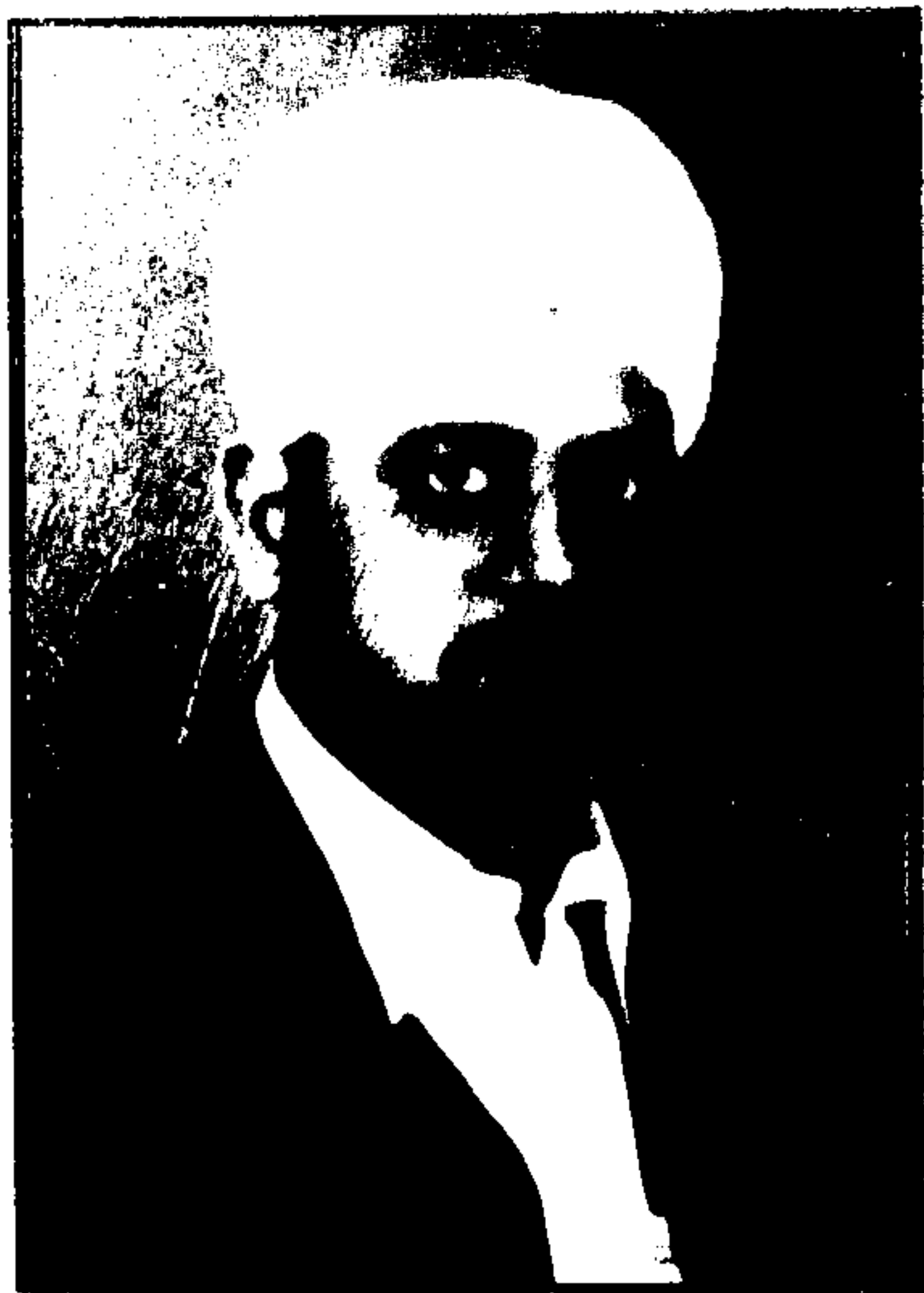
حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب قادری

جناب پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

جناب پیر محمد اختر حسین صاحب قادری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

حضور قبلہ عالمؒ ۔ عمر کے مختلف ادوار میں

ہوتا ہے کوہ، دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر، خزف کو کرے نگیں

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری
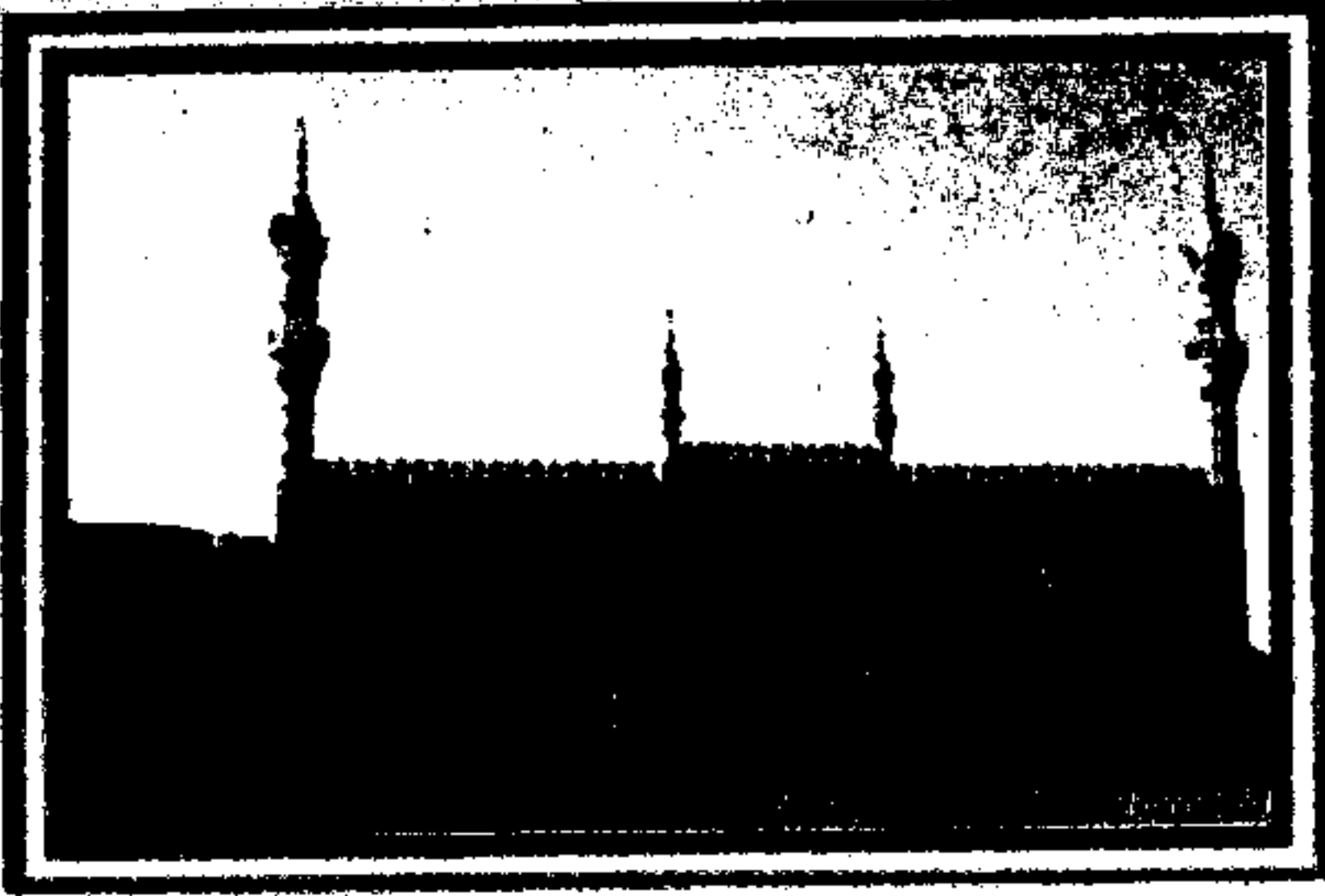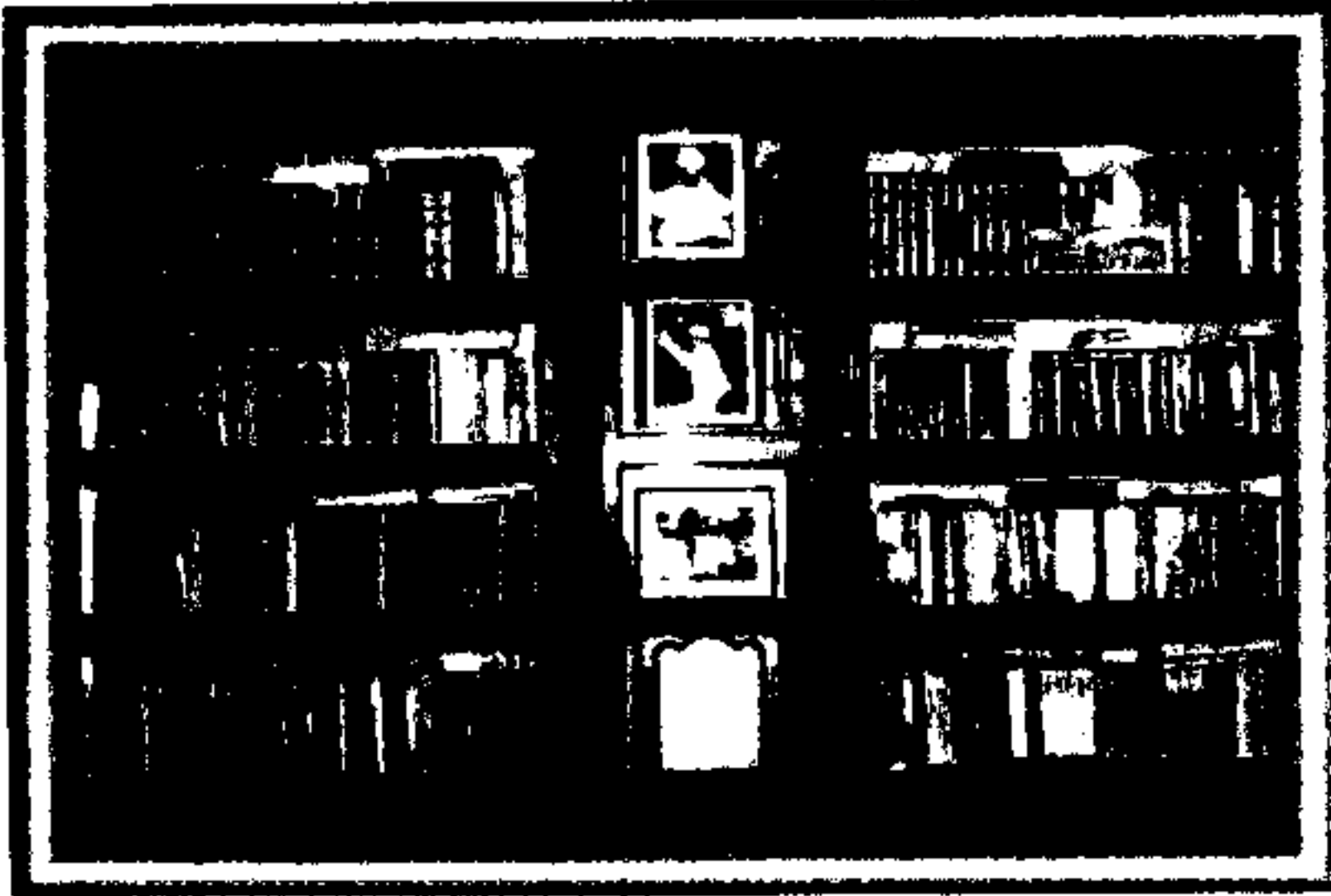
روضہ مبارک

جامع مسجد

الکرم اسلامک لائبریری
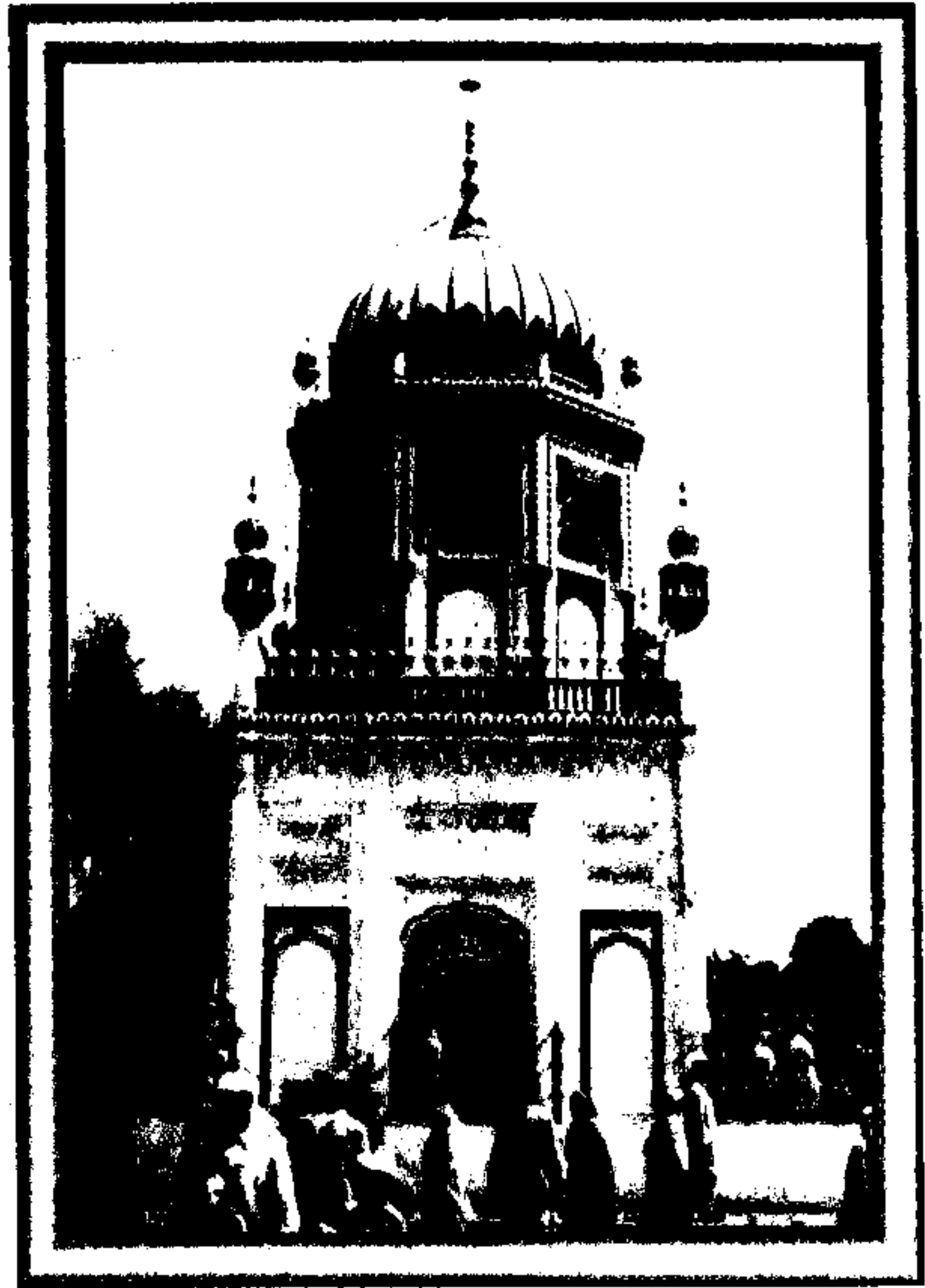
آرام گاہ اقدس

جناب پیر گل فردوس صاحب

ایوانِ کرم (تبرکات)

مہمان خانے
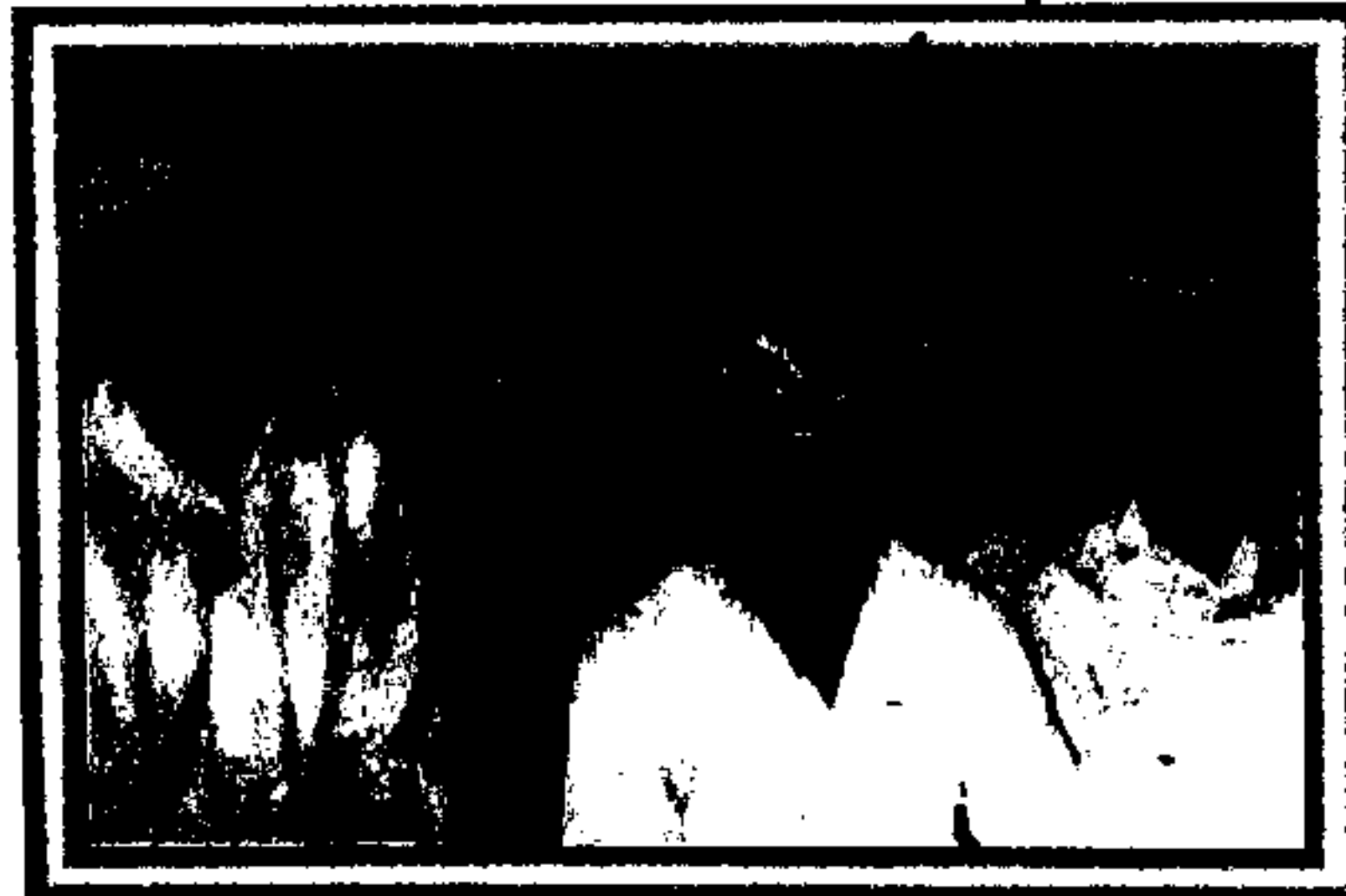
عرس مبارک

حضور قبلہ عالمؒ اور حضرت ضیاء الامتؒ

جلوس میلاد النبی ﷺ

پیر اختر حسین کے نکاح کا منظر

مخدوم شاہ محمود قریشی، پیر محمد مظہر حسین صاحب، علامہ ڈاکٹر طاہر القادری، پیر سید محمود محی الدین گیلانی، پیر محمد طاہر حسین، سید خورشید گیلانی اور پیر سید نصیر الدین گولڑوی خطاب کرتے ہوئے

(قدوۃ الاولیاء سیمینار لاہور)

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

حضور قبلہ عالمؒ کے مختلف انداز

(وصال ۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ مزار گورستانِ شونیزیہ بغداد شریف، عراق)

(۱۲) حضرت شیخ ابوبکر جعفر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۲۸ ذی الحجہ ۳۳۴ھ مزار مقامِ سامرہ بغداد شریف، عراق)

(۱۳) حضرت شیخ ابو الفضل عبدالواحد تمیمی یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۹ جمادی الثانی ۴۲۵ھ مزار مقبرہ امام احمد بن حنبلؒ بغداد شریف، عراق)

(۱۴) حضرت شیخ ابوالفرح یوسُف طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۳ شعبان المعظم ۴۴۷ھ مزار طرطوس، شام)

(۱۵) حضرت شیخ ابوالحسن علی ہکّاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ مزار قصبہ ہکار۔ بغداد شریف، عراق)

(۱۶) حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخز ومی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۷ محرم الحرام ۵۱۳ھ مزار مدرسہ غوثیہ اعظمیہ باب الازج۔ بغداد شریف، عراق)

(۱۷) محبوبِ سُبحانی غوثِ صمدانی حضور سیّدنا شیخ محی الدّین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی

(وصال ۱۱ ماہِ ربیع الثانی ۵۶۱ھ مزار باب الازج المشہور بابُ الشیخ۔ بغداد شریف، عراق)

(۱۸) حضرت سیدنا سیف الدین عبدالوہاب بن حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۲۵ شوّال المکرّم ۵۹۳ھ مزار مقبرہ حلبہ۔ بغداد شریف، عراق)

(۱۹) حضرت سیدنا صفی الدین عبدالسلام صوفی بن حضرت سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۳ رجب المرجب ۶۱۱ھ مزار مقبرہ حلبہ۔ بغداد شریف، عراق)۔

(۲۰) حضرت سیدنا ابوالعباس احمد بن حضرت سیدنا عبدالسلام صوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۲۵ رجب المرجب ۶۳۰ھ مزار حلب، شام)

(۲۱) حضرت سیدنا مسعود احمد بن حضرت سیدنا ابوالعباس احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۵ شعبان المعظم ۶۶۰ھ مزار حلب، شام

(۲۲) حضرت سیدنا ابوالحسن علی بن حضرت سیدنا مسعود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۲ محرم الحرام ۷۱۵ھ مزار حلب، شام)۔

(۲۳) حضرت سیدنا شاہ میر بن حضرت سیدنا ابوالحسن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۸ ماہ ذیقعد ۷۶۶ھ مزار حلب، شام)

(۲۴) حضرت سیدنا شمس الدین بن حضرت سیدنا شاہ میر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۸۳۴ھ مزار حلب، شام)

(۲۵) حضرت سید محمد غوث گیلانی اوچوی بن حضرت سیدنا شمس الدین رضیٰ اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۷ رجب المرجب ۹۲۳ھ مزار اُوچ شریف ضلع بہاول پور، پاکستان)۔

(۲۶) حضرت سید عبدالقادر ثانی بن حضرت سید محمد غوث گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

(وصال ۱۸ ربیع الاول شریف ۹۴۰ھ مزار ''اندرونِ روضہ حضرت سید محمد غوث گیلانی'' اُوچ شریف ضلع بہاول پور، پاکستان)۔

(۲۷) حضرت سید محمد غوث بالا پیر بن حضرت سید زین العابدین بن حضرت سید عبدالقادر ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۹ شوال المکرّم ۹۵۵ھ مزار ستگھرہ شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان۔

(۲۸) حضرت سید عبدالقادر ثالث بن حضرت سید محمد غوث بالا پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۱۰۲۲ھ مزار ''اندرون روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)

(۲۹) حضرت سید عبدالوہاب بن حضرت سید عبدالقادر ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۱۰۳۷ھ مزار ''اندرونِ روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)۔

(۳۰) حضرت سید زین العابدین بن حضرت سید عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(تاریخ وصال نامعلوم مزار ''اندرون روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)

(۳۱) حضرت سید عبدالرزاق المشہور حضرت شاہ چراغ لاہوری بن حضرت سید عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۲۲ ماہ ذیقعد ۱۰۶۸ھ مزار ''روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)

(۳۲) حضرت سید مصطفیٰ گیلانی بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(وصال ۱۳ شعبان المعظم ۱۰۸۴ھ مزار ''بیرون روضہ حضرت شاہ چراغ بجانب مغرب'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)

(۳۳) حضرت سید محمود گیلانی بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(تاریخِ وصال نامعلوم مزار ''بیرون روضہ حضرت شاہ چراغ'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)

(۳۴) حضرت سید مجتبیٰ گیلانی بن حضرت سید مصطفیٰ گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

(تاریخ وصال نامعلوم مزار ''بیرون روضہ حضرت شاہ چراغ بجانب مغرب'' نزد ہائیکورٹ لاہور، پاکستان)

(۳۵) حضرت سید حیدر بخش بن سید اللہ بخش بن سید اسمٰعیل گیلانی بن حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(تاریخِ وصال نامعلوم مزار قصبہ سُلطان پور لودھی ریاست کپورتھلہ - ہندوستان)

(۳۶) حضرت سید غلام غوث بن سید غلام مرتضٰی بن سیّد عباد اللہ نوری از اولاد حضرت شاہ چراغ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(تاریخِ وصال نامعلوم مزار ''بیرونِ روضہ حضرت غوث بالا پیر'' ستگھرہ شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان)

(۳۷) حضرت سیّد امانُ اللہ المعروف سُلطان ہاتھیوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(وصال غالبًا ۱۲۵۰ھ مزار محلّہ سُلطان ہاتھی وان جھنگ شہر، پاکستان)

(۳۸) حضرت سید علی شیر بن حضرت سید فتح خان بن حضرت سُلطان ہاتھیوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(تاریخِ وصال نامعلوم مزار میرک شریف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ، پاکستان)

(۳۹) حضرت سیّد چراغ علی شاہ بن حضرت سیّد علی شیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(وصال ۳ صفر المظفر ۱۳۰۶ھ مزار میرک شریف تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ، پاکستان)

(۴۰) حضرت سیّد قُطب علی شاہ بُخاری قادری المشہور حضرت قُطب الاقطاب پیر محلوی نُور اللہ مرقدہ،
(وصال ۲۶ ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ مزار سندھیلیانوالی شریف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، پاکستان)

(۴۱) حضرت سیّد شیر محمد گیلانی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(وصال ۱۳ ماہ ذیقعد ۱۳۵۰ھ مزار فتح پُور شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان)

(۴۲) حضرت سیّد سردار علی شاہ بُخاری قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(وصال ۸ شوّال المکرّم ۱۳۸۷ھ مزار دہڑ شریف ضلع اوکاڑہ، پاکستان)

(۴۳) حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قطبی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
(وصال ۱۸ ماہ ربیع الثّانی ۱۳۷۳ھ مزار بلوآنہ شریف ضلع جھنگ، پاکستان)

(۴۴) حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری المشہور حضور قبلہ عالم منگانوی قدس اللہ سرہ المعنوی
(وصال ۱۸ ماہ ذیقعد ۱۴۱۱ھ مزار آستانہ عالیہ غوثیہ قطبیہ دربار کرمیہ طاہر آباد منگانی شریف ضلع جھنگ، پاکستان)

باب(1)

حضور قبلہ عالمؒ کے آباؤ اجداد (تاریخی پس منظر)

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

(وہ بات بڑی خوشی کی ہے جس میں یار کا بھید ہو اور وہ دوسروں کی کہانیوں میں بیان ہو)

شرفِ نسب: اسلام میں عزت و بزرگی کا معیار ذات پات نہیں بلکہ عزت و عظمت کا معیار تقویٰ ہے۔ لیکن نیک و صالح لوگوں کی اولاد ہونا بھی بہت بڑا شرف ہے۔ حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ ولی کی سات پشتوں میں برکت دیتا ہے۔ آباؤ اجداد کی صداقت اور شرافت اولاد کیلئے دنیا و آخرت میں باعث عزت اور اقوام عالم میں نسب کا احترام ایک مسلمہ امر ہے۔ سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر و موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے دو یتیم بچوں کی دیوار جو گر رہی تھی اور جس کے نیچے ان کا مال دفن تھا بلا معاوضہ تعمیر کرانا گویا اس امر کا باعث تھا کہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۔ ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ ''ابوھما'' سے مراد ان کا باپ نہیں تھا بلکہ بچوں کی ساتویں یا دسویں پشت کا بزرگ تھا۔ اس ولی اللہ سے نسبت کے باعث اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر و موسیٰ علیہ السلام سے یہ دیوار تعمیر کروائی - آباؤ اجداد کے نیک اور صالح ہونے سے ہی اولاد کو یہ فائدہ پہنچا سورہ طور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۝ (سورہ طور آیت ۲۱)

جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی پیروی کی تو ہم (آخرت میں) ان کی اولاد کو انہیں کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اپنے اعمال صالح کے انعامات میں سے بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں کئی مفسرین نے حضرت ابن عباس کی زبانی نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو بہشت میں اس کے ہمراہ اسی درجہ و مقام میں رکھیں گے تا کہ اس مومن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں

گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بھی یہ شرف نسب ہی کا احترام اور لحاظ ہے بشرطیکہ وہ اولاد مومن ہو۔

اولادِ علی المرتضیٰؓ: تمام اعوان مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد ہیں سیدنا علیؓ کی اولاد ہونا ان کے لئے سب سے بڑا شرف، تقدس، اعزاز اور فخر ہے۔ اعوانوں کے خون کے اندر جو شجاعت، سخاوت اور اولوالعزمی کی جھلک موجود ہے یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خون کا اثر اور صدقہ ہے جس ذات کی نسل پاک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلبیت ہونے کا شرف عطا کیا ہو۔ اس مقدس ہستی کی نسل و خون سے ہونا اتنا بڑا اعزاز اور عظمت ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی اظہار تشکر کیا جائے کم ہے مؤرخین کی تصریحات کے مطابق سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی مختلف ازواج میں سے اٹھارہ بیٹے تھے۔ لیکن نسل کا سلسلہ پانچ بیٹوں سے چلا - باقی یا تو کم سنی میں وفات پا گئے یا شادی سے قبل کسی معرکہ میں شہید ہو گئے - کتاب ''نسب الاقوام'' (عربی) اور کتاب روضۃ الشہدا (فارسی) کے مطابق' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پانچ بیٹوں امام حسنؓ 'امام حسینؓ، عباسؓ علمدار، محمد بن حنیفہ اور عمر اطراف سے نسل چلی۔ کتاب التخفید کے مطابق آپ کے پانچوں فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے تاہم برصغیر پاک و ہند میں ایک خاص امتیاز ہے کہ حسنین کریمین کی اولاد کو سید اور باقی فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا

جاتا ہے لہٰذا برصغیر میں اعوان اور علوی دونوں لقب مشہور ہیں کتاب میزان ہاشمی و میزانِ قطبی اور خلاصۃ الانساب کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں اعوانوں کے مورث اعلیٰ حضرت عون المعروف قطب شاہ ہیں جو کہ غازی عباس علمدار کی اولاد میں سے ہیں کتب مذکورہ کی اصل عبارت اس طرح ہے۔'' **ومن العلوبین الاعوان و شجرتهم هٰذا** '' عون بن یعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب الہاشمی القریشی۔

(ترجمہ) علویوں سے اعوان ہیں اور انکا شجرۂ نسب اسطرح ہے۔ عون بن یعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابو طالب ہاشمی قریشی۔

حضرت عون بن یعلی جو کہ عبدالعلی، قطب حیدر اور قطب الہند کے نام سے بھی مشہور ہیں لیکن برصغیر میں زیادہ معروف ''قطب شاہ'' کے نام سے ہوئے اور اسی وجہ سے آپ کی اولاد کو ''قطب شاہی اعوان'' کہا جاتا ہے۔

قطب الہند حضرت عون المعروف قطب شاہ قادریؒ

آپ کی ولادت بقول صاحب خلاصۃ الانساب بغداد میں ہوئی آپ کا نام نامی ''عون'' کنیت سامی ''ابوعبداللہ'' تھی اس کے علاوہ کئی القاب سے شہرت پائی لیکن سب سے زیادہ معروف نام قطب شاہ ہے۔

صاحب میزانِ ہاشمی نے لکھا ہے'' آپ بڑے حسن خاطر، کمال دانا اور حاضر جواب تھے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ، حضور سیدنا غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ کی سگی بہن تھیں آپ نے حضور سیدنا غوث الاعظم کے دست اقدس پر بیعت کی اور انہی کے حسب الارشاد اپنی اولاد سمیت ہندوستان کی طرف ہجرت فرمائی ''میزان ہاشمی'' میں اس کا تذکرہ کچھ یوں ہے

کان قطباً من جانب الشیخ عبدالقادر الجیلی علی الهند فلهٰذا الشتهر لَقَبهٗ فیه بقطب شاه و اشتهر اولاده‘ فیه باسم اعوان.

یعنی عون، شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف سے ہندوستان کے قطب تھے۔ اس لئے قطب شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے اور ان کی اولاد اعوان کے نام سے مشہور ہوئی حضرت قطب شاہؒ ایک عرصہ تک ہندوستان میں تبلیغ دین اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے اور پھر حضور غوث پاک کے حسب فرمان واپس بغداد شریف آ گئے یہاں بعہد خلافت المستنجد باللہ بن المقتفی عباسی وصال فرمایا۔ حضور غوث پاک نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ قریش بغداد شریف میں تدفین ہوئی مشہور سیاح ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے'' باب البصرہ کے راستہ میں ایک بڑی عمارت والی زیارتگاہ ہے۔ اس میں ایک چوڑے تعویذ کا مزار ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے ''ھذا قبر عون من اولاد علی بن ابی طالب'' یہ عون کا مزار ہے جو

حضرت علی ابن ابو طالب کی اولاد سے ہیں

برصغیر میں حضرت قطب شاہ کی شہرت کا باعث ان کی ولائت یا مرتبہ قطبیت پر فائز ہونا نہ تھا بلکہ آپ برصغیر میں ایک عظیم مجاہد کے طور پر بہت معروف ہوئے یہاں ہندو راجاؤں سے آپ نے جہاد بالسیف کیا اور کئی راجاؤں کو شکست دے کر اسلام کی تیغ کے سائے میں لائے ''باب الاعوان'' میں درج ہے آپ بڑے مجاہد ہوئے ہیں باقاعدہ ایک لشکر لے کر ہرات کے راستہ بغداد سے ہندوستان آئے اور پنجاب کے اہل ہنود کے ساتھ کافی عرصہ مصروف جہاد رہے

حضرت قطب شاہ نے پنجاب میں کوہستان نمک کو اپنا مسکن بنایا جو آج تک اعوانوں کا مسکن قدیم ہے۔ آپ نے چار شادیاں کیں پہلی شادی حضرت عائشہ سے ہوئی تھی اور باقی تین شادیاں ہندوستان میں آ کر کیں۔ جن میں کل گیارہ بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔

1- حضرت عائشہؒ (جو حضور غوث پاکؓ کی خالہ تھیں) ان کے بطن سے دو بیٹے۔ عبداللہ عرف گولڑہ اور محمد عرف کندلان پیدا ہوئے۔

2- بی بی خدیجہ (جو ہندوستان سے تھیں) سے تین بیٹے محمد علی، فتح علی، نجف علی اور ایک بیٹی فاطمہ پیدا ہوئی۔

3- بی بی زینب (یہ بھی ہندوستان کی تھیں) ان کے بطن سے مزمل علی، جہان شاہ، زمان علی اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئی۔

4- بی بی ام کلثوم۔ (یہ بھی ہندوستان کی تھیں) ان کے بطن سے کرم علی، بہادر علی، نادر علی اور ایک بیٹی ہاجرہ پیدا ہوئیں۔

محمد کندلان بن حضرت قطب شاہؒ

محمد کندلان حضرت قطب شاہ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ عبداللہ کے سگے بھائی اور حضرت عائشہ کی اولاد تھے۔ حقیقت الاعوان کے مؤلف ہاشم الدین نے اور باب الاعوان کے مؤلف نور الدین نے بحوالہ تاریخ کندلانی۔ لکھا ہے میر قطب شاہ کا بیٹا محمد المعروف کندلان شمالی پنجاب کے کوہستان نمک دوآبہ آیا تھا اور یہ دوآبہ دریائے جہلم اور چناب کے درمیان واقع ہے آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام ''سکن شاہ'' تھا اور سکن شاہ کے بیٹے کا نام بدیع شاہ تھا۔ بدیع شاہ کے دو بیٹے فیروز شاہ اور مالک خان تھے۔

فیروز اور مالک خان دونوں ضلع خوشاب کے موضع پدھراڑ میں آباد تھے جو کہ ان کے والد بدیع شاہ نے آباد کیا تھا موضع پدھراڑ کے پہاڑ میں ایک مکان ہے جو کہ بھیومٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ پختہ مکان غیر آباد ہے اس میں ایک پتھر سے شفاف پانی کا چشمہ نکلتا ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ مکان بدیع شاہ کا تھا فیروز شاہ کی اولاد سے تتیال اور مالک خان کی اولاد سے ملکال مشہور اعوان گوتیں ہیں۔ ان کے علاوہ گندلانی، کندووال، گل شاہی، برتھ، برتھال اور سکوال بھی محمد کندلان کی اولاد سے ہیں ان کی اولاد پدھراڑ ضلع خوشاب، شاہ پور، سیال شریف اور کوہستان کے مشرقی حصہ دریائے جہلم

کے درمیان دوآبہ اور سندھ دوآبہ ضلع میانوالی میں آباد ہیں۔

فیروز شاہ کی اولاد کوہستان نمک پنجاب میں زیادہ آباد ہے۔ ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں دریائے سندھ کے کنارے اور دریائے سندھ اور دریائے کرم کے درمیان دوآبہ میں ایک گاؤں کنڈل آباد ہے کنڈل کے رہنے والے مکینوں کا دعویٰ ہے کہ وہ فیروز شاہ کی اولاد ہیں۔ اور محمد کندلان کی نسل میں سے ہیں ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ فیروز شاہ نے ایک شادی کنڈل میں بھی کی تھی۔ کنڈل کے رہنے والے لوگ بدیع شاہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کے مکان (بھیومٹ) کے نام کی نسبت سے بھمب مشہور ہوئے۔

بھمب اعوانوں کا جد امجد ''عمر اعوان''

بھمب اعوانوں کے جد امجد ''عمر اعوان'' نے تحصیل عیسیٰ خیل کے گاؤں کنڈل سے سولہویں صدی عیسوی میں ہجرت کی اور دوآبہ سندھ تحصیل پپلاں کو اپنا مسکن بنایا۔ دریائے سندھ کے درمیان یہ دوآبہ بہت زرخیز تھا۔ انہوں نے بہت بڑے علاقہ کو آباد کیا ضلع بنوں کے ریکارڈ کے مطابق عمر اور اس کی اولاد کے نام پینتیس ہزار کنال رقبہ کی ریاست ہے۔ عمر اعوان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی اور آج آپ کی اولاد کے کئی قصبے آباد ہیں مثلاً کنڈل، دوآبہ، بھمبانوالہ، اور ڈھینکانہ وغیرہ یہ تمام علاقے بھمبوں کے ہیں اور ان کا مرکز ''دوآبہ'' ہے جو کہ عمر کا مسکن تھا۔

بابا محمد اعظم اعوان

آپ عمر اعوان کی ساتویں پشت میں سے تھے ان کا شجرہ نسب ضلع بنوں کے محکمہ مال کے ریکارڈ میں کچھ یوں درج ہے۔ ''محمد اعظم ولد خان محمد ولد غلام محمد ولد احمد ولد شہباز، ولد محمد صدیق ولد حسن ولد عمر''

بابا محمد اعظم عالمِ شباب میں انتقال کر گئے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ محمد عبداللہ، غلام محمد، نور محمد اور اللہ یار، بابا محمد اعظم کے انتقال کے بعد ان کی بیوی اپنے بیٹوں کو لیکر ''نواں'' تھانہ چکڑالہ کے گاؤں میں اپنے میکے چلی آئی۔ کیونکہ بابا محمد اعظم کا صرف ایک بھائی برخوردار تھا جو پہلے ہی فوت ہو چکا تھا بچے بہت چھوٹے تھے ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اسلئے بابا محمد اعظم کی بیوی نے وہاں سے مجبوراً ہجرت کی۔ یہ ہجرت انیسویں صدی کے وسط میں ہوئی ان کے والد فقیر نور حسینؒ ایک کامل ولی اللہ تھے۔ تھانہ چکڑالہ کے گاؤں نواں میں آباد تھے۔ بچوں کے باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد فقیر نور حسین نے اپنے نواسوں کی دینی و مذہبی تربیت کی اور چاروں نواسوں کو قرآن مجید کی تعلیم دلوائی۔ ولی کامل کی تربیت نے بچوں کو مذہبی اور محبِ دین بنا دیا۔ یہ مرد فقیر کی تربیت ہی کا اثر تھا کہ دوآبہ کا یہ زمیندار گھرانہ خالص دینی و مذہبی خاندان بن گیا اور نسل درنسل کئی پشتوں تک امامت کے فرائض انجام دیتا رہا۔ فقیر نور حسین کا مزار آج بھی نواں کے

قبرستان میں موجود ہے۔اور ''بنی والہ فقیر'' مشہور ہے۔ان کے مزار پر بیری کے درخت تھے کوئی آدمی ان درختوں پر نہیں چڑھ سکتا تھا جو بھی بچہ بیری کے درخت پر چڑھتا، بیر کھاتا اس کو بخار ہو جاتا اور رات کو ڈرتا، جب یہ بات مشہور ہو گئی تو کوئی بھی ڈر کے مارے ان درختوں کے قریب نہ جاتا ایک دن آپ کے نواسے بابا غلام محمد کو کسی نے کہا تمہارا نانا عجب فقیر ہے کہ کسی بچے کو بیر نہیں کھانے دیتا۔ وہ غصہ کے عالم میں نانا کی مزار پر آئے اور کہا نانا جان! یہ کیسی فقیری ہے کہ بچوں کو بیر بھی نہیں کھانے دیتا۔اب اگر کسی بچے کو تکلیف ہوئی تو میں تمہاری قبر کھول دوں گا۔اس دن سے لیکر آج تک پھر کسی بچے کو ان درختوں سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔آج بھی آپ کے مزار پر ہر جمعرات کی شام چراغ جلائے جاتے ہیں۔تاہم یہ معلوم نہ ہو سکا کہ فقیر نور حسین کا اصل وطن کونسا تھا اور ان کا محمد اعظم سے داماد کے علاوہ بھی کوئی رشتہ تھا یا نہیں۔لیکن یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فقیر نور حسین ایک مرد کامل ولی اللہ تھے اور ہندوؤں کے گاؤں نواں میں مسلمانوں کے دینی رہبر تھے۔یہ بات بھی ثابت ہے پیر پٹھان حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کے مرید تھے۔

فقیر نور حسین کے وصال کے بعد بابا محمد اعظم کے سب سے چھوٹے بیٹے اللہ یار بھائیوں کے باہمی مشورہ سے نواں سے دوآبہ اپنی زمینوں پر چلے گئے اور کئی سالوں تک وہاں مقیم رہے پھر بھائیوں اور والدہ کے اصرار پر واپس نواں آگئے۔

بابا جی مولٰینا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور قبلہ عالمؒ کے پردادا تھے اور اپنے بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے آپ کو نانا بزرگوار نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کا مرید کروایا۔اس سے قبل یہ خاندان نسل در نسل قادریہ سلسلہ سے منسلک رہا کہ حضور غوث پاکؒ نے ہی تبلیغ وارشاد کیلئے اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت قطب شاہؒ کو ہندوستان روانہ فرمایا تھا لیکن آپ پہلے شخص تھے جو اپنے نانا بزرگوار کی وساطت سے تونسہ شریف سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔

آپ کی والدہ نہایت متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں انہیں اپنے پیر ومرشد سے اس قدر والہانہ لگاؤ تھا کہ جب بھی روٹیاں پکاتیں۔آٹا نکالتی یا کسی اور کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ لگاتیں تو ایک مٹھی بھر کے ایک الگ برتن میں رکھ لیتی سال بھر یہ چیزیں جمع کرتی رہتی اور پھر سال کے بعد اپنے پیر کے عرس پر یہ سب چیزیں لے جاتی اپنی اولاد کی تربیت نہایت سادگی، ایمانداری اور تقویٰ کے ساتھ کی۔اس نیک خاتون کا انتقال رات کے اندھیرے میں ہوا۔اپنے کمرہ میں تنہا تھیں کوئی ان کے پاس موجود نہ تھا ایک دم کمرہ روشن ہو گیا۔پڑوسی سمجھے کہ کمرے کو آگ لگ گئی ہے دوڑ کر آئے لیکن کمرے سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔اندر داخل ہوئے تو یہ صالح خاتون زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی اور زبان پر کلمہ کا ورد جاری تھا بس اسی حال میں وصال فرما گئیں۔

جب کوئی مرید آپ کے شیخ کی طرف سے لنگر کا حصہ لینے کیلئے اس علاقہ میں آتا تو حضرت خواجہ تونسویؒ اسے تاکید فرماتے صرف فقیر نور حسین کے گھر رہنا ہے جب یہ مرید حضرت خواجہ تونسوی کے دوسرے مریدوں کے پاس لنگر کی غرض سے جانے لگتا تو آپ اپنے بیٹے بابا جی غلام محمد کو ساتھ بھیجتیں بابا جی غلام محمد کئی دن مرشد خانہ کیلئے لنگر اٹھائے رکھتے۔ کافی دنوں تک لنگر جمع کیا جاتا پھر یہ لانگری اپنے شیخ کے حسب الارشاد کچھ لنگر اس صالح خاتون کو پیش کرتے مگر وہ کہتی کہ میرے مرشد سے عرض کرنا مجھے اس لنگر کی نہیں آپ کی نظر کرم اور دعاؤں کی ضرورت ہے جب یہ مرید واپس تونسہ شریف جاتے تو حضرت خواجہ تونسویؒ تمام احوال پوچھتے کہاں ٹھہرا کس نے کتنا لنگر دیا؟ آخر میں پوچھتے کہ فقیر نور حسین کی بیٹی کو کتنا دیا تو مُریدان کا پیغام عرض کر دیتا کہا جاتا ہے کہ ایک بار نہیں بلکہ کئی سال اس کے جواب میں یہی فرمایا کہ ''اس نے لنگر میں سے تو حصہ نہیں لیا مگر فقر میں ہم سے حصہ وصول کر لیا ہے''

بابا جی غلام محمد نہایت پارسا، اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ اتنے نیک سیرت اور ہر دلعزیز تھے کہ نواں کے بوڑھے، بچے اور جوان ہر وقت آپ کے گرد جمع رہتے۔ آپ بے حد میٹھی میٹھی باتیں کرتے۔ بچوں، بڑوں اور عورتوں سے اسقدر پر لطف گفتگو کرتے کہ گاؤں بھر میں ہر وقت آپ کی باتوں کا تذکرہ رہتا۔ آج بھی لوگ آپ کی بہت سی باتیں مثالیں دے دے کر بیان کرتے ہیں۔

حضرت بابا جی امام مسجد کے فرائض انجام دیتے تھے لیکن کبھی کسی مقتدی سے کچھ وصول نہ کرتے تھے۔ قرآن مجید بے لوث پڑھاتے۔ اس زمانہ میں گھی، سوتر اور شکر۔ کوٹہ پر ملا کرتی تھی۔ یہ کوٹہ آپ کو مل گیا کاروبار خوب چمکا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فکر معاش سے آزاد و غنی کر دیا۔

آپ نے اپنے ننھیال میں شادی کی۔ آپ نے بیسویں صدی کے شروع میں نواں پر وصال فرمایا۔ مزار اقدس نواں کے نواحی قبرستان میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف ایک بیٹا عطا فرمایا تھا جس کا نام ''یار محمد'' تھا۔

مولیٰنا خواجہ یار محمد صاحب قادری قدس سرہٗ

آپ بابا جی مولیٰنا غلام محمد کے اکلوتے فرزند تھے۔ ولادت باسعادت ایک اندازے کے مطابق **1870**ء اور **1880** کے درمیان نواں ضلع میانوالی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ انگریزی تعلیم تو حاصل نہ کر سکے البتہ عربی کی ابتدائی کتب اور ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ اپنے والد ماجد کی طرح آپ نے بھی امامت جیسے مقدس فریضہ سے اپنے آپ کو منسلک کر لیا۔ سونک، پیڑ اور سید آباد کی مساجد میں امامت کے فرائض سر انجام دیئے۔ ساری زندگی لوگوں کو قرآن مجید کا درس دیا۔ آپ نہ صرف مسجد میں بلکہ گھر میں بھی باقاعدہ مدرسہ کی صورت میں قرآن مجید کی تعلیم دیتے۔ نواں کی اکثریت نے آپ ہی سے قرآن مجید پڑھا۔ کثرت تلاوت اور درس کے باعث قرآن پاک کا بیشتر حصہ آپ کو یاد ہو گیا تھا۔ کوئی شخص جہاں تلاوت کر رہا ہوتا اور دوران تلاوت اس سے

غلطی ہو جاتی تو آپ بن دیکھے اصلاح فرماتے۔ تلاوت کلام پاک سے اسقدر محبت تھی کہ روزانہ دس پارے تلاوت کرنا آپ کا عمر بھر کا معمول تھا اس طرح ہر تیسرے روز قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو سال کی طویل عمر عطا فرمائی تھی۔ آخری ایام تک تلاوت کے معمول میں فرق نہ آنے دیا۔ قدرت کی طرف سے نہایت قوی اعضاء عطا ہوئے تھے حتی کہ وفات کے دن بھی نماز تہجد کی ادائیگی کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود نظر اتنی تیز تھی کہ باریک حروف والے قرآن مجید پر تلاوت فرماتے۔

آپ کے زیر تلاوت رہنے والے قرآن مجید راقم السطور کے پاس محفوظ ہیں شروع میں اپنے والد ماجد کے مرشد حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے مرید ہوئے۔ لیکن جب ان کا وصال ہو گیا تو حضرت خواجہ نے آپ کو حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کا مرید کروایا۔ آپ کو اپنے مرشد کامل حضرت اعلیٰ دہڑوی سے اسقدر والہانہ عقیدت و محبت تھی کہ جب بھی ان کا ذکر فرماتے ادب سے گردن جھکا لیتے اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے جس دن آپ کو اپنے مرشد کے وصال کی خبر ملی نہایت بیقراری میں آہ بھری اور فرمایا

''دنیا توں چانن مک گیا اے'' (دنیا سے روشنی ختم ہو گئی ہے)

آپ نے ایک طویل عرصہ نواں کی سرزمین پر گزارا۔ اپنی نیک فطرت، شرافت اور تقویٰ کے باعث بہت قدر و عزت پائی۔ آپ نے قناعت پسندی اور درویشی کی زندگی بسر کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو کبھی کسی چیز کی کمی نہ دی۔ نواں میں جب بھی کوئی مجبور ہوتا یا کسی پر کوئی مصیبت آن پڑتی تو وہ رقم یا گندم آپ ہی کے گھر سے لے لیتا۔

1968ء میں حضرت قبلہ عالم منگانوی کے اصرار پر آپ نے نواں سے جھنگ ہجرت فرمائی اور بقیہ حیات یہیں بسر کی۔ آپ بے حد شریف النفس، کم گو اور نہایت صابر و شاکر تھے۔ طبیعت میں کمال درجہ کی انکساری تھی۔ عموماً سادہ لباس سفید، چادر، قمیض پہنتے اور سر پر پگڑی باندھا کرتے۔ پاؤں میں چمڑے کا سادہ پاپوش پہن لیتے۔ آخری عمر میں قد چھوٹا دکھائی دیتا تھا کیونکہ بڑھاپے کے باعث جھک گئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جوانی میں مضبوط جسم کے ساتھ ساتھ قد آور شخص تھے۔ رنگ سانولا تھا البتہ ایام جوانی میں چہرہ سرخ دکھائی دیتا تھا۔ عمر بھر عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ بچپن سے وصال تک فرض نمازوں کے علاوہ تہجد بھی ترک نہیں کی۔ خود فرماتے تھے کہ میں نے سترہ سال کی عمر میں تہجد شروع کی پھر قضا نہیں کی بلوآنہ شریف میں بھی باقی زندگی ہمہ وقت مسجد میں رہتے۔ صرف اور رات کو گھر تشریف لاتے۔ اتنے صابر و شاکر تھے کہ پوری زندگی کسی بہو یا پوتے پوتیوں سے کوئی چیز نہیں مانگی یہاں تک کہ گھر والوں سے کبھی کھانا نہ مانگا جس وقت جو مل جاتا کھا لیتے کسی سے کبھی کوئی فرمائش نہیں کی۔

اکثر یہ دعا مانگتے ''یا اللہ میرا مشکل وقت آسان کرنا'' گھر والے پوچھتے مشکل وقت کونسا ہوتا ہے؟ فرماتے انسان پر مشکل ترین وقت موت کا وقت ہے۔ وصال سے ایک روز قبل آپ نے غسل فرمایا۔ اسی روز دوپہر کے بعد ہلکا سا بخار

ہو گیا۔ دوسرے دن نماز مغرب کے بعد گھر میں موجود تمام احباب کو بلایا۔ سب حاضر ہوئے بابا خادم حسین گجراتی کو سورۃ یٰسین پڑھنے کا حکم دیا۔ خود بھی ساتھ ساتھ پڑھنے لگے۔ برادرم پیرنجی حسین صاحب اور دیگر گھر والوں کو کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ پھر اپنا چہرہ قبلہ رو کر کے کچھ پڑھنے لگے۔ ذکر جاری تھا اور آپ کے ہونٹ مبارک ہلتے رہے اچانک ہونٹوں کی حرکت رک گئی۔ گھر والوں نے ہاتھ لگایا تو باباجی وصال فرما چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مشکل وقت ایسا آسان بنا دیا کہ ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔

3 دسمبر 1973ء بروز پیر بمطابق ۷ ذیقعد ۱۳۹۳ھ رات آٹھ بجے آپ نے وصال فرمایا۔ دوسرے دن بعد از نماز ظہر آپ کو غسل دیا گیا۔ دوران غسل بقول مولوی شمس الدین آپ کے جسم مبارک سے بار بار روشنی نمودار ہوتی۔ آپ کے پوتے اور ممتاز عالم دین پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کو اپنے نورِ نظر حضرت خواجہ بلوآنوی کے روضہ مبارک کے باہر دروازہ کے قریب دفن کیا گیا۔ والد کی طرح آپ کی شادی بھی ننھیال میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ حضرت باباجی علی گل، حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری اور باباحاجی فضل الٰہی صاحب ایک بیٹا جو کہ بچپن میں فوت ہو گیا تھا اُس کا نام علی محمد تھا۔ بیٹی بھی بچپن ہی میں فوت ہو گئی اللہ تعالیٰ آپ پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

فخرِ خاندانِ قادریہ، شہبازِ بارگاہِ قطبیہ

خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ حافظ گُل محمد قطبی قادری

نور اللّٰہ رُوحُہ، و افَاضَ علَینا فتُوحُہ'

(راقم السطور نے حضرت خواجہ کے حالات و کوائف پر مشتمل ایک مبسوط سوانح حیات ''جمالِ حافظؒ'' کے نام سے مرتب کی ہے یہاں پر نہایت اختصار کے ساتھ اس میں سے چند اقتباسات لئے جاتے ہیں)

قبلۂ اہلِ صفاء ہیں میرے خواجہ حافظؒ　　معدنِ لطف و عطا ہیں میرے خواجہ حافظؒ

ان کی توصیف میرے منہ سے ادا ہو مشکل　　مظہرِ نورِ خدا ہیں میرے خواجہ حافظؒ

ولادت باسعادت: ضلع میانوالی کے گاؤں ''وادیٔ نواں'' میں حضرت خواجہ کی ولادت باسعادت **1914ء** بمطابق ۱۳۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے والدین اس بشارتِ عظمیٰ سے آگاہ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو ایک مجذوب فقیر نے بشارت دی تھی کہ تمہارے بطن سے ولایت کا نور نظر آتا ہے لہذا آپ کے والدین آپ کی ولادت پر شاداں و نازاں ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر میں ایک نورانی چراغ روشن فرمایا ہے۔

بچپن اور تعلیم و تربیت: حضرت خواجہ نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز گاؤں کی جامع مسجد سے کیا آپ کے والدین کو آپ سے اُنسِ خاص ہونے کے باعث حافظِ قرآن بنانے کا شوق ہوا اور اس وقت کے امام مسجد اور نہایت متقی شخص مولینا قمرالدین صاحب کے پاس لے گئے وہ اس وقت بہت کم لوگوں کو حفظ کرواتے تھے انہوں نے فرمایا۔ ''آپ کا بیٹا سحری کے وقت اُٹھ کر پڑھے تب حفظ کر سکے گا''۔ تو حضرت خواجہ کے والدِ گرامی نے فرمایا آپ محنت کریں رات کو بیدار کرنے کی کوشش ہم کریں گے۔ حضرت خواجہ کے بڑے بھائی باباجی علی گُل صاحبؒ فرماتے۔ ہمارے والدین کو حضرت خواجہ کو حافظ بنانے کا اس قدر اشتیاق تھا دونوں میاں بیوی رات کو باری باری سوتے تاکہ سحری کے وقت دونوں کی آنکھ نہ لگ جائے۔ اور حضرت خواجہ کا سبق رہ نہ جائے۔ پچھلی رات ہوتی حضرت خواجہ کو اٹھاتے، چراغ جلاتے اور دونوں میاں بیوی مسجد ساتھ آتے۔ مسجد میں سناٹا ہوتا۔ حضرت خواجہ قرآن مجید کھول کر بیٹھ جاتے اور آپ کے والدین نوافل و اذکار کے علاوہ آپ کو دیکھتے رہتے۔

حضرت خواجہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں دوسرے اوصاف و کمالات عطا فرمائے تھے وہاں حافظہ بھی کمال کا نوازا تھا۔ اس لئے آپ نے بقول حضور قبلۂ عالم منگانویؒ صرف دس برس کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کر لیا۔ آپ کے ہم مکتب اور استاد صاحب لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا باکمال ذہن عطا فرمایا تھا جب منزل سنانے لگتے تو صرف ایک

بار قرآن مجید کھول کر پڑھتے اور نہایت غور سے دیکھتے پھر منزل سنا دیتے اور کمال یہ تھا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ آپ قرآن مجید سناتے ہوئے بھول گئے ہوں۔ قرآن مجید پڑھتے تو آنکھیں بند کر لیتے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ قرآن مجید اس قدر خوش الحانی سے پڑھتے کہ جب آپ کے سبق سنانے کا وقت آتا تو مسجد میں کئی لوگ جمع ہو جاتے بلکہ بعض اوقات آپ کے استاد گرامی کئی لوگوں کو آپ کا قرآن سنانے کے لئے بلاتے۔ قرآن سننے کے بعد آپ کو پیار کرتے اور بڑے فخر کا اظہار فرماتے۔

حفظِ قرآن کے بعد آپ کے والدین کو اور زیادہ تعلیم دلوانے کا اشتیاق ہوا۔ دورِ دراز مسلمانوں کے بڑے بڑے مدرسے تو موجود تھے لیکن آپ کی والدہ ایک لمحہ کے لئے بھی آپ سے جدا نہ رہ سکتی تھیں۔ اس لئے آپ کے والدین نے آپ کو ڈھوک غزن کے مدرسہ میں جہاں حضرت مولٰینا احمد صاحب درسِ نظامی کا ابتدائی کورس پڑھاتے تھے داخل کرانے کا فیصلہ کیا۔ ڈھوک غزن آپ کے گاؤں نواں سے شمال مشرق کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے اس مدرسہ میں والدین کو سب سے بڑی سہولت یہ دکھائی دی کہ شام کو ان کا نورِ نظر، لختِ جگر واپس گھر آ جائے گا۔ ابتداء میں آپ کے والدِ ماجد آپ کے ساتھ جاتے پھر آپ کے رضاعی بھائی قاضی میاں غلام رسول صاحب کو داخل کروا دیا گیا۔ دونوں اکٹھے صبح پیدل تشریف لے جاتے اور شام کو گھر واپس آ جاتے۔ یہاں آپ نے عربی، اردو، فارسی کی چند بنیادی کتب مثلاً کریمہ، نام حق، زلیخا اور صرف، نحو پر عبور حاصل کیا۔ اور بقول حضور قبلہ عالم منگانوی ؒ صرف دو سال میں یہ کورس مکمل کیا۔

حضرت خواجہ کا عالمِ شباب: بچپن اور لڑکپن کی طرح آپ کا عالمِ شباب بھی بے مثل تھا۔ آپ نہایت حسین اور پُرکشش نوجوان تھے، چہرہ انور کا رنگ اتنا سفید اور چمکدار تھا کہ ریش مبارک کے عکس کی جھلک رخساروں پر پڑتی تھی۔ پیشانی کشادہ اور روشن تھی، ناک پتلا اور اونچا تھا۔ آنکھیں بڑی تو نہ تھیں لیکن نہایت پُرکشش تھیں ان میں سرمہ ڈالتے تو مزید چمک اٹھتی تھیں۔ ابرو باریک اور معمولی خمدار تھے لب مبارک پتلے اور ان کی رنگت گلابی تھی۔ دندان مبارک چمکدار اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ ریش مبارک نہ تو زیادہ گھنی تھی اور نہ پتلی۔ گیسو کانوں کی لو کو چومتے۔ عالم شباب میں بالوں پر تیل لگا کر درمیان سے مانگ نکالتے تو چہرے کا حسن اور کھل اٹھتا۔ قد لمبا، سینہ کشادہ اور مضبوط جسامت کے مالک تھے۔ بہت نفیس اور قیمتی لباس پہنتے۔ ململ کا سفید کرتا اور لٹھے کی بڑی سفید چادر باندھا کرتے۔ سر پر ماپہ والی دستار باندھا کرتے۔ ہمیشہ ہاتھ میں ایک خوبصورت عصا ہوتا۔ جس گلی سے گزرتے لوگوں کی توجہ کا محور بن جاتے۔ گاؤں میں آپ کی جوانی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

جوانی میں کشتیاں کرتے اور بڑے بڑے جوانوں کو پچھاڑتے۔ اس وقت کے نامور کھلاڑیوں سے کبڈی کھیلتے۔ تیز دوڑنے میں بہت مشہور تھے۔ نہ صرف ماں، باپ بلکہ سارے خاندان میں لاڈلے تھے اس لئے کبھی کسبِ معاش نہ کیا۔ البتہ گھر میں صبح شام بچوں کو قرآن مجید پڑھا دیتے۔

ابدالِ وقت کی نواں آمد اور آفتابِ ولایت کی بشارت: جولائی، اگست **1941**ء کا زمانہ تھا۔ گرمی کے

128451

دن تھے۔نواں کے لوگ حسب معمول دوپہر کے وقت مندر والے پیپل کے نیچے بیٹھے تھے کہ اچانک جنوب کی سمت سے ایک ہیبت وجلال کا پیکر مجذوب نمودار ہوا ادھیڑ عمر، سفید بال، طویل قامت، گندمی رنگ، سرخ آنکھیں، ننگے پاؤں اور جسم پر سوائے ایک لنگوٹی کوئی کپڑا نہ تھا۔خاموشی سے سر جھکا کر ایک طرف بیٹھ گئے۔نہ تو کسی سے پانی مانگا اور نہ ہی کسی کے گھر کا پتہ پوچھا۔پیپل کے نیچے بیٹھے ہوئے تمام لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور طرح طرح کے سوال کرنے لگے۔لیکن مجذوب فقیر نہ تو کسی کے سوال کا جواب دیتا اور نہ کسی کی طرف توجہ دی۔اسی اثناء میں حضرت خواجہ کی والدہ ماجدہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ہجوم دیکھ کر نزدیک آئیں۔غور سے دیکھا تو دل نے گواہی دی کہ یہ ولی اللہ ہے ولی اللہ کا تصور آتے ہی اپنی پریشانی یاد آئی اور بولیں۔''اے فقیر! میرا بیٹا انگریز کی فوج میں ملازم ہے ایک عرصہ سے اس کی کوئی خبر نہیں آئی دعا کرو خیریت سے واپس آجائے'' مائی صاحبہ کے الفاظ سنتے ہی یکدم فقیر کی نظریں اٹھیں اور پوری توجہ سے یوں دیکھا جیسے مسافر کو اپنی منزل مل گئی ہو اور انہیں مخاطب ہو کر فرمایا'' مائی تیرے اس بیٹے کو خیر ہے جو گھر میں ہیں ان کی خیر منا''۔

حضرت خواجہ کی والدہ گھر آئیں تو آپ کے والد بزرگوار اور دونوں بیٹوں (حضرت خواجہ اور بابا جی علی گل صاحب) سے مجذوب کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی لفظ بہ لفظ فقیر کا ارشاد بھی سنایا۔بابا علی گل صاحب فرماتے والد گرامی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم دونوں بھائی آپ کے پیچھے چل پڑے۔پیپل کے نیچے آئے آگے آگے والد بزرگوار تھے فقیر نے ہم پر نظریں جما دیں۔قبلہ والد صاحب نے سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ ملایا تو مجذوب نے فرمایا'' بابا کچھ آتا ہے'' عرض کی۔''جی ہاں''۔فرمایا'' سناؤ''۔والد صاحب نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (پ ۲۲ : ع ۳)۔

فقیر نے فرمایا'' تیری اولاد کو ذکر میں ڈال دیا'' پھر مجھے فرمایا کچھ آتا ہے تو میں نے یہ آیت شریفہ پڑھی۔يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۲۸: ع ۱۳)

فرمایا'' تجھے بھی ذکر میں ڈال دیا'' آخر میں حضرت خواجہ سے پوچھا کچھ آتا ہے عرض کی میں قرآن کا حافظ ہوں فرمایا۔ ''اچھا سناؤ''۔آپ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت کی۔يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (پ ۲۸: ع ۲۱) فرمایا۔'' جاؤ تجھے ذکر بنا دیا''۔

پھر حضرت خواجہ کو سر سے لیکر پاؤں تک دیکھا ور فرمایا حافظ تیرے مقدر میں کیا ہے اور تو کہاں ہے؟ جاؤ نیلی بار کا دودھ پیو (یہ اشارہ خاص حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی طرف تھا)۔حضرت خواجہ فرمایا کرتے ''اس وقت مجھے اور تو کچھ سمجھ نہ آئی البتہ میرے دل میں فقیر صاحب کے لئے محبت وعقیدت پیدا ہو گئی''۔

مجذوب فقیر شام کو گاؤں کی مرکزی مسجد میں آئے۔امام مسجد نے پوچھا کون ہو؟ فرمایا'' افسر ہوں''۔کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا'' عرش سے''۔کیوں آئے ہو؟ فرمایا'' آدمی بھرتی کرنے کے لئے''۔کوئی کیا بھی ہے؟ فرمایا'' صرف

ایک کو کرنا ہے جب سامنے آیا تو کروں گا'' یہ باتیں عام لوگوں کے فہم وادراک سے بالا تھیں۔اس لئے مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

پھر ایک دن اپنا تعارف یوں کروایا۔''میں نیلی بار کا جوان ہوں اور قطب پاکؒ کا غلام ہوں''۔ راقم السطور نے احبابِ خاص کی زبانی سنا۔حضرت فقیر صاحب کی دستِ بیعت حضور قطب الاقطاب پیر محلویؒ سے تھی اور اپنے وقت کے ابدال تھے۔حضور قطب الاقطاب نے اپنے وصال کے وقت انہیں بطور خاص فرمایا تھا۔'' کچھ عرصہ بعد پہاڑوں میں چلے جانا اور وہاں ایک شہباز کا شکار کرنا''۔

بابا جی علی گل صاحب فرماتے نماز مغرب کے بعد حسبِ معمول چند گاؤں والے مسافر سمجھ کر حضرت فقیر صاحب کے لئے کھانا لائے تو حضرت خواجہ بھی اپنے گھر سے آپ کے لئے روٹی اور دودھ لے گئے۔سب لوگوں نے اپنی اپنی طرف سے کھانا پیش کیا فقیر صاحب دریافت کرنے لگے یہ کون لایا ہے؟ یہ کس کی ہے؟ اور لانے والے عرض کر دیتے جب حضرت خواجہ کی باری آئی تو پوچھا یہ کون لایا ہے؟ آپ نے عرض کی ''میں''۔فقیر صاحب وجد میں آ گئے اور فرمایا ''میں'' پھر ایک زور دار تھپڑ آپ کے چہرہ پر مارا۔بس اسی لمحے آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔سیدھے گھر آئے اور چپ چاپ لیٹ گئے۔ حضرت خواجہ فرماتے۔''میرا تو اسی وقت ہو گیا تھا''۔صبح اٹھے تو آنکھیں سرخ تھیں۔مجذوبانہ کیفیت جھلک رہی تھی۔نہ کچھ کھایا،نہ پیا اور نہ ہی کسی سے کلام کیا۔لباس اتار دیا۔گلے میں صرف ایک لمبا سلوکا اور چادر کی جگہ لنگوٹا باندھ لیا اور پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف منہ کر گئے۔کئی کئی دِنوں تک گھر نہ آتے۔کئی راتیں جنگل اور پہاڑوں میں گزار دیتے۔عین شباب کے عالم میں آپ کی یہ دیوانہ وار کیفیت والدین کے لئے انتہائی کرب ناک اور پریشان کن تھی۔والدین دن رات آپ کو ڈھونڈتے رہتے اور دیکھ کر رویا کرتے۔تین چار ماہ آپ پر یہی کیفیت رہی۔اچانک ایک روز فقیر صاحب سے پھر آپ کا سامنا ہو گیا اور آپ کو دیکھتے ہی فقیر صاحب نے فرمایا'' حافظ ہم نے تیرا ظرف تمام اولیاء کے آگے کیا مگر ہر ایک نے کہا یہ بڑا عالی ہمت ہے البتہ حضرت شاہ شمسؒ نے فرمایا اسے میرے حوالے کر دو۔جاؤ وہاں تمہارا حصہ ہے''۔

شاہ شمسؒ کے مزار پر چلہ کشی اور بارگاہِ رسولؐ میں حاضری: بابا جی علی گل صاحب فرمایا کرتے حضرت فقیر صاحب نے جونہی یہ الفاظ ادا فرمائے۔''جاؤ وہاں تمہارا حصہ ہے''۔حضرت خواجہ کی مجذوبی کیفیت یکدم ختم ہو گئی گھر تشریف لائے۔تمام گھر والوں سے ملے باتیں کیں،لباس پہنا اور کھانا کھایا،تمام عزیز و اقارب آپ سے ملنے آئے اور طرح طرح کے سوالات کئے۔آپ نے فرمایا۔بس اب وہ تمہارا حافظ نہیں رہا اب میں صرف مالک کے سپرد ہوں۔میرا مالک مجھ سے جو چاہے کام لے۔پھر آپ نے والدین کو تسلی دی اور فرمایا کہ تمہارا بیٹا دیوانہ نہیں ہوا ہاں البتہ اپنے مالک کے زیرِ حکم ہو گیا ہے اب والدین کو تشفی ہوئی اور انہیں وہ بشارتیں یاد آئیں جو حضرت خواجہ کے جنم سے پہلے ملی تھیں آپ ملتان کیلئے تیار ہو گئے اور والدین نے آپ کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی بابا جی علی گل صاحب

کو بھیجا۔ حضرت خواجہ نے چالیس روز تک حضرت شاہ شمسؒ کے مزار پر چلہ کشی کی، دن بھر روضہ کے اندر رہتے اور رات کو ساتھ والی کچی مسجد میں عبادت وریاضت کرتے۔ چالیسویں رات کو اپنے بھائی بابا جی علی گل صاحب کو بیدار کیا اور فرمایا اٹھو ہمارا کام ہو گیا ہے اور ہمیں چھٹی مل گئی پھر فرمایا ''میں نے دیکھا ایک وسیع وعریض میدان ہے جس میں کرسیاں لگائی جارہی ہیں۔ پھر اُن پر اولیائے کرام، غوث، قطب، ابدال، اوتاد سب آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اللہ کے محبوب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تمام اولیائے کرام دست بستہ کھڑے ہوئے تمام محفل نورِ محمدؐ سے چمک اٹھی۔ اسی اثنا میں حضرت شاہ شمسؒ میرے پاس تشریف لائے میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں بڑی اور سرخ تھیں۔ مونچھیں قدرے بڑی تھیں اور چہرے پر وجاہت وہیبت عیاں تھی۔ سبز رنگ کے جبہ میں ملبوس تھے، ہاتھ میں بڑا عصا تھا مجھے بازو سے پکڑا اور اللہ کی تمام نعمتوں کے قاسم محبوب دو عالمؐ کے حضور پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ نے مجھے ایک کاغذ (سند) عطا فرمایا جس پر یہ الفاظ تحریر تھے۔ ''امیر، مومن، ناظم دینِ محمدؐ.........خواجہ حافظ گُل محمد'' اور ارشاد فرمایا منٹگمری میں عیسیٰ وقت کے پاس چلے جاؤ۔ منٹگمری ضلع اوکاڑہ کا پرانا نام ہے اور عیسیٰ وقت سے مراد حضرت اعلیٰ سید سردار علی شاہ دھڑوی تھے کیونکہ آپ مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے تھے۔

حضرت اعلیٰ سید سردار علی شاہ بخاریؒ سے دست بیعت ہونا: حضرت خواجہ جب ملتان سے واپس آئے اب نئے روپ میں تھے۔ ہر وقت چہرۂ انور سے ولایت کا نور چمکتا رہتا۔ والدین اور تمام احباب آپ کا یہ نیا روپ دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور پھر جب انہیں بابا جی علی گل صاحب نے تمام بشارتیں سنائیں تو نہ صرف والدین اور احباب کی محبت عقیدت میں بدل گئی بلکہ انہیں یقین ہو گیا کہ آفتابِ ولایت ان کے گھر میں طلوع ہو چکا ہے۔ حضرت اعلیٰ سید سردار علی شاہ بخاریؒ سے بیعت کرنے کی متعدد بشارتیں آپ کو مل چکی تھیں۔ لیکن آپ حضرت فقیر صاحب کے آخری حکم کے منتظر تھے کچھ ہی دنوں بعد فقیر صاحب حسب معمول پیپل کے نیچے تشریف فرما تھے حضرت خواجہ حاضر خدمت ہوئے۔ ارشاد ہوا ''حافظ! آگے بڑھتا چلا جا، راستہ میں کئی کتے بھونکیں گے یہ میرا عصا ہے اِن کتوں کو مار بھگانا اور نیلی بار کا دودھ پینا'' یہ راز ونیاز کی باتیں سوائے حضرت خواجہ کے کسی کے سمجھ میں نہ آئیں اور آپ کو اجازت مل گئی۔ حضرت خواجہ کے ساتھ دھڑ شریف کیلئے ملک مہر خان اعوان روانہ ہوئے راستہ میں کئی لوگوں نے وہاں جانے سے منع کیا لیکن حضور نے حسب فرمان حضرت فقیر صاحب سفر جاری رکھا اور دھڑ شریف حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت اعلیٰ دھڑوی گھر میں کنواں کھدوار ہے تھے اور ایک سائبان کے نیچے جلوہ افروز تھے آپ کو دیکھتے ہی پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی۔ میانوالی سے فرمایا کیسے آئے ہو؟ عرض کی رب کو پانے کیلئے۔ حضرت اعلیٰ کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا۔ فرمایا آؤ میرے سینہ سے لگو تم پہلے آدمی ہو جو میرے پاس رب کی معرفت کیلئے آئے ہو۔ میرے پاس تو جو بھی آتا ہے۔ اولاد، مال اور زمین مانگتا ہے۔ الحمدللہ کوئی رب کو پانے کیلئے بھی آیا ہے۔ وہیں دستِ بیعت سے مشرف فرمایا اور وظائف واوراد خود سمجھائے پھر فرمایا'' حافظ یہ سبق میں نے بہت

لوگوں کو بتایا ہے لیکن آج تک کسی نے پکایا نہیں'' حضرت خواجہ نے عرض کی حضور اب میں سبق یاد کر کے ہی آؤں گا۔ پھر فرمایا جس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے وہ ہمارا بھی صاحب ہے اور اُس نے تمہاری سفارش بھی کر دی ہے۔ تین دن کے بعد آپ کو اجازت مل گئی اور آپ واپس میانوالی تشریف لے آئے۔

چلہ کشی اور خرقہ خلافت: دہڑ شریف سے واپس آ کر حضرت خواجہ نے ایک نئے انداز میں ذکر و فکر شروع کیا۔ قادریہ سلسلہ کا یہ اندازِ ذکر لوگوں کیلئے عجیب تھا۔ آپ رات کو ذکر بالجہر اس طرح کرتے کہ پورے گاؤں میں ذکر کی آواز گونجتی اور جب تنہائی میں اسمِ اعظم کرتے جس جگہ یہ ذکر کرتے وہ جگہ منور و تاباں ہو جاتی۔ جلد ہی لوگوں کا ایک جمِ غفیر آپ کے ہاں جمع ہونے لگا جس کے باعث آپ کے ذکر و فکر میں خلل واقع ہوا۔ آپ نے والدین کو بتایا کچھ بھنے ہوئے چنے اور پانی کا مشکیزہ (ایک مٹی کا برتن ہوتا تھا جسے مقامی زبان میں ''جھاری'' کہتے ہیں) تیار کریں۔ میں جنگل میں فلاں جگہ پر چلہ کیلئے جانا چاہتا ہوں۔

پہاڑی کے اوپر ایک غیر آباد مکان میں آپ تشریف لے گئے۔ وہاں لوٹا، مصلیٰ اور پانی کا بندوبست آپ کے احباب نے کر دیا۔ آپ کا ایک عقیدت مند خان زمان چرواہا روزانہ حضور کیلئے پانی بھر کر لاتا رہا۔ چالیس دن تک۔ شب و روز آپ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور مرشد کامل کا عطا کردہ سبق یاد کرتے رہے اس دوران بھی کئی کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ چالیس دن کے بعد جب آپ واپس آئے تو چند روز کے بعد آپ کی ملاقات حضرت فقیر صاحب سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا'' حافظ میں نے تجھے اپنے جیسا بنا دیا۔ میرے پاس جو کچھ تھا تمہیں عطا کر دیا۔ میں نے تیرا جام فقر سے لبریز کر دیا لیکن تجھ سے مخلوق خدا کو فیض تب ملے گا جب تو شریعت کا تاج پہنے گا۔ جاؤ اپنا حصہ وصول کرو۔

حضرت فقیر صاحب کے ان ارشاداتِ گرامی سے خرقہ خلافت سے متعلق حضور کو سب معلوم ہو گیا لہذا بابا جی علی گل صاحب اور چند عقیدت مندوں کے ہمراہ عازم سفر ہوئے۔ دہڑ شریف اپنے مرشد کامل کے حضور اس انداز میں پیش ہوئے کہ قلب اطہر اسم اعظم سے جاری تھا۔ یہ سب نہ صرف آپ نے یاد کیا تھا بلکہ جسم اطہر کے ہر مُو سے ذکر اسم ذات کا نور ظاہر ہو رہا تھا۔ آپ نے جیسے ہی حضرت اعلیٰ کی قدم بوسی کی تو شیخ کامل نے چند ہی لمحوں میں آپ کی کیفیت و حال ملاحظہ فرما کر گلے سے لگا لیا اور فرمایا'' واہ حافظ واہ۔ میں نے یہ سبق ہزاروں لوگوں کو بتایا لیکن کسی نے یاد نہ کیا تو نے نہ صرف یاد کیا بلکہ اس کا حق ادا کر دیا''

اس سے اگلے روز جمعۃ المبارک تھا یہ دسمبر **1942**ء کا واقعہ ہے۔ حضرت اعلیٰ نے نمازِ جمعہ سے قبل گھر سے اپنا ذاتی لباس منگوایا جو کہ چادر، قمیض اور سفید عمامہ پر مشتمل تھا پہلے حضور کو وہ لباس پہنایا گیا پھر ذکر بالجہر کی فلک شگاف صداؤں میں اپنے دستِ مبارک سے دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ یہ منظر دیکھنے والے بیان کرتے تھے عجیب روحانی کیفیات کا ایسا روح پرور منظر ہم نے پھر کبھی آنکھوں سے نہ دیکھا۔

پہلا خطاب: جیسے ہی خرقہ خلافت عطا کرنے کی یہ روحانی تقریب ختم ہوئی نماز جمعہ کی آذان آ گئی-حضرت اعلیٰ مسجد میں تشریف لائے اور حضرت خواجہ سے فرمایا''ممبر رسولؐ پر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اس سے قبل حضور نے کبھی وعظ نہیں کیا تھا-لیکن آپ نے ایک لمحہ کیلئے بھی تردد کا مظاہرہ نہ کیا-ممبر رسولؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے-کلمہ شریف کا ذکر شروع کیا تو دربار شریف کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی صدائیں آنے لگیں-مسجد اور صحن لوگوں سے بھر گیا-تمام مرد و زن کی نگاہیں حضرت خواجہ کے چہرہ پر جم گئیں-حضرت اعلیٰ بھی آپکی طرف متوجہ تھے (اللہ کریم ہزار بار رحمتیں نازل فرمائے بابا جی علی گل صاحب پر جب یہ منظر بیان کرتے تو رونے لگ جاتے اور اُن پر وہی کیفیت طاری ہو جاتی تھی) حضرت خواجہ نے توحید کے موضوع پر خطاب شروع کیا-جب قرآن مجید کی آیات مبارکہ پڑھتے تو لوگ بے خود ہو جایا کرتے-آپ کی آواز مبارک میں بجلی کی سی کڑک اور الفاظ میں دریا کی سی روانی تھی یوں لگتا تھا جیسے مدتوں سے آپ خطابت کر رہے ہیں-حاضرین محفل پر عجیب حیرانگی کی کیفیت طاری تھی حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس دن آپ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے رومال مبارک بھیگ گیا-

جھنگ والوں کا دستِ سوال: نماز جمعہ کے بعد جب حضرت اعلیٰ دہڑویؒ مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو بلو آنہ شریف ضلع جھنگ کے میاں شہامند خان بلوچ گلے میں پگڑی ڈال کر ایک سائل کے انداز میں کھڑے ہو گئے اور عرض کی حضور! ہماری قوم بلوچ کی سات جھوکیں دین سے دُوری کے سبب برباد ہو رہی ہیں-ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمیں ہدایت و راہنمائی کیلئے اپنا خلیفہ حضرت حافظ صاحب عنایت فرمائیں-لیکن اس وقت آپ خاموش ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد ہجرت کیلئے حکم فرمایا-

سلسلہ بیعت کی ابتداء: حضرت خواجہ جب دہڑ شریف سے واپس ہوئے تو ولایت کا نور اس قدر آپ کی پیشانی سے چمکتا تھا کہ راستہ میں جو بھی آپ کو ملا مرید ہونے کی درخواست کرتا لیکن آپ نے کسی کو بیعت نہ فرمایا-حضرت خواجہ جب گھر واپس پہنچے تو گھر والوں اور احباب کو بابا جی علی گل صاحب نے خرقہ خلافت کے متعلق بتایا سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا! مجھے تیری ولادت سے بھی پہلے بشارت ہوئی تھی کہ تو ولی اللہ بنے گا اب سب سے پہلے مجھے مرید کرو-حضرت خواجہ نے اپنی والدہ کا ہاتھ چوم کر فرمایا-اماں جی! میں بھی سب سے پہلے آپ ہی کو بیعت کرنا چاہتا ہوں-اس لیے ابھی تک کسی کو بیعت نہیں کیا-پھر جب گاؤں والوں کو خبر ہوئی تو زیارت و بیعت کیلئے پورا گاؤں اُمڈ آیا اور صرف چند ہی مہینوں میں نواں کے ہر گھر سے کلمہ شریف کی صدائیں آنے لگیں-وہ گاؤں جو کہ ہندوؤں کا مرکز تھا اور جہاں گانے ،بجانے اور گھنٹیوں کی آوازیں آتی تھیں اِس گاؤں کا صرف چند ماہ میں سارا سماں ہی بدل گیا-مسلمانوں کے گھروں سے کلمہ طیبہ کی آوازیں گونجنے لگیں اور محبت و شوق کا یہ عالم تھا کہ جو بھی حضرت خواجہ سے بیعت ہوتے مرد، عورتیں، بچے ساری ساری رات جاگتے رہتے اور کلمہ شریف کا ذکر کرتے-

میانوالی سے ہجرت اور جھنگ تشریف آوری: خرقہ خلافت ملنے کے بعد پہلی مرتبہ حضرت خواجہ میانوالی سے ایک بڑی جماعت کے ساتھ دھڑ شریف عرس مبارک میں شریک ہوئے تو حضرت اعلیٰ بے حد خوش ہوئے اور آپ کی جماعت کو ایک مثالی نمونہ قرار دیا۔ جیسے ہی عرس مبارک کی تقریبات ختم ہوئیں حضرت اعلیٰ نے فرمایا" حافظ اب تمہارے لیے ہجرت کا حکم آ گیا ہے۔ میانوالی سے ہجرت کر کے جھنگ چلے جاؤ اور بلوچوں کے گاؤں اپنی تبلیغ کا مرکز بناؤ" اس حکم پر نہ صرف آپ کی جماعت میں سخت بے چینی پھیل گئی بلکہ جب آپ واپس نواں آئے تو گاؤں کے تمام پیر بھائی اور معززین با قاعدہ اکٹھے ہوئے اور یہ فیصلہ کیا گیا حضرت خواجہ کو کسی صورت میں بھی ہجرت نہ کرنے دیں گے اور مل کر حضرت اعلیٰ دھڑویؒ کے پاس جائیں گے اور جھنگ کسی اور خلیفہ کو بھیجنے کی عرضداشت پیش کریں گے۔ لیکن جب حضرت خواجہ کو علم ہوا تو آپ نے تمام احباب، مریدین اور معززین کو سختی سے روک دیا اور فرمایا میرے پیر کا ہر حکم میرے لیے آخری اور خدا اور رسول کا حکم ہے۔ اس پر معذرت یا تبدیلی ایمان کا خسارہ ہے۔ میں انشاء اللہ ہر صورت میں ہجرت کروں گا اور ایک لمحہ بھی دیر نہیں کروں گا۔

کچھ ہی دنوں بعد آپ نے جولائی **1943**ء میں بلوآنہ شریف ہجرت فرمائی اس سے قبل بھی آپ دو مرتبہ یہاں آ چکے تھے ایک مرتبہ ماہ رمضان میں قرآن مجید سنانے کیلئے ایام لڑکپن میں اور دوسری مرتبہ بلوآنہ شریف کے امام مسجد مولوی احمد خان کے ختم چالیسواں پر تشریف لائے تھے۔

بلوآنہ شریف میں آپ کی آمد کی مشہوری پہلے سے ہو چکی تھی میاں شہامند خان تمام بلوچوں کو آپ کی آمد کی خوشخبری سُنا چکا تھا۔ حضرت خواجہ ابتدائی کچھ دن مولوی میاں محمد مراد کے گھر رہے پھر کچھ روز میاں شہامند خان کی حویلی میں قیام فرمایا۔ اسی اثناء میں میاں شہامند خان نے لنگر شریف میں جو زمین دی تھی اُس میں مکانات اور قادری دربار کی تعمیر شروع ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ بمع اہل وعیال یہاں پر رہائش پذیر ہوئے اور اپنے پیر و مرشد کے حکم پر اس تاریک علاقہ میں لا الٰہ کی روحانی بانسری بجانا شروع کر دی۔

فیضانِ رُشد وہدایت: جس زمانہ میں حضرت خواجہؒ یہاں تشریف لائے ہر طرف جہالت اور گمراہی کا دور دورہ تھا۔ علاقہ کے اکثر و بیشتر لوگوں کا پیشہ چوری اور ڈاکہ زنی تھا۔ دوسرا یہاں اُن دنوں لوگوں کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض عناصر در پردہ وہابیت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ خصوصاً مولوی سید سَید علی اپنے کچھ ہمنوا ساتھیوں کی معیت میں وہابیت کی ترویج کیلئے کوشاں تھا۔ حضرت خواجہؒ نے ایک طرف دین سے بے بہرہ چور اور ڈاکوؤں پر اپنی نگاہِ ولایت سے رُشد وہدایت کا فیض عام کیا تو دوسری طرف وہابیت کے پھیلاؤ کا مکمل طور پر سدِ باب کیا۔ آپ کی آمد کے بعد بلوآنہ شریف میں کئی مناظرے ہوئے اور ہر بار اہلسنت والجماعت کو شاندار فتح ہوئی حضرت خواجہ ان مناظروں میں خاص طور پر شیر پنجاب مولانا محمد عمر اچھرویؒ اور حضرت مولانا قطب الدین جھنگویؒ کو مدعو فرمایا کرتے تھے۔

اُن دنوں بلوآنہ شریف میں شب و روز کلمہ طیبہ کی صدائیں گونجتیں۔ ویسے بھی آستانہ مبارک سڑک کے ساتھ گاؤں کی عام گزرگاہ پر واقع تھا۔ آپ رات کو ذکر بالجہر کی پُرسوز اور رُوح پرور صدا لگاتے۔ چور، ڈاکو گزرتے تو کچھ دیر رُکنے پر مجبور ہو جاتے اور جب کچھ دیر کلمہ طیبہ کی صدائیں سنتے اُن کی قلبی کیفیت بدل جاتی۔ چوری بھول جاتی اور سڑک پر بیٹھ کر ساری رات کلمہ شریف کا ذکر سنتے رہتے۔ پھر اہل علاقہ نے دیکھا چند ہی برسوں میں اس گاؤں کی قسمت ہی بدل گئی۔ جن گھروں میں علاقائی گیت ماہیے اور ڈھولے سنے جاتے تھے اب وہاں ساری رات کلمہ شریف کی صدائیں آنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہاں کے باسیوں کی ایک کثیر تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئی اور کئی چور، ڈاکو تائب ہو کر ذاکر و عابد بن گئے۔

بارگاہِ نبویؐ سے علمِ لدنی کی عطا: حضرت خواجہ فرمایا کرتے میں قرآن مجید کی تفسیر نہیں جانتا تھا اور نہ ہی اس کے معنی و مفہوم کو سمجھتا تھا۔ جب مجھے بلوآنہ میں مناظرے درپیش آئے تو انہی دنوں ایک شب مجھے سرکارِ دو عالمؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا حضور علیہ السلام کے دستِ انور میں ایک چھوٹا سا قرآن مجید ہے اور لوگوں کو ارشاد و تلقین فرما رہے ہیں پھر مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا ''حافظ یہ قرآن پکڑو اور لوگوں کو سناؤ'' میں نے آپ کے حسبِ ارشاد قرآن مجید جناب کے دستِ انور سے لیا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اِسی حال میں میری آنکھ کھل گئی پھر کیا تھا قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے معنی و مفہوم میرے قلب پر عیاں ہو گئے اب میں قرآن مجید کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک حرف کی تشریح و تفسیر بیان کر سکتا ہوں۔ بقول حافظ اللہ دین جب اس واقعہ کا آپ نے میری موجودگی میں اظہار فرمایا تو میں نے بطور آزمائش قرآن مجید کی بعض آیاتِ مبارکہ تلاوت کیں اور اُن کا ترجمہ اور تفسیر کیلئے عرض کیا حضرت خواجہ نے ترجمہ اور تفسیر اس قدر جامع فرمائی کہ میں حیران رہ گیا۔

غوث پاکؓ سے عشق و محبت: آپ کو حضور غوث اعظمؓ سے اس قدر والہانہ محبت و عقیدت تھی کہ فرمایا کرتے۔ ''ہر چیز کی تخلیق چار عناصر (اربعہ عناصر) سے ہے لیکن ہماری تخلیق میں ایک چیز کا اضافہ ہے اور وہ محبت غوث پاکؓ ہے۔''

کشف وکرامات

حضرت خواجہ کو اللہ تعالیٰ نے روشن قلب اور بینا آنکھ عطا فرمائی تھی۔ جو کچھ دیکھنا ہوتا آنکھیں بند کر کے قلب میں دیکھ لیتے۔ دہڑ شریف کئی مرتبہ دُرویش آپ سے ایسی باتیں دریافت کرتے رہتے۔ آپ کی زبانِ اقدس سے جو کچھ نکلا مدتوں بعد حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ گویا آپ نے جس کو جو بات کہی وہ تقدیرِ الٰہی بن گئی۔ حضرت خواجہ کی حیات مبارکہ میں بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جن میں سے چند ایک یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔

ایک لمحہ میں دریا عبور کرنا: خلیفہ میاں فیض احمد سکنہ موضع باغ بیان کرتے ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ کی معیت میں سائیکل پر دہڑ شریف جا رہا تھا جب ہم ماڑی پتن دریائے راوی پر پہنچے تو پانی کافی مقدار میں آیا ہوا تھا اور کشتی بھی موجود نہ تھی لہذا میں نے عرض کی حضور اب دریا کیسے عبور کیا جائے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ آپ سائیکل سے نیچے اُتر آئے ایک ہاتھ سے میرا بازو پکڑا اور ایک ہاتھ سے سائیکل پھر اُسی لمحے ہم دریا کے دوسرے کنارے پر موجود تھے۔ وہاں سے دوبارہ سائیکل پر سوار ہوئے اور دہڑ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔

کرایہ نہ لگنا: میاں غلام حیدر عرف مست کمہار سکنہ کوٹ بلوچ نے ایک روز حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کی حضور! ہمیشہ دل زیارت کیلئے بیتاب رہتا ہے لیکن کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ فرمایا تم گاڑی کا ٹکٹ نہ لیا کرو اور بغیر ٹکٹ کے آجایا کرو تمہیں کبھی ٹکٹ چیکر نہ پوچھے گا بعد ازاں وہ دو سال لگا تار بغیر ٹکٹ کے دربار شریف پر آتا جاتا رہا لیکن کسی نے ٹکٹ کے بارے نہ پوچھا۔ وہ بیان کرتا ہے تادمِ تحریر (2006ء) اس کے پاس کرایہ ہو تو ٹکٹ لے لیتا ہے اور نہ ہو تو آج بھی بغیر ٹکٹ کے آجاتا ہے۔ کوئی اُسے پوچھتا تک نہیں۔

آپ کی دعا سے بیٹا ہونا: جناب حاکم خان بلوچ عرف سلیم خان سابق ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر بیان کرتے ہیں میں کافی عرصہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر رہا۔ ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی حاجی صوبہ خان چیئرمین کے گھر بچہ ہونے والا تھا میں نے بھائی کی اہلیہ سے کہہ دیا تمہیں اس مرتبہ بیٹا پیدا ہوگا۔ اُس نے میرا مذاق اُڑایا اور کہنے لگی بھلا تو کوئی ولی اللہ ہے جو غیب کی خبریں جانتا ہے۔ میں بڑا پشیمان ہوا۔ اِسی ندامت اور افسردگی میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ حضور! مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے کہ اپنے بھائی کی اہلیہ سے بیٹے کی پیدائش سے متعلق کہہ بیٹھا ہوں اب حضور دعا فرمائیں تاکہ میرا بھرم رہ جائے پہلے تو حضور خفا ہوئے کہ تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب چونکہ تم نے کہہ دیا ہے لہذا بیٹا ہوگا آئندہ اس طرح کی بات نہ کہنا لیکن اس کی والدہ کو تکلیف ہوگی۔ الغرض وقت مقررہ پر جب بھائی کے گھر تکلیف شروع ہوئی تو مجھے حضور کا فرمان یاد آ گیا۔ فوراً حاضر خدمت ہوا اور پانی دم کروا کر لے گیا۔ جس سے تکلیف دور ہوگئی اور بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام ''محمد

مشتاق'' ہے اور اب صاحبِ اولاد ہے۔

اسی (۸۰) برس تک زندہ رہنا: بابا خادم حسین درویش اکثر کہا کرتے تھے مجھے حضرت خواجہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا ''خادم حسین! تو اس دنیا میں اسی (۸۰) برس تک زندہ رہے گا'' لہذا میں اسی (۸۰) سال اس دنیا میں گزار کا فوت ہوں گا۔ کئی مرتبہ وہ اسقدر بیمار ہوا کہ زندگی کی اُمید ختم ہو گئی لیکن وہ نہایت پُر امید اور مطمئن نظر آتا کہ میں ابھی دنیا سے جانے والا نہیں ابھی میری عمر کے کئی سال باقی ہیں۔ راقم السطور نے جب سے ہوش سنبھالا اُسے یہی کچھ کہتے سُنا کبھی کہتا ابھی میری عمر کے پندرہ سال باقی ہیں اور کبھی دس سال اور پانچ سال وغیرہ۔ بالآخر جب اُسی کی زندگی کا آخری سال آ پہنچا تو منگانی شریف سے اجازت لے کر اپنے عزیز و اقارب سے ملنے گجرات چلا گیا۔ مجھے اُس کے بھائی عبدالعزیز نے بتایا بوقت ملاقات ہمیں بتایا یہ میرا آخری بار آنا ہے کیونکہ مجھے حضرت خواجہ نے فرمایا تھا تو اسی (۸۰) سال زندہ رہے گا جو اس سال ختم ہو رہے ہیں۔ اب تم لوگ میرے پاس آؤ گے میں نہیں آؤں گا واپس دربار شریف پر آیا کچھ ہی ماہ بعد بخار کا عارضہ ہوا۔ ہم نے بڑے نامور اور قابل ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن بخار نہ اترا ایک دن ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہم آپ کے درویش کا بہت معیاری اور مہنگا علاج کیا لیکن اس کا بخار نہیں اُترا۔ اب میں نے کل ہی ایک آدمی سے واقعہ سنا ہے کہ آپ کے بزرگوں نے اس درویش کی عمر سے متعلق کچھ فرمایا تھا۔ میرا خیال ہے وہی ہو کر رہے گا ہمارا علاج بے سود ہے اور چند ہی دنوں بعد 9 جون 2000ء بروز جمعۃ المبارک بابا خادم حسین کا انتقال ہو گیا۔ میں نے بطور تصدیق ان کا شناختی کارڈ دیکھا تو اس پر تاریک پیدائش 1920ء لکھی تھی یعنی 2000ء میں ان کی عمر کے اسی (۸۰) برس مکمل ہوئے اور راہی ملک عدم ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ کیلئے دعا: حضرت خواجہ ایک مرتبہ موضع حویلی لال تشریف فرما تھے کہ میاں اللہ یار جنجوعہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی حضور! میرے لیے وسعت رزق کی دعا فرمائیں۔ حضور نے دعا فرمائی پھر ساتھ ہی کھڑے اس کے بیٹے میاں ریاض حشمت جنجوعہ کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا ''اللہ یار! ہم نے تیرے اِس بیٹے کے پیچھے بہت مخلوق لگا دی ہے'' حضور کی دعا سے میاں ریاض حشمت اپنی زندگی میں کئی مرتبہ ایم۔ پی۔ اے بننے کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر بھی رہے۔ وہ اکثر اپنے احباب سے حضرت خواجہ کی دعا اور سر پر دستِ مبارک پھیرنے کا واقعہ بیان کر کے بہت مسرور ہوتے۔

بندگانِ خاص علّام الغیوب: مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی خلیفہ مجاز حضرت اعلیٰ دھڑوی بیان کرتے ایک دفعہ دھڑ شریف سے میاں چنوں کے قریب ایک گاؤں ''وٹو واں'' میں جانا مقصود تھا۔ حضرت اعلیٰ دھڑوی نے چار دُرویشوں کو ارشاد فرمایا جن میں بندہ بھی شامل تھا کہ تُم سائیکلوں پر چلے جاؤ ہم لوگ دوسرے روز تقریباً 12 بجے مذکورہ گاؤں پہنچے۔ لہذا غُسل کرنے اور لنگر کھانے کے بعد دوسرے دُرویش تو آرام کرنے لگے لیکن بندہ اکیلا حضور

حافظؒ صاحب کی خدمت رہا اور عرض کی جناب! آپ کے پاس کوئی فقیری کی دلیل بھی ہے یا فقط اِلا اللہ ہی کا زور ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب آزمالو۔ جاننے والوں کو آزمانا تو نہیں چاہیے لیکن تم یوں کرو کہ مجھے ایک کمرے میں بٹھا کر دروازے، کھڑکیاں بالکل بند کردو اور بیس (۲۰) پچیس (۲۵) آدمی مکان سے باہر جاکر جتنی دیر چاہیں کام کریں۔ پھر تمہیں فقیر بتادے گا کہ تمام آدمیوں نے جو بھی کام کیا اور جتنے قدم بھی چلے۔ لیکن بندہ نے عرض کیا کہ میں نے کونسے قدم گنے ہوئے ہیں اور میں کیا تصدیق کرسکتا ہوں کہ آپ صحیح ارشاد فرمارہے ہیں یا نہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ میرا تہبند پاک ہے یا پلید۔ آپ نے فرمایا تیرا تہبند ناپاک ہی کیونکہ اِس پر بول (پیشاب) کی ایک چھینٹ پڑی ہوئی ہے۔ (یہ بالکل دُرست تھا) لیکن بندہ نے عرض کیا یہ بھی کوئی فقیری ہے۔ آپ نے فرمایا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو اور ایک مکان میں بٹھا کر دروازہ بند کردو اور ہزاروں آدمی وہاں سے گزارو۔ فقیر تمہیں ہر ایک کے بارے میں علیحدہ علیحدہ آگاہ کرے گا کہ کون اُردو، انگریزی، فارسی یا قُرآن مجید پڑھا ہوا ہے۔ کون نیک ہے اور کون بد (برا) کتنے جوان اور کتنے بوڑھے ہیں لیکن بندہ نے عرض کیا آپ یہ بتائیں کہ میرے گھر میں کتنی گندم موجود ہے آپ نے فرمایا اتنے من، اتنے ٹوپے اور اتنی پائیاں ہیں۔ (جو کہ بالکل درست تھا حالانکہ میرا گھر وہاں سے بہت دور تھا) پھر بندہ نے عرض کیا کہ آپ نے تو میرے دِل کا خیال جان لیا یہ بھی کوئی فقیری ہے۔ لہٰذا آپ یہ فرمائیں کہ میری بھینس کب بچہ جنے گی آپ نے فرمایا ۱۵ اہاڑ، ۱۲ بجے دن، سئیو بیر کے نیچے کالے رنگ کا کٹا دے گی جس کے بدن پر کوئی سفید بال نہ ہوگا (چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا) لیکن بندہ نے جان بوجھ کر عرض کیا کہ کیا خبر ایسا ہو یا نہ ہو۔ تو حضور حافظؒ صاحب جو کہ پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے فوراً اٹھ بیٹھے۔ جلال سے آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور فرمایا مولوی صاحب! تو محمدی ولیوں کو کیا سمجھتا ہے۔ اب سے قیامت تک کے حالات سے آگاہ کرسکتا ہوں کیونکہ فقیر اِنسانی، ہوائی مخلوق نیز حشرات الارض تک ہر ایک کے حالات سے باخبر ہے کہ کب تک زندہ رہیں گے اور کب مریں گے۔ تم کاغذ قلم لے آؤ اور لکھ لو۔ اگر کہیں غلطی دیکھو تو کہنا کہ کسی بے دین کی اولاد ہوں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ چنانچہ بندہ نے عرض کیا حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا بالکل صحیح اور برحق ہے میں تو یونہی دل لگی کررہا تھا۔ آپ نے ایک آہ بھری اور فرمایا افسوس یہ باتیں بتانے کی نہیں تھیں۔ بعد ازاں فرمایا خدارا مذکورہ باتیں کسی اور سے نہ کہنا لہٰذا بندہ نے ایسا ہی کیا اور آپ کی حیات ظاہرہ میں کسی کو بھی کچھ نہ بتایا لیکن جب آپؒ کا وصال ہوگیا تو میں نے یہ تمام واقعہ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے ایک آہ بھری اور فرمایا ''ہاں اُن کا حال ایسا ہی تھا''

آخری ایام: دسمبر 1954ء کے پہلے عشرہ میں حضرت خواجہ کی طبیعت بہت کمزور ہوگئی اور کسی طبیب یا ڈاکٹر کی دوائی اثر نہ کرسکی آپ نے کئی دنوں پہلے اپنے وصال سے متعلق خاص خاص احباب کو آگاہ فرمادیا تھا اور اپنے وصال کا اس طرح اہتمام کیا کہ ہر ایک کو یقین ہوگیا کہ حضرت خواجہ اب مالک حقیقی کے پاس جانے کیلئے تیار ہیں۔ 14 دسمبر 1954ء میاں غلام رسول

صاحب نیکوکارہ (جو کہ حضرت خواجہ کے بہت قریبی دوست اور ایک کامل ولی اللہ تھے) فیصل آباد سے جھنگ آ رہے تھے بس جب ہسپتال موچیوالہ سٹاپ پر رکی تو انہوں نے دیکھا حضرت خواجہ باہر کھڑے ہیں اور انہیں بلا رہے ہیں وہ فوراً بس سے نیچے اُتر آئے اِدھر اُدھر دیکھا حضرت خواجہ نظر نہ آئے وہاں پر موجود لوگوں سے پوچھا یہاں حضرت خواجہ تھے کہاں گئے ایک آدمی نے عرض کیا حضور تو ایک ماہ سے بستر علالت پر ہیں- یہاں کیسے آ سکتے ہیں- آج ہسپتال کے ڈاکٹر بھی دربار شریف پر گئے ہوئے ہیں- سنا ہے طبیعت زیادہ ناساز ہے- میاں صاحب فقیر آدمی تھے سمجھ گئے کہ بات کیا ہے- بلو آنہ شریف حاضر خدمت ہوئے- آداب و نیاز کے بعد عرض کیا حضور! کیسے یاد فرمایا ہے- ارشاد ہوا- آج رات میں دنیا سے جا رہا ہوں- تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ مولوی لوگ ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتے یہ مجھے ہاتھ نہ لگائیں- میرا جنازہ تم نے پڑھانا ہے- میاں صاحب رو پڑے کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں جلدی کیا ہے فرمایا بس یار کا حکم آ گیا ہے تم اب چک نمبر 175 چلے جاؤ یہاں تمہیں تکلیف ہوگی اور کل میرا نماز جنازہ پڑھا کر چلے جانا-

حضور قبلہ عالمؒ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا: آخری روز تمام اہل خانوادہ کی موجودگی میں اپنے فرزند اکبر اور جانشین صادق حضور قبلہ عالم منگانویؒ کی دستار بندی فرمائی اور ضروری وصایا کے بعد ارشاد ہوا "بیٹا! آج سے جہان کے پیر تم ہو اب ہمارا دور ختم ہوا" اتنے میں کچھ لوگ جن میں میاں صالح فقیر اور میاں رحمت بھوہڑ شامل تھے مرید ہونے کیلئے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ نے اپنی موجودگی میں انہیں حضور قبلہ عالم کا مرید کروایا اور فرمایا "اس میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں"

آخری شب اور وصال باکمال: حضرت خواجہ نے وصال کی رات چند دُرویشوں کو حکم دیا کہ آستانہ شریف کے چار کونوں پر سات، سات اذانیں دیں- جب اذانیں ختم ہوئیں تو گھر والوں کو فرمایا "اس جگہ سے میں نے شیطان کو بھگا دیا ہے انشاءاللہ قیامت تک اس حدود کے اندر شیطان نہ آ سکے گا تم یہاں امن سے رہو گے- میری بڈیاں تمہیں دودھ دیں گی فکر نہ کرنا" پھر بطور خاص حضور قبلہ عالمؒ کو بعض گھریلو امور پر وصیتیں فرمائیں- میاں شہامند خان بلوچ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا "مجھے یہاں دفن کرنا کیونکہ اس جگہ میرے شیخ نے بٹھایا ہے- کل قیامت کے روز جب میرا شیخ مجھے صدا دے تو وہیں سے اٹھوں جہاں پر انہوں نے مجھے بٹھایا تھا اگر میرے عزیز و اقارب مجھے میانوالی واپس لے گئے تو جیسے اپنا چچازاد بھائی کی لاش قبر سے نکال کر لایا تھا مجھے بھی وہاں سے لے آنا" پھر آخری بار حضور قبلہ عالمؒ سے ایک کافی سماعت فرمائی- حضرت خواجہ مکمل تیاری کر لینے کے بعد وصالِ یار کیلئے بیتاب ہو گئے لحہ بہ لحہ گزرتی رات کے ساتھ پوچھتے اب کیا وقت ہوا؟ جب دُرویشوں نے عرض کی جناب رات ڈھل گئی ہے تو آپ نے اشاروں سے بارہ رکعت تہجد کے نوافل ادا کیے پھر فرمایا مجھے باہر لے چلو عرض کیا گیا بہت سردی ہے فرمایا جو کچھ کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو چند خدام اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر باہر لائے تو اشارے سے اپنا رخ دہڑ شریف کی طرف کرنے کا حکم دیا پھر سرِ اقدس کو جھکایا اور دونوں ہاتھ ماتھے پر رکھ کر مرشد کامل کو زندگی کا آخری سلام پیش کیا پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے مگر کوئی الفاظ سنائی نہ دیئے پھر اشارہ فرمایا کہ مجھے اندر لے چلو- درویش اندر چارپائی پر لائے

تو اب سیدھے ہو کر لیٹ گئے بازو اور ٹانگیں سیدھی کر لیں اور ذکر الٰہی سے معمور زبان کے ساتھ اللہ کو پیارے ہو گئے۔حضور قبلہ عالم منگانویؒ فرمایا کرتے جب دُرویشوں نے کلمہ شریف پڑھا تو میں آپ کے سینہ سے لپٹ گیا اور پکارا۔ ابا جی! ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آخری سانسوں میں بھی آپ نے آنکھ مبارک کھولی اور انگلی سے اوپر اشارہ کیا کہ تمہارے لیے اللہ کافی ہے۔

یکم پوہ بروز جمعرات ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ بمطابق 15 دسمبر 1954ء صبح تین بجے آسمانِ ولایت کا یہ روشن ستارہ جہانِ فانی سے غروب ہو گیا۔علم و حکمت اور رشد و ہدایت کا چشمہ جس سے سینکڑوں لوگ سیراب ہو رہے تھے اُس نے دنیا والوں سے رُخ بدل لیا۔ قادریہ سلسلہ کا نامور مبلغ اور شیخ طریقت رخصت ہوا۔ وہ پُر تاثیر زبان خاموش ہو گئی جس نے راہزنوں کو راہنما اور کئی گم گشتہ راہ کو صراطِ حق پر چلایا۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (پ۳۰:ع۱۴) اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں آ۔

اولاد: حضرت خواجہ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑے حضور قبلہ عالم منگانوی پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ تھے آپ سے چھوٹے پیر نور حسین صاحب پھر مفسر قرآن حضرت پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب پھر پیر اوتاد حسین صاحب اور سب سے چھوٹے مردِ قلندر پیر گل فردوس صاحب ہیں۔

خلفاء: حضرت خواجہ نے خرقہ خلافت کے بعد عرصہ حیات صرف ۱۰ برس پایا۔ اکثر و بیشتر یارانِ طریقت آخری چند سالوں میں دستِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ جن میں سے دس آدمیوں کو حضور نے گاہے بگاہے اجازت بیعت ارشاد فرمائی۔ لیکن کچھ ایسے بھی عالی ظرف اور بلند ہمت لوگ ہوئے ہیں کہ حضرت خواجہ نے مجاز فرمانا چاہا تو عرض کیا حضور ہمیں یہ بات گوارا نہیں کہ ہم آپ کو دیکھیں اور کوئی ہمیں بھی دیکھے۔ ہمیں آپ کی غلامی اور خدمت سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں۔ اب زمانہ کے حساب سے ان کے نام تحریر کرتا ہوں۔ 1- حضرت قاضی پیر غلام رسول صاحب (قادری دربار بھکر شہر) 2- میاں عمر حیات خان (چک نمبر 215)- 3- مولینا سلطان احمد (کالووالی مضافات منڈی بہاؤالدین)- 4- میاں ماچھیا خان (چک نمبر 175)- 5- میاں فیض احمد (موضع باغ)- 6- میاں عبدالغفور خان (مدفن ٹبہ پیراں)- 7- میاں سَید رسول سیال (کوٹ بلوچ ضلع منڈی بہاؤالدین)- 8- حاجی محمد کبیر سیال (موضع گگڑانہ، مدوکی)- 9- میاں ظہور احمد ہراج (موضع حویلی لال، مدوکی)-10- میاں اللہ دتہ (چک بلوچنی ضلع ٹوبہ)

گُل ہائے گراں مایہ

حضرت خواجہ کوئی باقاعدہ شاعر نہ تھے اور نہ ہی آپ کا شاعرانہ مزاج تھا- بے مثال مقرر ہونے کے باوجود تقریروں میں بہت کم شعر پڑھا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی وجدانی کیفیت میں بے ساختہ زبان اقدس سے توحید کا نُور اشعار کی صورت میں چمکنے لگتا- تصوف اور وحدت الوجود پر آپ کے اشعار ایک نادر نمونہ ہیں اگرچہ اشعار کہنا قلندرانہ مزاج کے خلاف ہے لیکن آپ کا ہر عمل اپنے مرشدِ کریم کی اتباع میں ہوتا تھا- یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ چند اشعار بھی آپ نے پیرومرشد کی اتباع کیلئے فرمائے تھے- یارانِ طریقت کے ذوق کو جلا بخشنے کیلئے آپ کے چند ابیات اور اشعار درج کرتا ہوں-

کُن فیکون الاون توں پہلے، اساں ہاسے کول تُساڈے
بعید، قریب نہ ہاسے اساں نہ سُتڑے نہ جاگے
ذات صفات نہ ہائی اساڈی تے نہ ہن ایہہ تقاضے
حافظ ہن سمجھ دیاں ماراں ہاں اَج کیوں دُور دُراڈے

کن فیکون جدوں فرمایا تدوں کیتیاں زورے وَریاں
در پردے وچ آکے آپے آپ تے پاویں بھریاں
اَج اِنس ظلوم جھول کہاویں، کہیاں رنج مصیبتاں جَریاں
حافظ، اللہ گُل پھل جاتا خلق جاتی سب کلیاں

کُن دے ویلے بھید بنایا اَج بھید ڈُٹھم ایہہ جہانے واہ انسانے
ہر ہر جائی وسدا ماہی ایہا ادب دی رَمز نہانے واہ انسانے
ذات بِناں بیا بُھور نہ کوئی ہے سمجھ تینوں نسیانے واہ انسانے
حافظ رب نوں خُوب پچھاتا ایہا جگ جہان رحمانے واہ انسانے

ع- عشق لگا جد یار میرے نُوں پھر ویس وٹا کر آیا
باطن دے وچوں ظاہر ہویا اَتے بُرقعہ پا کر آیا
ظاہر ہو پھر باطن بنیاں اَتے عاماں بھید نہ پایا
حافظ عشق دی آتش ڈاڈھی جس بے مثل کُوں مثل بنایا

م- محمدؐ مدنی ماہی جیہڑا آیا ویس وٹا اے قسم خُدا اے
لوکاں دے سمجھاون کارن تاہیں گھنڈ چا مُکھ تے پا اے قسم خدا اے
بانڑاں بشری چال رحمانی کوئی عجبی یار دانا اے قسم خدا اے
حافظ عاشقاں خُوب پچھاتا مظہر ذات خُدا اے قسم خدا اے

ن- نصیب عجیب تنہاں دے جنہاں پائے راز نہانی
راز نہانی دُر معانی ہن دو جگ وچ لاثانی
دُر مُعانی ہر وچ جانی پڑھ ویکھ ثبوت قُرآنی
حافظ کامل مُرشد باجھوں ہئی خلقت کُوڑ کہانی

بلوآنہ شریف ایک مناظرہ کے بعد کچھ فی البدیہہ اشعار موزوں فرمائے جن میں سے یہ چند اشعار یارانِ

طریقت کو یاد رہے۔

رب اکبر ہے سب تھیں بڑا نہ پردیاں وچ سماوے ـــ جے اوہ پردیاں وچ سماوے وڈّا کیویں سداوے
ناں اوہ اوّل ناں اوہ آخر ناں اوہ ظاہر، باطن ـــ ظاہر، باطن آکھن والے مُشرک سانوں جاپن
لیکھ جنہاندے سُتّے حافظ نئیں، نئیں، نئیں، نئیں کردے ـــ نئیں نئیں دے وچ رہن ہمیشہ نئیں نئیں دے وچ مردے
دیگرے......

☆......☆......☆......☆......☆......☆

علم کتابان دُور دساون یار دِسے ہر جائی نی ـــ گھت کلاوے ماہی ملیا جد عشق دی پھاہی لائی نی
علم کتاباں بہتیاں پڑھیاں کُجھ ہتھے نہ آیا ـــ ہِک نُقطہ کامل پیر پڑھایا سب کجھ دِل وچ آیا
پَنّل مِلن دی دیر نہ کائی جو دِہڑنوں سیس جُھکاوے ـــ ظاہر دے وِچ دِہڑ شریف تے باطن عَرش سُہاوے

قادری ایم نعرۂ یاغوثِ اعظمؒ می زنیم
دمِز پیر کرم حسینؒ قطبِ عالم می زنیم

باب(2)

ولادت سے..................................مسندارشادتک

نومبر1940ءسے..............................دسمبر1954ءتک

بِسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نوید کرم

شب اندھیری تھی بھٹکتا پھر رہا تھا کارواں
دفعتاً نکلا چمک کر آفتابِ زندگی

40-1939ء کی جنگ عظیم جاری ہے۔ برصغیر پر انگریز کا قبضہ ہے۔ ملک بدترین بھوک و بدحالی کے دور سے گذر رہا ہے۔ پورے ملک میں ایک عجیب خوف اور پریشانی کا سماں ہے۔ لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترس رہے ہیں۔ وسائل پر انگریز قابض جبکہ تقسیم پر ہندو قابض ہیں۔ مسلمانوں کے پاس مایوسی نا اُمیدی اور درد و کرب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ضلع میانوالی برصغیر کا سب سے پسماندہ ضلع تصور کیا جاتا ہے اور اس ضلع کا سب سے پسماندہ ترین گاؤں "نواں" ہے۔ یہ ہندوؤں کا گاؤں تھا یہاں اکثر متموّل ہندو آباد تھے۔ دولت اور تجارت پر ہندوؤں کا کنٹرول تھا۔ زراعت مسلمانوں کا آبائی پیشہ تھا لیکن مسلمانوں کی تمام زمینیں ہندوؤں کے پاس رہن تھیں۔ مسلمان کاشتکار سال بھر محنت کر کے جو کچھ کماتے بنیے کھلیان ہی سے اُٹھا کر لے جاتے اور مسلمانوں کے بچے یونہی دیکھتے رہ جاتے۔ مسلمانوں کے پاس اور کوئی روزگار کے ذرائع نہ تھے۔ مسلمانوں کی تعلیمی حالت بھی انتہائی ابتر تھی۔ پورے علاقے میں صرف چند مسلمان پڑھے لکھے تھے اور یہ پڑھے لکھے بھی فقط لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ میلوں تک نہ تو کوئی سکول تھا اور نہ ہی قابل ذکر مدرسہ۔ کچھ گھروں میں ناظرہ قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا۔ گاؤں میں ایک مسجد تھی جس کا امام بھی ناظرہ قرآن پڑھا ہوا تھا۔ انگریز کا تسلط، ہندوؤں کا غلبہ اور غربت کی انتہا مسلمانوں کا مقدر تھی اللہ رب العزت کا یہ فیصلہ ہے کہ "فَاِنَّ مَعَ الْعُسرِ یُسراًO اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسراً" (تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے)۔

ان گھٹاٹوپ اندھیروں، مایوسی اور نا اُمیدی کے چھائے ہوئے بادلوں میں اللہ تعالی نے ایک ایسا آفتاب طلوع کیا جس نے نہ صرف گھر میں خوشیوں کے اُجالے پھیلائے بلکہ ایک عالم کو منور و تاباں کر دیا۔

خزاں کے طول سے دل کی کلی مرجھائی جاتی تھی بہاروں کو جلو میں لے کے وہ محشر خرام آیا

ولادت باسعادت: اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے مخلوق کی راہبری اور راہنمائی کا کام لیتا ہے شب و روز کی ساری سعادتیں اُن کے نام کر دیتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی والدہ ماجدہ نے ماہِ صیام کے تیس روزے رکھے عید الفطر کی صبح سعید اُفق پر طلوع ہوئی اُدھر اذان فجر کی صدا بلند ہوئی اور اِدھر حضور قبلہ عالمؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

گھر میں بے پناہ خوشیوں کا سماں پیدا ہوا۔ اقرباء نے دو عیدیں منائیں ایک عید الفطر جبکہ دوسری اس نورِ نظر کی لیکن کسی کو کیا معلوم تھا یہ بچہ فقط دو خوشیاں نہیں لایا بلکہ اپنے دامن میں ہزار ہا خوشیاں اور مسرتیں سمیٹ لایا ہے۔ عید کے دن مسلمانوں کے گھر بچے کی پیدائش بہت بڑی سعادت سمجھی جاتی ہے اس لیے تمام گاؤں کے مسلمان حضور قبلہ عالمؒ کے والد ماجد اور دادا جان کو مبارک باد دینے آئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضور کی دادی اماں نے اس نومولود کا ابتدائی نام ''کرم الٰہی'' رکھا۔ حقیقتاً اُس شب اِس گھرانہ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا۔ ایک ایسے بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی جس نے اپنے والد بزرگوار کے جانشین صادق اور خلافت عظمیٰ کا استحقاق اپنے لیے ثابت کیا۔ خاندان میں ایک ایسا فرد پیدا ہوا جس نے دُنیا میں نہ صرف اپنے خاندان کا نام روشن کیا بلکہ ایک جہان کو تاباں کر دیا۔ ایک ایسا مرید پیدا ہوا جو اپنے مرشد کریم کی مراد ثابت ہوا۔ ایک ایسا شیخ طریقت پیدا ہوا جس نے ہزاروں غافل، بھولے بھٹکے اور بے عمل مسلمانوں کو پاکیزہ زندگی گذارنے کا سلیقہ بتا دیا۔ اولیاء اللہؒ کے گروہ میں ایک ایسا فرد کامل پیدا ہوا جس کا وجود اس دورِ قحط الرجال میں سرمستانِ بادۂ الست کیلئے ایک حجت سے کم نہ تھا جس کے سوز دروں نے ہزاروں مردہ دلوں کو نہ صرف زندہ کیا بلکہ دردِ دل کی نعمت سے بھی مالا مال فرمایا۔ ایک ایسا عالی ظرف پیدا ہوا جس نے راہ سلوک کی تمام صعوبتیں برداشت کیں۔ ایک ایسا عاشق رسول ﷺ پیدا ہوا جو آخر مقام دائم الحضوری پر فائز ہوا۔

تاریخ ولادت کی تحقیق: حضور قبلہ عالمؒ کے شناختی کارڈ پر تاریخ ولادت 11 اگست **1940**ء درج ہے جو کہ سکول کے اندراج کے مطابق ہے۔ اُس زمانہ میں صحیح تاریخ بہت کم افراد یاد رکھتے اور اساتذہ بھی تاریخ پیدائش کا اندراج اپنے اندازہ سے کرتے۔ ایک مرتبہ مدرسہ قرآن محل (جھنگ) میں راقم نے حضور کی زبان مبارک سے خود سنا کہ ''میری ولادت عید الفطر کے روز فجر کی اذان کے وقت ہوئی''۔ دیگر حضور کے چچا حاجی فضل الٰہی صاحب فرماتے ہیں ''میں 8 جولائی **1941**ء کو فوج میں بھرتی ہوا حضور کی عُمر اُس وقت ایک سال سے کم تھی''۔ راقم السطور نے قائدِ ملت لائبریری (کراچی) میں یکم شوال **1940**ء کا اخبار دیکھا تو اُس پر 2۔ نومبر کو یکم شوال تھی اور قبلہ حاجی صاحب کے فوج میں بھرتی کے وقت حضور کی عُمر شریف صرف 8۔ ماہ تھی۔ اس لحاظ سے حضور قبلہ عالمؒ کی صحیح تاریخ ولادت 2۔ نومبر **1940**ء بروز ہفتہ بمطابق یکم شوال **1359**ھ بوقت اذانِ فجر ہے۔

اَلوَلَدُ سِرٌّ" لِاَبِیْہِ: ہمارے سلسلۂ تصوف قادریہ میں یہ کوئی پہلا موقعہ نہیں تھا کہ بیٹے نے اپنے باپ کی مسند ارشاد کو چار چاند لگائے ہوں بلکہ یہ عالی شان روایت اس طریقہ عالیہ میں ابتداء ہی سے چلی آرہی ہے جو ایک نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں اس سلسلہ طریقت میں تیئیس (23) حضرات ایسے بھی ہوئے ہیں جو اپنے والد کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ ابتداء میں سید الشہداء سیدنا امام حسینؓ سے لیکر سیدنا امام علی رضاؓ تک اور پھر حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کے فرزند اکبر

شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ کی اولاد میں اٹھارہ پشتوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر آگے حضور قطب الاقطاب پیر مخلویؒ کے مرشد حضرت سید چراغ علی شاہؒ بھی اپنے والد حضرت سید علی شیرؒ سے فیض یاب ہوئے اور وہ اپنے دادا حضرت سلطان باتھیوانؒ سے۔ ہمارے سلسلہ میں اکثر حضرات اپنے گھرانہ ہی میں بیعت ہوئے کچھ بڑے بھائی سے ہوئے، کچھ چچا سے، کچھ والد سے، کچھ دادا سے اور کچھ خاندان کے نمایاں افراد سے۔ سُبحان اللہ اس سلسلہ پاک میں درویشوں اور فقیروں کے ساتھ ساتھ اولاد و اقرباء نے بھی وافر حصہ پایا۔ جو کہ تمام سلاسلِ تصوف میں ایک نمایاں اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔

گھر میں رحمتوں کی بارش: حضور قبلہ عالمؒ کی ولادت کے ساتھ ہی فقراء اور درویشوں کے گھر میں عجیب فارغ البالی آئی۔ رزق اور خوشیاں اس گھر میں چاند کی طرح چمکنے لگی شکر، سوتر اور گھی اس زمانے میں کوٹہ پر ملتا تھا آپ کے دادا جان کو انہی دنوں کوٹہ مل گیا کاروبار خوب چمکا اور گھر میں خوشحالی آ گئی۔ ابھی عمر مبارک کا ایک سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ رحمتِ حق نے ایک عظیم ترین سعادت کیلئے اس گھر کو چن لیا۔ جولائی اگست 1941ء کے دن تھے اچانک سرزمینِ نواں پر ابدالِ عصر، سفیر قطبیہ حضرت فقیر محمد رمضان علیہ الرحمت وارد ہوئے اور آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ کے سرانور پر تاج ولایت سجا دیا۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد دسمبر 1942ء میں حضرت خواجہ کو حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے خرقہ ءخلافت سے نوازہ۔

حضور قبلہ عالمؒ کا بچپن: یوں تو حضور قبلہ عالمؒ پورے گھر کی آنکھ کا تارا تھے۔ تمام گھر والے آپ سے بے حد محبت کرتے لیکن آپ کی دادی صاحبہ کو آپ سے والہانہ لگاؤ تھا وہ ہر وقت حضور کو اُٹھائے رکھتی اور ایک لحہ کے لئے آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جب چلنا، پھرنا اور بولنا سیکھا تو آفتاب ولایت کی کرنیں آپ کے گھر روشن ہو چکی تھیں حضرت خواجہ کی ولایت کی خوشبو گاؤں بھر کو معطر کر رہی تھی۔ گھر میں صُبح وشام اللہ کے ذکر کی صدائیں گونجتیں۔ حضرت خواجہ کے دیدار کے لیے جو بھی حاضر ہوتا گھر کی چوکھٹ پر ذکر بالجہر کرتا۔ گھر میں ہر وقت مرد و زن پیر و مُرشد کا ذکر کرتے اور کلمہ شریف پڑھتے۔ اس لیے حضور قبلہ عالمؒ کی زبان اقدس سے جو الفاظ رواں ہوئے وہ "لا الہ الا اللہ" کا ورد تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ آپ نے ذکر اسمِ اعظم اور کلمہ شریف کے ورد سے زبان کھولی۔ جسے سن کر حضرت خواجہ نے خوش ہو کر فرمایا ''ہمارے گھر میں اللہ اللہ کرنے والی ایک روح کا نزول ہوا ہے''۔

ابھی ملبوسِ گویائی نہ تھا پوری طرح پہنا ______ کہ سیکھا تھا زباں نے قل ھواللہ احد کہنا

والد ماجد پیر و مُرشد سے محبت آپ کی پاکیزہ فطرت اور قلب و روح میں بچپن ہی سے اس قدر جاگزیں ہو گئی تھی کہ جب ذرا چلنے پھرنے لگے تو گھر میں جو کپڑا ملتا کندھوں پر رکھ لیتے اور کبھی کبھی اس میں روٹی بھی باندھ لیتے اور گھر سے باہر چل پڑتے جب دادی اماں اور والدہ ماجدہ پیار بھرے انداز سے پوچھتیں ''کرم الٰہی! کہاں جا رہے ہو'' تو آپ اپنی من موہنی آواز سے قلبی محبت میں جواب دیتے ''دہڑ شریف جا رہا ہوں''۔ دادی اماں اور والدہ ماجدہ تو مسکرا دیتیں لیکن حضرت

خواجہ جب یہ الفاظ سنتے تو خوشی سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ واقف اسرار پیکر اس نور ولایت کو دیکھ رہی تھیں جو اس نوخیز کی جبیں مبارک اور نگاہیں پیکرِ اطہر میں جلوہ کناں تھا۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں ________ زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

والدین کے تاثرات: جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور باطن عطا فرمایا تھا وہ حضور قبلہ عالمؒ کو دیکھتے ہی بے ساختہ پکار اُٹھتے یہ اللہ کا ولی ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار اکثر فرمایا کرتے "یہ میرا لڑکا مادری ولی اللہ ہے" حضور کی والدہ ماجدہ سے میں نے خود سُنا وہ فرمایا کرتی تھیں "آپ مادری ولی اللہ تھے بچپن سے ہی ایسی ایسی باتیں کرتے جو بالکل صحیح ثابت ہوتیں جو بھی منہ سے نکالتے وہی پورا ہوتا" لہٰذا حضرت مائی صاحبہ علیہ الرحمت بچپن سے ہی آپ کا بہت اکرام فرمایا کرتی تھیں۔ میری پھوپھی صاحبہ فرماتی ہیں "بچپن سے ہی آپ ہمیں حضور کا نام لیکر نہ بلانے دیتیں بلکہ فرماتیں "سائیں" کہا کرو۔

خلیفہ میاں غلام رسول صاحب مصنف "گُل توحید" فرمایا کرتے ایک روز حضور حافظ پاک نے اپنے صاحبزادگان کے بارے ایسے ایسے حالات بیان فرمائے جواب ہم ویسے ہی دیکھ رہے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ سے متعلق کچھ اسطرح فرمایا "بھائی غلام رسول! یہ میرا لڑکا مادری ولی اللہ ہے۔ اس کا میرے گھر میں پیدا ہونا میرے لیے بڑا مبارک ثابت ہوا یعنی اس کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد میری ملاقات حضرت فقیر محمد رمضان قادریؒ سے ہوئی جنہوں نے میری زندگی ہی بدل کر رکھ دی مجھے اپنے اس لڑکا پر مکمل اعتماد ہے اسی لیے سفر وحضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔

حضرت اعلیٰ دھڑویؒ کی نظر میں: حضور قبلہ عالمؒ کے ایام طفولیت کے ایک ہم جولی نمبر دار فلک شیر خان سے روایت ہے کہ ایک دفعہ بلوآنہ شریف میں حضرت اعلیٰ دھڑوی تشریف لائے چونکہ حضور قبلہ عالمؒ کے بچپن کا زمانہ تھا آپ سامنے ہی بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضور حافظ پاک نے اشارۃً ایک طرف ہو جانے کو کہا لیکن حضرت اعلیٰ دھڑوی نے یہ فرماتے ہوئے منع کر دیا کہ "حافظ صاحب! اسے کھیلنے دو یہ فقیر ہے" گویا حضرت اعلیٰ دھڑویؒ کی چشم بصیرت نے بھانپ لیا تھا کہ بلوآنہ شریف کے گلی کوچوں میں کھیلنے والا یہ ننھا سا معصوم کوئی عام بچہ نہیں ہے بلکہ آپ کی معصومیت سے فقر مصطفویؐ کے جلوے جھلکتے تھے۔

راہ حق میں پہلی ہجرت: حضور قبلہ عالمؒ کی عمر شریف ابھی صرف اڑھائی، تین برس تھی کہ 1943ء میں آپ کے والد بزرگوار نے اپنے شیخ طریقت حضرت اعلیٰ دھڑویؒ کے حکم پر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں بمعہ اہل وعیال "نواں" سے ہجرت فرمائی اور ضلع جھنگ کے نہایت ہی پسماندہ علاقہ تھانہ موچیوالہ کے ایک گاؤں "بلوآنہ شریف کو اپنی تبلیغ وارشاد کا مرکز بنایا۔

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے شرابِ عشق کی لذت کشاں کشاں مجھ کو

نام کی تبدیلی: حضور قبلہ عالمؒ کا ابتدائی نام کرم الٰہی تھا جو کہ آپ کی دادی اماں نے رکھا تھا لیکن حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے ترمیم فرما کر آپ کا نام نامی "کرم حسین" تجویز فرمایا گویا کرم الٰہی ہوا تو کرم حسین بن گیا جو ایسا سرشار عشق الٰہی ہوا کہ راہ فقر و رضا کی کٹھن سے کٹھن منازل طے فرما کر حسینیہ مشن کی یاد کو تازہ کیا۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

ع: عاشق سوئی حقیقی جیہڑا قتل معشوق دے منّے ہو عشق نہ چھوڑے مُکھ نہ موڑے توڑے سَے تلواراں کھنّے ہو
جتول ویکھے راز ماہی دے لگے اوسے بنّے ہو سچا عشق حسینؓ علی دا باہُو سر دیوے راز نہ بھنّے ہو

ابتدائی تعلیم: حضور قبلہ عالمؒ نے عربی قاعدہ کی ابتداء اپنے والد بزرگوار سے کی اور گمان غالب ہے کہ قرآن مجید بھی حضور حافظ پاک سے ہی پڑھا ہوگا حضور کا حافظہ نہایت قوی تھا ایک دو بار دُہرانے سے ہی سبق از بر ہو جایا کرتا تھا سکول کی ابتدائی چار جماعتیں پرائمری سکول بلوآنہ شریف میں پڑھیں۔

حضرت اعلیٰ دہڑوی کا اپنی فرزندی میں لینا: راقم السطور نے لنگر شریف کے بعض پرانے درویشوں سے سنا کہ حضور قبلہ عالمؒ بچپن میں اپنے چھوٹے بھائی پیر نور حسین صاحب کے ساتھ بلوآنہ شریف کھیل رہے تھے اتنے میں تانگہ پر حضرت اعلیٰ دہڑوی تشریف لے آئے۔ حضور حافظ پاک نے فرمایا دوڑ کر جاؤ اور حضور کی قدم بوسی کرو جب آپ دونوں تانگے کے نزدیک پہنچے تو حضرت اعلیٰ دہڑوی نے تانگہ رکوا کر دونوں کو اپنے دائیں بائیں بٹھالیا اور شفقت بھرے انداز میں پہلے پیر نور حسین صاحب سے پوچھا تم کس کے بیٹے ہو؟ لیکن وہ آپ کی ہیبت سے خاموش رہے پھر حضور قبلہ عالمؒ سے فرمایا پیر کرم حسین! تم کس کے بیٹے ہو؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ میں تو حضور کا بیٹا ہوں حضرت اعلیٰ دہڑوی نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا "تم واقعی میرے بیٹے ہو" اور پھر آپ کے والد ماجد سے بھی فرمایا "حافظ صاحب! یہ میرا فرزند ہے" گویا حضور بچپن سے ہی آداب شیخ سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ مرید روحانی اعتبار سے اپنے شیخ کی اولاد ہوتا ہے۔

راہِ وفا میں جذبہء کامل ہو جس کے ساتھ خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

زبان فقیر حق کی تقدیر: ایک دفعہ بچپن میں حضور قبلہ عالمؒ گھر سے کسی بات پر ناراض ہو کر باہر سڑک کے ساتھ ایک کھال میں آبیٹھے اور وہیں ریت کے ساتھ کھیلنے لگے یعنی اپنے پاؤں پر ریت ڈالتے پھر اوپر سے اپنے ہاتھوں کو مارتے جب ریت جم جاتی تو نیچے سے اپنا پاؤں نکال لیتے اسی شغل میں تھے کہ وہاں سے ایک ماچھی کا گزر ہوا اس نے پوچھا پیر جی یہاں کیا کر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا تمہیں اس سے کیا غرض جاؤ اپنا راستہ لو لیکن وہ وہیں بیٹھ گیا اور بار بار ستانے لگا کہ جب تک نہیں بتاؤ گے میں بھی جاؤں گا نہیں۔ حضور غضب ناک ہوئے اور فرمایا پھر سن لے تیری قبر بنا رہا ہوں۔ وہ ہنس پڑا اور چلتا بنا گھر پہنچ کر لکڑیاں اپنی بیوی کو دیں اور کچھ دیر ستانے کیلئے لیٹ گیا جب اسکی بیوی کھانا تیار کر کے اسے جگانے آئی تو وہ راہی ملک عدم ہو چکا تھا۔ جب اس واقعہ کا علم حضور حافظ پاکؒ کو ہوا تو فوراً حضور قبلہ عالمؒ کو بلوایا اور بطور تنبیہہ فرمایا تم نے

ابھی سے یہ کام شروع کر دیئے ہیں خبردار آئندہ کبھی منہ سے ایسی بات نہ نکالنا۔

لالہ محمد حنیف سکنہ لوکڑی ضلع سرگودھا سے مروی ہے کہ میں نے حضور قبلہ عالمؒ کی زبان مبارک سے خود سنا کہ میرے والد بزرگوار نے بطور تنبیہہ مجھے فرمایا ''کرم حسین! ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔ اب یا تم خاموش ہو جاؤ۔ یا میں خاموش ہو جاتا ہوں تو میں نے عرض کی پھر ایسا لفظ کبھی منہ سے نہ نکالوں گا''۔

مجلس میں پہلی بار ''فیض سبحانی'' پڑھنا: راقم السطور کی بڑی پھوپھی صاحبہ فرماتی ہیں جس روز حضور قبلہ عالم نے پہلی بار مجلس میں کتاب فیض سُبحانی پڑھی تو حضور حافظ پاکؒ نہایت خوش ہوئے اور مجلس کے بعد گھر تشریف لا کر اپنی زوجہ محترمہ سے بڑے مسرور کُن انداز میں فرمایا ''تجھے مبارک ہو کہ آج تیرے بیٹے نے مجلس میں فیض سُبحانی پڑھی ہے''۔ حضور قابلہ عالم نے چھ سات سال کی عمر سے نماز پنجگانہ تہجد اور ''فیض سبحانی'' کی مجلس شروع کر دی تھی۔

عالم طفلی سے ان کو اتقا کا شوق تھا آنکھ بھی محو تجلی، دل سراپا ذوق تھا

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی: حضور قبلہ عالمؒ اپنے والد ماجد کی محبت وشفقت، تعلیم وتربیت اور فیضان نظر کا ثمر تھے حضرت خواجہ سفر وحضر میں اپنے نور نظر کو نہ صرف ساتھ رکھتے بلکہ قدم قدم پر نصیحت وتربیت فرماتے جب رات کی تاریکی چھا جاتی اور لوگ سو جاتے حضرت خواجہ حکم فرماتے جاؤ کرم حسین کو اُٹھا لاؤ۔ حضور قبلہ عالمؒ کو سامنے بیٹھا لیتے کبھی ذکر اور کبھی کافیاں سنتے، اپنے ساتھ نماز تہجد پڑھاتے نوافل، ذکر واذکار کی خود تعلیم دیتے۔ حضور قبلہ عالمؒ صبح ناشتہ کر کے سکول چلے جاتے لیکن سکول سے واپس آ کر صرف بستہ رکھنے کی اجازت ہوتی فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ گفت وشنید کا سلسلہ شروع ہوتا حضور سے کوئی کتاب پڑھوائی جاتی پھر اس کی تشریح حضرت خواجہ کچھ اس طرح کرتے کہ دن گذر جاتا۔ حضور قبلہ عالمؒ دوپہر کا کھانا اکثر شام کو کھاتے۔ بچوں کے ساتھ کھیلنے کا وقت بھی بہت کم دیا جاتا۔ سکول سے گھر آتے ہی پہلا کام والد بزرگوار کی مجلس میں حاضر رہنا تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے کئی بار اس حقیقت کا اعتراف فرمایا کہ ''میرے والد نے مجھ پر بڑی محنت کی''۔

بارش کا ہونا (بچپن کی ایک اور کرامت) میری بڑی پھوپھی صاحبہ فرماتی ہیں ایک دفعہ ہر طرف قحط سالی تھی اور عرصہ سے بارش نہیں ہو رہی تھی ایک روز حضرت قبلہ عالمؒ سے والد بزرگوار حضور حافظ پاک نے فرمایا ''کرم حسین! دُعا کر بارش ہو جائے کیونکہ تیری دُعا بارگاہ الٰہی میں رد نہیں کی جاتی'' آپ نے عرض کی پھر ابا جی دیکھتے جائیں ابھی آئی اور اُسی وقت بارش شروع ہو گئی حتیٰ کہ ہم سب مکانوں میں داخل ہونے تک بھیگ گئے۔

تربیت اغنیاء: حضور قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار کو جس قدر آپ سے محبت تھی نگرانی بھی اُسی قدر سخت تھی حضور کی تمام عادات ومعمولات کا خود جائزہ لیتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی نگاہ رکھتے۔ لنگر شریف میں عموماً جو کچھ آتا اپنے غریب ہمسائیوں میں بانٹ دیا کرتے اور گھر میں کبھی فاقہ تک نوبت آ جاتی مگر آپ کے والد صاحب بہت خوش ہوتے کہ آج تو ہم

اللہ کے مہمان ہیں۔ مائی صاباں (ایک فقیر صفت عورت جس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ لنگر شریف کی خدمت میں گزارا) سے راقم السطور نے خود سنا ایک دفعہ گھر میں کچھ نہیں تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ ابھی بچے تھے سکول سے آئے تو کھانا مانگا میں نے بتایا آج گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے آپ خاموش ہو گئے جب بھوک نے ستایا تو گھر کے مکانوں میں دیکھنے لگے چکی والے کمرہ میں سے سُوکھی روٹی کا ایک چوتھائی ٹکڑا ملا جسے آپ نے رومال سے صاف کیا اور پانی کے پیالا میں بھگو بھگو کر تناول فرمانے لگے اسی دوران آپ کے والد بزرگوار تشریف لائے۔ حضور کو وہ ٹکڑا کھاتے دیکھا تو سمجھا کہ شاید کہیں سے مانگ لایا ہے کیونکہ آج گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے آتے ہی آپ کو ایک تھپڑ مارا۔ حضور ابھی بچے تھے نہ صرف تھپڑ برداشت کیا بلکہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی ''ابا جی! میں آپ کی بیٹا ہوں کسی دنیا دار کا نہیں مجھے یہ ٹکڑا چکی والے کمرہ سے ملا ہے کسی سے مانگ کر نہیں لایا''۔ بس یہ کہنا تھا کہ حضرت خواجہ پر رقت تاری ہوگئی۔ فوراً جھکے اور آپ کو اُٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا، بہت روئے اور فرمایا ''بیٹا! میں نے تجھ سے بہت اُمیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اسی لیے ذرا سختی سے پیش آیا ہوں''۔

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اَولیٰ ہو جس کی فقیری میں بوئے اَسد الٰہی

پیاری ادائیں اور پُرعزم بچپن: حضرت اعلیٰ دہڑوی کو اپنے خلیفہ حضرت خواجہ پر بہت ناز تھا اور والہانہ لگاؤ بھی تھا حضرت خواجہ کو بھی اپنے مرشد پاک سے کمال عشق تھا۔ لیکن تعلیم و تربیت کی خاطر کئی بار حضرت اعلیٰ دہڑوی نے آپ کو آزمائشوں میں ڈالا۔ ایک دفعہ حکم دیا کہ حافظ صاحب تم میرے آستانہ پر نہیں آسکتے۔ حضرت خواجہ پر یہ دن بڑے کٹھن اور تکلیف دہ تھے ان دنوں حضرت خواجہ پر عجیب محویت اور استغراق طاری تھا۔ مرشدؒ کے دیدار کے بغیر کئی دن گذر گئے آپ ماہی بے آب کے طرح تڑپتے تھے۔

بڑی پھوپھی صاحبہ بتاتی ہیں کہ ایک دن گھر میں حضور قبلہ عالمؒ لیٹے ہوئے یہ ماہیا پڑھ رہے تھے۔

سونے دا کل ماہیا روٹھے نوں منا لیساں متھے لگن دی ڈھل ماہیا

یہ الفاظ جب حضرت خواجہ نے سنے تو آپ کے عشق و محبت کے فراق نے جوش مارا او قریب آ کر فرمایا کرم حسین میرا یار بھی مجھ سے روٹھ گیا ہے کیا تم اسے منا لو گے آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور بے ساختہ بولے کیوں نہیں ابا جان ایک دفعہ مجھے ساتھ لے جائیں پھر دیکھیں میں کیسے مناتا ہوں۔ حضرت خواجہ خوشی خوشی فوراً تیار ہو گئے۔ حضور قبلہ عالمؒ کو ساتھ لیا اور دہڑ شریف جا پہنچے چپکے سے دربار شریف میں داخل ہو گئے۔ کسی نے حضرت اعلیٰ کو شکایت کی کہ آپ نے حضرت خواجہ کو دربار شریف سے نکالا تھا لیکن وہ پھر آ گئے ہیں۔ حضرت اعلیٰ دہڑوی نے حکم دیا کہ حافظ صاحب سے کہو دربار شریف سے چلا جائے۔ حکم ملتے ہی حضرت خواجہ نے حضور قبلہ عالمؒ کو ساتھ لیا اور واپس چل پڑے۔ راستہ میں شفیق و مہربان باپ نے بیٹے کی انگلی پکڑ رکھی تھی اور آنسو جاری تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ بار بار فرماتے ابا جان! حضورؒ آپ سے ناراضؒ تھے مجھ سے ناراض تو نہیں تھے بھلا مجھے کیوں نکال دیا۔

کسی درویش نے یہ باتیں سن لیں اور آ کر حضرت اعلیٰ دھڑوی کو بتائیں۔ آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور فرمایا تم نے مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ حافظ صاحب کے ساتھ کرم حسین بھی تھا جاؤ لنگر کا تانگہ لے جاؤ جہاں ملیں انہیں واپس لے آؤ اور انہیں میرا پیغام دو کہ تمہیں معافی ہے۔ حضرت خواجہ اور حضور قبلہ عالمؒ ابھی دو تین میل ہی چلے ہونگے کہ تانگہ لے کر درویش پہنچ گئے معافی کی خوشخبری سنائی دربار شریف پر واپس لے آئے جونہی حضرت اعلیٰ دھڑوی کے سامنے ہوئے آپ نے کمال محبت اور پر شفیق لہجے میں فرمایا ''کرم حسین ہم سے تیرا بھار اٹھایا نہیں گیا لہٰذا تیرے والد کو معافی دیتے ہیں اور یہ معافی ہمیشہ کے لیے ہے آئندہ زندگی بھر تیرے والد سے ناراض نہ ہونگے۔'' حضرت خواجہ نے ڈوبتی ہوئی آنکھوں سے حضور قبلہ عالمؒ کی طرف دیکھا تو آپ کی خاموش زبان سے نکلا۔

رُٹھے نوں منا لیساں متھے لگن دی ڈِھل ماہیا

چک نمبر 175 کے مڈل سکول میں داخلہ: حضور قبلہ عالم کے ایک ہم جماعت میاں اللہ داد بلوچ جو بعد میں حضور کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گئے بیان کرتے ہیں۔

حضور قبلہ عالم نے پانچویں سے آٹھویں تک تعلیم گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 175 میں حاصل کی آپ کا شمار کلاس کے قابل ترین طلباء میں ہوتا تھا بزمِ ادب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے حضور کو بچپن سے ہی اقبالیات سے لگاؤ تھا علامہ اقبالؒ کے اشعار بڑے متاثر کن انداز میں پڑھتے بقول ہیڈ ماسٹر غلام حسین چوڑی گر جب آپ اشعار پڑھتے تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا۔ خصوصاً یہ شعر تو تڑپا کر رکھ دیتے تھے۔

اے جذبہء دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کیلئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

ہمیشہ سکول میں دُعا آپ کروایا کرتے تھے دُعا کے تمام اشعار تو مجھے یاد نہیں یہ دو شعر ابھی تک گوشہء دماغ میں بدستور موجود ہیں۔

تیری حمد و ثناء کے یا الٰہی گیت گاتے ہیں
تو ہی خلاقِ عالم ہے تیرا ہی رزق کھاتے ہیں
تو شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
شہنشاہی تیری میں کل شہنشاہ سر جھکاتے ہیں

اس کے بعد سورۃ فاتحہ شریف کا منظوم ترجمہ اپنی خوبصورت آواز اور مخصوص لے میں پڑھتے تو ایک سماں باندھ دیتے۔

میں شیطان مردود سے اے خُدا
سدا مانگتا ہوں تیری ہی پناہ
میں لیتا ہوں پہلے خدا ہی کا نام
کہ رحمت ہے جس کی بَرخاص و عام
خدا ہی کو زیبا ہے حمد و ثناء
جو ہے رحم و بخشش میں سب سے بڑا
قیامت کے دن کا ہے مالک وہی
جو دے گا جزا سب کو اعمال کی
تجھی کی عبادت ہیں کرتے خدا
تجھی سے مدد مانگتے ہیں سدا

دِکھا ہم کو یارب راہِ مستقیم ہمیں راہ حق پر چلا اے کریم
تو اُن پاک لوگوں کا رستہ دکھا کہ جن پر سدا فضل تیرا ہوا
نہ اُن کا ہوا جن پہ نازل غضب نہ گمراہ کی راہ دکھا میرے رب
ہماری دُعا کر قبول اے خُدا
ہمارا نہیں کوئی تیرے سوا

حضور قبلہ عالم کے دورِ طالب علمی کی ایک سکول میں شب وروز (چھٹی کلاس سے آٹھویں تک):
دلچسپ اور پاکیزہ روداد آپ کے بے تکلف دوست اور کلاس فیلو مہر محمد اسماعیل ڈب (ایم۔اے۔ایم۔ایڈ) سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 170 ڈب کی نوکِ قلم سے۔

☆ سال 1954ء کے زمانہ طالب علمی کی نادر گھڑیاں اور انمول گزرے ایام یاد آرہے ہیں۔ جب کہ گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 175 میں آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے۔ دیہاتی سکولوں کے رواج کے مطابق ٹاٹوں پر بستے لے کر بیٹھتے اور حصولِ علم کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص کرم کیا کہ چھٹی سے لے کر آٹھویں تک حضور قبلہ عالمؒ پیر محمد کرم حسینؒ کا سنگ اس ناچیز بندہ عاجز کے نصیب فرمایا۔ اپنے ٹاٹ پر سب سے آگے صاحب موصوف تشریف رکھتے۔ بندہ ہمیشہ اُن کے پیچھے بیٹھتا۔ دوسرے طلباء اپنی نشستیں تبدیل کرتے مگر نہ کبھی حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنی نشست تبدیل کی اور نہ ہی بندہ کو بدلنے دی۔ جناب کی تعلیمی حالت انتہائی تسلی بخش تھی۔ لکھنے پڑھنے میں جناب کی حمایت کی بدولت بندہ بھی کچھ ایسا گیا گزرا تھا۔ ایامِ طفولیت اور طالب علمی کے زمانہ کی سرگزشت اگر اپنے حقیقی رنگ میں بیان نہ کی جائے تو ذہنی تنگ نظری اور قلم کی بے انصافی ہوگی۔ عمر کے تقاضا سے اس میں آسان زبان وتحریر میں چھوٹی چھوٹی مگر سچی باتیں تحریر کی گئی ہیں جن کے بیان سے حضرت قبلہ عالم کے پیدائشی بے داغ کردار کی عکاسی کر کے خداداد کرامات کا ذکر کرتے ہوئے عقیدت مند مریدین کے اُنس ومحبت اور عشق کی آبیاری کی گئی ہے۔

☆ حضرت قبلہ عالمؒ آج سے پچاس سال پہلے ایک طالب علم کے رُوپ میں محمد اسماعیل ڈب کے کلاس فیلو تھے۔ جناب غلام حُسین چوڑی گر صاحب (اللہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے) سکول کے ہیڈ ماسٹر اور آٹھویں جماعت کے انچارج تھے۔ درس وتدریس میں اپنے پیشہ سے انصاف کرنے والے تھے۔ آٹھویں جماعت کا مڈل اسٹینڈرڈ کا امتحان تھا۔ اس لیے تیاری امتحان کے سلسلہ میں ہر دوسرے روز کلاس ٹیسٹ ہوتا تھا ہر ٹیسٹ میں صرف پاس ہونا ہی کافی نہ ہوتا بلکہ 75 فیصد سے کم نمبر لینے والے کو سخت سزا ملتی تھی۔ امتحان کا بھوت ہمیشہ ہر طالب علم کے حواس پر سوار ہوتا ہے ایک فیل ہونے کا ڈر۔ دوسرا ڈنڈوں کا خطرہ۔ ہر جائز وناجائز طریقہ سے سب لڑکے نتیجہ کو معیاری بنانے کے لیے مختلف حیلے سوچتے تھے۔ پوچھ گچھ، نقل بوٹی وغیرہ سے گریز نہیں کرتے تھے۔

مگر حضرت قبلہ عالمؒ کو کسی سوال کا جواب ذہن پر آتا یا نہ آتا کبھی کسی سے پوچھنے یا دیکھنے کا خیال تک نہ فرماتے اور بہترین نمبر حاصل کر کے ہمیشہ اساتذہ کرام اور طلباء کی نظروں میں مقبول رہتے ۔ کئی دفعہ تجربہ کیا تقریباً وہی سوالات تیار کرتے جو صبح پرچہ میں آ جاتے تھے ۔

☆ اُستادِ مکرم چھٹی کے بعد اضافی وقت لیتے ۔ رات کو بھی سردیوں کی طویل اور ٹھنڈی راتوں میں اپنی زیر نگرانی چراغ کی روشنی میں رات گئے تک پڑھاتے تھے ۔ بندہ ہوسٹل میں مقیم تھا ۔ صاحبِ موصوف شام سے پہلے گھر سے تشریف لاتے اور رات کو پڑھنے کے بعد ہوسٹل میں قیام فرماتے تھے عام لڑکوں کا جیسے یہ ذہن ہوتا ہے

ع۔ ہر مال ، مالِ ماست کہ مالِ خدا است

کے مصداق کہیں سے گنا توڑا ، کہیں سے مولی گاجر اکھاڑی ، کہیں سے چھلی مالٹا اُڑایا ۔ باقی سب لڑکے کھاتے پیتے مگر حضور عالیؒ انتہائی اصرار کے باوجود بھی ان چیزوں کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے " بیگانے مال پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے " ۔

☆ کلاس میں اکثر پین ، کاپی ، کتاب وغیرہ کی چوری منظر عام پر آتی رہتی تھی ۔ اُستاد صاحب کے حکم کے مطابق سب لڑکوں کے بستوں کی تلاشی لی جاتی مگر حضرت قبلہ عالم کے بستے کی تلاشی کا کبھی گمان تک پیدا نہ ہوتا تھا ۔

☆ بعض دفعہ ایسے مضحکہ خیز واقعات پیش آتے کہ ہنس ہنس کر پیٹ میں بل پڑ جاتے مگر حضرت قبلہ عالمؒ کی متانت اور سنجیدگی پر قربان جاؤں اکثر صرف مسکرا دیتے اور اگر زیادہ ہنسی کا احتمال ہوتا تو دہن مبارک پر اپنا دست مبارک یا رومال رکھ لیتے ۔ قہقہہ لگا کر ہنستے کبھی نظر نہ آئے ۔

☆ پیر محمد شاہ شیرازی کا میلہ " بہادر کی جھوک " میں تھا ۔ باقی کلاسوں کو چھٹی ہوگئی مگر آٹھویں جماعت کو میلہ کی چھٹی نہ ملی ۔ بڑے بڑے لڑکوں نے جو کھلاڑی بھی تھے میلہ پر جانے کا متفقہ فیصلہ کیا ۔ دلمیر آرائیں ، امیر نول عرف گڑانگ ، احمد خان روہڑا اور حضورا بلوچ نے آپس میں دعائے خیر کر کے سب سے عہد لیا کہ ساری جماعت میلہ پر جائے گی ۔ اپنی جماعت میں سب سے چھوٹے ، جسمانی لحاظ سے کمزور اور اُستاد مکرم سے سب سے زیادہ ڈرنے والے بندہ اور حضرت قبلہ عالمؒ ہی تھے ۔

نظم وضبط کے قائم رکھنے کے احساس اور استاد مکرم کی ناراضگی کے خوف سے ہم ہر دو نے دیگر لڑکوں کے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کر دیا ۔ اُنہوں نے سب کو ملوث کرنے کی غرض سے زبردستی ہمیں بھی ساتھ ملایا تا کہ کوئی گنجائش باقی نہ رہے ۔ میلہ پر چلے گئے ۔ دوسرے دن سکول آئے ۔ ساری جماعت ڈر سے کانپ رہی تھی ۔ یقین تھا آج خوب پٹائی ہو گی ۔ چھوٹے بڑے سب حضرت قبلہ عالمؒ سے مخاطب ہوئے ۔ کہنے لگے " اپنے باپ ، دادا کو یاد کیجیے آج کسی طرح خود بھی بچیں اور ہمیں بھی سزا سے بچائیں " آپؒ قدرے مسکرائے اور خاموش ہو گئے ۔ بس آنکھوں میں نم سا آ گیا ۔ اُستاد محترم

تشریف لائے۔ آتے ہی حاضری لگائی اعلان ہوا کل میلہ پر جانے والے سب لڑکے کھڑے ہو جائیں۔ یہ اعلان سن کر سب کے سانس رُک گئے اور محاسبہ کے لیے پیش ہو گئے۔ اُستاد صاحب نے ڈنڈا اُٹھایا۔ بڑے غضب ناک انداز میں میز پر مارا۔ دھڑک کی آواز آئی جیسے کوئی بم پھٹتا ہے۔ پھر حلقہ میں کھڑے ہوئے لڑکوں کے سامنے اپنے ڈنڈے کو گھماتے ہوئے سزا دینے کی پوزیشن پکڑی۔ اچانک نگاہیں حضرت قبلہ عالمؒ پر پڑیں تو یوں مُخاطب ہوئے ''کرم حسین! آپ بھی ان میں شامل ہو گئے۔ اسماعیل! تجھے بھی شرم نہ آئی''۔ میں نے عرض کیا'' جناب غلطی ہو گئی ساتھیوں نے مجبور کیا''۔ حضرت صاحب کی طرف مُخاطب ہوئے اور پوچھنے لگے'' کرم حسین! بتائے اب ان سب کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے'' عالی حضورؒ نے فی الفور بڑے اعتماد سے جواب دیا'' جناب جو ایک شفیق و مہربان اُستاد کو اپنے شاگردوں سے کرنا چاہیے''۔ اُستاد صاحب پر ایک سکوت ساطاری ہو گیا۔ فوراً نرم ہو گئے اور فرمایا'' اس دفعہ آپ کی وجہ سے سب کو معاف کرتا ہوں آئندہ محتاط رہیں''۔

☆ حضرت قبلہ عالمؒ کو اللہ کریم نے لحن داؤدیؑ عطا فرمائی تھی۔ اکثر اُستاد صاحبان آپؒ سے نعتِ رسُول مقبول ﷺ سنا کرتے تھے۔ آپؒ ہمیشہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی لکھی ہوئی نعت

'' اج سک متراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اداس گھنیری اے''

ہدیۃً پیش کرتے۔ کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا'' عین الیقین'' ہوتا ہے۔ جب آپؒ اس مصرعہ پر آتے۔

''کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں''

تو آپ کے آنسو بے اختیار رواں ہو جاتے تھے۔ حضرت قبلہ عالمؒ سے بہت ساری کرامات بچپن ہی سے ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ اس لیے آپ کے والد محترم حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ کی پیشین گوئی'' یہ میرا لڑکا مادری ولی اللہ ہے'' حق اور سچ ثابت ہوئی۔

☆ حضرت قبلہ عالمؒ اور بندہ کا نام اسکاؤٹنگ میں درج تھا۔ اسکاؤٹنگ میں ڈرل ماسٹر صاحب لڑکوں کو لڑکوں کے کندھوں پر سوار کر کے ایک انسانی بلڈنگ بنواتے تھے۔ اس وجہ سے ہمارا گروپ ہمیشہ ضلع بھر میں اوّل رہتا۔ ہوتا یوں کہ آٹھ بڑے بڑے لڑکے نیچے زمین پر بیٹھ جاتے۔ چار قدرے چھوٹے قد والے اُن کے کندوں پر بیٹھ جاتے۔ اُن چار کے کندھوں پر دو اور لڑکے بیٹھ جاتے اور آخری دو لڑکوں کے کندھوں پر حضرت قبلہ عالمؒ کو چڑھا دیتے تھے۔ پھر سب لڑکے درجہ با درجہ کھڑے ہو جاتے۔ چودہ لڑکوں کے اوپر فضا میں یہ شہبازِ فقر و عشق کھڑے ہو جاتے اور اپنی من موہنی سُریلی آواز میں علامہ اقبالؒ کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اس منظر کو دیکھنے والے اور اس کلام کو سُننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

اُستادِ محترم کے تاثرات: جناب غلام حسین چوڑی گر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 175 سے مروی ہے میں نے اپنی زندگی میں دو طالب علم دیکھے ہیں ایک پیر کرم حسین دوسرا مہر جیون خان ڈب گویا میری زندگی میں صرف یہی دو قابل شاگرد آئے ہیں۔

بیعت طریقت: حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے فرمان ''حافظ صاحب! یہ میرا فرزند ہے'' کے پیش نظر حضور قبلہ عالمؒ کو آپ کے والد بزرگوار نے بلوآنہ شریف ایک دفعہ عرس کے موقع پر حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی خدمت میں بیعت کیلئے حاضر کیا آپ نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا ''یہ تو پہلے ہی میرا بیٹا ہے'' اور بڑی محبت سے آپ کو مرید کیا اوراذ کارِ سلسلہ خود تلقین فرمائے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ اور آپ ایک ہی روز حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے حضور حافظ پاکؒ کی خوشی کی انتہا نہ تھی حضرت اعلیٰ دہڑویؒ سے اوّل آپ نے بیعت کی تھی پھر اپنے والد بزرگوار خواجہ یار محمد صاحب کو مرید کروایا اور آج اپنے نور نظر فرزندِ اکبرو جانشینِ صادق کو بھی اپنی موجودگی میں حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے دامنِ کرم سے وابستہ کیا گویا آج سے آپ کی تین نسلیں (بیٹا، والد، دادا) حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے دامن سے وابستہ ہو چکی تھیں۔

بچپن سے ہی راہ فقر کا طے کرنا: حضور قبلہ عالم نے مقامات فقر کا سفر ابتدائی زمانہ میں ہی طے کرلیا تھا ظاہراً مدرسہ و مکتب میں آپ کو بعد میں داخل کروایا گیا۔ میاں خان محمد بلوچ ساکن چک نمبر 172 سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضور حافظ پاکؒ سے کچھ اس طرح شکایت کی کہ جناب آپ نے پیر کرم حسین کو سکول میں داخل کروادیا ہے چونکہ بڑے فرزند تھے خود ہی ان کی تربیت کرتے میرا مقصد تھا فقیری کی طرف راغب فرماتے آپ مجھ سے خفا ہوئے اور بڑے جلال سے فرمایا پہلے ہم نے اِسے اپنے مدرسہ (فقراولی اللہ) میں داخل کیا جب یہاں سے پاس ہو گیا تب سکول میں داخل کروایا یعنی پہلے باطنی مدرسہ سے پاس ہوا پھر ظاہری مدرسہ میں داخل کروایا اور مجھے اب اس پر مکمل بھروسہ ہے۔

ایک دن یہ جہان کا پیر ہوگا: میاں نور محمد ڈھوٹ خلیفہ مجاز حضرت اعلیٰ دہڑویؒ سے روایت ہے ایک دفعہ دہڑ شریف اپنے چوبارہ پر حضرت اعلیٰ دہڑویؒ استراحت فرمارہے اور نماز تہجد کا وقت قریب تھا اُس بار پہلی دفعہ دربار شریف پر لاؤڈ سپیکر کا اہتمام ہوا چنانچہ سب سے پہلے حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی سُریلی اور پُرسوز آواز میں سپیکر پر ایک کافی پڑھی جس کا پہلا بیت یہ تھا۔

اِک پل وی ہووے تاں لنگھ جاوے ساری عُمر گزارا کون کرے   اوکھی لنگھدی اے رات وِچھوڑیاں دی بن یار گزارا کون کرے

جب یہ آواز حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے مبارک کانوں میں پہنچی تو آپ واہ واہ فرماتے ہوئے اُٹھ بیٹھے اور حاضرِ خدمت درویشوں سے فرمانے لگے ''سنو! یہ بچہ جو نظم پڑھ رہا ہے ایک دن یہ جہان کا پیر ہوگا'' ایک مقرب درویش نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے تو میاں غلام رسول سمور نے برجستہ یہ مصرع پڑھا۔

میرے مولا تیری مرضی جدھر چاہے اُدھر کر دے

سکول سے فراغت: حضور قبلہ عالمؒ آٹھویں کا امتحان دے رہے تھے کہ حضرت حافظ پاکؒ نے میاں اللہ دتہ فقیر کو بھیجا کہ "جاؤ اور کرم حسین سے کہو اب سکول سے بس کر دے ہمارا وقت قریب آ گیا ہے آئے اور ہماری موجودگی میں مصلے پر بیٹھے" حضور قبلہ عالمؒ کو پڑھنے کا از حد شوق تھا حضرت اخی قبلہ پیر مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں میں نے حضورؒ کی زبانی سُنا کہ "جب میں لکھنا، پڑھنا سیکھ گیا تو میرے والد بزرگوار نے مجھے فرمایا اب سکول چھوڑ دو اور میرے پاس رہو تمہارے لیے یہی کافی ہے لیکن میں نے اصرار کر کے اُنہیں راضی کر لیا کہ مزید تعلیم جاری رکھ سکوں لیکن اُن کے وصال سے یہ سلسلہ تعلیم برقرار نہ رہ سکا"

والدِ بزرگوار کا جانشین مقرر فرمانا: حضور قبلہ عالمؒ فوراً سکول کو خیر آباد کہہ کر گھر تشریف لائے والد بزرگوار بستر علالت پر تھے انہوں نے تمام اہل خانوادہ کو بُلایا اور سب کی موجودگی میں اپنی دستار مبارک حضرت قبلہ عالم کے سرِ انور پر باندھی اور ضروری وصایا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا اب تاریخ نے ایک نئے باب کا آغاز کیا حضور حافظ پاکؒ کا اپنی موجودگی میں حضرت قبلہ عالمؒ کو جانشین مقرر فرمانا آپ کے اعلیٰ خصائص و کمالات کا مظہرِ اتم ہے۔ حضرت قبلہ عالم کی عمر شریف اس وقت صرف چودہ برس تھی جبکہ والدِ بزرگوار کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے حالات نے یوں کروٹ بدلی کہ وہ شہبازِ فقر و عشق جو چودہ آدمیوں کے کندھوں پر اپنا بوجھ ڈال کر فضاء میں اقبال علیہ الرحمت کے اشعار پڑھتا تھا۔ چند ہی روز بعد والد بزرگوار کے داغِ مفارقت دینے پر پورے آستانہ عالیہ اور اُس سے وابستہ عقیدت مندوں کا بوجھ اپنے نوعُمر نازک کندھوں پر اُٹھانے کیلئے کمربستہ نظر آنے لگا بقولِ اقبال -

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں - اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے ، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

والدِ بزرگوار کی موجودگی میں حضور قبلہ عالمؒ کے پہلے مرید: حضرت حافظ پاک کے آخری ایام میں دو آدمی میاں صالح فقیر اور میاں رحمت بھوہڑ مرید ہونے کیلئے حاضر خدمت ہوئے آپ نے حضور قبلہ عالمؒ کو بُلوایا اور فرمایا اِن دونوں آدمی کو میرے سامنے مرید کرو حضور نے انہیں دستِ بیعت کیا میاں صالح فقیر نے راقم السطور سے خود بیان کیا کہ حضور قبلہ عالم کی عمر شریف اُس وقت صرف چودہ برس تھی لہذا میں بہ تعمیل حکم حضرت حافظ پاک آپ کا مرید تو ہو گیا لیکن میرے دل میں یہ وسوسہ رہا کہ اپنی موجودگی میں ہمیں صاحبزادہ کا مرید نہ کرواتے بلکہ اپنا کرتے کچھ دیر بعد ہمیں اجازت ہوئی چونکہ حافظ پاک میرے وسوسہ سے آگاہ ہو چکے تھے جب میں آپ کی دست بوسی کر کے باہر آنے لگا تو آپ نے میرے بازو کو پکڑ لیا اور فرمایا "سنو میاں! کرم حسین کا اور میرا ہاتھ ایک ہے دو نہیں جو اس کا ہے وہی میرا ہے لہذا میں مطمئن ہو گیا۔

والد بزرگوار کا داغِ مفارقت اور کمال صبر و تحمل: حضور قبلہ عالم اپنے والد ماجد کے بہت لاڈلے تھے حضرت حافظ پاک سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ ساتھ رکھتے اور خصوصی طور پر تعلیم و تربیت فرماتے ویسے تو والدین کو اپنی ساری اولاد عزیز ہوتی ہے لیکن قدرتی طور پر کسی نہ کسی کو پیار و محبت کا وافر حصہ ضرور ملتا ہے بعینہٖ حضرت حافظ پاک کی

تمام اولاد میں سے بڑے صاحبزادے حضور قبلہ عالم اور بڑی صاحب بیٹی صاحبہ والِدہ و پیر سخی حسین سے آپ کو بہت محبت تھی اور ہمیشہ اِن کی دلجوئی کا خیال رکھتے۔ پھر اسقدر محبت رکھنے والے والد بزرگوار کا جب وصال ہوا تو حضور کے نازک دل پر کیا کچھ نہ بیتی ہوگی لیکن پھر بھی آپ کا صبر و تحمل خاص توفیقِ الٰہی سے عملی صورت میں نمودار ہوا گو دل و دماغ شدتِ غم سے نڈھال تھے لیکن متوسلین درگاہ کو بار بار تسلی بخش کلمات سے صبر و تحمل کی تلقین فرماتے رہے۔ بلوآنہ شریف ہجرت کر کے آئے ہوئے ابھی صرف دس برس گزرے تھے اسقدر علاقہ میں جان پہچان بھی نہیں تھی سلسلہ ارادت بھی نیا نیا تھا رشتہ دار اور اقارب بھی یہاں نہیں تھے بلکہ میانوالی رہتے تھے حضرت حافظ پاک نے صرف اپنے بال بچوں سمیت یہاں ہجرت فرمائی تھی جب ان سب حالات کو پیش نظر رکھتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے ایک چودہ سالہ صاحبزادے کی ہمت و حوصلہ پر کہ انہوں نے ایک نئی قائم ہونے والی خانقاہ کی تعمیر و ترقی میں کسی قدر جانفشانی سے کام کیا اور کچھ ہی عرصہ میں دربار کے نام کو چار چاند لگائے گویا یہ کارنامہ فقط آپ کی ذات سے ہی مخصوص تھا۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا: بعض لوگ ایک عرصہ صحبت شیخ میں رہ کر بھی وہ مقام حاصل نہ کر سکے جو حضور قبلہ عالمؒ کو آپ کے شیخ طریقت نے ایک نگاہ میں طے کروا دیئے۔ حضور قبلہ عالم فرماتے "میرے پیر و مرشد حضرت اعلیٰ دھڑوی مجھ سے بڑی محبت و شفقت فرمایا کرتے جب میں حاضر خدمت ہوتا تو آپ مجھے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتے اور پیار فرماتے ایک دفعہ میں نے عرض کی حضور میرا تصور شیخ نہیں پکتا میرا بچپن کا زمانہ تھا آپؒ نے فرمایا تیرا وضو ہے اس وقت میرا وضو نہ تھا لیکن قدرتی طور پر میرے منہ سے نکل گیا کہ جی ہے آپ نے فرمایا میری طرف دیکھو جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ نے ایسی توجہ فرمائی کہ میں بے ہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں حضور کی گود میں تھا آپ بار بار مجھے پیار کرتے اور فرماتے تیرا تو وضو بھی نہ تھا میں نے عرض کی حضور یاد نہیں رہا تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا اس کے بعد مجھے تصور شیخ پکانے کی ضرورت ہی نہیں رہی اس لیے کہا اِدھر آنکھ بند کی اُدھر جمال یار سامنے ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

پھر فرمایا جیسا تصور شیخ میرا پکا ہے ایسا کم لوگوں کا ہی پکا ہوگا لیکن اب میں اس سے اجتناب کرتا ہوں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے وجہ دریافت کی تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا پہلے تصور شیخ کرنے سے یہ حال ہوا ہے فقط ہڈیاں رہ گئی ہیں اب اگر اور کروں تو یہ ڈھانچہ بھی نہ رہے فرمایا فقط ایک نظر کا کمال ہے اگر پڑ گئی تو باقی تمام منزلیں آسان ہیں اکثر فرمایا کرتے فقیری صرف ایک نظر ہے"

خردِ کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

فیض سبحانی کا باکمال مُدرِّس

وہ حضرات جنہیں اہلِ معرفت ہونے کا شرف حاصل تھا اور اس شرف پر ناز اں بھی تھے حضرت قبلہ عالمؒ منگانوی کی تشریحات فقر سن کر دم بخود رہ گئے اور اپنے آپ کو ایک طفلِ مکتب سمجھنے پر مجبور ہو گئے۔

بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ بلوآنویؒ نے جب وصال فرمایا تو میں دربار شریف اس خیال سے بھی روانہ ہوا کہ صاحبزادہ صاحب ابھی چھوٹے ہیں۔ لہذا کچھ دن ان کے پاس ٹھہروں گا اور جو کچھ ہمیں ان کے بزرگوں سے ملا اس کا اظہار بھی کرتا رہوں گا۔ جب میں بلوآنہ شریف حاضر خدمت ہوا تو آپ اس وقت اپنے والد ماجد کے مزار پر اکیلے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جونہی میں قریب ہوا تو آپ اٹھ کر مجھے ملے اور اپنے ساتھ حجرہ شریف میں لائے خیر و عافیت کے بعد میں نے عرض کی حضور! آپ کے حضرت والد صاحب کچھ آپ کو ارشاد و تلقین بھی کر گئے یا نہیں تو آپ نے فرمایا ''آخری ایام میں جب سب گھر کے افراد سو جاتے تو وہ مجھے اٹھا لیتے اور شب بھر وعظ و نصیحت یعنی کلیاتِ سلوک تلقین فرماتے اور یہ سلسلہ ان کے وصال تک جاری رہا لیکن مجھے قدرے تسلی نہ ہوئی ساتھ ہی کتاب فیض سبحانی پڑی تھی میں نے وہ اٹھا کر آپ کو دی اور عرض کی پھر جو کچھ آپ کو حضرت والد صاحب سمجھا گئے ہیں وہ مجھے بھی تلقین فرمائیں تو آپ نے صرف ایک سطر فیض سبحانی سے پڑھی اور اس کی تشریح و تفسیر اس قدر جامع اور مفصل ارشاد فرمائی کہ میں حیران رہ گیا اور اپنے آپ کو طفلِ مکتب تصور کرنے لگا واللہ ایسی تشریح و تفسیر ہم نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ پس مجھے یقین ہو گیا کہ ہمیں ابھی خیر ہے۔ اور میرے یہاں کچھ سمجھانے کی اب حاجت نہیں لہذا میں واپس چلا آیا۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ بلوآنویؒ اور شیخ طریقت حضرت اعلیٰ دھڑویؒ آپ کو بے حد محبوب رکھتے تھے۔ اور اکثر مشائخ طریقت کا بھی آپ کے ساتھ یہی برتاؤ رہا جیسے آپ محبوب المشائخ تھے۔

جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد ہر دور میں کرتا ہے طواف اِس کا زمانہ

حضرت اعلیٰ دھڑوی کا خلافت عطا فرمانا

حضرت خواجہ بلوآنویؒ کے ختم چالیسواں پر جب کہ تمام متعلقین و متوسلین آستانہ حاضر مجلس تھے تو حضرت اعلیٰ دھڑویؒ نے فرمایا ''تمام پیر بھائی اور لواحقین بیٹھے ہیں اب میں پیر کرم حسین کو حافظ صاحب بنا کر جا رہا ہوں۔ جو پیر کرم حسین کو حافظ صاحب نہ جانے گا وہ ہمارا کوئی مرید نہیں،، اور اپنی دستار مبارک حضرت قبلہ عالمؒ کے سر انور پر باندھی اور اعلان فرمایا تمام خلفاء، مریدین اور لواحقین جو حضرت حافظ صاحب کے مرید تھے اب پیر کرم حسین سے از سر نو بیعت کریں۔ سب سے پہلے خلفاء میں سے خلیفہ قاضی میاں غلام رسول صاحب اٹھے حضرت قبلہ عالمؒ کے قدموں پر گر پڑے اور دستِ ارادت دراز کیا

پھر دیگر خلفاء میاں عمر حیات، میاں ماچھیا خان، میاں فیض احمد، حاجی محمد کبیر، میاں سید رسول، میاں ظہور احمد وغیرہ باری باری اٹھے اور حضرت قبلہ عالم۔ کے قدموں پر گر کر دوبارہ بیعت ہوئے پھر تو ہر طرف سے صدق ارادت کی آواز بپا ہوئی اور تمام مریدان و طالبان یکے بعد دیگرے دست بیعت سے مشرف ہونے لگے اور یہ کام حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی موجودگی میں انجام پذیر ہوا۔ اختتام مجلس پر حضرت اعلیٰ دہڑویؒ جب اٹھے تو خوشی کے عالم میں فرماتے جاتے "پہلے ہم داڑھی والوں کو خلیفہ بنایا کرتے تھے آج ہم نے پیر کرم حسین کو جس کی داڑھی ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی اپنا خلیفہ بنایا ہے،، اور حضرت قبلہ عالم کے حال پر بار بار خصوصی شفقت فرماتے۔ گو حضرت قبلہ عالم اس سے قبل اپنے والد ماجد کی طرف سے بھی جانشین مقرر ہو چکے تھے۔ لیکن یہ اعزاز سلسلہ تصوف میں ایک منفرد شان کا حامل ہے کہ دونوں باپ بیٹا ایک ہی شیخ طریقت کے دست بیعت بھی ہوئے اور بعد ازاں خلیفہ مجاز بھی ٹھہرے۔

عارفِ روم فرماتے ہیں۔

این سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ سعادت بازو کے زور سے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ خود نہ عطا فرمائے)۔

حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے ایما پر سائیں جیون سلطان کی نوازشات

حضرت قبلہ عالم منگانویؒ بیک وقت تین اولیائے کاملین کی نگاہوں کی توجہ اور شفقت کا مرکز بنے اور ان عظیم ہستیوں کی طرف سے خلافت عطا ہونے کا امتیازی وقار بھی آپ ہی کو ملا۔

چچا حافظ عبدالغفور صاحب کی زبانی روایت ہے کہ حضرت خواجہ بلوآنوی کے بعد از وصال بلوآنہ شریف ایک دفعہ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا کہ حضرت سائیں جیون سلطان سجادہ نشین میرک شریف بھی قبرستان روشن شاہ کے نزدیک ایک ڈیرہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں لہٰذا پیر خانہ کی نسبت سے حضرت اعلیٰ دہڑویؒ ہم سب درویشوں اور حضرت قبلہ عالمؒ کے ہمراہ ان کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر بعد از سلام و نیاز حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے عرض کی حضور! یہاں قریب ہی میرے ایک خلیفہ حضرت حافظ صاحب تھے۔ جواب تھوڑا عرصہ ہوا وصال کر گئے ہیں۔ پھر حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف اشارہ سے فرمایا قبل از وصال انہوں نے بھی اور اب میں نے بھی ان کے بیٹے پیر کرم حسین کو خلافت دی ہے چونکہ آپ اس وقت ہمارے سلسلہ کے بڑے پیر ہیں لہٰذا آپ بھی اس پر کچھ مہربانی فرمائیں تو انہوں نے حضرت قبلہ عالمؒ کو اپنے سامنے بٹھایا اور اپنے سر مبارک سے ایک روئی دار گرم ٹوپی اتار کر آپ کے سر انور پر رکھی اور فرمایا پیر کرم حسین! تمہارے باپ اور پیر نے تو خلافت میں دستاریں دی ہیں لیکن میری یہ ٹوپی ہے جو ہر وقت تم پر سایہ کرے گی اور بہت شفقت فرمائی۔

باب (3)

مسندِ ارشاد تھی اس کی طلوعِ آفتاب
اس کی کرنوں سے ہوئے کافور ذہنوں کے حجاب

مسندِ ارشاد سے..شادی خانہ آبادی تک

دسمبر 1954ء سے..مارچ 1960ء تک

مسند نشینی کے بعد پہلا تبلیغی دورہ

1955ء میں حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضور قبلہ عالم جھنگ کے قریب موضع مدوکی میں تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے۔ مدوکی میں حضرت خواجہ کے بہت مرید تھے۔ اسی علاقہ میں آپ کے دو خلفاء بھی تھے۔ حضرت خواجہ کا وصال ان لوگوں کے لیے قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا حضرت قبلہ عالم ان کی تسکین و تشفی کے لیے وہاں کافی دن رہے اور اپنی علمی و روحانی مجلسوں سے انہیں یوں فیض یاب کیا کہ مدوکی والے سمجھ گئے کہ ولایت کا سورج ابھی غروب نہیں ہوا بلکہ پوری آب و تاب سے روشن ہے اور حضرت خواجہ کے فیضان کا دریا رواں دواں ہے۔ مدوکی سے واپس ہونے کا ارادہ فرمای تو یہ آخری رات میاں محمد بخش عرف مغل ہراج کے ہاں قیام فرمایا۔ درویش حضور قبلہ عالم کی مجلسوں سے اس قدر مسرور ہوئے کہ حضرت خواجہ کے وصال کا غم بھول گئے۔ تمام درویشوں نے مزید ایک دن ٹھہرنے کا اصرار کیا لیکن حضور نے فرمایا نہیں ہمیں کل ہر صورت دربار شریف پر جانا ہے۔

جب حضور قبلہ عالم ٹھہرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو عشق و محبت کے متوالوں نے آپس میں پروگرام بنایا کہ صبح ساڑھے دس بجے ریلوے اسٹیشن مدوکی پر ریل گاڑی آتی ہے اور حضور قبلہ عالم کے جانے کا یہ واحد ذریعہ ہے۔ صبح لنگر پکانے اور کھلانے میں دیر کر دی جائے تاکہ گاڑی گزر جائے گی اور حضور قبلہ عالم ایک دن مزید قیام فرمائیں گے۔ ان دنوں ریل گاڑیاں اگر لیٹ ہوتیں تو ڈرائیور اور گارڈز کو جرمانہ ہوتا اس لیے گاڑیاں ہمیشہ وقت پر آتی تھیں۔

حضور قبلہ عالم نے میاں مغل کو حکم دیا کہ جلدی جلدی درویشوں کو لنگر کھلائیں تاکہ وقت پر اسٹیشن پہنچ جائیں۔ حسب پروگرام درویشوں نے لنگر کھلاتے کھلاتے دیر کر دی اور جب تیاری مکمل ہوئی تو گیارہ بج چکے تھے درویشوں نے خوشی خوشی عرض کی حضور اب تو گاڑی نکل چکی ہوگی لہٰذا حضور آج کا دن قیام فرمائیں حضور قبلہ عالم مسکرائے اور فرمایا جب تک ہم نہیں جائیں گے ریل گاڑی اسٹیشن پر نہیں پہنچے گی۔ حضور قبلہ عالم گھوڑی پر سوار ہو کر چل پڑے تمام درویش ساتھ پیدل چل پڑے۔ اڑھائی میل کا سفر تھا۔ دن بارہ بجے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے پوچھا تو بتایا گیا ابھی ریل گاڑی نہیں آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد گاڑی آگئی۔ اب درویشوں کو پتا چلا کہ کل جہان اور اس جہان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے فقیروں کے سپرد ہے ان کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان ہے اور ان کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کائنات کی ہر چیز ان کی غلام ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب وکار آفریں کار کشاء کا رساز

آغازِ علالت: حضور قبلہ عالم نے حضرت خواجہ کے وصال کی آزمائش و ابتلا کی اس غم انگیز گھڑی کا جس صبر و تحمل سے سامنا کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ عین عہد شباب میں یہ داغ مفارقت قلب و روح کو تو متاثر نہ کر سکا البتہ نرم و نازک جسم ناتواں کو نڈھال کر دیا۔ خصوصاً حضرت خواجہ کے وصال کے ایک سال بعد جبکہ آپ کا تابوت مبارک نکالا گیا

حضور قبلہ عالم نے بھی والد ماجد کی زیارت کی اور جاگتی آنکھوں سے حضرت خواجہ کی ابدی زندگی کا مشاہدہ کیا دوبارہ تدفین کر کے آپ چوبارہ پر تشریف لائے تو قلب وجگر پر اس کے گہرے اثرات عیاں تھے۔ بے حد افسردہ اور پریشان تھے اس کا اثر جسم ناتواں پر پڑا اچانک طبیعت میں گرانی محسوس کی اور کچھ دیر بعد خون کی اُلٹی (قے) آ گئی۔ حضور قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں اسی دن سے آپ کی علالت کی ابتدا ہوگئی۔ علاج معالجہ کے بعد وقتی طور پر تو آرام آ گیا لیکن اس مرض نے تا زیست نہ چھوڑا۔

ایسا نہ ہو یہ درد بنے دردِ لا دوا ایسا نہ کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

مزید تعلیم حاصل کرنا: جیسا کہ سابقہ فصل میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ کو تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا گو والد بزرگوار کے وصال فرمانے پر کچھ عرصہ کے لیے وہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا لیکن سال ڈیڑھ بعد جونہی خانقاہی اور گھریلو مصروفیات سے حضور قبلہ عالمؒ کو کچھ وقت میسر آیا تو آپ نے لاہور سے ایک نامور عالم دین حضرت مولانا حافظ محمد ریاض صاحب کو دربار شریف پر بُلوالیا اور ان سے دینی تعلیم کا اعادہ کیا۔

حافظہ کی کیفیت: حضور قبلہ عالمؒ نے قدرت سے حافظہ کی نعمت بہت وافر پائی تھی میں نے ایک مرتبہ حضور کی زُبانی سنا کہ میرے استادِ محترم نے ایک روز مجھ سے پوچھا آپ کو قصیدہ غوثیہ آتا ہے میں نے کہا مجھے نہیں آتا تو انہوں نے فرمایا آپ قادری ہیں اور قصیدہ غوثیہ نہیں آتا لہٰذا انہوں نے دو مرتبہ قصیدہ غوثیہ مجھے دُہرایا جبکہ تیسری مرتبہ میں نے خود انہیں سنا دیا وہ میرے حافظہ کی بہت داد دیا کرتے تھے۔ بقول صوفی یعقوب خاں سکنہ چک نمبر 175 میں نے خود دیکھا اُستاد صاحب حضور قبلہ عالمؒ کو جو سبق دیتے ایک دو مرتبہ دہرانے سے آپ کو یاد ہو جاتا جسے اُسی وقت آپ سنا دیا کرتے۔

مولانا حافظ محمد ریاض صاحب: صوفی یعقوب خان جو اس عرصہ میں حضور قبلہ عالمؒ کے ایماء پر مولانا صاحب سے ناظرہ قرآن مجید پڑھتے رہے بتاتے ہیں مولانا صاحب کا آبائی گاؤں ''سہوانوالہ،، تھا جو کہ چک نمبر 227 کے قریب ہے اور لاہور میں اچھرہ کے کسی مدرسہ میں پڑھاتے تھے وہ بڑے ذہین وقابل استاد اور نہایت شریف ومتقی آدمی تھے فارسی کے بہت ماہر تھے اس وقت ان کی عمر تقریباً 45 برس ہوگی وہ شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید رضوی کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔

مولوی فاضل اور ضروری کورس کی تکمیل: مولانا صاحب اپنے ہمراہ تین چار سالہ کورس لائے تھے جسے حضور قبلہ عالمؒ نے صرف چھ ماہ کی قلیل مدت میں ہی ختم کر لیا حضور نے ابتداء میں ''مولوی فاضل'' کا کورس مکمل کیا پھر استادِ محترم نے دیگر ضروری علوم عربی اردو فارسی اور فقہ اسلامی کا آپ کو درس دیا حتی کہ خود ہی فرمایا مزید تعلیم کی آپ کو ضرورت نہیں اب یہی آپ کے لیے کافی ہے یہ سال 57-1956ء کی بات ہے۔

سیلانی فقیروں کے لباس میں دہڑ شریف حاضری: راقم السطور کی بڑی پھوپھی صاحبہ یعنی والدہ پیر سخی حسین

صاحب فرماتی ہیں حضور قبلہ عالمؒ نے ایام لڑکپن میں ایک بار پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں (جوتی) بنوا کر پہنیں اور سیلانی فقیروں کی طرح کھدڑی کا سفید سوتی لمبا کرتہ سلوا کر گلے میں ڈالا اور اکیلے دیارِ شیخ دہڑ شریف روانہ ہوئے تمام سفر پیدل طے کیا جب حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی خدمت میں باریابی ہوئی تو حضور نے فوراً وہ لباس تبدیل کروایا اور بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا'' پیر کرم حسین! میں نے تمہیں بطور نمونہ بنا کر جہان کو دکھانا ہے یہ طریقہ نہ ہمارا ہے نہ تمہارا ہونا چاہیے ہم نے تجھ سے بڑی اُمیدیں وابستہ کر رکھی ہیں لہٰذا اس کے بعد حضور نے عمر بھر کبھی ایسا لباس زیب تن نہ فرمایا۔

ایک جنگل میں ریاضات اور حضرت رابعہ بصریؒ سے ملاقات: حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا میرے قبلہ والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ) کے وصال کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ عبادت و ریاضت کے لیے کیوں نہ کسی جنگل میں چلا جاؤں جہاں یکسوئی اور تنہائی ملے۔ میں نے ایک دعوت پر جانا تھا دعوت کا بہانہ کر کے کمالیہ کے قریب جنگل میں چلا گیا۔ میں ابھی نوجوان تھا سردیوں کا موسم تھا۔ جنگل کا سناٹا اور خاموشی مجھے بے حد پسند آئی۔ رات کو آگ جلا کر بیٹھ جاتا اور ذکر و فکر میں مصروف رہتا۔ پہلے پہل تو جنگلی درندوں کی خوفناک آوازیں مجھے ڈراتی تھیں بعد ازاں جب میں آگ کے پاس بیٹھتا تو جنگل کے جانور میرے ساتھ بیٹھ جاتے مجھے ذرا ڈر نہ لگتا ہر روز ایک بوڑھی مائی صبح کو آتی جو مجھے ایک روٹی اور کچھ سالن دے جاتی میں وہ کھا لیتا اور اللہ کا شکر ادا کرتا۔ ایک رات میری آنکھ لگ گئی خواب میں میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ اور قبلہ والد صاحب تشریف لائے اور فرمایا کرم حسینؒ ہم نے تیری تربیت میں کیا کوئی کمی چھوڑی ہے کہ تو جنگلوں میں چلا آیا؟ ہم نے تجھے مسندِ ارشاد پر بٹھایا۔ علی الصبح یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور لوگوں کو تبلیغ کرو۔ صبح جب میں وہاں سے روانہ ہونے لگا تو وہ بوڑھی اماں حسبِ معمول کھانا لے کر آئی میں نے کھانا کھایا اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اماں مجھے یہاں سے رُخصت مل گئی ہے میں واپس جا رہا ہوں لہٰذا کل کھانا نہ لانا۔ بوڑھی اماں مسکرائی اور کہا بیٹا! جب تو آیا تھا کیا مجھے پہلے بتایا تھا کہ میرا کھانا لانا۔ میری تو تیرے ساتھ ایک ڈیوٹی تھی لہذا وہ ختم ہو گئی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا میں نے چونک کر پوچھا اے بوڑھی ماں! تو کون ہے؟ تو فرمایا میں رابعہ بصریؒ ہوں اور سرکاری ڈیوٹی پر معمور ہوں۔

سرکار دہڑویؒ کی موجودگی میں ایک خلیفہ صاحب کو مسئلہ کا حل سمجھانا: راقم السطور نے حضور قبلہ عالم کی زبان مبارک سے سنا کہ میرا لڑکپن کا زمانہ تھا ایک روز دہڑ شریف حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کو پنکھا ہلا رہا تھا حضور مسجد میں مجلس فرما رہے تھے کہ حضور شیر یزدانی کے ایک خلیفہ میاں نور الصمد تشریف لائے حضور اُنہیں اُٹھ کر ملے اور اپنے پاس بٹھایا کچھ دیر بعد انہوں نے کہا میں نے علیحدگی میں آپ سے ایک بات کرنی ہے حضور نے تمام درویشوں سے اُٹھ جانے کو فرمایا سب چلے گئے صرف میں رہ گیا جو پنکھا ہلا رہا تھا خلیفہ صاحب نے فرمایا ایک مسئلہ ہے جو مجھ سے حل نہیں ہو رہا بعض مشائخ سے بھی دریافت کیا لیکن کسی نے تسلی بخش جواب نہ دیا آج سوچا آپ میرے پیر بھائی ہیں شائید آپ کوئی حل نکال دیں اور وہ مسئلہ بیان کیا میں نے پنکھا ہلاتے ہلاتے انہیں مسئلہ کا حل بتا دیا وہ خوش بھی ہوئے اور حیران بھی کچھ دیر میرے منہ کو دیکھتے

ہو پھر یہ کہتے ہوا رخصت ہوئے کہ میں تو سوچ رہا تھا پیر سردار شاہ بھی مجھے مطمئن کر سکے گا کہ نہیں میرا مسئلہ تو اس بچے نے ہی حل کر دیا۔ جب وہ چلے گئے تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ انہوں نے مسئلہ مجھ سے تو نہ پوچھا تھا۔ حضرت اعلیٰ دہڑوئیؒ سے دریافت فرمایا تھا۔ اور میں نے بغیر حضور کی اجازت کے خود ہی بتا کر بڑی بے ادبی کی ہے میں ابھی حضور کی خدمت میں اس بارے میں عرض کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ حضور نے خود روئے سخن میری طرف فرماتے ہوئے مجھے شاباش دی اور خوش ہو کر فرمایا تو نے بہت اچھا کیا اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں کے بچے بھی مسائل تصوف وسلوک میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔

عالم رویاء میں فیوضاتِ شیر یزدانیؒ

1- حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ایک دفعہ میں اور اسلم گھمنانہ اکٹھے بلوآنہ شریف سے دہڑ شریف پیدل روانہ ہوئے۔ راستہ میں میرے پاؤں پر چھالے بن گئے۔ اور سوزش بھی ہوگئی۔ بڑی مُشکل سے ہم نے دریائے راوی عبور کیا۔ جب فتح پور شریف پہنچے تو روضہ مبارک میں حاضری کے بعد میں ساتھ والی مسجد میں جا کر لیٹ گیا۔ مجھے اتنا سخت بخار ہوا کہ بے ہوشی طاری ہوگئی۔ رویاء میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور شیر یزدانیؒ تشریف لائے اور فرمایا آؤ کرم حسین تمہیں سیر کرائیں۔ آپ مجھے خانہ کعبہ لے گئے دیکھا کہ بہت بڑا سیاہ غلاف خانہ کعبہ کے اُوپر ہے اور ایک جہان اس کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے عرض کی حضور! یہ تو خانہ کعبہ ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تمہارا دل ہے جس کے لیے ایک جہان سرگرم طواف ہے۔ ساتھ ہی زمین وآسمان کے ایسے ایسے عجائبات دکھائے جو بیان سے باہر ہیں۔ صبح بیدار ہوا تو صحت بالکل ٹھیک تھی۔

2- حضور فرماتے ایک دفعہ میں کچھ پیر بھائیوں کے ہمراہ دہڑ شریف جا رہا تھا۔ راستہ میں جب دریائے راوی ماڑی پتن کے مقام پر عبور کیا تو تھکاوٹ دور کرنے کی غرض سے ہم لوگ ایک درخت کے سائے میں ٹھہر گئے۔ چونکہ فتح پور شریف یہاں سے نزدیک تھا۔ میں نے یہ شعر پڑھا۔

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

درویش تو جاگتے رہے البتہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور شیر یزدانی حضرت سید شیر محمد گیلانی قدس سرہ النورانی تشریف لائے ہیں بڑی محبت وشفقت سے مجھے اپنی گود میں لے کر پیار کرتے ہیں اور بار بار یہی فرماتے ہیں ''تو میرا ہے' تو میرا ہے' تو میرا ہے۔''

بچپن میں ریش مبارک کا ظاہر ہونا: میاں روشن علی کمہار سکنہ کوٹ بلوچ بیان کرتا ہے کہ جب میں حضرت قبلہ عالمؒ کا مرید ہوا تو اس وقت آپ کی ریش مبارک ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی یعنی لڑکپن کا زمانہ تھا۔ ہمارے گاؤں کے مولوی نے ایک روز دوران تقریر کہا شریعت میں بچوں کا مرید ہونا جائز نہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو بھی نبوت چالیس سال کی

عمر میں عطا ہوئی۔ لہٰذا میرے دل میں وہم پیدا ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ اس وقت بابا خان محمد گجراتی کے گھر تشریف فرما تھے۔ میں اسی خیال میں جب ان کے گھر داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت قبلہ عالمؒ قبضہ بھر ریش مبارک رکھے ہوئے سامنے جلوہ افروز ہیں۔ یہ دن کا واقعہ تھا میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا لیکن پھر بھی سامنے وہی منظر تھا۔ آخر جب میں آپ کے نزدیک ہوا تو اس وقت آپ کی ریش مبارک نہیں تھی پس میں سمجھ گیا کہ میرے دل میں جو غلط دلیل پیدا ہوئی تھی یہ اس کا جواب ہے۔ اتنے میں حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا ''میاں اب تو دیکھ لی ہے'' میں قدموں پر گر پڑا اور معافی کا طلب گار ہوا کسی صاحب دل نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جنہیں سپرد ہے گلگشتِ حسن کی تنظیم   وہ پھول صبح سے پہلے کھلائے جاتے ہیں

حضور کے دعوت و تبلیغ کے دورے: اب حضور قبلہ عالمؒ اپنے والد ماجد کے دعوت و تبلیغ کے سالانہ دوروں پر تشریف لے جانے لگے چچا میاں غلام رسول صاحب ''مصنف گلِ توحید'' میاں عمر حیات' میاں ماچھیا خان' بابا خادم حسین' خواجہ نور محمد اور میاں محمد رمضان سکنہ علی پور اکثر و بیشتر حضور کے ہمراہ جایا کرتے یوں سلسلہ ارادت میں لوگ جوق در جوق داخل ہونے لگے جس سے پروگرام اور وسیع ہوتے گئے۔ اس زمانے میں پیر بھائیوں کی اکثریت ضلع منڈی بہاؤالدین اور مدوکی (جھنگ) میں تھی۔ جہاں حضورؒ کافی دن قیام فرماتے۔ منڈی بہاؤالدین میں حضور سال میں دو مرتبہ تشریف لے جایا کرتے۔ ایک ماہ اسوج (ستمبر) اور دوسرا ماہ چیت (مارچ) میں کبھی کبھی ایک ماہ تک وہاں قیام فرماتے۔ دن کو دعوت و تبلیغ کے پروگرام ہوتے اگر قرب و جوار میں ہوتے تو حضور اکثر شب کوٹ بلوچ میں اپنے ذاتی رہائشی مکان جو بابا خان محمد گجراتی نے آپ کے نام کروایا تھا۔ وہاں بسر فرماتے۔ حضور کے منڈی بہاؤالدین کے تمام دورے کے نگران میاں غلام قادر گجراتی ہوتے۔ وہ بہت مخلص اور عاشق عقیدت مند تھے۔ یوں حضور قبلہ عالمؒ کے شب و روز انہی مصروفیات میں بسر ہونے لگے۔ پیر بھائیوں کی مزید تشفی ہونے لگی۔ اور عقیدت و محبت کے قافلے پھر سے رواں دواں ہونے لگے حضور نے اپنی زندگی کو سلسلہ شریف کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ اور اپنے آرام سے ان کی تربیت سلوک مقدم رکھی۔ جس کا اثر آپ کی نازک طبع پر بھی ہوا۔ شب و روز کے دورے مجالسِ وعظ و نصیحت اور دیگر مصروفیات نے طبع شریف میں علالت کا بیج بو دیا۔

پیر خانہ حاضریاں اور حضرت دہڑویؒ کی عنایات

دہڑ شریف میں حضور کی آمد و رفت کا یہ عالم تھا کہ اکثر مہینہ میں حاضری کی کوشش کرتے۔ ورنہ دوسرے مہینے کو اکثر حاضری دیا کرتے۔ وہاں کبھی کبھی دس پندرہ دن تک حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جیسا کہ میاں غلام قادر گجراتی کے نام 4 جنوری 1956ء کے ایک خط میں لکھتے ہیں۔ ''مستری کے گھر جانے کے بعد تیسرے دن میں دہڑ شریف چلا گیا۔ اور 12 دن کے بعد کل کے روز میں گھر پہنچا۔'' حضرت اعلیٰ دہڑویؒ اپنی مجالس اور کچہری میں اب حضرت حافظؒ

صاحب والا ہی مقام دیا کرتے تھے۔ اور گاہے گاہے پیر بھائیوں کی تربیت کے لیے آپؒ کو معمور فرماتے۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی خصوصی توجہ اور نگرانی کا یہ عالم تھا۔ کہ آپؒ کی پَل پَل کی خبریں رکھتے اور بلوآنہ شریف سے جو بھی جاتا حضور کے مکمل احوال دریافت فرماتے۔ راقم السطور نے حضور قبلہ عالم کی زبانی خود سنا۔ میرے والد صاحب کے وصال کے بعد میرے پیرومرشد مجھ پر بہت توجہ فرماتے۔ اور میرا ہر طرح خیال رکھتے۔ حاضر خدمت ہوتا تو میرے سر سے رومال اتار کر میرے بالوں کی کٹنگ تک ملاحظہ فرماتے کہ کہیں انگریزی کٹنگ تو نہیں کروائی۔ اور تربیت میں بہت محنت فرمائی۔ ہر سال بلوآنہ شریف عرس پر حضرت اعلیٰ دہڑویؒ بہ نفسِ نفیس تشریف لاتے۔ اور تمام انتظامات کی نگرانی فرماتے۔ اکثر ارشاد ہوتا بڑے بڑے رئیس و امراء اور خلفاء حضرات مجھے دعوت پر مجبور کرتے ہیں۔ لیکن میں کہیں نہیں جاتا۔ چھوٹا سا بچہ ہے پیر کرم حسینؒ آتا جائے تو جیسے میں جوان ہو گیا۔ بڑھاپے کا بھی خیال نہیں رکھتا۔ اور اس کے آگے چل پڑتا ہوں۔ پھر آہیں بھرتے اور فرماتے اس کے باپ نے مرتے دم تک ہمارے ساتھ یاری نبھائی ہے۔ ہم نے بھی نبھانی ہے۔ وہ آخری مرتبہ جب چل پھر بھی نہ سکتا تھا۔ پالکی پر بیٹھ کر آیا۔ ہم بھی جب تک زندہ ہیں۔ اس کے عرس کا ناغہ نہ کریں گے۔

اکثر جب حضور کی محفل میں حضرت حافظ پاک کا ذکر ہوتا تو حضور کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگتے اور فرماتے "وہ میرا یار تھا" حضور قبلہ عالمؒ بچپن میں دہڑ شریف حضور کو لینے جاتے تو آپ رو پڑتے اور فرماتے "حافظا! میں ساری مریدی وچ تیرے کرمائے توں ودھ کسے نوں نہ سمجھیا"

مجھے دعویٰ نہیں تنہا نبھائی دوستی ہم نے ۔ محبت کو سنبھالا ہے کبھی ہم نے کبھی تم نے

خانقاہی اور گھریلو مصروفیات

حضور قبلہ عالمؒ دربار شریف پر تشریف فرما ہوتے۔ تو نماز عصر کے بعد مجلسِ فیض سبحانی کا خصوصی انتظام فرماتے۔ ویسے تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ تو سارا دن جاری رہتا۔ اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد حضور دربار شریف پر دو عرس لگوایا کرتے تھے۔ ایک بڑا عرس یکم ہاڑ والا جو آپ کے والد گرامی خود اپنی زندگی میں لگوایا کرتے تھے۔ اور حضرت اعلیٰ دہڑویؒ بھی عمر بھر اسی عرس پر تشریف لاتے تھے۔ جبکہ دوسرا یکم پوہ والا ختم شریف جو حضرت حافظ پاکؒ کا یوم وصال تھا۔ حضور نہایت اہتمام سے دلوایا کرتے۔ چونکہ ان دنوں سخت سردی ہوتی تھی۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ تشریف نہ لاتے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد حضور کے نوعمر نازک کندھوں پر سات معصوم بہن بھائیوں کا بوجھ آن پڑا۔ چھوٹے بھائیوں میں سے صرف پیر نور حسین کو اپنے والد ماجد کی شکل و صورت اور کچھ باتیں یاد تھیں۔ دیگر کسی کو صرف شکل و صورت یاد ہے اور کسی کو وہ بھی نہیں۔ بلکہ حضور قبلہ عالمؒ جو سب سے بڑے تھے آپ کی عمر بھی بمشکل چودہ برس تھی۔ جس کا ذکر آپ نے اپنے برادر عزیز پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب کے نام ایک خط میں کچھ اس طرح فرمایا۔

''واضح ہو کہ تیرے بھائی کرم حسین کی عمر صرف چہاردہ سال تھی کہ والد بزرگوار حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ مجھ کو اور تجھ کو سارے کنبہ کو بلکہ تمام عالم طلسماتِ فنا کو یہیں چھوڑ کر عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اُن کے فیض ظاہری و باطنی کی بدولت اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور ان کی آل و اولاد اور تمام عزیز و اقربا پر اس واحد خالق کا کرم اور شوق و ذوق جاری و ساری رہا۔''

حتیٰ کہ سب سے چھوٹے فرزند پیر گل فردوس تو وصال کے چوتھے روز جس دن تدفین عمل میں لائی گئی۔ اسی شب پیدا ہوئے (یاد رہے حضرت حافظ پاکؒ نے جوانی میں وصال فرمایا تھا کوئی زیادہ عمر نہ تھی) پھر یہاں جھنگ میں خالصتاً تبلیغ و ارشاد کے لیے حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے ایما پر ہجرت فرمائی تھی۔ نہ کوئی اپنی مملوکہ زمین تھی۔ اور نہ روزگار کا مناسب بندوبست، خانقاہ اور گھر کے تمام اخراجات توفیق ایزدی سے متوکلاً پورے ہوتے چلے آئے۔ چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش فرمانا۔ خانقاہ کا انتظام و انصرام برقرار رکھنا، والد گرامی کے وصال کے صرف ایک سال بعد پہلے روضہ کا تعمیر کرنا۔ جس کے چاروں اطراف برآمدہ بھی تھا۔ پھر روضہ سے ملحقہ تین دروازوں والی پختہ مسجد تعمیر کرنا۔ جس کی چھت خالص دیار کی لکڑی سے بنوائی گئی۔ ساتھ ہی گھر کے تمام کچے مکانات اور چوبارہ (بالائی مکان) از سر نو پختہ اینٹوں سے تعمیر کرنا۔ ایام شباب میں ایک فردِ واحد کا اس قدر بوجھ اٹھانا۔ بندہ حیران رہ جاتا ہے۔ یہاں پر بس یہی ایک کنبہ تھا۔ قریبی احباب تو در کنار کوئی دور کا رشتہ دار بھی جھنگ میں نہیں تھا۔ حضور کا خاندان ویسے بھی مختصر تھا۔ صرف دو چچا تھے۔ اور آپ کے دادا اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مگر یہ سب بھی میانوالی میں رہائش پذیر تھے۔ حضور قبلہ عالم نے کیسے کیسے ادوار ملاحظہ فرمائے۔ کس قدر اپنے کنبہ کی نگہداشت فرمائی۔ اور خانقاہ کا وقار بھی برقرار رکھا۔ بس یہ سب کام جو آپؒ نے سرانجام دیا۔ آپ کی ذات سے ہی مخصوص تھا۔ جو قدرت نے آپ سے ہی کروانا تھا۔

پہلی تصنیف کا بحکم شیخ ضائع کرنا

حضرت حافظ پاکؒ کے روضہ اول کی تعمیر کے بعد حضور قبلہ عالمؒ نے وہ سربستہ علوم جو آپ کے سینہ اطہر میں محفوظ تھے اور وہ کلیات سلوک جو آپ کے شیخ طریقت (حضرت اعلیٰ دہڑوی) اور والد بزرگوار (حضرت حافظ پاکؒ) نے خاص طور پر آپ کو تلقین فرمائے تھے صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا شروع کر دیئے۔ میاں شہامند جٹیانہ کے بقول نماز عشاء سے فراغت کے بعد میں لالٹین لے کر کھڑا ہو جاتا اور حضور قبلہ عالم دو تین گھنٹے روزانہ ایک بڑے ضخیم رجسٹر پر تحریر کرنا شروع فرماتے اس کتاب کو مرتب کرنے میں حضور نے بڑی محنت کی اور عرصہ دو سال میں اس کی تکمیل ہوئی پھر وہ رجسٹر آپ کے چوبارہ پر دیوار کے ایک طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور حضور گاہے بگاہے اس کی مزید تصحیح فرماتے رہتے حتیٰ کہ اس کو طبع کروانے کا ارادہ ہوا کہ عرس مبارک پر بلوآنہ شریف حضرت اعلیٰ دہڑوی تشریف لائے آپ کو اسی چوبارہ میں ٹھہرایا گیا آپ نے دیوار کے طاقچہ

میں نظر فرمائی تو حاضرین سے دریافت فرمایا یہ کتاب کیسی ہے انہوں نے عرض کی پیر کرم حسین نے تحریر فرمائی ہے۔ اور اب اسے طبع کروار ہے ہیں آپ نے وہ رجسٹر وہاں سے اٹھوالیا اور مطالعہ فرمانے لگے حالانکہ سرکار دہڑوی بظاہر اُمی تھے مگر باطنی علوم کی فراوانی سے با آواز بلند وہ کتاب پڑھتے جاتے اور چہرہ اقدس پر حیرانگی طاری رہی ایک درویش سے فرمایا جاؤ پیر کرم حسین کو بلا لاؤ حضور قبلہ عالم سے دریافت فرمایا یہ کتاب تم نے لکھی ہے مگر بلحاظِ ادب آپ خاموش رہے پھر فرمایا ہمیں بھی پڑھ کر سناؤ حضور پڑھنے لگے حضرت اعلیٰ دہڑویؒ خاموشی سے سنتے رہے آخر میں فرمایا بیٹا! تو نے کوئی چیز سینہ میں بھی رہنے دی ہے یہ باتیں اس قدر عام نہیں کرنی چاہیئیں یہ وہ سربستہ علوم ہیں جو ہمیں سینہ بہ سینہ منتقل ہوئے یہ تمہارے سینہ میں ایک امانت تھی اسے ہرکس وناکس پر عیاں کرنا اچھا نہیں تم یہ مسودہ ضائع کر دو گو تصوف وسلوک میں یہ ایک لاجواب تصنیف ہے لیکن یہ علوم اس قدر بھی ارزاں نہیں۔ حضور قبلہ عالم نے اگرچہ اس کتاب پر بڑی محنت فرمائی تھی لیکن چہرہ اقدس پر ذرہ بھی ملال نہ آیا اور خوشی خوشی اس کتاب کو دربار شریف کے کنواں پر لے جا کر نصف کتاب تو صفحہ بہ صفحہ پھاڑ کر اور بقیہ ویسے ہی کنوئیں میں ڈال دی بابا خادم حسین گجراتی نے میاں شفیع موچی سے کہا کسی طرح اس کتاب کو بچانا چاہیے اس میں وہ کچھ لکھا ہے جو آج کل ہزاروں کتابوں میں نہیں یہ ام الکتاب کے علوم ہیں جنہیں ظاہر کرنے سے حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے حضور کو روک دیا ہے لہذا اس نے کنوئیں میں چھلانگ لگائی اور وہ اوراق جو پانی کے اوپر تیر رہے تھے یعنی آدھی کتاب نکال لایا اور دربار شریف سے ملحقہ باغ میں آگ جلا کر ان اوراق کو خشک کیا گیا لیکن حضور قبلہ عالم کو بھی کسی درویش کی زبانی معلوم ہو گیا آپ ناراض ہوئے اور میاں شفیع سے فرمایا مجھے اپنی محنت کی پرواہ نہیں امرِ شیخ کا لحاظ ہے اور وہ آدھی کتاب طلب فرما کر پھر کنوئیں میں ڈال دی جب حضور وہاں سے تشریف لے گئے تو میاں شفیع نے کنوئیں میں دیکھا تو صرف چند اوراق کنوئیں کی ماہل (جس کے ڈبوں میں پانی اوپر آتا ہے) میں پھنسے ہوئے تھے بقیہ کتاب ضائع ہو چکی تھی اس نے بطور تبرک وہ اوراق نکال لیے اور اپنے گھر لے گیا چونکہ حضور قبلہ عالم کو اس کی اشاعت منظور نہ تھی لہذا وہ اوراق اس کے گھر میں ہی گم ہو گئے۔

اس واقعہ سے متعلق میرا خیال کچھ اس طرح ہے کہ حضور اعلیٰ دہڑویؒ کا ارادہ تھا کہ حضور قبلہ عالم تالیف وتصنیف کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ بلکہ اس وقت کو اصلی مقصود کے لیے وقف کریں اسی لیے حضور نے وہ کتاب ضائع کروادی کیونکہ آپ حضور قبلہ عالم کی ذات اقدس کو اپنا ایک شاہکار نمونہ بنا کر اربابِ تصوف کو دکھانا چاہتے تھے سبحان اللہ حضور قبلہ عالمؒ نے پھر زندگی بھر باقاعدہ کوئی تالیف نہ فرمائی لیکن حضور کے متعلق بے شمار کتابیں تحریر ہو رہی ہیں گویا یہ سب کچھ پیر اور مرید کے مابین ہونے والے اس عہد و پیماں کی تکمیل ہو رہی ہے مست بادۂ قیوم حضرت مولانا روم کا یہ بیت اکثر حضور قبلہ عالم کے ورد زباں رہتا جو اس واقعہ کا ایک طرح ثبوت بھی ہے۔

صد کتاب و صد ورق در نار کُن روئے دل را جانبِ دلدار کُن

(سینکڑوں کتابیں اور سینکڑوں اوراق آگ میں جھونک دے اور اپنے دل کی توجہ محبوب کی طرف لگا لے)

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

والد بزرگوار کے وصال سے تقریباً ایک سال بعد حضور قبلہ عالمؒ کو ابتداء میں ایک خون کی اُلٹی (قے) آئی پھر ٹھیک رہے لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرنے سے طبیعت ناساز رہنے لگی لہٰذا اس بار علاج معالجہ کے لیے حضور قبلہ عالم میانوالی تشریف لے گئے لگاتار ایک ہفتہ حکیم عبدالرحیم خان پٹھان کے زیر علاج رہے اس نے کہا آپ تین ماہ یہاں رہیں انشاء اللہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائیں گے لیکن خانقاہی اور گھریلو مصروفیات کی وجہ سے حضور دوائی لے کر واپس تشریف لے آئے۔

حضور کی شادی سے متعلق حضرت دھڑویؒ کا حکم

راقم السطور کی بڑی پھوپھی صاحبہ نے 21 جنوری 1998ء کے ایک خط میں فقیر کو تحریر فرمایا ''حضور قبلہ عالمؒ جب علیل رہنے لگے تو ایک مرتبہ ہم دونوں بہن بھائی دھڑ شریف حاضر ہوئے حضرت اعلیٰ دھڑویؒ نماز فجر کے بعد جب چوبارہ پر مجلس آرا ہوئے تو میں نے عرض کی ''حضور میرے ابا جی بھی وصال فرما گئے ہیں اب ہمارا تو سب کچھ پیر کرم حسین تھے۔ وہ بھی اب بیمار رہنے لگے ہیں ان کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں ساتھ ہی میں رونے لگی حضور نے مجھے دلاسہ دیا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا ''جتنا جلدی ہو سکے پیر کرم حسین کی شادی کر دو تا کہ ان کا بوٹا (پودا) لگ جائے زندگی کا بھروسہ نہیں میں بھی چاہتا ہوں ان کے بچے دیکھ جاؤں'' اور ہم نے اس لیے جلدی جلدی آپ کی شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔''

رشتہ کے لیے بات چیت

حضور قبلہ عالمؒ کی منگنی آپ کے والد بزرگوار اپنی زندگی میں ہی ''نواں'' سے تقریباً پانچ میل دور ایک گاؤں ''کلری'' جو کہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے اپنے خاندان کے ایک گھر میں فرما گئے تھے۔ حضرت اعلیٰ دھڑویؒ نے جب علالت کی وجہ سے حضور قبلہ عالمؒ کی جلد از جلد شادی کا حکم فرمایا تو بلوآنہ شریف سے چند خاص خاص لوگ رشتہ کی بات چیت کرنے کلری گئے تا کہ شادی کی تاریخ رکھی جائے لیکن انہوں نے عذر کیا کہ لڑکی کا ایک بھائی کراچی گیا ہوا ہے جب تک وہ نہیں آئے گا ہم شادی نہیں کر سکتے اب یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کب آئے گا۔ سب نے حضرت اعلیٰ دھڑویؒ کے حکم کے پیش نظر بہت سمجھایا لیکن وہ اسی بات پر مصر رہے (یاد رہے وہ شخص ایسا لاپتہ ہوا کہ آج تک واپس نہیں آیا) لہٰذا واپس پہنچ کر یہاں پر ہی رشتہ کے لیے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا لیکن کوئی مناسب بندوبست نہ ہو سکا راقم السطور کے بڑے ماموں منظور حسین جن کی دست بیعت سرکار حافظ پاکؒ سے تھی وہ اور میاں غلام قادر گجراتی پیر بھائی ہونے کے علاوہ بڑے گہرے دوست بھی تھے میاں غلام قادر نے ان سے کہا آپ کی ہمشیرہ کے بارے میں اگر حضور سے میں بات کروں تو آپ کی مرضی کیا ہے انہوں نے کہا مجھے حضور سے بڑھ کر اور کون ہے لہٰذا میاں غلام قادر نے رشتہ کے بارے میں حضور سے عرض کیا آپ نے فرمایا اگر منظور حسین اپنی ہمشیرہ کا رشتہ دیتا ہے تو مجھے قبول ہے بعد ازاں چھوٹے ماموں میاں نذیر احمد سے بھی مشورہ کیا

گیا وہ بھی رضامند تھے باقی برادری کی انہوں نے پرواہ نہ کی اور حضور کی شادی کی تاریخ 31 مارچ 1960ء مقرر ہوئی۔

نانی مرحومہ کا خواب اور بیعت: راقم السطور کی نانی مرحومہ نے ایک خواب دیکھا جس میں حضرت حافظ پاکؒ کی انہیں زیارت ہوئی وہ ابھی مرید نہ تھیں صرف ان کے بڑے بیٹے منظور حسین حضور کے دستِ بیعت تھے خواب میں کیا دیکھتی ہیں۔ میری والدہ صاحبہ اور وہ ایک جگہ کھڑی ہیں اتنے میں حضرت حافظ پاکؒ تشریف لائے اور ان سے فرمایا یہ ہماری بیٹی ہے اور قبلہ والدہ صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر چل دیئے ابھی دو قدم ہی چلے تھے کہ درمیان میں اچانک دریا آ گیا اب حضرت حافظ پاک اور قبلہ والدہ صاحبہ دریا کے اس پار ہو گئے اور نانی مرحومہ اکیلی اس پار کھڑی رہ گئیں۔ صبح اُٹھیں تو بڑی متعجب ہوئیں آخر انہوں نے اس خواب کا ذکر اپنی خالہ زاد بہن والدہ سجاد حسین سے کیا انہوں نے کہا مجھے اس خواب کی تعبیر کچھ ایسے معلوم ہوتی ہے کہ منظور حسین کے پیر خانہ سے تجھے بھی فیض ہوگا لہذا بڑے حضرت یعنی سرکار حافظ پاک تو وصال فرما گئے ہیں ابھی کچھ دنوں بعد ان کے صاحبزادہ صاحب کوٹ بلوچ آ رہے ہیں تم ان کی مرید ہو جانا۔ یوں سرکار حافظ پاک کے وصال کے بعد جب پہلی مرتبہ حضور قبلہ عالم ستمبر 1954ء میں کوٹ بلوچ تشریف لے گئے تو نانی مرحومہ آپ کی بیعت سے مشرف ہوئیں اور صرف تین ماہ بعد دسمبر میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ لیکن ان کی وفات سے پانچ سال بعد ان کا یہ خواب حقیقت میں بدل چکا تھا۔

حضور قبلہ عالمؒ کی شادی

حضور قبلہ عالمؒ کی شادی 31 مارچ 1960ء کو انجام پذیر ہوئی بارات بڑی بس (72 سیٹ) کے ذریعے منڈی بہاؤالدین روانہ ہوئی اور عصر کے وقت کوٹ بلوچ پہنچی تمام خاص خاص احباب اور خلفاء مثلاً میاں احمد شاہ صاحب نیکوکارہ، چچا میاں غلام رسول صاحب، میاں عمر حیات، میاں ماچھیا خان، حاجی محمد کبیر وغیرہا ساتھ تھے حضور کے سبالہ (دولہا کا ساتھی) بننے کا شرف ملک عبدالرحمٰن ثانی کو حاصل ہوا۔ کوٹ بلوچ والے پیر بھائیوں نے تمام انتظامات مل کر میاں غلام قادر کی نگرانی میں انجام دیئے برات جب کوٹ بلوچ کے باہر پہنچی تو دستور کے مطابق سب وہاں اترنے لگے لیکن میاں غلام قادر نے کہا بس میں میرے پیر کے اہل وعیال سوار ہیں میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ بھی دوسروں کی طرح پیدل چل کر گاؤں میں داخل ہوں لہذا بس گاؤں کے اندر لے آئیں لیکن بھون قوم کا دارہ (چوپال) راستے میں حائل تھا اور بس وہاں سے گزر نہیں سکتی تھی لہذا چوپال کی دیوار گرا دی گئی اور بس گاؤں کے اندر لے آئے رات کا کھانا میاں غلام قادر کے ہاں تھا شب بھی وہیں بسر ہوئی ساری رات وہاں کنگ سے آئی ہوئی ایک پارٹی کافیاں پڑھتی رہی حضور تو تھوڑی دیر ہی باہر مجمع میں آ کر بیٹھے البتہ درویشوں کا شغل رات بھر جاری رہا بڑا مشہور واقعہ ہے میاں صالح محمد درویش لوگوں کے رَش کی وجہ سے چھت پر بیٹھا تھا جب پارٹی والوں نے پروگرام کیا تو اُسے وجد ہو گیا اور دھڑام سے نیچے مجمع میں آ گرا سب دوڑ کر گئے۔ کہیں چوٹ نہ لگ گئی ہو لیکن اسے تو کچھ بھی نہ ہوا تھا دوسرے دن کا کھانا حضور قبلہ عالمؒ کے سسرال والوں نے دیا نکاح پڑھانے کا شرف میاں جان محمد گجراتی کو حاصل ہوا۔ لہذا دوسرے روز تقریباً 4 بجے وہاں سے رخصتی ہوئی کوٹ بلوچ والے پیر بھائیوں نے اس موقع پر اپنی محبت وعقیدت کے اَنمٹ نقوش ثبت کیے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدمت کا حق ادا کیا۔

باب (4)

شادی سے......................................وصالِ شیخ تک

مارچ 1960ء سے............................جنوری 1968ء تک

سنت صدیقیؓ کا احیاء

حدیث پاک میں آتا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں گھر کا سارا مال پیش کر دیا حتیٰ کہ گلے کے کپڑے اتار کر اور گلے میں ٹاٹ پہن کر وہ بھی پیش کر دیئے۔ اور جب اللہ کے محبوب ﷺ نے پوچھا صدیق! گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام کافی ہے۔

چودہ سو سال بعد حضور قبلہ عالمؒ نے سنت صدیقی کا یوں احیاء کیا جب آپ کی شادی ہوئی تو سسرال کی طرف سے بہت کچھ سامان ملا حضور گھر میں تشریف لائے تو ہر طرف سامان بکھرا پڑا تھا فرمایا فقیر کا گھر اور اس قدر مال و دولت لہٰذا جو کچھ مجھے سسرال کی طرف سے ملا ہے وہ اپنے پیر کے لنگر میں نذر کرتا ہوں پھر اپنی والدہ صاحبہ سے فرمایا میں نے تو اپنا سارا سامان لنگر کی نذر کر دیا ہے اب جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ بھی کمروں سے باہر نکال دیں تا کہ سب کچھ دھڑ شریف بھیج دیا جائے۔ وہاں موجود کچھ عورتوں نے ان سے کہا کہ آپ حضور سے اپنی بیٹیوں کا عذر کریں لیکن حضور قبلہ عالمؒ اس بات پر قائم تھے کہ گھر میں کچھ نہ رہے سب کچھ دھڑ شریف بھیج دیا جائے لہٰذا خلیفہ میاں عمر حیات کی زیر نگرانی اونٹوں پر وہ سب مال وسامان دھڑ شریف بھیج دیا گیا درویش جب دھڑ شریف پہنچے تو حضرت اعلیٰ دھڑویؒ نے دریافت فرمایا یہ جہیز کس دُولہا کا ہے عرض کی گئی پیر کرم حسین کو شادی پر جو کچھ سسرال سے ملا اور جو کچھ گھر میں پڑا تھا انہوں نے وہ سب سامان لنگر شریف میں بھیج دیا ہے آپ جوش میں آئے اور فرمایا پیر کرم حسین نے ہمیں کچھ نہیں دیا سب کچھ لے لیا ہے۔ میری والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اگلے عُرس پر حضرت اعلیٰ دھڑیؒ جب بلوآنہ شریف آئے تو مجھے بلا کر فرمایا "بیٹی! تو نے کچھ بھی گھر میں نہیں رکھا اور اپنے خاوند کی مرضی پر سب کچھ لنگر میں دے دیا ہے تجھے اس قدر رنگ لگے گا کہ جہان دیکھے گا" اور دعائے خیر فرمائی۔

اک اہلِ عشق ہیں کہ جہاں تھے وہیں رہے　　　دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی

بابا مستان شاہؒ سے پہلی ملاقات

انہی ایام میں حضور قبلہ عالمؒ کی جھنگ میں بابا مستان شاہ صاحب مدنی سے پہلی ملاقات ہوئی ان کی خدمتگار مائی صابرہ بی بی نے راقم السطور کو بتایا کہ پہلی ملاقات کی تفصیل خود بابا جی نے مجھے اس طرح بتائی "پیر کرم حسین ابھی نوعمر تھے بمشکل 20,21 سال عمر ہو گی ملاقات کچھ اس طرح ہوئی کہ ہم اپنے بالوں کو کنگھی کر رہے تھے وہ آئے اور پوچھا کیا ہو رہا ہے ہم نے کہا خدا کی کھیتی کی دیکھ بھال ہو رہی ہے بس انہی الفاظ پر انہیں وجد ہو گیا ہم حیران رہ گئے کہ عمر کیا ہے اور حال کیا ہے سبحان اللہ پھر حضور کے ساتھ اس قدر تعلق بڑھا کہ مہینہ مہینہ بلوآنہ شریف رہتے ایک دو مرتبہ حضور منڈی بہاؤالدین دورے پر گئے ہوئے تھے تو بابا جی بھی وہاں چلے گئے۔ بابا جی کا مفصل ذکر معاصرین کے باب میں آئے گا۔

یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں　　　انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں

بڑے فرزند کی ولادت سے قبل ایک بشارت

میری والدہ صاحبہ فرماتی ہیں ابھی مجھے اولاد نہیں ہوئی تھی کہ حضور قبلہ عالمؒ نے خواب میں دیکھا کہ بلوآنہ شریف ہمارے گھر کے برآمدہ کی مغربی جانب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور ایک بچے کو پنگھوڑے میں ہلا رہے ہیں حضور نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ اللہ کریم ہمیں سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا۔ حضور قبلہ عالم نے جس مقام پر رسول اللہ ﷺ کو تشریف فرما دیکھا تھا اس جگہ کا بہت احترام فرماتے نہ خود وہاں سے جوتا پہن کر گزرتے نہ کسی اور کو جوتا پہن کر گزرنے دیتے آخر کار وہاں پر لنگر کا غلہ رکھنے کے لیے ایک چھوٹا سا گودام بنا دیا تا کہ اس جگہ کا تقدس ملحوظ رہے۔

حضرت اخی قبلہ کی ولادت

اس خواب کے کچھ عرصہ بعد حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کی ولادت اپنے ننھیال کے ہاں کوٹ بلوچ ضلع منڈی بہاؤ الدین میں 25 نومبر 1963 بروز پیر بمطابق 8 رجب المرجب 1383ھ کو بعد از نماز عشاء ہوئی دربار شریف پر اس کی اطلاع میرے ماموں جان منظور حسین مرحوم نے بذریعہ خط کی۔ چونکہ پہلے فرزند پیدا ہوئے تھے ہر طرف خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔ بلوآنہ شریف میں ان دنوں خلیفہ میاں محمد علی بلوچ کی دکان ہوا کرتی تھی وہ فوراً مٹھائی کے تھال لے کر آیا جنہیں سب حاضرین میں تقسیم کیا گیا الغرض دربار شریف سے منسلک ہر فرد نے اپنے اپنے طور پر اس مبارک موقع پر خوشی کا اظہار کیا نام حضور نے ''محمد مظہر حسین'' تجویز فرمایا اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتگار مائی صاباں کو فوراً منڈی بہاؤ الدین روانہ کیا اور فرمایا وہاں بچوں کے سر نہیں بٹھائے جاتے تم جاؤ اور میرے بیٹے کا سر اچھی طرح سے بٹھانا یعنی ماتھا ٹھیک بنانا۔

کیفیت استغراق

تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ ایک لمحہ کا تفکر سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی جب جاگتی آنکھوں سے پُراسرار مشاہدات کرتے ہیں تو ان کی زبان پر سکوت طاری ہو جاتا ہے۔ اور ان کی آنکھیں حیرت میں گم نظر آتی ہیں۔ کچھ عرصہ حضور قبلہ عالمؒ پر بھی ایک عجیب سکوت اور حیرانگی کی کیفیت طاری رہی۔ بلوآنہ شریف کے چوبارہ میں قیام تھا اور کسی آنے جانے والے حتیٰ کہ گھر والوں سے بھی کوئی بات چیت نہ کرتے تھے۔

ملک عبدالرحمٰن ثانی مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں میانوالی سے بلوآنہ شریف حاضر ہوا دیکھا تو ایک عجیب استغراق و سکوت کی کیفیت ہے۔ کبھی کبھی خود سے ہمکلام ہوتے اور اپنے نفس کو سرزنش کرتے۔

گھر والے کھانا پاس رکھ جاتے کبھی کبھار ایک دو لقمے تناول فرما لیتے اور کبھی تو بالکل ہی نہ کھاتے۔ انہی دنوں کا حال میاں حق نواز سکنہ موضع حویلی لال یوں بیان کرتے ہیں میں نے بعض پیر بھائیوں کی زبانی سُنا کہ آج کل حضور قبلہ

عالمؒ پر کوئی خاص کیفیت طاری ہے بول چال بند ہے اور زیادہ تر چوبارہ پر ہی رہتے ہیں۔ میں بلوآنہ شریف روانہ ہوا موسم سرما تھا صبح تقریباً آٹھ بجے دربار شریف پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور آرام دہ کُرسی پر اور کوٹ پہنے جنوب کی سمت اپنا چہرہ انور کیے تشریف فرما ہیں آنکھیں بند ہیں اور ہاتھ میں ایک تسبیح ہے لیکن تسبیح صرف ہاتھ میں ہے ہلا نہیں رہے آٹھ دس درویش نیچے صف پر بالکل خاموش بیٹھے تھے اگر کسی نے ایک دوسرے سے کوئی بات چیت کرنی ہوتی تو فقط اشارہ سے کرتے زبان سے نہ بولتے ہر طرف ہُو کا عالم تھا جب میں نے آپ کی دست بوسی کا ارادہ کیا تو حاضر خدمت درویشوں نے اشارہ سے مجھے منع کر دیا اور میں ان کے پاس ہی نیچے صف پر بیٹھ گیا تقریباً تین گھنٹے گزر گئے لیکن آپ پر وہی کیفیت طاری تھی نہ آنکھیں کھول کر دیکھا نہ کسی سے سلام اور کلام حتیٰ کہ حاضر خدمت درویشوں نے بھی ایک دوسرے سے کوئی کلام نہ کیا بلکہ اشارہ سے ہی ایک دوسرے کو بات چیت سمجھا دیتے اچانک حضور قبلہ عالمؒ کی زبان مبارک سے ''الا اللہ'' کی آواز اس دردو سوز سے نکلی کہ ہمارے دل بے آب ماہی کی طرح تڑپنے لگے حضور کرسی سے اُٹھے اور اپنے چوبارہ پر تشریف لے گئے دوسرے دن جب میں واپس گھر آنے لگا تو اس روز بھی آپ پر وہی کیفیت طاری تھی ان دنوں جب آپ نیچے تشریف لے آتے تو ہر درویش اپنی مرضی سے خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا لیکن دور سے ہی نیاز حاصل کر کے واپس اپنے گھر چلا جاتا۔

انہی ایام میں حضور قبلہ عالمؒ کی طبع شریف مزید کمزور ہوگئی اور مسلسل علالت کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا۔ علاج معالجہ بھی کافی کیا گیا لیکن بات دراصل یہ تھی کہ حضور باطنی اشغال پر ہمیشہ توجہ مرکوز رکھتے ظاہری وجود کو عمر بھر پھلنے، پھولنے نہ دیا مجاہدات وریاضات کا سلسلہ جو مسند نشینی کے بعد شروع ہوا تا دمِ وصال اس میں کمی نہ آئی۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے تیرے ذکرؐ سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

بلوآنہ شریف کے موجودہ روضہ کی تعمیر

حضرت اخی قبلہ کی ولادت سے تقریباً ایک برس بعد 1964ء میں حضور نے اپنے والد بزرگوار کا روضہ از سرِ نو تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا پہلا روضہ قدرے تنگ تھا اگرچہ اُس کے گرد برآمدہ بھی تھا بلندی کم وبیش بیس فٹ ہوگی اب اندر سے اس قدر کھلا کیا گیا ہے کہ حضور حافظ پاک کے دائیں، بائیں مزید دو قبروں کی گنجائش بھی ہے اور اس کی بلندی تقریباً 50 فٹ ہے حضور قبلہ عالمؒ کے خلیفہ مجاز میاں غلام رسول المعروف بابا مستری نے اپنے فنِ تعمیر کا یہ ایک شاہکار نمونہ تیار کیا آج بھی بڑے بڑے ماہر تعمیرات اسے دیکھ کر حیران ہیں صرف بنیاد، بیم، گولائی اور گنبد میں سیمنٹ استعمال ہوا ہے باقی عام تعمیر مٹی کے گارا سے کی گئی ہے مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ ایک عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اس میں کوئی فرق نہیں آیا راقم السطور سے بابا مستان شاہ صاحب مدنی نے ایک مرتبہ خود ذکر کیا کہ ''سائیں کرم حسینؒ اور میں آپ کے دادا بزرگوار کے روضہ میں حاضر ہوئے واپسی پر اکٹھے باہر آنے کے لیے اُٹھے تو میں دیوار سے لگ گیا میں نے سائیں کرم حسین کو مشورہ دیا کہ جناب

یہ روضہ تنگ ہے آپ اسے شہید کر کے کُھلا کر دیں انہیں بھی میری تجویز پسند آئی اور انہوں نے چند ہی مہینوں بعد اسے شہید کر کے اس کی جگہ ایک شاندار روضہ تعمیر کروا دیا۔'' بعدازاں ساتھ والی مسجد بھی شہید کر دی گئی اور پیچھے ذرا فاصلہ پر حضور نے از سرِ نو مسجد اور اس سے متصل جنوبی جانب اپنے لیے ایک حجرہ تعمیر کروایا جس میں حضور قیام فرما ہوتے آپ کا کتب خانہ بھی اسی حجرہ شریف میں تھا حجرہ سے ایک کھڑکی مسجد کے ہال میں کھلتی تھی جس سے حضور اکثر مسجد میں تشریف لایا کرتے۔

ایم۔بی۔نیو۔ٹی۔بی ہسپتال فیصل آباد میں داخلہ

انہی دنوں حضور کچھ عرصہ ایم۔بی۔نیو۔ٹی۔بی ہسپتال فیصل آباد میں بھی داخل رہے ملک عبدالرحمان ثانی کے نام ایک خط میں اس کی تفصیل کچھ اس طرح رقم فرماتے ہیں'' بندہ عید کے تیسرے دن بعد لائل پور گیا تھا بڑی سفارشوں کے ساتھ ایم، بی، نیو، ٹی، بی ہسپتال میں داخلہ لیا لیکن اسی دن ادھر مستری غلام رسول' روشن' غلام قادر' عبدالعزیز' روضہ مبارک کے لیے آ گئے۔ پھر تو بڑی مشکل سے ڈاکٹر صاحب سے ایک مہینہ کی چھٹی لے کر گھر آ گیا۔ اب ایک ہفتہ کے بعد لائل پور جا کر طبیعت دکھا تا پھر دوائی لے کر واپس آ جاتا ہوں روضہ مبارک کا کام اب ایک ہفتہ تک ختم کر رہے ہیں۔ اٹھاس (روضہ کی دوسری منزل) مکمل ہو چکا ہے پھر جا کر داخل ہونے کا خیال ہے ایکسرے کروایا تھا ویسے طبیعت ٹھیک ٹھاک ہے روضہ مبارک کا کام تسلی بخش ہو رہا ہے۔''

قطب فیصل آباد سے ملاقات اور ہسپتال سے فراغت

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا جب میں ایم۔بی نیو، ٹی۔بی ہسپتال فیصل آباد میں زیرِ علاج تھا تو جھنگ بازار میں ایک موچی جوتوں کی مرمت کرتا تھا میں روزانہ اس کے پاس چلا جاتا اور ایک چوّنی (25 پیسے) دے کر اپنا جوتا پالش کرواتا اور وہیں اسکے پاس بیٹھا رہتا۔ جب میں متواتر جانے لگا تو ایک روز اس نے کہا صاحبزادے! آج کے بعد میرے پاس نہ آنا۔ تو مجھے خوب سمجھتا ہے اور سن! اگر میرا راز کسی پر ظاہر کر دیا تو میں تیرا راز بھی فاش کر دوں گا۔ خود کو چھپائے رکھنا ہے تو مجھے بھی پوشیدہ رہنے دو۔ آج کے بعد پھر ہم کبھی نہیں ملیں گے چند دنوں کے بعد میں یہ دنیا چھوڑ جاؤں گا اور جب میں یہاں سے چلا گیا تجھے بھی فیصل آباد نہیں رہنے دیا جائے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا چند ہی دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا میں نے اس کی چارپائی کو کندھا دیا اور جنازے میں شرکت کی۔ واپس ہسپتال آیا تو بستر پر رخصتی کا لیٹر پڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹروں نے مجھے ہسپتال سے فارغ کر دیا اور میں بھی اسی شب واپس بلوآنہ شریف آ گیا۔

پیر اختر حسین صاحب کی ولادت

15 مئی 1965ء بمطابق 14 محرم الحرام 1385ھ بروز ہفتہ بوقت دوپہر قبل از ظہر برادرم پیر اختر حسین صاحب

کی بلوآنہ شریف میں ولادت ہوئی ابتدائی نام حضور نے ''اظہر حسین'' تجویز فرمایا جو کہ تقریباً اڑھائی تین برس تک بدستور رہا۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں ''میاں غلام قادر گجراتی جیل سے حضور کی خدمت میں جو خط ارسال کیا کرتا اس پر ہم دونوں بھائیوں کے نام مظہر حسین اور اظہر حسین تحریر ہوتے تھے'' بعدازاں حضور نے چچا میاں غلام رسول صاحب سے مشورہ فرما کر اظہر حسین کی بجائے ''اختر حسین'' رکھ دیا۔

تبدیلی نام کے بعد خلیفہ میاں غلام علی گجراتی نے اپنی ایک پنجابی سی حرفی میں کچھ اس انداز میں عرض حال پیش کیا۔

ق۔ قاصدا رب دا واسطہ ای میرے یار دے دیس اُتے جا جلدی ... پہلوں کریں سلام تعظیم میرا اُتے قدماں سیس نوا جلدی

آکھیں قاصدا اُس محبوب تائیں پھیرا دیس اساڈڑے پا جلدی ... صدقہ مظہر تے اختر حسین ماہی گل نال غلام علی لا جلدی

ایک درویش سے قبر میں گفتگو

راقم السطور کے بڑے ماموں صاحب جن کا نام منظور حسین تھا وہ حضرت حافظ پاکؒ کے دست بیعت اور حضور قبلہ عالمؒ کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ 1965ء میں ان کی شہادت کے بعد حضور کوٹ بلوچ کے کافی درویشوں کے ہمراہ ان کی قبر پر تشریف لے گئے بعدازفاتحہ کچھ دیر سر جھکائے مراقبہ میں رہے پھر میاں غلام قادر گجراتی سے دریافت فرمایا منظور حسین کے ساتھ والی قبر کس کی ہے انہوں نے بتایا یہ ہمارے گاؤں کے ایک لاولد شخص کی ہے۔ حضور نے فرمایا! مجھے منظور حسین کہتا ہے کہ میں راضی خوشی ہوں' اللہ کریم کی رحمت میں ہوں۔ لیکن میرے ساتھ والی قبر میں جو بندہ مدفون ہے اس پر عذاب الٰہی ہے جب کبھی ادھر سے ہوا چلتی ہے تو مجھے بدبو آتی ہے۔ تب کوٹ بلوچ والے درویشوں نے بتایا یہ بندہ ساری عمر سود خور رہا اسی وجہ سے اس پر عذاب الٰہی ہے میاں غلام قادر نے عرض کی اگر حضور حکم فرمائیں تو ہم رات کو اس کی نعش کسی اور جگہ منتقل کر دیں۔ لیکن حضور نے منع فرمایا کہ اس کے رشتہ دار کوئی فتنہ نہ بنائیں۔ آؤ مل کر دعا کریں تاکہ اللہ کریم اس کی بدبودار ہوا سے منظور حسین کو محفوظ رکھے اور دعا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں بھی نیک اور برے ہمسائے کا اثر بندہ محسوس کرتا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کوہ مری میں

حضور قبلہ عالم کی طبع ناساز، سخت گرمیاں اور مریدین کے بار بار اصرار کی وجہ سے آپ موسم گرما 1966 میں پہلی بار کوہ مری تشریف لے گئے تاکہ گرمیوں کے دن آرام سے گزارے جا سکیں۔ رہائش چوہدری عبدالرشید کے ہاں پھگواڑی میں تھی جو حضور کے دیرینہ نیاز مند اور محکمہ جنگلات میں بلاک افسر تھے۔ گھنے جنگلات فطرت کے خوبصورت نظارے اور اپنے آپ میں ڈبو دینے والی خاموشی نے حضور قبلہ عالم کو جسمانی بیماری بھلا دی۔ آپ کے ساتھ رہنے والے درویش بتاتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ دور دور تک جنگلات میں نکل جاتے۔ ذکر الٰہی اور غوروفکر میں مستغرق رہتے۔ ابھی کچھ دن ہی قیام فرمایا تھا

کہ ولایت کی خوشبو جنگل میں پھیلنے لگی ارد گرد کے لوگ حضور کے پاس صبح وشام جمع ہو جاتے۔ ذکرِ الٰہی اور درسِ عشق سنتے۔ پھگواڑی کے کچھ خوش نصیب گھرانے حضور کے دامن کرم سے وابستہ ہو گئے حالانکہ ان دنوں وہاں حضور کسی کو بیعت نہ کرتے تھے۔ پھر ان لوگوں کی غربت اور دور دراز کی مسافت کے پیش نظر فرمایا کہ تمہیں میرے پاس جھنگ آنے کی ضرورت نہیں تمہارے مقدر کی جو نعمت مجھے ملی تھی میں نے تمہیں پہنچادی۔ اب ان شاء اللہ محشر کے دن ملاقات ہو گی۔

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے ۔ کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

ایک سانپ سے عشق کا سبق سیکھا

حضور قبلہ عالمؒ ایک سالک اور باشرع ولی اللہ تھے۔ ہزار ہا لوگوں نے آپ سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ لیکن بارہا آپ پر ایسی کیفیات بھی طاری رہیں کہ آپ بالکل لوگوں سے الگ تھلگ فقط اپنے محبوب کے ہو کر رہ گئے۔ آپ ایک سالک فقیر اور عالم باعمل کے ساتھ ساتھ ایک عاشقِ صادق بھی تھے اور جس چیز میں بھی عشق ومحبت کی خوشبو دیکھتے اس سے پیار کرنے لگتے۔ فرماتے ''میں نے عشق کا سبق ایک سانپ سے سیکھا۔ جن دنوں میں ''کوہ مری'' تھا ایک روز چہل قدمی کے لئے بازار تک آیا راستہ میں ایک مکان کے سامنے بہت سے لوگ جمع تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس گھر میں کوئی زہریلا سانپ داخل ہو گیا ہے اس لئے تمام گھر والے باہر کھڑے ہیں کچھ افراد کسی جوگی کو لینے گئے ہوئے تھے اتنے میں وہ ایک جوگی کو لے کر آ گئے۔ جوگی اس مکان کے سامنے بیٹھ گیا اور بین بجانی شروع کر دی۔ وہ مکان دومنزلہ تھا ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ دوسری منزل کے ایک کونے سے سانپ نے گردن باہر نکالی پھر وہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں تک آ پہنچا بین کی آواز پر وہ اس قدر محو و بے خود تھا کہ ایک سیڑھی نیچے آ جاتا لیکن پھر ٹھہر جاتا۔ اپنی گردن اٹھا کر تمام لوگوں کو ایک نظر دیکھتا کہ یہ سب میرے دشمن ہیں اگر ان کے ہاتھ آ گیا تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن عشق سے مجبور تھا وجد و حال میں پھر ایک سیڑھی نیچے آ جاتا آخر کار انہیں کیفیات میں بے خود و مدہوش بین کے سامنے اپنا سرِ نیاز رکھ دیا۔ جوگی نے فوراً کپڑا ڈال کر اسے برتن میں بند کر دیا''۔ لیکن مجھے وہ سانپ عشق کا سبق سکھا گیا۔ کہ جان تو کوئی چیز ہی نہیں سب کچھ یار پر قربان کر دینا چاہیے۔ بقول اقبال

صحبتِ پیرِ روم سے مجھ پر ہوا یہ راز فاش ۔ لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف

مجھے اپنے مرشد و مربی عارفِ رومی کے فیوض و برکات سے یہ راز آشکار ہوا کہ لاکھ حکیم کہتے ہیں اپنی جان کسی نہ کسی طریقے سے بچالے جبکہ کلیم فرماتا ہے جان تو کوئی چیز نہیں اگر یار کہے تو پہلے دن ہی سر پر کفن باندھ لے۔

قلندر بابا سید لعل شاہ سے ملاقات

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر زمانہ میں چالیس ابدال ہوتے ہیں جن کے صدقہ بارش برستی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

قلندر بابا سید لعل شاہ بھی اپنے قرن کے ابدال اور ایک مجذوب فقیر تھے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ سالک فقیر کا رتبہ مجذوب سے بلند ہے لیکن بڑے بڑے علماء اور فقہاء اولیاء اللہ نے مجذوب فقیروں سے فیض حاصل کیا۔ حضور قبلہ عالمؒ کا مری قیام تھا اور ابدال وقت سے نہ ملتے یہ ممکن نہ تھا۔ ایک دن قبلہ کچھ درویشوں کے ہمراہ قلندر بابا سید لعل شاہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ بابا لعل شاہ پر ایک مستی اور جذب ہمہ وقت طاری رہتا لیکن باطنی نور کمال کا تھا جب بھی کسی اللہ والے کو دیکھتے تو جذب و مستی ختم ہو جاتی اور ان سے معرفت وحق شناسی کی گفتگو فرماتے۔ دلجوئی فرماتے اور پیار و محبت کی باتیں کرتے۔

حضور قبلہ عالمؒ فرماتے تھے کہ ''میں چند رفقاء کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پتھر کی ایک چٹان پر آپ تشریف فرما تھے جسم لکڑی کی طرح سوکھا ہوا تھا۔ ہم ذرا فاصلے پر بیٹھ گئے اور لوگوں سے وہ اپنے رنگ میں باتیں کرتے رہے ہم خاموش رہے جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو بابا جی ہماری طرف متوجہ ہوئے اور بڑی محبت سے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر رکھے اور فرمایا جھنگ والو تمہارا آنا قبول ہوا تمہاری حاضری منظور ہوئی تمہارا آنا ہمارے سر آنکھوں پر موسم سرد ہے پہاڑی علاقہ ہے۔ طبیعت ناساز ہے آپ کو اجازت ہے۔''

اس کے بعد ہم واپس مری چلے آئے۔'' حضور قبلہ عالمؒ کی بابا لعل شاہ سے یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی اگلے سال 11-06-67 میں ان کا وصال ہو گیا اس کے بعد آپ کافی عرصہ تک تقریباً ہر سال موسم گرما مری گزارتے۔

حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی علالت

حضرت اعلیٰ اپنے وصال سے قبل تقریباً 2 سال متواتر علیل رہے بقول حاجی غلام محمد سکنہ 46 ای۔ بی آخری عمر شریف میں حضور کو ذیابیطس کا مرض لاحق ہو گیا تھا کچھ عرصہ تو خاموش بھی رہے لیکن گاہے بگاہے درویشوں سے میل جول اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ برقرار رہا۔ جب مرض نے طول پکڑا تو حضرت اعلیٰ کے ایماء پر حضور قبلہ عالمؒ نے چچا میاں غلام رسول صاحب کو بطور معالج دہڑ شریف روانہ کیا وہ دس بارہ روز حاضر خدمت رہے اور ان کی ادویات سے حضور کو قدرے افاقہ بھی ہوا۔ ان کی واپسی کے بعد حضرت اعلیٰ نے جو خط انہیں تحریر فرمایا وہ میاں محمد مبارک کی وساطت سے اس وقت منگانی شریف کے حجرۂ تبرکات میں موجود ہے۔

حکیم صاحب قبلہ کو حضرت اعلیٰ دھڑوی کا خط

برخوردار حکیم غلام رسول

السلام علیکم کے بعد واضح ہو کہ ہمیں اب بالکل آرام ہے اور اندر باہر آنے جانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

میری طرف سے تمہیں بہت بہت دُعا' باقی پیر بھائیوں محمد خان وغیرہ کو بھی ہماری طرف سے بہت بہت دُعا۔

جلدی جلدی ملتے رہا کریں' پاس انفاس' ذکر نفی اثبات' تصور شیخ' سالانہ روزے' نماز پنجگانہ کو قائم رکھیں۔

فقط والسلام

الراقم سید سردار علی شاہ بخاری دھڑوی شیروی قطبی قادری

وہ بھی بدنصیب ہے غم جسے مِلا نہیں

ایک دفعہ حضور قبلہ عالمؒ کو جسم اطہر پر دانے (پھوڑے پھنسیاں) نکل آئے اور کافی دنوں تک اس مرض سے نباہ رہا۔ چچا میاں غلام رسول صاحب آپ کے معالج تھے۔ نیلے رنگ کی ایک دوائی دن میں دو دفعہ استعمال کرتے اور صرف باریک چادر لپیٹ کر بیٹھے رہتے۔ انہیں ایام میں یکم ہاڑ (15 جون) والا عرس آ گیا سرکار دھڑوی تشریف لائے چونکہ حضور قبلہ عالمؒ بیمار تھے میاں اللہ جوایا نے دست بستہ حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حضور کی بیماری سے متعلق عرض کیا کہ دعا فرمائیں۔ سارے جسم پر دانے ہی دانے نکل آئے ہیں جس سے بڑی تکلیف رہتی ہے اتنے میں حضور قبلہ عالم بھی حاضر خدمت ہوئے آپ کو دیکھ کر دھڑوی سرکار نے میاں باغ علی سے فرمایا جب ہم رینالہ خورد سے روانہ ہوئے تو وہاں ریڈیو پر کوئی شعر پڑھا جا رہا تھا میں نے تجھے کہا تھا یاد کر لے وہ پیر کرم حسین کو بھی سناؤ میاں باغ علی نے پڑھا

آپ کو بھول جائیں ہم اتنے تو بے وفا نہیں   وہ بھی بدنصیب ہے غم جسے ملا نہیں

اور حضور مسکرا دیئے۔

سائیں غلام رسولؒ کے وصال کا صدمہ

کھوہ پاک والے حضور پیر سید غلام رسول شاہ صاحب جو کہ حضور شیر یزدانی سیدنا شیر محمد گیلانیؒ کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے ان کے وصال کا دھڑوی سرکار کو بہت صدمہ ہوا اور آپ نہایت مغموم رہنے لگے راقم السطور نے بچپن میں خود آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت مائی صاحبہ علیہا الرحمۃ کی زبان مبارک سے سُنا کہ "سائیں غلام رسول کے وصال کے بعد آپ کو ہم نے کبھی مسکراتے نہ دیکھا اس قدر آپ کو صدمہ ہوا تھا اس کے بعد صرف ایک برس ہی حضور حیات رہے اور پھر وصال ہو گیا۔"

حضور قبلہ عالمؒ کو جب حضرت اعلیٰ کے شیخ زادے کے وصال کا علم ہوا تو آپ سب گھر کے تمام افراد کی معیت میں

کھوہ پاک شریف حاضر ہوئے۔

پیرو مرشد کی خصوصی عنایات

حضرت اعلیٰ دھڑ وی کو حضور قبلہ عالمؒ سے بہت محبت تھی اور آپ نے بھی حضور پر بڑی محنت کی تھی اپنے تمام اوراد و اشغال کا زندگی بھر حضرت اعلیٰ نے معمول رکھا خاص طور پر حضور قبلہ عالم کو ان کی اجازت کے ساتھ ساتھ معمول بنانے کو فرمایا۔ حتی کہ بعض چیزیں اپنے وصال کے بعد روزانہ ایصال ثواب کے لیے بھی تلقین فرمائیں دھڑ وی سرکار رات کو ہمیشہ ایک تسبیح استغفار کی ضرور پڑھتے تھے وہ بھی حضور قبلہ عالم کے ذمہ لگائی کہ یہ میرا عمر بھر کا معمول رہا۔ میرے وصال کے بعد تم روزانہ رات کو ایک تسبیح پڑھ کر میری روح کو ایصال کرتے رہنا جس پر حضور قبلہ عالم نے تازیست عمل کیا۔

''رسالہ اورادِ قادریہ'' کے آخر میں حضور قبلہ عالم خود اس بارے میں تحریر کچھ اس طرح فرماتے ہیں ''میرے ہادی راہنما سید سردار علی شاہ نے روزانہ ایک تسبیح استغفار پڑھ کر میرے مِلک کرنے کو فرمایا تھا وہ بھی روزانہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ کے وصال کے بعد بھی پڑھ کر آپ کو مِلک کرتا رہتا ہوں۔''

عنایت شیخ سے متعلق چند واقعات

1- حضور قبلہ عالمؒ خصائص و اعمال کے اعتبار سے اپنے شیخ کی ہو بہو تصویر تھے جس کا اعتراف حضرت اعلیٰ دھڑ وی نے بعض مواقع پر خود بھی فرمایا۔

میاں جہان خان عرف چاچا جہانہ سکنہ کوٹ بلوچ منڈی بہاوٗ الدّین جو کہ دھڑ وی سرکار کے دستِ بیعت ہے ایک دفعہ مجھ سے بیان کیا ''بلوآنہ شریف میں آخری زیارت کے موقع پر حضرت اعلیٰ دھڑ وی نے مجھ سے فرمایا'' اگر مجھے دیکھنا ہو تو پیر کرم حسین کو دیکھنا''

- حضرت اعلیٰ دھڑ وی کافی احباب کو حضور قبلہ عالمؒ کے سپرد فرما گئے اگر ایک ایک کا ذکر کروں تو طوالت کا اندیشہ ہے گویا سلسلہ طریقت میں حضور قبلہ عالمؒ اپنے شیخ کامل کے حقیقی نائب تھے۔ اور فقط آپ کی ذات اقدس سے سلسلہ طریقت اس قدر پھیلا جو ہر کہ و مہ پر اظہر من الشّمس ہے۔

حضرت اعلیٰ دھڑ وی کے منہ بولے بیٹے بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی بیان کرتے ہیں۔ سرکار نے وصال سے کچھ عرصہ قبل مجھ سے ایک دن پوچھا علی محمد! میرے وصال کے بعد تو کہاں جائے گا؟ میں خاموش رہا۔ حضرت اعلیٰ کافی دیر تک غور و فکر کرتے رہے آخر فرمایا ''میرے بعد پیر کرم حسین کے پاس جھنگ چلے جانا وہ تیرا بھائی بھی ہے، پیر بھی ہے، رشتہ دار بھی بلکہ سب کچھ ہے تمہاری اس کے ساتھ بڑی اچھی گزرے گی اور میں بھی تمہیں وہیں ملوں گا'' لہذا بابا ڈاکٹر دھڑ وی سرکار

کے بعد از وصال تمام دنیاوی رشتے ناطے ختم کر کے فقط حضور قبلہ عالمؒ سے محبت وعقیدت کا رشتہ استوار کیا اور حضور سے ہی بیعت صحبت سے مشرف ہوئے۔

3۔ حاجی محمد بخش ماچھی سکنہ بلوآنہ شریف بیان کرتا ہے۔ میری دست بیعت حضرت اعلیٰ دہڑویؒ سے تھی میں ہمیشہ حضور کو اپنا پیر بھائی سمجھتا کہ ہم دونوں ایک ہی شیخ کامل کے دستِ کرم سے وابستہ ہیں ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کرسی پر جلوہ افروز ہیں لیکن پلنگ مبارک پر حضور قبلہ عالم کو بٹھایا ہوا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ پیرومرشد نے کیا شان حضور قبلہ عالم کو عطا فرمائی ہے کہ خود کرسی پر بیٹھے ہیں اور پلنگ پر آپ کو بٹھایا ہوا ہے۔ صبح میں حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میرے عرض کرنے سے قبل حضور نے فرمادیا۔ ''میاں محمد! آج تو دیکھ لیا ہے''۔ میں قدموں پر گر پڑا اور گریہ جاری ہو گیا کہ میری غلطی تھی۔

4- ہر مرید کو اپنے پیر پر ناز ہوتا ہے لیکن حضور قبلہ عالمؒ ایک ایسے مرید تھے جن پر آپ کے شیخ کو بھی ناز تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ اپنے متعلق بہت کم بات کرتے تھے اگر کبھی کوئی ایسا ذکر آ ہی جاتا تو بہت مختصراً بیان فرماتے' نمود و نمائش سے آپ کی ذاتِ اقدس مبّرا و منزّہ تھی بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی بیان کرتے ہیں ایک روز حضرت اعلیٰ دہڑوی کے مقام و مرتبہ سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو حضور قبلہ عالمؒ نے ضمناً صرف اتنا فرمایا کہ ''ایک دفعہ حضرت خضر علیہ السلام دہڑ شریف حضرت اعلیٰ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے انہیں میری طرف متوجہ کر کے فرمایا'' اے ابوالعباس! ذرا محمدی کو بھی دیکھو وہ میرے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے۔'' اور بات چیت سے متعلق وضاحت نہ فرمائی گویا حضور اپنے شیخ کی تعلیم وتربیت کا ایک شاہکار نمونہ تھے ویسے بھی حضرت اعلیٰ آپ کے متعلق اکثر فرمایا کرتے'' پیر کرم حسین! میں نے تجھے جہان کو دکھانا ہے۔''

تم ہوئے ہم ہوئے کہ میرؔ ہوئے   کتنے اس زلف کے اسیر ہوئے

میرے اخی صاحبان سے حضرت اعلیٰ کی محبت وشفقت

قبلہ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں حضرت اعلیٰ دہڑوی ہمیشہ ایک شب اور دو دن بلوآنہ شریف عرس پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اپنے شوہر (حضور قبلہ عالمؒ) سے ڈر لگتا تھا لیکن حضرت اعلیٰ سے کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ ہم پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ بلوآنہ تشریف آوری کے بعد جونہی گھر بیٹھک میں جلوہ افروز ہوتے مجھے فرماتے جاؤ بیٹی! میرے بچوں کو لے آؤ میں فوراً مظہر حسین اور اختر حسین کو حاضر خدمت کرتی حضور دونوں بھائیوں سے بڑی محبت وشفقت فرماتے' پیار کرتے' سروں پر دست اقدس پھیرتے اور اُٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتے ایک گُٹنے (گھٹنے) پر مظہر حسین کو اور دوسرے پر اختر حسین کو بٹھاتے انہیں چومتے اور فرماتے'' اے بسم اللہ اے بسم اللہ' شکر الحمد للہ میں اپنے بچوں کو دیکھ کر جا رہا ہوں۔''

اور یہ سب کچھ حضور کی خصوصی محبت وشفقت کا عکس جمیل ہے برادر مکرم پیر اختر حسین صاحب کو تو حضور کی زیارت

فیض بشارت یاد نہیں البتہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں جب حضور آخری مرتبہ عرس پر بلوآنہ شریف آئے مجھے اتنا یاد ہے کہ حضور گھر بیٹھک میں تشریف فرما تھے حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا میرا قد بمشکل اس وقت آپ کے گٹنے (گھٹنے) کے برابر ہوگا آپ بڑے دراز قد اور فربہ جسم اطہر کے مالک تھے۔ میں نے آپ کے گھٹنے مبارک پر بوسہ دیا تو حضور نے میرے سر پر دست اقدس پھیرا اور پیار فرمایا اس واقعہ سے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت اعلیٰ کا وصال ہوگیا۔

حسب وعدہ ایک درویش کا جنازہ مری سے آکر پڑھانا

موسم گرما 1967ء میں دوبارہ حضور قبلہ عالمؒ کو مری تشریف لے گئے آپ کا معمول بن گیا تھا کہ یکم ہاڑ (15 جون) والا عرس گزار کر مری چلے جاتے اور گرمیوں کے دن وہیں قیام فرماتے۔ آپ کا ایک صادق الیقین اور عاشق درویش میاں نظابت علی ولد حاجی مانک چدھڑ جو کہ جھنگ صدر کے مضافات میں ہی رہتا تھا۔ ایک دن حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگا جناب مجھ سے ایک وعدہ فرمائیں کہ آپ میرا جنازہ پڑھائیں گے فرمایا وعدہ ہوا انشاء اللہ تیرا جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ نظابت علی 31 جولائی 1967 کو اچانک فوت ہوگیا گھر والوں نے حسبِ وصیت بلوآنہ شریف اطلاع دی لیکن یہاں آکر معلوم ہوا کہ حضور قبلہ عالمؒ کوہ مری تشریف لے جا چکے ہیں۔ لہٰذا درویشوں نے پیغام بھیجا آپ جنازہ پڑھا کر دفن کر دیں۔ حضور کے آنے کی ابھی کوئی امید نہیں ہے۔ ادھر 31 جولائی کو حضور قبلہ عالمؒ اچانک کوہ مری سے جھنگ اپنے ڈیرہ پر تشریف لائے وہاں سے شوگر مل والے قبرستان میں پیر نور حسین کے ہمراہ گئے۔ وہاں پہنچے ہی تھے کہ میاں نظابت کا جنازہ بھی آگیا حضور نے جنازہ پڑھا کر اپنا وعدہ پورا کیا اور پھر وہاں سے واپس راولپنڈی تشریف لے گئے۔ حدیث پاک میں ہے۔ اتقو فراسة المومن فانه ینظر بنور الله عزوجل. (مسلم شریف' جلد دوم' صفحہ 140)۔

مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ واضح ہو نہ فون کیا نہ اطلاع بھیجی لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے اللہ عزوجل کے عطا کردہ نورِ فراست سے دیکھ لیا کہ میرے مرید کا انتقال ہوگیا ہے اور میرا اس سے وعدہ ہے۔

حضرت دہڑوی کا وصال اور قبلہ عالمؒ کا کمالِ صبر

حضور قبلہ عالمؒ صبر و تحمل کے پہاڑ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو ایسی جامع صفات کے ساتھ متصف فرمایا تھا کہ تمام وہ انسانی کمالات جن سے انسان کو دوسروں سے ممتاز مقام ملتا ہے حضور قبلہ عالم کی ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ لیکن حضور کی سب سے بڑی صفت صبر و تحمل تھا۔ عہد شباب ہی میں آپ آزمائش و ابتلا کے ایسے طوفان آئے کہ سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضور قبلہ عالم کی زبان پر صدا صبر و شکر کے کلمات جاری رہے۔ حضرت اعلیٰ

دہڑوی حضور کے لیے دونوں جہان میں سب سے بڑا سہارا تھے حضور قبلہ عالمؒ کے لیے حضرت اعلیٰ کی ذات ایک پُرشفیق باپ، ایک باوفا رفیق اور کامل واکمل مُرشد و مربی کی تھی جو ہمہ وقت آپ پر سایہ فگن رہے۔ مشکل کی ہر گھڑی میں حضور قبلہ عالمؒ کے لیے ڈھارس وتسلی کا سامان مہیا کیا ان کا وصال حضور قبلہ عالمؒ کے لیے ایک صدمہ عظیم تھا۔ اور درویش تو یہ بھی کہتے تھے کہ حضور قبلہ عالمؒ ہر آزمائش کے سامنے صبر وتحمل کا پہاڑ نظر آئے لیکن یہ صدمہ ہرگز برداشت نہ کرسکیں گے۔ مگر جتنا بڑا صدمہ ہوتا حضور کی ذات میں صبر وتحمل اور برداشت کی قوت بھی اس سے زیادہ ابھر آتی جب حضرت اعلیٰ کا وصال ہوا حضور قبلہ عالمؒ ان دنوں بسترِ علالت پر تھے اور مدرسہ قرآن محل والی اراضی پر جھنگ میں تشریف فرما تھے۔ مولانا محمد سعید صاحب جو کہ حضور کے چچازاد بھائی، بہنوئی اور آپ کی دستِ بیعت سے بھی مشرف ہیں بیان کرتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ کافی بیمار تھے کہ ایک آدمی نے حاضر ہو کر اطلاع دی کہ حضرت اعلیٰ دہڑوی وصال فرما گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا ''میرا پیر تو زندہ ہے'' اس نے کہا میں خود جناب کی تدفین کے بعد وہاں سے رخصت ہوا فرمایا ''دونوں جہان فقیر کے ہیں چاہے اس جہان میں رہے چاہے اس جہان میں۔''

ہم سب اور خبر لانے والا خود حیران رہ گئے کس قدر آپ میں ہمت وحوصلہ اور ضبط حال تھا۔ آپ کی دلی کیفیات کا اندازہ لگانا ہم سے مشکل ہے وہ شیخ اکمل جو سارے جہان سے زیادہ آپ پر شفیق وکریم تھا کس قدر آپ کو صدمہ پہنچا ہوگا لیکن ارادت اور تعلق شیخ اس چیز کا نام ہے۔ گویا آپ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی یاد تازہ فرمادی۔ چونکہ حضور بستر علالت پر تھے لہٰذا فوری طور پر اپنی اہلیہ محترمہ، والدہ صاحبہ، چھوٹے بھائی نور حسین اور خلیفہ میاں غلام رسول صاحب کو دہڑ شریف روانہ کیا میری والدہ صاحبہ فرماتی ہیں جب ہم دہڑ شریف پہنچے اس وقت درویشوں کی جماعتیں حضور کے تیسرے روز قل شریف کا ختم دلوا کر واپس جا رہی تھیں۔

حضرت اعلیٰ دہڑوی کے چہلم پر حاضری

حضرت اعلیٰ کا وصال عقیدت مندوں اور مریدین کے لیے درد وکرب اور غم والم کا ایک پہاڑ بن کر ٹوٹا۔ آفتابِ ولایت کے غروب ہونے سے مریدین کی دنیا غم ناک اندھیروں میں ڈوب گئی صبح وشام مرد عورتیں بچے گھروں میں بیٹھ کر ایسے دھاڑیں مار کر روتے کہ لوگ سمجھتے کہ ان کے گھر میں کوئی فوت ہو گیا ہے عاشقوں کی کیفیت دیوانوں کی سی ہو گئی۔ ایک دوسرے سے ملتے تو پوچھتے کہ تم نے ہمارا ''شاہ سردار دیکھا ہے۔''

جب حضور قبلہ عالمؒ چہلم پر دہڑ شریف تشریف لے گئے تو مریدین کے زخم تازہ ہو گئے جو بھی آپ کو دیکھتا دھاڑیں مار کر روتا مگر حضور ہر ایک کے لیے تسلی وتشفی کا دامن پھیلا لیتے۔ کسی کے سامنے آنسو تک نہ بہایا بلکہ فرماتے میرے پیر بھائیو تمہیں کیا ہوا ہے تمہارا شیخ تو زندہ ہے کل بھی زندہ تھا آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ پھر اولیاء اللہ کی حیات دارین

بیان کرتے تو روتے چہرے کھل اٹھتے ۔اوران کے ایمان وایقان یہ گواہی دیتے کہ حضور قبلہ عالمؒ سچ فرماتے ہیں رونا بند ہو جاتا کلمے کی صدائیں آتیں برادرم پیر سخی حسین صاحب حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ تھے وہ چہلم کی حاضری کچھ یوں بیان کرتے ہیں ۔کافی سارے درویش حضور کی معیت میں تھے وہاں آپ کے پاس حضرت اعلیٰ دہڑوی کے خلفاء اور خاص خاص خدام کا جمگھٹا حضور ہر ایک کی از حد احترام واکرام فرماتے اور پیر بھائیوں کی دلجوئی فرماتے ہوئے صبر وتحمل کی تلقین فرماتے ۔ ہر ایک کے ساتھ علیحدہ ،علیحدہ غم وصدمہ میں شریک ہوتے ۔اور اولیاء اللہ کے حیات دارین سے متعلق باتیں کرتے ۔دوسرے دن ختم شریف پر کھوہ پاک سے صاحبزادگان جو ابھی معصوم تھے تشریف لائے اوران کے ذریعے آپ کے چاروں صاحبزادگان کی دستار بندی ہوئی حضور کے دوسرے حرم سے بڑے صاحبزادے پیر سید اظہار محمد شاہ صاحب نے اس موقع پر فرمایا کہ میری دستار بندی خود سرکار بھی کر گئے ہیں لیکن دوبارہ بھی کردی گئی ۔حضرت اعلیٰ دہڑوی کے ایک پیارے نیاز مند لالہ محمد حنیف بیان کرتے ہیں میں چہلم شریف کے موقع پر حاضر مجلس تھا جب صاحبزادگان کی دستار بندی ہونے لگی تو ایک خلیفہ صاحب نے کہا چھوٹے چھوٹے صاحبزادے دستار بندی کے لیے آئے ہیں ۔حضور قبلہ عالمؒ نے فوراً جواب دیا دیکھتے نہیں حضور شیر یزدانی موجود ہیں یعنی ظاہری آنکھ سے بات نہیں بنتی ذرا باطنی نظر سے بھی اس پر نور محفل کا مشاہدہ کرو تو وہ خاموش ہو گیا ۔

ہم پیروئ قیس نہ فرہاد کریں گے
کچھ طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

باب (5)

وصال شیخ سے .... ہجرت تک

(جنوری 1968ء .... جولائی 1976ء تک

دادابزرگوار کی بلوآنہ آمد اور چھوٹے بھائی کی شادی

حضور قبلہ عالمؒ کا آبائی وطن میانوالی تھا اپنے والد ماجد حضرت حافظ پاک کے ساتھ حضور قبلہ عالمؒ بھی ہجرت کر چکے تھے اور بلوآنہ شریف ضلع جھنگ کو رنگ لگا رہے تھے۔ لیکن یہ ہجرت ابھی نا تمام تھی کیونکہ حضور قبلہ عالمؒ کے دادا بزرگوار ابھی نواں میانوالی میں رہائش پذیر تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ 1968ء میں (میانوالی) تشریف لے گئے اور اپنے عم محترم سے چھوٹے بھائی کے لیے رشتہ مانگا تو انہوں نے رضامندی ظاہر کی لیکن آپ کے چچا کی بیوی فوت ہو چکی تھی بچے چھوٹے تھے جن کے ساتھ دادا بزرگوار رہتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ہم دادا بزرگوار اور ان بچوں کو بھی ساتھ لے جائیں گے۔ یوں حضور قبلہ عالمؒ ان سب کو بلوآنہ شریف لے آئے۔ اور یہیں 1968ء میں اپنے چھوٹے بھائی پیر نور حسین کی شادی کی۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار بے شک اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی غمگین ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو خوف اور حزن سے دور رکھتا ہے جب کبھی ان کے دل میں کسی چیز کے خوف کا تصور آتا ہے تو فوراً باری تعالیٰ یہ خوف ہمیشہ کے لیے مٹا دیتا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن بلوآنہ شریف میں نے کتاب "موت کا منظر" پڑھی اس میں سکراتِ موت کے بارے میں جب احادیث اور واقعات پڑھے تو بہت گھبرایا دل میں ایک خوف سا محسوس ہونے لگا۔ میرے منہ سے بے اختیار نکلا کہ خدا جانے فرشتہ اجل ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا رات ہوئی تو میں اکیلا مسجد کے ساتھ اپنے حجرہ میں لیٹا ہوا تھا اور ابھی بیدار تھا۔ اچانک حُجرہ کا دروازہ کھل گیا حالانکہ میں نے اندر سے کنڈی لگا رکھی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نمودار ہوا جو درویش ممند خان بلوچ کا ہم شکل تھا میں نے پوچھا کون ہو تو اس نے بڑی عاجزی سے جواب دیا جناب میں عزرائیل ہوں۔ عزرائیل کا نام سُنتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ شاید میرا آخری وقت آ پہنچا ہے لیکن عزرائیل فوراً ہی بولا "جناب مجھے حضور غوث الاعظمؒ نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے آج میرا روحانی فرزند موت سے گھبرا گیا ہے۔ جاؤ اسے ملو اور تسلی دو۔"

تو مردِ میداں تو میرِ لشکر نوری حضوری تیرے سپاہی

پھر کہا جناب! اللہ کے بندوں کے قُلوب میں جو نور ہوتا ہے فرشتے بھی اس سے ڈرتے ہیں اور ان کے مریدین کی روحیں ان کی اجازت کے بغیر قبض نہیں کرتے یہ الفاظ کہے اور غائب ہو گیا۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

حضرت میاں عبدالحکیمؒ سے ملاقات

حضرت میاں عبدالحکیمؒ ایک بڑے باکمال بزرگ گزرے ہیں اور کئی صدیاں پہلے ان کا وصال 1101ھ میں ہوا

ان کا مزار عبدالحکیم شہر میں ہے۔

تاریخی کتب میں درج ہے کہ جب شاہ جہان نے دہلی کی جامع مسجد تعمیر کی اور اس کو سینکڑوں کاریگروں نے بڑی محنت و مشقت کے بعد ایک مدت میں تیار کیا اس پر بہت کثیر رقم خرچ کی لیکن جب تعمیر مکمل ہو چکی تو پتہ چلا کہ مسجد کا قبلہ رخ ٹھیک نہیں ہے۔

علماء سے پوچھا گیا۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ جب تک مسجد کا قبلہ رخ ٹھیک نہ کیا جائے نماز نہیں ہوتی۔ وقت کا شاہ بڑا پریشان ہوا مسجد گرانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ درویش صفت بادشاہ اللہ کے ولیوں کی طاقت غیبی سے آگاہ تھا اس نے وزیروں مشیروں کو حکم دیا کہ سلطنت ہندوستان میں کوئی بزرگ تلاش کرو جو مسجد کو گرائے بغیر قبلہ درست کر دے۔

شاہ جہان کو ایک مجذوب نے بتایا کہ راوی کے کنارے ایک دھوبی رہتا ہے جو بہت ہی بلند مرتبہ ولی اللہ ہے وہ یہ کام کر سکتا ہے۔ بادشاہ نے اپنا ایک وزیر عبدالوہاب نامی میاں صاحب کی خدمت میں بھیجا آپ راوی کے کنارے کپڑے دھو رہے تھے وزیر نے بادشاہ کی مشکل اور بے بسی بیان کی۔ اللہ کا فقیر وجد میں آیا اور فرمایا بس صرف یہی کام ہے لو ابھی ٹھیک کر دیتے ہیں آپ کے ہاتھ میں جو کپڑا تھا اس کو نچوڑنا شروع کر دیا اور فرمایا دیکھتے رہنا جب اس کپڑے کی سمت قبلہ کی طرف آئے گی مسجد کا قبلہ درست ہو جائے گا۔ جونہی قبلہ کے سامنے کپڑا آیا وزیر نے کہا جناب اب سیدھا ہے فرمایا جاؤ مسجد بھی ٹھیک ہو گئی۔ لیکن کپڑا پرانا تھا نچوڑتے ہوئے ذرا سا پھٹ گیا ایک لکیر سی دیکھائی دینے لگی فرمایا او ہو مسجد میں تھوڑی سی دراڑ پڑ گئی ہے شاہ جہان کو کہو یہ دراڑ بھر دے اور مسجد ٹھیک ہے۔ اللہ کے ولی کی طاقت کی نشانی کے طور پر مسجد کی وہ دراڑ تا حال مرمت شدہ موجود ہے۔

اس ولی اللہ کی ہمارے گھرانہ سے کمال محبت و الفت ہے یہ کئی بار زندہ و جاوید ہو کر حضور حافظ پاک اور حضور قبلہ عالمؒ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

ڈاکٹر محمد نواز کمہار سکنہ میرک شریف بیان کرتا ہے کہ 1970ء میں حضور قبلہ عالمؒ دربار عالیہ بلو آنہ شریف باغ میں تشریف فرما تھے میاں عُمر حیات بلوچ اور میاں سلطان محمد کٹھوڑی بھی حاضر خدمت تھے اتنے میں ایک بزرگ سفید رنگت سفید ریش پتلا جسم قد حضور قبلہ عالمؒ کے مشابہ سفید لباس دستار بغیر شملہ کے اور سفید گھوڑے پر تشریف لائے اور گھوڑے سے اُتر کر ساتھ ہی ایک آم کے درخت سے گھوڑے کو باندھ دیا اور حضور کے پاس آئے آپ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ملے دونوں بزرگوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ چُومے حضور قبلہ عالمؒ نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور کھانا کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا جو کچھ لنگر میں ہو وہی لے آئیں ایک درویش دوڑ کر گھر سے ایک روٹی پر اچار رکھ کر لایا انہوں نے صرف چند ایک لقمے تناول فرمائے پھر کچھ دیر حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ بڑی راز و نیاز کی گفتگو ہوتی رہی ہم کو کسی بات کی ذرہ بھر سمجھ نہ آئی آخر وہ تھوڑی دیر بعد رخصت ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہی غائب ہو گئے ہم بڑے حیران ہوئے میاں سلطان محمود

کھوڑی اصرار کرنے لگا کہ حضور بتائیں یہ کون ہیں آپ خاموش رہے وہ سارا دن اسی بات پر مصر رہا آخر کار عصر کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ میاں عبدالحکیم علیہ الرحمۃ تھے جن کو وصال فرمائے اس وقت تقریباً چار سو سال گزر چکے تھے بعد ؔ آپ موج میں آئے اور فرمایا صرف چند ولی اللہ ایسے ہیں جن کی زیارت کو ہم جاتے ہیں۔ باقی سب ہماری ملاقات کے لیے یہاں آتے ہیں۔

دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں

میں کسی فرشتہ کا محتاج نہیں

حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے تقریباً 25 برس پہلے کی بات ہے میاں حق نواز موچی نے خواب دیکھا کہ حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت بہت خراب ہے اور وقت نزع کے آثار نمودار ہو رہے ہیں تمام پیر بھائی بھی اکٹھے ہوئے ہیں اچانک وہ بیدار ہو گیا اور اُٹھ کر روتا ہوا وہیں سے دوڑ پڑا حتیٰ کہ ریلوے اسٹیشن مدوکی سے ریل گاڑی میں سوار ہو کر جھنگ آ گیا سورج اس کو موچیوالہ ہسپتال میں آ کر طلوع ہوا وہ رو رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جب حضرت خواجہ (آپ کے والد گرامی) کا وصال ہوا تو آپ بھی اس رات اپنے اکثر مریدوں کو ملے تھے اور انہیں الوداع کہا تھا لہذا پہلے ہم حضرت خواجہ کی شفقت سے محروم ہو گئے اور حضور قبلہ عالمؒ بھی اب ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں جب وہ آستانہ عالیہ بلو آنہ شریف پہنچا تو حضور قبلہ عالمؒ سامنے پلاٹ میں پلنگ مبارک پر تشریف فرما تھے اور ایک درویش نیچے صف پر بیٹھا ہوا تھا میرے ملنے سے پہلے آپ اسے فرما رہے تھے کئی درویشوں کو خواب بڑے اچھے آتے ہیں اور ان کی تعبیر بھی بہت اچھی ہوتی ہے یہ بات اس نے بھی سن لی پھر خیال کیا کہ شاید یہ ہمیں دلاسہ دے رہے ہیں وہ قدم بوس ہوا اور زار و قطار رونے لگا حضور قبلہ عالمؒ کے دریافت کرنے پر اس نے اپنا خواب عرض کیا آپ نے فرمایا تمہارا خواب بہت اچھا ہے جس آدمی کو خواب میں کوئی شخص بیمار نظر آئے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس شخص کی عمر لمبی ہو گی لیکن کچھ دیر کے بعد پھر وہ رونے لگا کہ ہو سکتا ہے۔ یہ میرے لیے ہی فرما رہے ہوں تو آپ نے اُسے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ حق نواز! غور سے سُن لے کہ میں کسی فرشتہ کا محتاج نہیں ہوں میرا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے میرا جی چاہے تو چلا جاؤں نہ چاہے تو نہ جاؤں میں نے تمہیں صحیح کہا ہے ابھی میری عمر پڑی ہے علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں۔

تیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

قبلہ عالمؒ کا تجسس اور رحمت عالم ﷺ کی تشفی

بخاری شریف جلد اول میں ایک باب ہے "کتاب الاذان" اس میں "مَن خفّ الصّلوٰۃ عند بکاء الصّبی" (جو شخص بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دے) کے تحت چند احادیث مبارکہ درج ہیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بِنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَن اَبِیۡہِ اَبی قَتادَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنِّیْ لَاقُومُ فِی الصَّلوٰۃِ اُرِیْدُ اَن اطولَ فِیْھَا فَاَسۡمَعُ بُکَاءَ الصَّبِی فاتجوَّزُ فِی صَلوتی کَراھبۃَ اَن اشقَّ عَلیٰ اُمِّہٖ

(بخاری شریف-جلداول-کتاب الاذان ص ۳۱۷ مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور)

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ اپنے والد ابوقتادہؓ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ اس کو طول دوں لیکن بچہ کے رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔ اس امر کو برا سمجھ کر کہ میں اس کی ماں کی تکلیف کا باعث ہو جاؤں۔

حَدَّ ثنا شریکُ بنُ عَبۡدِاللّٰہِ قَالَ سَمِعۡتَ اَنَس بن مَالِکٍ یقولُ مَا صَلَّیۡتَ وَرَآءَ امامٍ قَطُّ اخفَّ صَلوٰۃٍ ولا اتمَّ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَان کَانَ یَسۡمَعُ بَکَاءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفَّفُ مخافۃَ اَن تفتنَ اُمَّہٗ

(بخاری شریف جلد اول کتاب الاذان ص ۳۱۸ مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور)

شریک بن عبداللہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے نبی کریم علیہ السلام سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی اور بے شک آپ بچے کا گریہ سن کر اس خوف سے کہ اس کی ماں پریشان ہو جائے گی، نماز کو ہلکا کر دیتے تھے۔

یہ احادیث مبارکہ حضور قبلہ عالمؒ غریب نواز کی نظر سے ایک دن گزریں تو فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہم تو کہتے ہیں کہ نماز وہی ہے جس میں غیر کا خیال نہ آئے۔

لَا صلوٰۃَ الّا بِحُضُورِ القَلۡب

اور حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ نماز میں بھی میرا خیال بچوں کے رونے کی طرف ہوتا ہے۔ اسی وسوسہ میں رات کو سویا تو رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کرم حسین! جائے نماز لے کر آؤ میں نے نماز ادا کرنی ہے لہٰذا میں نے جائے نماز اپنے گھر کے برآمدہ میں بچھا دی اور سرکار دو عالم ﷺ نماز پڑھنے لگے ادھر میں دیکھتا ہوں کہ گھر میں موجود آم کے درخت پر عزیزی مظہر حسین اور جاوید اقبال پینگ جھول رہے ہیں اچانک رسی ٹوٹ جاتی ہے وہ گرنے والے تھے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے دوران نماز ہی اپنے ہاتھ مبارک بڑھائے اور دونوں بچوں کو نیچے گرنے سے بچالیا اور مجھے فرمایا کرم حسین! نماز میں اس طرح میرا خیال بچوں کی طرف ہوتا ہے۔ اگر میں خیال نہ کرتا تو یہ دونوں بچے گر جاتے، حضور قبلہ عالم نے فرمایا، دوسرے دن عزیزی مظہر حسین مکان کی دوسری منزل پر کھیلتے ہوئے نیچے گر پڑا درویش دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے کہ آپ کا بیٹا چھت سے نیچے گر گیا ہے، میں نے کہا فکر نہ کرو اسے کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے بھی رات کو اسے گرتے دیکھا لیکن بچانے والے نے اسے بچالیا حضور قبلہ عالم گھر میں جب کبھی یہ خواب بیان کرتے تو حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے مخاطب ہو کر فرماتے "مظہر حسین! اللہ تعالیٰ تم سے کوئی بڑا کام لے گا"

پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب کی شادی

حضور قبلہ عالمؒ کے چھوٹے بھائی پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب بھیرہ شریف کے فارغ التحصیل ہیں۔ عالم وفاضل اور باکمال شخصیت کے حامل ہیں حضور قبلہ عالمؒ کو بے حد عزیز اور ناز پروردہ تھے آپ نے ان کی شادی بڑی دھوم دھام سے کرنے کا اہتمام فرمایا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے باقاعدہ کارڈ چھپوائے اور تمام دوست احباب، مریدین اور برادری کے ساتھ ساتھ اس وقت کی مشہور شخصیات کو بھی مدعو کیا۔ قبلہ عم محترم کا شادی کارڈ اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ جس پر بعض مہمانان گرامی کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ، پیر کرم شاہ صاحب الازہریؒ، حضرت سجادہ نشین صاحب دہڑ شریف، پیر سید محمد حسن شاہ گیلانیؒ (صدر تبلیغی نوری جماعت لاہور) مولانا محمد رحمت اللہ صاحب (جامعہ محمدی شریف) صاحبزادہ بشیر الدین صاحب (مرولہ شریف) وغیرہ۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ اپنے پیر خانہ تونسہ شریف بلاوے کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے لہذا بارات میں اپنے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ فخر الدین صاحبؒ کو شامل ہونے کے لیے بھیجا۔

حضرت خواجہ محمد قمر الدینؒ کی کمال عاجزی کا ایک نمونہ بارات والوں نے اس وقت دیکھا جب پیرزادہ صاحب کی بارات جارہی تھی جونہی چنڈ بھروانہ والا پل کراس کیا تو ان کی گاڑی کھڑی تھی تمام لوگ گاڑیوں سے اتر آئے حضور قبلہ عالمؒ آگے بڑھ کر گلے ملے سبحان اللہ حضور قبلہ عالمؒ اور حضرت خواجہ محمد قمر الدینؒ کی ملاقات اور معانقے کا انداز بھی قابل دید ہوتا اس قدر پیار و محبت سے ملتے کہ اخلاص و احترام کا ایک عجیب رنگ ہوتا۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدینؒ نے فرمایا۔ جناب میں خود شادی میں حاضر ہونے کے لیے تیار تھا اور پیرزادہ صاحب کی بارات کے ساتھ بھی جانا چاہتا تھا۔ لیکن پیر خانے (تونسہ شریف) سے حکم آ گیا ہے لہذا مجھے وہاں حاضر ہونا ہے۔ اب جناب کا غلام فخر الدین حاضر ہے جو آپ کے ساتھ جائے گا۔ کمال محبت اور شفقت کے یہ الفاظ آج تک کئی لوگوں کے ذہنوں میں نقش ہیں پھر خود تو الوداع ہوئے لیکن آپ کے بھائی صاحب بارات کے ساتھ گئے۔

قبلہ عم محترم کی شادی حضرت اعلیٰ دہڑوی کے ایک مرید چودھری عطاء محمد (سکنہ چک 56 ضلع سرگودھا) کے ہاں 10 اکتوبر 1971ء بروز اتوار کو انجام پذیر ہوئی۔

حضور قبلہ عالمؒ گلاب دیوی اور ساملی سینی ٹوریم میں

حضور قبلہ عالمؒ عہد شباب سے لے کر تا دم وصال بستر علالت پر رہے۔ طبیعت مبارک کبھی بالکل سنبھل جاتی اور یوں لگتا کہ آپ کو کوئی مرض نہیں اور کبھی اتنے علیل ہو جاتے کہ ڈاکٹر مایوس ہو جاتے۔ 1973ء میں حضور قبلہ عالمؒ کی علالت

نے ایک دفعہ پھر زور پکڑا تو آپ نے گلاب دیوی ہسپتال لاہور میں داخلہ لے لیا۔ جون، جولائی کے دن تھے اور لاہور میں سخت گرمی تھی جو طبع نازک کے لیے نا قابل برداشت تھی۔ ہسپتال میں آپ کو مریضوں نے بتایا کہ مری میں ایک ہسپتال ہے جہاں ٹی۔ بی کا علاج بہت اچھا ہوتا ہے اور پھر وہاں ایک ایسا پانی کا چشمہ ہے جو مریضوں کے لیے شفا کا باعث ہے اور موسم بھی بہت خوشگوار رہتا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے بھائی پیر نور حسین کو ساملی ہسپتال میں داخلہ لینے کا فرمایا۔ ان دنوں ہسپتال کے کمروں کی بکنگ ہو گئی تھی اور داخلہ ملنا بے حد مشکل تھا۔ لیکن ایک جماعت اسلامی کے ایم۔ این۔ اے کے ذریعے آپ کو خصوصی طور پر داخلہ مل گیا اور حضور قبلہ عالمؒ جولائی 1973ء میں ساملی ہسپتال مری چلے گئے۔ چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام 13 جولائی 1973ء کو لکھے جانے والے ایک خط میں وہاں منتقلی سے متعلق رقم طراز ہیں۔

''میں فی الحال گھر سے دور بیٹھا ہوں۔ طبیعت کمزور تھی۔ اس لیے بغرض علاج لاہور گلاب دیوی ہسپتال میں جا کر داخل ہو گیا۔ لیکن وہاں گرمی بہت تھی۔ پھر یہاں کوہ مری کے قریب ایک گورنمنٹ ٹی بی سینٹوریم ہے۔ یہاں آ کر داخل ہو گیا۔ موسم تو اچھا ہے لیکن فی الحال دوائی کا کوئی خاص نسخہ ڈاکٹروں نے تجویز نہیں کیا ایک ٹیکہ سٹپٹو مائی سین اور ایک وٹامن کے چند گولیاں روزانہ دے رہے ہیں۔ یہاں آئے ہوئے آٹھ دن گزر چکے ہیں سنا ہے ابھی دو تین دن کے بعد مکمل علاج شروع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ شفا عنایت فرمائے۔ بہر حال آپ خط ضرور لکھتے رہیں۔ میں تقریباً دو یا تین مہینے یہاں رہونگا۔

میرا پتہ یہ ہے۔

کرم حسین فسٹ فلور' مشرقی وارڈ بیڈ نمبر 1۔ ٹی' بی سینٹوریم مری ضلع راولپنڈی''

کچھ دن بعد انہیں ایک اور خط میں اپنی طبیعت سے متعلق کچھ اس طرح لکھتے ہیں۔

''طبیعت کافی کمزور ہے۔ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں۔ تھوڑا چلوں تو فوراً سانس پھول جاتا ہے۔

عبد المجید صاحب ہراج یہاں ہمارے ساتھ ہیں ان کی طرف سے آپ کو السلام علیکم ارسال ہے۔''

حضرت اخی حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب ان دنوں لاہور میں اپنے چھوٹے چچا جان پیر زادہ امداد حسین صاحب کے پاس رہتے تھے۔ اور یہیں سکول میں پڑھا کرتے تھے۔ حضور نے انہیں کہلوا بھیجا کہ آپ اور مظہر حسین دونوں مجھے ملنے کے لیے کوہ مری آ ؤ لہٰذا قبلہ پیر زادہ صاحب اور حضرت اخی قبلہ کے ساتھ مولانا عبد الباری بھی تیار ہو گئے اور اکٹھے تینوں کوہ مری ایک دو روز حضور کے پاس رہے ان ایام میں پیر نور حسین صاحب، اورنگزیب خان' میاں روشن علی اور سجاد حسین گجراتی بھی کچھ روز حاضر خدمت رہے۔

پیر نور حسین بتاتے ہیں کہ جب کچھ دنوں کے بعد میں آپ کو ملنے گیا تو آپ نے فرمایا کہ مری کا موسم میری طبیعت کو خراب کر رہا ہے۔ کیونکہ حضور قبلہ عالم کو ٹی۔ بی کے ساتھ ساتھ دمہ کا بھی مرض تھا اور ٹھنڈک دمہ کے مریضوں کے

لیے مشکل کا سامان پیدا کرتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں دوبارہ گلاب دیوی جانا چاہتا ہوں۔ادھر موسم برسات کے بعد مری میں بہت زیادہ ٹھنڈ پڑ گئی حضور کو لاہور منتقل ہونا پڑا۔

آپ نومبر 1973ء میں دوبارہ گلاب دیوی ہسپتال داخل ہوئے۔انہیں دونوں چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام ایک اور خط میں کچھ اس طرح لکھتے ہیں۔

''آپ کا خط یہاں لاہور آ کر ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مجھے خط لکھنے میں دیر اس لیے ہوگئی کہ سالمی سے اجازت لے لی اور گھر پہنچتے پہنچتے ہفتہ لگ گیا۔ پھر ادھر دوسرے ہسپتال میں چلے آئے ایک ساتھی تھا جو کہ بھکر کا رہنے والا ہے۔ پہلے تو وہ تھمے والی کا رہنے والا تھا۔غلام سرور اس کا نام ہے۔ پہلے اس کو داخل کرایا اور پھر دوسرے ہفتہ مجھے داخلہ ملا بس اس طرح دن گزر گئے اور اس سفر میں کچھ تھکاوٹ بھی ہوگئی۔اب بالکل تندرست ہوں آپ کے مشورے کے مطابق یہاں دو مہینے لاہور گزاروں گا۔صرف ختم شریف پر گھر جاؤں گا اور پھر آ جاؤں گا۔

میری طرف خط لکھنے کا پتہ

گلاب دیوی ہسپتال فیروز پور روڈ لاہور

ڈاکٹر امیر الدین وارڈ، کمرہ نمبر (5) بیڈ نمبر (2) کرم حسین کو ملے۔''

لاہور قیام کے دوران چونکہ پیرزادہ صاحب ان دنوں جامع مسجد نوری ریلوے اسٹیشن پر خطیب تھے۔وہ بھی گاہے بگاہے حاضر خدمت ہوتے رہتے۔قبلہ والدہ صاحبہ بھی کچھ روز وہاں نوری مسجد رہیں۔خلیفہ میاں سید رسول بھی چند روز حاضر خدمت رہے۔

راقم السطور کو حضور کے ساتھ رہنے والے صوفی غلام سرور نے بتایا۔لاہور آپ کی طبیعت میں کافی افاقہ ہوا لیکن بعض گھریلو ناگزیر وجوہات کی بناء پر آپ کو علاج معالجہ چھوڑ کر بلوآنہ شریف واپس آنا پڑا۔گو کچھ دن بعد واپس لاہور چلے آئے لیکن پھر طبیعت سنبھل نہ سکی۔

ایک طالب کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت

خلیفہ میاں نذیر احمد بیان کرتے ہیں۔بابو روشن دین سکنہ گڑھا محلّہ (منڈی بہاؤالدین) اپنے زمانہ کے تعلیم یافتہ شخص تھے اور مسلکاً دیوبندی تھے۔

خلیفہ میاں سید رسول سیال سے سلام و دعا تھی۔1973ء میں جب حضور قبلہ عالم لاہور میں گلاب دیوی ہسپتال داخل تھے۔میاں سید رسول انہیں حضور کی خدمت میں لے کر گئے اور دست بیعت کروالائے۔انہوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی، جناب ایک عرصہ گزر گیا ہے میری دلی تمنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں۔لیکن آج تک

محروم ہی رہا، عبادت وریاضت بھی بہت کرتا ہوں، محلّہ میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی ہے لیکن مقصد حاصل نہیں ہوا۔ حضور نے انہیں ایک وظیفہ بتایا کہ پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھنا۔ لیکن گھر پہنچتے ہی انہیں بخار کا عارضہ ہوگیا اور تین چار روز بخار میں مبتلا رہے، جونہی قدرے طبیعت سنبھلی تو میرے پاس کوٹ بلوچ آئے اور کہا میرے ساتھ حضور کی خدمت میں چلیں۔ آپ نے مجھے زیارت رسول کریم ﷺ کے لیے ایک وظیفہ تلقین فرمایا تھا لیکن گھر پہنچتے ہی بخار کی وجہ سے میں اسے ایک بار بھی نہ کر سکا۔ ان دنوں حضور لاہور سے واپس بلوآنہ تشریف لے آئے تھے، ہم دونوں بلوآنہ شریف حاضر خدمت ہوئے۔ اور تمام صورت حال عرض کی حضور نے فرمایا۔ ''چلو خیر ہے اب وظیفہ بھی نہ پڑھو گے تو زیارت ہو جائے گی''۔ لہذا حضور کی نظر کرم سے دوسری ہی شب بابوروشن دین اس دولت بے بہا سے مستفیض ہوئے اور صبح سویرے میرے پاس کوٹ بلوچ آئے اور مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ میں ایک زمانہ سے جس نعمت عظمٰی کا مشتاق تھا حضور کی نظر کرم سے بارگاہ نبوی کی بازیابی نصیب ہوئی ہے اور اس نعمت کا شکر یہ ادا کرنے کے لیے مجھے ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارکباد عرض کی۔ پھر تو ہو اس قدر راسخ العقیدہ اور صادق الیقین درویش بنے کہ اپنی مثال آپ تھے۔

دادا بزرگوار کا وصال

حضور قبلہ عالمؒ ابھی لاہور ہی تھے کہ بلوآنہ شریف آپ کے دادا بزرگوار کا وصال ہوگیا۔ اور ان کی تجہیز و تکفین آپ کی غیر موجودگی میں ہوئی۔ عم محترم قبلہ پیرزادہ صاحب اپنے ایک خط میں جو انہوں نے 5 دسمبر 1973ء کو چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام تحریر کیا رقمطراز ہیں۔

''پرسوں رات آٹھ بجے دادا جان برضائے الٰہی اس عالم فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ ان کا قل شریف ابا جان کے ختم شریف کے ساتھ یکم پوہ یعنی 15-12-1973 کو بلوآنہ شریف میں ہوگا۔ ہماری طرف سے تمام برادری کو اطلاع دے دیں۔ کہ ان کے قل شریف کی تاریخ 15-12-73 ہے۔ قبلہ بھائی جان پیر محمد کرم حسین صاحب سے مسلسل رابطہ قائم ہے۔ ان کی طبیعت اب مسلسل روبصحت ہے۔ فی الحال ہسپتال میں ہیں۔ یکم پوہ سے ایک دو روز قبل یہاں تشریف لائیں گے۔''

پیرزادہ صاحب کی برطانیہ روانگی

1974ء میں قبلہ پیرزادہ صاحب یورپ میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں برطانیہ چلے گئے۔ حضور قبلہ عالمؒ انہیں الوداع کہنے کے لیے لاہور تک خود تشریف لائے آج کل وہ برطانیہ کے ایک شہر نوٹینگھم میں اکتیس (31) ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک اسلامی ادارہ ''جامعہ الکرم'' کے نام سے چلا رہے ہیں۔

حضور قبلہ عالم کی مزید علالت

1974ء کے آخری مہینوں میں حضور قبلہ عالمؒ کی طبع شریف بہت ناساز ہوئی۔ اور آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ 9 نومبر 1974ء کو چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام ایک خط میں کچھ اس طرح لکھواتے ہیں۔

''اب تو چلنا پھرنا بھی محال ہو گیا ہے۔ لکھنا پڑھنا بھی محال ہو گیا ہے۔ صرف انتظارِ ملاقاتِ یار میں گھڑیاں گزر رہی ہیں، ایسی ملاقات نصیب ہو، ایسا جلوہ یار نمودار ہو کہ جس میں من و تو، بود و نابود، ہست و نیست، موت و حیات کو بھول جاؤں۔

ع: نہ میں رہوں نہ میری کوئی آرزو رہے۔''

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

پیر نور حسین بیان کرتے ہیں بلوآنہ شریف ایک مرتبہ حضور کو خون کی الٹی (قے) کافی مقدار میں آئی۔ ہم سب پریشان ہو گئے۔ حضور نے مجھے بلوایا اور فرمایا۔ ''آج دل کی جگہ پر مجھے درد ہو رہا ہے''۔ پھر ہنس پڑے اور بطور مزاح فرمایا۔ ''مجھے لگتا ہے آج ہم نے اپنا مقصدِ حیات پالیا ہے''۔ اور مسکراتے ہوئے علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھا۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

یعنی اس قدر تکلیف بھی آپ ہنسی مذاق میں ٹال دیتے۔ حضور کی ذاتِ اقدس حوصلہ اور برداشت کا ایک کامل نمونہ تھی۔

پیر سخی حسین کی شادی

حضور قبلہ عالمؒ کے بڑے منظورِ نظر خدمت گار، بھانجے اور خلیفہ مجاز پیر سخی حسین صاحب کو حضور نے بچپن سے اپنے پاس رکھا اور تعلیم و تربیت کے علاوہ شادی بھی خود کروائی اور بلوآنہ شریف اپنے پاس رہائش کے لیے مکان تعمیر کروایا۔ چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام ایک خط میں حضور ان کی شادی سے متعلق لکھتے ہیں۔

''عزیزم سخی محمد کی شادی ہے۔ 12 جون 1975ء بروز جمعرات کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ عرس 15 جون کو ہے۔ صرف تین دن کا فرق ہے۔''

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا

بابا جی علی گل صاحب (حضور کے چچا جان) فرمایا کرتے ''میں نے اپنی زندگی میں پیر کرم حسین جیسا قابل اور جامع صفات کا حامل کوئی آدمی نہیں دیکھا عمر کا بیشتر حصہ بسترِ علالت پر گزرا لیکن انتظام و انصرام میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ اگر آپ بیمار نہ ہوتے تو اپنی قابلیت کی بنا پر جہان کے بادشاہ ہوتے۔ سبحان اللہ چچا بزرگوار نے کیا خوب بات کہی۔ ظاہری جاہ

وجلال اور بادشاہت کی تو اس بارگاہ میں کوئی حیثیت نہ تھی لیکن میدانِ فقر ورضا میں حضور شاہسوار ہوئے اور حق سبحانہ، تعالیٰ نے لوگوں کے جسموں پر نہیں بلکہ ایک جہان کے دلوں پر انہیں حکمرانی عطا فرمائی بقولِ اقبالؒ

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا　　یہ نگاہ کی تیغ بازی وہ سپاہ کی تیغ بازی

حضور قبلہ عالمؒ کی تعمیرات میں دلچسپی

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی اکیاون سالہ زندگی مبارک میں پینتیس سال شدید علالت میں گزارے اور شب و روز ایک لمحہ بھی سکھ کا سانس نہ لیا۔ لیکن باوجود اس جسمانی علالت کے آپ نے آستانہ عالیہ کے انتظام وانصرام سے ایک لمحہ کے لیے بھی توجہ نہ ہٹائی۔ اور آستانہ عالیہ پر مسلسل تعمیرات کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ لگتا ہے حضور قبلہ عالم تعمیرات کے بڑے دلدادہ تھے۔

حضرت خواجہ کے وصال کے بعد لڑکپن کا زمانہ تھا لیکن فوراً تعمیرات کا سلسلہ شروع کر دیا حضرت قبلہ عالم نے اپنے والد بزرگوار کے وصال کے چند ماہ بعد روضہ کی تعمیر شروع کر دی جو کہ 1956ء میں مکمل ہوا اور اس کے گرد ایک برآمدہ بھی تعمیر کروایا۔ روضہ مبارک کے ساتھ تین دروازوں والی ایک مسجد تعمیر کروائی جس کی تمام چھت خالص دیار کی لکڑی کی تھی۔ گھریلو رہائش کے مکان نئے سرے سے تعمیر کروائے۔ درویشوں کی قیام گاہیں اور لنگر خانہ بنوایا۔ یہ تعمیرات ابھی مکمل ہی ہوئیں تھیں کہ آپ نے روضہ مبارک کو گرا کر نیا روضہ بنانے کا فیصلہ کیا لہذا روضہ مبارک گرا کر پھر 1964ء میں موجود روضہ مکمل ہوا۔ جو کہ اس کے معماروں خصوصاً میاں غلام رسول گجراتی کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے بعد پھر مسجد کو شہید کر کے ذرا پیچھے ہٹا کر کھلی جگہ پر نئی مسجد تعمیر کی اور پرانی مسجد کو اس کا صحن بنا دیا اور جدید دور کے مطابق مسجد کی چھت لنٹر کے ذریعے بنائی گئی۔

مسجد کے ساتھ ایک حجرہ بھی تعمیر کروایا جس کا ایک دروازہ صحن میں اور ایک کھڑکی مسجد کے اندر کھلتی تھی۔ حضور قبلہ عالم مسلسل کئی کئی رات دن اس حجرہ میں قیام فرماتے اور دن رات ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ اس حجرہ میں حضور کا ایک کتب خانہ بھی تھا اور الماریوں میں کتب کا ایک ضخیم ذخیرہ موجود تھا۔

روضہ و مسجد کے تعمیر کے بعد قبلہ عالم نے گھر کے تمام مکانات بھی دربار عالیہ کی پرانی جگہ سے ذرا فاصلے پر ایک قطعہ زمین خرید کر تعمیر کروائے پانچ بھائیوں اور بھانجوں کے لیے الگ الگ کمرے بنوائے جن کے ساتھ ایک خوبصورت بیٹھک بھی تعمیر کروائی۔ اور دربار عالیہ کی باقی جگہ کو درویشوں کی رہائش، لنگر خانہ اور اعراس کی تقریبات کے لیے مخصوص کر دیا یہ مکان و تعمیرات حضور قبلہ عالمؒ نے 1976ء میں مکمل کروائی اور مئی 1976ء کے شروع میں آپ وہاں منتقل ہو گئے۔ صرف دو ماہ حضوران مکانات کے اندر رہے اور جولائی 1976ء کو آپ منگانی شریف ہجرت کر آئے۔ منگانی شریف میں

آپ کی تعمیرات کا سلسلہ اور تیز ہو گیا اور جو تعمیرات کیں ان کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

کاشتکاری و شجر کاری سے مانوسیت

حضور قبلہ عالمؒ کو زمین آباد کرنے اور زمین کو سرسبز و شاداب دیکھنے کا بے حد شوق تھا آپ جہاں بھی رہے سرسبز و شاداب گھاس کے پلاٹ لگوائے ان پلاٹوں کے گرد نہایت خوبصورت پھولوں کے پودے اور درخت لگوائے بلوآنہ شریف میں آپ کا آموں کا ایک باغ تھا آپ اس کی دیکھ بھال اور شادابی پر بہت توجہ دیتے۔ روضہ مبارک کے باہر ایک خوبصورت گھاس کا پلاٹ تھا جس کے اطراف میں چنبیلی اور گلاب کے پھول کھلے رہتے تھے۔ دربار شریف کے احاطہ میں چاروں طرف شیشم کے درخت تھے ہر سال حضور قبلہ عالمؒ باقاعدہ شجر کاری کا اہتمام فرماتے۔

1962ء کے شروع میں آپ نے جھنگ شہر کے نزدیک ایک سرکاری الاٹ خریدی یہ رقبہ غیر آباد تھا آپ نے اس رقبے کو ہموار کرایا اس میں ٹیوب ویل لگوایا۔ شجر کاری کی اور تمام رقبے کو قابل کاشت بنا کر وہاں درویشوں کو بٹھا دیا موضع چک گھمنانہ (جھنگ) میں بھی حضور قبلہ عالمؒ نے ایک الاٹ خریدی یہاں پر ٹیوب ویل لگایا رقبہ آباد کیا اور پھر یہ زمین فروخت کر دی۔

کوٹ بلوچ ضلع منڈی بہاؤالدین میں حضور قبلہ عالمؒ کی چھیانوے 96 کنال زمین تھی جو کہ ایک صادق الیقین لا ولد درویش بابا خان محمد نے لنگر میں دی تھی۔ یہاں جب نہر نکالی گئی تو اس رقبہ میں سیم آنے کے خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے یہ زمین فروخت کر دی۔ موضع علی پور نزد چنڈ بھروانہ میں بھی ایک لاولد درویش میاں محمد سعید نے 68 کنال زمین حضور کے نام کروائی تھی۔ آپ نے پیر نور حسین کے مشورہ پر دونوں مقامات پر زمین فروخت کر دی اور اس سال 15 نومبر 1973ء کو منگانی شریف میں آدھا مربع زمین خریدی اور یہ اراضی اپنے سب بھائیوں کے نام کروا دی۔

اعراس کی تقریبات

بلوآنہ شریف عرصہ قیام کے دوران حضور قبلہ عالمؒ اپنی موجودگی میں دو عرس کروایا کرتے تھے بڑا عرس یکم ہاڑ بمطابق 15 جون کو ہوتا۔ جس پر تادم وصال حضرت اعلیٰ دھڑ ویؒ بنفسِ نفیس تشریف لاتے رہے۔ اور آپ کے بعد جناب کے برادر خورد حضرت سید پیر اسوار شاہ صاحب آتے رہے۔ جبکہ دوسرا ختم شریف یکم پوہ بمطابق 15 دسمبر کو ہوتا تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ بڑے اہتمام سے عرائس کی تقریبات منعقد فرماتے۔ مجالس میں خصوصی طور پر شیر پنجاب مولانا محمد عمر اچھروی اور مولانا غلام حسین گوجروالے کا خطاب ہوتا حضور قبلہ عالمؒ عرس کی مجالس تلاوت کلام پاک، نعت خوانی، مواعظ اور محفل سماع تک محدود رکھتے۔ سماع سنا کرتے لیکن اپنے اصول ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے۔ شاہ جیونہ والے امیر علی اور غلام علی کو آپ کے درباری قوال ہونے کا شرف حاصل تھا۔

اسبابِ ہجرت

حضور قبلہ عالمؒ نے جاں سوز بیماری و علالت کے باوجود آستانہ عالیہ بلو آنہ شریف کو شب و روز کی محنت سے ایسا پُررونق اور روح پرور مقام بنا دیا تھا کہ یہ جگہ مریدین کے لیے قبلہ (مرکزِ توجہ)، علما کا پسندیدہ میدان خطابت' اور بھولے بھٹکے لوگوں کے لیے ہدایت کا ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور آپ کے متوسلین کو اس روح پرور خاک سے ایسی عقیدت و محبت تھی کہ اس کے بغیر ایک لمحہ کے لیے بھی چین نہ آتا تھا۔ آستانہ عالیہ سے حضور قبلہ عالمؒ کی محبت و الفت انتہا پر تھی آستانہ عالیہ پر تعمیرات اس کا کھلا ثبوت ہیں کہ یہاں ہجرت کرنے کا آپ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

اسبابِ ہجرت اتنے تلخ اور کرب انگیز ہیں قلم کو یارا نہیں کہ بیان کر سکے اس لیے میں اپنے محترم قارئین سے معذرت چاہتے ہوئے ان تاریخی حقائق کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا راقم السطور دیدہ دانستہ واقعات ہجرت سے پہلو تہی کر رہا ہے کہ میرا مقصد کسی کی ذات پر اعتراض کرنا یا توہین اور دل آزاری نہیں میں ان ایامِ رفتہ کی تلخیوں کو ہمیشہ کا ایک ریکارڈ بھی نہیں بنانا چاہتا اور حالات کو دوہرا کر مندمل زخموں کو تازہ بھی نہیں کرنا چاہتا لیکن کیا کروں اگر یہ چند سطور قلم بند نہ کروں تو حضور کی سیرت طیبہ کا یہ گوشہ ہمیشہ اپنے قارئین کی جستجو اور تلاش کا مرہون منت رہتا۔ گویا حضور قبلہ عالمؒ کی ذات پر آنے والی نسلوں کا ایک سوال ہمیشہ باقی رہتا۔ کہ مسند سجادگی کو ایک صاحب وقت سجادہ نشین نے کیوں چھوڑا اور اگر بالکل ہی بیان نہ کیا جائے تو سینکڑوں من گھڑت باتوں کو تقویت ملتی اور شکوک و شبہات کے بادل عقیدت مندوں کے اذہان پر چھائے رہتے سو میں نے چند ضروری حقائق درج کرنا ضروری سمجھے اور اس درد انگیز تلخ دریا سے فقط چند قطرے اکٹھے کیے تا کہ حالات کی سنگینی بھی واضح ہو اور مندمل زخموں سے خون بھی نہ رسے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے بھائیوں کا آپس میں اس قدر اتحاد و اتفاق تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی تھی تمام بھائی نہ صرف آپ کو بڑا بھائی بلکہ والد صاحب کی جگہ سمجھتے جو کچھ حضور قبلہ عالمؒ فرماتے تمام بھائی تابعداری کرتے ہاتھ چومتے اور آپ کی بے حد خدمت و عزت کرتے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے بھی اپنا سب کچھ بھائیوں کے ہاتھ میں دے رکھا تھا جو کچھ لنگر میں آتا سب کچھ بھائیوں کے حوالے کر دیتے حتیٰ کہ گھر میں جس چیز کی ضرورت ہوتی بھائیوں سے مانگی جاتی حضور قبلہ عالمؒ کی اولاد کو بھی کوئی ضرورت ہوتی تو چچا صاحبان سے لیتے۔ زمین سمیت آمدن کے تمام ذرائع بھائیوں کے ہاتھ میں دے رکھے تھے۔ نئے مکانوں میں منتقل ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزر رہے تھے کہ اچانک چھوٹے بھائیوں کی شادی کا تنازعہ کھڑا ہو گیا اور پھر اس تنازعہ نے اتنا طول کھینچا کہ فتنہ و فساد کی ایک آگ بھڑک اُٹھی۔ گروپ بندیاں ہوئیں اور حالات نازک حد تک پہنچ گئے۔ پہلے بھائی آپس میں علیحدہ ہوئے۔ تنازعہ پھر بھی ختم نہ ہوا نوبت مرنے مارنے تک جا پہنچی۔ اور حضور قبلہ عالمؒ کو دربار عالیہ سے نکل

جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ دربار شریف سے لگاؤ اور حالات کی سنگینی کا اندازہ ہم حضور قبلہ عالمؒ کی آخری دعا سے لگاتے ہیں۔ جس طرح ہجرت کے وقت اللہ کے محبوب ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور فرمایا اے کعبہ تو ہمیں جان سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے بیٹے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے' اللہ کے محبوب ﷺ کے سچے غلام نے ہجرت کے وقت حضور کی سنت کچھ یوں ادا کی۔ کہ والد ماجد کے روضہ میں تشریف لائے پھوٹ پھوٹ کر روئے اور کانپتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا۔ میرے والد میں تیرا روضہ ہرگز نہ چھوڑتا لیکن اب تیرے بیٹے مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔

واقعاتِ ہجرت

ظہر کا وقت تھا گرمیوں کے دِن تھے حضور قبلہ عالمؒ نے ظہر کی نماز ادا کی پھر روضہ مبارک میں سلام کیا والد ماجد سے آخری باتیں کیں اپنے بھانجے پیر شفیع حسین کو فرمایا کہ مجھے سائیکل پر بٹھالو اور منگانی ڈیرہ پر لے چلو۔ بال بچے دربار شریف پر اور بے سروسامانی کا یہ عالم کہ سوائے بدن کے کپڑوں کے اور کچھ ساتھ نہ تھا۔

حضور قبلہ عالمؒ 22 برس بلوآنہ شریف کی مسندِ سجادگی پر رونق افروز رہے۔ ذکر و فکر سے اس دھرتی کو آباد کیا آستانہ عالیہ کو ہزاروں دِلوں کا محور بنایا۔ ہزار ہا روپے کی تعمیرات کیں سب کچھ بنایا لیکن ہجرت کے وقت سب کچھ چھوڑ کر فقط اپنے مولا کے آسرے پر نکل کھڑے ہوئے۔ فوری ہجرت اس قدر ضروری اور مجبوری کے عالم میں ہوئی کہ پیر سخی حسین سکول گئے ہوئے تھے ان کا بھی انتظار نہ کیا گھر آ کر میری والدہ صاحبہ کو فرمایا کہ میں جارہا ہوں اب میرا یہاں رہنا محال ہے جلد ہی تمہارا بھی کوئی بندوبست کر کے تمہیں لے جاؤں گا۔

پیر شفیع حسین بتاتے ہیں کہ میں حضور قبلہ عالمؒ کو سائیکل پر کبھی آگے بٹھاتا اور کبھی پیچھے کچی سڑک تھی مجھ سے سائیکل چلتا نہ تھا حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت ناساز تھی۔ ہم عصر کے وقت سرزمینِ منگانی شریف اپنے ڈیرہ پر پہنچے وہاں مائی صاباں اور بابا علی شیر پہلے رہتے تھے۔

منگانی گاؤں میں صوفی اللہ دتہ ماچھی نے عصر کی اذان دی جمعرات کا دِن تھا اس نے اذان کے بعد بڑے پرسوز انداز میں یہ اشعار پڑھے۔

دل یار دا نذرانہ لے یار دے کول آئے
محبوب دی مرضی اے گل لاوے یا ٹھکرائے

حضور قبلہ عالمؒ پر رقت طاری ہوگئی اور حضور نے بڑی توجہ کے ساتھ یہ نعت شریف سماعت فرمائی۔ بعد ازاں فرمایا کبھی اس شخص کو بلوا کر دوبارہ سُنیں گے۔

یہ جولائی 1976ء کی بات ہے ڈیرہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ دو کچی کوٹھڑیاں اور دو چھپر مال مویشوں کے لیے یہاں بنائے ہوئے تھے۔ حضور کو ہجرت فرمائے ابھی چار' پانچ روز ہی گزرے تھے۔ کہ آپ نے قبلہ والدہ صاحبہ اور

برادرم پیر اختر حسین صاحب کو بھی یہاں بلوالیا۔ اور وہ کچی کوٹھڑیاں صاف کروا کر انہیں گھر والوں کی رہائش کے قابل بنایا۔ اور جمعہ جماعت ڈیرہ سے ملحقہ ایک شیشم کے درخت کے نیچے ادا ہونے لگا۔

نماز جمعہ سے متعلق پیر سیالؒ کا فتویٰ

حضور قبلہ عالمؒ ہجرت کے ابتدائی چند ماہ جمعہ' جماعت' ڈیرہ سے ملحقہ ایک شیشم کے درخت کے نیچے ادا کرتے رہے کیونکہ ان دنوں یہی ایک سایہ دار درخت تھا، ہمارے گاؤں کے چند لوگ (نام لینا مناسب نہیں سمجھتا) معترض ہوئے کہ ایک درخت کے نیچے نماز جمعہ کیسے ہو سکتی ہے اور فتویٰ کی غرض سے حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کی خدمت میں سیال شریف حاضر ہوئے اور عرض کی جناب ہمارے نزدیک کھوہ منگانی پر ایک شخص نے ڈیرہ لگایا ہے اور وہ نماز جمعہ ایک درخت کے نیچے پڑھاتا ہے جہاں پہلے مال مویشی باندھے جاتے تھے' کیا؟ وہاں جمعہ پڑھنا جائز ہے' پیر سیال نے دریافت فرمایا اس کا نام کیا ہے۔ عرض کی۔ پیر کرم حسین ہے آپ ہنس پڑے اور فرمایا۔ ''فقیر جہاں چاہے جمعہ پڑھائے جائز ہے یاد رکھو فقیر کے پیچھے جمعہ ادا کرنا دیگر مساجد میں جمعہ ادا کرنے سے سو درجے افضل ہے۔ اگر ان کے پیچھے جمعہ پڑھو گے تو سو جمعہ کا ثواب ملے گا۔ اگر میری بات پر اعتبار ہے تو ان کے پیچھے جمعہ پڑھا کرو یہی تمہارے لیے بہتر ہے'' وہ شرمندہ ہوئے اور حضور قبلہ عالمؒ سے معافی مانگنے کے لیے ڈیرہ پر حاضر خدمت ہوئے۔

حضور کی نگاہ کا اٹھنا اور بارش کا برسنا: نادر خان بلوچ سکنہ چک نمبر 172 بیان کرتا ہے۔ حضرت قبلہ عالمؒ ''بلوآنہ شریف'' سے جب ہجرت فرما کر ''منگانی شریف'' آئے تو یہاں پر ایک شیشم کا درخت تھا جس کے نیچے رونق افروز ہوئے۔ مجھے پتہ چلا کہ یہاں پر کسی فقیر نے ڈیرہ لگایا ہے۔ لہذا جمعہ شریف کو میں بھی آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا کافی تعداد میں درویش پہلے سے حاضر خدمت تھے۔ اتنے میں جمعہ کا وقت ہو گیا اور حضرت قبلہ عالمؒ نے خطبہ جمعہ اسی درخت کے نیچے دیا کیونکہ ارد گرد اور کوئی سایہ دار چیز نہیں تھی۔ اس روز بڑی سخت گرمی پڑی۔ کچھ درویشوں نے اصرار کیا حضور! دعا فرمائیں تاکہ بارش ہو جائے آپ نے فقط آسمان کی طرف ایک نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ بس وہی دیکھنا تھا کہ اسی وقت بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نمودار ہوا اور بارش شروع ہو گئی۔ ہم سب حضور کے ہمراہ اسی درخت کے نیچے بیٹھے رہے بارش اس قدر ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا لیکن آپ کی کرامت سے ہم پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہ پڑا۔ میں چونکہ پہلی دفعہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا۔ اس لیے بے حد متاثر ہوا۔ میرے دل نے گواہی دی کہ آپ واقعی ولی اللہ ہیں۔

راقم السطور کی ولادت

حضور قبلہ عالمؒ کو یہاں تشریف لائے ابھی صرف دواڑھائی ماہ ہی گزرے ہونگے کہ ڈیرہ پر موجود ایک کچی کوٹھڑی میں 23 ستمبر 1976 بمطابق 27 رمضان المبارک 1392ھ بروز جمعرات بوقت نماز تہجد راقم السطور کی ولادت ہوئی۔ حضور قبلہ عالمؒ

اس روز میاں احمد بخش درویش کی دعوت پر اڈا شبیر آباد گئے ہوئے تھے لیکن رات کو اصرار کے باوجود اسے بھی اپنے ساتھ لے کر واپس گھر تشریف لائے۔ میرے کان میں اذان اور گُڑتی حضور کے ایما پر خلیفہ میاں خان محمد سے دلوائی گئی جبکہ نام خود حضور نے ''محمد طاہر حسین'' تجویز فرمایا۔ حضور قبلہ عالمؒ کبھی کبھی مزاح کے طور پر مجھے MADE IN MANGANI SHARIF فرمالیا کرتے۔ کہ ہماری ہجرت کے بعد تو منگانی شریف میں پیدا ہوا۔

پیر سخی حسین صاحب کا اخلاص اور قربانی

اپنے محبوب صادق اور مرشد کامل پر سب کچھ قربان کرنے کے سینکڑوں واقعات ہیں لیکن اس ہوس و حرص کے دور میں دولت و دنیا کے پُجاری ان قربانیوں کو محض قصۂ پارینہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہر دور میں عاشق صادق لوگ موجود رہے ہیں اور ان کی قربانیاں اور اخلاص زمانہ بھر کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کے خاندان میں سے آپ کے پہلے عاشق صادق' وفادار غلام' بھانجے اور سلسلہ طریقت میں خلیفہ مجاز ہونے کا شرف پیر سخی حسین صاحب کو حاصل ہے حضور کو بھی ان سے از حد محبت تھی۔ انہوں نے عمر بھر حضور کی رضا اور خوشنودی کو فرض اولین سمجھا' شادی سے لے کر زندگی کے ہر معاملہ تک جو کچھ حضور نے فرمایا ان کے لیے وہی حرفِ آخر تھا۔ حضور کے ساتھ بے پناہ عشق و محبت کے سامنے ماں' باپ حتیٰ کہ دنیا جہان کے تمام تعلقات ان کی نظروں میں ہیچ تھے' ہجرت کے موقع پر بھی انہوں نے اس قدر اخلاص و محبت کا مظاہرہ کیا کہ ان کی ارادت پر حضور کو ناز تھا اور ان کے اخلاص پر ہم سب کو ناز ہے۔ حضور کے بعد جب انہیں بلوآنہ شریف رہنے کے لیے اصرار کیا گیا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہمارا سب کچھ تو حضور قبلہ عالمؒ ہیں۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آئی کہ اگر حضور کے پاس منگانی جانا ہے تو اپنی بیوی کو طلاق دے جاؤ وہ تمہارے ساتھ نہیں بھیجیں گے مگر یہ مرد صادق اس پر بھی راضی ہو گئے کہ اگر بیوی بچے' حضور کی راہ میں حائل ہیں تو میں انہیں بھی چھوڑنے کو تیار ہوں آخر سب ان کی بے پناہ ارادت و محبت کے سامنے سرخم ہوئے اور یہ بھی حضور کی ہجرت سے تھوڑے ہی عرصہ بعد اپنے بال بچوں کو منگانی شریف لے آئے' اور اس خلوص و محبت سے حضور کی خدمت کی جو صرف انہی کا حصہ تھا۔ حضور تادمِ وصال ان پر کبھی ناراض نہ ہوئے بلکہ از حد محبت فرماتے تھے حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے وصال سے تقریباً چند ہفتے قبل پیر سخی حسین کا ہاتھ حضرت اخی قبلہ پیر مظہر حسین صاحب کے ہاتھ میں پکڑایا اور فرمایا مظہر حسین! ایک وقت آئے گا جب تیرے رشتہ دار تجھے کہیں گے کہ سخی حسین کو چھوڑ دے لیکن تو کبھی اسے نہ چھوڑنا پھر پیر سخی حسین سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تجھے مظہر حسین پر جان بھی قربان کرنی پڑے تو دریغ نہ کرنا۔ پیر سخی حسین صاحب کا اخلاص و محبت ہمارے لیے نشانِ منزل ہے۔

اللہ کریم ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین۔

خرد زنجیر پہناتی رہے گی یہ دیوانے ہیں دیوانے رہیں گے

قطعہ اراضی کا انتخاب آسمان میں

حضور قبلہ عالمؒ نے دربار شریف کو چھوڑ دیا اور محض اللہ کے بھروسے پر جنگل میں ڈیرے ڈال دیئے لیکن یہاں بھی آپ کو سکھ کا سانس نہ لینے دیا گیا جس ڈیرہ پر قیام فرمایا تھا اب ارادہ کیا کہ کچھ مکان تعمیر کیے جائیں لیکن بھائیوں نے کہا یہ مشترکہ زمین ہے ہم تعمیرات نہیں کرنے دیں گے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے وہ جگہ چھوڑ دی اور دربار شریف کی موجودہ جگہ پر کچھ کچے مکان تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ابھی مکانوں کی تعمیر شروع ہوئی تھی کہ پھر مشترکہ رقبے کا تنازعہ اُٹھ کھڑا ہوا فیصلہ پنچائیت میں چلا گیا۔

پنچائیت نے زمین کے پانچ حصے کیے اور پرچیاں ڈالنے کا فیصلہ کیا حضور قبلہ عالمؒ خود تشریف نہ لے گئے البتہ اپنے خلیفہ میاں غلام رسول مستری کو بھیجا اور فرمایا پرچی تم اٹھانا اور فکر نہ کرنا یہ قطعہ اراضی آسمان والے نے ہمارے لیے منتخب کیا ہے میاں غلام رسول نے پرچی اٹھائی تو یہی زمین حضور کے حصے میں آئی۔ پھر شور اٹھا تو مہر ماچھیا خان بھروآنہ نے کہا اب اس قصہ کو یہیں ختم کر دینا چاہیے اور جھگڑے کو مزید طول نہ دیں قدرت نے فیصلہ کر دیا ہے لہٰذا دونوں فریق پابند رہیں۔

قصر عاشقاں

تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ فداک امی و ابی و روحی و قلبی و جسدی ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ جو خطہ ارضی سب سے ویران اور غیر آباد ہوتا ہے وہ اسی (80) سال بارگاہِ رب العزت میں فریاد کناں رہتا ہے کہ الٰہی! میرے اوپر کوئی ایسا مرد کامل بھیج جو میرے ویرانہ کو تیری محبت والفت کا میخانہ بنا دے الغرض اسی (80) برس کے بعد اس کی مناجات برآتی ہے اور وہاں کوئی ایسا مرد حق جلوہ افروز ہوتا ہے جس کے وجود مسعود سے وہ جنگل جنگل نہیں رہتا بلکہ منگل (رونق) میں تبدیل ہو جاتا ہے اور دعوت و تبلیغ دین کا مرکز بنتا ہے۔

بابا غلام محمد کمبل پوش جو کہ ایک گودڑی پوش فقیر تھا اس نے ایک بار حضور قبلہ عالمؒ کی موجودگی میں اس امر کا برملا اظہار کیا کہ میں جب بھی اس خطہ زمین سے گزرتا تو زمین دست بدعا ہوتی اس کا آہ و نالہ میں بھی سنا کرتا اور خیال کرتا پتہ نہیں اب کون مرد حق اس خطہ ارضی پر اپنی مسند ارشاد بچھاتا ہے۔

راقم السطور ایک دن اپنے استاد گرامی قدر حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب (جو کہ شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی کے برادر نسبتی تھے) کے پاس آستانہ شریف پر قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ ایک بوڑھا بلوچ آیا اور باتوں ہی باتوں استاد محترم سے کہنے لگا یہاں حضور پیر محمد کرم حسین صاحب کے تشریف لانے سے دس سال قبل میرے پیر و مرشد پیر سیال خواجہ محمد قمر الدین صاحب تشریف لائے وہ اس طرح کہ آپ قبرستان کے ساتھ والی جرنیلی سڑک سے گزر رہے تھے کہ آپ نے

اچانک ڈرائیور سے فرمایا کار دائیں طرف کچے راستہ پر موڑ لو اس نے تعمیل حکم کی جب آپ اس جگہ آئے جہاں آج کل یہ آستانہ شریف ہے یہاں ہر طرف ویرانہ تھا آپ نے کار سے اتر کر یہاں دُعا مانگی اور واپس ہوئے ہم سب حیران تھے موقع پا کر میں نے عرض کی۔غریب نواز! اس ویرانہ میں تشریف آوری اور دعا چہ معنی دارد! ہمیں اس کی سمجھ نہیں آئی آپ نے فرمایا دس سال بعد یہاں ایک صاحب وقت مردِ کامل آئے گا۔اور یہ ویرانہ عشق الٰہی کا میخانہ بنے گا۔میں تو صرف یہاں حاضری کے لیے آیا ہوں۔میں نے یہ بات ذہن نشین کر لی ٹھیک دس سال بعد حضور پیر محمد کرم حسین صاحب یہاں تشریف لے آئے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے اس بوڑھے بلوچ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا کہ وہ اپنے شیخ کامل واکمل کی کرامت کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

حسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کیلئے ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

آستانہ شریف کی بُنیاد

یہاں کے باسیوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ ویرانہ ایک دن شراب عشق کا میخانہ بنے گا یہاں پر سَر (جنگلی گھاس) اور سَروٹ (کانے) ہوا کرتے تھے حضور نے یہ زمین صاف کروائی درویشوں نے دن رات ایک کر کے کام کیا اور اس کے اوپر تقریباً چھ فٹ بھرائی کی گئی پھر دربار شریف والے ٹکڑہ زمین کے ہر کونہ پر حضور نے سات' سات آذانیں دلوائیں ان کی وضاحت حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ''نماز عشاء کے بعد چار نمازی آدمی اس خطہ زمین کے چاروں کونوں پر کھڑے کر دیئے ابتداء میں دائیں طرف سے پہلے آدمی نے آذان دی جونہی اس نے اذان ختم کی دوسرے نے شروع کر دی پھر تیسرے اور چوتھے نے حتیٰ کہ جب چاروں نے سات سات مرتبہ اذانیں دے لیں تو قصہ ختم اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ خطہ ارضی شیطان لعین کے شروفساد سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے بعد تعمیرات کا آغاز ہوا گویا آج سے یہ خطہ ارضی تبلیغ واشاعت دین کا مرکز بنایا جا رہا تھا جہاں سے تا ابدالآباد لوگ فیض حاصل کرتے رہیں گے۔اور اس کی عظمت ورفعت پر تمام علاقہ سرنگوں تھا۔

بقول راقم السطور

زمینِ پاک منگانی درآمد حضرتِ اعلیٰ زمین و آسماں صد آفریں برخطہ منگانی

حضور کی آمد اور 15 دسمبر والا ختم شریف

ابتداء میں اس خطہ ارضی پر صرف دو کچے مکان اور حویلی اہل خانہ کے لیے تعمیر ہوئی اور ختم شریف سے دو دن قبل یعنی 13 دسمبر 1976ء کو حضور قبلہ عالمؒ بمع اہل خانہ دربار شریف والے خطہ ارضی پر رونق افروز ہوئے۔اور 15 دسمبر والا ختم

شریف پہلی دفعہ آپ نے یہاں پر دلوایا۔حضور قبلہ عالمؒ سے درویشوں کو اس قدر محبت تھی کہ وہ سب لوگ جنہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ سرکار حافظ پاک کی خدمت میں گزارا تھا۔حضور کے ساتھ ہی بلوآنہ شریف سے ہجرت کر آئے آج بھی وہ یاران باوفا منگانی شریف حضور قبلہ عالمؒ کے قدموں میں سپرد خاک ہیں۔

جو میکدے میں تیرے زندگی گزار چکے   وہ بادہ نوش رہِ عاقبت سنوار چلے

چچا میاں غلام رسول صاحب کا اخلاص ومحبت

سرکار حافظؒ پاک کے خلیفۂ اول، محرم راز دوست، اور رضاعی بھائی چچا میاں غلام رسول صاحبؒ کو حضور قبلہ عالمؒ کی ہجرت سے متعلق جب اطلاع ملی تو وہ سیدھے بلوآنہ شریف آئے میاں محمد مبارک اور لالہ محمد رفیق ان کے ہمراہ تھے صبح وہاں ختم شریف تھا سب نے انہیں بہت منع کیا کہ آپ ہمارے لیے سرکار حافظ پاک کی جگہ ہیں، بزرگ ہیں، آپ ہی یہاں ختم شریف دلوائیں مگر انہوں نے کسی کی ایک نہ سُنی اور فرمایا ہمارا دربار والا تو منگانی شریف چلا گیا ہے جہاں ہمارا پیر جائے گا ہم بھی وہیں جائیں گے اور وہاں سے منگانی شریف چلے آئے۔ بلوآنہ شریف میں جب کچھ لوگوں نے اصرار کیا تو انہوں نے صلح حدیبیہ والی مثال دیتے ہوئے فرمایا جب سیدنا عثمانؓ نے حضورﷺ کے بغیر طواف کعبہ روا نہ سمجھا تو میں کون ہوں جو اپنے پیر کے خود مقرر فرمودہ جانشین کی موجودگی میں ان سے علیحدہ ختم شریف میں بیٹھوں جس بارات کا دولہا نہ ہو اس بارات کا کیا فائدہ۔صحابہ اس وقت تک مکہ میں رہے جب تک وہاں حضورﷺ رہے آپﷺ نے ہجرت فرمائی تو پھر کوئی صحابی وہاں نہ رہا جہاں حضور قبلہ عالمؒ ہونگے ہم وہیں جائیں گے۔

نہ ہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی   ہوا کو، اَبر کو، گُل کو، چمن کو، صحنِ بُستاں کو

بے سروسامانی سے سامان کی فراوانی

حضور قبلہ عالمؒ نے منگانی شریف بے سروسامانی کے عالم میں ہجرت فرمائی تھی، میری والدہ صاحبہ فرماتی ہیں: میں بلوآنہ سے فقط دو چارپائیاں، تین بستر اور چند ایک برتن گھریلو استعمال شدہ لائی تھی۔'' جب حضور کے متعلقین اور محبین کو آپ کی ہجرت سے متعلق اطلاع ملی تو ایک دم ہر طرف سے یاران طریقت کی آمدورفت شروع ہوگئی حسب توفیق جس پیر بھائی کو جو کچھ میسر آیا وہ لنگر میں لے آیا چند ہی ایام میں اس قدر مال ومنال کی فراوانی ہوئی کہ سامان رکھنے کے لیے کمرے کم پڑ گئے۔

ان کا پتا نہ پوچھو آگے بڑھے چلو   ہوگا کسی گلی میں میلہ لگا ہوا

جنگل میں منگل کا سماں

خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

(جس خطہ زمین پر اے محبوب! تیرے قدموں کا نشان لگ جائے صدیوں تک اہل نظر اس پر سجدہ کرتے رہیں گے)

ہمارے علاقہ میں دربار شریف والی جگہ ایک مثال بن چکی ہے' بڑے بوڑھے اس خطہ زمین کی مثال دے کر کہتے ہیں کہ ہمارے وہم وخیال میں بھی نہ تھا کہ یہ بے آب وگیاہ ویران جگہ ایک دن اس قدر آباد ہوگی اور رشد وہدایت کا مرکز بنے گی۔ سب لوگ اس کو حضور قبلہ عالمؒ کی ایک زندہ کرامت سے تشبیہ دیتے ہیں کہ کل تک بندہ جہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنا پسند نہیں کرتا تھا آج وہاں سے آنے کیلئے دل نہیں چاہتا۔

جاں نثاروں نے تیرے کردیئے جنگل آباد — خاک اڑتی تھی شہیدانِ وفا سے پہلے

مٹی گارے کا فقیر خانہ

ابتدا میں حضور نے دو کچے مکان اور ایک حویلی اہل خانہ کے لیے تعمیر کروائی پھر گھر میں ہی ایک اور مکان برادرم پیر تخی حسین صاحب کے لیے بنوایا ساتھ ہی حویلی کے جنوب' مغربی گوشہ میں ایک کوٹھڑی مائی صاباں کے لیے جو کہ حضور کے والد بزرگوار کے زمانہ سے خدمتگار تھی اور اس کے آگے جنوب والی دیوار کے ساتھ' برآمدہ تعمیر کروایا' پھر اس حویلی سے مغربی جانب تین گنبدوں والی کوٹھڑیاں دُرویشوں کے لیے تعمیر کی گئیں کیونکہ ان دنوں نہ لکڑی اس قدر عام ملتی تھی نہ اس قدر وسائل تھے۔ لہذا ابتداء میں یہاں پر حضور کی مشہوری کُپاں (گنبدوں) والا پیر کے نام سے ہوئی پھر گھر والے مکانوں کی شمالی دیوار کے ساتھ باہر کی طرف ایک کمرہ حضور کے لیا اور ایک برآمدہ اور دو کمرے مزید درویشوں کے لیے بنائے گئے اور یوں مٹی گارے کا فقیر خانہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

وہی ہے حاصلِ عمرِ رواں حقیقت میں — جو زیرِ سایۂ دیوارِ یار گزری ہے

پختہ تعمیرات

یہاں سب سے پہلے حضور قبلہ عالمؒ نے دسمبر 1976ء میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اُس زمانہ کے حساب سے بڑے عالیشان انداز میں تعمیر کروایا اس کے تین دروازے تھے' کھڑکیاں' الماریاں خوبصورت انداز میں بنائی گئیں اس کی چھت پر لنٹر کا تمام خرچہ بابا غلام محمد کمبل پوش نے ادا کیا اس کی تکمیل 1977ء میں ہوئی پھر ساتھ ہی ایک پختہ کنواں تعمیر کیا گیا مسجد کے ساتھ ایک گیلری کی جگہ رکھ کر حضور نے جنوبی جانب اپنے لیے ایک پختہ حجرہ تعمیر کروایا جہاں بعد از وصال حضور

کی تدفین ہوئی جولائی 1979ء میں مسجد اور حجرہ کے سامنے حضور نے گیارہ دروں والا ایک خوبصورت برآمدہ تعمیر کروایا جس کے تین درے حجرہ کے جنوبی سمت بھی تھے اور اس عمارت کا نقشہ حضرت سلطان باہوؒ کے آستانہ شریف سے مشابہت رکھتا تھا۔ اس عمارت کا نصف حصہ تو تعمیر روضہ کے وقت گرادیا گیا جبکہ باقی جون 2005ء میں منہدم کیا گیا ہے۔ وضو والی جگہ پر ایک خوبصورت برآمدہ بھی تعمیر کروایا مسجد و حجرہ شریف کے صحن کو پختہ دیوار سے کور کیا اور دو بڑے گیٹ لگا دیئے گئے جبکہ ایک دروازہ وضوخانہ کی طرف سے تھا اب یہ سب تعمیرات منہدم کر دی گئی ہیں۔

دسمبر 1980ء میں گھر کے لیے بڑے شاندار انداز میں پختہ کمرے برآمدہ اور بیٹھک بنائی گئی بیٹھک حضور کے وصال کے بعد حجرۂ تبرکات کے نام سے بھی موسوم رہی 1987ء میں مسجد کے سامنے گھر کے لیے علیحدہ مکانات تعمیر کیے گئے جس میں مہمانوں کے لیے ایک بڑا ہال کمرہ بھی تھا اور پرانے دولنگر خانہ غوثیہ مکان کے نام سے موسوم ہوئے دربار شریف والی موجودہ جامع مسجد جب تیار ہوئی اس عمارت کو گرا کر مسجد کے صحن میں شامل کر دیا گیا۔ اب دربار شریف پر حضور کی تعمیرات میں سے فقط گھر والے مکان باقی ہیں دیگر سب منہدم کر دیئے گئے ہیں اور ان کے برعکس نئی بلڈنگ تعمیر ہوئی ہیں گھر والے مکانات کے تمام کمرے حضور کے زیر استعمال رہے یعنی وقتاً فوقتاً ان تمام کمروں میں حضور نے رہائش رکھی۔ مال مویشیوں کے لیے ڈیرہ پہلے دربار شریف سے ملحقہ مغربی جانب تھا اب ہم نے وہ تمام جگہ احاطہ دربار شریف میں شامل کر لی ہے اور ڈیرہ باہر رقبہ پر بنایا ہے۔ تادمِ تحریر آستانہ شریف اڑھائی ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ جو کہ ایک وقت پر حضور کے حصہ میں صرف یہی کچھ آیا تھا۔ حضور اکثر فرماتے تھے ایک دن ان اڑھائی ایکڑ میں ایک گز بھی کاشت نہ کیا جائے گا اور مکانات تعمیر ہو جائیں گے جو آپ کے بعد صرف 10 برسوں میں ہی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

پتہ دیتی ہے شوخی نقشِ پاء کی   کوئی اس راہ سے ہوکر گیا ہے

آستانہ کا نام تجویز فرمانا

1977ء میں جب دربار شریف والی اراضی پر مکانات تعمیر ہو چکے تو حضور قبلہ عالمؒ نے اس جگہ کا نام راقم السطور کے نام پر "طاہر آباد" تجویز فرمایا کیونکہ یہاں ہجرت کے بعد صرف دو اڑھائی ماہ بعد راقم السطور کی ولادت ہوئی تھی۔ لہذا باقاعدہ دربار شریف کی مہریں بنوائی گئیں میں نے دربار شریف سے متعلق حضور کی دو مہریں دیکھی ہیں جن پر کچھ اس طرح عبارت درج تھی۔

1- درمیان میں چاند اور تارا تھا جبکہ اس کے گرد گولائی میں یہ عبارت تحریر تھی۔

"آستانہ عالیہ غوثیہ قطبیہ طاہر آباد منگانی شریف ضلع جھنگ"

2- یہ ایک سادہ مہر تھی اور اس پر یہ الفاظ تحریر تھے۔ "دربار عالیہ طاہر آباد قادریہ غوثیہ منگانی شریف"

باب (6)

ہجرت سے .... حجاز تک

جولائی 1976ء سے .... اپریل 1985ء تک

تبلیغ و اشاعتِ دین اور مدرسہ کا اجراء

دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت آپ کا مشن عظیم تھا اور اس مشن سے اس قدر مخلص تھے کہ زندگی کی آخری سانس تک اسی جدوجہد میں مصروف عمل رہے۔ منگانی شریف آمد کے فوراً بعد چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام ایک خط میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

''مجھے یہاں تبلیغ شریعت وطریقت کا بڑا شوق ہے اللہ تعالیٰ زندگی کے آخری چند ایام میں مجھے اس خدمت کی طاقت عنایت فرمائے۔''

حضور قبلہ عالم نے منگانی شریف کو اپنی تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا تو سب سے پہلے ایک مدرسہ ''جامعہ محمدیہ غوثیہ دارالکرم'' کے نام سے قائم فرمایا۔ یہاں کی اکثریت تفہیم دین سے ناواقف افرادِ امت پر مشتمل تھی۔ شاذونادر ہی کوئی بندہ قرآن مجید پڑھا ہوا ملتا تھا۔ مسلمانی صرف دیکھا دیکھی تک ہی محدود تھی بقیہ سارا کام مولوی صاحبان کے ذمہ تھا۔ کوئی مر جاتا تو جنازہ پڑھا دیتے اور شادی پر نکاح پڑھ دیتے۔ مسلمانی یہیں تک محدود تھی حضور نے اہل علاقہ کو نیکی اور اصلاح کی دعوت کچھ اس انداز میں دی کہ بچے نوجوان تو اپنی جگہ بوڑھے مرد اور عورتیں بھی کلمہ، نماز اور قرآن مجید کا درس لینے کے لیے دربار شریف پر آنے لگے اور گردو نواح کی اکثریت اسی چشمۂ فیض سے سیراب ہونے لگی۔ یہاں پر سینکڑوں لوگوں نے ناظرہ قرآن حکیم، کلمہ، نماز کا سبق لیا اور ایک کثیر تعداد حافظ قرآن بنی۔ حضور کے زمانہ مبارک میں مندرجہ ذیل اساتذہ وقتاً فوقتاً مدرسہ شریف میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ناظرہ کی ابتداء پیر شفیع حسین صاحب سے ہوئی دیگر شعبہ حفظ میں حافظ اللہ دتہ سیال، حافظ لیاقت علی، حافظ منظور صاحب، حافظ الطاف حسین کلس، حافظ نصر اللہ، حافظ علی محمد، حافظ غلام حسین کمبوہ، حافظ عطاء محمد اور آخر میں حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ تا وقت وصال اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

گویا 1976ء سے لے کر تا حال یہ مدرسہ اپنی اسی آن بان سے قائم ہے۔ اور دونوں عرائس پر ختم شریف سے پہلے حفاظِ کرام کی باقاعدہ دستار بندی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اس مرد کامل پر جس نے اس تاریک علاقہ میں ایک ایسی نور کی شمع روشن فرمائی جو تا ابدالآباد جاری وساری رہے گی۔

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے — حشر میں شانِ کریمی ناز برداری کرے

دربار پر حضور کی نشست گاہیں

ابتدائی دور میں دربار شریف والی اراضی پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں گرمیوں میں حضور نے آرام نہ فرمایا ہو ایک شب کسی جگہ پر بسر فرماتے تو دوسری شب کسی اور جگہ پر گویا دربار شریف سے متعلقہ اراضی کا گوشہ گوشہ حضور کے دائمی ذکرو

فکر سے معمور و مسرور اور شاہد ہے۔ ہمارے موجودہ گھر کے ساتھ مہر محمد بھروانہ کی اراضی میں شیشم کا ایک تناور درخت تھا۔ ساتھ ہی کھیتوں کو پانی دینے کے لیے کھال گزرتا تھا۔ چونکہ ارد گرد کے درختوں سے اس کی چھاؤں گھنی تھی۔ اور پانی کا کھال گزرنے سے یہ جگہ قدرے ٹھنڈی تھی لہٰذا حضورؒ گرمیوں کی دوپہر وہاں بسر کرنے لگے۔ مہر محمد بھروآنہ نہایت سادہ دل اور نیک نیت آدمی تھا۔ اس نے حضورؒ کے جائے مقام پر مٹی کی بھرائی کر کے دوسری زمین سے قدرے بلند کر دیا۔ اب حضور کی چارپائی کے ساتھ ساتھ درویشوں کے بیٹھنے کے لیے دو تین صفوں کی جگہ بھی بن گئی۔ ابتدائی ایک دو سال گرمیوں کی دوپہر حضور یہاں بسر فرماتے رہے۔ دربار شریف والا قطعہ ارضی ابتداء میں رہنے کے قابل نہ تھا بلکہ ویرانہ اور بالکل غیر آباد تھا۔ ہر طرف جنگلی گھاس اور سروٹ (کانے) تھے جس سے سانپوں کی بہتات تھی۔ جہاں سے بھی مٹی نکالتے یا بھرائی کرتے کوئی نہ کوئی سانپ ضرور نکلتا۔ ویسے بھی یہاں جنات وغیرہ اور ہوائی مخلوق زیادہ رہتی تھی۔ روز کوئی نہ کوئی درویش ضرور ان کا مشاہدہ کرتا۔ حضور کی آمد سے دن کے علاوہ رات کو بھی یہاں ذکر کی محفلیں منعقد ہونے لگیں۔ جس سے یہ ویرانہ عشق حقیقی کا میخانہ بن گیا۔ اور رُشد و ہدایت کا ایک چشمہ بہنے لگا گویا جگہ جگہ آرام فرمانے سے حضور قبلہ عالمؒ کا مقصد بھی یہی تھا۔ پھر دربار شریف سے شمال مغربی جانب مہر حاکم ٹُور کی زمین جواب لنگر شریف کی مملوکہ ہے۔ میں ایک شیشم کا بہت بڑا درخت تھا بعد ازاں گرمیوں کے تقریباً چھ ماہ حضور وہاں قیام پذیر رہے۔ دن کو اس درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوتے اور شب کو اس کی چھاؤں سے ذرا ہٹ کر آرام فرماتے یہ زمانہ جنات کی خصوصی تعلیم و تربیت کے لیے مختص تھا دن کو حضور لوگوں کی تربیت فرماتے اور رات کو جنات کی۔ درویشوں کی ایک کثیر تعداد نے یہاں جنات کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھا۔ اگر تمام واقعات قلم بند کیے جائیں تو طوالت کا اندیشہ ہے صرف ایک دو واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

جنات پر خصوصی فیضانِ رشد و ہدایت

حاضرِ خدمت رہنے والوں کا بیان ہے کہ رات کو عموماً جنات کی ٹولیاں جماعت کی صورت میں آتیں اور حضور کی زیارت سے فیض یاب ہوتیں۔ کئی آپ کے مبارک پاؤں بھی دباتے۔ کئی آپ کی چارپائی کا طواف کرتے اور پھر غائب ہو جاتے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے انہی دنوں کی بات ہے میں چھوٹا تھا اور برادرم پیر سخی حسین صاحب نے مجھے اُٹھایا ہوا تھا۔ رات نماز عشاء سے کافی دیر بعد ہم مسجد سے گھر آنے لگے تو میں نے دیکھا جس درخت کے نیچے حضور شب بسر فرماتے اس کے عین اُوپر بڑے فٹ بال کی مانند کوئی چیز چمک رہی تھی۔ میں نے پیر سخی حسین صاحب کو متوجہ کیا تو انہوں نے بتایا یہ جنات ہیں۔ اور آپ کو شاید معلوم نہیں حضور قبلہ عالمؒ رات وہاں اس لیے بسر فرماتے ہیں کہ شب بھر جنات وہاں حاضری دیتے ہیں۔ حضور آج کل ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرما رہے ہیں۔ اس لیے یہاں دربار شریف پر آرام نہیں

فرماتے۔اور وہ شیشم والی جگہ ان کی ہدایت و تبلیغ کے لیے مقرر فرمائی ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے اپنا واقعہ بھی سنایا کہ ایک رات حضور نے مجھے فرمایا جاؤ میرے لیے پانی لاؤ میں مسجد کے ساتھ والے نلکا پر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ نلکا خود بخود چل رہا تھا حالانکہ اُس وقت وہاں کوئی بندہ موجود نہیں تھا۔

تبلیغی اور روحانی دورہ جات

منگانی شریف آمد کے بعد حضور قبلہ عالمؒ پر مزید ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ یہاں ایک نئی خانقاہ کی بنیاد رکھنے اس کا نظم وضبط اور اسکی تعمیر وترقی جیسے امور کا بوجھ آپ پر ایک مرتبہ پھر آن پڑا۔لیکن حضور نے ہر کام اس قدر خوش اسلوبی سے نبھایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ نے رُشد وہدایت کے فیضان سے نہ صرف اپنے اردگرد کے لوگوں کو مستفیض فرمایا بلکہ ان تمام علاقہ جات میں جہاں پیر بھائیوں کی اکثریت تھی مثلاً مدوکی، سرگودھا، منڈی بہاؤالدین، گجرات، میانوالی اور جنوبی پنجاب کے علاوہ سندھ تک حضور بہ نفسِ نفیس خود تشریف لے گئے۔اور تبلیغ واشاعت کا ایک قافلہ پھر سے رواں دواں ہوگیا۔ان دورہ جات میں درویشوں کی ایک جماعت حضور کے ہمراہ ہوا کرتی۔ چند خاص خاص احباب کے نام لکھے جاتے ہیں جو گاہے بگاہے حضور کے ہمراہ جاتے رہے۔

چچا میاں غلام رسول صاحب، پیر سخی حسین صاحب، حضرت اخی قبلہ پیر مظہر حسین صاحب، خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ، خلیفہ میاں غلام رسول مستری، بابا محمد رمضان، پیر شفیع حسین صاحب، جناب ڈاکٹر علی محمد سندھی، میاں محمد علی بلوچ، میاں احمد بخش کمہار، ڈاکٹر امیر الدین، دولت علی خان بلوچ اور میاں اللہ بخش کمہار بعد ازاں میاں محمد بخش بھٹی اور میاں محمد حسین کلس بھی اکثر ہمراہ رہے۔

جمعہ شریف کا معمول

ابتدائی دور میں دربار شریف پر جمعۃ المبارک حضور قبلہ عالمؒ خود پڑھایا کرتے۔لیکن ناسازیٔ طبع یا سفر پر ہوتے تو پیر سخی حسین صاحب پڑھاتے بعد ازاں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب بھی جمعہ کا خطبہ دینے لگے لہٰذا اب حضور کبھی کبھی جمعہ شریف پڑھا دیا کرتے ورنہ اکثر پیر سخی حسین اور حضرت اخی قبلہ پڑھا دیتے۔ 1985ء میں پیر سخی حسین کی برطانیہ روانگی کے بعد یہ ذمہ داری حضرت اخی قبلہ کو سونپ دی لیکن پھر بھی کبھی کبھار حضور قبلہ عالمؒ خود جمعہ شریف پڑھا دیتے۔ابتداء میں تبلیغی دوروں پر حضور قبلہ عالمؒ تشریف لے جاتے رہے لیکن بعد ازاں یہ کام بھی پیر سخی حسین صاحب اور حضرت اخی قبلہ کو سونپ دیا گیا اور حضور اکثر وبیشتر دربار شریف پر ہی رہنے لگے۔ ہاں علالت کی وجہ سے مختلف مقامات پر بھی رہنا پڑا۔لیکن حضور زیادہ توجہ دربار شریف پر ہی دیتے تھے۔دربار شریف پر درویشوں میں سے پہلی قبر میاں اللہ بخش درویش (متوفی 1980ء) کی بنی۔

مجاہدہ نفس

خلیفہ میاں نذیر احمد بیان کرتے ہیں۔ حضور قبلہ عالم نے جب منگانی شریف ہجرت فرمائی تو کچھ عرصہ بعد دربار شریف پر حاضر خدمت ہوا۔ درویشوں کے حسب طریقہ دور سے ہی کلمہ شریف کا ذکر بالجہر شروع کیا۔ حجرہ شریف کے نزدیک پہنچا تو حاجی احمد بخش نے اشارہ سے مجھے روک دیا اور کہا آج دس دن ہوئے حضور ایک مرتبہ بھی حجرہ سے باہر تشریف نہیں لائے، صحت بھی کافی ناساز ہے۔ آپ یہاں تشریف رکھیں میں اندر جا کر اجازت لے آتا ہوں میں نے اس سے کہا "یارا بھی تک حضور کے نفس میں کوئی کمی رہ گئی ہے کہ اس کی سزا ختم نہیں ہوئی"۔ وہ ہنس پڑا۔ اندر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میاں نذیر احمد منڈی بہاؤالدین سے آیا ہے اور یہ کہتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ "اسے اندر بلاؤ"۔ میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔ "یہ باتیں تونے کی ہیں"۔ میں نے عرض کی۔ "جی ہاں"۔ حضور بستر علالت سے اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ "ایک وقت تھا۔ میرے والد علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں فقر و فاقہ کی وجہ سے ہمارے گھر جب کچھ نہیں ہوتا تھا تو ہم درختوں کے پتوں کی چٹنی بنا کر اپنا حلق تر کر لیا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت ہے کہ جو کچھ کھانا چاہیں ہمارے گھر میں موجود ہے لیکن اس کے باوجود نمک سے روٹی کھاتے ہیں۔" "بیٹا! فقیری بہت مشکل ہے، تمہیں ہم نے یہ نعمت مفت عطا کی ہے کوئی محنت و مشقت نہیں کروائی اس کی قدر ہم سے پوچھو"۔ میں قدم بوس ہوا اور معافی کا خواستگار رہا۔

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر ۔۔۔ کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوتِ حیدری

دربارِ باہوؒ پر قیام اور پیر و مرشدؒ کا فرمان

ہمارے اسلاف کو سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ سے ایک خاص روحانی تعلق اور محبت و عقیدت تھی۔ حضور حافظ پاکؒ اور حضور قبلہ عالمؒ نے کئی مرتبہ حضرت سلطان العارفین کے مزار اقدس پر حاضری دی دراصل ہمارے حضرات کا کشف و ادراک اس قدر کامل تھا کہ جس ولی اللہ کے مزار کے پاس سے گزرتے اس کا حال اور مقام آپ پر منکشف ہو جاتا۔ آپ جن مزارات پر بکثرت گئے ان اولیاء کے مراتب بہت ہی بلند ہیں۔ اور آپ کو ان کے فیض و مراتب کی خوب پہچان تھی بعض مشائخ سے تو حضور قبلہ عالمؒ نے جاگتی آنکھوں سے ملاقات کی اور ان سے گفتگو بھی فرمائی ان میں سے ایک حضرت سلطان باہوؒ ہیں۔ راقم السطور نے بعض احباب خاص کی زبانی سنا کہ متعدد بار حضور ابھی مزار شریف حضرت سلطان العارفین سے دو تین کلومیٹر دور ہوتے لیکن صاحبِ مزار راستہ میں ہی مل جاتے۔ پیار و محبت کی باتیں ہوتیں اور وہیں سے واپس چلے آتے۔

حضور قبلہ عالمؒ ایک مرتبہ حضرت سلطان العارفین کی مزار اقدس پر حاضری دینے کیلئے تشریف لے گئے اور

کچھ دن وہیں ٹھہرنے کا ارادہ فرمایا۔ ابھی دو تین دن ہی اپنے معمولات و اوراد میں مشغول رہے تھے کہ ایک شب حضور کے پیر و مرشد حضرت اعلیٰ دہڑوی حالت خواب میں تشریف لائے۔ فرمایا'' کرم حسین! ہم نے تمہارے اندر کس چیز کی کمی چھوڑی ہے کہ تم یہاں آ کر بیٹھ گئے ہو۔ ہم نے تمہیں اپنے مصلّے پر بٹھایا ہے۔ جاؤ اور مخلوق کی رہنمائی کرو۔ جیسے سلطان صاحب نے اس علاقہ میں علم و عرفان کا ایک منبع لگا رکھا ہے۔ (ایک پمپ لگا رکھا ہے) اور لوگ جوق در جوق سیراب ہو رہے ہیں تم بھی منگانی میں ایک منبع (پمپ) لگا کر بیٹھ جاؤ۔ انشاء اللہ قیامت تک لوگ تمہارے منبع علم و عرفان سے سیراب ہوتے رہیں گے تمہیں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ صبح حضور بیدار ہوئے فوراً واپس تشریف لائے اور منگانی شریف پہنچ کر باطنی علم و عرفان کے منبع کے ساتھ ظاہری طور پر بھی ایک پمپ لگوایا تا کہ مرشد کریم کی ظاہری و باطنی دونوں لحاظ سے حکم کی تعمیل ہو سکے۔ اس کے بعد حضور مزارات اولیاء کی زیارت کیلئے تو جاتے رہے لیکن وہاں قیام ہرگز نہ فرمایا۔

سبحان اللہ حضور قبلہ عالمؒ نے منگانی شریف میں حسبِ فرمان شیخ مسند ارشاد بچھائی اور ایک جہان کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرمایا۔ راقم السطور نے اپنی ایک رباعی میں رشد و ہدایت کے اسی منبع کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اے طالبانِ شوق چلو کوچۂ ابرار سایہ فگن جہاں پہ میرے پیر کے انوار
خاصانِ الٰہی میں جو ممتاز و مکرم اس منبعِ عرفاں کا منگانی میں ہے دربار

تیرے فقر کو سلام ابدالِ وقت کرے

حافظ منظور احمد بیان کرتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ ایک مرتبہ کار پر نیشنل ہسپتال (دھوبی گھاٹ فیصل آباد) اپنی طبیعت چیک کروانے کے لیے ڈاکٹر چیمہ کے پاس تشریف لے گئے ہسپتال کے سامنے ایک موچی بیٹھا جوتوں کی مرمت کرتا تھا بہت لوگ اس کے پاس آتے جاتے اور فقیر مانتے تھے بلکہ حضور قبلہ عالمؒ نے بھی ایک مرتبہ اس کے بارے فرمایا تھا کہ چھ ماہ ہوئے ہیں وہ یہاں کا ابدال بن کر آیا ہے۔ ابھی آپ ہسپتال میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ وہ موچی دوڑ کر ڈاکٹر چیمہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے بڑے صاحب تمہارے پاس آرہے ہیں اپنی کرسی پر ان کو بٹھانا اور ان کی خدمت کرنا وہ کہیں گے کہ میں بیمار ہوں تم کہنا آپ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں اور باہر آ گیا چونکہ عام و خاص اس موچی کی ولایت کو مانتے تھے لہذا جب حضور قبلہ عالمؒ ڈاکٹر چیمہ کے پاس تشریف لائے تو وہ ادب سے کھڑا ہو گیا اور آپ کو اپنی کرسی پر بٹھانے کے بعد خدمت کرنے لگا حضور نے فرمایا ڈاکٹر صاحب میں دمہ کا مریض ہوں جھنگ سے آپ کا سن کر آیا ہوں ڈاکٹر چیمہ نے کہا حضور آپ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں آپ کو تو کوئی مرض نہیں ہے آپ سمجھ گئے کہ یہ نئے ابدال کی کارستانی ہے جب آپ ہسپتال سے باہر آئے اور اس موچی کے قریب سے گزرنے لگے تو وہ دست بستہ کھڑا ہو گیا حضور ناراض ہوئے اور فرمایا ہمیں ظاہر کر کے بتا تجھے کون سے نفع

ملا ہے لیکن وہ خاموش دست بستہ نظریں جھکائے کھڑا رہا۔

سیدنا بلالِ حبشیؓ کی زیارت اور حجرہ سے خوشبو کا آتے رہنا

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا" ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضور غوث الاعظمؒ نے بڑی محبت وشفقت سے مجھے اپنے مابین بٹھایا اور بڑی کرم نوازی فرمائی اتنے میں ایک آدمی سیاہ رنگت، دراز قد، شکل وصورت سے حبشی حاضر خدمت ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا اسے پہچانتے ہو۔ میں نے کہا نہیں یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرا بلالؓ ہے۔ تو میں ادب سے کھڑا ہو گیا اور ان سے ملا۔ سیدنا بلالؓ حبشی نے مجھے گلے لگالیا۔ میرا قد آپ کے سینہ مبارک کے برابر تھا۔ جب میرا چہرہ آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے لگا تو مجھے آپ کے قلبِ اطہر سے ایسی دلفریب خوشبو آئی جو بیان سے باہر ہے حتیٰ کہ اس خواب کے بعد بھی ہفتہ بھر مجھے اپنے حجرہ (جہاں آج کل آپ کا مزار پرانوار ہے) سے وہ خوشبو آتی رہی اور مجھ پر ایک خاص کیفیت طاری رہی۔

اب تلک خوشبو ہے پھیلی ہوئی   آئے تھے میرے گھر دو گھڑی کیلئے

دادی اماں کی برطانیہ اور سعودی عرب روانگی

حضور قبلہ عالمؒ کا خیال مبارک تھا کہ اپنی والدہ صاحبہ کی معیت میں عمرہ شریف ادا کریں لیکن ناسازی طبع ایک مرتبہ پھر رکاوٹ بن گئی لہذا آپ کے چھوٹے بھائی پیرزادہ امداد حسین صاحب نے ویزہ بھیج کر قبلہ مائی صاحبہ کو برطانیہ بلوایا اور حضور قبلہ عالمؒ کی طرف خط لکھا کہ والدہ صاحبہ دواڑھائی ماہ میرے پاس برطانیہ رہیں گی پھر میں خود رمضان شریف میں ان کے ساتھ عمرہ پر سعودی عرب جاؤں گا اور وہاں سے اکٹھے پاکستان آئیں گے۔ لہٰذا دادی اماں کی تیاری ہوئی حضور انہیں الوداع کہنے کے لیے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ جس کی روداد اپنی ڈائری پر کچھ اس طرح رقم فرماتے ہیں۔

10 مئی 1981ء بمطابق 5 رجب المرجب "صبح سویرے 7 بجے ائیر پورٹ اسلام آباد پہنچے 8 بجے اندر انٹری ہوئی۔ 9 بجے کاغذات چیک کروا کر ٹوکن لے کر امی جان دوبارہ ملاقات کرتے دعائیں دیتے جہاز پر سوار ہو گئے جہاز 10-45 پر روانہ ہوا"۔

حضور کی عمرہ شریف تیاری

قبلہ دادی اماں نے اصرار فرمایا کہ رمضان شریف میں آپ عمرہ پر ضرور آئیں۔ تاکہ آخری عشرہ حرمین شریفین میں اکٹھا گزارا جائے لہٰذا حضور نے تیاری فرمائی لیکن بندوبست نہ ہو سکا جس کی پہلی وجہ علالت اور دوسری شعبان میں ہی سعودیہ ایمبیسی نے ویزے بند کر دیئے۔

دادی اماں کی بلوآنہ سے ہجرت اور پیر شفیع حسین کی شادی

ابتداء میں حضور کی والدہ صاحبہ بلوآنہ شریف میں ہی قیام پذیر رہیں عمرہ شریف کی ادائیگی کے کچھ عرصہ بعد اکتوبر 1982ء میں انہوں نے بھی اپنے سب سے چھوٹے بیٹے پیر گل فردوس صاحب کے ہمراہ بلوآنہ شریف سے ہجرت فرمائی۔ اور حضور قبلہ عالمؒ کے پاس منگانی شریف مستقل رہنا شروع کیا۔ ان کی آمد سے حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ میرے بغیر آپ وہاں نہیں رہ سکیں گی لہذا حضور قبلہ عالمؒ نے بقیہ عمران کے آرام و آسائش کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ اور ان کی ہر طرح سے خبر گیری رکھتے۔ اپنے چھوٹے بھائی پیر گل فردوس صاحب کو اکثر اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ حضور خود تو سوکھی روٹی کے چند ایک لقمے شوربا کے ساتھ تناول فرماتے لیکن پیر گل فردوس صاحب کے خورد و نوش کا خاص دھیان رکھتے۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے' دادی اماں روزانہ گھر کی دیگر خواتین کے ساتھ حضور کے حجرہ شریف میں تشریف لاتیں اور دیر تک آپ کے پاس بیٹھی رہتیں۔ ان کا معمول تھا جب بھی تشریف لاتیں حضور کے پاس بیٹھ کر اپنے مبارک ہاتھ آپ کی پشت پر پھیرتی رہتیں۔ جس سے حضور کو بڑی تسکین ملتی۔ اور حضور گھنٹوں ان کے ساتھ پیاری پیاری باتیں کرتے رہتے۔ اکثر گھریلو معاملات کے علاوہ بچپن کے واقعات اور اپنے والد صاحب کا تذکرہ بھی ہوتا رہتا۔ ہم اس وقت چھوٹے تھے۔ ہمیں بھی ان باتوں سے بڑا سکون ملتا لہذا جب دادی اماں تشریف لاتیں تو ہم بھی بڑے اہتمام سے حاضر خدمت ہوتے اور ان پیاری پیاری باتوں سے مستفید ہوتے۔ دادی اماں کی منگانی شریف تشریف آوری کے تھوڑے عرصے بعد حضور نے اپنے بھانجے پیر شفیع حسین کی شادی اپنی چھوٹی ہمشیرہ کے ہاں 19 دسمبر 1982ء کو طے فرمائی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے تینوں بچوں کی پرورش خود فرمائی تھی۔ حتیٰ کہ ان کی تعلیم و تربیت شادی اور اپنے ساتھ رہنے کی جگہ بھی عنایت فرمائی۔ پیر سخی حسین، شفیع حسین اور جاوید اقبال ہمیشہ حضور کی زیر نگرانی رہے۔ انہی دنوں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر حضور اپنی چھوٹی ہمشیرہ کو بھی یہیں اپنے پاس منگانی شریف لے آئے اور یہیں ان کی بڑی بیٹی سے شفیع حسین کی شادی کر دی گئی۔

حضور کے پاس مشائخ کی تشریف آوری

پیر محمد مبارک صاحب (دربار قادریہ کرمیہ عالم آباد بھکر) بیان کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ دربار شریف سے شمال کی جانب کھلی جگہ پر رات کو حضور قبلہ عالم آرام فرما ہوئے چونکہ اس وقت یہاں بجلی نہیں آئی تھی۔ میں کافی دیر تک حضور کو دستی پنکھا ہلاتا رہا۔ حضور نے کئی مرتبہ فرمایا۔ سو جاؤ لیکن میں بضد تھا کہ حضور کے سامنے چارپائی پر نہیں سوؤں گا آخر حکم ماننا پڑا اور میں نزدیک ہی پڑی ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔

پچھلی رات کا وقت ہوا تو حضور اپنی چارپائی سے نیچے اُتر آئے اور عشق و محبت بھرے اشعار اپنی خوبصورت

آواز اور مخصوص لَے کے ساتھ پڑھنے لگے۔ پھر اس قدر خوشبو پھیلی کہ میں بیدار ہو گیا۔ اور فوراً چارپائی سے اتر کر مودّبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ حضور نے مجھے اشارہ سے خاموش رہنے کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا تو محفل ہی کچھ اور تھی۔ جس میں حضور خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ، حضور سید سردار علی شاہ بخاریؒ، حضور سید شیر محمد گیلانیؒ، حضور سید قطب علی شاہ بخاریؒ کے علاوہ اور بھی کئی حضرات تشریف فرما تھے۔ چونکہ تحریر کردہ مشائخ کی میں نے تصاویر دیکھی ہوئی تھیں اس لئے پہچان گیا ورنہ باقی رونق افروز حضرات کو میں پہچاننے سے قاصر رہا۔ میرے اس وقت یہ کیفیت تھی، نہ بولنے کی ہمت اور نہ آنکھ جھپکنے کی، بڑی دیر بعد محفل برخاست ہوئی تو حضور قبلہ عالم نے مجھے فرمایا ''کسی سے اس بارے میں ذکر نہ کرنا'' پھر مجھ پر مدہوشی طاری ہو گئی۔ جو کہ دوسرے دن بھی جاری رہی۔

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات

سردیوں کے موسم میں حضور قبلہ عالمؒ ایک روز اپنے گھر سے ملحقہ حجرہ شریف میں جہاں آپ کے بعد از وصال ابتداء میں تبرکات رکھے گئے جلوہ افروز تھے حجرہ کے دو دروازے تھے ایک باہر کی جانب اور دوسرا گھر کی طرف کھلتا تھا۔ دوپہر کے وقت راقم السطور نے گھر کی طرف سے حجرہ شریف کا جونہی دروازہ کھولا تو اس قدر تپش محسوس ہوئی جیسے میرا چہرہ جھلس گیا ہو حالانکہ موسم سرما تھا اور حضور کے پاس کوئی انگیٹھی وغیرہ بھی نہیں رکھی ہوئی تھی دونوں دروازے بند تھے اور اندر قدرے اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ حضور کی چارپائی گھر والے دروازہ کے ساتھ شرقاً غرباً تھی اور آپ رو بقبلہ حالتِ مراقبہ میں تھے وجود اطہر بالکل ساقط تھا حتیٰ کہ سانس تک کی آواز محسوس نہ ہو رہی تھی وہ گرمی اور تپش میرے خیال میں حضور کے سوزِ محبت اور عشقِ دروں کی بدولت تھی میں نے فوراً دروازہ بند کیا اور واپس گھر چلا آیا لیکن مجھ پر آپ کے غلبہ جلال کا اثر اور رعب بدستور قائم تھا۔ اس روز علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل شعر کا مفہوم بصورت مشاہدہ میرے دل و دماغ پر نقش ہو گیا۔

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات　　　تیرے سینہ میں اگر ہے تو مسیحائی کر

حضرت شاہ شمس علیہ الرحمۃ کی زیارت

حضور قبلہ عالمؒ جب بھی ملتان تشریف لے جاتے تو مشہور مزارات پر ضرور حاضری دیتے۔ آپ شاہ شمسؒ، حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ، غوث بہاؤالحق اور شاہ رکنؒ عالم کی درگاہوں پر عموماً حاضری دیتے۔ ایک دفعہ غوث بہاؤالحق اور شاہ رکن عالم کی درگاہوں سے واپسی پر حضور نے کار میں سوار احباب سے اچانک فرمایا۔ کسی نے شاہ شمسؒ کو دیکھنا ہے تو سب نے جی ہاں میں جواب دیا۔ فرمایا یہ سامنے سڑک کے ساتھ جو بندہ مست مئے الست حال کھڑا ہے یہی شاہ شمسؒ ہیں لہٰذا سب اُن کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔

عارفِ رومؒ سے روحانی تعلق

قلندرِ زماں بابا فقیر محمد رمضان نے حضور کے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ کو فرمایا تھا کہ تیرا برتن میں نے سب کے آگے کیا کسی نے کچھ نہ ڈالا لیکن شاہ شمس تبریزؒ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ اب تم شاہ شمس کے پاس چلے جاؤ۔ آپ ان کے حکم پر ملتان تشریف لے گئے چالیس دن تک وہاں چلہ میں مصروف رہے۔ بابا جی علی گل فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی کتاب آسمان سے آہستہ آہستہ نیچے اتر رہی ہے نیچے آئی تو اس میں یہ لکھا دیکھا

''امیر، مومن، ناظمِ دینِ محمدؐ...... خواجہ حافظ گل محمد'' میں صبح بیدار ہوا اور خواب حضرت حافظ پاک کو سنایا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ آپ نے خواب کی حالت میں دیکھا ہے میں نے وہ سب کچھ جاگتی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ چلو چلیں ہمارا کام ہو گیا ہے گویا آپ کو شاہ شمس کی بارگاہ سے بھی فیض خاص ملا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ شاہ شمس تبریزؒ تشریف لائے اور فرمایا ''حافظ اپنا ہاتھ مجھے دو'' میں نے اپنا ہاتھ آپ کے دست انور میں دیا تو ارشاد ہوا ''ظاہر میں ہم نے جلال الدین رُومیؒ کو مرید کیا تھا اور باطن میں تجھے مرید کرتے ہیں'' حضرت خواجہ نہایت ہی عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے تھے۔ اور اسی نسبت سے عارف روم آپ کے پیر بھائی بنے۔ حضور قبلہ عالمؒ چونکہ اپنے والد ماجد کی عقیدت اور ذریعہء فیضان سے آگاہ تھے۔ اس لئے آپ اس نسبت کے باعث حضرت مولانا روم کو ''چچا رومی'' کہتے تھے۔ خلیفہ میاں غلام رسول قادریؒ کے نام ایک خط میں کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں ''چچا رومی صاحبؒ قیس کے قصہ کے آخر میں لکھتے ہیں کہ

عشقِ لیلیٰ نیست ایں کارِ من است   حسنِ لیلیٰ عکسِ رخسارِ من است

(کتاب ابرِ کرم ص ۸۳)''

مولانا روم سے محبت حضور قبلہ عالمؒ کو وراثت میں ملی تھی۔ مثنوی شریف سے آپ کو اسقدر شغف تھا کہ تمام معروف حکایات اور سینکڑوں اشعار آپ کو از بر تھے۔ حضور اپنی مجالس و محافل میں جب مثنوی شریف سریلی آواز اور مخصوص لے میں پڑھتے تو آپ کی اپنی ذات پر ایک خاص کیف چھا جاتا اور سامعین پر بھی وجد و حال طاری ہو جاتا۔ مولانا روم کے اشعار کی تشریح آپ بڑے کمال انداز میں کرتے ایک لفظ کے نئی نئی معانی بیان کرتے مولانا کے اشعار کی علامہ اقبال کے اشعار کے ساتھ تشریح فرماتے جب معانی و مفاہیم پنجابی میں سمجھانے لگتے تو ساتھ ساتھ پنجابی اشعار پڑھتے۔ جس طرح مولانا روم نے لکھنے میں کمال کر دیا اسی طرح آپ بیان کرنے میں کمال کر دیتے۔

حضور قبلہ عالمؒ کو مولانا روم سے خاص محبت و عقیدت تھی۔ اور جو فیض آپ کو مولانا روم کے کلام سے حاصل ہوا آپ نے ہمیشہ اسے عام کرنے کی کوشش کی۔ روزانہ مولانا کی کوئی حکایت یا کوئی شعر پڑھنا آپ کا شعار بن چکا تھا۔ ولی کامل حضرت بابا مستان شاہ مدنی بیان کرتے ہیں ''مجھے بھی حضرت مولانا رومؒ سے بے حد محبت و عقیدت تھی ایک مرتبہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ مولانا روم اور پیر کرم حسین مراقبہ کی حالت میں آمنے سامنے بیٹھے ہیں اور ان پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے''

بابو روشن دین سکنہ گڑھا محلّہ (منڈی بہاؤالدین) کے بیٹے محمد اسلم نے ترکی سے حضرت مولانا کی بعض تصاویر لا کر حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پیش کیں۔ جنہیں منگانی شریف ہجرت کے بعد حضور نے اپنے حجرہ شریف میں رکھا ہوا تھا۔ ان میں تین تصاویر تو اب تک مجھے یاد ہیں ایک میں حضرت مولانا اپنے پیر و مرشد شاہ شمس کے پاس حاضر خدمت ہیں۔ دوسری تصویر میں سماع خانہ کا عکس پیش کیا گیا تھا۔ حضرت مولانا ہال کے ایک طرف دست بستہ کھڑے تھے مثنوی خوان حضرات دیکھ کر مثنوی شریف پڑھ رہے تھے جبکہ مریدین آپ کے سامنے محو رقص تھے۔ (جو آج تک رقص مولوی کے نام سے مشہور ہے) اور تیسری تصویر میں حضرت مولانا ایک کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ آخر الذکر تصویر اب بھی میرے مملوکہ تبرکات میں موجود ہے لیکن اول الذکر دونوں تصاویر مجھ سے کہیں گم ہو گئیں۔

حضرت اخی قبلہ کی شادی خانہ آبادی

حضور قبلہ عالمؒ کا خیال مبارک اپنے بھائیوں کے ہاں حضرت اخی قبلہ کی شادی کرنے سے متعلق تھا لیکن بعض گھریلو وجوہات کی بنا پر حضور نے ان کا رشتہ حاجی میاں گل شیر احمد کے ہاں طے فرمایا۔ حاجی صاحب نو جوانی سے حضور کے ساتھ وابستہ تھے۔ بڑے صادق الیقین اور جانثار درویش تھے وہ اُن دنوں تھرمل پاور اسٹیشن ملتان کینٹ میں بطور انجینئر متعین تھے بعد میں ایکسین بنا دیئے گئے ان کی صرف ایک ہی بیٹی تھی اور کوئی اولاد نہ تھی حضور قبلہ عالمؒ نے حضرت اخی قبلہ کا رشتہ اُن کے ہاں طے فرمایا نکاح حضور نے خود پڑھایا لہٰذا 23 مارچ بروز جمعۃ المبارک بمطابق 19 جمادی الثانی 1404ھ کو شادی انجام پذیر ہوئی حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں بڑے اہتمام سے اوّل پیرزادہ امداد حسین صاحب اور بعد ازاں حضرت اخی قبلہ کی ہوئی شادی کا انتظام بڑے وسیع پیمانے پر کیا جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے منسلک لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔

حضرت اخی قبلہ کی برطانیہ روانگی واپسی پر حج بیت اللہ کی سعادت

حضرت اخی قبلہ کی شادی کے چند ہی ماہ بعد عمِ محترم پیرزادہ امداد حسین صاحب نے ویزہ بھیج کر سیر و سیاحت کے

لیے حضرت اخی قبلہ کو برطانیہ بلوایا لہذا آپ برطانیہ چلے گئے وہاں غالباً دو ماہ رہے پھر وہاں سے سعودی عرب آئے اور حج بیت اللہ کی سعادت اور روضہ رسول اللہ کی زیارت کے بعد 24 ستمبر 1984ء کو واپس پاکستان تشریف لائے۔

دربار پر مدرسہ کے ساتھ پرائمری سکول کا اجراء

حضور قبلہ عالمؒ نے دربار شریف پر دینی مدرسہ کے ساتھ ساتھ ایک پرائمری سکول کا بھی اجراء کروایا تاکہ دینی اور دنیاوی دونوں تعلیمات کا سلسلہ جاری ہو سکے حاجی مبارک علی نثار کے نام مئی 1984ء کے ایک خط میں حضور تحریر فرماتے ہیں۔

''ایک پرائمری سکول تیرے مرشد خانہ پر مزید جاری ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ اب ایک شعبہ حفظِ قرآن ایک شعبہ پرائمری سکول ایک شعبہ ناظرہ قرآن اور سب سے بڑا شعبہ اہل شریعت و طریقت کی آمد و رفت یہ سب توفیق ایزدی سے ہو رہا ہے۔''

حجازِ مقدس حاضری کا دوبارہ پروگرام

حضور قبلہ عالمؒ ایک زمانہ سے دیارِ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حاضری کے لیے بیقرار اور بیتاب تھے کئی دفعہ پروگرام بنا لیکن ہمیشہ کوئی مسئلہ یا علالت کی وجہ سے رُکنا پڑتا اب کی بار حضور نے پھر تیاری فرمائی اور مزید معلومات کے لیے تین عدد خطوط یکے بعد دیگرے ملک ربنواز صاحب کو ارسال فرمائے۔

باب (7)

سفرِ حجاز

سفرِ حجاز

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی طرح جب کبھی میرے شیخ کمال کی محفل پاک میں ذکر مصطفیٰ ﷺ چھڑتا تو حضور قبلہ عالمؒ بڑے درد اور شدت محبت کے ساتھ حرمین شریفین اور بالخصوص گنبد خضرا کی زیارت کی تمنا فرماتے اور حضور پاک کے روضہ اطہر اور جالیوں کو چوم لینے کی حسرت کا ذکر فرماتے۔ مدینہ طیبہ کی گلی کوچوں کی زیارت کرنے کا کئی بار تذکرہ یاران طریقت کے سامنے کرتے۔ ہمارے آقا کی ظاہری جسمانی حالت (بوجہ بیماری وکمزوری کے) ایسے کٹھن سفر کے لیے اجازت ہرگز نہ دیتی تھی۔ بلکہ اکثر ہم مشرب دوست اس بارے میں سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ہمارے ہادی اتنی شدید بیماری اور نقاہت و کمزوری کے عالم میں عرب شریف تشریف لے جائیں گے۔ بلکہ اکثر دیوانوں اور اپنے یار کے ناز برداروں کے دل اس سفر مبارک کا سن کر ہی دہل جاتے اور تڑپ جاتے کہ ہمارے حضور کی نازک طبع اس دور دراز سفر کی کس طرح متحمل ہو سکے گی۔ حضور قبلہ عالمؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ سفر حجاز سے پہلے بھی اکثر محفل کے اندر پڑھا کرتے۔

مکہ کی ہواؤں میں طیبہ کی فضاؤں میں — ہم نے تو جدھر دیکھا سرکارؐ نظر آئے
جب مسجد نبویؐ کے مینار نظر آئے — اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

جناب کے اہل و احباب تو اکثر حضور قبلہ عالمؒ کی صحت کے پیش نظر معذرت کے ساتھ اس سفر سے منع فرماتے تھے۔ مگر اس کے باوجود 1985ء کی پہلی سہ ماہی میں وہ گھڑی آ پہنچی اس نیلے آسمان نے وہ نظارا دیکھا کہ اس معصوم بچوں کی سی طبیعت والے نازنین نے جس کے دن بھی علالت کے باعث بستر پر گزرتے تھے۔ اور راتیں بھی بستر پر گزرتی تھیں۔ اپنے یار کی فرقت میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے والی ذات نے اپنے اہل و احباب اور مریدین کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ ہم کو اِسی سال اس سہ ماہی میں ضرور بضرور حرمین شریفین کی زیارت کے لیے جانا ہے۔ یہ وہ دن تھے جب سک متروں کی اپنے عروج پر تھی۔ یار کا بلاوا آ چکا تھا لہٰذا ایک ایک لمحہ یہاں رکنا دشوار نظر آ رہا تھا۔ فوراً 1985ء اور ماہ مارچ کے پہلے ہفتہ میں اپنے فرزندار جمند جناب پیر محمد اختر حسین صاحب کو ویزا اور کراچی سے جدہ اور وہاں سے کراچی کا خرچہ دیکر میاں اللہ بخش کمہار کے ساتھ کراچی جانے کا ارشاد فرمایا اور یہ حکم دیا کہ کراچی جا کر ملک محمد ربنواز سے کہو کہ فوراً میرے ویزا برائے سعودیہ کا بندوبست کرے اور اس سفر میں حرمین شریف کی زیارت کے لیے تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے۔ یہ حکم سن کر پہلے تو کانوں کو یقین نہ آ رہا تھا اور حیرانگی بھی ہوئی کہ اس بیماری اور کمزوری کی حالت میں میرے آقا یہ سفر کس طرح کریں گی۔ مگر جلد ہی خیال آیا کہ یہ تو مادی عقل کی اور دنیاوی فرزانگی کی سوچ ہے۔ یہ تو ہمارے ناقص عقل کی حد اور سوچ ہے جس کی ذات عقل اور مادی سوچ کے پیمانوں سے ماورا ہو۔ یہ وہ ذات تھی جس کی نبض پر اگر وقت کا ماہر ڈاکٹر۔ حکیم یا طبیب ہاتھ رکھتا تو وہ چونک کر آپ حضور قبلہ عالمؒ سے زندہ رہنے کی وجوہات تلاش کرتا اور دنگ ہو کر پوچھتا کہ آپ زندہ

کس طرح ہیں۔ آپ کے اندر نہ کوئی پھیپھڑا سلامت ہے نہ خون ہے۔ آپ بظاہر ہڈیوں کا ڈھانچا نظر آتے تھے۔ پاکستان کے اور انگلینڈ تک کے ڈاکٹروں نے آپ کے ایکسرے دیکھ کر اپنی رپورٹ میں لکھ کر دیا کہ یہ انسان زندہ نہیں ہے بلکہ ہمیں لگتا ہے کہ یہ ایکسرے زندہ انسان کے نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے تجربہ اور ریسرچ کی بنیاد پر ٹھیک ہی کہا تھا۔ ان کی سائنس یہی کہتی تھی۔ اور ٹھیک ہی کہتی تھی۔ مگر یہ ذات تو عشق اور روحانیت کا منبع تھی۔ جس کے کئی رنگ اور کئی ادائیں تھیں جس نے جب تک اور جتنا چاہا اس بزم میں موجود رہی۔

بہر کیف چونکہ حکم حضور کا تھا اس لیے تعمیل ارشاد ہونا ہی تھا۔ سن کر انتہائی دلی مسرت و شادمانی بھی ہوئی کہ مجھ حقیر پر یہ کرم کہ اپنی معیت میں اپنی نوکری کے لیے دیارِ حبیب ﷺ لے کر جا رہے ہیں۔ میرے لیے انتہائی خوشی کا مقام اس لیے بھی تھا کہ حضور کی خدمت کا موقع تنہا مجھ حقیر کو مل رہا تھا اور پھر وہ بھی سفر حرمین شریفین کے دوران۔ میری زندگی میں یہ موقع میرے لیے ساری زندگی کا سرمایہ ہے۔ اور میں اسے اپنے کریم آقا کے صدقے دو جہانوں کی نعمت سے کم نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ فقط اس پیارے کریم کا کرم اور ترس تھا کہ قرعِ فال بنام من

خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

ورنہ کہاں کوئی اس قابل تھا کہ اس کے جوڑے بھی سر پر سجانے کے قابل ہوتا۔

حضور کا نام لے کر سعودیہ ایمبیسی سے دو عدد ویزا حاصل کرنے کی سعی شروع کر دی۔ ہر سال کی طرح سعودیہ ایمبیسی پر بڑا رش تھا۔ مین گیٹ پر صبح اذان کے وقت سے ہی لمبی لمبی قطاریں لگ جاتی ہیں۔ بلکہ کئی لوگ تو خصوصاً اندرون سندھ سے آئے ہوئے سندھی لوگ تو راتیں بھی وہاں ایمبیسی کے گیٹ پر بسر کرتے تھے تاکہ صبح جلدی نمبر لگ سکے۔ قطاروں کو سیدھا رکھنے کے لیے اور امن وامان رکھنے کے لیے حکومت پاکستان کی پولیس کے سپاہی بھی وہاں تعینات ہوتے ہیں۔ چونکہ سعودی عرب جانے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے اس وجہ سے بھی رش ہوتا ہے۔ دوسرا بدقسمتی سے سعودی ایمبیسی کے عملے اور پولیس کی ملی بھگت سے وہاں بڑی اکثر بدنظمی دیکھنے میں آتی ہے۔ اکثر پولیس والوں کو وہاں ڈنڈے برساتے دیکھا اور دیارِ حبیب ﷺ جانے والے خاموشی سے سہے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے کہ زیارت حرمین شریفین کے لیے جانے والوں کے لیے خصوصاً حصول ویزا کا طریقہ کار سہل ہونا چاہیے۔

بہر کیف ہم نے حضور قبلہ عالمؒ کا ویزا تو جلد ہی ٹریول ایجنسی کے ذریعے حاصل کر لیا میں نے اپنے ویزا کی بھی ضروری دستاویزات اپنے محکمہ سے اور ایمبیسی سے لے کر بمع پاسپورٹ جمع کرا دیئے۔ کام کو جلد اور آسان کرنے والی ذات تو خود ہی ہوتی ہے کارساز بھی خود ہوتی ہے۔ بہانہ مجھ عاجز کے ہاتھ سے کرایا جلدی ہی دونوں ویزے ایک ہفتہ کے اندر اندر ہم کو مل گئے۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضور قبلہ عالمؒ کے ویزا کے حصول میں مجھے جناب محمد اقبال (برادر ملک شیر باز) کا بھی تعاون حاصل رہا۔ جو کہ کراچی شیرازی ٹریول ایجنسی میں بحیثیت ایک ملازم کے منسلک تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی اس تعاون کے بدلے ثواب دارین عطا فرمائیں۔ آمین

حضور قبلہ عالمؒ کی دربار عالیہ منگانی شریف سے برائے کراچی روانگی: دربار عالیہ سے روانگی اور کراچی تک کے مختصراً حالات و روداد حضور قبلہ عالمؒ کی ذاتی ڈائری سے چند اوراق کی مدد سے تحریر کئے جارہے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ کی ڈائری کے یہ وہ اوراق ہیں جو کہ حضور قبلہ عالمؒ نے دوران سفر مختصراً اپنے دست مبارک سے خود تحریر فرمائے۔ انہی اوراق میں جو کہ تین صفحات پر مشتمل ہیں آگے چل کر تھوڑے سے لمحات و اوقات حجاز شریف کے مقدس مقامات کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔ جن سے اس ناقص تحریر کو بڑی مدد اور سہارا ملا۔

اہم بات: یہ اہم بات اس لیے ہے کہ اس سے عوام کو اور بالخصوص حضور کے غلاموں اور مریدین کو بڑا افائدہ ہے اور ہورہا ہے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ میرے تقریباً سب پیر بھائیوں کے علم میں ہے کہ ہمارے آقا حضور قبلہ عالمؒ اپنی حیات مبارکہ کے مختلف ادوار اور مختلف وقتوں میں اپنی ذاتی ڈائری اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح کئی ڈائریاں بن گئیں جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ ان میں بعض جگہوں پر حضور کے ارشادات واحوال بھی درج ہیں جو کہ درویشان حق کے لیے انمول موتی ہیں۔

یہ چند اوراق مجھے جناب طائرِ لاہوتی، آقا کی شبیہہ واداؤں کے مصداق عاشق صادق جناب قبلہ من پیرزادہ و خانوادہ محمد طاہر حسین قادری مدظلہ العالی نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے مرحمت فرمائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ حضور قبلہ عالمؒ کی یہ مختصری تحریر سفر حجاز کے متعلق میرے پاس ہے رکھ لیں یہ تحریر آپ کی رہنمائی ومعاونت کرے گی۔ تحریر پا کر دل خوشی سے چمک اٹھا آنکھوں سے لگا کر چوما۔ تادم تحریر میرے پیش نظر ہے۔ اس اہم بات کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ میرے شیخ کمال پیر لاثانی حضور قبلہ عالمؒ کی تمام ڈائریاں، دیگر تحریریں، حضور کے تبرکات، لباس مبارک، مختلف زمانوں کے فوٹو مبارک، تسبیاں، موئے مبارک، جوڑے مبارک اور دیگر ہمارے سلسلہ کے اکثر مشائخ عظام کے تبرکات ہمارے جناب پیر محمد طاہر حسین قادری کے پاس باادب اور بحفاظت محفوظ وموجود ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ کے تمام تبرکات کو والہانہ طریقہ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور جمع کر کے باادب و بحفاظت رکھنا ہمارے اس پیر کی لاثانی صفت ہے۔ محبوب کی ہر ہر چیز کا محبوب ہونا محبؔ کی محبت کی نشانی وصفت ہوتی ہے۔ عشق جوں جوں پروان چڑھتا ہے محبت جوں جوں جوان ہوتی ہے اور عشق صدق کی سیڑھی پر جب پہلا قدم رکھتا ہے تو اس وقت عاشق ومحبؔ اپنے محبوب کے متعلقین ولواحقین بلکہ محبوب کی ہر ہر شے سے والہانہ عشق وادب کرنے لگ جاتا ہے۔

لہٰذا اسی اہم بات کے حوالے سے طالبان حق اور حضور کے درویشوں کو آگاہی اور گذارش ہے کہ دل کو چین اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے پانے محبوب کے تبرکات کی زیارت سے مستفید ہولیا کریں۔ اور اس کے لیے بالخصوص جناب قبلہ پیر محمد طاہر حسین قادری سے رابطہ کرلیا کریں۔ ان پاک تبرکات کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد اگر محبوب نظر نہ بھی آیا تو محبوب کی بوتو آئے گی اور بُوئے یار تو یار کے وصل کا پتہ دیتی ہے۔

☆ جس طرح لیلیٰ کی گلی سے گزرنے والے سگ کے پاؤں کو چوم کر مجنوں لیلیٰ لیلیٰ پکارتا نظر آتا ہے۔

☆ جس طرح حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کے پٹھے پرانے لہولہان کُرتے سے یوسف کے زندہ ہونے کی بو آتی ہے۔

اسی طرح ہر عاشق صادق کو اپنے یار کی ہر ہر شے سے بُوئے یار آتی ہے۔ اسی طرح یار کے تذکروں سے یار کی صحبتوں کی لذت و بو آتی ہے۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را گاہے گاہے باز خواں ایں قصہء پارینہ را

ترجمہ: کبھی کبھی سینہ کے داغوں کو زندہ کرنے کے لیے ان گزرے ہوئے پرانے قصوں کو بھی چھیڑ لیا کرو۔

اگر چہ حضور پُر نور شیخ اکمل قطبُ الاولیاء حضور قبلہ عالمؒ کراچی مجھ ناچیز کے ہاں تو 14 اپریل 1985ء کو پہنچے مگر گھر سے تو حضور 16 مارچ ہی کو رب تعالیٰ کے بھروسہ پر مصمم ارادہ فرما کر دیار حبیب حجاز مقدس روانگی کا عزم فرما کر گھر کو الوداع کر چکے تھے۔ کراچی پہنچنے سے اتنے دن پہلے ہی گھر کو الوداع کر دینا یہ حضور قبلہ عالمؒ کی گنبد خضرا کے مکین، سرور کائنات فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات تاجدار مدینہ جناب سرکار مدینہ نبی پاک محمد رسول اللہ ﷺ سے وارفتگی و محبت اور دیوانہ وار دیار حبیب پر پہنچنے کی تڑپ کا مظہر تھا۔

حضور اپنی ذاتی ڈائری میں فرماتے ہیں ''16 مارچ کو گھر کو الوداع کہی اور رب تعالیٰ کے بھروسے دیار حبیب حجاز مقدس کا عزم لے کر روانہ ہوا پینسرہ سے کچھ دوائی لے کر دوپہر کو خواجہ نور کے ہاں کھانا کھایا۔ ظہر سے فارغ ہو کر کمالیہ روانہ ہوا۔ خوشی محمد گجر کے ہاں دو دن قیام کیا وہاں سے حاصل پور مبارک علی نثار کے گھر دعوت پر گے۔ وہاں سے پھر گھر کو گئے۔''
حضور دوبارہ گھر پھر اس لیے گئے کہ ابھی دوستوں سے ملاقات کا سلسلہ جاری تھا جس جس کو پتہ چلتا تھا وہ زیارت وقدم بوسی کے لیے حاضر ہوتا تھا۔ چند گھڑیاں گھر میں قیام فرمانے کے بعد باقاعدہ طور پر عمرہ کی نیت باندھی دوستوں سے ملاقات کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ روانگی سے پہلے مسجد میں نفل ادا کیے۔ اس کے بعد حضور کار کے اندر جا کر بیٹھ گئے یوں دربار عالیہ منگانی شریف سے روانہ ہو کر سیدھے جھنگ صدر پہنچے وہاں قبلہ امی جان کی بیمار پرسی فرمائی اور حجاز مقدس جانے کی اجازت چاہی۔

وہاں سے حضور رات کو ملتان پہنچے۔ اور جناب میاں گل شیر احمد صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ صبح وہاں سے سندھ جانے کو کمر ہمت باندھی۔ جمعرات کو گھوٹکی پہنچے۔ وہاں پر چوہدری محمد یوسف آڑھتی کے ہاں قیام فرمایا۔ جمعہ شریف کو جناب ڈاکٹر علی محمد صاحب سندھی سے بھی ملاقات ہوئی جو کہ ایک قلندر صفت، رمز شناس، حق شناس اور جہاندیدہ انسان ہیں۔ جن کی صحبت سے دلوں کے بند پردے اور حجاب دور ہوتے ہیں۔ قلندرانہ اداؤں کے مالک ہیں۔ جو کہ ہمارے دادا اور پڑدادا پیروں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادری اور سردار الاصفیاء حضرت خواجہ سید سردار علی شاہ بخاری دہڑوی کے صحبت یافتہ ہیں ان کی صحبتیں اور ملاقاتیں بھی بڑی انمول ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے۔ حضور قبلہ عالمؒ اپنے کئی غلاموں کو ان کے پاس حاضر ہو کر چند گھڑیاں ان کی معیت میں گزارنے کا حکم فرماتے تھے۔ عام مشاہدہ بلکہ میرا ذاتی

مشاہدہ ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے سے دل کا زنگ دور ہو جاتا تھا۔ بڑے زبردست موحد اور وحدت الوجود کے داعی ہیں۔

پھر وہاں گھوٹکی میں قیام کے دوران ہی چند درویشوں اور یارانِ طریقت کو جن میں ڈاکٹر علی محمد سندھی، میاں محمد حسین کلس، میاں احمد بخش کمہار، ڈاکٹر امیر الدین، مہر عبدالمجید ہراج، اور حاجی احمد بخش صاحب کو ان کے اصرار پر کراچی بذریعہ ٹرین پہنچنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ حضور کے پروانے چاہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنے حضور کی خدمت اقدس میں گزاریں روانگی کے آخری وقت تک حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ اکثر دوستوں کو حضور قبلہ عالمؒ کراچی جانے سے منع فرما دیا تھا۔ کیونکہ سفر بھی لمبا تھا۔ اپنی محبت کی زبان میں تو حضور کا ہر غلام کہتا کہ اگر ہمارا بس چلے تو ہم حضور کو واپس لے چلیں ہم کو یہ جدائی گوارا نہیں۔ مگر یہ ذات تو کسی اور مشن کو پایہ تکمیل پہنچانا چاہتی تھی۔

سکھر سے کراچی روانگی اور قیام: گھوٹکی سے حضور بذریعہ کار سکھر کے لیے روانہ ہو گئے۔ کیونکہ سکھر سے کراچی تک کا سفر حضور نے بذریعہ ہوائی جہاز کرنا تھا۔ دو عدد سیٹیں پی آئی اے سے پہلے ہی بک (Reserve) کرالی تھیں۔ سکھر سے کراچی تک جناب حاجی محمد یار جوئیہ حضور کے ساتھ آئے۔ پی آئی اے کی فوکر F- 27 جہاز کی فلائٹ بذریعہ (Via) موہنجوداڑو تھی۔ جہاز چونکہ چھوٹا اور دوران پرواز زیادہ بلندی پر بھی نہ گیا تھا اور ہوا کے دوش پر وزن میں بھی ہلکا ہونے کی وجہ سے اس کی تھرتھراہٹ (Viberation) بھی زیادہ ہوئی جس کی وجہ سے فلائیٹ عموماً ناہموار (Unbalance) رہی جس کی وجہ سے اور حضور قبلہ عالمؒ کی نازک طبع کی وجہ سے حضور کو دوران پرواز تکلیف ہوئی۔ جس کی شکایت حضور نے کراچی ایئرپورٹ پر پہنچنے کے بعد کی۔ پھر فرمایا اس سفر میں سب تکلیفیں قبول ہیں۔ فرمانے لگے اللہ کرے اگلے سفر کراچی سے جدہ تک ایسی تکلیف نہ ہو۔ میں نے دست بستہ عرض کی حضور کو یہ تکلیف جہاز چھوٹا اور نیچی پرواز ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کیونکہ راستہ میں ایک اسٹیشن موہنجوداڑو کو اس نے بیچ Touch کر کے آنا ہے۔ اگلی فلائیٹ انشاء اللہ بڑے جہاز پر ہو گی۔ اس پر ایسی تکلیف نہیں ہو گی۔

14- اپریل 1985ء کو حضور قبلہ عالمؒ کراچی تشریف فرما ہوئے۔ دوسرے یارانِ طریقت کراچی پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ ایئرپورٹ پر مجھ عاجز سمیت جناب پیر جاوید اقبال صاحب، پیر بھائی جناب خالد محمود صاحب اور دیگر دوست چشم براہ تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ لاؤنج سے جونہی باہر تشریف لائے باری باری قدم بوس ہوئے چہرے پر تھکاوٹ کے کچھ آثار تھے۔ وہاں سے فوراً گاڑی پر بٹھا کر سیدھے گھر لے گئے۔

دوپہر سے قدرے بعد اور ظہر سے پہلے حضور گھر کراچی پہنچے تھے۔ حسب توفیق گھر میں حضور کے آرام فرمانے کے لیے انتظام کیا ہوا تھا۔ گھر پہنچنے پر سب اہل خانہ قدم بوس ہوئے حضور نے بچوں پر خصوصی شفقت اور ترس فرمایا۔ چند گھڑیاں آرام فرمانے کے بعد درویشوں کے لیے لنگر کی بابت پوچھا۔ عرض کیا تیار ہے فرمایا لے آؤ سب درویشوں کو کھلاؤ۔ میرے حضور اپنے غلاموں اور درویشوں کو لنگر عموماً اپنے سامنے کھلایا کرتے تھے۔ فرداً فرداً خیال فرماتے تھے۔

مہمان درویشوں کے لیے حضور کا جو لنگر تھا درویشوں کو پیش کیا گیا۔ تھوڑا سا حضور نے بھی تناول فرمایا۔ چند روز کراچی میں قیام فرمایا۔ چونکہ ویزا کیس سعودیہ ایمبیسی میں داخل کیا جا چکا تھا۔ ابھی واپس ویزے نہیں ملے تھے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر دونوں ویزے مل گئے۔ چند دن حضور قبلہ عالمؒ نے کراچی قیام کیا صبح و شام اور رات دن باغ و بہار بن گئے جن کے گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلا۔ وہ دن یادیں بن کر ہوا کے جھونکے کی طرح گزر گئے تھے۔

پہلے دن کا لنگر حضور کی آمد سے پہلے ہی تیار کیا جا چکا تھا جو کہ حضور نے بخوشی قبول فرمایا اور ساتھ ہی غلام ناچیز کو ارشاد فرمایا کہ اب جتنے دن تک ہمارا یہاں کراچی میں قیام ہے گھر کا لنگر ہماری مرضی اور ارشاد کے مطابق پکا کرے گا۔ چونکہ اب گھر کے مالک کا حکم تھا چوں چراں کی گنجائش نہ تھی اس لیے سر تسلیم خم کیا۔

حضور نے فرمایا کہ میاں محمد حسین کلس کو گوشت سبزی دکان دکھا دیں یہ خود جا کر لایا کریں گے۔ اس طرح حضور کے حکم کے مطابق گھر کا لنگر و کھانا جس میں اکثر سبزی ہوا کرتی تھی پکتا رہا۔ سبزی گوشت کا بیشتر خرچہ حضور قبلہ عالمؒ اپنی جیب سے ادا کر دیتے تھے۔ میرے اصرار کے باوجود حضور مجھے سختی سے منع فرماتے۔ اور فرماتے اب یہ میرا گھر ہے اور تم سب میرے لنگر کے افراد ہو اس لیے یہ لنگر میری مرضی پر ہی ہوگا۔ حضور قبلہ عالمؒ کی ذات عملی طور پر اس وقت سادہ زندگی کا نمونہ نظر آ رہی تھی۔ اہل خانہ اور بچوں پر بھی شفقت و محبت اپنی انتہا پر تھی۔ سب بچوں کو اپنے دست مبارک سے نقد انعام و اکرام دیا اور ڈھیر ساری دعاؤں اور پیار سے خالی دامن کو بھر دیا۔ بچوں پر اس شفقت کا اثر تا حال سب اہل خانہ محسوس کرتے ہیں۔

انہی دنوں میں حضور قبلہ عالمؒ ایک رات کے لیے جناب خالد محمود اور ان کے چچا زاد بھائی محمد صادقؒ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان صاحبان نے کراچی قیام کے دوران موقع غنیمت جانتے ہوئے حضور قبلہ عالمؒ سے ایک رات کے لیے دعوت منظور کرانے کی درخواست کی از راہ شفقت حضور نے منظور فرمائی بمعہ درویشوں کے شام 4 بجے کے قریب ان کے گھر فاران سوسائٹی نز دہل پارک تشریف لے گئے چھت پر کافی کھلا مکان تھا۔ حضور کی طبیعت بڑی خوش ہوئی مقدور بھر انہوں نے خدمت کی ثواب دارین اور ازلی محبت سے اپنا حصہ پایا۔ عصر کی نماز مل کر ادا کی۔ کافی ذکر جہر ہوتا رہا۔ پھر میاں محمد حسین نے کافیاں پیش کیں رات کے کھانے کے بعد کافی دیر تک حضور کی محفل برپا رہی دوسری صبح اہل خانہ سے اجازت چاہتے ہوئے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اور واپس ناچیز غلام کے ڈیرے پر تشریف لے آئے۔ اس دوران اہلیان کراچی سے دوست زیارت و ملاقات کے لیے تشریف لاتے رہے۔

کراچی سے جدہ تک کے سفری حالات: جدہ روانگی سے دو دن پیشتر جناب ڈاکٹر علی محمد صاحب اور جناب میاں محمد حسین کلس کے سوا باقی سب درویشوں کو واپس جانے کا حکم فرمایا۔ حسب ارشاد سب درویشوں نے روانگی کی تیاری کی۔ روانہ ہونے سے پہلے قدموں میں گر گئے۔ قدم بوس ہوئے معافی کی درخواستیں کیں دل کو تھامے ہوئے دوبارہ دیدار پر انوار کی تمنا کی اس طرح اجازت اور دعائیں حاصل کرتے ہوئے واپس چلے آئے۔ ساتھ ہی حضور قبلہ عالمؒ کا ویزا الگ کر

مل چکا تھا۔ایک دن بعد دوسرا ویزا بھی مل گیا اور ساتھ ہی حجاز مقدس روانگی کے لیے تیاری شروع ہوگئی۔ڈاکٹر علی محمد صاحب نے ساتھ جانے کی گزارش کی تھی مگر تاخیر ہو چکی تھی مگر خدا جانے کونسی مصلحت تھی کہ حضور قبلہ عالمؒ انہیں ساتھ لے کر نہ گئے اور ویزا بھی ان کا بروقت نہ مل سکا۔حضور نے میاں محمد حسین اور ڈاکٹر علی محمد صاحب سے فرمایا کہ آپ میری واپسی تک ادھر کراچی ہی میں ٹھہریں اور یہ حضرات حضور کی واپسی کے انتظار میں کراچی میں ہی ٹھہرے رہے۔پھر ایک دن روانگی کی گھڑی آ گئی۔حضور نے غُسل فرمایا۔عمرہ کی نیت کر کے گھر سے روانہ ہوئے۔حضور سے الوداعی ملاقات کے لیے ایئر پورٹ کراچی پر ڈاکٹر علی محمد سندھی اور میاں محمد حسین کلس کے علاوہ جناب پیر جاوید اقبال صاحب، ملک خالد محمود صاحب، محمد صادق، ملک شیر باز خان، ملک محمد افسر کے علاوہ چند ایک اور پیر بھائی تشریف لائے ہوئے تھے۔محبت و جدائی کے عالم کے پیش نظر سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔اسی عالم میں حضور سب سے شفقت و پیار کرتے ہوئے اندر لاؤنج ہال میں تشریف لے گئے اور باہر سارے دوست لپک لپک کر آخری دیدار کے لیے آخری وقت تک دل کو تسلیاں اس طرح دیتے ہوئے کھڑے رہے۔

سجن وداع کریندیاں نیناں چائے وین   نہ روؤ نینوں بھیڑیو ویکھن دیو نین

حضور قبلہ عالمؒ کے زیر سایہ اور حضور کی معیت میں یہ غلام حضور کا ضروری لباس اور اشیاء کا ایک چھوٹا بیگ اٹھائے حضور کے ساتھ ہی احترام و محبت سے اندر داخل ہوا۔حضور قبلہ عالمؒ اس وقت شلوار قمیض اور چار کونی ٹوپی پہنے ہوئے تھے خراماں خراماں قدم مبارک اٹھاتے ہوئے تشریف لے جا رہے تھے۔حضور پاک ایک خالی نشست پر بیٹھ گئے۔کیونکہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے سیٹ کے لیے بورڈنگ کارڈ **(Bording Card)** کا حاصل کرنا اور چند مزید ایمیگریشن **(Emigration)** کے ضروری مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ضروری مراحل سے گزرنے کے بعد حضور قبلہ عالمؒ جب آخری ڈیپارچر لاؤنج **(Departure Loung)** میں داخل ہوئے تو ابھی فلائیٹ کا ٹائم باقی تھا۔حضور نے اندر تازہ وضو فرمایا۔وضو کے لیے اندر اچھا اہتمام تھا۔

جلد ہی اعلان ہوا کہ تمام مسافر حضرات جہاز پر تشریف لے جائیں۔جہاز پارکنگ بے **(Bay)** پر ایئر پورٹ بلڈنگ سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔ایئر پورٹ کی اندر حدود میں **PIA** کی لگژری بسیں چلتی ہیں جو کہ مسافر حضرات کو جہاز کی سیڑھیوں تک پہنچاتی ہیں۔پی آئے اے کا 747 بوئنگ جمبو جیٹ جہاز تھا۔جس کے اندر جانے کے لیے تقریباً بیس بائیس سیڑھیاں چڑھنی پڑھتی ہیں۔حضور کی جسمانی نقاہت اور کمزوری کا یہ عالم تھا کہ حضور اس وقت بھی بمشکل چند گز یا چند قدم پیدل چل پاتے تھے۔اور اتنے بڑے جہاز کی سیڑھیاں چڑھنا تو حضور کے لیے اور بھی انتہائی مشکل تھا۔حضور کو اندر ڈیپارچر لاؤنج میں بھیجنے کے بعد میں ایمیگریشن کارڈ **(Emigration Card)** بھرنے اور اپنا بورڈنگ کارڈ لینے لگا۔تاکہ جلد سے جلد حضور کے پاس پہنچ جاؤں۔اسی اثناء میں جہاز پر جانے کا اعلان بھی ہو رہا تھا۔میں جلد سے جلد کارروائی

مکمل کرانے کے بعد لاؤنج میں داخل ہوا اتنی دیر میں حضور قبلہ عالمؒ ہمت کر کے پہلی ہی بس پر جہاز کے لیے روانہ ہو چکے حضور قبلہ عالمؒ کو اندر موجود نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی جونہی دوسری بس مسافروں کو لینے کے لیے گیٹ کے سامنے آئی میں دوڑ کر اس پر سوار ہو گیا۔ دوسری بس جب جہاز کی سیڑھیوں کے پاس رکی تو میں نے دیکھا کہ حضور قبلہ عالمؒ جہاز کی آدھی سے زیادہ سیڑھیاں اکیلے ہی چڑھ چکے تھے۔ غالباً تین سیڑھیاں باقی تھیں کہ حضور تھک کر وہاں سیڑھیوں پر ہی بیٹھ گئے تھے۔ ابھی حضور قبلہ عالمؒ سیڑھیوں پر بیٹھنے ہی پائے کہ بس سے اترتے ہی بھاگتا ہوا سیڑھیاں پھلانگتا ہوا لوگوں کو کراس کرتا ہوا اپنے آقا کے حضور پہنچ گیا اور فوراً ہی حضور کی کمر اور بغل مبارک میں ہاتھ رکھ کر حضور کو اوپر اٹھانے لگا تو حضور نے پانی مانگا۔ حضور نے اکیلے ہی بس پر سوار ہو کر اور اتنی سیڑھیاں چڑھ کر اپنی ہمت سے زیادہ کام کیا تھا۔ پھر ویسے بھی اپریل کا مہینہ تھا کراچی میں اس ماہ کچھ گرمی ہو جاتی ہے پانی لینے کے لیے میں فوراً بھاگ کر جہاز کے اندر گیا اور گلاس پانی کا لا کر فوراً پیش کیا۔ حضور نے چند گھونٹ پیے اور اٹھ کر جہاز کے اندر اپنی نشست پر آ کر تشریف فرما ہو گئے۔ کافی مسافر جہاز کے اندر پہنچ چکے تھے۔ حضور کے ساتھ والی سیٹ ابھی خالی تھی جس پر مجھے بیٹھ جانے کا حکم فرمایا اور میں بیٹھ گیا دل میں سوچ رہا تھا چونکہ حضور کی سیٹ کے لیے بورڈنگ کارڈ پہلے اور علیحدہ لے لیا تھا اور اپنا بعد میں لیا تھا۔ اس لیے دونوں سیٹیں علیحدہ اور دور دور ملی تھیں۔ میری سیٹ پر جو صاحب بھی آتا مجھے اس سے درخواست (Request) کرنی تھی کہ آپ برائے مہربانی میری نشست پر بیٹھ جائیں اور یہ میرے پاس ہی رہنے دیں۔ مگر آقا جب غلاموں کا نگہبان بن جائے تو کسی سے درخواست کرنے کی نوبت ہی نہیں آنے دیتا۔ لہٰذا جدہ اترنے تک کسی نے آ کر پوچھا تک بھی نہیں تھا اور میں نے حضور کے ساتھ اسی نشست پر ہی سفر کیا۔

جہاز کی روانگی میں ابھی چند گھڑیاں تاخیر تھی۔ ابھی دروازے بھی کھلے ہوئے تھے اور چاروں انجن بھی پوری رفتار اور زور سے چل نہیں رہے تھے۔ پھر مسافر حضرات بھی کافی تعداد میں آ چکے تھے۔ اس لیے جہاز کا ایئر کنڈیشنڈ پوری طور پر کام نہیں کر رہا تھا۔ اندر گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔ میں نے ہاتھ والا دیسی پنکھا نکالا جو کہ ساتھ ہی لے گیا تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ کو جھلنا شروع کر دیا تھا۔ میں حضور قبلہ عالمؒ کے اس تحمل اور برداشت و ہمت پر حیران تھا واقعی میرے حضور کی ہمت و قوت برداشت اور تحمل پہاڑوں سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ حضور کی جسمانی کیفیت کو دیکھ کر آپ کے لیے ایسے سفر کا کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ مگر یہ سفر تو عشق و مستی کا سفر تھا جو روحانیت کی قوت پر کیا گیا نہ کہ جسمانی قوت پر ساری عمر اس خاکی جسم اطہر کو ہرا نہیں ہونے دیا۔ آپ کا جسم اطہر بظاہر فقط ہڈیوں کا ڈھانچا نظر آتا تھا۔ اگر آپ کے جسم مبارک کے وزن کے متعلق کوئی تصور کرتا تو یہی سمجھتا تھا کہ حضور کو ایک ہاتھ سے ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔ مگر جب کبھی حضور کے پلنگ مبارک کو جس پر حضور تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا ہوتا تو دو تگڑے اور زور آور جوانوں کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ اور وہ بھی جب اٹھاتے تو اپنی پوری قوت لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ حضور کے اس نازک اور کمزور بدن مبارک کے اتنے وزن ہونے پر سب حیران ہو جاتے تھے۔ پتہ نہیں کتنے عالم اور مخلوق کا وزن حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے

کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔

بہر کیف جب میں نے حضور کو پنکھا جلھنا شروع کیا تو حضور کی طبیعت کو کچھ قرار آیا اور سکون ملا۔ تو اس دوران حضور نے نہایت شفقت اور شان کریمی کے ساتھ مجھ ناچیز حقیر کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ شکریہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ فرمایا تیرا بہت بہت شکریہ اور بھلا ہو تیرا۔ حضور کے یہ الفاظ سن کر میں خوش ہونے کی بجائے اس ذات کی عظمتوں اور احسان کے نیچے دبا جا رہا تھا۔ کیونکہ مجھے اپنی کم عقلی' نالائقی اور حقیری کا احساس تھا۔ حضور کی ذات اس شان رحیمی کا مظہر نظر آ رہی تھی۔

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا   خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

اتنی دیر میں جہاز روانگی کے لیے پر تول رہا تھا۔ دروازے بند ہو چکے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ اٹھے اور مجھ سے اِحرام والا لباس مانگا اور احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کئے اور مجھے بھی احرام باندھنے کا حکم فرمایا۔ اتنے وقت جہاز ہوا کے دوش پر اڑ رہا تھا۔ کپتان نے جہاز کو زمین سے اٹھانے Take Off کا عمل بڑے احسن طریقے سے کیا۔ جہاز کافی بلندی پر جا چکا تھا۔ فلائیٹ ہموار Smooth ہونے کی وجہ سے حضور کی طبیعت مبارک بڑی خوش اور متحمل Normal تھی۔ جو تکلیف سکھر سے کراچی تک آنے میں ہوئی تھی اس کا احساس ختم ہو گیا تھا۔ یہ جہاز چونکہ بڑی جسامت (Wide Body) کا تھا۔ جس کے اندر تقریباً پونے پانچ سو مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ چار انجن بڑی پاور والے لگے ہوتے ہیں۔ اس کے اندر مال گاڑی جیسے سات ڈبے تیل کے آتے ہیں۔ اور ہر ایک انجن ایک سیکنڈ میں ایک گیلن تیل کا کھاتا ہے۔ اسی طرح کئی صفتوں کا مالک یہ دیو ہیکل جہاز جو کہ اگر کھڑا کیا جائے تو ایک ایکڑ زمین تک اس کے دونوں پر اور ناک سے دم تک جگہ گھیرتا ہے۔ کئی ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے یہ حجاز مقدس کی طرف رواں دواں تھا۔ سارے راستے میں جو کہ تقریباً چار گھنٹے کا تھا آقا و مولا حضور قبلہ عالمؒ طلبیہ' تسبیح اور درود و سلام پڑھتے رہے۔ ساڑھے آٹھ بجے جہاز پر سوار ہوئے اور ساڑھے بارہ بجے جدہ ایئر پورٹ پر اتر گئے۔ پاکستان اور سعودیہ عریبیہ میں دو گھنٹے وقت کا فرق ہے۔

جدہ ایئر پورٹ پر آمد اور سوئے کعبہ روانگی: جدہ میں عبدالعزیز انٹرنیشنل ایئر پورٹ کافی وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ بلڈنگ بھی کافی بڑی اور خوبصورت تھی۔ پاسپورٹ پر دخول (Entry) لگنے اور کسٹم ہال سے گزرنے کے بعد جونہی باہر آئے تو حضور قبلہ عالمؒ کے پیارے درویش لالہ محمد حنیف اور ملک محمد اکبر بمعہ کار وقت سے پہلے انتظار میں کھڑے تھے۔ دور سے ہی نظروں سے نظریں مل گئیں وہ دوڑ کر قریب پہنچے اور والہانہ طریقہ سے حضور قبلہ عالمؒ کے قدم بوس ہوئے۔ ایئر پورٹ پر میرے برادر ملک محمد توقیر اور ملک محمد ضمیر بھی موجود تھے۔ وہ بھی بمعہ گاڑی آئے ہوئے تھے۔ ان حضرات کو پہلے سے ہی ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع دی ہوئی تھی وہاں ملاقات سے دل بہت خوش ہوا۔ وہاں سے ملک محمد اکبر کی کار میں بیٹھ کر جدہ سے مکہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔

خانہ کعبہ کا طواف' اور عمرہ شریف کی ادائیگی: حضور آقا و مولا چونکہ کراچی سے جدہ تک کے سفر میں تھک

گئے تھے۔ایئر پورٹ سے جدہ شریف جاتے ہوئے راستہ میں جدہ شہر میں چند گھڑیاں احرام ہی کی حالت میں لالہ محمد حنیف کے گھر رکے۔تازہ وضو فرمایا۔لحظہ بھر ستانے کے بعد سوئے حرم چل پڑے۔ملک محمد اکبر صاحب کی کار چوڑے روڈ پر خراٹے بھرتے جارہی تھی۔جلد ہی اس شہر میں پہنچ گئے جوروئے زمین پر اس زمین کا مرکز ہے۔خدا کے اس گھر کے سایہ میں پہنچنے والے تھے جس کا طواف حضرت آدمؑ سے لے کر ختم المرسلین امام الانبیاء حضرت محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ ﷺ تک کل انبیاء اور رسل نے کیا۔جدہ سے مکہ شریف سفر کے دوران بھی سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل فرماتے ہوئے حضور لبیک اللّٰھم لبیک اور مختلف ذکر واذکار کا ورد فرماتے ہوئے اللہ کے اس گھر میں حاضر ہورہے تھے۔ملک اکبر باب الحرم کے مین دروازے پر اتار کر گاڑی پارک کرنے چلے گئے۔اس اثناء میں حضور قبلہ عالمؒ نے لالہ محمد حنیف اور اس عاجز کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور بڑے دروازہ سے داخل ہوکر اندر حرم شریف کی طرف چل پڑے۔حضور اس وقت سر مبارک کو قدرے جھکائے بڑی عاجزی ومتانت کے ساتھ خانہ خدا کی حاضری وزیارت کے لیے تشریف لارہے تھے۔جونہی خانہ خدا پر پہلی نظر پڑی آپ حضور رک گئے۔اس وقت عظمت وجلال کا عالم تھا ہاتھ باندھے چند گھڑیاں کھڑے رہے پھر آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔دعا کے لیے ہاتھ اٹھ گئے ہم نے بھی اقتدا میں ہاتھ اٹھا دیئے۔حضور کی ہر ادا ودعا پر آمین آمین پکارتے رہے۔کچھ دیر اپنے مولا سے التجائیں اور راز ونیاز ہوتے رہے۔دعا کے ختم کرنے کے بعد کچھ مزید آگے تشریف لے گئے خانہ کعبہ سے چند گز دور حرم شریف کی آخری سیڑھیوں کے قریب حضور نیچے بیٹھ گئے لال رنگ کے قالین بچھے ہوئے اور پنکھے چل رہے تھے۔اتنی دیر میں ملک محمد اکبر صاحب بھی آ گئے تھے۔پھر حضور نے طواف کعبہ کا ارادہ فرمایا۔اللہ کی مخلوق دیوانہ وار طواف کعبہ میں مصروف تھی۔اس رش میں حضور کا طواف کرنا ناگزیر تھا۔پھر سات چکر بھی پورے خانہ کعبہ کے حضور کے لیے مشکل تھے۔وہاں پر سعودیہ حکومت نے مریض زائرین کے لیے طواف کے لیے ڈولیاں اور صفا ومروہ کی سعی کے لیے ریڑھیاں حرم شریف کے اندر ہی رکھی ہوئی ہیں۔محکمہ اوقاف کا اندر دفتر بنا ہوا ہے اور ان کے قبضے میں ہوتی ہیں۔پھر حضور کو طواف کے لیے ڈولی حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ڈولی کو اٹھانے کے لیے تین خوش قسمت لمبے قد سانولا رنگ اور یمنی شکل وشباہت والے جوان میسر آ گئے۔جنہوں نے ڈولی پر بٹھا کر حضور کو مکمل طواف کرایا جن کے ساتھ ساتھ ہم حضور کے غلام بھی حضور کے سایہ میں طواف کرتے رہے ان جوانوں کو پچاس ریال اجرت دی گئی۔وہ لمحات بھی بڑے دیدنی تھے کہ طواف کعبہ کے دران اللہ کی ساری مخلوق۔اللہ کے فرش پر اللہ کے گھر کا طواف کررہی تھی اور اللہ کا یہ محبوب بندہ ہمارے آقا ومولا سب کے سروں پر ڈولی میں بیٹھ کر کعبہ کا طواف کررہا تھا۔ان یمنی نوجوانوں نے دو اگلی جانب اور ایک پچھلی جانب درمیان میں ہوکر پوری ڈولی کو اپنے سروں پر اٹھا رکھا تھا اور اس شان کے ساتھ حضور طواف فرمارہے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے بھی اس محبوب پر رشک کررہے ہوں گے۔

طواف کعبہ کے بد مقام ابراہیمؑ پر حضور تشریف لائے۔حضرت ابراہیمؑ کے نقش پا صاف نظر آرہے ہیں۔اللہ رب

العزت نے اپنے کلام قرآن مجید فرقان حمید میں اس مقام کو اپنی جائے نماز بنانے کا حکم فرمایا۔ پائے ابراہیمؑ کی زیارت کے بعد آپ حضور نے یہاں نوافل ادا فرمائے اور دعا مانگی۔ اس کے بعد صفا و مروا پر سعی فرمائی طواف کعبہ اور اس سعی کا ذکر حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی تحریر میں کچھ مختصراً اس طرح فرمایا ہے۔

''لالہ محمد حنیف' ملک ربنواز' ملک محمد اکبر کی کار میں بیٹھ کر جدہ سے مکہ شریف گئے ڈولی میں بیٹھ کر طواف کیا۔ کرسی پر بیٹھ کر ربنواز نے خوب سعی کرائی مروہ شریف میں سر منڈایا اور عمرہ ادا ہو گیا۔ الحمدللہ رب العالمین اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلعم۔ تھکاوٹ کی وجہ سے جدہ چلے گئے وہاں دو دن آرام کیا۔''

عمرہ مبارکہ کے سارے مراحل کے دوران سعی کا مرحلہ میرے لیے سب سے زیادہ مشکل تھا۔ صفا و مروہ شریف کی دو پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانے کے لیے حرم شریف کے اندر ہی سے محکمہ اوقاف والوں کے پاس سے اپنے پاسپورٹ جمع کرا کے ایک ریڑھی حاصل کی جس پر بیٹھ کر حضور قبلہ عالمؒ نے ان پہاڑوں کے درمیان سات چکر لگائے جہاں اللہ کی ایک نیک بندی حضرت ہاجرہؓ نے پانی کی تلاش میں دوڑ دوڑ کر چکر لگائے تھے۔ یہ سعی اسی نیک بی بی کی سنت ہے۔ بغیر رکے ہوئے ریڑھی پر بٹھا کر حضور کو سعی کرانے کی سعادت حاصل کی۔ جب سعی مکمل ہو چکی تھی تو میں پسینہ میں شرابور ہو چکا تھا۔ کمر والا کپڑا ڈھیلا ہو چکا تھا۔ سعی مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

وہاں ہی مروہ شریف کی پہاڑی پر جو کہ تراش کر اب چھوٹی اور قدرے ہموار کر دی گئی ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے پانچ ریال دے کر سر منڈایا۔ اس کے بعد عمرہ ادا ہو گیا۔

حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت مبارک چونکہ عمرہ کے تمام مراحل میں سے گزرنے کے بعد کافی تھک چکی تھی۔ لہٰذا جدہ شہر میں جا کر لالہ محمد حنیف کے ڈیرہ پر دو دن آرام فرمانے کا پروگرام بنایا۔ اپنی ڈائری میں ایک جگہ حضور فرماتے ہیں۔

''بیت اللہ شریف کسی بھی دروازے سے کم از کم چار ایکڑ سے کم نہیں ہے کافی سفر ہے میرے لیے مریض ہونا بھی کافی سفر لگتا تھا۔ الحمدللہ آنکھوں نے وہ کچھ دیکھا جو ابتدائے خیر ہے۔''

حرم شریف سے باہر نکلتے وقت حضور نے مجھ عاجز کو فرمایا میرا گھوڑا بن جاؤ اٹھا کر مجھے باہر سڑک تک لیجاؤ۔ لہٰذا حضور کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر میں باہر سڑک پر لے آیا ننگے پاؤں تھے۔

جدہ میں قیام اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت: عمرہ مبارک کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر آرام فرمانے کے لیے حضور جدہ شہر کی شاہراہ سطین حی البوادی میں لالہ محمد حنیف کے مکان پر تشریف لے آئے۔ دو دن آرام فرمانے کے بعد اس تیاری میں مصروف ہو گئے کہ مکہ شریف کے گرد و نواح میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت فرمائی جائے۔ ان آرام کے دنوں میں بھی حضور کی ریاضت و بندگی میں کچھ کمی آنے کی بجائے اور بڑھ گئی تھی۔ نماز پنجگانہ، تہجد، چاشت، اشراق اور دیگر نوافل و ذکر و اذکار کے بعد جو بھی وقت بچ جاتا آپ حضور کعبہ کی عظمت و جلالیت اور صفا و مروہ کی نشانیوں کا تذکرہ فرماتے رہتے۔

زیارت پر تشریف لے جانے سے ایک یوم پہلے حضور نے سنت کے مطابق ریش مبارک کا خط بنوانے کا پروگرام بنایا۔ لالہ محمد حنیف سے فرمایا کہ ضروری اوزار لے آئیں۔ لالہ جان ضرور یہ اوزار اور کنگھی قینچی لے کر حاضر ہو گئے۔ حضور نے پہلے لالہ سے فرمایا کہ آپ اپنے ہاتھ سے ہمت کرو اور میرا خط بنا دو۔ لالہ صاحب تیار ہو گئے مگر شاید ادب و رعب کی وجہ سے ان کا ہاتھ نہ چل سکا۔ تو حضور قبلہ عالمؒ نے اس عاجز غلام کو فرمایا کہ تم ادھر آؤ اور میرا خط بناؤ۔ میرے لیے بھی یہ زندگی کا پہلا تجربہ تھا۔ میں دل میں کچھ پریشان ہوا کہ جب لالہ جان سے یہ کام نہیں ہو سکا تو مجھ سے کیسے ہوگا۔ چونکہ انکار کی بھی گنجائش نہ تھی فوراً حاضر ہوا۔ دوزانو بیٹھ کر اللہ کا نام لے کر مطلوبہ جگہ کو ہاتھ اور پانی کی مدد سے نرم کیا اور ریزر سے خط بنانا شروع کر دیا۔ اتنا صاف اور پیارا خط بنا جیسا کہ یہ کام ازل سے کر رہا ہوں۔ حضور قبلہ عالمؒ بھی بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ سفر کے دوران میرے نبی ﷺ کے نائی (حجام) حضرت عمر فاروقؓ ہوا کرتے تھے آج تم میرے نائی ہو۔ اس انوکھے لقب اور انعام پر دل اتنا خوش ہوا کہ اس محبت کی حلاوت آج تک میرے سینے میں محسوس ہو رہی ہے۔ اور یہ بھی میری زندگی میں ایک ایسی سعادت نصیب ہوئی جس کا کوئی بدل نہیں۔

جدہ پہنچنے کے دوسرے دن دوپہر کی دعوت ملک محمد اشرف و ملک محمد اکبر برادران نے دی جو کہ لالہ حنیف کے کفیل ہیں۔ بڑی خاطر مدارت حضور کی انہوں نے کی۔

جزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین

دوسری شام برادر ملک توقیر حسین دعوت دینے کے لیے تشریف لے آئے۔ کمال شفقت سے حضور نے قبول فرمائی۔ وقت مقررہ پر وہ گاڑیاں لے کر آ گئے انہوں نے بھی بڑی خاطر تواضع کی حضور نے فقط دو تین لقمے اور ایک کپ قہوے کا لیا مگر یاروں کی موج بنی رہی لالہ محمد حنیف اور ملک محمد اکبر بھی ساتھ تھے حضور نے رات کا قیام بھی وہاں ہی فرمایا دوسرے دن الصبح واپس لالہ کے گھر تشریف لے آئے۔

دو دن آرام فرمانے کے بعد تقریباً 3 بجے بعد جمعہ شریف حرم شریف روانہ ہوئے۔ وہاں سے سیدھے میدان عرفات میں جبل رحمت کی زیارت کی۔ پھر مزدلفہ گئے۔ مشعر حرام دیکھا پھر منا میں مسجد خیف میں نفل ادا کیے عصر کی نماز پڑھی عرفات میں مسجد نمرہ بند تھی وہاں نماز نہ پڑھ سکے۔ میدان عرفات میں خوب دعا مانگی۔ جمرہ عقبٰی، جمرہ وسطیٰ جمرہ اولیٰ دیکھے (جہاں تینوں شیطانوں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں) لاحول کا وظیفہ پڑھا۔

پھر مغرب کی نماز مکہ ہوٹل میں پڑھی چائے پی کر وضو فرمایا۔ ساڑھے سات بجے شام حرم شریف میں دوبارہ داخل ہوئے۔ نماز عشاء با جماعت ادا کی دیگر نوافل آداب ادا کرنے کے بعد حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینے کا ارادہ فرمایا۔

حجر اسود کا چومنا اور بیت اللہ کو خطاب:

1- مخلوق خدا بیت اللہ شریف کے طواف میں مگن تھی اور حسب دستور حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے لیے

عاشقان خدا کا ہجوم تھا۔ کہ اسی عالم میں شہباز لامکانی، راز دار حقانی، قطب ربانی، پیر لاثانی سیدی ومرشدی حضور قبلہ عالمؒ اپنے آقا و مولانا و ملجا حضور نبی پاک ﷺ کی سنت کی پیروی فرماتے ہوئے اس بابرکت پتھر (حجر اسود) کو بوسہ دینے کا اشتیاق وارادہ فرما رہے تھے۔ ہم غلاموں کو ارشاد فرمایا کہ میرے دائیں اور آگے پیچھے رہ کر مجھے حجر اسود کے قریب لے چلو۔ چونکہ ہجوم کی وجہ سے حجر اسود تک پہنچنا مشکل ہوتا ہے اور بڑی ہمت کا کام ہوتا ہے۔ اکثر لوگ ایک دوسرے کو دھکیل کر آگے چلے جاتے ہیں۔ مگر حضور قبلہ عالمؒ نے ہم سب کو بڑی سختی سے تنبیہہ فرمائی کہ خبردار کسی اللہ کے بندے کو دھکیل کر یا تکلیف دے کر آگے نہیں جانا۔ اگر اللہ کو منظور ہوا تو کوئی سہل موقع نصیب ہو جائے گا۔ اللہ کا نام لے کر ہم حضور کو اپنے بازوؤں کا گھیرا ڈالے ہوئے حجر اسود کے قریب لے جانا چاہا۔ مگر ہجوم کی زیادتی کی وجہ سے حضور نے واپس ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا ایک تو اِس طرح زور دینے سے مخلوق خدا کو تکلیف ہوتی ہے اور اس طرح ہمارا اپنا بھی دم گھٹتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حکم فرمایا کہ اب اٹھو اور مجھے آگے لے چلو ہم دوبارہ حضور کے گرد گھیرا ڈالے آگے لے کر گئے۔ تو رب کعبہ نے اپنے محبوب بندے کے ارادہ کو دیکھتے ہوئے حجر اسود تک پہنچنے کا راستہ مہیا فرما دیا۔ حضور نے بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ تسلی سے حجر اسود کو بوسے دیئے۔ پھر رکن یمانی کو بوسہ دیا ملتزم کو ہاتھ لگا کر خوب دعا مانگی۔ حطیم میں نفل ادا فرمائے ایک موقع پر حضور پرنور غلاف کعبہ سے لپٹ گئے اور گڑ گڑا کر اپنے مولا سے دعائیں فرما رہے تھے اپنے ایک ایک مرید کو اس موقع پر یاد فرما رہے تھے یہ گنہگار کمترین غلام اس وقت حضور کے دائیں کندھے مبارک کے بالکل قریب پچھلی جانب کھڑا تھا اور حضور کی ہر ہر دعا پر آمین کہتا جا رہا تھا۔ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ روتے روتے حضور کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔ حضور کو اس عالم میں دیکھ کر میرا دل پسیج کر رہ گیا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ حضور سے لپٹ جاؤں اور پیچھے ہٹا کر عرض کروں میرے آقا اس درد وتڑپ سے نہ روئیں آپ کا رونا دیکھ کر تو عرش بریں کے فرشتے بھی رو رہے ہوں گے۔ آپ کا اس حالت بیماری میں یہاں حاضر ہو جانا کیا کوئی کم ہے۔ آپ اس طرح آہ وبکا کیوں کرتے ہیں۔ مگر ڈر اور ادب کی وجہ سے یہ جرات نہ کر سکا۔ کافی دیر تک حضور کی یہ کیفیت رہی۔ مگر یہ تو اللہ کی برگزیدہ ہستیوں کا طریقہ رہا ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر کبھی عشق ومستی کی حالت میں اور کبھی آہ وزاری کی حالت میں اپنے مولا سے التجائیں کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں۔ جو جتنا مقرب ہوتا ہے وہ اتنا ہی محتاط ہوتا ہے کیونکہ ان کے پیش نظر تو اللہ کی نورانیت اور عظمت وجلال ہوتا ہے۔ ویسے بھی خانہ خدا تو جلالی مقام ہے۔

-2 ان دعاؤں اور التجاؤں کے بعد حضور حجر اسود (جو کہ خانہ کعبہ کے ایک کونے پر نصب ہے) سے تقریباً 40- گز دور ہٹ کر بیٹھ گئے اور غلاموں کو فرمایا کہ آب زم زم لے آؤ۔ آب زم زم لانے پر حضور نے پہلے خوب پیا ہم سب کو بھی پینے کا حکم فرمایا پھر حکم فرمایا کہ آب زم زم میرے اوپر اور میرے کپڑوں پر ڈالو ہم ادب سے چھڑکنے لگے۔ فرمایا خوب ڈالو۔ پھر خود ہی اپنے چہرہ مبارک، بازوؤں، اور پنڈلیوں کو اپنے ہاتھوں مبارک سے تر فرما لیا۔ اس وقت اس

مردِ قلندر، صاحب وقت ہادی دو جہاں پر عجیب کیفیت اور حالت طاری تھی۔ حضور پر عشق و مستی اور جلالیت کا غلبہ تھا۔ چہرہ مبارک تمتما رہا تھا۔ آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح سرخ تھیں۔ حضور کی جانب آنکھ بھر کر دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اسی عالم بے تابی اور جذبہ عشق و مستی میں حضور قبلہ عالمؒ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک ہوا میں بلند فرمایا اور جھٹکا دے کر خانہ خدا اور اس پتھر (حجر اسود) کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے با آواز بلند فرمایا "اوئے کعبہ، اوئے حجر اسود" ذرا غور سے سن لو میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میرا نبی ﷺ تمہارے پاس آیا ہے۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں اور حجر اسود تمہیں اس لیے بوسہ دیا ہے کہ میرے نبی ﷺ کے یار صدیق و عمر، عثمان و علی تمہارے پاس آئے اور تمہیں بوسہ دیا۔ میرا پیر شیخ کمال تمہارے پاس آیا اس لیے ان کی پیروی اور سنت پر عمل کرتے ہوئے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ ورنہ میں ہرگز تمہارے پاس نہ آتا نہ مجھے ضرورت تھی اور میرا نام بھی اس لسٹ میں لکھ لو۔"

اے درویشان حق سچ تو یہ ہے کہ ہمارے حضور کے یہ کلمات مبارکہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں اور اس سارے سفر حجاز مقدسہ کی جان ہیں۔ حضور کا ایک ایک جملہ اپنے اندر ہزار ہا معنی اور راز چھپائے ہوئے ہے۔ بلکہ حاصل زندگی اور مقصود زندگی یہی ہے کہ اپنے یار کی اداؤں کو اپنانا اور محبوب کی پیروی کرنا۔ مجھ جیسے کور اور کم عقل کے بس کی بات نہیں ہے کہ یار کی حقیقتوں اور رازوں کا ادراک کر سکے۔ مگر اتنا ضرور سمجھ میں آیا کہ ہمارے حضور جہاں شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت میں مکمل و اکمل تھے۔ جہاں ظاہراً اور باطناً بلند مقام پر فائز تھے۔ ان رفعتوں کے باوجود سنت و شریعت مطہرہ کے مطابق اس ظاہری زیارت حرمین شریفین والے جز اور عمل کو بھی عملی طور پر پورا فرمانا چاہتے تھے۔ تاکہ ظاہری اور باطنی طور پر اپنے نبی ﷺ کی یہ ایک سنت بھی پوری ہو جائے جو کہ حضور نے زندگی کے ان نازک ایام میں بڑے ذوق و شوق اور جرات و ہمت سے ادا فرمائی۔ اور غلاموں کو یہ سبق دے گئے۔

"کہ اپنے یتیم اپنے یار کی اداؤں پر مر مٹنا اس کے نقش پا کو کعبہ بنا لینا اور اسے سر پہ سجا لینا یہی تاج خسروی ہے یہی اصل زندگی اور حاصل بندگی ہے۔" علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

تیرا نقش پائے اقدس جو ملے تو سر پہ رکھ لوں ۔۔۔ کہ میرے لئے تو آقا' یہی تاج خسروی ہے
تیرا عشق جان ایماں' تیری یاد دل کی تسکیں ۔۔۔ تیرا غم رہے سلامت' یہی اصل زندگی ہے

سوئے مدینہ کا سفر: حرم پاک میں دوبارہ بیت اللہ شریف کی زیارت اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد 12- بجے شب ملک محمد اکبر کی کار میں بیٹھ کر سوئے مدینہ منورہ عازم سفر ہونے کا پروگرام بنا۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ۔۔۔ کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مکہ شریف سے مدینہ شریف کو دو طرفہ ڈبل سڑک جاتی ہے۔ ملک صاحب اپنی پوری رفتار سے کار کو چلائے جا رہے تھے۔ ایک کین آب زم زم کا بھی ساتھ رکھا ہوا تھا۔ تقریباً 1 بجے شب ایک پٹرول پمپ پر سے تیل لیا اور ساتھ ہی

ایک ہوٹل سے خالص عربی قسم کے چاول اور مرغی روسٹ نصیب ہوئی اس کے بعد سفر جاری رہا۔

چار بجے مدینہ منورہ کی چوکی پر رکے اور کار سے اتر کر حضور قبلہ عالمؒ نے وضو فرمایا پھر نہایت عاجزی و نیاز مندی کے ساتھ درود و سلام پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے اور جلد ہی اپنے آقا و مولا نبی مکرم' حبیب کبریا صاحب لولاک ﷺ کے شہر مدینہ میں داخل ہونے والے تھے۔ جس کی چوکھٹ پر زمانے کے غوث' قطب' ابدال سر کے بل چل کر آیا کرتے ہیں۔ یہ وہ مقام آنے والا تھا جہاں اللہ کا مقرب فرشتہ جبرائیل امین بھی دل کو تھام کر اندر آنے کی اجازت طلب کرتا تھا۔ جہاں پر زمانے کے قطب بھی گدا گر نظر آتے ہیں۔ اور سانس بھی آہستہ لیتے ہیں تا کہ بے ادبی نہ ہو۔

گنبدِ خضراء کی زیارت و حاضری اور قیام مدینہ کے حالات:

اللہ اللہ یہ طیبہ کا سفر ترسیدہ ترسیدہ پرنم ہیں آنکھیں دل ہے لرزیدہ لرزیدہ

شہر مدینہ کی حاضری کا عالم یہ ہے کہ اُدھر شہر طیبہ میں جونہی داخل ہوتے ہیں اِدھر ہمارے آقا و مولا حضور پر نور سیدی و مُرشدی کی آنکھوں میں آنسو کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔ جھوم جھوم کر درود و سلام کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی صبح کی اذان شروع ہو جاتی ہے۔ آذان فجر ختم ہونے کے ساتھ ہی ہم حرم شریف کی کار پارکنگ میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں سے حضور کے لیے مسجد نبوی ﷺ کے دروازے تک پیدل چل کر جانا مشکل تھا۔ لالہ محمد حنیف اور عاجز غلام کو فرمایا مجھے دروازہ تک لے جاؤ۔ ہم نے حضور کو اپنے بازو پر اٹھا لیا حضور نے ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ جونہی مسجد نبوی ﷺ کا دروازہ (باب السلام) آیا فرمایا مجھے نیچے اتار دو۔ پھر حضور خود آہستہ آہستہ ادب و محبت کے ساتھ سر کو جھکائے اندر ہادیء دو جہاں گنبد خضرا کے مکین کی جانب تشریف لا رہے تھے۔ ریاض الجنت میں داخل ہونے سے پہلے حضور رک گئے تحیت المسجد پڑھی پھر سنتیں پڑھیں ٹھیک پانچ بجے جماعت کھڑی ہوگئی جماعت سے فارغ ہونے کے بعد ملک محمد اکبر اور لالہ محمد حنیف کو اجازت دی دونوں دوست باہر جا کر سو گئے۔ غلامی کے لیے عاجز غلام موجود تھا اس کے بعد حضور ریاض الجنت میں داخل ہوئے۔ وہاں خوب حضور کو والیء مدینہ کی نظر کرم سے جگہ مل گئی وہاں تقریباً ایک گھنٹہ تک صلوٰۃ و سلام اور تلاوت قرآن پاک فرمائی اتنے میں دن نکل آیا خوب نوافل پڑھے۔ سات بجے تک ریاض الجنت میں رہے۔

بعد میں حضور قبلہ عالمؒ سر جھکائے ہاتھ پھیلائے ہادیء دو جہاں کی مسند بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور کی محبت و عقیدت کا انداز لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ اس وقت کے حالات و کیفیات اور سرکار مدینہ کی اپنے محبوب غلام سے راز و نیاز اور حضور قبلہ عالمؒ کی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ پیر مہر علی شاہؒ کی زبان میں یہی کہوں گا۔

کوئی مثل نہیں ڈھولن دی چپ کر مہر علی اتھے جا نہیں بولن دی

اس حاضری کے موقع کے حوالے سے حضور قبلہ عالمؒ اپنی ڈائری میں فرماتے ہیں۔

''سر جھکائے ہاتھ پھیلائے ہادیِ دو جہاں کی مندِ بےکس پناہ میں حاضر ہوئے کچھ پڑھتے پڑھ جانے کو یاد نہ رہا خدا جانے کیا کیا بےادبیاں گستاخیاں آڑے آگئیں سوچا کہ اب میرا کیا حشر ہو گا لیکن وہ ذات بہت رحمت اللعالمین ہے۔

خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو''

ساڑھے سات بجے تک سرکار مدینہ سید عالمؐ کے روضہ اطہر کی سنہری جالیوں کے بالکل قریب کھڑے رہ کر سید عالمﷺ واصحاب سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت مطہرہ میں صلوٰۃ و سلام اور درخواست وعفو ومناجات کرتے رہے اور تمام دوستوں کے سلام و پیام پیش کیے۔

8 بجے حضور ممبر بلالؓ کے نیچے تشریف لے آئے کچھ دیر دم لیا تھکن محسوس کر رہے تھے۔ ساڑھے آٹھ بجے حرم شریف سے باہر نکلے اور ایک قریبی ہوٹل پر جا کر ناشتہ کیا۔ پھر حرم پاک سے تقریباً 2 مربع دور ایک کمرہ رہائش پر لیا۔ کیونکہ حرم شریف کے دونوں طرف اس وقت تک ایک ایک مربعہ زمین خالی تھی۔ (سنا ہے اب تو اور بھی کافی جگہ خالی کرالی گئی ہے) دوسری طرف حرم شریف اور ایک طرف حرم مکہ۔ حضور نے فرمایا قریب کوئی بےادبی نہ ہو۔ اس لیے رہائش کی جگہ ذرا دور لی۔ مگر پھر بھی مسافت پانچ منٹ کی تھی۔ رہائش سے حرم نبیﷺ تک آنے جانے کے لیے حضور کے لیے ایک عدد سائیکل شہر مدینہ کی دکان سے خرید لیا گیا۔ رہائش سے حرم پاک تک آنے کے لیے حضور سائیکل کی پچھلی گدی پر بیٹھ جاتے اور عاجز غلام سائیکل کو پکڑ کر پیدل ہی حضور مولا کریم سید دو عالمﷺ کے روضہ اطہر کے قریب ترین دروازہ باب جبرائیل کے سامنے لے آتا۔ حضور پھر وہاں سے خود ہی اندر ریاض الجنت میں پہنچ جاتے اور میں سائیکل کو واپس گھر میں چھوڑ کر مقفل کر کے آ جاتا۔ اس طرح واپس آرام کے لیے جانے سے پہلے حضور مجھے سائیکل لے آنے کا حکم فرماتے میں دوڑ کر سائیکل لے آتا حضور بیٹھ کر واپس تشریف لے آتے۔ مدینہ منورہ میں حضور قریباً 19 دن قیام پذیر رہے اور سواری کے لیے یہ سائیکل ہی استعمال فرمایا۔ حضور کا ارادہ تھا وہ سائیکل اپنے چھوٹے صاحبزادے پیر طاہر حسین صاحب کے لیے لے کر جائیں مگر کسٹم سائیکل کی قیمت سے بھی زیادہ تھا اس لیے سرکار مدینہ سید عالمﷺ سے اجازت ملنے پر روانگی سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہاں ہی فروخت کر دیا گیا۔

اس قیام مدینہ کے حوالے سے حضور اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں،

''ایک کمرہ رہائش کو ملا آرام کیا۔ ملک اکبر اور لالہ حنیف ظہر پڑھ کر واپس جدہ چلے گئے اور اب ہم باقاعدہ قاسم کائناتﷺ کے زیر سایہ مقیم ہو گئے سائل کو جگہ مل گئی۔

واما السائل فلاتنھر''

جب سے حضور قبلہ عالمؒ سرکار مدینہ ہادیِ دو جہاں نور مجسم سید عالمﷺ کی قربت میں گنبد خضرا کے سایہ میں آکر رہائش پذیر ہوئے تھے۔ تب سے آپ حضور کی عقیدت ومحبت اور بندگی وریاضت اپنے عروج پر تھی۔ قیام مدینہ کے ان

19 دنوں میں حضور تہجد کے وقت اکثر مسجد نبوی (حرم پاک) میں تشریف لے جاتے پھر سارا سارا دن ریاض الجنہ میں کبھی اصحاب صفہ والے چبوترے پر بیٹھ کر درود وسلام، نوافل اور تلاوت قرآن مجید میں گزار دیتے۔ دن کے کسی ایک حصہ میں اپنے ڈیرہ پر تشریف لاتے۔ ناشتہ کے وقت پر ناشتہ اور اگر کھانے کا وقت ہوتا تو ہلکا سا کھانا تناول فرماتے۔ بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے کبھار کبھار کمر مبارک سیدھی کرنے کے لیے لیٹ جاتے۔ مگر وہ بھی بیداری کی حالت میں رہتے اور آقا کا ورد زبان جاری رہتا۔ قیام مدینہ کے دوران حضور کا کھانا بہت ہی کم ہو گیا تھا۔

کمزوری بھی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی مگر اس کے ساتھ عبادات بھی پہلے سے زیادہ کر دی تھیں۔ دوائی کا استعمال حسب معمول بدستور جاری تھا۔ جب گھر تشریف لاتے تو غلام حضور کے کندھوں اور ٹانگوں مبارکہ کو دبا دیتا جس سے حضور کی تھکاوٹ میں قدرے کمی آتی۔

رات عشاء کے بعد مسجد نبوی ﷺ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اکثر لوگوں کو وہاں پر مامور حرم پاک کی پولیس زبردستی باہر نکالتی تھی۔ مسجد تقریباً جب خالی ہو جاتی تو حضور باہر تشریف لاتے ورنہ زیادہ سے زیادہ وقت حضور اندر گزار دیتے۔

پھر اسی جذب و مستی کے عالم میں گھر تشریف لاتے اور عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ یہ پاس ادب ومحبت کے اور نوکری وغلامی کے لیے جہاں حضور کے ساتھ میں ہمہ وقت رہتا۔ اسی طرح گھر پر بھی حضور کی نوکری وخدمت اور امر بجا لانے کے لیے میں ہمہ وقت اپنے آپ کو چوکس اور حاضر رکھتا۔ مگر حضور میری کمزوری کو دیکھتے ہوئے اکثر شفقت فرماتے اور رات 12 بجے کے قریب مجھے زبردستی سو جانے کا حکم فرماتے۔ میں ہر وقت ڈرتا بھی تھا کہ کہیں کوئی بے ادبی اور گستاخی نہ ہو جائے اور خدمت میں کمی نہ رہے۔ حضور کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ جب میں سو جاتا تو اکثر میری آنکھ کھل جاتی تو میں دیکھتا کہ میرا سائیں اسی عالم میں بیٹھا۔ اپنے مولا کو یاد کر رہا ہوتا۔ ہر شب و روز اسی طرح گزر جاتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی ہمت وجرات پر میں حیران ہوں اور آپ کی عظمت وہمت کو ہزاروں سلام پیش کرتا ہوں۔

سچ بات تو یہ ہے کہ میں جوان ہونے کے باوجود اکثر تھک جاتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے کمر میں درد ہونے لگتا تھا۔ کیونکہ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت کرنا کسی ایک بندے کے بس کا روگ نہیں تھا۔ میں دل سے ان درویشان حق اور حضور کے غلاموں کی ہمت ومردانگی کو داد دیتا ہوں جنہوں نے ساری زندگی یا زندگی کا اکثر حصہ حضور کی خدمت وغلامی میں گزارا۔

عبادات کا عالم:

1- حضور کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ تسبیح پڑھتے پڑھتے حضور کے پپوٹے گھس گئے تھے۔ حضور نے تین لاکھ کی تسبیحات کا ورد فرمایا۔ ایک لاکھ کی تسبیح ختم کرنے پر حضور فرماتے یہ تسبیح کچھ کھردری ہو گئی ہے اور میرے پپوٹے درد کرنے لگ گئے ہیں۔ بازار سے کوئی اور تسبیح لے کر آؤ۔ حکم پا کر میں شہر مدینہ کے بازاروں سے گھوم گھوم کر نرم سے نرم تسبیح خرید کر لاتا۔ جب

دوسرا لاکھ ختم ہوا تو حضور نے پھر تسبیح بدلنے کا حکم فرمایا۔ حتیٰ کہ تیسرے لاکھ پر میں تیسری تسبیح خرید کر لایا۔

2- اس کے علاوہ تین ختم قرآن مجید فرقان حمید کے فرمائے اور یہ تینوں ختم روضہ اطہر کے سامنے اصحاب صفہ کے چبوترے پر بیٹھ کر فرمائے۔ جو کہ باب جبرائیل کے بھی قریب ہے۔ پنجگانہ نماز' تہجد' چاشت' اشراق اور دیگر نوافل اس کے علاوہ ہوتے تھے۔ ان تین لاکھ کی تسبیحات اور تین عدد ختم قرآن پاک فرمانے کے بعد حضور اصحاب جنت البقیع اور بالخصوص اپنی روحانی اماں حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ سرکار دو عالم ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمتہ الزہرہؓ کی خدمت اقدس میں ہدیتہً اور تحفتہً پیش کرنے کے لیے جنت البقیع تشریف لے گئے۔ وہاں کے حالات و مشاہدات وانعامات کے حالات بعد میں عرض کئے جائیں گے۔ اس سے پہلے حضور کی قیام مدینہ کے دوران ایک آدھ کرامات اور وہاں کے اقطاب سے ملاقات اور ان کی نظر میں میرے شیخ کا مقام کیا ہے کے متعلق عرض کروں گا؟ جو کہ حضور کے غلاموں اور پروانوں کے لیے محبت میں مزید اضافہ اور ایمان میں مزید حلاوت کا باعث ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

کرامات کا ذکر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو ۔۔۔ ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اگر چہ فقر یا ولایت کے لیے کرامت معیار نہیں ہے۔ اور نہ ہی فقر کا یہ مقصود رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کرامات کا ظہور اللہ کی برگزیدہ ہستیوں اور محبوبوں سے ازل سے ہوتا رہا ہے۔ جس پر قرآن گواہ ہے۔ حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم پھلوں کا آنا۔ حضرت سلیمانؑ کے درباریوں میں سے ایک درباری کا پلک جھپکنے میں تخت بلقیس کو حاضر کرنا اور حضرت خضرؑ و موسیٰ کی ملاقات کے واقعات وغیرہ۔

مگر آج کل بدقسمتی سے جہالت و کم علمی کی وجہ سے ولایت و فقر کا معیار۔ ظاہری چمک دمک' عالیشان دربار یا محل' دنیا کی فراوانی کے ساتھ کرامات کا ظہور بن کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ ولایت یا فقیری کی یہ شان نہیں ہے۔ فقر کی صحیح تعریف یا پہچان تو مجھ عاجز کی بساط سے باہر ہے۔ مگر فقر تو سراسر عشق ہے۔ خودی و نفس کی پہچان ہے۔

محبت و ادب کے ساتھ قربانی و ایثار اور اپنی تمام تر خواہشات بلکہ تن من دھن' جان و مال' عزت و آبرو' ایمان و ایقان سب کچھ یار کی چھوکھٹ و رضا پر قربان کر دینے کا نام ہے۔

جس منزل تے عشق پہنچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو

یہ سب کچھ عشق و محبت کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ عشق ہی تھا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ۔۔۔ عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشق ہی مردہ دل کو زندگی و بیداری عطا کرتا ہے۔

دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک   نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

رضائے یار پر راضی رہنا نگاہِ یار کو تکتے رہنا دَردو محبت' سوز و گداز اور تڑپنے پھڑ کنے کی تمنا و آرزو رکھنا ہی عشق ہے اور فقر ہے۔ یہی ریاضت و بندگی ہے۔

راضی وچ رضا دے رہیے ایدوں ودھ شجاعت کہڑی   ہر دم کریئے ذکر ماہی دا ایدوں ودھ حکایت کہڑی

یار دے کوچے آ یئے جایئے ایدوں ودھ ریاضت کہڑی   اعظم یارنوں ویندے رہیے ایدوں ودھ عبادت کہڑی

برسرآمدن مطلب' عرض گزار ہوں کہ جہاں تک میرے ہادی و شیخ کی خرق عادات و کرامات کا ذکر و شمار ہے۔ یہ تو بے انت شمار ہیں۔ مگر حضور پرنور کی سب سے بڑی ظاہرو باہر اور بے مثل و بے نظیر کرامت حضور قبلہ عالمؒ کا خود اپنا وجود مسعود مبارک تھا۔ حضور کی ہر ہر ادا اور ہر ہر گھڑی کرامت تھی۔ اس زوال پذیر دور اور حقیقی عشق و محبت سے عاری زمانہ کے اندر اپنے ہر ہر مرید اور درویش کے سینہ کے اندر اپنے مولا سے عشق و محبت کی جوت جگا دینا کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہر سینہ کو محبت و ادب کا خزینہ بنا دینا کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟ بے دردوں کو دردمند بے چاروں کو چارہ ساز بنا دینا کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟۔

حضرت اقبال اسی عشق سے آشنا کو مردِ مسلماں کہتے ہیں۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی   نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق

1- مدینہ طیبہ کی ایک سہانی صبح کا ذکر ہے کہ حسب معمول حضور قبلہ عالمؒ گنبد خضرا کے مکیں کی خدمت اقدس میں عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کرنے کے لیے گھر سے حرم پاک میں تشریف لے جاتے ہیں۔ مدینہ پاک کا ماحول پرسکون ہے۔ لا اینڈ آرڈر کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ چوری و ظلم کا تصور بھی نہیں ہے۔

ایک بات یاد رہے کہ اس تمام سفر و حضر کے دوران ایک عدد پرس ہمہ وقت میرے پاس ہوتا تھا جس وقت اور جب گھر سے باہر آتا اپنے ہاتھ میں لٹکا لیتا تھا۔ جس کے اندر دو عدد پاسپورٹ' دو عدد ریٹرن ٹکٹ **(Return Ticket)** شناختی کارڈ' انیس ہزار کی کرنسی اور دیگر ضروری کاغذات تھے۔ ویسے بھی ہم عجمی تھے دیس عربی تھا ہر وقت اپنے پاس رکھنا ہماری ضرورت و مجبوری تھی۔

اُس دن بھی غلام نے حضور کو ریاض الجنت میں چھوڑنے کے بعد سائیکل گھر میں مقفل کیا بڑے سکون سے حضور کی خدمت اقدس میں آکر بیٹھ جاتا ہوں۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد اچانک خیال آیا کہ پرس میرے ہاتھ سے غائب ہے۔ تصور کی دنیا میں سوچنے لگا کہ کہاں رہ گیا۔ کچھ یاد نہ آ رہا تھا۔ شرمندگی فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر خدانخواستہ نہ ملا تو خدا جانے کتنی قانونی پیچیدگیوں سے گزرنا پڑے۔ جس کے باعث کہیں حضور قبلہ عالمؒ کو تکلیف نہ ہو۔ بڑی سوچ کے بعد حضور قبلہ عالمؒ سے عرض کی کہ حضور میں پرس کو کہیں بھول آیا ہوں جس کے اندر سب کچھ موجود تھا۔ تھوڑی توقف کے بعد بڑے سکون سے حضور نے

فرمایا جاؤ بیٹا جا کر مکان (ڈیرہ) پر دیکھو کہیں وہاں بھول نہ آئے ہو۔ فوراً بھاگم بھاگ گھر آیا۔ تلاش کیا نہ ملا۔ مزید پریشانی لاحق ہوئی۔ مگر ایک دل کو قرار اور تسلی تھی کہ مدینہ کی بستی ہے آقا سر پر موجود ہے کوئی حل خود ہی نکالے گا۔ سچ بات یہ ہے کہ اگر کامل کی غلامی اور سنگت نصیب نہ ہوتی تو اس پریشانی کے عالم میں میرا برا حال ہوتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو کاملِ یار کی غلامی وسنگت نصیب ہے۔ جو بے چین دلوں کو چین۔ بے سہاروں کو سہارا، بے چاروں کو چارا اور اپنے مولا کا پیارا بنا دیتی ہے۔ جس سے آشنائی دلوں کو غنی اور دو عالم سے بیگانہ کر دیتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

اگر زندگی میں کسی سے آشنائی نہیں تو یہ زندگی شرمندگی ویران اور اندھیر ہی رہتی ہے۔ دونوں جہاں کا خسارا بن جاتی ہے۔ کسی لذت آشنا نے کیا خوب کہا۔

جے تُو چاہیں وصل الٰہی مل مرشد دیاں تلیاں جنہاں کامل پیر نہ پایا پتن رونداں کھلیاں

اللہ پاک نے کمال احسان وترس فرماتے ہوئے خود ہی رہنمائی و ہدایت فرماتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ اگر ہدایت چاہتے ہو اور سیدھے راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو پھر میرے ان محبوب بندوں کے ساتھ جڑ جاؤ اور ان کی غلامی و پیروی اور سنگت اختیار کرو جن پر میں نے اپنا انعام فرمایا ہے جن پر میں نے اپنا فضل کیا۔ عشق ومحبت عطا کیا۔ جو مجھے صبح وشام پکارتے ہیں جن کی پکار پر میں یا عبدی یا عبدی کہتا ہوں وہ میرے بڑے محبوب بندے ہیں میں ان پر راضی ہوں تم بھی اگر فلاح چاہتے ہو تو ان سے محبت کرو پھر میں تم سے بھی محبت کرنے لگ جاؤں گا۔ محبت کی زبان میں ان کے گرد طواف کیا کرو۔ ان کے مکھڑے کو ہر وقت تکا کرو۔ ان کو اپنے سروں پر سمجھا کرو۔ اِس طرح آہستہ آہستہ محبت کا روگ لگ جاتا ہے۔ اور محبت ماسوا محبوب کے ہر شے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ وہ مر کے بھی نہیں مرتا سدا حیاتی نصیب ہو جاتی ہے۔

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے

کیوں فکر کریں یارا ماسہ وی اگیرے دا اونہوں سنتے ای خیراں نیں جدا سائیں مگر ہووے

بہر کیف میرے پیارے دوستو میں اسی پریشانی کے عالم میں دوبارہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آ کر بیٹھ گیا کچھ عرض کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور قبلہ عالمؒ خود ہی پوچھتے ہیں۔ کیا بنا عرض کی وہاں بھی نہیں ملا۔ فرمایا اچھا ہوا سرکار مدینہ کی جو مرضی! حضور قبلہ عالمؒ نے کسی فکر یا ناپسندیدگی کا اظہار نہ فرمایا۔ بلکہ کمال شان بے نیازی کے ساتھ دوبارہ عبادت میں مصروف ہو گئے۔ ظہر کا وقت ہو گیا ظہر کی نماز ادا کی عصر پڑھی۔ سید عالم سرکار دو جہاں پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد حضور تھوڑی دیر کے لیے ڈیرہ پر چلنے کو فرماتے ہیں۔ حضور نے ایک کپ قہوہ اور دوائی لینی تھی۔ بڑے پرسکون انداز میں تشریف لاتے ہیں۔ گھر آنے پر حضور نے فرمایا دوبارہ سارے مکان کی تلاشی لو۔ میں نے دوبارہ ہر چیز کو اندر باہر پلٹ کر دیکھا نہ ملا۔ حضور نے نعرہ مستانہ بلند کیا۔ فرمایا اچھا ہے اسی بہانے سرکار مدینہ کی جیل کی ہوا کھائیں گے۔ اس

نگری کی جیل بھی قبول ہے۔ فرمایا قہوہ تو لے آؤ دیکھتے ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ ہمارے حق میں کیا امر فرماتے ہیں۔ روکتے ہیں یا جانے دیتے ہیں۔ میں دوڑ کر قریبی ہوٹل سے ایک کپ قہوہ جہاں سے روزانہ لاتا تھا ادھار پر لے کر آیا کیونکہ ساری پونجی تو پرس کے اندر تھی۔ حضور قہوہ نوش فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ فرماتے ہیں دیکھو کون ہے۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک باریش ادھیڑ عمر بزرگ باہر کھڑے ہیں۔ مجھے فرماتے ہیں تمہاری کوئی چیز گم ہوئی میں نے اپنے پرس کا بتایا کہ گم ہوگیا ہے۔ سنتے ہی انہوں نے اپنی بغل سے وہی پرس نکال کر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور فرمایا اسے سنبھال کر رکھو اس طرح نہ بھولا کریں۔ اتنی دیر میں حضور قبلہ عالمؒ نے آواز دے کر مجھے فرمایا کون ہے کیا کہتا ہے۔ اسے اندر لے آؤ میں اسے اندر لے آیا اور حضور کو بتلایا کہ انہوں نے پرس دیا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ان بابا کا شکریہ ادا کیا اس نے کہا میرا فرض تھا۔ آپ اپنا مال اور دیگر اشیاء پوری کرلیں۔ میں نے چیک کیا ہر چیز برابر تھی۔ پوچھا کہاں سے تمہیں ملا۔ انہوں نے کہا باہر سے ملا ہے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ باہر سے ان کو کیسے ملا؟ اجازت لے کر بزرگ رخصت ہوگئے۔ کہنے لگے میں اس بلڈنگ اور محلے کا چوکیدار ہوں۔ یہ پرس چونکہ آپ کا تھا اس لیے میں اپ کی انتظار میں تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے سید عالم سرکار مدینہ ﷺ کا نہایت محبت و عاجزی سے شکریہ ادا کیا۔ ساتھ حسرت و درد بھری آواز سے کہا کہ اے آقا ﷺ آپ کو ہمارا یہاں رہنا منظور نہ تھا۔ شاید ہم اس قابل ہی نہیں۔ عجز اور انکساری کی انتہا تھی۔

-2 قیام کراچی کے دوران حضور چھوٹے بچوں سے خصوصی شفقت و پیار فرماتے رہے اور خصوصاً میرے چھوٹے بچے منصور حیدر کو جس کی اس وقت عمر تقریباً 2 سال تھی اپنے پاس بٹھا کر نہایت پیار فرماتے اور دعائیں دیتے تھے۔

پھر حجاز مقدس میں پہنچنے کے بعد بالخصوص قیام مدینہ کے دوران حضور کی ریاضت و عبادات بڑھ گئی تھیں۔ جذب عشق و مستی کا غلبہ اور ادب و انکساری، عاجزی اور نیاز مندی بھی اپنی انتہا پر تھی۔ مکان پر آنے کے بعد حضور جب کبھی بھی لب کشائی فرماتے تو مدینہ کی گلی کوچوں ہی کا ذکر فرماتے۔ طیبہ کی فضاؤں حرم پاک کے خوش دل اور پرسکون ماحول کے علاوہ وہاں کے معصوم مکینوں کی قسمت کا ذکر فرماتے یا پھر صاحب کون و مکاں فخر دو جہاں، محبوب رب کعبہ کے جمال و حسن کا تذکرہ فرماتے تھے۔ بجز اس کے ایسا پتہ چلتا جیسے حضور کو کسی اور چیز سے واسطہ ہی نہیں۔ نہ خیال ہے۔

پھر اچانک ایک رات عشاء سے پہلے حضور مجھے فرماتے ہیں ملک تمہارا چھوٹا بیٹا منصور حیدر مجھے بڑا یاد آرہا ہے۔ وہ مجھے بڑا پیارا لگتا ہے وہ بڑا اچھا بیٹا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کی اپنی اولاد ہے جسے چاہیں پسند فرمائیں۔ اس وقت اچانک حضور کے ان کلمات اور بچے کے متعلق شفقت فرمانے پر میں حیران بھی ہوا اور خوش بھی مگر اس وقت اس کو یاد کرنے کی وجہ اور مصلحت میری سمجھ میں نہ آئی۔ خیال کیا حضور یونہی از راہ شفقت فرما رہے ہیں۔

واپس کراچی آنے پر بچوں سے جب ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ اسی چھوٹے بچے کے ماتھے پر پٹی باندھی ہوئی ہے۔ اہلیہ سے پوچھا بچے کو کیا ہوا ہے؟ جناب ڈاکٹر علی محمد صاحب سندھی اور جناب میاں محمد حسین کلس بھی وہاں موجود تھے۔

ان سب نے کہا کہ آپ کے جانے کے تقریباً ہفتہ بعد بچہ سیڑھیوں سے گر گیا تھا۔ مکان چونکہ بالائی منزل پر تھا لڑھکتا ہوا سب سے آخری سیڑھی پر آ کر اس کا سر ٹکرایا اور زخم گہرا آ گیا تھا۔ جس کا نشان ابھی تک بچے کے ماتھے پر موجود ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ حادثہ کب ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں رات کو اچانک دروازہ کھلا اور بچہ کہیں سیڑھیوں سے نیچے گر گیا تھا مجھے اچانک حضور کے بچے کے ساتھ وہ شفقت والے کلمات یاد آئے۔ جب دن تاریخ اور وقت کا حساب لگایا تو یہ وہی وقت تھا جب ادھر کراچی کے ایک مکان سے بچہ سیڑھیوں سے گر رہا تھا اُدھر میرا یہ شیخ کامل مدینہ شہر کے اندر سے بچہ کی حفاظت فرما رہے تھے۔ شفقت اور پیار اس انداز سے فرما رہے تھے جیسے بچہ حضور کے سامنے ہو اور حضور سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت و پیار فرما رہے ہوں۔ اللہ اللہ سبحان اللہ۔

حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

3۔ جناب مبارک علی نثار اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

''جن دنوں حضور قبلہ عالم حجازِ مقدس تشریف لے گئے۔ میری وہیں ایک شہر ''الجبیل''میں ملازمت تھی حضور عمرہ شریف ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو میں بھی زیارت کے لئے مدینہ شریف پہنچ گیا۔ صبح تقریباً 8 بجے کا ٹائم تھا۔ میں مسجدِ نبوی میں داخل ہوا اور تحیت المسجد ادا کرنے کے بعد حضور کی تلاش میں ریاض الجنۃ چلا گیا۔ میں نے دیکھا حضور تشریف فرما ہیں آپ کے ساتھ ہمارے پیر بھائی ملک رب نواز صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں حاضرِ خدمت ہوا اور آہستہ سے سلام عرض کیا۔ حضور بڑے خوش ہوئے اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ نوافلِ چاشت کے بعد حضور وہاں سے اٹھے اور اصحابِ صفہ کے چبوترے پر تشریف فرما ہوئے۔ ملک صاحب، حضور کے لئے سائیکل لینے چلے گئے۔ (یہ سائیکل اس لئے خریدا ہوا تھا کہ حضور مکان سے مسجدِ نبوی تک اور مسجدِ نبوی سے مکان تک آ جا سکیں)

حضور نے مجھے پانچ ریال دیئے اور وہاں بیٹھے ہوئے ایک عربی بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔'' یہ پیسے اُسے دینے ہیں''۔ میں نے اُس بزرگ کی خدمت میں پیش کئے واپس آ کر حضور کی خدمت میں عرض کیا تو آپ حیران ہوئے کہ اس نے لے لئے۔ اس کے بعد ہم مکان پر آ گئے۔

وہ رات شبِ برات کی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ ''اَج بیلی نے رزق ونڈنا اے تے تسی سوں جاؤ میں رات نوں جگا دے ساں'' پھر ہم سو گئے رات کو حضور نے ہمیں جگایا تو ہم بھی نوافل پڑھتے رہے اور ذکر واذکار کرتے رہے۔

مجھے صبح مدینہ منورہ سے سات بجے کی فلائیٹ پر ''الظہران'' جانا تھا اور 2 بجے میری ڈیوٹی تھی۔ چنانچہ صبح جب ہم نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں گئے تو میں اپنا بریف کیس ساتھ لے گیا۔ فجر کی نماز کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ حضور کو تو معلوم ہے کہ مجھے صبح کی فلائیٹ سے جانا ہے اس لئے خود ہی فرمائیں گے کہ جاؤ۔ لیکن حضور تو ذکر

وفکر میں مشغول تھے اور دیر کی وجہ سے مجھے بے چینی ہو رہی تھی۔ فلائیٹ کا وقت بالکل قریب آ گیا تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ حضور! مجھے تو جانا ہے اور دیر ہو گئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اچھا! تو پھر آپ جائیں۔ باہر ایک ٹیکسی والا کھڑا ہو گا وہ آپ کو لے جائے گا۔ میں باہر نکلا تو دیکھا واقعی ایک ٹیکسی والا کھڑا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ ائیر پورٹ جانا ہے اور ''الظہران'' کی فلائیٹ پکڑنی ہے۔ وہ کہنے لگا جانے کا فائدہ نہیں ہے۔ فلائیٹ کا تو یہیں ٹائم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا وہ تو مجھے بھی علم ہے لیکن مجھے ائیر پورٹ پر جانے کا حکم ہے۔ چنانچہ جب ہم ائیر پورٹ پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی بھی آدمی نہیں ہے۔ میں کاؤنٹر پر گیا اور زور سے کہا السلام علیکم اندر سے ایک آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں میرا بورڈنگ کارڈ تھا۔ اس نے عربی میں غصے سے کہا تم کہاں تھے؟ میں نے کہا حرم شریف میں تھا۔ اس نے کہا آئندہ دیر سے نہیں آنا۔ میں نے کہا کبھی دیر سے نہ آؤں گا۔ اس نے مجھ سے ٹکٹ لیا اور بورڈنگ کارڈ مجھے دے دیا۔ بورڈنگ کارڈ پر میرا نام پہلے ہی لکھا ہوا تھا۔ حالانکہ قانون یہ ہے کہ پہلے ٹکٹ لیتے ہیں پھر بورڈنگ کارڈ بناتے ہیں۔

وہ عربی مجھے کہنے لگا لاؤنج میں بیٹھ جاؤ میں وہاں بیٹھ گیا اور حیران تھا کہ ادھر کوئی بھی آدمی نہیں ہے۔ فلائیٹ کا وقت کبھی کا ختم ہو چکا تھا۔ اب یہ کیا کریں گے لیکن واقعہ یہ تھا کہ تمام مسافر جہاز میں بیٹھ چکے تھے جہاز کے دروازے بند ہو چکے تھے اور وہ سیڑھیاں جن سے مسافر جہاز میں بیٹھتے ہیں اتار لی گئی تھیں۔ جہاز رن وے پر کھڑا تھا لیکن پائلٹ ابھی تک نہ آیا تھا۔ چنانچہ کچھ ہی دیر بعد پائلٹ آیا تو میں بھی اس کے ساتھ پائلٹ دروازے سے جہاز میں داخل ہوا۔ اور پھر عقبی حصے میں جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھا تب جہاز چلا۔ (سبحان اللہ)

مشائخ مدینہ کی نظر میں میرے حضور

1- ایک دن حرم پاک میں تشریف لانے سے پیشتر حضور قبلہ عالمؒ فرماتے ہیں۔ بیٹا کیا تمہارے پاس دو نوٹ پچاس پچاس ریال کے ہیں؟ مدعا پوچھنا چاہتا تھا کہ حضور خود ہی ارشاد فرماتے ہیں۔ دو نوٹ علیحدہ رکھ لو۔ آج حضور پرنور نبی کریم ﷺ کے دو غلاموں کی خدمت اقدس میں نذرانہ کے طور پر پیش کرنے ہیں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

پھر حضور فرماتے ہیں یہ دو بھائی ہیں جو کہ سید عالم والیٔ دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ کے مزار پر انوار کی صفائی و خدمت اور نوکری پر سعودیہ حکومت کی طرف سے مامور ہیں۔ یہ دو بھائی حضور نبی کریم ﷺ کے عاشق صادق حضرت بلالؓ کی نسل پاک سے چلے آ رہے ہیں۔ انہیں اغوات کہتے ہیں اور مُخنث ہوتے ہیں۔ ایک دن حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت بلالؓ کی غلامی و محبت اور خدمت سے خوش ہو کر دعا دی کہ اے بلالؓ تیرے بعد تیری اولاد بھی میری خدمت و نوکری پر مامور

رہے گی۔ یہ دونوں حضرات دنیاوی معاملات سے لاتعلق ہیں۔ رات دن حرم پاک کے اندر ہی ہوتے ہیں ان کا حجرہ مبارک باب النساء اور اصحاب صفہ کے چبوترہ کے بالکل قریب ہے۔ یہ چونکہ حکومت کی طرف سے مامور ہیں۔ اس لیے غنی و مالدار ہیں۔ ان کو کسی سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ تو خود اس بے نیاز شاہ کے دربار کے درباری اور خدمت گزار ہیں۔ جس کا دیا ہوا ساری مخلوق کھا رہی ہے جو بن مانگے خالی دامن کو بھر دیتا ہے۔ جس کے غلاموں کے کتے بھی دنیا کے بادشاہوں کے شیروں پر غالب ہیں۔

تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں　　تکیہ لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لانے کے بعد حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا بیٹا اغواط کو ادھر اُدھر تلاش کرو جو بھی مل جائے پہلے ادب سے سلام پیش کرنا پھر نہایت ادب سے آنکھ بچا کر پچاس ریال میری جانب سے پیش کرنا۔ حضور کا حکم پا کر میں ان کو ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا۔ سارے حرم پاک میں تلاش کرنے کے باوجود میری ملاقات نہ ہو سکی۔ واپس آ کر حضور کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا دوبارہ جاؤ ان کو تلاش کرو۔ پکے سانولے رنگ اور لمبے قد کے ہوں گے۔ دوبارہ کوشش کر ڈالی ملاقات نہ ہو سکی۔ پھر تیسری بار حضور نے فرمایا (حضور خود اس وقت ریاض الجنت میں تشریف فرما تھے) اس دفعہ حضور نبی پاک ﷺ کے قدمین شریف کی طرف سے ہو کر جاؤ پھر فرمایا۔ لمبا قد' سانولی کالی رنگت' لمبے موٹے اور بڑے بڑے ہونٹ ہوں گے۔ کمر میں پٹکا لٹکا ہو گا اور سر پہ ٹوپی ہو گی۔ گویا ایسے حضور فرما رہے تھے جیسے سامنے موجود ہو۔ اب کی بار بخدا جونہی میں باب النساء سے آگے حضور پاک ﷺ کے قدمین شریف کی طرف بڑھا تو سامنے سے سا گی ڈھولا اسی رنگ روپ اور قد کاٹھ میں تشریف لا رہا تھا۔ جس کی پہچان میں مجھے ذرا مشکل نہ آئی۔ میں نے آگے بڑھ کر ادب سے اپنے شیخ کمال کی جانب سے عرض کی۔ یا شیخ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور ساتھ اپنے دونوں ہاتھ مصافحہ کے لیے آگے بڑھا دیئے۔

انہوں نے میری طرف بڑے غور سے دیکھ کر فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ میں نے پھر ساتھ ہی اپنے اردو اور چند ایک ٹوٹے پھوٹے عربی الفاظ ادا کرتے ہوئے پچاس ریال نذرانہ کے طور پر آگے بڑھا دیئے۔ انہوں نے بغیر کسی اجتناب کے بلکہ بڑی محبت کے ساتھ قبول فرماتے ہوئے مجھ سے دوبارہ مصافحہ کرتے ہیں اور قدرے مسکراتے ہوئے آگے کی جانب تشریف لے گئے۔ میں ان کی شان بے نیازی کے باوجود ان کی کمال اپنائیت کو حسرت و حیرانگی سے دیکھتا رہا تا آنکہ وہ اپنے حجرہ مبارکہ کے اندر تشریف لے گئے۔ اور میں اپنے آقا و شیخ کمال کی عظمت و محبت میں گم کہ یہ میرے شیخ کا راز اور نذرانہ تھا جو انہوں نے اس محبت سے مسکرا کر قبول فرما لیا۔ ورنہ کیا مجال کہ مجھ جیسا حقیر و ناچیز ان کی خاک پا کو تک بھی سکتا؟ حضور کو سارا معاملہ بتایا حضور خوش ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے　　وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

انہی بہاروں کے ایک دن کا ذکر ہے کہ ریاضت الجنت ہی میں بیٹھے حضور قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ کہ حضور کی بائیں جانب بالکل حضور کے ساتھ درمیانہ قد' پکا رنگ' کنگھر یالی داڑھی اور سر پر دستار سجائے یمنی طرز کا ایک بندا خدا بھی تلاوت قرآن پاک میں مشغول تھا۔ میں حضور کی دائیں جانب بالکل حضور کے ساتھ بیٹھا تھا کہ کچھ دیر تلاوت فرمانے کے بعد حضور مجھ سے فرماتے ہیں کہ پچاس ریال مجھے دو۔ میں نے فوراً پرس میں سے پچاس ریال لے کر حضور کے دائیں ہاتھ میں تھما دیئے۔ پھر حضور نے آرام سے بائیں ہاتھ میں پکڑ لئے اور تلاوت قرآن پاک بدستور فرما رہے تھے۔ کوئی اور حرکت یا وقفہ نہ تھا۔ میں اس وقت پوری توجہ سے فقط حضور کی جانب دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ہمارے حضور وہ پچاس ریال کا نوٹ اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کے دائیں ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ بغیر مڑے بغیر حضور کی طرف دیکھے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اور حالت تلاوت قرآن پاک کے دوران ہی ان اجنبی شخص نے وہ پیسے قبول کر لئے اور فوراً اپنی جیب میں ڈال لئے۔ میں دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ یہ کون غرض مند ہے۔ کہ جس کو بن مانگے' بغیر دیکھے اور بات چیت یا سلام دعا کئے بغیر پیسے دیئے ہیں۔ اور وہ شخص کیسا ہے کہ جس نے لیتے وقت نہ حضور کو دیکھا نہ ہی کسی قسم کے کلمات منہ سے کہے۔ چپ کر کے قبول کئے اور جیب میں ڈال لیے۔ پھر میں نے مزید اس صاحب کی طرف دیکھا۔ میری سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ پھر میری نظر ان کے قرآن پر پڑھی تو دیکھا وہ قرآن بغیر زیر' زبر اور بغیر کسی شد، مد یا پیش کے تھا۔ اس پر کوئی اعراب نہ تھا جو وہ خوب ذوق وشوق سے تلاوت فرما رہے تھے۔

میں نے دیکھا کہ تقریباً پانچ منٹ بعد اس اجنبی شخص نے ذرا ترچھی گردن اور ترچھی نگاہوں سے میرے شیخ کو دیکھا اور ہلکا سا تبسم فرمایا اور پھر تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے۔ گھر آنے پر بھی میں بہ پاس ادب وڈر کے حضور سے نہ پوچھ پایا کہ وہ شخص کون تھا۔ جس کی خدمت آپ نے فرمائی۔ چند دن بعد حضور نے خود ہی کرم فرمایا اور میرے تجسس کو دیکھتے ہوئے بڑی محبت وعاجزی سے فرمایا کہ وہ شخص جو تلاوت قرآن پاک فرما رہا تھا اور جس کی پچاس ریال سے خدمت کی تھی۔ مسجد نبوی ﷺ کے اندر سرکار مدینہ ﷺ کی طرف سے ڈیوٹی پر مامور زمانے کا ایک قطب تھا۔ جس نے ہماری خدمت کو قبول فرمالیا۔ اے طالبانِ حق سچ بات اگر میں اپنے دل اور عقیدہ کی کہوں تو یہ ہے کہ میرے شیخ کی سخاوت وانعام اور نذرانہ کو وقت کا قطب حرم پاک کے اندر بیٹھ کر بھی ایک نعمت وشکر کے طور پر قبول کرتا ہے۔ اس لیے ایسے شیخ کمال اور مرشد لاثانی کا دامن نصیب ہو جانا ہی اللہ کا خصوصی کرم اور دونوں جہاں کی نعمت ہے۔ جس پر تو جتنا ناز اور شکر کرے اتنا ہی کم ہے اس لیے اے مرید صالح وقتی دکھ دردوں اور پریشانیوں سے مت گھبرا۔ اپنے شیخ کا دامن مضبوطی سے تھام رکھ۔ اپنی اگلی اعلیٰ منزل پر نظر رکھ۔ اپنے دکھ اور سکھ سب اسی کی رضا پہ قربان کر دے۔ پھر ان کاملین کے ہزار ہا راز اور بھید ہیں جن کو عام انسان سمجھ نہیں پاتا۔ پھر عقل کے پیمانے پر پرکھنے والی باتیں ہی نہیں ہوتیں۔ ان کاملین کی گلی میں آ کر دیوانہ بن جایا کر۔

اپنا دل مت چھوٹا کر اگر تیرے شیخ کی اصلی بظاہر صورت اور محبت تیرے پاس نہیں تو تو اپنے من کی سوئی اپنے شیخ

کی یاد وتصور سے ٹھیک اسٹیشن پر لگا اس کا فیضان پہلے سے بھی زیادہ جاری وساری ہے۔ پھر اگر اسٹیشن یا سوئی نہ ملے تو تیرے شیخ کا نائب' خلیفہ' قائم مقام اور ہم شکل وسیرت موجود ہے۔ تو اسی ادب وقرینے سے اس کی چوکھٹ پر سرِ نیاز خم کر دے اور اپنے اسٹیشن پر سوئی لگوا لے۔ آج کل تو سائنسی دور ہے۔ اگر تو اپنے پردۂ دل کی سکرین صاف کر کے صحیح اسٹیشن پر لگا لے گا تو اس شیخ کمال کا فیضان تجھے سنائی بھی دے گا اور دکھائی بھی دے گا۔ پھر تو بھی نا امید نہ ہو گا۔ نہ دل کو چھوٹا کرے گا۔ بلکہ اس کی جدائی سے تیرا دل ٹوٹ ٹوٹ جائے گا اور یہ ٹوٹا ہوا دل ہی تو اسے پیارا ہے۔ حفیظ جالندھری نے کیا خوب کہا ہے۔

او دل توڑ کے جانے والے دل کی بات بتاتا جا — اب میں دل کو کیا سمجھاؤں مجھ کو بھی سمجھاتا جا

یہ دکھ درد کی برکھا بندے' دین ہے تیرے داتا کی — شکر نعمت بھی کرتا جا دامن بھی پھیلاتا جا

3۔ نہایت ہی مختصر الفاظ میں ایک اور شیخ مدینہ کا ذکر کروں گا جس سے نہاں خانوں میں ٹھنڈک اور اپنے شیخ کمال کی عظمت اجاگر ہو گی۔ حضور قبلہ عالمؒ کا حرم پاک کے اندر داخلہ زیادہ تر باب جبرائیل سے ہوتا تھا۔ اس طرح اصحاب صفحہ کے چبوترے کے پاس سے گزر کر حضور آگے ریاض الجنت میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور وہ بزرگ ہمیشہ اسی چبوترہ کے ایک ہی کونہ پر تلاوت قرآن پاک میں مشغول نظر آتے تھے۔ پہلے پہل تو میری توجہ ان بزرگ کی طرف بالکل نہ گئی کیونکہ وہاں ہر وقت ہزاروں کی تعداد میں اللہ کی مخلوق اور محمد عربی ﷺ کے دیوانوں کی ہوتی ہے جو ہمہ وقت عبادات میں مشغول نظر آتی ہے۔ ایک دن چبوترے کے پاس سے گزرتے ہوئے حضور قبلہ عالمؒ فرماتے ہیں یہ سفید ریش والے بابا جی مجھے بڑے پیارے لگتے ہیں۔ یہ بہت بڑا عاشق قرآن اور عاشق رسول ہے۔ جب سے ہم آئے ہیں میں نے ہمیشہ اس کو اسی حالت میں اسی جگہ مصروف عبادت اور قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول دیکھا۔

حضور کے فرمانے کے بعد میں بھی پھر ہمیشہ ان کو اسی جگہ بیٹھے دیکھتا۔ وہ بزرگ بابا جی نہایت ہی حسین وجمیل' سفید لباس' سر پر سفید دستار سجائے' ماہ' مدنی' گورا سا بدن اور افغانی شکل کے لگتے تھے۔ رات ہوتی یا دن ہوتا ہم جب بھی اور جس وقت بھی مسجد نبوی ﷺ کے اندر داخل ہوتے اپنے سے پہلے ہی موجود ان کو عبادت میں مشغول اسی ایک مخصوص جگہ پر دیکھتے۔

ایک دن میرے حضور قبلہ عالمؒ مجھے ارشاد فرماتے ہیں تمہارے پاس اگر کوئی کھلے پیسے ہوں تو نکالو۔ میرے پاس اس وقت غالباً پانچ یا دس ریال کا نوٹ تھا۔ میں نے پیسے نکالے۔ حضور مجھے ان بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ جاؤ جا کر ان کی خدمت میں یہ پیسے پیش کرو اور ان سے جا کر عرض کرو کہ میرا پیر ومرشد بیمار ہے اس کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور قبلہ عالمؒ کا حکم پا کر میں فوراً ان بزرگ کے پاس خاموشی سے ادب سے جا کر بیٹھ جاتا ہوں۔ وہ بزرگ حسب معمول اس وقت قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے تھوڑی دیر رکنے کے بعد ان کو سلام پیش کیا۔ بغیر میری طرف دیکھے انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پیسے ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر اپنی زبان میں اپنے شیخ کے لیے دعائے صحت کی درخواست کی۔ مجھے ایسے لگا جیسے انہوں نے میری درخواست کو سنا نہ ہو یا میری بات ان سنی

کر دی ہو۔ پھر چند لمحات کے بعد وہ پیسے تو انہوں نے قبول فرما لیے مگر دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔ میں نے اپنے مدعا کو دوبارہ ان کی خدمت میں دھرایا مگر اس بار بھی انہوں نے کوئی جواب نہ دیا نہ دعا فرمائی۔ تیسری بار میں نے ان سے عرض کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس اپنے حضور کی خدمت میں پہنچ کر ساری بات عرض کر دی۔ یہ سن کر حضور قبلہ عالمؒ نے تھوڑا تبسم سے فرمایا۔ اچھا بھی اپنی مرضی کے لوگ ہو شاید آپ کو میرا صحت مند ہونا منظور نہیں۔ چلو کوئی بات نہیں۔ حضور کا یہ اشارہ ان بزرگ کی طرف تھا۔ میں ان راز و نیاز اور ایک دوسرے کی پہچان پر حیران تھا۔ پھر مدینہ منورہ سے واپس تشریف لانے سے ایک دن پہلے میں نے دیکھا کہ جونہی حضور قبلہ عالمؒ قدرے آرام کی خاطر ریاض الجنت سے اٹھ کر گھر تشریف لاتے ہیں تو حضور قبلہ عالمؒ جب چبوترے کے پاس سے گزر رہے تھے تو وہ بزرگ اسی آخری کونے پر بیٹھے ہوتے تھے جہاں لوگ گزرتے تھے۔ اچانک حضور قبلہ عالمؒ ان بزرگ کے پاس رک جاتے ہیں۔ اور ان کو سلام پیش کر کے مصافحہ کرتے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ کی آواز سن کر اچانک وہ بزرگ چونکے اور سلام کا جواب دیا اور سر اٹھا کر مڑ کر حضور قبلہ عالمؒ کی طرف دیکھا۔ حضور قبلہ عالمؒ کے چہرہ انور کی طرف دیکھنا تھا کہ اس بزرگ نے قرآن پاک کو ایک طرف رکھ کر میرے سائیں کی طرف گھوم گیا اور اس حالت میں ادب سے دونوں ہاتھ باندھ لئے حضور قبلہ عالمؒ بغیر رکے وہاں سے آگے چل دیئے۔ میں ان کو دیکھتا رہا۔ وہ بزرگ حضور کی پشت مبارک کو برابر اس وقت تک دیکھتے رہے جب تک حضور قبلہ عالمؒ باب جبرائیل سے نکل کر ان سے اوجھل نہیں ہو گئے تھے۔ میں سوچتا رہا یہ کون بزرگ ہیں جنہوں نے فوراً میرے شیخ کو پہچان لیا۔ اور قرآن پاک کی تلاوت بھی چھوڑ دی اور ادب کے ساتھ اتنی حسرت سے دیکھتے رہ گئے۔

پھر خیال آیا یہ عشق و محبت کے معاملات ہیں یہ پہچان والوں کے معاملات ہیں جن کا تعلق عقل سے نہیں دل سے ہوتا ہے۔ اور دل جذبوں کا مرکز و محل ہے۔ اس لیے معاملات عشق میں تدبیریں کارگر نہیں ہوتیں۔

اس عشق کی دنیا میں، عقل سے کام لینا، غور و فکر کرنا، سود و زیاں کا خیال کر کے تدبیریں اختیار کرنا مسلک عشق میں حرام ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عشق میں سب سے بڑی اور سب سے کٹھن منزل تسلیم و رضا کی ہے عشق کی معراج یہ ہے کہ عاشق کا کوئی کام محبوب کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ لہذا میں خاموش رہا۔ کافی دنوں بعد مدینہ پاک کی یادوں کا تذکرہ چھڑا تو حضور نے فرمایا۔ ملک وہ بزرگ سفید ریش ورنگت والا بابا بڑا پیارا تھا بڑا ہی کوئی عاشق بندہ تھا۔ پھر فرمایا وہ یونہی چوبیس گھنٹے ایک حالت میں نہیں بیٹھا ہوا وہ میری سرکار مدینہ ﷺ کی طرف سے وقت کا قطب تھا جو اپنی ڈیوٹی پوری کر رہا ہے۔ اس انکشاف پر میری حیرانگی میں اور اضافہ ہوا۔ اپنے شیخ کی مزید عظمت دل میں پیدا ہوئی اپنی گستاخیوں اور کوتاہیوں پر نادم ہو رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جس ہستی کا ادب مدینہ پاک کا قطب اس انداز میں کرے اس کی بزرگی و عظمت اور رفعت و شان کا کیا عالم

ہوگا؟ پھر دل پکار اٹھا۔علامہ کا کلام یاد آ گیا۔

جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

اس لیے وہ گھڑیاں جو اپنے کامل پیر اور اکمل شیخ کی خدمت اقدس میں گزر جائیں ہزار ہا سجدوں اور عبادتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

کاملین کی خدمت و صحبت اختیار کیے رکھنا طالبان حق کا ہمیشہ سے طریق رہا ہے۔ان سے دوری یا ناراضگی راندہ درگاہ بنا دیتی ہے انسان خسارے میں چلا جاتا ہے۔

میں نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

جنت البقیع میں حاضری:

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

مدینۃ النبی ﷺ سے رخصت ہونے سے ایک دن پہلے حضور قبلہ عالمؒ کا ارشاد ہوتا ہے بیٹے آج جنت البقیع کی حاضر اور زیارت کرنی ہے۔عاجز نے دست بستہ عرض کی غلام حاضر ہے۔روانگی سے پہلے حضور قبلہ عالمؒ تازہ وضو فرماتے ہیں۔سائیکل پر بیٹھ کر تھوڑی ہی دیر بعد جنت البقیع کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔حضور چند گام چل کر جنت البقیع کی دیوار کے بالکل قریب پہنچ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔جہاں سے سارا جنت البقیع نظر آ رہا ہوتا ہے۔وہاں پر مدفون صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی مزارات پر انوار پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے کے بعد حضور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔حضور کے بالکل سامنے اور قریب ترین جو مزارات تھے ان میں ایک مزار جناب حسنین کریمینؓ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرۃؓ کی تھی۔تھوڑی دیر کچھ دل میں پڑھنے کے بعد حضور قبلہ عالمؒ دعا کے لیے ہاتھ بلند فرما دیتے ہیں۔اور اپنے مولا سے دعا مانگنی شروع کر دیتے ہیں۔دعائیں مانگتے مانگتے پھر روتے روتے حضور کی ہچکیاں بندھ جاتی ہیں۔اور نیم نڈھال ہو کر نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔پاؤں کے نیچے پتھر اور تپتی زمین ہے کہ حضور بلک بلک کر رو رہے ہیں۔اس عالم میں حضور کو دیکھ کر وہ وقت میرے لیے بڑا پریشان کن اور جان کن تھا۔رونے کے سوا چارا نہ رہا۔پھر حضور فرماتے ہیں اے رب کریم اے رب کعبہ۔اے ربِ محمد ﷺ مجھ عاجز کی حاضری اپنی بارگاہ مقدسہ میں منظور و قبول فرما۔اے اہل جنت البقیع کے نفوسیہ قدسیہ اور بالخصوص اپنی روحانی اماں جان حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرۃؓ کی خدمت اقدس میں یوں عاجزی و انکساری سے التجا کرتے ہیں۔اے میرے پیارے نبی ﷺ کی پیاری نور چشم۔واسطہ ای اپنے ابا حضور پر نور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا۔واسطہ ہے آپ کو اپنے سرتاج کا اے پیاری اماں جان واسطہ ہے آپ کو اپنے پیارے حسنین کریمین کا۔واسطہ ہے آپ کو شہدائے

کربلا کا مجھ عاجز لاچار غریب کے پاس آپ کی شایانِ شان کوئی ایسی چیز' تحفہ یا نہیں تھا جو میں آپ کی خدمت اقدس مطہرہ میں پیش کرتا میرے پاس صرف یہ ٹوٹی پھوٹی ریاضتیں اور تین ختم قرآن پاک اور تین لاکھ درود پاک کی تسبیحات ہیں جو میں آپ کی خدمت مطہرہ میں ہدیۃً تحفتاً پیش کرتا ہوں۔ مہربانی فرما کر قبول فرمائیں اتنا عرض کرنے کے بعد حضور کی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ طبیعت سنبھل جاتی ہے۔ جب دعا کو حضور ختم فرما کر اٹھ بیٹھتے ہیں تو حضور کے چہرے انور پر ایک خاص قسم کی مسکراہٹ اور طمانیت تھی اور خوشی کے آثار صاف نظر آرہے تھے۔

دکھاتا یار ہے ہر رنگ میں جلوہ ہمیں لیکن
کہاں سے لائیں وہ آنکھیں جن آنکھوں سے ہم دیکھیں

جنت البقیع کی حاضری کے بعد حضور قبلہ عالم گھر تشریف لے آتے ہیں۔ پھر نماز مغرب اور نماز عشاء حرم پاک میں ادا فرمانے کے بعد آرام کے لیے پھر گھر تشریف لے آتے ہیں۔ رات کے کسی حصہ میں بیٹھے بیٹھے حضور فرماتے ہیں۔ الحمدللہ۔ الحمدللہ۔ پھر نہایت محبت وانکساری کے ساتھ فرماتے ہیں۔ شکر ہے کہ ہماری اماں جان حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے مجھ عاجز کی حاضری والتجا کو قبول فرمایا۔ ان کی شان کے مطابق میرے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ ان ختم قرآن اور تسبیحات کا ثواب تحفتہً خدمت اقدس میں جب پیش کیا تو کمال شفقت ومہربانی اور ترس فرما کر مجھ عاجز کو فرمایا'' ۔ بیٹا! تمہارا اتنی دور سے اس حالت بیماری اور کمزوری کے ساتھ میرے پاس آجانا ہی میرے لیے کافی ہے میں تجھ سے راضی ہوں۔ اور ان ختم قرآن اور تسبیحات کا ثواب میں تمہیں تمہارے مریدین کے لیے دیتی ہوں جو قیامت تک ان کے کام آئے گا۔''

دوسرے دن نماز مغرب سے پہلے حضور مجھے فرماتے ہیں۔ جاؤ پی آئی اے یا بغداد ایئر لائن کے دفتر سے پتہ کر کے آؤ کہ ماہ رمضان میں یہاں چند روزے رکھنے کے لیے ہمیں مزید ٹھہرنے کی اجازت مل سکتی ہے یا کہ نہیں کیونکہ رمضان قریب آرہا تھا۔ دوسرے نمبر پر پتہ کریں کہ یہاں سے بغداد شریف جانے کے لیے ویزا مل جائے گا یا کہ نہیں۔ میں دفتر سے پوچھ کر جب واپس آتا ہوں تو حضور اصحاب صفہ پر موجود سربسجدہ میں رکھ کر اپنے مولا سے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔ خاموشی سے حضور کے پاس ادب سے بیٹھ جاتا ہوں۔ خیال کر رہا تھا کہ حضور جب سر سجدے سے اٹھائیں گے تو عرض کروں گا۔

مگر کافی دیر بعد حضور نے جب سر سجدے سے اٹھایا تو چہرے پر عجیب کیفیت طاری تھی آنکھیں بالکل سرخ ہو چکی تھیں۔ بڑے ہی پردرد اور دھیمی آواز سے خلاف توقع فرمایا بیٹا جانے کی تیاری کرو۔ سرکار مدینہ نے رخصتی کا حکم فرما دیا ہے۔ اب حضور سید عالم ﷺ ہم کو یہاں ٹھہرنے نہیں دیتے۔ لہٰذا ابھی سے جاؤ آج ہی نماز مغرب کے بعد روانہ ہونا ہے۔ میں یہ ارشاد مبارک سن کر بڑا حیران ہوا کہ تھوڑی دیر پہلے حضور کا کیا پروگرام تھا اور اب اچانک کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ نہ ہی جدہ میں لالہ محمد حنیف کو کوئی اطلاع کی۔ مجھے پھر فرمایا کہ کرایہ کی کار کا بندوبست کرو آج رات ہی ہم کو جدہ چلے جانا ہے۔ قیام مدینہ کے دوران ایک بڑے شریف النفس اور نہایت ملنسار شخص جناب ظہور حسین جھنگوی سے بھی حضور کی ملاقات ہوئی

تھی ایک دوکان پر ملازم تھا۔ دوسرے تیسرے روز حضور کی زیارت کرنے ڈیرے پر تشریف لے آتا۔ کوئی خوشبو یا عطر تحفہ کے طور پر لے آتا تھا۔ وہ خوب عربی زبان بھی جانتے تھے میں کار کرایہ پر لینے کے لیے ان کو بھی لے آیا کار بک ہوگئی نماز مغرب پڑھنے کے بعد آقائے نامدار تاجدار مدینہ کے حضور آخری حاضری اور درود وسلام پیش کرنے کے بعد پرنم آنکھوں سے رخصتی ہوئی مدینہ چھوڑنے کو حضور قبلہ عالمؒ کا جی نہ چاہتا تھا مگر سرکار مدینہ کا حکم ہو چکا تھا۔ ناچار وہاں سے رخصت ہو کر رات ہی شاہرہ سطین پر واقعہ حیّ البوادی میں لالہ محمد حنیف کے گھر حضور تشریف لے آئے۔ رات دن وہاں ٹھہرے پھر واپس پاکستان کا رختِ سفر باندھ لیا۔

ڈھیر سارے احباب ایئر پورٹ پر آخری ملاقات اور الوداع کرنے آئے تھے۔ واپسی پر پی آئی اے کی فلائٹ اور ایئر بس A-300 تھا۔ یوں خیر وعافیت کراچی واپس پہنچ گئے اور یہ زندگی کا اہم سفر اور نہ بھولنے والا حجاز مقدس کا سفر اختتام پذیر ہوا۔ کراچی میں جناب ڈاکٹر علی محمد صاحب اور جناب میاں محمد حسین کلس حضور کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ ان کو بھی واپسی پیشگی کی اطلاع نہ دے سکے تھے۔ اچانک دیکھ کر یہ بھی بڑے حیران اور خوش ہوئے۔ ایک دن کراچی میں قیام فرمانے کے بعد حضور واپس براستہ ملتان دربار عالیہ منگانی شریف پر تشریف لے آئے۔

دربار شریف پر پہنچنے کے بعد حضور نے اپنے ہاتھ مبارک سے یکے بعد دیگرے اس گنہگار عاجز غلام کے نام دو عدد خطوط لکھے جس میں حرمین شریفین کے تذکرے اور مدینہ منورہ سے جدائی کا تذکرہ تھا۔ ظہوری کا یہ شعر لکھا۔

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جان مدینے میں ۔۔۔ اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

اس سفر حجاز کے بعد حضور قبلہ عالمؒ سے جب بھی ملاقات و دیدار اور قدمبوسی نصیب ہوئی ہر دفعہ حضور نے اپنی کسی نہ کسی نشست میں شہر مکہ اور سرکار مدینہ کا تذکرہ ضرور فرماتے اور یہ سلسلہ حضور کے آخری وقت تک جاری رہا۔ بلکہ وصال سے کچھ عرصہ پہلے تو حضور دوبارہ وہاں پر حاضری کا پروگرام بنا چکے تھے۔ جس کا تذکرہ حضور نے مجھ سے فرمایا تھا اور براستہ بغداد شریف جانے کا سوچتے اور پروگرام بناتے تھے۔ اور بار بار مدینہ طیبہ جانے کا ذکر فرماتے تھے۔

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے ۔۔۔ میں مر کے وی نہیں مردا جے تیری نظر ہووے
اوہ کیسی گھڑیاں سن مہماں ساں عربی دے ۔۔۔ دل فیر وی کردا اے طیبہ دا سفر ہووے

تا آنکہ حضور قبلہ عالمؒ اپنے مولیٰ کریم کا حکم پا کر اپنے پیاروں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے 2 جون بروز اتوار 1991ء صبح تقریباً 2 بجے اپنے لواحقین واحباب کے علاوہ ہزاروں غلاموں مریدوں کو تڑپتا چھوڑ کر ظاہری طور پر دار الفنا سے دار البقا کی طرف تشریف لے گئے۔ آخر پر سر جھکائے اور دامن پھیلائے اپنے رب کریم سے دعا گو ہوں کہ مجھ عاجز و عاصی کی ہزار ہا کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود اپنے پیاروں کے صدقے یہ سعی ناقص اور حقیر سا تحفہ سفر حجاز اپنی بارگاہ مقدسہ مطہرہ میں قبول و منظور فرمائے۔ اپنے در کے کتوں کا خدمت گزار بنائے رکھے اور میرے حضور یوم محشر فرما دیں کہ یہ

سگ میرا ہے۔ دونوں جہانوں میں اپنے غلاموں پر سایہ فگن رہیں۔ اپنے ذکر وفکر میں مست رکھیں۔ تمام پڑھنے والوں کو اور بالخصوص اپنے یاران طریقت سے مودبانہ عرضداشت ہے میری اس تحریر کے اندر جہاں کہیں کمی کوتاہی یا گستاخی پائیں تو اپنے محبوب کے صدقے درگزر فرما کر میری رہنمائی فرمائیں۔ بصد ادب و نیاز شکریہ۔

سیہ کار تھے باصفا ہو گئے ہم تیرے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

ترے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرتؔ اب آگے تیری خوشی ہے جو سرفراز کرے

الحمدللہ رب العالمین

طالب دعا

محمد رب نواز قادری

13- 6-92

باب (8)

حجاز سے واپسی..............................اور رفیق الاعلیٰ کی طرف روانگی

اپریل 1985ء سے .... جون 1991ء تک

ملتان آمد، حضرت کاظمی کی عیادت اور منگانی تشریف آوری

حضور قبلہ عالمؒ کراچی سے بذریعہ ریل گاری ملتان تشریف لائے۔ اور اپنی آمد سے بذریعہ فون ہمیں مطلع فرمایا۔ حضرت اخی قبلہ فوراً اپنی کار لے کر میاں گل شیر احمد کے مکان پر پہنچ گئے۔ حضرت بابا جی سید مستان شاہ بھی مبارکباد کے لیے حاضر ہوئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا حضرت مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی علیل ہیں لہذا بابا جی کی معیت میں حضور ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ انہیں بظاہر کوئی اطلاع نہیں تھی۔ لیکن انہوں نے نور فراست سے اپنے ایک صاحبزادہ کو استقبال کے لیے گیٹ پر کھڑا کیا ہوا تھا۔ حضور کچھ دیر کے لیے تشریف فرما رہے۔ وہ حضور سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ اس دوران میاں گل شیر احمد اور خلیفہ سید رفاقت علی شاہ صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے واپس حضور مکان پر آئے۔ اب ادھر دربار شریف پر جونہی حضور قبلہ عالمؒ کی آمد کا اعلان ہوا۔ اردگرد سے پیر بھائیوں کی آمد ورفت شروع ہوئی اور عرس کا سماں بن گیا۔ سارا دن سپیکر پر نعت خوانی ہوتی رہی اور لوگ آتے جاتے رہے لیکن اس دن حضور تشریف نہ لائے بلکہ دوسرے روز قبل از ظہر آپ کی آمد ہوئی۔ راقم السطور اس وقت گھر میں تھا۔ مجھے معلوم ہوا تو دوڑ کر باہر آیا۔ درویشوں نے بتایا کہ حضور کار سے اتر کر مسجد میں چلے گئے ہیں۔ میں اندر حاضر خدمت ہوا تو اس وقت آپ بیٹھ کر نفل تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے۔ طبع شریف پر کمزوری کا غلبہ تھا۔ رنگت دودھ کی مانند سفید تھی۔ سَر پر چونکہ حلق کروایا ہوا تھا اس لیے بال چھوٹے چھوٹے تھے اور اوپر جالی دار سفید ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور سفید لباس میں ملبوس تھے۔ تحیۃ المسجد سے فراغت کے بعد مسجد ہی میں سب احباب اور درویشوں سے ملاقات کی۔ پھر باہر تشریف لائے کئی دنوں تک پیر بھائیوں کا زیارت کے لیے آنا جانا لگا رہا۔

عرس پر تاریخ ساز خطاب

پندرہ 15 ستمبر 1985ء ختم شریف سے قبل حضور نے اپنا مشہور و معروف خطاب فرمایا۔ جو پیر بھائیوں کے لیے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مکمل خطاب کتاب فیضانِ کرم میں درج ہے۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلنے والا ایک ایک جملہ اس قدر پُر تاثیر تھا گویا لوگوں کے دلوں میں اُترتا جا رہا تھا۔ میں اس وقت حضور کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ کافی درویشوں پر وجد و حال کی کیفیت طاری تھی۔ ہر کسی کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ درویشوں کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ مجلس پر اس قدر حضور کا فیضان عام تھا کہ میری عمر بمشکل نو دس برس ہوگی لیکن آنسو تھے کہ رُکنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ جب میرا یہ حال تھا تو دیگر بڑے درویشوں کا کیا حال ہوگا۔

اللہ رے ! چشم یار کی معجز نمایاں ہر اک کو ہے گماں کہ مخاطب ہمیں سے ہے

اسی عرس پر حضور نے کلمہ شریف پڑھ کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ ’’جن کے دل ہمارے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں‘‘

جس طرح اس دنیا میں سنگت نصیب ہے' اس کلمہ پر اعتبار کرلو' اسی طرح محشر میں بھی اکٹھے رہیں گے۔ جس طرح تمہیں کلمہ پر یقین ہے مجھے اسی طرح اپنے رب کی رحمت پر یقین ہے۔ انشاء اللہ سب مل کر کلمہ پڑھتے ہوئے جنت میں جائیں گے اور جس طرح یہاں اکٹھے ہیں جنت میں بھی اکٹھے رہیں گے۔"

عرس شریف کے بعد حاجی مبارک علی نثار کے نام ایک خط میں حضور تحریر فرماتے ہیں۔ "ابھی ابھی 85-9-15 کو عرس مبارک تھا۔ ماشاءاللہ اس دفعہ عرس بہت اچھا' ایمان افروز ثابت ہوا۔ تمام مریدین نے کلمہ' نماز' نفی اثبات' پاس انفاس کرنے کا حلف دیا۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔"

پیر سید مطیع اللہ شاہ کا وصال اور حضور سیدۃ النساءؓ کی بشارت

حضرت شاہ صاحب حضور کے فیض یافتہ مرید' خلیفۂ مجاز اور نہایت پاکباز بزرگ تھے۔ گو عمر رسیدہ تھے لیکن آداب مرشد کوئی ان سے سیکھتا۔ حضور کے بلوآنہ شریف قیام کے دوران دست بیعت سے مشرف ہوئے اور ایک آرزو کا اظہار فرمایا کہ حضور کے قدموں میں قبر کی جگہ مانگتا ہوں۔ حضور نے فرمایا "جب پیمانۂ حیات لبریز ہونے لگے تو یہاں چلے آنا" ان پر حضور کا بڑا فیض تھا۔ انہی دنوں وہ دربار شریف پر حاضر ہوئے اور حضور سے عرض کی کہ عرصہ حیات تمام ہونے کو ہے اسی لیے آ گیا ہوں۔ حضور نے میاں احمد بخش کمہار کو بھیج کر ان کے کفن دفن کا خود ہی انتظام کروایا۔ اور فرمایا میں کل ملتان جا رہا ہوں میرے بعد شاہ صاحب کا انتقال ہو جائے گا لہٰذا ان کی دیگر پیر بھائیوں کے ساتھ تدفین کر دینا۔

اسی رات حضور نے خواب میں دیکھا خاتون جنت حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے گھر تشریف لائی ہیں اور یہیں آپؓ کا وصال ہو گیا ہے۔ حضور نے اپنی اہلیہ محترمہ کو انہیں غسل دینے کے لیے ارشاد فرمایا اور خود ان کی مزار پر انوار کے لیے مسجد کے ساتھ گیلری میں جگہ متعین کی اور مزار کھودنے کا کام شروع ہوا۔ صبح حضور نے ملتان روانگی سے قبل والدہ صاحبہ اور ہمیں اپنا خواب بیان کیا۔ پھر اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ میرے بعد شاہ صاحب کا انتقال ہو جائے گا۔ لہٰذا انہیں درویشوں کے پاس دفن نہ کرنا بلکہ مسجد کے ساتھ والی گیلری میں دفن کرنا۔ حضور کی ملتان روانگی کے چند روز بعد 1985ء کو ماہ دسمبر کے ابتدائی دنوں میں شاہ صاحب کا وصال ہو گیا۔ حضرت اخی قبلہ نے پہلی بار اُنہی کی نماز جنازہ پڑھائی اور نماز مغرب سے قبل حضور کے حسب الارشاد مقام پر تدفین عمل میں لائی گئی۔

راہِ وفا میں جذبۂ کامل ہو جس کے ساتھ　　　خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

حضور کا ملتان میں قیام

حضور قبلہ عالمؒ ماہ دسمبر کے ابتدائی دنوں میں علاج کے لیے ملتان تشریف لے گئے۔ اور تقریباً دو ماہ ہاں میاں گل

شیر احمد کے مکان پر رہے۔اس سے قبل جون 1985ء میں بھی چند روز نشتر ہسپتال میں داخل رہے۔

جھنگ واپسی اور ایک صدمہ

ملتان سے حضور اپنے مخلص عقیدت کیش حاجی احمد بخش صاحب کے بے حد اصرار پر واپس جھنگ تشریف لائے۔ اور کوٹ روڈ پران کے مکان ''النور منزل'' پر بھی کچھ عرصہ رہے۔ انہی دنوں آپ کے برادر خورد پیرزادہ امداد حسین صاحب کی ایک بیٹی 12 فروری 1986ء کو انتقال کر گئی۔ حضور چونکہ سخت علیل تھے لہٰذا ان کی میت کو حضور کے پاس ''النور منزل'' میں لایا گیا۔ چونکہ وہ اپنے والد کی بہت لاڈلی بیٹی تھیں اور دوسرا عم محترم بھی موجود نہ تھے لہٰذا حضور کو بے حد صدمہ ہوا اور آپ بہت روئے۔ ہم نے پہلی بار اُس روز حضور کو روتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ بعد ازاں پیر زادہ صاحب کے ایماء پر انہیں منگانی شریف لایا گیا۔ حضرت اخی قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت سید مطیع اللہ شاہ صاحب کے مغربی جانب تدفین عمل میں لائی گئی۔ دوسرے دن قبلہ پیرزادہ صاحب بھی تشریف لائے۔ دیگر دوست احباب کے علاوہ خواجہ حمید الدین صاحب سیالوی اور پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھی تعزیت کے لیے منگانی شریف آئے۔

فیصل آباد میں قیام

کچھ دن حضور اپنے ایک دیرینہ نیاز مند حافظ منظور احمد کے گھر بھی تشریف فرما رہے۔ ان مبارک دنوں کی حسین یادیں حافظ صاحب اپنے ایک مضمون میں کچھ اس طرح لکھتے ہیں ''میں اکثر حضور کی بارگاہ میں عرض کرتا کہ سرکار کبھی ہمارے ہاں بھی تشریف لائیں۔ لیکن حضور میری بات پر کوئی توجہ نہ دیتے۔ بارہا کوشش کی حتیٰ کہ ایک دفعہ میں نے عرض کی حضور! کار لاؤں؟ آپ نے فرمایا حافظ صاحب! اگر ہیلی کاپٹر بھی لے آؤ تو نہیں آئیں گے۔ لیکن پھر وہ وقت سعید بھی آیا جب اس ناچیز پہ حضور کا اس قدر لطف و کرم ہوا کہ قبلہ پیر مظہر حسین صاحب سے فرمایا حافظ صاحب ایک عرصہ سے آرزومند ہے کہ میں کچھ دن ان کے پاس رہوں لہٰذا تم اس کے ساتھ جاکر گھر دیکھ آؤ۔ ہم حافظ صاحب کی یہ خواہش بھی پوری کرتے ہیں۔ ہم پورا ایک ماہ ان کے ہاں ٹھہریں گے۔ قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب تشریف لائے۔ میرا گھر دیکھ کر حضور کی بارگاہ میں پسندیدگی کا اظہار کیا تو حضور تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ تین خدام میاں خان محمد گرواہ' پیر محمد شفیع اور مولوی محمد اشرف تھے۔ جبکہ لنگر پکانے کے لیے دربار شریف سے دو خادمائیں بھی آئیں۔ گھر آتے ہی حضورؒ نے مجھ سے قسم لی کہ تم میری ذات پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرو گے۔ ہم دربار شریف سے تیس ہزار روپے ساتھ لائے ہیں اگر ختم ہو گئے تو اور منگا لیں گے۔ جس روز آپ کی تشریف آوری ہوئی اسی شام کو رمضان المبارک کا چاند بھی نظر آ گیا۔ لہٰذا ٹیلی ویژن پر قاری عبدالباسط کی تلاوت اور مدینہ منورہ کا نظارہ شروع ہوا۔ ہم نے ٹی وی سیٹ لاکر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور کی نگاہ روضہ اطہر پر پڑی تو فوراً ہاتھ باندھ کر

کھڑے ہو گئے۔ آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ روضہ انور پر نظریں جمی ہوئی تھیں۔ تلاوت کلام ساتھ ساتھ سُنی جا رہی تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی۔

دل میں طوفانِ وفا آنکھوں میں سیلِ اشتیاق   زاہدو! پہلے مذاقِ عاشقی پیدا کرو

کافی دیر بعد آپ کی طبیعت مبارک قدرے سنبھلی اور ہم تین خادموں نے بڑی مشکل سے حضور کو سہارا دے کر چارپائی پر بٹھایا۔ بعد ازاں حضور بہت مسرور ہوئے اور فرمایا حافظ صاحب کے ہاں تو ہم نے مدینہ پاک کا نظارہ کر لیا۔ ہم سب سے فرمایا کہ کسی درویش کو نہ بتانا کہ میں یہاں ہوں۔ لیکن حضور کی آمد کی دیر تھی درویشوں کا تانتا بندھ گیا۔ اس عرصہ میں حضور نے ہمیں کبھی کھانا نہ پکانے دیا۔ دربار شریف سے آئی ہوئی خادمائیں لنگر پکاتی تھیں اور حضور خود بھی تناول فرماتے' درویش بھی کھاتے اور ہم سب گھر والوں کے لیے کھانا اوپر کی منزل میں بھیج دیا جاتا۔

رات کو شیخ کالونی میں قاری عبدالحفیظ تراویح میں قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو حضور نہایت توجہ سے سنتے اور فرماتے کہ ہے تو اہلحدیث لیکن اس کی آواز بہت اچھی ہے۔ اکثر فیصل آباد کے درویش حاضر ہوتے اور کہتے حضور! ہمارے ہاں تشریف لائیں یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ ہمارا بنگلہ ہے کوئی کہتا ہماری کوٹھی ہے حضور فرماتے بے شک تمہارے بنگلے اور کوٹھیاں ہیں لیکن میرا دل یہیں لگا ہوا ہے۔ پھر ایک دن مہر اسلام پٹواری جھنگ سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ لوگ دور دراز سے دربار شریف پر آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں لیکن حضور وہاں تشریف فرما نہیں ہوتے۔ یہاں کا ایڈریس بھی ہر کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ اگر حضور دربار شریف پر نہ بھی رہیں تو جھنگ ہی ٹھہر جائیں تاکہ لوگوں کو آسانی رہے۔ اس کے اصرار پر حضور نے تیاری فرمائی اور نو (9) دن گذارنے کے بعد واپسی کا پروگرام بنایا۔ میں نے حضور کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا تو آپ نے وہ سب کچھ میرے بچوں میں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ اپنے پاس سے مجھے پیسے بھی عنایت فرمائے کہ حافظ صاحب یہ بجلی کا بل ہے۔ یہ سوئی گیس کا بل ادا کرنا۔ اور منگانی شریف واپس آ گئے۔

عجز و انکساری کا ایک نمونہ

حضور غالباً دو تین ماہ بعد ازاں مہر یاسین سپرا کے مکان پر بھی براجمان رہے۔ اسی مقام پر آغا سید کاظم گیلانی کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ ایک دن حضور وہیں تشریف فرما تھے کہ ایک مولوی صاحب آئے۔ آپ نے انہیں پاس بٹھایا۔ فرمایا میں بہت گنہگار آدمی ہوں۔ میرے لیے کچھ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔ اس نے کہا آپ استغفار پڑھا کریں۔ آپ نے فرمایا وہ تو میں پہلے بھی پڑھتا ہوں۔ اس نے کہا اور زیادہ پڑھا کریں۔ کچھ دیر بعد مولوی صاحب تو چلے گئے لیکن ہم سب اس کی فہم و بصیرت پر ہنستے رہے کیونکہ یہ تو حضور کی عجز و انکساری کی حد تھی لیکن وہ اپنی طرف سے تلقین ضرور فرما گئے۔

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو   کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے

حضور کا نورِ فراست

عزیزی طیب حسین سعودی عرب سے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں "میں ایک دفعہ جھنگ مہر یٰسین سپرا کے مکان پر حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ میری عمر اس وقت بمشکل گیارہ بارہ سال ہوگی۔ ایک دن حضور نے مجھے فرمایا سائیکل چلا لیتے ہو۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ فرمایا جاؤ شہر سے ایک کلو کھجور لے آؤ۔ میں نے سائیکل اُٹھائی اور بازار چلا گیا۔ راستہ میں مجھے خیال آیا کہ حضور سے پیسے بھی نہیں لیے اور میری جیب میں بھی صرف بیس روپے تھے۔ جو کہ میرا واپسی کا کرایہ تھا۔ لہٰذا قدرے پریشانی ہوئی۔ کھجور خریدی تو وہ بھی بیس روپے کلو کے حساب سے ملی۔ اب جیب خالی تھی۔ بار بار خیال آتا اب تو واپسی کا کرایہ بھی نہیں اور حضور سے پیسے مانگتے ہوئے بھی شرم آئے گی جب حضور کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ مسکرائے اور فرمایا۔ کھجوریں لے آئے ہو۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا یہ ساری کھجوریں درویشوں میں بانٹ دو اور یہ بھی نہ پوچھا کہ کھجور کتنے پیسوں کی لائے ہو۔ اگلے دن میری واپسی تھی۔ جب حضور سے اجازت لینے گیا تو دل میں خیال آ رہا تھا کہ گھر جانے کا کرایہ بھی نہیں اب کس سے پیسے مانگوں۔ حضور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا بیٹا! یہ لو بیس روپے کل کی کجھور والے اور یہ تیس روپے تمہارا کرایہ ہے۔ اللہ اکبر حضور تو میرے دل کو دیکھ رہے تھے۔ آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ کھجور کل کتنے کی آئی تھی۔ یہ پہلا واقعہ تھا جس سے میرا ایمان اور مضبوط ہوا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ حضور ہمارے دلوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

تیرا وجود فخر نظامِ حیات ہے
تو محض ایک ذات نہیں کائنات ہے

حضور کے نام کا فیض

خلیفہ مولانا شیر محمد صاحب قادری مہتمم دارالعلوم چک پاتو آنہ اپنے ایک مضمون "بحر کرم" میں لکھتے ہیں۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام عبدالکرم رکھا تھا اسے دمہ ہوگیا۔ اور وہ بے حد کمزور اور لاغر ہوگیا۔ میں اسے لے کر نیا شہر جھنگ گیٹوں کے پاس مہر یٰسین سپرا کے مکان پر آیا۔ میرے آقا حضور وہاں تشریف فرما تھے۔ میں نے بچہ حاضر خدمت کیا جو بیہوش تھا۔ آپ نے بچہ کا نام دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی "عبدالکرم"۔ آپ نے فرمایا تم نے بچے پر بڑا ظلم کیا ہے بچے کو میرے نام سے منسوب کیا۔ مجھے دمہ ہے اسی لیے بچے کو بھی دمہ ہوگیا۔ لہٰذا بچے کا نام تبدیل کر کے عبدالکریم رکھ دو ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی حضور یہ تو ایک ہے اگر میرے پانچوں بیٹے مر جائیں تب بھی آپ کے نام کی نسبت تبدیل نہیں کروں گا۔ میرے آقا نے مجھے پانچ روپے دیئے اور فرمایا سامنے شیشم کے نیچے جو آدمی بیٹھا ہے اسے یہ پیسے دو اور دوائی لے لو بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے بچے کو بیہوشی کی حالت میں اس شخص کو دکھایا اس نے کہا بابا بچے کو تو مار کر لائے ہو اس کا بچنا مشکل ہے۔ میں نے کہا

مجھے پیر محمد کرم حسین نے بھیجا ہے اور پانچ روپے پیش کیے۔ اس نے وہ پانچ روپے چوم کر اپنی جیب میں ڈال لیے۔ کہنے لگا اگر آپ کو پیر کرم حسین نے بھیجا ہے تو سمجھ لو اب کرم ہو گیا پھر پانچ روپے کی دوائی دی۔ بچہ اسی دوائی سے ٹھیک ہو گیا۔ بچہ بڑا ہوا اور بی ایس سی کر کے بی ایڈ کیا ہے اور اپنا ماڈل سکول کھول کر اس کا پرنسپل ہے۔ سکول نہایت کامیابی سے چل رہا ہے اور اس کا نام باہم آپ کے نام ''الکرم ماڈل سکول'' ہے۔

تیرے کرم کے تصدق تیری عطا کے نثار میں کیا تھا اور مجھے کیا بنا دیا تو نے

سیٹلائیٹ ٹاؤن اور کچہریوں میں رہائش

حضور قبلہ عالمؒ پھر سیٹلائٹ ٹاؤن میں پیرزادہ صاحب کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ایک مکان میں بھی کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ خواجہ حمید الدین صاحب سیالویؒ اور پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھی عیادت کے لیے یہیں تشریف لائے۔ پندرہ دسمبر 1986ء کو دربار پاک پر ختم شریف تھا۔ لیکن حضور تشریف نہ لا سکے۔ بلکہ کہلا بھیجا کہ میرے بچوں سے کہنا ختم شریف کا لنگر ہماری طرف بھی پہنچائیں۔ لہٰذا ختم شریف کے بعد حضور کی زیارت کے لیے سب درویش جھنگ چلے گئے اور وہیں سے رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضور کچھ عرصہ کچہریوں میں گندہ نالہ مکیں نالہ کے پاس ایک کوٹھی پر بھی رہے۔ وہاں سے پھر چند ماہ کے لیے پیرزادہ صاحب کے مکان پر بھی براجمان رہے۔

کوٹ بلوچ میں آخری بار تشریف آوری

حضور قبلہ عالمؒ ایک عرصہ کوٹ بلوچ تشریف نہ لے گئے بلکہ ہمیشہ حضرتؒ اخی قبلہ جاتے رہے۔ آخر میاں روشن علی درویش اور بعض دیگر احباب کے بار ہا اصرار پر حضور اپنے وصال سے غالباً تین چار سال قبل آخری مرتبہ کوٹ بلوچ تشریف لے گئے۔ اور اکثر وقت میاں روشن علی کے ہاں گزارا۔ وہیں ایک درویش نے میاں محمد دین ساکن ڈنگہ ضلع گجرات کی تصویر پیش کی اور عرض کیا یہ آدمی جس پر توجہ کرتا ہے اس پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ اپنے کپڑے وغیرہ پھاڑ کر برہنہ ڈھول پر ناچتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جب تصویر دیکھی تو فرمایا یہ شخص فقیر تو نہیں البتہ اس کی آنکھوں میں تاثیر ضرور ہے جو کہ ''شمع بینی'' کا کمال ہے اور یہ سارا اثر اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر ''شمع بینی'' کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ ہر رات ایک شمع جلا کر صرف ایک گھنٹہ اس کی طرف دیکھتے رہیں۔ اکتالیس دن کے بعد خود بخود آنکھوں میں ایک تاثیر پیدا ہو جائے گی۔ اسے ''شمع بینی'' کا چلہ کہتے ہیں جو سراسر کفر ہے۔

حضور کم وبیش اکیس (21) روز کوٹ بلوچ میں قیام پذیر رہے وہاں سے رخصت ہوتے وقت حضور نے فرمایا ہمارے لیے پالکی لائی جائے جس میں سوار ہو کر آپ نے اپنے خلیفہ میاں نذیر احمد کے آستانہ کرم آباد آنا تھا۔ لہٰذا پالکی سجا کر لائی گئی۔ حضور اس میں تشریف فرما ہوئے اور درویشوں نے اُسے اٹھالیا۔ کافی سارے درویش ساتھ تھے۔ کوٹ بلوچ سے

آستانہ کرم آباد تک حضور کو پالکی میں لایا گیا جو تقریباً ایک کلومیٹر بنتا ہے۔ راستہ بھر پالکی کے پیچھے درویش کلمہ شریف بالجہر پڑھتے آئے جب کرم آباد پہنچے تو حضور نے فرمایا آج ہم کوٹ بلوچ سے الوداع ہو رہے ہیں یہ ہماری آخری بار آنا ہے۔ اس کے بعد ہم پھر نہیں آئیں گے اور اسی طرح ہوا۔ حضور قبلہ عالم وصال تک پھر کوٹ بلوچ نہ آئے۔

غنیمت جان لو مِل بیٹھنے کو　　جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

جھنگ اپنی اراضی پر رہائش

غالباً 1987ء سے لے کر تادم وصال حضور جھنگ میں کسی اور کے مکان پر نہ رہے بلکہ زیادہ تر اپنی ہی اراضی محلّہ حسین آباد میں موسم گرما بسر فرمانے لگے۔ جبکہ موسم سرما میں دربار شریف پر رہتے۔

مدرسہ قرآن محل کی ابتداء اور دیگر تعمیرات

یہاں حضور نے زمین کی سیرابی کے لیے دوبارہ موٹر لگوائی۔ جس کے ارد گرد حویلی اور چند مکانات تعمیر کروائے۔ چند ماہ یہاں بھی رہے۔ لیکن گرمی کے پیش نظر پھر اپنی رہائش کے لیے نزدیکی بوہڑ والی حویلی میں تشریف لائے۔ یہاں بھی درویشوں نے دن رات ایک کر کے حویلیاں تیار کیں۔ اور آپ کی رہائش کے لیے کمرے تیار ہوئے۔ ساتھ ہی مدرسہ قرآن محل کی بنیاد رکھی گئی۔ اور مدرسہ کے لیے چند ایک مکانات بنائے گئے۔ ابتداء میں راقم السطور بچوں کو پڑھاتا رہا۔ بعد ازاں آدمی مقرر کر لیے گئے اور قرآن مجید کا فیضان عام ہوا۔ حضور نے دو عرس یعنی ایک پندرہ جون والا اور ایک پندرہ دسمبر والا بھی یہیں پر لگوائے۔

حاجی نواز کو بشارت

مدرسہ قرآن محل میں گھر کے لیے تعمیرات جاری تھیں۔ حاجی محمد نواز، اشفاق حسین، قائم خان، حاجی جان محمد اور بابا غلام محمد وغیرہ دیواروں کی تعمیر میں مگن تھے۔ رفیق چشتی نے حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں عرض کی۔ جناب سب لوگ تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن محمد نواز کام پر لگا رہتا ہے یہ کبھی نہیں تھکا۔ حضور نے فرمایا یہ ہماری دیواریں بنا رہا ہے ہم اس کی دیواریں مکہ اور مدینہ میں رکھ رہے ہیں۔ لہٰذا تھوڑے ہی عرصہ بعد جن لوگوں کے ساتھ حاجی صاحب کا جھگڑا تھا انہوں نے ہی اسے ویزہ بھیج کر سعودی عرب بلا لیا۔ تادم تحریر وہ وہیں سعودیہ میں ہے۔ اور تقریباً پندرہ حج ادا کر چکا ہے۔

مجھے نوازا تیرے کرم نے وگرنہ میری بساط کیا ہے　　زمانہ حیران ہو رہا ہے کرم ہے تیرا یہ بات کیا

قبر مغفرت کا ایک بہانہ ہے

حضور مدرسہ قرآن محل میں جلوہ افروز تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن سکنہ بستی حویلی لال نے عرض کی جناب ہمارے ایک

رشتہ دار نے بعض گھریلو وجوہات کی بناء پر حویلی بہادر شاہ والی کچی نہر میں چھلانگ لگا دی ہے۔ ہمیں اس کی نعش نہیں مل رہی۔ حضور دعا فرمائیں آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر آہ بھر کر فرمایا عبدالرحمٰن افسوس۔ اس کی مغفرت کے لیے قبر کا نشان تک نہ بن سکا۔ یاد رکھو قبر مومن کی مغفرت کا بہانہ ہوتی ہے۔ اور وہ اس سے محروم رہا۔ مولوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ ہم نے بڑی جستجو کی لیکن حضور کا فرمان سچ ہوا۔ اور اس کی قبر تک نہ بنی۔

حضور داتا صاحبؒ آخری بار حاضری

حضور قبلہ عالمؒ وصال سے چند سال بیشتر جب آخری بار ستائیس رمضان المبارک کو حضور داتا صاحب تشریف لے گئے تو حضرت اخی قبلہ، راقم السطور، حاجی احمد بخش، پیر شفیع حسین، مہر عبدالمجید ہراج بھی ہمراہ تھے۔ دیگر یارانِ طریقت بسوں پر آئے۔ حضور ان دنوں زیادہ تر چل پھر نہیں سکتے تھے۔ ہم کار سے حضور کو اُٹھا کر دربار شریف پر لے گئے۔ کافی رش تھا۔ حضور روضہ شریف کی مشرقی جانب برآمدہ سے باہر ہی تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ عصر کا وقت تھا۔ فرمایا رش کم ہو لینے دو پھر حاضری دیں گے۔ مجھے مخاطب ہو کر فرمایا تم جاؤ اور حضور داتا صاحب کے قدموں کی طرف سے مزار پر بوسہ دو اور عرض کرو حضور ہماری حاضری منظور فرمالیں۔ میں نے مزار بوسی کی اور حضور کا پیغام عرض کیا۔ پھر میں اور برادم شفیع حسین ذرا باہر چلے گئے مجھے نہیں معلوم حضور نے کس وقت حاضری دی۔ البتہ رات کو واپسی پر حضور نے فرمایا اب ہمیں ہمیشہ کے لیے چھٹی مِل گئی ہے۔ حضور داتا صاحب نے فرمایا ہے آپ کو اب آنے میں تکلیف ہوتی ہے لہذا آپ کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ بقیہ عمر آپ کہیں نہ جایا کریں۔ ہاں اگر طبیعت برداشت کر سکے تو سال میں ایک بار دھڑ شریف حاضری دیا کریں ورنہ گھر ہی رہا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد ایک دو بار سوائے دھڑ شریف کے حضور کم ہی کہیں تشریف لے گئے۔

راقم السطور کی بیعت

جنوری 1989ء کے پہلے عشرہ میں جمعہ کے روز بعد از نماز عصر ہمارے گھر والے برآمدہ کے مشرقی کونہ میں حضور تشریف فرما تھے۔ اس وقت صرف تین آدمی موجود تھے۔ میاں خان محمد گرواہ، حاجی احمد بخش اور مائی جنت دردیشنی، میں نے بیعت کے لیے استدعا کی۔ پیر بھائیوں نے سفارش کی۔ اور میں دستِ بیعت سے مشرف ہوا۔ بعد میں اورادِ سلسلہ کے بارے میں عرض کی تو فرمایا تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں۔ وہ تمہیں پہلے ہی یاد ہیں۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل نسیمِ صبح تیری مہربانی

عزیزی زین العابدین کی ولادت اور عقیقہ کا اہتمام

حضرت اخی قبلہ کو شادی سے تقریباً پانچ برس بعد اولاد ہوئی۔ عزیزی زین العابدین کی ولادت 25 اگست بروز

جمعتہ المبارک 1989ء بمطابق 23 محرم الحرام ملتان میں ہوئی۔ حضور قبلہ عالمؒ کو بذریعہ فون اطلاع کی گئی۔ آپ فوراً برادرم پیر اختر حسین صاحب، قبلہ والدہ صاحب اور حضرت اخی قبلہ کے ہمراہ ملتان تشریف لے گئے۔ اور ایک رات وہیں قیام فرمایا میاں گل شیر احمد نے نام سے متعلق ''محمد عثمان'' عرض کیا۔ لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے ''زین العابدین'' تجویز فرمایا۔ میں ان دنوں دربار شریف پر تھا لہذا چند دنوں کے بعد حضور نے مجھے دربار شریف سے بلوایا اور پیر سخی حسین کے ساتھ بچے کو دیکھنے کے لیے ملتان بھیجا۔ ہم ایک رات وہاں رہے۔ دوسرے دن قبلہ والدہ صاحبہ کو ساتھ لے کر واپس آئے۔ کچھ دنوں کے بعد حضور نے بچے کو بھی جھنگ اپنے پاس بلوالیا۔ بعد ازاں حضور دربار شریف پر تشریف لائے اور عزیزی زین العابدین کے عقیقہ کا پروگرام بنایا۔ دو بکرے ذبح کیے گئے۔ ساتھ زردہ پلاؤ کی دیگیں بھی تیار ہوئیں۔ حضور نے فرمایا۔ درویشوں کو کھانا وہاں پر کھلائیں جہاں سے کوئی ہڈی باہر نہ جا سکے۔ لہذا ایک بڑے کمرے میں کھانا کھلایا گیا اور اسی میں ایک طرف گڑھا کھود کر تمام ہڈیاں ڈال دی گئیں۔ سب آدمیوں کے ہاتھ بھی وہیں دھلوائے گئے اور گڑھے کو بند کر دیا گیا۔ گیارہویں شریف بھی اسی دن تھی۔ سب درویش مل کر کافیاں پڑھتے رہے۔ ختم شریف حضور قبلہ عالمؒ نے خود پڑھا۔ حضور اس چیز کا خاص خیال رکھتے تھے کہ عقیقہ والے گوشت کی ہڈی کوئی جانور یا پرندہ نہ اُٹھائے بلکہ دفن کر دینی چاہیے۔ اور بچے کے پہلے بال منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی مساکین میں خیرات کرنی چاہیے۔

تنبیہ اور عذاب میں فرق

انہی دنوں ہمارے گاؤں منگانی شریف میں آسمانی بجلی گری جس کی زد میں آ کر ایک آدمی کے تقریباً سات آٹھ مویشی ہلاک ہو گئے۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اس حادثہ کی خبر سن کر حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (پ 9 ع 18) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ لیکن یہ عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟

حضور نے فرمایا یہ تنبیہ ہے۔ اگر عذاب نازل ہوتا تو سارا علاقہ اس کی لپیٹ میں آ جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب خداوندی نازل ہوا تو زمین کا کوئی حصہ بھی طوفانِ نوح سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سوائے ان افراد کے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ باقی سب نیست و نابود ہو گئے۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر عذاب ہوا تو پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ جبکہ ہمارے گاؤں میں جس آدمی کا نقصان ہوا ہے وہ پیشہ کے لحاظ سے بیوپاری تھا (مویشیوں کی خرید و فروخت کرنے والا) تھا اور وہ بیمار مویشی بھی عیب بتائے بغیر دُگنی قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ جس جگہ بجلی گری وہاں پر نہ صرف اس کا مال تھا بلکہ گاؤں کے اکثر مویشی وہیں پر بندھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یہ بجلی صرف اسی کے مویشیوں پر گرائی تاکہ وہ سبق حاصل کرے اور آئندہ ایسا کرنے سے گریز کرے یہ تنبیہ ہے نہ کہ عذاب الٰہی۔

حاجی نواز کو ایک مہینہ تک صبر کی تلقین

حاجی نواز کہتے ہیں جھنگ میں حضور کی زیارت کے بعد جب میں ویزہ کھول کے لیے کراچی روانہ ہونے لگا تو حضور نے اپنی شہادت والی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور آنکھیں بند کر کے فرمایا وہاں ایک مہینہ صبر کرنا گھبرانا نہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ حاجی صاحب کہتے ہیں میں کراچی پہنچا اور حضور کے حسب الارشاد پیر جاوید اقبال کے ہاں قیام کیا۔ ایجنٹ کے وعدے شروع ہوئے۔ آخر ملک رب نواز صاحب نے اسے کہا جھوٹ کیوں بولتے ہو کوئی ایک ہی تاریخ بتا دو۔ کچھ زیادہ دن ہوئے تو پیر جاوید اقبال مجھے اسٹیل ملز میں لے گئے اور رنگ کرنے والوں کے پاس لگوا دیا۔ بالآخر ایک دن مغرب کے وقت میں پیر جاوید اقبال کے ہاں کمرے میں بیٹھا تھا کہ ملک رب نواز صاحب آئے آتے ہی مجھے کہا حضور قبلہ عالمؒ نے تجھے کتنے دن صبر کرنے کا حکم دیا تھا میں نے کہا ایک مہینہ انہوں نے کہا لو آج تیرا ایک مہینہ پورا ہو گیا تو چھ نومبر کو آیا تھا اور آج چھ دسمبر ہے۔ کل سات دسمبر 1989ء کو تیری فلائیٹ ہے۔ اور میں دوسرے دن سعودیہ چلا گیا۔

دستِ قبلہ عالم اور خزانہ غیب

میاں محمد بخش بھٹی اور میاں محمد حسین کلس دونوں بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم سارا دن مدرسہ قرآن محل حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس روز صرف چند درویش حاضر خدمت ہوئے۔ کسی نے پانچ دس اور کسی نے پچاس روپے لنگر میں پیش کیے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر روز بعد از نماز عصر اپنی جیب خالی فرماتے اور تمام روپے گھر بھجوا دیتے جو کہ مہمان درویشوں اور مساکین پیر بھائیوں پر خرچ کیے جاتے اس روز جب آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ہزار ہزار کے نوٹ جو تقریباً چودہ، پندرہ ہزار تھے خادمہ کو دیئے تا کہ لنگر شریف میں خرچ کیے جائیں ہم حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے سارا دن حضور کے پاس موجود رہے کسی درویش نے پانچ، دس یا پچاس روپے سے بڑھ کر خدمت نہیں کی لیکن یہ رقم جو ہزاروں کے حساب میں ہے کہاں سے آ گئی اور وہ پانچ دس والے نوٹ کہاں گئے، حضور قبلہ عالمؒ چونکہ ہمارے حال سے واقف تھے۔ لہٰذا فرمانے لگے۔

''کون ہے جو فقیر کو روزی دے سکتا ہے۔ ہمیں ہمارا خدا دیتا ہے اور بغیر طلب کے دیتا ہے کیا وہ پانچ، دس روپے کے نوٹ کو ہزار نہیں بنا سکتا؟ سبحان اللہ حضور قبلہ عالمؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

قسم تیری بخشش وعطا کی کرم کی توہین ہے یہ مولا　　جو مجھ کو دینا ہے بے طلب دے سخی کے در پہ سوال کیسا؟

دہڑشریف آخری بار حاضری

23 اپریل بروز پیر 1990ء بمطابق 26 رمضان المبارک ہم تقریباً تیس پینتیس افراد حضور قبلہ عالمؒ کی معیت میں دہڑشریف حاضری اور عزیزی محمد زین العابدین کو پہلی مرتبہ درباروں پر سلام کروانے کے لیے بعد از نماز فجر حاجی احمد بخش کی کوچ میں سوار ہو کر منگانی شریف سے روانہ ہوئے۔ اس دفعہ حضرت اخی قبلہ گھر ہی رہے پہلے بلوآنہ شریف آئے۔ حضور قبلہ عالمؒ ناسازی طبع کی وجہ سے کوچ میں ہی بیٹھے رہے۔ جبکہ میرے بھائی جان قبلہ پیر اختر حسین صاحب' راقم السطور' پیر جاوید اقبال' عزیزی قاسم حسین اور دیگر احباب نے حاضری دی۔ وہاں سے سیدھے فتح پور شریف آئے۔ اور نماز ظہر سے کافی پہلے دہڑشریف حاضری نصیب ہوئی۔ وہاں لنگر خانہ کی ایک کچی کوٹھڑی میں حضور تشریف فرما ہوئے اور حضرت خواجہ محمد عظیم صاحب (کھر پیڑ شریف) کی اپنے پیرخانہ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کی باتیں فرماتے رہے۔ اس عرصہ میں حضرت اعلیٰ دہڑوی کے چھوٹے فرزند اور موجودہ سجادہ نشین قبلہ پیر سید گفتار علی شاہ صاحب بھی تشریف فرما رہے۔

پیر جاوید اقبال کو خصوصی ہدایات

پیر جاوید اقبال اپنے ایک مضمون میں اس حاضری سے متعلق کچھ اس طرح لکھتے ہیں۔ میں نے دہڑشریف ادب کا ایک درس حضور کی رفاقت میں کچھ اس طرح سیکھا۔ کہ بعد از نماز عشاء تراویح کی جماعت کھڑی ہوئی۔ حضور قبلہ عالمؒ علالت کی وجہ سے ہمیشہ بیٹھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔ لہذا میں پہلی میں حضور کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہاں کے حافظ صاحب نے سورہ ملک کی تلاوت شروع کی تو انہیں متشابہ لگا اور وہ انتیس پارہ سے تئیس پارہ میں آ گئے۔

سورہ یٰسین کے اندر کیونکہ وہ آیت دونوں جگہ پر موجود ہے وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پ 29' ع:2) میں نے لقمہ دیا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَاللهِ اور اس نے لے کر کلام درست کر لیا۔ تراویح ختم ہونے پر میں خوش تھا کہ بغیر حافظ ہونے کے میں نے لقمہ دیا ہے لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے ایک خدمت گار فوجی شیر خان بلوچ کے ذریعے مجھے بلوایا۔ اور فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ سورۃ مجھے بھی یاد تھی پھر میں نے لقمہ کیوں نہ دیا۔ عرض کی شاید میں نے جلدی کی۔ حضور نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے جان بوجھ کر نہیں دیا۔ اور یہی سمجھانے کے لیے تجھے بلایا ہے۔ یہ میرے پیر کا آستانہ ہے۔ یہاں کوئی کام غلط نہیں ہو رہا۔ سب کچھ درست تصور کرنا ہے۔ اور کبھی کسی پر اعتراض نہیں کرنا۔ پھر آپ وجد میں آئے اور فرمایا اگر حافظ مصلّے پر ڈھولے ماہیے پڑھتا تو بھی ہم سبحان اللہ کہتے۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔ بے شک کوئی اور بول جاتا اور سامع نے ضرور بول جانا تھا۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ ہم نے حقیقت و معرفت کا مشاہدہ یہیں سے کیا ہے۔ تمہیں کوئی چیز یہاں غلط نظر آئے اور ذہن قبول نہ کر رہا ہو تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر کہنا کہ یہ میری آنکھوں اور ذہن کا قصور ہے۔ اور

ہمیشہ یہاں کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا۔ بعدازاں حضور نے اپنے صاحبزدگان کے ساتھ مجھے بھی دربار شریف کے صحن میں سونے کے لیے اجازت مرحمت فرمائی۔ لیکن حضور ساری رات اپنے شیخ کے قدموں کی طرف چوکھٹ کے باہر مشغول نوافل رہے۔ تقریباً رات ڈیڑھ بجے آپ نے ذرا کم اونچی آواز میں اپنی مخصوص لے کے ساتھ کلمہ شریف لاالہ الااللہ کا ورد شروع کیا۔ دمہ کی وجہ سے آپ کی سانس قدرے چھوٹی تھی۔ لاالہ کے بعد سانس نکال لیتے پھر الااللہ پڑھتے۔ جسے عرفِ عام میں چھوٹی لئے کہا جاتا ہے۔ جب آپ نے ذکر کو سُر کے انداز میں سوز دیا تو ہم سب محوِ خواب تھے ایسے لگا جیسے دور کوئی ذکر میں مشغول آہستہ آہستہ ہمارے قریب آ رہا ہے۔ اچانک آنکھ کھل جاتی ہے۔ بلکہ اس دردوسوز کی وجہ سے سب کی آنکھیں کُھل گئیں اور تھوڑی ہی دیر بعد اس سوز کی شدت سے جاگنے والوں کے آنسو چھلک پڑے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے جگر پھٹ جائے گا۔ اب جبکہ ایک عرصہ بعد وہ لمحات سپردقلم کر رہا ہوں بالکل ویسی ہی کیفیت ہوگئی ہے۔ جو اس وقت تھی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اعلیٰ دہڑوی کی ایک صاحبزادی صاحبہ نے خادمہ کے ذریعے پیغام بھیجا ہم نے نیا مکان تعمیر کروایا ہے آپ برکت کے لیے اس میں قدم رنجہ فرمائیں۔ حضور نے فرمایا بھلا میں کون ہوتا ہوں جو اپنے پیر کے گھر میں برکت کے لیے قدم رکھوں۔ آپ ان سے عرض کریں میں بہت کمزور ہوں اور زیادہ چل پھر نہیں سکتا۔ اس لیے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن انہوں نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ درویش آپ کو اُٹھا کر لے آئیں گے۔ مگر حضور نے پھر بھی مناسب نہ سمجھا۔ اور کہلا بھیجا کہ میں آپ کے حکم پر یہیں سے دُعا کر دیتا ہوں۔ سبحان اللہ ادب کی حقیقت' ادب کے نام کا مفہوم آپ کے کردار سے کوئی سیکھے۔ الغرض مرید بھی ایسا ہو کہ جس پر خود پیرخانہ بھی ناز کرے۔''

ع ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حجاز مقدس اور عراق حاضری کا پروگرام

حضور قبلہ عالمؒ نے ایک مرتبہ پھر حجاز مقدس حاضری اور زیارات کے لیے عراق جانے کا پروگرام بنایا۔ ملک رب نواز صاحب کے نام اپریل 1990 کے ایک خط میں کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

''میرا ارادہ عراق اور سعودی عرب یعنی زیارات اور عمرہ کا ہے اس کا ویزہ کرایہ خرچہ کتنا بنتا ہے۔ ویزہ کراچی سے بنتا ہے یا اسلام آباد سے مکمل کوائف سے مطلع فرمادیں۔ اس کام میں آپ کیا مدد کر سکتے ہیں۔ مشورہ کر کے بتائیں۔ میں نے پاسپورٹ نیا بنوایا ہے۔ پہلا زائد المعیاد ہوگیا تھا۔ میرا ارادہ اسی گرمیوں میں زیارات مقدسہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ'' لیکن پیراختر حسین صاحب کی شادی کی وجہ سے حضور نے ارادہ ملتوی فرمادیا۔

سفرِ آخرت سے متعلق اہتمام

اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوصِلُ الْحَبِیبَ اِلَی الْحَبِیبِ موت ایک پُل ہے جو دو پیاروں کو آپس میں ملاتی ہے۔

اہتمام وصال: ولی اللہ کی موت اچانک اور جبری نہیں ہوا کرتی جبکہ وہ ساری زندگی موت کے منتظر رہتے ہوئے اس کے لیے بے چین رہتے ہیں۔ مالک الملک انہیں ان کی موت اور وقت سے آگاہ فرما دیتے ہیں جس سے بندۂ مومن خوش اور شادمان ہوتا ہے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتُ وَاَنَا اَکْرَهُ مُسَاءَ تَهٗ (رواہ البخاری)۔

''اگر میں کوئی کام کرنے پر آجاؤں تو کسی چیز سے تردد نہیں کرتا بجز اس تردد کے جو مجھے اپنے اس بندے کی جان لینے کے وقت ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کا دل دُکھانا پسند نہیں کرتا۔''

اس حدیث کی شرح میں علماء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی جان لینے میں اس لیے تردد ہوتا ہے کہ اس کی دو تقدیریں جمع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک فیصلہ یہ ہے کہ بندۂ مومن جب اس کا ہو جائے تو وہ جو کچھ مانگے اسے عطا کیا جاتا ہے اور اسکی تقدیر یہ ہے کہ ہر انسان کی موت کا وقت معین ہے۔ اگر بوقت موت بندۂ مومن زندہ رہنے کی خواہش ظاہر کر دے تو اللہ کریم اسے بھی پورا کرتا ہے۔ اب فرمایا کہ میں اپنی حکمت سے اس پر یوں غالب آتا ہوں کہ بندۂ مومن کو موت سے قبل جنت کا نظارا کروا کر اسے اس کا مقام دکھاتا ہوں۔ جنت میں اپنا عالی مقام دیکھ کر بندۂ مومن پکار اٹھتا ہے۔ یا اللہ! یہ مقام ٹھکانہ مجھے کب ملے گا جواب دیا جاتا ہے موت کے بعد پھر بندۂ مومن ہاتھ اُٹھا کر کہتا ہے یا اللہ پھر موت میں دیر کیوں؟ فرمایا ہم عزرائیل کو حکم دیتے ہیں جاؤ میرے بندے کی رُوح قبض کرو اب وہ زندگی کی دعا نہیں کرے گا۔

موتِ تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

گویا نہ صرف اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو موت و زندگی پر اختیار دے رکھا ہے بلکہ انہیں قبل از وقت آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ سیدی وسندی حضور قبلہ عالم منگانوی بھی ان خاصان الٰہی میں سے تھے جنہیں اپنے وقتِ اجل کا پہلے ہی سے علم تھا اور حضور نے کئی ماہ پہلے اس کے لیے باقاعدہ تیاری شروع کر دی تھی۔

پیر اختر حسین صاحب کی شادی خانہ آبادی

میں نے اس بارے حضور کا پیرزادہ صاحب کے نام خط پڑھا تو نہیں البتہ سُنا ہے کہ حضور نے انہیں ایک خط تحریر فرمایا۔ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں اختر حسین کی شادی کرتا جاؤں۔ لہذا جلدی جلدی تیاریاں شروع ہوئیں۔ اہل خاندان، احباب خاص اور بعض پیر بھائیوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ لیکن عام تعلق داروں میں سے کسی کو نہ بلایا گیا۔ پیرزادہ

صاحب کے ایماء پر دربار شریف سے ایک مختصر بارات جو تقریباً انتیس کاروں پر مشتمل تھی پیرزادہ صاحب کے سسرال چک 56 گئی۔ خطبہ نکاح جناب پیر کرم شاہ الازہری نے پڑھایا۔ دیگر حضرات کے علاوہ خواجہ حمید الدین سیالوی نے بھی مجلس نکاح میں شرکت فرمائی۔ یہ 14 جون 1990ء کا واقعہ ہے۔ اس پُر وقار تقریب کی تصاویر اب بھی لنگر شریف میں موجود ہیں۔ لہٰذا دوسرے دن 15 جون کو دربار شریف پر عرس مبارک تھا۔ ختم شریف سے پہلے پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی نے بڑا مدلل بیان فرمایا۔ حضور قبلہ عالمؒ ان کا خطاب ہمیشہ پسند فرماتے تھے۔

دعوتوں کی بجائے اعراس کی ابتداء

حضور قبلہ عالمؒ نے 1990ء میں دعوتوں کی بجائے پیر بھائیوں کی اکثریت والے علاقوں میں اعراس کی ابتداء فرمائی۔ اور آئے دن کی مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے درویشوں کو ارشاد فرمایا جہاں جہاں آپ لوگوں کی اکثریت ہے وہاں سال میں ایک بار عرس منعقد ہونا چاہیے۔ لہذا اسی سال پہلی مرتبہ چودہ چک لوکڑی (سرگودھا) میں پہلا عرس منایا گیا جس میں حضور نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ یہاں بھی پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی کا خطاب ہوا۔

بڑے عرس کی تاریخ میں تبدیلی

ابتداء میں بڑا عرس شریف پندرہ ستمبر کو ہوا کرتا تھا۔ لیکن بڑھتی ہوئی گرمی کے پیش نظر حضور قبلہ عالمؒ نے اس سال عرس مبارک کی تاریخ یکم دو اکتوبر مقرر فرمائی۔ اور حضور کی حیات مبارک میں یکم اکتوبر 1990ء والا یہ عرس پہلا اور آخری ثابت ہوا کیونکہ اگلے سال جون میں آپ کا وصال ہو گیا۔

حضور کے والد ماجدؒ کا ایک معمول

میرے بھائی قبلہ پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل ایک رات میں اکیلا مدرسہ قرآن محل جھنگ میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا ارشاد ہوا "میرے والد صاحب قبلہ (حضور حافظ پاک) کو اگر کوئی پریشانی یا مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ اسے کاغذ پر لکھ کر رات کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ دیتے۔ صبح تک آپ کا وہ مسئلہ حل ہو جاتا۔ اور یہ چیز ان کے معمولات میں سے تھی۔

مرتبہ دائم الحضوری کا اظہار

پھر آپ پر ایک کیفیت طاری ہوئی۔ اور بڑے جذبہ سے فرمایا "آج کوئی ایسا بندہ ہے جسے ہر شب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہو۔ ایسا فقیر دکھاؤ جو ہر شب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دیتا ہو۔ پھر بطور اظہارِ نعمت اپنے سینہ پر ہاتھ

پھیرا اور فرمایا مجھے ہر شب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ میری کوئی رات ایسی نہیں گذری جس میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت فیض بشارت مجھے نہ ہو' سبحان اللہ۔

پیر اختر حسین صاحب کی برطانیہ روانگی

برادرم پیر اختر حسین صاحب کا جب برطانیہ کا ویزہ لگ گیا تو حضور نے فرمایا "بیٹا! اب جتنے دن تمہارے جانے میں باقی ہیں میرے پاس ہی بیٹھا کرو شاید زندگی میں پھر ملاقات نہ ہو سکے۔ اپنے بڑے بھائی کو مت بھولنا اس کی خدمت خود بخود کرنا اسے کبھی مریدوں کی طرف نہ دیکھنے دینا' دنیاوی کاموں میں دین کو نہ بھولنا کیونکہ ہمارا مشن ہی خدمت دین ہے" اور انہیں ایسی وصیتیں فرماتے گویا حضور قبلہ عالمؒ منگانوی کو علم تھا کہ پیر اختر حسین سے ان کی آخری ملاقات ہے۔

قبلہ پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں' جب میں برطانیہ جانے لگا تو حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے فرمایا میرے پاس چارپائی پر بیٹھو۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو فرمایا مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے زندگی میں کبھی تمہارا منہ چوما ہو۔ آج تجھے بتا کر چومتا ہوں۔ شاید پھر ایسا نہ ہو سکے حضور نے میرا منہ چوما تو آنسو ریش مبارک پر گرنے لگے۔ اور فرمایا ساری زندگی اپنے دل میں میری جگہ کسی اور کو نہ دینا۔ تو جہاں بھی رہے گا میں ہی تمہارا باپ ہوں۔

نہ روتے بنے نہ ہنستے ہی بیدمؔ   محبت کا ہے کچھ عجب کارخانہ

دربار شریف پر حضور کے شب و روز

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی حیات مبارکہ کا آخری موسم سرما دربار شریف پر ہی گذارا۔ صرف ایک دو رات ہی کہیں باہر تشریف لے گئے ہوں گے۔ وگرنہ دربار شریف پر ہی رہتے۔ متوسلین کی تعلیم و تربیت' ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ سمجھانا' مہر و محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر کوئی سمجھتا تھا کہ حضور کو سب سے زیادہ محبت میرے ساتھ ہے۔ پورا موسم سرما پیر بھائیوں کی چہل پہل میں بسر ہوا آنے جانے اور میل ملاقات میں گزرا لیکن اس کے باوجود آپ کے معمولات میں کمی نہ آئی اب اشارے کنائے سے حضور نے اپنی داغ مفارقت کا ذکر بھی شروع کر دیا تھا۔ روزانہ باتوں باتوں میں کوئی ایسی بات ضرور کہہ دیتے جس سے اکثر احباب خاص حضور کے داغِ مفارقت کے بارے میں سوچنے لگتے۔ سردیوں کے کچھ ماہ لنگر خانہ میں رہے جب سردیاں کم پڑنے لگیں تو گھر کے موجودہ ہال کمرہ تشریف فرما رہے۔

حادثہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے   عکس اُس کا میرے آئینۂ ادراک میں ہے

پیر سخی حسین صاحب سے الوداعی ملاقات

25 اپریل 1991ء کو آپ کے بھانجے پیر جاوید اقبال کی تاریخ شادی مقرر ہوئی اور یہ بھی اطلاع ملی کہ شادی پر

ان کے بڑے بھائی پیر سخی حسین صاحب برطانیہ سے آ رہے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ نے مجھ سے خط لکھوایا کہ سخی حسین سے کہو وہ شادی پر نہ آئے۔ میرے دل میں بار بار خیال آتا کہ ان کے چھوٹے بھائی کی شادی ہے اور آپ انہیں شمولیت سے منع فرما رہے ہیں لہذا ان کے بھائی اور والدین کیا کہیں گے۔ بہرحال میں نے خط لکھ دیا لیکن وہ انہیں بروقت نہ مل سکا اور وہ پاکستان آ گئے۔ حضور نے فرمایا میں نے طاہر حسین سے خط کے ذریعے تمہیں آنے سے منع کیا تھا انہوں نے خط نہ پہنچنے کا عذر کیا۔ آپ نے فرمایا اس سال تمہیں ایک دفعہ اور آنا پڑے گا۔ چلو اچھا ہوا ملاقات ہوگئی یہ ہماری تمہاری آخری ملاقات ہے بعد ازاں آپ عارف رومیؒ کا یہ اشعار بار بار پڑھتے رہے۔

چوں حدیثِ روئے شمس الدینؒ رسید   شمسِ چارم آسماں سَر درکشید

(جب حسن اتفاق سے شمس الدین تبریزیؒ کے رُوئے پرتنویر کا ذکر آیا تو چوتھے آسمان کے سورج نے شرمندگی سے منہ چھپالیا کیونکہ اس میں تاب مقابلہ نہ تھی)۔

شمس تبریزیؒ کہ نورِ مطلق است   آفتاب است و زِ انوارِ حق است

(شمس تبریزیؒ جو نورِ کامل ہیں وہ کمالات کے آفتاب ہیں اور خدا کے انوار سے ایک نُور ہیں)

الغرض پیر سخی حسین صاحب کو واپس برطانیہ گئے ابھی صرف دو تین ہفتے گزرے تھے کہ حضور قبلہ عالمؒ کا وصال ہو گیا اور انہیں دوبارہ پاکستان آنا پڑا۔

کون اس باغ سے اے بادِ صباء جاتا ہے   رنگ رُخسار سے پھولوں کے اُڑا جاتا ہے

گھریلو ذمہ داریوں سے فراغت

پیر جاوید اقبال کی شادی کے چند روز بعد ایک دن حضور قبلہ عالمؒ ہال کمرہ میں تشریف فرما تھے ارشاد ہوا "میں نے تینوں بھائیوں کی ذمہ داری خود اُٹھائی تھی۔ بڑے دونوں برسر روزگار ہیں اور ان کی شادیاں بھی کر دی تھیں اب صرف ہی جاوید اقبال رہتا تھا۔ سو اس کی شادی بھی ہوگئی اور ہم الحمدللہ اب گھریلو ذمہ داریوں سے فارغ ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عرصہ قریب میں بارگاہ الہیہ میں حاضر ہوں گے۔ پیر جاوید اقبال نے عرض کی حضور مجھے اگر اس بات کا پہلے علم ہوتا تو میں شادی ہی نہ کرتا۔ دولت علیخان بلوچ کی طبیعت سے ہر کوئی واقف ہے۔ فوراً پھٹ پڑا۔ میری طرف اشارہ کر کے عرض کی حضور! سب کی شادیاں ہوگئیں لیکن میرا پیرا ابھی رہتا ہے۔ ابھی جناب دس سال اور مہربانی فرمائیں تاکہ میرے پیر کی شادی بھی اپنے ہاتھوں سے فرمائیں۔ حضور ہنس پڑے۔ وہ کافی دیر ایسی ویسی باتیں کرتا رہا۔ اتنا جلدی بھی چپ رہ جانے والا نہیں تھا۔ آخر میں حضور نے فرمایا میں اس کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہی کچھ ہوگا جو وہ چاہے گا۔

آخری سفر بھی اللہ کیلئے

حضور قبلہ عالمؒ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ رضائے الٰہی میں کوشاں رہنے کا عملِ پیہم تھا۔ آپ نے وصال سے کچھ عرصہ پہلے آخری سفر ایک مسجد کی تعمیر کیلئے فرمایا۔

حضور قبلہ عالمؒ کے ایک مخلص عقیدت منداور جان نثار درویش خلیفہ میاں غلام رسول مستری نے جھنگ سرگودھا روڈ پر ایک سٹاپ قبہ ہے وہاں سڑک پر ایک پلاٹ خریدا۔ اوراس کی رجسٹری حضرت اخی قبلہ کے نام کروائی۔ وہ عمر کا آخری حصہ وہیں پر رہے لیکن وفات حضور کے پاس جھنگ میں ہوئی۔ لہذا ان کی تدفین منگانی شریف کی گئی۔ حضور قبلہ عالمؒ کا خیال تھا کہ اس جگہ پر مسجد تعمیر کی جائے۔ میاں محمد نواز جو میاں غلام رسول کے خاص خدمت گار تھے حضور نے انہیں فرمایا زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں وہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ جاؤں۔ لہذا جاؤ اور اینٹوں کا بندوبست کرو۔ الغرض حضور قبلہ عالمؒ دربار شریف سے فقط ایک رات کے لئے اڈہ قبہ پر تشریف لے گئے۔ اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں میاں محمد نواز سے فرمایا۔ اگر مسجد کی بنیادیں سڑک سے 2 فٹ بلند رکھو گے تو یاد رکھو تمہیں بڑا فائدہ ہوگا۔ اور ایسا ہی کیا گیا۔ بعد میں "فائدہ" کا لفظ جو حضور کی زبان مبارک سے نکلا تھا وہ کچھ اس طرح ظاہر ہوا کہ 1992ء کے سیلاب میں ان کے تمام مکانات زیرِ آب آ گئے لیکن پانی مسجد کے صحن میں داخل نہ ہوسکا۔ ہم نے اپنا اسباب اور غلہ مسجد کے صحن میں رکھا ہوا تھا جو سیلاب سے محفوظ رہا۔

حضور قبلہ عالمؒ کے وصایا شریف

یہاں پر مختلف ایام میں حضور کی ارشاد فرمائی گئی وصیتیں یکجا کی جاتی ہیں۔

وصیت نامہ

وصال سے چند ماہ پہلے ایک دن مجھے بلوا کر فرمایا "بیٹا! تمہیں میری باتیں لکھنے اور جمع کرنے کا بہت سوں ہے لہٰذا جاؤ ایک کاغذ اور پنسل لے آؤ تا کہ تمہیں کچھ لکھ دوں" میں نے کاغذ پنسل حاضر خدمت کی آپ اس وقت دربار شریف پر ہال کمرہ میں بیرونی دروازہ کے سامنے تشریف فرما تھے حضور نے اپنے دست انور سے تحریر کا آغاز کچھ اس طرح فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی نعت درود لامحدود کے بعد واضح ہو کہ یہ دنیا فانی ہے جو یہاں آیا اس نے ایک دن جانا ہے جو پیدا ہوا اس نے مرنا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ محمد کرم حسین قادری یعنی راقم الحروف بھی کافی عرصہ سے بستر علالت پر زندگی گزار رہا ہے واللہ تعالیٰ اَعْلَم کب پیام اجل آ جائے اور بندہ لبیک کہتا ہوا جان جانِ آفرین کو سونپ دے۔ میرے وارثان بازگشت اولاد' اقربا' احباء میری تجہیز و تکفین کا

خاص خیال رکھیں''۔

ابھی صرف اتنا ہی لکھا تھا کہ اچانک طبیعت مبارک ناساز ہوگئی حضور کو کھانسی ہونے لگی اور لکھنا بند کر دیا ادھر میرے دل پر بھی یہ خیال بار بار اثر انداز ہونے لگا کہ حضور ایسی تحریر کیوں لکھ رہے ہیں فرمایا وقت ملا اور طبیعت بحال ہوئی تو پھر لکھوں گا۔ان دنوں آپ یہ دو شعر اکثر پڑھا کرتے۔

بن مانگے موتی ملے مانگے ملے نہ بھیک　　جس مانگے مانگن مٹ جائے ایسا مانگن سیکھ

قسم تیری بخشش و عطا کی کرمؒ کی توہین ہے یہ مولا　　جو مجھ کو دینا ہے بے طلب دے سخی کے در پہ سوال کیسا

☆　میرے بھائی قبلہ پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں وصال سے کچھ عرصہ قبل ایک رات میں اکیلا مدرسہ قرآن محل جھنگ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ نے چند خاص باتیں مجھے ارشاد فرمائیں اور آخر میں بطور وصیت فرمایا۔

''میرا دنیا سے رخصت ہونے کا وقت اب قریب ہے۔کوئی امیر آدمی جب مرنے لگتا ہے تو وہ اپنے بیٹوں کو بُلا کر انہیں بتاتا ہے کہ میں اپنے پیچھے اتنا کچھ تمہارے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔میں نے جو کچھ بھی کمایا ہے تمہارے لیے کمایا ہے۔یہ سب کچھ تمہارا ہے لیکن بیٹا میری پراپرٹی کیا ہے؟'' سامنے حضور کا مصلّٰی اور لوٹا پڑا تھا۔اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔''ہماری یہی جائیداد ہے۔ہم نے اسی سے کمایا ہے' میرے والد' میرے دادا' میرے پردادا بلکہ ہماری نسل نے انہی چیزوں سے واسطہ رکھا ہے۔اگر ان سے تعلق رکھو گے انہیں نہ چھوڑو گے تو پھر تم کامیاب ہو۔کسی قسم کی پریشانی یا تکلیف نہ ہوگی'' بھائی جان مزید فرماتے ہیں۔ایک دفعہ میں اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب دونوں حاضر خدمت تھے۔ارشاد ہوا''کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا یا مانگنا بہت بری چیز ہے جو پیر کسی سے مانگتا ہے وہ کسی کو دے نہیں سکتا۔بلکہ وہ پیر ہی نہیں۔اس کی پیری ختم ہے۔جو خود مانگتا ہے وہ بھلا کسی کو کیا دے گا۔''

جب میں برطانیہ جانے لگا تو حضرت اخی قبلہ سے متعلق مجھے وصیت فرمائی''اپنے بھائی کی خدمت خود بخود کرتے رہنا۔کبھی اسے کسی مرید کی طرف نہ دیکھنا پڑے''۔اور یہ بات اکثر گاہے بگاہے فرماتے رہتے تھے۔

حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں۔حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے چار باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔

1- میری قبر کے سامنے کسی کو سجدہ نہ کرنے دینا۔
2- کسی سے کچھ نہ مانگنا۔
3- کسی عورت کو اپنے پاؤں نہ چھونے دینا۔
4- مصلّٰی کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

ایک روز راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ حاضر خدمت تھے فرمایا''کبھی دنیا کو دین پر ترجیح نہ دینا۔عمر بھر دین کی

خدمت کو ہی مشن بنائے رکھنا میرے بعد جمعہ، جماعت کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ درویشوں کی خدمت اور خیر و عافیت دریافت کرتے رہنا۔

بیٹا! جب تک مٹھی کو بند رکھو گے فقیری تمہارے گھر میں رہے گی۔ یعنی کسی سے کچھ نہ مانگو گے۔ لیکن جب مُٹھی کو کھولو گے یعنی کسی سے کچھ مانگو گے تب فقیری نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے بھی تم لوگوں کو غنی کر دیا ہے۔'' بعد ازاں حضرت اخی قبلہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔'' مظہر حسین! میرے بعد اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے تو صرف ایک بار میری قبر پر آ کر کہہ دینا کہ بابا مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ اگر تمہاری ضرورت فوراً پوری نہ ہو تو کہنا ہمارا باپ فقیر نہیں تھا۔''

حضور قبلہ عالمؒ ہمیں سجدۂ تعظیمی کی ممانعت فرماتے۔ اور وصیت فرمائی'' کہ کبھی کسی سے سجدہ نہ کروانا۔ اگر کوئی کہے آپ کے مشائخ میں سجدۂ تعظیم جائز تھا تو صرف اتنا کہنا کہ بھائی! نہ اب وہ سجدہ کروانے والے رہے ہیں اور نہ کرنے والے۔'' مقصد یہ تھا کہ ان کے احوال کی تم برابری نہیں کر سکتے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے وصال شریف سے ایک عرصہ قبل راقم السطور سے فرمایا زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ جب میرا انتقال ہو تو دیر نہ کرنا جتنا جلدی ہو سکے میری تدفین عمل میں لانا۔ زیادہ لوگوں کو بتانے کی ضرورت نہیں یعنی تم اہل آستانہ ہی غسل دے کر تدفین کر دینا۔ میری قبر بہت گہری کھودنا۔ (حضرت کا وصال ہوا تو صدمہ کی وجہ سے توجہ نہ دی جا سکی اور مزار شریف زمین سے ڈیڑھ فٹ اوپر رہ گئی۔ لیکن روضہ کا جب فرش بنایا گیا تو مزار تجر سمیت زمین کے اندر آ گئی۔ حضور کی وصیت پوری ہو گئی۔ لہذا اوپر اضافی مزار بنائی گئی) اور لحد بنانا۔ میرا ذہن اس وقت پختہ نہ تھا۔ میں نے عرض کی حضور! صوفیاء حضرات کو بعد از وصال تابوت میں دفن کرتے ہیں آپ نے فرمایا کس نے دفن کیا میں نے ایک شاہ صاحب کا نام لیا کہ انہیں بعد از وفات صندوق میں دفن کیا گیا فرمایا ان کے متعلقین تو جاہل تھے تم ان فروعات میں نہ پڑنا۔

☆ حضور کے وصال سے تقریباً ایک برس قبل آپ کے خلیفہ بابا میاں غلام رسول مستری کا انتقال ہوا۔ لنگر خانہ غوثیہ (قدیم) میں جب انہیں غسل دینے لگے تو حضور ویل چیر پر تشریف لائے۔ اور ان کے سرہانے بیٹھ کر غسل دینے کا طریقہ بتاتے رہے۔ حضرت اخی قبلہ، راقم السطور اور پیر شفیع حسین بھی موجود تھے۔ فرمایا ایسے ایسے انہیں غسل دو خیال رہے میت کو تکلیف نہ ہو۔ لنگر شریف میں رہنے والے درویش اکثر بعد از وفات پیر بھائیوں کے قمیض سینہ سے پھاڑ کر نہ اتارتے تھے اور کہتے درویشوں کا جسم اکڑ نہیں جاتا اور بازو اوپر کر کے قمیض اتار لیتے۔ لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے اس طریقہ سے منع فرمایا کہ قمیض پھاڑ کر اتارنے میں آسانی ہوتی ہے اور میاں صاحب کا قمیض پھاڑنے کا حکم فرمایا۔ جب انہیں غسل دے چکے تو فرمایا میں نے اپنی موجودگی میں اس لیے غسل دلوایا اور تمہیں سمجھاتا رہا کہ میرے انتقال کے بعد تم لوگ مجھے بھی اسی طرح غسل دینا جو کہ حضور کے وصال کے بعد حضرت اخی قبلہ اسی طرح تلقین کرتے رہے۔

مجھے سب قبول فلک مگر غمِ یار مجھ سے طلب نہ کر اسے کیسے دل سے جدا کروں میری عمر بھر کی تلاش ہے

☆حضور قبلہ عالمؒ نے کئی بار ہم تینوں بھائیوں کی موجودگی میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد مجھے مسجد کے ساتھ اپنے حجرہ میں دفن کرنا۔اب میں واپس بلوآنہ شریف نہیں جانا چاہتا۔حضرت اخی قبلہ فرماتے ہیں ایک روز ارشاد ہوا۔مجھے اپنے حجرہ میں دفن کرنا اور روضہ بنانے کا تکلف نہ کرنا' ہاں اگر کچھ زیادہ کرنا چاہو تو حجرہ کی چھت ہٹا کر وہاں گنبد بنا دینا اور بس۔لیکن حضور کے بعد از وصال ہمہ وقت لوگوں کے رش سے حجرہ نا کافی ہو گیا۔جمعہ اور اعراس کے موقع پر تو اژدہام کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف اُٹھانا پڑتی۔آخر تمام دوست احباب نے حجرہ شریف کی توسیع اور روضہ شریف بنانے پر اصرار کیا لیکن حضرت اخی قبلہ کے نزدیک حضور قبلہ عالمؒ کا حکم مانع تھا الغرض بعض اصحابِ کشف نے حضور کی خدمت عالیہ میں روضہ شریف کی تعمیر سے متعلق عرض کی جو بصد اصرار منظور ہوئی اور دربار شریف کی تعمیر کا حکم مل گیا کئی احباب کو خواب میں حضور نے اجازت مرحمت فرمائی خاص طور پر لالہ محمد لطیف مرحوم نے بھی حضور سے اجازت ملنے کا واقعہ حضرت اخی قبلہ کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ حضرت غریب نواز نے مجھے ارشاد فرمایا ''روضہ کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن تم لوگ اصرار کرتے ہو تو اجازت ہے'' لہذا روضہ شریف کی تعمیر شروع ہوئی۔

دربار شریف سے مدرسہ قرآن محل روانگی

دربار شریف پر بجلی نہ ہونے کے باعث حضور قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ گرمیوں میں جھنگ مدرسہ قران محل تشریف لے جاتے لیکن اب کی بار جھنگ جاتے وقت خلافِ معمول خاص باتوں کا اہتمام فرمایا۔3 مئی 1991ء کو جمعہ کی نماز کے بعد حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اور مجھے گھر سے بلوایا۔حضور اس وقت دربار شریف پر قائم پرائمری اسکول کے برآمدہ میں تشریف فرما تھے۔جب ہم حاضر خدمت ہوئے تو اپنے سامنے ایک چارپائی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا اور اس انداز سے نصیحتیں فرمائیں ''دیکھو بیٹا! میں اب جا رہا ہوں۔میرے بعد جمعہ' جماعت کا خاص خیال رکھنا' درویشوں کی خدمت اور دیکھ بھال کرتے رہنا۔مزید فرمایا بیٹا! ساری عمر مصلّٰے ہرگز نہ چھوڑنا یعنی شریعتِ مُطہرہ کی پاسداری اور احکامِ دین کی پابندی کرنا۔''

اس دن میانوالی سے لالہ محمد رفیق طاہر بھی حاضر خدمت تھے۔حضور فرداً فرداً ہر ایک سے خیریت دریافت کرتے اور نہایت محبت وشفقت کا اظہار فرماتے جیسے آپ اہل آستانہ سے آخری مُلاقات فرما رہے ہوں۔بعد ازاں نماز عصر حضور کا پلنگ مبارک گھر لے جایا گیا اور آپ کو کار میں بٹھایا گیا۔حضور ہم سب کے لیے دعائیں فرماتے ہوئے بمعہ حضرت قبلہ اخی اور قبلہ والدہ صاحبہ جھنگ روانہ ہوئے۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے

ایک روز مدرسہ قرآن محل کافی سارے درویش حضور قبلہ عالمؒ کی مجلس اقدس میں حاضر تھے۔اتنے میں شہر کی ایک

مسجد سے اعلان ہوا کہ فلاں آدمی بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے آہ بھری اور فرمایا کرم حسین ایک دن تیرا بھی اسی طرح اعلان ہو گا کہ فلاں کا بیٹا اور فلاں کا باپ آج بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ حضور کے اس فرمان کا اہل مجلس پر بڑا اثر ہوا اور درویشوں پر رقت طاری ہو گئی۔ حضور قبلہ عالمؒ اکثر ابراہیم ذوق کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے ۔۔۔ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے
اچھا تو ہے کہ دنیا میں ہرگز نہ دل لگے ۔۔۔ پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

سفرِ آخرت کی تیاری

جھنگ میں قیام کے دوران حضور نے یارانِ طریقت کی مجلس میں ایک دن واضح الفاظ میں فرمایا ''اب ہم بالکل تیاری کر چکے ہیں اور پرواز کے لیے تیار بیٹھے ہیں فقط یار کے امر کا انتظار ہے'' اور ساتھ ہی یہ بیت پڑھا۔

مرغ من باغش کہن قفسِ شکن سوئے چمن ۔۔۔ پرواز کن اے بے وطن امروز در زنداں بلد

(میرے پرندے! اس کا باغ پرانا ہے۔ پرندے! پنجرہ توڑ دے اور چمن کی طرف چلا جا پرواز کر چونکہ تو پردیسی ہے۔ آج کیوں قید خانہ میں ہلکان ہو گا)۔

دہڑویؒ سرکار اور حافظ پاکؒ کا انتظار

25 مئی بروز ہفتہ 1991ء وصال سے ایک ہفتہ قبل حضور قبلہ عالمؒ نے میاں گل شیر احمد کو حکم دیا کہ دربار سے بابا جی کے پاس جاؤ اور انہیں عرض کرو میں نے تیاری کر لی ہے آپ کی مرضی کیا ہے؟

میاں گل شیر احمد نے راقم السطور کو بتایا میں بلوآنہ شریف حاضر ہوا اور حضرت حافظ پاکؒ کی مزار پر مراقبہ کیا تو دیکھا ہر طرف تیاریاں ہو رہی ہیں جیسے کسی کی آمد کا انتظار ہے۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ اور حضرت حافظ پاکؒ بھی منتظر کھڑے ہیں تو مجھے میں ایک بات لگائی گئی مجھے یوں لگا جیسے کسی کی بارات ہے اور دولہا کا انتظار ہے میں نے واپس آکر تمام واقعہ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا پھر تم اگلے ہفتہ کو آ جانا میں بعض مصروفیات کی وجہ سے ہفتہ کو حاضر نہ ہو سکا۔ تو اتوار صبح آنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اطلاع ملی حضور شب تین بجے وصال فرما گئے ہیں۔

بعض احباب پر خصوصی نظرِ کرم

وصال سے چند روز قبل حضور قبلہ عالمؒ نے بعض احباب کو باقاعدہ آدمی بھیج کر بلوایا۔ احمد پور سیال سے بابا غلام علی محمد اور کمالیہ سے بابا خوشی محمد کو بلوایا۔ پھر رفیق چشتی سے فرمایا کہ منڈی بہاؤالدین سے میاں نذیر احمد اور ماسٹر نذیر کو لے آؤ لیکن ساتھ ہی فرمایا وہ خود آ جائیں گے جبکہ حاصل پور سے میاں سراج دین اور علی پور سے خلیفہ میاں محمد رمضان خود ہی

آ گئے۔حضور نے ان لوگوں سے بڑی راز و نیاز کی باتیں فرمائیں۔حتیٰ کہ یہ سب جان گئے کہ حضور قبلہ عالمؒ آخرت کے لیے مکمل تیاری فرما چکے ہیں ویسے بھی ان دنوں پچیس (25) 'تیس (30) درویش ہمہ وقت حاضر خدمت رہتے تھے۔

ہمیں اپنا بنا کے چھوڑ گئے کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

راقم السطور سے آخری ملاقات

ان دنوں حضور قبلہ عالمؒ کے علاوہ قبلہ والدہ صاحبہ اور دیگر افراد خانہ بھی مدرسہ قرآن محل قیام پذیر تھے مجھے حضورؒ کا حکم تھا کہ ہر جمعرات کو سکول سے چھٹی ہوتے ہی جھنگ چلا آؤں لہٰذا جمعہ شام کو یا ہفتہ کی صبح واپس آ جاتا۔آخری مرتبہ حسب معمول 30 مئی 1991ء بروز جمعرات سکول سے چھٹی ہوتے ہی عزیزی ندیم اختر کے ساتھ جھنگ پہنچا۔غلّہ منڈی کے موڑ پر میاں حق نواز موچی کی اہلیہ ملی جو کہ حضورؒ کی زیارت کے بعد واپس مدو کی جا رہی تھی کہنے لگی حضور قبلہ عالمؒ آج دوپہر سے آپ کا انتظار فرما رہے ہیں اور بار ہا آپ کو یاد فرمایا ہے۔مجھے اس انتظار کی کچھ سمجھ نہ آئی البتہ میرے دل میں ایک فکر اور تردد پیدا ہو گیا کہ یہ انتظار کیسا؟ آج بار بار کیوں یاد فرمایا جا رہا ہے۔میں کربلائی کے گھر سے کچھ آگے بڑھا تو کیا دیکھا حضورؒ مدرسہ کے سامنے تشریف فرما ہیں۔اسی اثناء میں حضورؒ نے بھی اپنی نگاہیں ہم پر جما لیں۔ہم نے ادب سے سر جھکا لیا اور شوق ملاقات میں تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔قریب پہنچے تو مشفقانہ انداز میں ایک دِلآویز مسکراہٹ کے ساتھ' بڑے محبت بھرے الفاظ سے کچھ یوں فرمایا ''واہ واہ' برخوردار' نورالعین' راحتِ جان'' میں آگے بڑھا اور قدم بوسی کی۔پھر ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا۔حضورؒ نے میرے کان سے پکڑ کر میرا ماتھا چوما اور بڑی شفقت سے اپنے پاس بٹھا لیا۔میں نے برادر محترم پیر اختر حسین صاحب کا خط' اس میں بھیجی گئی تصاویر اور حضورؒ کی 1985ء والی ڈائری بھی پیش کی جس میں دیار حبیب ﷺ پر حاضری کے چند واقعات آپ کے دست مبارک سے لکھے ہوئے تھے۔حضورؒ نے وہ خط پڑھا' تصاویر دیکھیں۔چند لمحوں کے بعد حضورؒ کی نظر مدرسہ کے طلباء پر پڑی جو اس وقت قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔حضور نے تمام بچوں کو اپنے پاس بلوایا اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا'' یہ تمہارا پیر ہے اب مدرسہ چلانا اس کا کام ہے اسے پہچان لو۔یہ اب اس کی ذمہ داری ہے۔پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔اب تم بھی میرے پاس آ جاؤ۔تمہاری والدہ بھی یہیں رہیں گی۔منگانی جانے اور مظہرایا (حضور پیار سے حضرت اخی قبلہ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے)۔یہ زمین بھی تمہارے نام کر دیں گے اور ہم سب یہیں رہیں گے۔نماز عصر کے بعد حضورؒ نے مجھے فرمایا ہمارا خیال ہے کہ مدرسہ کی عمارت پختہ بنائی جائے تم اس جگہ اور مدرسہ کا نقشہ بناؤ۔میں نے حضور کی ڈائری پر نقشہ بنا کر پیش کر دیا۔آپ نے کچھ اصلاح فرمائی اور پسند کیا۔پھر فرمایا اسے رکھ دو۔اتنے میں بابا خوشی محمد کی طرف نگاہ اٹھائی جو حضور کے راز دان مرید تھے البتہ نماز باقاعدگی سے نہ پڑھتے تھے۔حضور نے فرمایا'' یہ جو میرے بے نماز مرید ہیں دل کرتا ہے ان کو کان پکڑوا کر جوتے لگواؤں۔'' بابا خوشی محمد حضور کی گفتگو سن کر ہنستے

رہے۔اس روز مغرب کے بعد تک حضورؒ نے مجلس فرمائی۔رات کو آرام کیا۔اگلی صبح میں غسل اور ناشتہ کے بعد حاضر خدمت ہوا تو آپ چھپر کے نیچے جلوہ افروز تھے۔چہرۂ انور پر آج ایک خاص چمک تھی۔مجھے دیکھتے ہی فرمایا بیٹا! اب تمہیں اجازت ہے گھر چلے جاؤ اور اپنے بھائی مظہر حسین سے کہنا جمعہ پڑھا کر فوراً یہاں آجائے مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔میں نے عرض کی حضور! میں تو کل جاؤں گا۔فرمایا نہیں میری طبیعت ناساز ہے۔ڈاکٹر کے پاس بار بار جانا پڑتا ہے۔تم کار چلا نہیں سکتے اسلیے گھر چلے جاؤ اور مظہر حسین کو بھیجو۔میں انشاءاللہ اتوار کی صبح منگانی آؤں گا۔میں نے دست بوسی کی۔واپس چلا تو حضورؒ بڑی توجہ سے مجھے دیکھنے لگے۔یہ نظریں آج خلاف معمول تھیں۔گھر پہنچ کر حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کو حضور کا پیغام دیا اور ساتھ ہی خوشی میں یہ بھی کہا کہ اب ہم تو حضورؒ کے ساتھ شہر رہیں گے آپ جانیں اور آپ کا منگانی۔ حضرت اخی قبلہ مسکرائے کہ لو بھائی تمہاری تو موج ہوگئی ہمیں تو اسی گرمی میں رہنا پڑے گا۔وہ بعد از نماز جمعہ چلے گئے۔

اتوار کی صبح حضور اپنے وعدہ کے مطابق منگانی تشریف لائے مگر اب کی بار ایک دولہا کے رُوپ میں تھے اور جناب کی روح مبارک خاصان الٰہی کے پاس پہنچ چکی تھی۔

ہنسا ہنسا کے شبِ وصل اشک بار کیا تسلیاں ہمیں دے دے کے بے قرار کیا

حضرت اخی قبلہ کی حاضری

حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں جمعہ کی شام کو حاضر خدمت ہوا تو مہر ذوالفقار کُپلانہ (جو کہ وہاں پڑوس میں رہتا تھا) دوسرے درویشوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں بیٹھا تھا۔آپ نے مدرسہ قرآن محل والی زمین کے متعلق تمام تفصیلات بیان کیں۔میرے دل میں خیال آیا حضور ایک غیر مرید کی موجودگی میں یہ سب کچھ کیوں بیان فرما رہے ہیں بعد میں مجھ پر واضح ہوا کہ حضور تو اس شخص کو گواہ بنا کر یہ باتیں بتا رہے تھے تاکہ بعد میں ہمیں کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو۔پھر رات کو مجھے فرمایا جاؤ منگانی سے میری والدہ صاحبہ کو لے آؤ۔میں دادی اماں کو لے گیا۔حضور بڑی شفقت سے انہیں ملے۔پھر فرمایا اماں جی! مجھے دم کریں۔دادی اماں نے شفقت بھرے ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر پھیرے۔کچھ دَم بھی کیا جس سے حضور کو بڑی تسکین ہوئی۔کافی دیر تک اپنی والدہ صاحبہ سے باتیں کرتے رہے۔رات کو حضورؒ نے حسب معمول آرام فرمایا۔

حضور کا آخری دن

یکم جون بروز ہفتہ درویش محمد شفیع حجام حاضر خدمت ہوا۔حضور ہمیشہ جمعہ کو خط مبارک بنوایا کرتے تھے لیکن آج خلاف معمول آپ نے حجامت کا اہتمام فرمایا۔محمد شفیع بیان کرتا ہے کہ مجھ سے ساری زندگی حضور کی اس قدر خوبصورت

حجامت نہیں بنی ہوگی جتنی اس دن بنی تھی۔ میں بڑا خوش ہوا اور پیر بھائیوں سے کہا آؤ آج حضور کی حجامت دیکھو حالانکہ پہلے میری حجامت بنانے سے اکثر درویش نالاں رہتے تھے دراصل حضور کا چہرۂ انور آج اس انداز سے چمک رہا تھا جو ہم نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر حضورؒ نے حکم دیا آج مجھے نہلایا جائے یہ سُن کر خدمت گار حیران ہوئے کہ حضور تو محض گیلے تولیہ سے جسم اطہر کو تر کر لیا کرتے ہیں لیکن آج فرمایا پانی گرم کر کے مجھے صابن کے ساتھ اچھی طرح نہلاؤ۔ حکم کے مطابق نہلایا گیا۔ آپ نے نئے کپڑے زیب تن کیے۔ کڑھائی والا سفید کرتا اور سرخ دھاری دار لنگی باندھی۔ فقیر کی تیاری دیکھ کر یوں لگا جیسے آج آپ کسی بارات کے دولہا ہیں کیونکہ جھنگ میں رواج ہے کہ دولہے شادی پر کڑھائی والا کرتا اور سرخ دھاری دار لنگی پہنتے ہیں۔

غسل کے بعد حسب معمول حضورؒ نے دو رکعت نفل ادا کیے۔ آج ان نوافل میں خاص خشوع و خضوع تھا۔ پھر ایک کپ چائے (دودھ پتی) کا پیا۔ یہ حضور کی آخری غذا تھی اس کے بعد آپ نے کچھ نہ کھایا۔ بعد ازاں آپ کا پلنگ مبارک گھر سے باہر درس کے ایک کمرہ میں لایا گیا۔ حاضر خدمت درویش بیان کرتے ہیں اس دن حضورؒ کا چہرہ مبارک بے حد سفید تھا' آنکھیں چمکتی تھیں اور چہرہ پر ایک خاص جلال تھا۔ اس دن حضور مجلس میں بہت کم بولے۔ دوپہر کے وقت چونکہ سخت گرمی تھی۔ گھر سے ایک خادمہ عزیزی محمد زین العابدین کو لائی۔ آپ نے فرمایا اسے میرے کمرے میں سُلا دو اور مظہر حسین کو بھی کہو کہ یہیں آ کر سوئے۔ اتنے میں حضرت اخی قبلہ بھی آ گئے اور ایک طرف چارپائی پر دونوں باپ بیٹا لیٹ گئے۔ حضورؒ نے پنکھا ان کی طرف کر دیا۔ کچھ دیر بعد انہیں سویا ہوا دیکھ کر نہایت محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور خاموش الفاظ میں دعائیں دیں۔ نماز ظہر کے بعد حضورؒ نے اپنے استعمال کی تمام چیزیں مثلاً تسبیح اور گھڑی تک خدام کے حوالے کر کے فرمایا یہ گھر لے جاؤ۔ کچھ رقم جیب میں تھی وہ بھی نکال کر دے دی۔ عصر کے وقت طبیعت مبارک زیادہ ناساز ہوگئی۔ ڈاکٹر کو بلانے کے لیے عرض کی گئی تو فرمایا اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔

راقم السطور نے خلیفہ میاں محمد بخش اور حاجی جان محمد سندھی کی زبانی سُنا کہ آخری شب حضور قبلہ عالمؒ اپنے بستر مبارک پر بیٹھے بیٹھے اکثر غائب ہو جاتے۔ پھر کچھ دیر کے بعد معلوم ہوتا جیسے آپ بستر پر موجود ہیں لیکن پھر غائب ہو جاتے۔ ہم بڑے حیران ہوئے اور بار بار یہ خیال جانگداز لاحق ہوا کہ شاید حضورؒ لقائے حق کے لیے بے تاب ہیں اور وصال یار میں سرشار اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت کی تیاری فرما رہے ہیں۔

وصالِ باکمال

آخری روز قبل از نماز مغرب بقول خلیفہ میاں محمد رمضان' آپ نے تکیہ مبارک سے سرِ انور اٹھایا اور ہماری طرف مخاطب ہو کر یہ بیت پڑھا۔

سب کچھ خدا کو سونپ کر چڑھ پلنگ پر سو ان ہونڑیں نہ ہوسیا جو ہونڑیں سو ہو

تمام درویشوں کو اپنے پاس سے اُٹھ جانے کا اشارہ فرمایا اور دوبارہ اپنا سر انور تکیہ پر رکھ دیا اس کے بعد ہم آپ کے پاس حاضر نہ ہو سکے۔ یارانِ طریقت کی مجلس میں یہ آپ کا آخری کلام ثابت ہوا۔ بعد از نماز عشاء آپ نے دوائی استعمال فرمائی اور پھر سر انور تکیہ پر رکھ دیا۔ حضور قبلہ عالمؒ پر اس دفعہ تھوڑی سی غنودگی بھی ظاہر ہوئی۔ پچھلی رات تک آپ نے سر انور تکیہ سے نہ اٹھایا۔ نماز تہجد کے وقت سر انور تکیہ سے اٹھایا تو خلیفہ میاں محمد بخش اور میاں اللہ دتہ درویش نے آپ کو تھام کر تکیہ ہی پر لٹا دیا۔ اس وقت آپ کا جسم انور ٹھنڈا ہونے لگا۔ اتنے میں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی حضور کو اندر کمرہ میں لے چلیں۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ کو کمرہ میں لایا گیا اور ایک چھوٹی پیالی گلوکوز کی پلائی گئی۔ اس وقت آپ آہستہ آہستہ سانس لے رہے تھے۔ یک دم آپ نے اپنی مبارک آنکھیں بھر کر کھولیں تو اس قدر روشنی پھیلی کہ تمام کمرہ بقعہ نور بن گیا۔ حاضر خدمت رہنے والے بیان کرتے ہیں کہ نورانیت اس قدر غالب تھی کہ ہم نے ایسی روشنی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اتنے میں ایک نورانی صورت سفید لباس میں ملبوس دروازہ پر ظاہر ہوئی جسے آنکھ بھر کر نہ دیکھا گیا اور حضور قبلہ عالمؒ نے آنکھیں بند کر لیں۔ نبض کا نام و نشان تک باقی نہ رہا البتہ خزینہ معرفت قلب شریف جاری تھا یہ کیفیت عالم نمود کی الوداعی جھلک تھی۔ اسی لمحے محبوب حقیقی کا پیامبر وصالِ یار کا مژدہ جانفزا لایا۔ عاشق صادق کے لب مسکرا اٹھے اور روح مقدس قفسِ عنصری سے نکل کر سوئے جاناں پرواز کر گئی۔

نشانِ مردِ مومن باتو گویم چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب جلدی سے باہر آئے اور بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی کو بُلا کر لے گئے۔ انہوں نے آتے ہی نبض دیکھ کر اپنا سر حضور کے پاؤں مبارک پر رکھا اور نہایت آہ و فغاں سے یہی کہتے ہوئے کہ ''اچھا جیسے حضور کی مرضی'' باہر چلے آئے۔

یہ **18** ذیقعد **1411** ہجری بمطابق **2** جون **1991**ء بروز اتوار صبح تقریباً تین بجے جبکہ دیسی ماہ جیٹھ کی **20** تاریخ **2048**ء بکرمی کا واقعہ ہے۔ ہر طرف ایک کہرام سا برپا ہو گیا۔ باہر جب درویشوں کو خبر ہوئی تو ان کی یہ حالت تھی کہ کوئی گم سم تھا' کوئی چیخ رہا تھا اور کوئی سکوتِ حیرت

اے مرگِ ناگہاں تیرا شکوہ کریں تو کیا جائیں کہاں کہ درد کا درماں چلا گیا

حالات بعد از وصال

حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے کمال ضبط و حوصلہ سے تجہیز و تکفین کا مناسب ترین انتظام کروایا اور اہل خانہ کے افراد اور خاص خاص احباب کو حضور قبلہ عالمؒ کے جسدِ انور کے ساتھ منگانی شریف روانہ کیا جبکہ خود تابوت

مبارک بنوانے اور دیگر متعلقین و متوسلین کو بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دینے کے لیے جھنگ ہی رہے۔ لیکن بعض یارانِ طریقت خود حضرتؒ صاحبِ وصال کی روحانی کشش اور کئی رویائے صادقہ کے ذریعے شرکتِ نمازِ جنازہ کی نعمت سے مستفیض ہوئے۔

جسدِ انور کی منگانی شریف آمد

2 جون 1991ء بروز اتوار صبح سویرے طلوعِ آفتاب کے بعد گاڑیوں کے جھرمٹ میں حضور قبلہ عالمؒ کا جسم اطہر منگانی شریف لایا گیا۔ ہمیں کوئی اطلاع نہ تھی۔ البتہ آپ کا فرمان مبارک یاد تھا جو دو روز قبل مجھے دمِ رخصت فرمایا کہ "میں تمہارے پاس اتوار کو صبح سویرے آؤں گا" لہٰذا پہلے تو خوشی ہوئی لیکن جونہی آپ کے جسدِ انور کو دیکھا تو پھر کوئی ہوش نہ رہا۔ آنکھوں میں ایک دفعہ اندھیرا چھا گیا۔ آستانہ عالیہ کے درویش اور آپ کے خدمت گار ایک دوسرے کو گلے لگائے مشغول گریہ تھے لیکن راقم الحروف گم سُم اور عالمِ حیرت میں ایک طرف ہی چلتا رہا۔

اُن کے جاتے ہی یہ حیرت چھا گئی   جس طرف دیکھا کیا ، دیکھا کیا

تھوڑی دیر بعد جب قدرے حواس بحال ہوئے تو آپ کے جسدِ انور کو گھر کے اندر لایا گیا اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ پھر کچھ احباب نے مزار شریف کے متعلق دریافت کیا تو مجھے یاد آیا کہ حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی حیات مبارکہ میں کئی بار ہم تینوں بھائیوں کی موجودگی میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد مجھے مسجد کے ساتھ اپنے حجرہ میں دفن کیا جائے نہ کہ میرے والد بزرگوار کے پاس بلوآنہ شریف میں۔ لہٰذا میں نے چند خاص خاص احباب کے ہمراہ حجرہ شریف میں نشان مرقد لگایا اور لرزتے ہاتھوں سے مزار پرانوار کھودنے کی ابتداء کی۔ اتنے میں یارانِ طریقت کافی تعداد میں جمع ہونے شروع ہوگئے اور آستانہ عالیہ پر رش ہونے لگا۔ تقریباً دن بارہ بجے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب بھی تمام ضروری امور سے فراغت پا کر جھنگ سے واپس آگئے اور ان کے حکم پر شام چھ بجے نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا۔

آخری غسل

شام ساڑھے پانچ بجے گھر سے آپ کے جسدِ انور کو اٹھایا گیا۔ پلنگ مُبارک کو آگے سے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اور میں نے کندھا دیا۔ جبکہ پیچھے سے پیر شفیع حسین اور میاں گل شیر احمد نے اور آپ کو لنگر خانہ غوثیہ میں لایا گیا۔ حویلی کا دروازہ بند کرنے کے بعد جائے مقصود پر چادریں تان کر غُسل دیا گیا۔ حضرت اخی قبلہ طریقہ غسل بتانے لگے جیسا کہ خود انہیں حضور قبلہ عالمؒ نے سمجھایا تھا۔ میاں احمد بخش کمہار اور خلیفہ ڈاکٹر امیر الدین غُسل دینے لگے جبکہ خلیفہ میاں محمد بخش، پیر شفیع حسین اور میاں محمد حسین کلس جسم اطہر پر پانی ڈالنے لگے۔ ملک رب نواز خلیفہ میاں محمد رمضان، پیر او تاد حسین، میاں گل شیر احمد، خلیفہ مولانا شیر محمد، سلطان محمود بھٹی، حاجی احمد بخش اور اشفاق حسین کلس ارد گرد چادریں تان کر کھڑے

تھے۔ میاں اللہ دتہ بلوچ نے کفن مُبارک درست کیا جبکہ راقم الحروف گھر سے آپ کے لیے بستر لایا۔ بعداز غُسل آپ کے وجود مسعود کو دو نئی سفید چادروں میں لپیٹا گیا اور نرم بستر بچھا کر آپ کو رُو بقبلہ سُلا دیا گیا۔ اتنے میں ایک فوٹو گرافر حاضر خدمت ہوا اور حضور کی آخری چند تصاویر بنائیں۔ بعد ازاں جونہی آپ کے جسدِ انور کو لنگر خانہ سے باہر لایا گیا تو مخلوق خدا کا ایک جم غفیر اُمڈ پڑا۔ پھر کسی نے آپ کے پلنگ مبارک کو کندھا نہ دیا بلکہ ہاتھوں اور بازوؤں پر اُٹھائے رکھا۔

نماز جنازہ

چونکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ نماز جنازہ میں شامل ہو کر نجات دارین حاصل کرنا چاہتے تھے اس لیے جسد انور کو دربار شریف سے باہر ایک وسیع وعریض میدان میں لے چلے۔ ہجوم خلائق کی وجہ سے جنازہ آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔ آگے آگے جھنگ سے آئے ہوئے صوفی طالب حسین قوال کے ہمنوا مولود خوانی کرتے تھے جبکہ یاران طریقت پیچھے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھتے تھے۔ بعض احباب پر حالت وجد طاری تھی۔ کچھ نے داغ مفارقت میں گریباں تک چاک کر لیے۔ ہر شخص دیوانہ وار جسد انور کے نزدیک جانے کی کوشش میں تھا۔ حتیٰ کہ جائے مقصود پر پہنچ کر چھڑیوں کی مدد سے صفیں دُرست کی جارہی تھیں۔ جس سے کافی گرد وغبار اُٹھ رہا تھا اس وقت ناگواری کی کیفیت میں حضور قبلہ عالمؒ کی دائیں طرف کی چشم مبارک کھلی جسے میں نے بند کیا۔ اس کے علاوہ گھر میں بھی جب باہر سے آنے والی عورتوں نے حسب عادت واویلا شروع کیا تو اس وقت بھی آپ کی یہی آنکھ مبارک کھلی تھی جسے راقم السطور نے ہی بند کیا کہ آپ کی طبع شریف شور وغُل سے متنفر تھی۔

آخری زیارت وتدفین

بعد از نماز جنازہ لوگ زیارت کے لیے ٹوٹ پڑے لیکن اس وقت زیارت نہ کروائی گئی تاکہ زائرین کی کثرت سے آپ کے جسدِ انور کو تکلیف نہ پہنچے اور ہدایت کی گئی کہ سب لوگ میدان میں صفیں درست کرلیں تو پھر زیارت ممکن ہو سکتی ہے لہٰذا دو تین ایکڑ لمبی ایک ایک صف تیار ہوئی۔ پھر پلنگ مبارک کو اٹھایا گیا۔ سرہانے والوں نے قدرے اوپر کیا جبکہ قدموں والوں نے ذرا نیچے کیا اور یوں تمام صفوں میں پھرتے پھراتے رہے۔ شام تک بڑی مُشکل سے تمام افراد زیارت سے مُستفید ہو سکے۔

پھر جسدِ انور کو ہال کمرہ میں لایا گیا اور وہاں پر موجود تابوت شریف میں اتارا گیا۔ پھر آخری زیارت کے لیے دوبارہ گھر میں لایا گیا۔ بعد از نماز مغرب تابوت شریف کو آستانہ عالیہ کے صحن میں لائے۔ تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد چچا حافظ عبدالغفور صاحب نے دوسری نماز جنازہ پڑھائی پھر بعد میں پہنچنے والے یارانِ طریقت کافی دیر تک زیارت کرتے رہے۔ بعد ازاں تابوت شریف کو حُجرہ شریف میں لایا گیا اور رسوں کی مدد سے آہستہ آہستہ مزار میں اُتار دیا گیا پھر وہاں پر

موجود سب افراد نے آخری زیارت کی اور تمام لوگوں کو حُجرہ میں سے نکال دیا گیا۔فقط خاص خاص احباب رہ گئے اس وقت حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب ہاتھ جوڑے سر جھکائے آپ کی دائیں جانب کھڑے ہدیہء سلام عرض کر رہے تھے۔ان سے کچھ فاصلہ پر راقم الحروف دست بستہ حاضر تھا جبکہ خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب دروازوں پر نگرانی کر رہے تھے۔رات 9 بجکر 37 منٹ پر تابوت شریف بند کر دیا گیا۔سب سے آخر پر اس خاکسار نے بظاہر جسمانی طور پر آخری زیارت کی اور الوداعی سلام عرض کرتے ہوئے آپ پر لنگی ڈال دی۔حضور قبلہ عالمؒ کے مہجور متوسلین اور عُشاق آپ کی جدائی کا نا قابل برداشت صدمہ اُٹھا رہے ہیں لیکن آپ کی یاد ہر وقت دِلوں میں اسی طرح تازہ ہے اور کل روزِ قیامت ہمارے پاس یہی سرمایہء حیات ہوگا۔

خیال یار میں ہم پُر بہار رہتے ہیں   خزاں کے دِن بھی ہمیں سازگار رہتے ہیں

آخر میں دو قطعات حضور قبلہ عالمؒ غریب نواز کی تاریخ وصال کے حوالے سے ہدیہء ناظرین ہیں۔

فارسی:

خواجہء ما پیر کرم حُسین فخر الاصفیاء   قُطب اعظم، غوثِ عالم صاحب جود وسخا

عاشقاں را قبلہ گاہے عارفاں را رہنما   ''واصل باللہ شاہِ اولیاءِ نورِ خُدا''

1411ھ

اُردو:

حضرتِ قبلۂ عالم قبلۂ اہلِ صفا   مظہرِ انوارِ یزداں، معدنِ لُطف و عطا

ماہِ ذیقعد چودہ سو گیارہ ہجری تھی تاریخ   روزِ دو شنبہ چلے طاہر حزیں کے پیشوا

مادہ ہائے تاریخ وصال حضرت قبلہ عالمؒ منگانوی

(الف) فنائی الذات محبوب
1411ھ

ے ازنگاہِ ظاہری محجوب ہو گئے
حقا کہ ''فنائی الذات محبوب'' ہو گئے
1411ھ

(ب) منظور ربِ احد
1411ھ

ے ہیں مقبول ربِ احد قبلہ عالمؒ
ہیں ''منظور ربِ احد'' قبلہ عالمؒ
1411ھ

(از حکیم امتیاز علی قادری)

بعداز وصال حضرت اخی کا خواب

وصال کے دوسرے روز حضور قبلہ عالمؒ خواب میں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حُسین صاحب کو ملے اور فرمایا ''بیٹا! میں تو زندہ ہوں جبکہ تم اعلان کرواتے رہے کرم حُسین کا انتقال ہوگیا'' تو انہوں نے عرض کی حضور میں نے یہ اعلان نہیں کروایا بلکہ کسی اور دُرویش نے کروایا ہے۔ سبحان اللہ سچ ہے۔ اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دار الی اُخری۔ یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ اس دار سے دارِ آخرت کو منتقل ہو جاتے ہیں۔

اپنے جنازہ کے متعلق ایک ڈاکٹر کو فرمان

ڈاکٹر سلطان محمود سکنہ گوجرہ موڑ ایک زمانہ حضور قبلہ عالم کے معالج رہے وہ بیان کرتے ہیں لوگوں میں ایک مرتبہ غلط افواہ پھیل گئی کہ حضور کا وصال ہوگیا ہے ہر کوئی منگانی شریف کی طرف دوڑا میں بھی گھر سے روانہ ہوا لیکن افواہ غلط تھی البتہ ان دنوں حضور کی طبیعت کافی ناساز تھی۔ ہر طرف سے لوگ غم سے نڈھال روتے دھوتے چلے آرہے تھے میں حاضر خدمت ہوا اور افواہ سے متعلق صورتحال عرض کی حضور مسکرائے اور فرمایا'' سلطان تو بھی میرا جنازہ پڑھنے کیلئے آیا ہے''عرض کی جناب ارادہ تو ایسا ہی تھا فرمایا جب میرا انتقال ہوگا تو میرے جنازہ میں تم شریک نہ ہوسکو گے میں نے عرض کی حضور میں جہاں کہیں بھی ہوا اگر زندہ ہوا اور اسی دنیا میں ہوا تو جنازے میں ضرور شرکت کروں گا۔ اس واقعہ سے تقریباً بارہ تیرہ برس بعد کا ذکر ہے میں اپنی فیملی کے ہمراہ حج پر گیا ہوا تھا مکہ معظمہ دن گیارہ بارہ بجے کا وقت ہوگا ہم اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حاجی شمس الحق سکنہ اڈا شبیر آباد زارو قطار روتا ہوا کمرہ میں داخل ہوا۔ میں نے پوچھا ماموں جان کیا ہوا کیا پردیس سے گھبرا گئے ہو لیکن وہ برابر روتا رہا آخر جب ہم نے اصرار کیا تو بتایا ابھی ابھی پاکستان سے فون آیا ہے کہ میرے پیرو مرشد حضور قبلہ عالم غریب نواز کا وصال ہوگیا ہے اور شام 6 بجے آپ کا نماز جنازہ پڑھا جانا ہے۔ میں نے اسے تسلی دی اور کہا اولیا اللہ مرتے نہیں ہیں اور زندوں کو روتے نہیں ہیں آؤ میں تمہیں حضور کی ایک کرامت سناتا ہوں اور یہ تمام واقعہ سنایا سب حیران ہوئے میں نے کہا حضور نے سچ فرمایا تھا بتاؤ آج کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ میں جنازہ میں شمولیت کرسکوں کوئی ایسی چیز ہے جو مجھے منگانی شریف پہنچا سکے حضور قبلہ عالم صاحبِ حقیقت تھے آپ کا فرمان حق اور لاریب ثابت ہوا۔

ایک ہی قانون عالمگیر کے ہیں سب اثر
بوئے گُل کا باغ سے گُل چیں کا دنیا سے سفر

قُل خوانی

وصال کے تیسرے روز 4 جون 1991ء بروز منگل کو رسمِ قل خوانی ادا کی گئی۔ مجلس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے

ہُوا۔ پھر نعت خوانی ہوتی رہی۔ بعدازاں راقم السطور اور کچھ نعت خواں حضرات نے بھی آپ کے داغِ مفارقت میں چند ایک مرثیے پڑھے۔ پھر قبلہ عم محترم حضرت علامہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب نے آپ کی سیرتِ عالیہ کے ایک نمایاں پہلو یعنی ''ظاہری علالت'' پر مفصل خطاب فرمایا اور بطور تمثیل حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ کا واقعہ بھی بیان فرمایا کہ اُنہیں دمہ کی تکلیف تھی۔ ساری ساری رات بے چینی کی وجہ سے کروٹیں بدلتے گزر جاتی لیکن صبح جب مجلس میں بیٹھتے تو جو بھی بیمار و لاچار شخص پانی دم کروا کر پیتا شفایاب ہو جاتا۔ ہمہ وقت حاجت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی۔ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی متعجب رہتیں کہ خود تو علیل رہتے ہیں لیکن لوگ ایک پھونک سے شفا پاتے ہیں۔ ایک دِن اُنہوں نے بُرقعہ پہن لیا اور حاجت مندوں کی قطار میں آ کر کھڑی ہو گئیں۔ اپنی باری پر آواز بدل کر عرض کی کہ میرے بیٹے کو دمہ کی تکلیف ہے یہ پانی دَم فرما دیں۔ آپ نے پانی دم کر دیا۔ اُنہوں نے وہی پانی رات کے وقت آپ کو پلا دیا چنانچہ وہ رات بڑے آرام وسکون کے ساتھ گزری اور آپ نے کروٹ تک نہ بدلی۔ صبح کو بیدار ہوئے تو فرمایا اماں جی! آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ آپ کو کیا معلوم کہ جب مجھے دمہ کے سبب نیند نہ آتی اور رات کو کروٹ بدلتا تو میرا رب مجھ سے پوچھتا میاں میر! تیرا کیا حال ہے؟ میں عرض کرتا الحمدللہ میرے مولا تیرا لاکھ لاکھ شُکر ہے لیکن آج رات ایسی غفلت میں گزری کہ میرے مالک نے مجھے ایک بار بھی یاد نہ فرمایا۔

ایسی تسکین ملی تیرے بیمار کو   اب دوا چاہیے نہ شفا چاہیے

قبلہ پیرزادہ صاحب نے مزید فرمایا حضور قبلہ عالمؒ کی حیاتِ ظاہری آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ بظاہر آپ کو بھی دمہ کی تکلیف تھی لیکن باطنی طور پر آپ کا اپنے مالک کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ ساری ساری رات بے شک سوتے نہیں تھے البتہ اپنے مولا کے ساتھ راز و نیاز کا حال بدستور قائم رہتا۔ آخر میں ختم شریف پڑھا گیا اور تمام دوست احباب کو اجازت ہوئی۔

ختم چالیسواں

ویسے تو حضور قبلہ عالم منگانویؒ کا ختم چالیسواں 11 جولائی 1991ء کو ہونا تھا لیکن ہمارے وسطی برادر حضرت قبلہ پیر محمد اختر حسین صاحب اور آپ کے بھانجے اور بڑے منظورِ نظر خلیفہ پیر سخی حسین صاحب پہلے شرکت نماز جنازہ سے محروم ہو چکے تھے کیونکہ وہ برطانیہ میں تھے اور وصال کے دوسرے روز پہنچے تھے لہذا مناسب یہی سمجھا گیا کہ یہ تقریب سعید اُن کی موجودگی میں انجام پذیر ہو۔ الغرض آپ کا ختم چالیسواں 20 جون 1991ء بروز جمعرات کو آستانہ عالیہ پر منعقد ہوا۔ سینکڑوں زائرین اور دوست احباب اکٹھے ہوئے لہذا صبح سویرے طلوعِ آفتاب سے قبل ہی قرآن خوانی شروع ہو گئی۔ مجلس کا آغاز حسبِ دستور تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ بعد میں نعت خواں حضرات کی باری آئی۔ پھر علمائے کرام نے اولیاء

اللہ کے وصال کی حقیقت اور حضور قبلہ عالمؒ کے بارے میں اپنی اپنی عقیدت مندی کے مطابق اظہار خیال کیا۔ بعدازاں چند ایک شُعراء نے آپ کے داغِ مفارقت میں مرثیے پڑھے۔ خاص طور پر مشہور نعت خواں صوفی اللہ دتہ راہیؔ کا لکھا ہوا پنجابی مرثیہ بڑا مشہور ہوا جس کا مطلع تھا۔

اکھیں سکدیاں ہن اج ویکھن نوں اوہ یار پیارا نہیں دسدا
سوہنا مُرشد کرم حسینؒ پیا اوہ راج دلارا نہیں دسدا

بعداز ختم شریف حضرت صاحبزادہ سید اظہار محمد شاہ صاحب سجادہ نشین دہڑ شریف نے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کی دستار بندی فرمائی اور ان کی دُعا کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ الغرض آپ کے بعداز وصال روزانہ بے شمار آئے ہوئے زائرین کو لنگر کھلایا جاتا اور ہر جمعرات کو مرقدِ منورہ پر محفل شبینہ کا بھی اہتمام ہونے لگا جو بعدازاں عرصہ تک جاری رہا۔

الفراق

دل کے آئینہ میں کچھ نقش جما لیتے ہیں
گذرے لمحات کو یادوں میں بسا لیتے ہیں

غمِ جاناں کا یہ اعجاز سنو اہلِ جنوں
ہر رگِ جان میں غم ہی کو رسا لیتے ہیں

تیرے گھائل کو کہاں چین شبِ فرقت میں
آتشِ ہجر سے دل اپنا جلا لیتے ہیں

دیکھ کر زُلف گرہ گیر بارِ دل افگار ہوا
یہ اسیرانِ محبت ہی سزا لیتے ہیں

آج جب خاک کا پردہ ہے نظر کے حائل
آج تصویر تیری دل میں سجا لیتے ہیں

عشق مجھ کو نہ سہی وحشتِ ایام سہی
نام لے لے کے تیرا اشک بہا لیتے ہیں

اب تو ویران ہوا میرا گزر گاہ خیال
تیری یادوں میں شب و روز نبھا لیتے ہیں

دل نہیں، ہوش نہیں، صبر نہیں، کچھ بھی نہیں
تجھ سے اک بار جو آنکھوں کو ملا لیتے ہیں

اب تو حسرت ہی رہی چہرۂ زیبا کی طاہرؔ
صورتِ یار میں اپنے کو گُما لیتے ہیں

☆☆☆☆

بعداز وصال جاگتی آنکھوں سے زیارت

1-مزار شریف سے ظاہر ہونا: حضور قبلہ عالمؒ کے وصال شریف سے چند روز بعد ہم سب آستانہ عالیہ پر نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو اچانک میاں محمد حسین کلس کی نظر حجرہ مبارک پر پڑی چونکہ دروازہ کھلا تھا اس لیے وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سامنے حضور قبلہ عالمؒ سفید دستار اور سفید لباس میں ملبوس اپنی مزار کے پاس ہی جلوہ افروز ہیں۔ انہوں نے فوراً پاس بیٹھے ہوئے احباب کو متوجہ کیا کہ وہ دیکھو سامنے حضور قبلہ عالمؒ تشریف فرما ہیں لیکن ہمارے دیکھنے سے قبل ہی عزیزی قاسم حسین آپؒ کو دیکھ کر حجرہ شریف کی طرف دوڑا مگر اس کے پہنچتے ہی آپ غائب ہو گئے۔ ہم سب ناراض ہوئے کہ تم نے جلد بازی سے کام لیا اگر کچھ دیر کے لیے توقف کرتے تو ہم بھی دولتِ زیارت سے مستفیض ہوتے۔

2-لالہ محمد لطیف کو زیارت ہونا: لالہ محمد لطیف بیان کرتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے چند ماہ بعد کا واقعہ ہے ایک دفعہ دربار شریف پر ہال کمرہ کے سامنے میں سویا ہوا تھا۔ پچھلی رات کو کسی نے میرے بازو سے پکڑ کر مجھے بیدار کیا اور خود روضہ شریف کی طرف روانہ ہوا میں بیدار ہو کر اُسے دیکھنے لگا کہ مجھے اسنے کیوں بیدار کیا ہے چاندنی رات تھی چند قدموں کے فاصلہ پر انہوں نے پیچھے مڑ کر مجھے دیکھا تو میں پہچان گیا کہ وہ حضور قبلہ عالمؒ خود تھے۔ میں نے جاگتی آنکھوں سے حضور کی زیارت کی۔ لیکن جب دست بوسی کے لیے آپ کی طرف چلا تو حضورؒ غائب ہو گئے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ   میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

3-بعداز وصال حج اکبر پر: حاجی نور اکبر کرتوانہ کو حضور قبلہ عالمؒ کی طرح دمہ کی تکلیف تھی۔ لہذا دل لگی کے طور پر اسے آپ بیلی (ساتھی) کہتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے ایک سال بعد 1992ء میں چونکہ حج اکبر تھی۔ حاجی نور اکبر بھی حج کرنے کے لیے سعودی عرب چلا گیا وہ خود بیان کرتا ہے۔ چونکہ مجھے دمہ کی تکلیف تھی میں نے بڑی مشکل سے خانہ کعبہ کا طواف کیا لیکن پھر منیٰ میں جب شیطان کو کنکریاں مارنے کی باری آئی تو بے انتہا مخلوق کی بھیڑ میں میرا دم گھٹنے لگا اتنے میں مخلوق کا ایک بہت بڑا ریلا آیا جس کے دھکے سے میں گر گیا۔ جب بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو میں نے پکارا ''پیر کرم حسین! آپ مجھے بیلی کہتے تھے لہذا آج اپنے بیلی کو بچائیے'' میرا یہی کہنا تھا کہ دیکھتا ہوں حضور قبلہ عالمؒ میرے سامنے ہیں آپ نے میرے بازو سے پکڑ کر مجھے کھڑا کیا اور فرمایا کیوں گھبرا گئے ہو۔ میں نے عرض کی آپ گھبرانے کو فرماتے ہیں۔ میرا تو زندہ رہنا اور واپس پہنچنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ آپ نے مجھے تسلی دی اور فرمایا تو یہاں نہیں مرے گا اور لوگوں سے باہر نکال کر تقریباً ایک ایکڑ کے فاصلہ پر مجھے کھڑا کر دیا۔ پھر فرمایا تم گھبرا گئے ہو ایک آدمی کو بھیج کر پانی منگوایا اور مجھے پلایا جب قدرے میری طبیعت سنبھلی تو میں نے کہا آپ کی واپسی کب ہے تو فرمایا تم پہلے جہاز پر ہی واپس چلے جاؤ گے۔ جبکہ میں بعد میں آؤں گا یہ فرما کر آپ ایک طرف چلے گئے بعدازاں مجھے یاد

آیا کہ ایک سال کا عرصہ ہوا آپ تو پاکستان میں وصال فرما گئے تھے۔ پھر میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اسی طرح ڈاکٹر لال خان رانجھا (منڈی بہاؤالدین) بھی اس سال حج پر تھا اس نے راقم الحروف کو بتایا میں خانہ کعبہ میں مشغول نماز تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ آ کر میرے دائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ بعد از سلام میں نے دولتِ دست بوسی حاصل کی آپ کافی دیر تک میرے ساتھ محوِ گفتگو رہے پھر معلوم نہیں کہاں چلے گئے۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے　　مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

4- میری چچازاد بہن کا زیارت کرنا: برادرم پیر اختر حسین صاحب کی اہلیہ محترمہ جو کہ ہماری چچا زاد بھی ہے۔ انہوں نے خود مجھے بتایا حضور کے بعد از وصال دوسری مرتبہ سردیوں میں جب ہم دربار شریف پر آئے تو ایک رات کا ذکر ہے میں گھر کے برآمدہ میں سوئی ہوئی تھی رات اچانک میری آنکھ کھل گئی میں نے گھر کے صحن میں کسی آدمی کو چلتے ہوئے دیکھا چونکہ بلب جل رہا تھا۔ جب میں نے غور کیا تو وہ حضور قبلہ عالمؒ تھے میں نے اچھی طرح آپ کی زیارت کی ناگاہ مجھ پر حضور کی ہیبت طاری ہو گئی اور آپ غیب ہو گئے ان کے بچے جھوٹ نہیں بولتے انہی دنوں بڑی بچی ابھی معصوم تھی اور گاہے بگاہے اکیلی روضہ شریف چلی جایا کرتی ایک روز اپنی والدہ سے کہنے لگی جب میں تنہا دربار شریف پر جاتی ہوں تو باباجی مزار شریف سے باہر نکل کر مجھ سے باتیں کرتے ہیں۔

5- مدینہ شریف میں زیارت: لالہ حاجی محمد اقبال سکنہ چک **14** جنوبی لوکڑی (سرگودھا) بیان کرتے ہیں میں اگست **2003**ء میں عمرہ شریف پر قافلہ کے ساتھ حاضر ہوا چونکہ ہمیشہ میں عمرہ شریف پر حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کی معیت میں حاضر ہوتا تھا وہ ان دنوں ایجنٹ کی فریب کاری سے نہ جا سکے اس لیے میں پریشان تھا ایک روز چھتریوں کے نیچے نماز عشاء سے قبل میں گنبد خضریٰ کی طرف نظریں جمائے بیٹھا رو رہا تھا کہ میرے پیچھے سے ایک آدمی نے مجھے متوجہ کرنے کے لیے میرے کان سے پکڑ کر ہلایا میں نے دیکھا تو حضور قبلہ عالمؒ سفید لباس میں ملبوس، چار کونوں والی ٹوپی زیب سر فرمائی ہوئی ہاتھ میں تسبیح لیے میری طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور پھر غیب ہو گئے میرا اور حضور کے درمیان بمشکل **10** فٹ کا فاصلہ ہوگا۔

تصورِ شیخ سے متعلق میرا ذاتی مشاہدہ

حضور قبلہ عالمؒ اپنی اردو مثنوی "منازلِ تصورِ شیخ" کے آخر میں لکھتے ہیں۔

کرم حسین نے جب اس کو پایا　　کرم چلتا بنا سردارؒ آیا

میرے حضور کے سلوک میں تصور شیخ کی یہ انتہا ہے کہ پیر اور مرید یک جان ہو جائیں اور دوئی کا وہم نیست و نابود ہو جائے لیکن خوش نصیب ہیں وہ پاک روحیں جن پر ہمیشہ یہ حال برقرار رہے میں نے ایک مرتبہ خود اس کا مشاہدہ جاگتی

آنکھوں سے کیا وہ اس طرح کہ حضور کے وصال سے کچھ عرصہ بعد ایک روز دوپہر کے وقت میں دربار شریف سے قریب ہی مہر محمد بھروآنہ کے ڈیرہ سے آرہا تھا اور تصور شیخ سے متعلق خیالات میرے ذہن میں موجود تھے یک دم میں نے اپنے جسم کی طرف دیکھا تو میری ہیئت بدل گئی اور میرے وجود کی جگہ حضور قبلہ عالمؒ کا وجود مسعود تھا وہی دبلا پتلا جسم، چہرہ پر سفید ریش تک آ گئی میں اپنے ایک ایک عضو کی طرف پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتا اس وقت میں نہیں تھا بلکہ حضور قبلہ عالمؒ کی ذات عالی جلوہ فرما تھی۔

میری نظروں نے کیا نہیں دیکھا ہاں مگر ماسوا نہیں دیکھا

دن دوپہر کا وقت تھا کوئی خواب تو تھا نہیں میں بار بار اپنے دل میں کہتا کہ میں طاہر حسین ہوں لیکن وجود اور صورت حضور قبلہ عالمؒ کی تھی وہی چال وڈھال وہی انداز تقریباً دس منٹ تک میں اسی کش مکش میں رہا آخر یہی خیال کیا کہ یہ حضور کے تعلیم فرمائے ہوئے تصور کا کمال ہے ورنہ میں تو وہی ہوں اور پھر جا کر وہ کیفیت ختم ہوئی مجھ پر تو صرف دس پندرہ منٹ وہ کیفیت طاری ہوئی جن پر ہمہ وقت وہ کیفیت رہے ان کا کیا مقام ہوگا حضور قبلہ عالمؒ کی ذات بابرکات مکمل طور پر اپنے شیخ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی ایک مرتبہ آپؒ دعوتوں پر تھے وہاں ایک گھر سے جب رخصت ہونے لگے تو ہاتھ اُٹھا کر کچھ ان الفاظ میں دعا مانگی جو کہ مقام فنافی الشیخ کو آشکار کرتی ہے۔

یا اللہ فضل کر اس مکین و مکاں سردارنؒ جو رہے اس میں پل یا گھڑی
لگی رہے تیرے نام کی جب جھڑی

یہ شیخ کامل کے ساتھ حضوری اور مکمل معیت کا بیان ہے حضور کے متوسلین میں سے کافی احباب کے ساتھ یہ کیفیت ظاہر ہوئی اور کئی ایک اس کیفیت کے چشم دید گواہ موجود ہیں۔

بعد از وصال خواب میں زیارات

ولی اللہ دے مردے ناہیں کردے پردہ پوشی کی ہویا جے دنیا اُتوں ٹر گئے نال خاموشی

☆☆☆☆

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدے نہیں مردے ولیاں دے درباراں اُتے تک لے دیوے بلدے

حضرت قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال زیارات کا سلسلہ بہت طویل ہے اگر تمام حالات سپرد قلم کیے جائیں تو ایک علیحدہ کتاب بن سکتی ہے لیکن میں اپنے ذاتی مشاہدات اور چند خاص احباب سے متعلق واقعات سپرد قلم کرتا ہوں۔ مقصد صرف اس باب کی تکمیل ہے ورنہ حضور کے دامنِ کرم سے وابستہ ہزاروں افراد زیارت و بشارت سے فیض یاب ہیں۔

ایک درویش کی دلجوئی

غلام محمد نامی ایک کھوکھر جو پہلے منگانی شریف میں رہتا تھا بعدازاں شاہ جیونہ چلا گیا۔ وہ میرے دادا بزرگوار حضرت حافظ پاکؒ کا مرید تھا۔ بعدازاں بیعت صحبت حضور قبلہ عالمؒ سے کی دربار شریف پر بہت کم حاضری دیتا۔ اور سال دو میں ایک آدھ چکر لگاتا۔ اس نے خود مجھے بتایا حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کی جب مجھے خبر ملی تو میں منگانی شریف حاضر ہوا۔ حضور کو وصال فرمائے ابھی پندرہ بیس روز ہی گزرے ہوں گے۔ میں مزار شریف پر سلام عرض کرنے کے بعد باہر ایک شیشم کے درخت کے نیچے سو گیا۔ کیونکہ آپ کی اولاد اور درویشوں میں کوئی بھی میرا واقف نہ تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں حضور قبلہ عالمؒ تشریف لائے اور فرمایا غلام محمد کھوکھر ہو! آئے تو لیٹ ہو چلو آ تو گئے ہو۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ میں حیران ہوا کہ بعداز وصال بھی پیر کامل اپنے مریدوں کا کس طرح خیال رکھتے ہیں بلکہ شیخ کامل کا ہاتھ ہر وقت مرید پر ہوتا ہے۔ عارف رومی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست ۔۔۔ دست او جز قبضۂ اللہ نیست

(پیر کامل کا ہاتھ دور دراز اور غائب لوگوں تک پہنچنے سے قاصر نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ سوائے قبضہ جل وعلیٰ کے کوئی دوسری چیز نہیں)۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی اعانت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ (سابق ایم۔ پی۔ اے و مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب) ہمارے خاندان کا نیاز مند تھا اکثر میرے دادا بزرگوار حضرت حافظ پاک کی اپنے بارے میں دعا کا ذکر ہر کس و ناکس سے بیان کرتا۔ 1993ء کو الیکشن ہوا تو دوسرے روز میاں صاحب شہر میں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے ملے اور بیان کیا جناب جب میں الیکشن سے ہار گیا تو موضع حویلی لال سے ایک ہراج جو آپ کا مرید بھی نہیں ہے اس نے مجھے کہا۔ آج رات مجھے خواب میں حضور قبلہ عالمؒ منگانوی کی زیارت ہوئی۔ اور انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اپنے دوست ریاض حشمت سے کہنا گھبرائے نہیں بلکہ دوبارہ گنتی کروائے کامیاب ہو جائے گا۔ لہٰذا جب میں نے دوسرے روز دوبارہ گنتی کروائی تو میں دوسرے فریق پر صرف چار ووٹ میں کامیاب ہو گیا۔ اس بار کی جیت حضور قبلہ عالمؒ کی نظر کرم کا صدقہ ہے۔

چمن کی بات ہو یا بزمِ مئے کا نام آئے ۔۔۔ لبوں پہ تذکرۂ یار آ ہی جاتا ہے

عزیزی طیب حسین کو نماز کے لیے آگاہ فرمانا

عزیزی طیب حسین (الریاض، سعودی عرب) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

''ایک دفعہ مدینہ شریف حاضری ہوئی جمعہ کا دن تھا دورانِ خطبہ بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی میں حضور قبلہ عالمؒ بھی میرے دائیں جانب تشریف فرما ہیں اور خطبہ سُن رہے ہیں پھر اچانک حضور نے فرمایا خطبہ ختم ہو گیا ہے اب نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی خطبہ ختم ہو چکا تھا اور لوگ جماعت کے لیے صفیں بنا رہے تھے۔ میں بڑا حیران ہوا لیکن حضور تو نہیں تھے اللہ اللہ ہمارے آقا کس قدر اپنے غلاموں پر نظر رکھتے ہیں۔

شاہ صاحب پر حضور کی نگاہ کا دوبارہ فیض

حضور قبلہ عالمؒ کے خلیفہ مجاز پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ ''میں نے حضور قبلہ عالمؒ کو وصال کے بعد حیاتِ ظاہری کے عالم سے بھی قریب پایا ہے حضور نے اپنی حیات ظاہری میں بندہ کو اپنی خاص نظر کرم یعنی توجہ سے فیض یاب فرمایا لیکن وصال کے بعد جو توجہ فرمائی وہ ظاہری توجہ سے بھی بلند تر تھی۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے ایک روز میرے ذہن میں خیال آیا حضور قبلہ عالمؒ اپنی حیات مبارکہ میں ہم پر توجہ فرمایا کرتے تھے لیکن اب بعد از وصال ہمیں وہ نعمت کیسے میسر آیا کرے گی۔ میں راولپنڈی اپنے مکان D.K 725 میں سویا ہوا تھا۔ پچھلی رات کو حضور تشریف لائے بعینہٖ اُسی طرح کے لباس میں ملبوس تھے جیسے آپ منگانی شریف میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ فرمایا بیٹا! تو کیا سمجھتا ہے کہ میں اس دنیا سے چلا گیا ہوں اب توجہ نہیں کر سکتا۔ اُٹھ اور میری طرف دیکھ اور قابو ہو جا (ٹکڑا ہو جا) حضور نے اُسی طرح صرف ایک نگاہ اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا پُتر جی! ٹکڑے ہو بس جب میں نے دیکھا تو وہی نقشہ دوبارہ تھا جس طرح حضور کے فیض کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے اب توجہ کی صورت حیات طیبہ سے دوگنا تھی اور بجلی کی ایسی چمک پڑی مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل پھٹ گیا ہے اور اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے ہیں صبح جب میں بیدار ہوا تو واللہ سونے کے بعد بھی کتنے گھنٹے میری داڑھی آنسوؤں سے تر رہی اور میں نے مشاہدہ کیا کہ اہل اللہ دنیا سے فقط پردہ فرماتے ہیں جاتے نہیں۔

سکونِ قلب کی لہروں سے یہ محسوس ہوتا ہے ۔۔۔ کوئی ہے مائلِ لطف و کرم پوشیدہ پوشیدہ

چوہدری اللہ رکھا کو زیارت کروانا

چوہدری اللہ رکھا صاحب حضور کے بعد از وصال حضرت اخی قبلہ کے مرید ہوئے وہ بیان کرتے ہیں۔ میں مرید ہونے کے بعد اکثر درویشوں سے سُنا کرتا ہم حضور کی خدمت میں ایسے رہا کرتے تھے یوں مِلا کرتے تھے میرے دل میں بھی اشتیاق پیدا ہوا کاش میں بھی حضور کی زیارت سے فیض یاب ہوتا ایک دن میں سویا ہوا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں دوزانو بیٹھا ہوں سامنے لکڑی کے ایک تختہ پر حضور قبلہ عالمؒ لیٹے ہوئے ہیں اور ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وصال فرما چکے ہیں اتنے میں آہستہ سے حضور کے وجود اطہر میں جنبش ہوئی اور آپ نے اپنا سرِ انور اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا لم

جناب! آپ بھی زیارت کرلیں اور میں حضور کی قدم بوسی سے فیض یاب ہوا صبح سارا دن مجھ پر ایک نشہ سا طاری رہا اور کیف وسرور چھایا رہا۔

اب نہیں کوئی آرزو باقی اب تو دل میں ہے تو ہی تو باقی

مہر محمد اسمٰعیل پر عنایات

حضور قبلہ عالم کے بے تکلف دوست اور کلاس فیلو مہر محمد اسماعیل ڈب سابق ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 170 اپنے ایک مضمون میں بعداز وصال زیارت کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

1: سال 2001ء میں اس گناہ گار کے مقدر کے مرجھائے چمن میں بہار آئی۔ قدرت حق نے اپنے پاک گھر کی حاضری نصیب فرمائی اور اس سینہ میں کروٹیں لیتی حسرتیں دُور ہوئیں۔ ان آبدیدہ ترستی، تشنہ نگاہوں کو گنبدِ خضریٰ کی زیارت سے سرشار کیا۔ والہانہ زبان سے نکلا

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کیا۔ آنسوؤں کا نذرانہ دیا۔ مناسک حج ادا کیے۔ اپنے گناہوں کی بخشش مانگی۔ حضور قلب سے بفضلِ تعالیٰ توبہ کی اور اس سفرِ سعید کے بعد واپس غریب خانہ پر پہنچا۔ ایک رات خواب میں حضرت قبلہ عالم غریب نوازؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ فرمانے لگے۔ ''اسماعیل! سُنا ہے حج کر آئے ہو۔ عرض کیا'' جی حضور'' فرمانے لگے۔ ''مبارک ہو''۔ عرض کیا۔ ''الحمدللہ! قبلہ عالم دُعا فرمائیں۔'' اولاد چاہے جتنی بڑی ہو جائے والدین اولاد کو اور پیر و مرشد مرید کو اور دوست اپنے دوست کو پیار بھرے چھوٹے ناموں سے پکارتے ہیں۔ بقول اقبالؒ

زندگی کی اوج گاہوں سے اُتر آتے ہیں ہم صُحبتِ مادر میں طفلِ مکتب رہ جاتے ہیں ہم

فرمانے لگے ''چلو اسماعیل! دوبارہ حج پر چلیں''۔ بندہ کی شہادت اُنگلی پکڑی۔ وہی میری انگلی جناب کے دستِ مبارک میں ہے اور حرم پاک کا طواف کر رہے ہیں۔ تلبیہ ''**لبیک اللھم لبیک**'' کے الفاظ زبان پر تھے۔ آخری استلام کیا تو آنکھ کھل گئی۔

2: حج سے واپسی پر خواب ہی میں ایک اور ایمان افروز منظر سامنے آیا۔ ایک رات گھر پر بندہ نے ایک عالی شان ضیافت کا اہتمام کیا۔ جس میں تمام اللہ والوں کو مدعُو کیا گیا ہے۔ میرے پانچوں بیٹے آقا کے غلام اپنی خدمات پیش کر رہے تھے۔ اس ضیافت میں میرے پیرومُرشد خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ بھی رونق افروز تھے۔ حضرت قبلہ عالمؒ کے عاشقانِ رسول ﷺ صاحبزادگان حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اور قبلہ پیر محمد طاہر حسین صاحب بھی اس خصوصی دعوت پر تشریف فرما تھے۔ جب سب صاحبان تشریف لا چکے تو بندہ کو ایک دم خیال آیا کہ ہم حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر محمد کرم

حسینؒ کو اس دعوت خاص میں تشریف لانے کیلئے عرض نہ کر سکے۔ سب حاضرین نے انتہائی پریشانی اور محرومیت کا اظہار کیا۔ بندہ نے واشگاف الفاظ میں کہا جب تک میرے خواجہ پیر محمد کرم حسینؒ تشریف نہ لائیں سب کچھ دھرا رہنے دو۔ اندرونی کسک، کمال درجہ پریشانی، اضطرابی اور بے مائیگی کے رنگ میں قبلہ رخ کھڑا یونہی اپنی کوتاہی اور بھول پر اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ اچانک ایک پرنور شخصیت ظاہر ہوئی۔ لال کمیت گھوڑی پر سوار، ہیرے موتی لعل و جواہرات سے جڑی ہوئی چادر کا گھونڈ نکالے بندہ ہی کی جانب رجوع فرمائے بڑھتی چلی آئی۔ بندہ نے بڑھ کر بڑے تقدس اور خلوص کے ساتھ لگام پکڑی۔ رقاب تھامی تو وہ شہسوار نیچے تشریف لائے۔ چہرہ مبارک سے پردہ ہٹایا تو حضرت قبلہ عالمؒ کا چاند کو ماند کر دینے والا چہرہ بندہ کی گناہ گار آنکھوں کے سامنے تھا۔ بندہ بے تابی کے عالم میں خوشی و مسرت کے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے قدم بوس ہوا اور بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔ ''سائیں! لاشعوری طور پر بندہ سے تساہل ہوا۔ آپ کا خلا تو میرے لئے جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔'' اللہ کے ولی نے اظہار فرمایا۔ ''آپ خواہ مخواہ پریشان رہے جہاں محمد مظہر حسین اور محمد طاہر حسین کی شمولیت ہو وہاں ہم بہر صورت موجود ہوتے ہیں۔'' بندہ نے بے تکلفی کے انداز میں کہا۔ ''سائیں آپؒ کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن ہے۔'' آپؒ نے اپنے نورانی سینہ مبارک سے موتیوں اور جواہرات سے مزین چادر کو ہٹایا۔ ''جھوٹ بولنے والے پر خدائے پاک کی لعنت ہو''۔ آپکا سینہ مبارک اتنا شفاف اور پرنور نظر آیا کہ اعضائے رئیسہ اور پسلیاں جو کہ منور تھیں صاف اور عیاں نظر آ رہی تھیں اور بندہ ناچیز کی گناہ گار نگاہیں آر پار دیکھ رہی تھیں۔ واللہ نور کی شعائیں اس طرح نکل رہی تھیں جیسے بجلی کی ٹیوب روشن ہو۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے مجھے اپنے شفیق، ہمدرد اور بابرکت بازوؤں میں لے کر اپنے پُرنور سینہ سے لگایا۔ بندہ نے منہ سے پُرکیف حالت میں پڑھا۔ ''سبحان اللہ! ماشاءاللہ'' اور اسی کیفیت میں میری خاسر آنکھیں کھل گئیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ اِن کو ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

راقم السطور کے مشاہدات

1- حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے کچھ ماہ بعد کا واقعہ ہے ایک شب میں نے اپنے دل میں کہا لوگوں سے کافی سُن رکھا ہے کہ حضور تہجد کے لیے انہیں بیدار فرماتے ہیں آج شب اگر حضور نے مجھے بیدار کیا تو نماز تہجد پڑھوں گا ورنہ نہیں ان دنوں چھوٹے حجرہ میں جہاں ابتدا میں حضور کے تبرکات رکھے گئے تھے سویا کرتا تھا میں نے خود دروازہ اندر سے مقفل کیا اور سو گیا تہجد کے وقت کسی نے میرے چہرہ سے لحاف ہٹایا میں بیدار ہو گیا پھر میں نے سوچا شاید پاؤں لگنے سے ہٹا ہوا اور پھر لحاف اچھی طرح سے اپنے اوپر اوڑھ کر لیٹ گیا ابھی جاگ رہا تھا کہ کسی غیبی قوت نے زور سے میرے اوپر سے لحاف کھینچا کہ ٹانگوں تک لحاف میرے وجود سے اُتر کر دوسرے طرف ہو گیا اس وقت میں نے کہا یہ حضور کا کمال ہے حالانکہ کمرہ میں بندہ

اکیلا سویا ہوا تھا۔

کرم کے ڈھنگ ہیں ان کے نرالے پیا چاہے تو سوتوں کو جگا لے

حضور اپنے متوسلین سے فرمایا کرتے تہجد کا خیال رکھا کرو بلکہ درویش کے لیے نماز تہجد فرض ہے اگر کوئی نہ ہونے کا عذر کرتا تو فرماتے رات کو لوٹا پانی کا بھر کر چارپائی کے نیچے رکھنا اور سونے سے قبل کہنا اے میرے مرشد! مجھے نماز تہجد کے لیے بیدار کرنا انشاء اللہ تمہیں بیدار کر دیا جائے گا اس چیز کے ہزاروں یارانِ طریقت گواہ ہیں کہ تہجد کے وقت انہیں حضور بیدار کرتے۔ کہ اٹھو نماز تہجد پڑھ لو۔

2- ایک شب مجھے حضور کی زیارت ہوئی فرمایا آج تم سے ایک بات کرنی ہے میں نے عرض کیا فرمائیں تو ارشاد ہوا سورہ شمس یاد کر لے اور نماز فجر کے فرض میں ہمیشہ پڑھا کرنا میں نے عرض کی وہ تو مجھے پہلے ہی یاد ہے فرمایا آخری آیت بھول گئی ہے میں نے عرض کی حضور کو سنا دیتا ہوں جب میں نے سورہ شمس پڑھی تو آخری آیت یاد سے رفتہ پائی حضور نے فرمایا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ آخری آیت تجھے یاد نہیں اب میرا معمول ہے کبھی جماعت سے رہ جاؤں تو ہمیشہ سورہ شمس ہی نماز فجر کی پہلی رکعت میں پڑھتا ہوں گویا ہمارے حضرت اپنے وصال کے بعد بھی غلامانِ درگاہ کی تعلیم و تربیت سے غافل نہیں رہتے۔

3- راقم السطور کو حضور قبلہ عالمؒ کے زیر مطالعہ رہنے والا قرآن مجید نہایت پسند تھا جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور حاشیہ شاہ نعیم الدین مراد آبادی کا تھا اس کی پرنٹنگ بہت خوبصورت انداز سے کی گئی تھی۔ حضور کے بعد از وصال کچھ عرصہ تو میں اسی سے تلاوت کرتا رہا لیکن پھر اس کے خستہ ہو جانے کے خوف سے اسے سنبھال کر حضور کے تبرکات والے کمرے میں محفوظ رکھ دیا اور اسی طرح پرنٹنگ والے قرآن کی جستجو میں بعض کتب خانوں سے پتہ کیا لیکن ایک عرصہ گزرنے کی وجہ سے اس جیسا قرآن نہ مل سکا اور میں بھی کچھ دن تلاوت سے غافل رہا ایک دن مہدی خان درویش سکنہ چک نمبر 13 (سرگودھا) دربار شریف پر آئے اور مجھ سے کہا میں آپ کی ایک امانت لایا ہوں اور بتایا میرے گھر والوں کو حضور قبلہ عالمؒ کی زیارت ہوئی حضور نے انہیں فرمایا تمہارے پاس جو قرآن مجید ہے وہ میرے بیٹے طاہر حسین کو دے آؤ اور اُسے کہنا تلاوت سے غافل نہ رہا کرے جب انہوں نے مجھے قرآن مجید دیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ ویسا ہی قرآن تھا جیسا حضور قبلہ عالمؒ کا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا جیسے ایک ہی دفعہ پرنٹنگ ہوئی۔

مرکزِ فیض قبلہ عالمؒ

(منگانی شریف سے متعلق حضور کے ارشادات عالیہ)

☆ حضور فرمایا کرتے ''میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا کسی اور کی مرضی سے آیا ہوں اور جس کی مرضی سے آیا ہوں

اس نے میرے ساتھ کچھ عہد و پیاں کیے ہوئے ہیں۔''

☆ ہم بھائیوں سے فرماتے ''میری قبر یہیں بنانا اور اس جگہ سے دل لگانا۔ یہاں کسی دور میں ایک شہر آباد ہوگا جس کی بنیاد ہم سے رکھوائی گئی ہے۔'' مزید فرماتے ''ہم اس جگہ کو اسلام آباد بنائیں گے'' یعنی بڑا شہر ہوگا۔

☆ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے ''یہاں ایک شہر آباد ہوگا اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جہاں بھر کے لوگ صرف یہ جگہ دیکھنے کے لیے آئیں گے۔

ع: تمہارے منہ سے نکلی جو بات ہو کے رہی

☆ کتاب ہدایت کامل (سوانح حیات حضرت بری امامؒ) کے ص 27 پر حضرت شاہ لطیف بری امام کی مشہور زمانہ پیشن گوئی درج ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے یہیں دفن کرنا (حالانکہ اس جگہ کا نام چور پور تھا جو آپ کی برکت سے نور پور ہوا) کہ ''ہمارے قرب و جوار میں ایک نیا شہر آباد ہوگا اور یہ اسلام کا قلعہ ہوگا'' (آپ کی یہ پیشن گوئی انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود اولیائے ہند میں مرقوم ہے) آج وہی جگہ اسلام آباد کے نام سے مشہور ہے اور ملک پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے اس کا دارالخلافہ ہے۔ سبحان اللہ فقیر کا سخن بے ریا ہوتا ہے۔ عارف روم فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(اللہ تعالیٰ کے بندوں کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے اگرچہ وہ بظاہر انسان کے منہ و زبان سے ہو)

☆ راقم السطور کو میاں احمد بخش کمہار نے بتایا ایک روز حضور قبلہ عالمؒ اکیلے حجرہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ خود سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''کرم حسین! جہان تجھے فقیر کہتا ہے لیکن ہم تب مانیں گے جب تیری قبر زندہ ہوگی'' سبحان اللہ حضور کے وصال کے بعد مزار شریف کے فیوض و تجلیات ہر کہ و مہ نے ملاحظہ کیے فقیر کا پردہ فرمانا تھا عالم میں دھوم مچ گئی اور دربار شریف کی رونق میں ہر آئے دن مزید اضافہ ہو رہا ہے حضرت سلطان باہوؒ نے کیا خوب فرمایا تھا۔

ع: نام فقیر تنہاندا باہو قبر جنہاندی جیوے ہُو

☆ حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے پہلے آستانہ شریف والے قطعہ ارضی پر درخت اور پھول بہت کم نشو و نما پائے ہم خود بچپن میں یہاں بڑی کوشش سے درخت لگاتے یا پھولوں کے پودے لگاتے ان کی بڑی خاطر کرتے۔ پانی وغیرہ خود دیتے لیکن عموماً خشک ہو جاتے یا نیچے سے دیمک کھا جاتی۔ ہم بہت آرزو مند تھے کہ یہاں بھی پھول و پھلواڑیاں کھلیں لیکن یہ بات نہ تھی جونہی حضور قبلہ عالمؒ کا وصال ہوا اور یہ مٹی حضور کے جسد انور سے منور ہوئی تو گویا اس خطہ ارضی کی تقدیر ہی بدل گئی اب یہ حال ہے کہ جو بھی پودا لگایا جائے' لگ جاتا ہے اور دربار شریف کے اطراف گھاس کے پلاٹوں کے اردگرد پھول ہی پھول کھلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض ایسے پودے بھی بہاریں دے رہے ہیں جن کے بارے ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ بھی یہاں پر کھلیں گے گویا یہ سب حضور کے جسدِ انور کی برکت ہے۔

روضہ شریف کی تعمیر

روضہ شریف کا نقشہ اور تعمیر کا شرف ساہیوال شہر کے مشہور معمار حافظ محمد رفیق صاحب کو حاصل ہوا۔ ایک زمانہ سے ان کا خاندان مساجد اور روضہ جات کی تعمیر میں خاص مہارت رکھتا تھا۔ سیال شریف کا روضہ بھی ان کے خاندان کے بعض اکابر نے بنایا۔ لہذا حضور کے حجرہ شریف کے باہر سے ہی روضہ اقدس کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور اندر چاروں اطراف سے بیس 20 فٹ کشادہ رکھا گیا۔ اہلِ آستانہ کی شب و روز لگن اور محنت سے صرف چار 4 ماہ کی مختصر مدت میں روضہ شریف تعمیر ہوا۔ اس کی بلندی 72 فٹ ہے خود معمار بھی حیران تھے بقول حافظ محمد رفیق صاحب میں نے اپنی زندگی میں اس قدر جلدی کوئی روضہ نہیں بنایا اور نہ ہی خاص طور پر اس جیسا گنبد مجھ سے پہلے بنا۔ ہمارے ہاں اکثر گنبد اوپر سے کچھ زیادہ ہی نیچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور نزدیک کھڑے ہوں تو کلس نظر نہیں آتا مگر اس گنبد کا ڈیزائن ترکی انداز میں بنایا گیا ہے۔ نزدیک بھی کھڑے ہوں تو مکمل گنبد اور کلس نظر آتا ہے۔ ویسے بھی ڈبل گنبد بنائے گئے باہر والے گنبد پر چینی سے آرائش کی گئی جبکہ اندر والے گنبد میں شیشہ کاری کا کام کیا گیا۔ اس کی تعمیر پر کم و بیش 12 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

باب(9)

خصائص کرم

معارفِ کرم

تربیت وہدایت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے شیخ کی عظمت اور مقام یاد دلایا جائے تا کہ وہ اپنے راہنما کے اعلیٰ مقام کی طرف توجہ دے سکیں اور ان کے مقامِ گراں بہا کو ضائع نہ کر سکیں۔

پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر (شورکوٹ) حضور قبلہ عالم غریب نوازؒ کے نام نامی واسم گرامی سے متعلق اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

کرم کا لغوی معنی: برتر۔ ترجیح اور بزرگی کے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 62 میں ہے۔ ''کَرَّمْتَ عَلَيَّ'' تو نے مجھ پر ترجیح دی ہے۔

کرم کا اصطلاحی معنی: وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ذاتاً انسان کو دی ہوں کرم کہلاتی ہیں اس میں مادی پہلو کی طرف اشارہ بھی ہوتا ہے۔

کرم سے کریم تک: کرم کے مادہ سے صفت کریم بنی، جس کا معنی، شریف، فائدہ مند عمدہ اور اچھا کے ہیں۔ جو اِن صفات کا حامل ہوا سے ''کریم'' کہتے ہیں۔ لفظ کریم دراصل ہر قیمتی اور قابلِ قدر چیز کے معنی میں آتا ہے۔

ربِ کریم: سورۃ الانفطار آیت نمبر 6 میں ہے۔ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ یعنی کریم پروردگار وہ ذات جو اپنے تقاضائے کرم سے انسان کو اپنے خوانِ نعمت پر جگہ دے اور خطاؤں سے چشم پوشی کرے۔

کریم: وہ بخشنے والا ہے جس کے تمام افعال احسان ہیں اور وہ کبھی اتنی بخشش کے ہوتے ہوئے نفع ونقصان کا خیال نہیں کرتا۔

کریم: وہ وجود ہے جو طلب سے زیادہ بخش دے۔

کریم: وہ شخص ہے جو تھوڑی سی متاع کو قبول کر لیتا ہے اور اس کے مقابلے میں زیادہ قیمت دیتا ہے۔ وہ صرف گنہگاروں کو معاف کرنے پر ہی راضی نہیں ہوتا بلکہ شائستہ افراد کے گناہوں کو حسنات میں تبدیل کر دیتا ہے۔

مفرداتِ راغب کے مطابق لفظ کریم جب خدا کی صفت ہو تو انعام واحسان کا معنی دے گا۔ اگر انسان کے لیے استعمال ہو تو حسنِ اخلاق کا معنی دے گا۔

کرم بنی آدم میں: سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 70 میں ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ہم نے اولادِ آدم کو عزت وتکریم بخشی یہ ایک سربستہ سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو کس چیز پر عزت بخشی۔

کیا؟

1- عقل و نطق کی قوت۔ مختلف استعدادیں اور ارادے کی آزادی پر!

2- موزوں جسامت اور کیا اقامتِ راست پر!

3- معرفتِ الٰہی کی قدرت پر!

لفظ ''کرم'' کا استعمال بنی آدم پر ہوا جو قرآن میں عموماً انسان کے لیے ایک ایسا عنوان ہے جس میں مدح و ستائش اور احترام شامل ہے۔ جبکہ لفظ انسان کی توصیف ظلوم' جھول'' ''بلوع'' (کم ظرف) ضعیف، ناتوان، نافرمان، اور ناسپاس کے الفاظ سے کی گئی ہے۔ یہ امر نشاندہی کرتا ہے کہ لفظ بنی آدم تربیت یافتہ انسانوں کی طرف اشارہ کرتا ہے یا کم از کم انسان کی مثبت صلاحیتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

لفظ کرم سے قرآن نے استفادہ کیا: قرآن مجید نے کم و بیش 47 مرتبہ لفظ کرم سے استفادہ کیا مثلاً۔ ص

الشعراء	آیت نمبر 58,8	النمل	آیت نمبر 29, 40
الفجر	آیت نمبر 15, 17	یٰسین	آیت نمبر 11, 27
یوسف	آیت نمبر 21, 36	الدخان	آیت نمبر 17, 49
الانفال	آیت نمبر 4, 74	الانفطار	آیت نمبر 6, 11
الاحزاب	آیت نمبر 31, 44	الحجرات	آیت نمبر 13
العلق	آیت نمبر 3	الحج	آیت نمبر 18
عبس	آیت نمبر 13	المومنون	آیت نمبر 116
الانبیاء	آیت نمبر 26	الحاقہ	آیت نمبر 40
الواقعہ	آیت نمبر 44, 77	التکویر	آیت نمبر 19 اسی طرح دیگر مقامات پر!

شجرہ طریقت: فیضان کرم اور آئینہ کرم میں جو شجرہ شریف نظم کی صورت میں درج ہوا ہے اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے تو مریدین 44 پشتوں کے بعد صاحبِ جود و کرم سے فیض پا رہے ہیں۔ اسے ''صفت عددی'' اور صفتِ اتحادی کہہ سکتے ہیں۔

ملک کریم: زنانِ مصر نے یوسف کریم کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھیں۔ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ۔ یہ جنس بشر سے نہیں کوئی معزز فرشتہ ہے۔ حضور قبلہ عالم منگانویؒ کو دیکھنے والے اقلیم فقر و عشق کا تاجدار کہتے ہیں۔ ہم انہیں جنس بشریت میں فرشتہ سیرت کہتے ہیں۔

زوج کریم: آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادری قدس سرہ، جو ایک ولی کامل اور عالم باعمل تھے۔ برزخی نگاہ ولایت سے عزت والا نفیس جوڑا بنایا۔ جن سے تین صاحبزادے ہوئے۔ جو حسن و جمال کا پیکر ہیں۔

1- صاحبزادہ پیر محمد مظہر حسین صاحب

2- صاحبزادہ پیر محمد اختر حسین صاحب

3- صاحبزادہ پیر محمد طاہر حسین صاحب

مقام کریم: یہ اصطلاح بھی قرآنی ہے جو سورۃ دخان اور الشعراء میں استعمال ہوتی ہے۔ جس میں عالیشان محل، عمدہ مکان اور بستر شامل ہے۔ منگانی شریف اس تفسیر کا واضح مصداق ہے۔ قرآن محل ایک ستھرا مکان ہے۔ مسجد کا منبر جہاں بیٹھ کر پیرانِ کرام باطل حکومت کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ جو دربار سلیمانی سے ملکہ سبا کو بھیجا گیا۔ اس کے مندرجات اور ''ابر کرم'' کے مکتوبات نمبر 24 کے مندرجات بنیادی عنوان کے اعتبار سے ملتے ہیں۔ مثلاً۔

(الف) دونوں اہم خط خدا کے نام سے شروع ہوتے ہیں۔

(ب) نفس پر کنٹرول۔

(ج) حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔

اس کے علاوہ اور ہے کیا۔ یقیناً لکھنے والا ایک باعظمت نبی ہے دوسرا باعزت ولی ہے۔

غنی کریم: سورۃ النمل آیت نمبر 41 میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی بے پرواہ اور سب خوبیوں والا۔ اسی رنگ میں حضرت قبلہ عالمؒ رنگے ہوئے تھے۔ دنیا کی لذتوں سے بے نیاز اور زمانے کی حلاوتوں سے بے پرواہ خدائی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ انتہائی سادہ، منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔

اجر کریم: سورۃ یٰسین کی آیت نمبر 11 میں یہ عنوان آیا ہے۔ جو بہترین اجر و ثواب پر دلالت کرتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ کا منظوم پنجابی کلام ''نصیحت نامہ'' ترتیب وار عمل میں آ جائے تو قرآنی رنگ اختیار کرے گا۔ جس سے اجر کریم ملے گا۔ اور عامل کا مکرمین میں شمار ہوگا جیسا کہ سورۃ یٰسین آیت نمبر 27 میں ہے۔

مقام بخشش اور ہے مقام کرم اور ہے: سورۃ یٰسین اس کی وضاحت یوں کرتی ہے۔ بِمَا غَفَرَلِی رَبِّی وَجَعَلَنِی مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (27) یہاں غفرانِ الٰہی کی نعمت کے بعد اکرام کی بات ہوئی ہے۔ یعنی جب بندہ پاک و پاکیزہ ہو جائے پھر مقام کرم پاتا ہے۔

مقام کرم ہی مقام تقویٰ ہے: اصولاً تقویٰ اور اکرام دوش بدوش آگے بڑھتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ حجرات آیت نمبر 13 میں ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔

اکرام بطور کامل: کسی شرط کے بغیر اکرام بطور کامل دو گروہوں کے لیے قرآن نے دیا ہے۔ ایک خدا کے مقرب فرشتوں کے لیے۔ بَلْ عِبَادٌ'' مُکْرَمُوْن (انبیاء 27,26) دوسرا کامل الایمان بندوں کے لیے۔ اُولٰٓئِکَ فِی جَنّٰتٍ مُکْرَمُوْن (معارج۔35)

خزینہ کرم: پانچ فرائض تجلیات ذات کے لیے ضروری ہیں۔ کبر، کینہ، حرص، ہوا، لھو۔ ان کی پرہیز دل کے لیے فرض ہے۔ آؤ انہیں دل سے دور کر کے دنیا میں تعمیر جنت کریں۔

کشش کرم: ولی عالمِ دنیا میں یا عالمِ برزخ میں اپنی نگاہِ کیمیا سے مختلف لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کبھی وہاں ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نظر آتے ہیں اور کبھی مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔

عشق کرم: بیسویں صدی عشق رسول ﷺ کے امتحان کی صدی تھی۔ عاشقانِ رسول کریم ﷺ نے قریہ قریہ عشق کا پیغام دیا۔ جس سے برطانوی سازشیں ناکام ہوئیں۔ ناموس رسالت ﷺ پر مستقل حملوں کے لیے جھنگ کی سرزمین کا انتخاب ہوا تو ادھر غلامانِ مصطفیٰ ﷺ نے جھنگ کے چپہ چپہ پر ڈیرے ڈال دیئے اور مستقل بنیادوں پر عشق رسول ﷺ کے دِیپ جلائے۔ جس کی روشنی سے تاریکی چھٹ گئی۔ خطہ ءمنگانی پر خدا کا وہ کرم ہوا کہ حضور قبلہ عالمؒ نے عشق کا پیغام اس رنگ میں دیا کہ آج مخلوق خدا کشاں کشاں منگانی شریف کا رخ اختیار کر کے عشق و محبت کی خیرات لے رہی ہے۔

☆☆☆☆

☆ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کئی سو سال قبل کرم کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی۔

دلا ہر کہ بنہاد خوانِ کرم … بشُد نامدارِ جہانِ کرم
کرم نامدار جہانت کُند … کرم کا مگار امانت کُند
ورائے کرم در جہاں کار نیست … وزیں گرم تر ہیچ بازار نیست
کرم مایہء شاد مانی بود … کرم حاصل زندگانی بود
دلِ عالمے از کرم تازہ دار … جہاں راز بخشش پر آوازہ دار
ہمہ وقت شو در کرم مستقیم … کہ ہست افرینده جانِ کریم

☆ گجرات کے ایک بزرگ پیر حیدر شاہ صاحبؒ (کوٹلی والے) نے حضور قبلہ عالم غریب نوازؒ کا جب نامِ نامی سُنا تو فرطِ محبت میں جھومنے لگے کہ سبحان اللہ کیا ہی پیارا نام ہے کرم............حسین۔ فقط نام سے ہی دل پر کیف و سرور طاری ہو جاتا ہے۔ اور غلبہ حال میں مست ہو کر بار بار حضور کے نام کا تکرار فرمانے لگے۔

☆ چچا میاں غلام رسول صاحب نے حضور کا نامِ اقدس، شاعری کے مشہور اصناف ''ترشح'' میں کچھ اس طرح منظوم فرمایا۔

''کرم حسین''

ک کبھی جو موج میں آئے موجِ کرم … اڑا کر چلے مجھ کو سوئے حرم
ر رحمت ہے عام تیری ہم پہ اپنا رحم کر دے … کریم ابن کریم ہے تو ہم پہ اپنا کرم کر دے۔

م بِرا جو مجھ میں ہے وہ سب لے لے — اِک عشق اپنا بَس مجھے دے دے
ح حاصل تیرے در سے مجھے چین ہو جائے — کرم ہم پہ بھی صدقہ حسنینؓ ہو جائے
س سائل تیرے در سے خالی کب جاتا ہے — بھاگنے والوں کو بھی بھاگ لگ جاتا ہے
ی یتیم و مسکینؔ در پہ بیٹھا رکھ یقین — خُذیدی یا امامُ العارفین
ن نصیب بھلے میرے جو عاجزی قبول ہو جائے — غلام رسولؔ سچ مچ غلام رسول ہو جائے

☆ حضور قبلہ عالمؒ کے نامِ نامی ''کرم حسین'' کے ابجد 388 ہیں۔ بعدازاں انہوں نے علم الاعداد کی رُو سے حضور کے نام اقدس کے ہم وزن الفاظ کے ساتھ خدمت عالیہ میں ایک عریضہ بھی تحریر فرمایا جو کہ یارانِ طریقت کے ذوق کے پیش نظر سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

786

وَکَفیٰ بااللہِ شَہیدا — محمدؐ رسول — والقرآن — کرم حسین
388 — 388 — 388 — 388

ھیں ممنون بَجانِ کل محمدؐ — صاحب زادہ مولانا گل محمدؐ
388 — 388

نُور بَعین — مَہدی قابَ قوسَین
388 — 388

ھُوا قبلہ و کَعبہ کُونین
388

کرم حسین — کرم حسین — کرم حسین
388 — 388 — 388

به طُفیل مُربی — بَعطائے رُسول
388 — 388

محمدؐ رسول — محمدؐ رسول — محمدؐ رسول
388 — 388 — 388

رقم یکے از — غلام محمدؐ رسول — از سکنه نواں قُبول
388 — 388 — 388

6 8 7 نوشتہ بماند سیاہ بر سفید ۔ نویسندہ را نیست ۔

حلیہ مبارک

حضور قبلہ عالمؒ کا گندمی رنگ، موسم سرما میں سانولا اور موسم گرما میں سفید ہو جاتا تھا۔ بلند پیشانی اور درمیانہ سر مبارک جو کہ بخت و وقار کی علامت تھا۔ درمیانی اور خوبصورت آنکھیں جن میں اللہ کا نور موجزن تھا۔ جدھر دیکھتے پوری طرح متوجہ ہو کر دیکھتے۔ کبھی کسی کو آنکھیں چرا کر نہ دیکھا۔ اونچی اور پتلی ناک چہرے کی سجاوٹ میں نمایاں تھی۔ ابرو پتلے اور بالکل سیدھے تھے پیشانی مبارک پر ایک باریک سا زخم کا نشان تھا لب پتلے، ذہین درمیانہ دندان مبارک چھوٹے اور سفید، ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ریش مبارک نہ تو زیادہ گھنی تھی اور نہ پتلی۔ البتہ جوانی میں گھنگرالی تھی۔ ایامِ جوانی میں ریش مبارک دراز تھی لیکن بعد ازاں تمام زندگی مٹھی بھر سنت پر عمل پیرا رہے۔ جوانی میں حسینؑ زلفیں تھیں جو کہ کانوں کی نچلی لو کو چھوتی تھیں پھر علالت کے باعث سر مبارک پر ہمیشہ بال چھوٹے رکھتے تھے۔ سینہ مبارک کشادہ تھا لیکن گوشت نام کی کوئی چیز سینہ پر نہ تھی سینہ پر پتلے پتلے کچھ بال بھی تھے۔ سینہ کے علاوہ باقی تمام جسم پر بال نہ تھے لیکن سینہ سے ناف تک ایک پتلی سی لکیر بالوں کی تھی۔ کمزوری اور طویل بیماری کے باوجود رخ انور چاند کی طرح گول اور روشن تھا رخسار پر گوشت کم تھا لیکن چہرہ مبارک بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ چہرہ مبارک کو دیکھ کر کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایک عرصہ دراز سے جان لیوا امراض میں مبتلا ہیں۔ قد مبارک پانچ فٹ نو انچ تھا۔ جوانی میں سیدھے اور تیز چلنے کے عادی تھے۔ ہاتھ مبارک ریشم کی طرح نرم تھا۔ انگلیاں مبارک پتلی اور لمبی تھیں جب دُعا کے لیے ہاتھ بلند کرتے تو چھوٹی انگلیاں کمال عاجزی سے ہلتی تھیں۔ پاؤں مبارک کی لمبائی 14 انگشت تھی انگلیاں پتلی اور لمبی تھیں البتہ ان کے اوپر چند ایک بال بھی تھے۔ ناخن مبارک سفید اور معمولی لکیر دار تھے۔

اب یہاں حضور قبلہ عالمؒ کے ایک ایک اعضاء کے چند خصائص سپرد قلم کیے جاتے ہیں۔

نگاہِ کرم

ان کی نظر میں بات کوئی خاص تھی ضرور ۔ جس پر پڑی اسی کے جگر میں اتر گئی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میرے قریب نہیں آتا کسی ایسی چیز کے ساتھ جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو بجز اس کے جو میں نے اس پر فرض کیا۔ میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میری قربت حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔ جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے

مجھ سے وہ جو بھی مانگے اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دیتا ہوں مجھے اپنے کسی کام میں تردد نہیں ہوتا سوائے اپنے ولی کی جان لیتے وقت جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کا دل دکھانا پسند نہیں کرتا۔ (بخاری شریف)

حدیث مبارکہ میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اعضاء ظاہری طور پر تو عام انسانوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن ان کی باطنی قوت و استطاعت اللہ تعالیٰ کی قوتِ خاص ہوتی ہے اس لیے ان اعضاء کے کمالات اور اثر انگیزی حیرت انگیز ہوتی ہے۔

بلاشبہ حضور قبلہ عالمؒ کی آنکھ مبارک کے اندر اللہ تعالیٰ کی قوت بصارت کا ایک سمندر جھلکتا تھا اور آپ کی نگاہ مبارک کا اثر ایک جہان پر محیط ہے۔ ہمہ وقت آنکھوں میں خاص کیف چھایا رہتا تھا حضور کی نگاہوں کو دیکھا نہیں جا سکتا تھا اُن میں سفید دودھیا رنگ کی ایک خاص چمک تھی حضور جب بھی ہماری طرف متوجہ ہوتے تو قدرتی طور پر ہماری نگاہیں جُھک جاتیں ہاں البتہ حضور کسی اور طرف متوجہ ہوتے تو چہرۂ اقدس کی زیارت سے ہماری تسکین ہوتی کوئی بڑے سے بڑا حضور سے کھل کر بات چیت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا عموماً لوگ پہلی ہی نظر میں مرعوب ہو جایا کرتے تھے۔

کس شان سے رہتا ہے اللہ کا دیوانہ ساماں ہے فقیرانہ انداز ہے شاہانہ

یہ تو عام معمول تھا ورنہ حضور کی خاص نگاہِ فقر کی بات ہی کچھ اور تھی جس پر پڑی اس کا خمار عمر بھر برقرار رہا حضور کی نگاہِ فقر کا کمال دیکھنا ہو تو؟

☆ میاں جیون علی درویش سکنہ گڑھ موڑ بیان کرتا ہے میرے مرید ہونے سے قبل میرے سسر میاں نور محمد ہمیشہ بیعت کی ترغیب دیا کرتے ایک دفعہ مجھے کہنے لگے دیکھو بکرے پر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت حلال ہے اگر ذبح نہ ہو ویسے مر جائے تو حرام ہو جاتا ہے تکبیر لازمی ہے اسی طرح انسان کو بھی کسی کامل پیر سے تکبیر پڑھا لینی چاہیے تا کہ عاقبت بخیر ہو ان کی بات میرے دل میں بیٹھ گئی اور کہا میں بھی کسی کامل مرشد کا مرید ہوں گا جو میرا دل صاف کر دے حضور قبلہ عالمؒ ایک دفعہ گڑھ موڑ تشریف لائے تو چونکہ میرے رشتہ دار اکثریت میں حضور سے منسلک تھے میں بھی لوگوں کے ساتھ مرید ہونے والوں میں بیٹھ گیا حضور نے مرید فرمانے کے بعد ایک دُرویش کو ذکر سمجھانے کے لیے فرمایا لیکن وہ مجھے مطمئن نہ کر سکا میں بڑا بے دل ہوا اور اپنے سسر میاں نور محمد سے شکایت آمیز لہجہ میں کہا آپ لوگوں کے کہنے پر میں مرید بھی ہوا لیکن میرا دل زندہ نہیں ہوا نہ من صاف ہوا ہے دوسری مرتبہ حضور تشریف لائے تو انہوں نے دست بستہ میرے حال پر توجہ کرنے کے لیے اصرار کیا آخر حضور نے بھی مہربانی فرمائی ارشاد ہوا تمام لوگ کمرے سے باہر نکل جائیں سب غیر لوگ اور عورتیں کمرہ سے باہر چلی گئیں صرف کمرے میں حضور اور میرے علاوہ میاں نور محمد اور میاں اللہ بخش رہ گئے حضور نے میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے ذکر اذکار خود تلقین فرمائے اور پھر نظر بھر کر مجھ پر ایک ایسی توجہ فرمائی کہ مجھے کچھ ہوش نہ رہا جسم کے بال بال سے نور کے چشمے جاری ہو گئے پھر جو ہوا۔ سو ہوا بیان سے باہر ہے جب ہوش آیا تو سر، ہاتھ، پاؤں جسم کے اعضاء سے خون جاری تھا پھر ایسا

وجد طاری ہوا کہ جب بھی حضور کی زیارت تو کرتا یا ذکر کرتا پھر بھی کیفیت جاری ہو جاتی۔ راقم السطور عرض رساں ہے جب مجھے یہ واقعہ میاں جیون علی سنانے لگا تو کہا جناب مجھے معاف فرمانا پتہ نہیں میں سُنا بھی سکوں گا کہ نہیں آخر میں نے ہمت دلائی تو سنانے لگا لیکن یہ واقعہ روتے ہوئے مجھے سنایا اسکی آنکھوں سے برابر آنسو جاری تھے۔

پہلی نظر ہی تیری وہ آہ! کس غضب کی تھی ہم آج تک وہ چوٹ ہیں دل پر لیے ہوئے

☆ حضور کے والد ماجد فرماتے تھے میرے دِل کی آنکھ اس طرح کھلی ہے کہ اگر سو بھی جاؤں تب بھی یہ بیدار رہتی ہے اب یہ آنکھ قبر میں بھی بند نہ ہوگی۔ یہی حال حضور قبلہ عالمؒ کا تھا آپ نے تو ظاہری آنکھ بند کی اور نہ ہی دل کی۔ ہر لمحے اللہ کے نور سے ہر جگہ دیکھتے مریدین کی نگہبانی وراہنمائی فرماتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسرار کا جاگتی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے۔ جب حضور قبلہ عالمؒ دیکھتے تو یوں لگتا کہ سامنے نظر آنے والی چیز کو نہیں بلکہ نظر نہ آنے والی چیز کو آگے دیکھ رہے ہیں۔ جس کی نگاہیں ایک بار حضور کی نگاہِ فیض بار سے مل گئیں پھر وہ کہیں اور نہ ٹھہر سکیں۔

نظر کچھ اس طرح نازاں کہ ٹکتے ہی نہیں ٹکتی نظر نے دیکھ کر اُن کو کوئی اُن سا کہاں دیکھا

☆ ڈاکٹر محمد نواز سکنہ میرک شریف بیان کرتا ہے میرے گھر میں دو لڑکیوں کے بعد اچانک دو جُڑواں بیٹے پیدا ہوئے۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ لیکن کچھ ہی دنوں بعد ایک رات وہ دونوں بیمار ہو گئے۔ علاج معالجہ کے علاوہ میں ساری رات حضور کو یاد کرتا رہا۔ دربار شریف کی طرف دس بارہ قدم چل کر پکارتا میری اعانت فرمائیں لیکن بچے جانبر نہ ہو سکے اور فوت ہو گئے۔ میرا ایمان خراب ہو گیا اور اپنی بیوی سے کہا تو جانے اور تیرا پیر جانے۔ میں اب دربار شریف پر کبھی نہ جاؤں گا۔ دیو بندیوں کے دس دس بچے ہوتے ہیں۔ انہیں کبھی سر درد نہیں ہوا اور میرے یہی دو تھے میں ساری رات حضور کو پکار پکار کر عاجز آ گیا۔ لیکن آپ نے میری کوئی خبر نہ لی۔ میں آج سے وہابی ہوتا ہوں۔ لہٰذا میں عرصہ ایک سال دربار شریف پر نہ آیا۔ البتہ میری بیوی حاضرِ خدمت ہوتی رہی۔ حضور نے ایک مرتبہ اس سے میرے متعلق دریافت کیا تو اس نے تمام واقعہ عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا ایک بار تو اُسے یہاں لے آ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کچھ ہی دنوں بعد ایک روز میری بیوی نے مجھ سے کہا میں کب تک رشتہ داروں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضری دیتی رہوں گی۔ بہتر ہے تو ہی میرے ساتھ چل۔ بے شک حضور کو نہ ملنا باہر ہی رہنا۔ میں سلام کر لوں گی اور اکٹھے واپس آ جائیں گے۔ لہٰذا ہم دونوں روانہ ہوئے عصر کے وقت دربار شریف پہنچے۔ مسجد میں جماعت ہو رہی تھی۔ لیکن وہابیت نے میرا دماغ خراب کیا ہوا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔ میں جماعت میں شامل نہ ہوا۔ اور علیحدہ نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد میں تسبیح نکال کر پڑھنے لگا۔ حضور نے درویشوں سے دریافت فرمایا یہ شخص کون ہے۔ انہوں نے عرض کی ڈاکٹر نواز میرک والا ہے۔ اسی اثناء میری نظر حضور پر پڑی تو آپ نے انگلی کے اشارہ سے مجھے بلایا میں نے دست بوسی نہ کی اور ایک دنیادار کی طرح مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضور نے فرمایا تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی ہے۔ نہ آج تک ملنے کے لئے نہیں آیا۔ میں بڑی بے نیازی سے کہا

جناب! خدا کے سوا اور کوئی کچھ نہیں دے سکتا۔ بس اسی کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتا رہتا ہوں کہیں اور آتا جاتا نہیں۔ حضور جلال میں آ گئے اور فرمایا ''اوئے بے ایمان! ادھر ہاتھ مجھے پکڑا''۔ میں نے ہاتھ آپ کے مبارک ہاتھوں میں دیا بس پھر کیا تھا ایسی نظرِ کرم فرمائی کہ مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ میری حالت بدل گئی۔ وجد و حال طاری ہو گیا۔ جدھر دیکھتا ادھر حضور ہی جلوہ فرما نظر آتے۔ کافی دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو میرے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جسم کے بعض حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ گویا حضور کی نظر ولایت سے مجھ پر حال طاری ہو گیا۔ ذکر اسم ذات اس طرح جاری ہوا کہ میں کافی دیر صحنِ مسجد میں تڑپتا رہا۔ حاضر خدمت درویشوں اور میری بیوی نے مجھے بتایا۔ جب تڑپ تڑپ کر تیری حالت غیر ہو گئی تو ہم سب تجھے پکڑ کر حضور کی خدمت میں لائے اور آپ کی دوبارہ نظرِ کرم سے تجھے ہوش آیا۔ تقریباً 2 گھنٹے مجھ پر یہ کیفیت رہی۔ میں قدموں پر گر پڑا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ ''ایک وقت خدا بھی نہیں سنتا۔ اگر بیٹا مر جائے تو بندہ خدا کو ہی چھوڑ دے جس نے دیا تھا اس نے لے لیا، اس قدر گستاخ نہیں ہونا چاہیے''۔ اور دعا فرمائی اب ماشاء اللہ میرے پانچ بیٹے ہیں۔

☆ مولوی عطا محمد قادری سکنہ چک پاتو آنہ بیان کرتے ہیں ایک روز میں حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک نوجوان شخص سے حضور نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''میری طرف دیکھو''۔ اس نے جونہی حضور کے چہرہ اقدس پر نظر ڈالی اور اس کی آنکھیں حضور کی پاک نگاہوں سے ملیں پھر کیا تھا وہ بے خود ہو گیا اور اس پر وجد طاری ہو گیا۔

میں چونکہ نیا نیا آنے لگا تھا سوچا اس شخص نے بڑا مکر (فریب) کیا ہے اور دل ہی دل میں اسے برا بھلا کہنے لگا۔ اتنے میں حضور مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا میاں عطا محمد! میرے پاس آ کر بیٹھو میں ہمیشہ حاضرِ مجلس درویشوں سے پیچھے بیٹھتا تھا۔ میں اٹھ کر حضور کے قریب بیٹھا تو فرمایا۔ ''میری طرف دیکھو''۔ لیکن میں اپنا چہرہ نہ اٹھا سکا حضور نے دوبارہ فرمایا لیکن مجھ سے اپنا چہرہ اوپر نہ اٹھ سکا۔ حضور نے تیسری مرتبہ اپنے مبارک ہاتھوں سے میرا چہرہ پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ جونہی میری نگاہیں حضور کی نگاہوں سے ملیں پھر کیا تھا۔ مجھ پر کیفیتِ حال طاری ہو گئی اور میں بے خود ہو گیا۔ حضور نے میرا سر اپنی گود مبارک میں رکھ لیا اور فرمایا ''میاں! درویش مکر (فریب) نہیں کرتے یہ وجد و حال ہے''۔

☆ حافظ محمد صدیق قادری (شورکوٹ) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے فرمایا کیا تجھے عارفانہ اشعار سن کر ذوق بھی آتا ہے؟ میں نے عرض کی بعض اوقات محظوظ ہوتا ہوں اور بعض اوقات نہیں۔ اس وقت ایک آدمی نے مجلس میں عارفانہ کلام پڑھا تو حضور قبلہ عالمؒ نے میری طرف صرف ایک توجہ فرمائی۔ میرے دل میں یوں محسوس ہوا جس طرح دل پر کوئی زخم آ گیا ہو اور درد ہونے لگا۔ اس کے بعد مجھے بھی عارفانہ کلام میں ذوق آنے لگا۔

دل سے نکل گیا کہ جگر سے نکل گیا   تیر نگاہِ یار کدھر سے نکل گیا

☆ راقم السطور کو موضع علی پور (نزد اڈہ چنڈ بھروانہ) میں دو پیر بھائیوں احمد ولد زمان اور اللہ یار ولد محمد بخش قوم جوئیہ نے اپنا قصہ سنایا کہ ہم بچپن میں بہت شرارتی ہوا کرتے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ جب پہلی دفعہ خلیفہ میاں محمد رمضان کی

دعوت پر علی پور تشریف لائے تو آپ کی مجالس میں اکثر پند و نصائح کے موقع پر درویشوں پر وجد طاری ہو جاتا۔ ہمیں اس وقت یہ باتیں عجیب معلوم ہوئیں۔ ہم ساتھی لڑکوں کے ہمراہ علی پور کے بازاروں میں دوڑتے اور درویشوں کی نقلیں اُتارتے کہ جھنگ والے پیر کے مرید ایسے کرتے ہیں۔ دوسرے روز جب ہم پھر تماشہ دیکھنے کے لیے حضور کی مجلس میں حاضر ہوئے تو سرکار نے بس ایک نگاہِ کرم ہماری طرف فرمائی۔ ہم قدموں پر گر پڑے۔ مرید ہو گئے پھر کیا تھا وہی وجدانی کیفیت ہم پر طاری ہو گئی۔

ہماری گاؤں میں بڑی شہرت ہوئی کہ پہلے نقلیں اتارتے تھے اب خود ایسے ہو گئے ہیں۔

اک نظر ان کو دیکھ لینے سے ۔۔۔ دل کو کیا ہو گیا خدا جانے

چہرۂ اقدس کا جلال و جمال

حضرت قبلۂ عالم غریب نواز کا چہرۂ اقدس فیوضات و کمالات جلال و جمال کا پرتو تھا لحہ بہ لحہ چہرۂ اقدس کا رنگ بدلتا رہتا چہرۂ اقدس مثلِ ہلال گول اور بہت موزوں تھا حضور نے اپنی حیات مبارکہ کا بیشتر حصہ بستر علالت پر گزارا گو جسم اطہر بس ہڈیوں کا ایک ناتواں سا ڈھانچہ تھا لیکن چہرۂ انور کے جمال اور رعنائی میں کبھی فرق نہ آیا مسکراتے تو ایسے معلوم ہوتا جہاں بھر کی بہاریں اُمڈ کر آ گئی ہیں اور چہرۂ انور حسن و جمال کا آئینہ اور عکس جمیل نظر آتا جبکہ ناراضگی اور جلال کی کیفیت میں ہر کہ و مہ پر ہیبتِ فقر طاری ہوتی اور کوئی بڑے سے بڑا بھی مرعوب ہوئے بغیر نہ رہتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دن کو اسی سے روشنی، شب کو اسی سے چاندنی ۔۔۔ سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

حضور کا روئے پرنور اس دورِ قحط الرجال میں سرمستانِ بادۂ الست کے لیے حُجت سے کم نہیں تھا جنہوں نے دیکھا بس دیکھتے ہی رہے اور جنہوں نے نہ دیکھا ان پر حسرت ہی رہی دیکھنے والوں کا ایک گروہ تمام دنیاوی رشتہ جات اور تعلقات منقطع کر کے دربار شریف پر ہی آ بسا۔ کئی احباب گھر بار چھوڑ کر اور نسبتیں توڑ کر عمر بھر مجرّد ہی رہے اور کچھ ابھی تک ان کی یاد کو دل میں بسائے جی رہے ہیں۔

تو پاس نہ ہوگا تو تیری یاد رہے گی ۔۔۔ دنیا میری آباد کی آباد رہے گی

کس کس کا تذکرہ کریں یہاں تو ان یاران طریقت کا ایک قافلہ اُس روئے پرنُور کا عاشق زار ہے۔

☆ بابا علی شیر دُرویش ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے لڑکپن کا زمانہ تھا حضرت غریب نواز کو دیکھا تو یہیں کے ہو کر رہ گئے نہ شادی کی نہ کوئی گھر بسایا نصف صدی سے زیادہ عرصہ بیت گیا ابھی آستان یار پر جوشِ عشق میں مخمور حیاتِ عارضی کے شب و روز گزار رہے ہیں۔

تیرا خیال ہے، تیرا جمال ہے، تو ہے ۔۔۔ مجھے یہ فرصت کاوش کہاں کہ میں کیا ہوں

☆ ملک رب نواز صاحب اپنے مصاحبین کے ہمراہ کہیں مرید ہونے جا رہے تھے حضور کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے تمام ارادے فقط روئے پرنور کو دیکھنے سے ہی بدل گئے اور ہمیشہ کے لیے اُس زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہو گئے۔

اب تو نظر میں دولتِ کونین ہیچ ہے — جب تجھ کو پالیا دِل اُمید وار نے

☆ سید رفاقت علی شاہ صاحب ابھی لڑکے تھے ایک روز گزرتے ہوئے حضرت غریب نواز سے آنکھیں دو چار ہوئیں دل وہیں بیٹھ گیا راستے میں ہی حضور سے تعارف پوچھ لیا والہانہ عشق و محبت کا بیج تو اُسی وقت خانہء دل میں خود بولیا جو آخر حضور کے قدموں میں ہی کھینچ لایا۔

اک دن وہ مل گئے تھے سر راہگذر کہیں — پھر دل نے بیٹھنے نہ دیا عمر بھر کہیں

☆ بابا محمد حسین کلس صرف دیکھنے آئے تھے دیکھا تو بقیہ عمر حضور کی غلامی میں ہی گزار دی پھر کہیں اور دیکھنے کی حاجت نہ رہی ایسا عشق اور محبت دل میں سرایت کر گیا جو بیان سے باہر ہے اور یہ مرد درویش ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دربار شریف پر ہی رہ گیا۔

دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی — اک اہل عشق ہیں کہ جہاں تھے وہیں رہے

☆ مولانا شیر محمد صاحب دربار شریف سے نزدیکی سڑک پر گزر رہے تھے ایک ساتھی تھا وہ حضور کو ملنے کے لیے ٹھہرا لیکن یہ وہیں کھڑے رہے حضور نے اشارہ سے بلوایا آئے پھر کیا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قدموں میں آ گئے۔

کیا پوچھتے ہو ان کے جلووں کی فراوانی — ہم دیکھ نہیں سکتے اتنا نظر آتا ہے

☆ نگاہِ کرم سے سرشار یاران طریقت کا ایک گروہ مستقل طور پر دیارِ یار پر رہائش پذیر ہو گیا اب بھی ان میں سے چند ایک موجود ہیں اور بقیہ حضور قبلہ عالمؒ کے قدموں میں اسودہ خاک ہیں۔ جنہوں نے حضور کی غلامی کو دنیاوی معاملات و اسباب پر ترجیح دی ایکِ نگاہ کرم نے ان کی زندگی بدل ڈالی اور اس نگاہ پاک کی لذت و کیفیت انہیں کوئے جاناں پر اپنی قبروں میں بھی میسر ہے۔

جان ہی دے دی جگر نے آج کوئے یار میں — عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

دستِ انور کا کمال

حضور قبلہ عالمؒ کے دستِ انور قوتِ ید اللہ کا ایک عظیم پیکر تھے۔ نرم و ملائم پھول کی پنکھڑیوں میں پلے ہوئے دستِ مبارک حسن و جمال کا مرقع تھے۔ پتلی پتلی لمبی انگلیاں سونے کی ڈلیاں معلوم ہوتی تھیں جن کا نچلا حصہ فربہ اور اوپر والا حصہ کمزور معلوم ہوتا تھا۔ ہتھیلیوں پر گوشت ضرور تھا لیکن اتنا کہ جو صرف نرمی اور ملائمت کو برقرار رکھے ہوئے تھا۔ ان ہاتھوں کا جمال اس وقت عروج پر ہوتا جب یہ ہاتھ اللہ کے حضور اُٹھتے تھے اور ایک ہی دن میں بار بار اٹھتے جب بھی اٹھتے

ایک نیا حُسن اور ایک نئے کمال کا اظہار ہوتا۔ جب کسی عقیدت مند کی فریاد بارگاہِ الٰہی میں پیش کرتے تو دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر ملا لیتے لیکن انگلیوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ برقرار رہتا۔ چہرہ اقدس پر عجیب عجز و انکساری طاری ہو جاتی۔ زبان مبارک سے نایاب الفاظ نکلتے اور ساتھ ہی انگلیاں مبارک ہلنے لگ جاتیں۔ سر مبارک جھک جاتا اور جسم مبارک پر ایک عجیب کیف سا طاری ہو جاتا۔ جس کے لیے یہ ہاتھ بلند ہوتے اس کا دل گواہی دیتا کہ میرا کام ہو گیا کیونکہ یہ ہاتھ اللہ کے حضور سے کبھی خالی نہیں لوٹے۔ اور اس کے دل و دماغ پر فرحت و مسرت کے آثار نمایاں ہو جاتے۔

حضور قبلہ عالمؒ جب خوش ہوتے تو چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک اٹھتا اگر چہ نہ زیادہ کھلکھلاتے اور نہ ہنستے لیکن آپ کی مسکراہٹ میں ایک عجیب دلکشی تھی جسے ہر کوئی دیکھنے کا متمنی رہتا۔ جب زیادہ مسرور ہوتے تو ایک خاص انداز میں ہاتھ پر ہاتھ مارتے۔ کبھی کبھی کسی شعر پر وجد میں آ جاتے اور آہستہ آہستہ تالی بجاتے یہ تالی بجانے کا لاثانی انداز سننے اور دیکھنے والوں کے دلوں میں اتر جاتا۔

خلیفہ مولانا شیر محمد قادری بیان کرتے ہیں ایک دن میں اپنے دار العلوم کے صحن میں لیٹا ہوا تھا گرمیوں کا موسم تھا بندہ بخار میں مبتلا تھا کہ عین وقت دوپہر نور محمد اوڈ سکنہ بستی اوڈاں (صوفی موڑ چنیوٹ روڈ جھنگ) نے مجھے آ کر جگایا۔ بڑا ہی پریشان تھا احوال دریافت کرنے پر اس نے اپنی ایک مشکل بتائی کہ میرا بیٹا سعودیہ گیا ہوا تھا اس کے کفیل نے اسے یہ کہہ کر وہاں سے بھیج دیا کہ میں تیرا دو لاکھ روپیہ اور آئندہ ٹکٹ فوراً تمہیں ارسال کر دوں گا۔ سات ماہ گزر گئے خط بھی لکھے فون بھی کیے سفارت خانے سے بھی التجا کی کفیل نہ روپے بھیجتا ہے اور نہ ہی ٹکٹ۔ کوئی حل نظر نہیں آتا مجھے ایک نول نے کہا ہے کہ تو مولوی شیر محمد کر تو آنہ کے پاس چلا جا اور اس کو ساتھ ملا کر اس کے مرشد پاک سے دُعا کروا۔ تیرا مسئلہ ضرور حل ہو جائے گا۔ میں خود تو بخار کی وجہ سے نہ جا سکا اپنے بھائی صوفی عطا محمد کو نور محمد کے ساتھ دربار شریف پر بھیجا حضور قبلہ عالمؒ نے ان کے حق میں دُعا فرمائی شام کو صوفی عطا محمد اور نور محمد واپس میرے پاس آئے اور صوفی عطا محمد نے مجھے مسکراتے ہوئے بتایا کہ نور محمد تو میرے پیر کا مرید ہو گیا ہے میں نے نور محمد سے پوچھا کہ نور محمد تم تو اہلحدیث ہو تم نے ہمارے پیر کی کیا بات دیکھی اور مرید ہو گئے نور محمد نے بتایا کہ تیرے پیر نے ایک تالی بجائی جس کی آواز اتنی دلکش تھی کہ میرا دل پکڑا گیا اور میں مرید ہو گیا۔ پھر اس کے بعد نور محمد بیمار ہو گیا مجھے کچھ خبر نہ ہوئی ایک دن میں سائیکل پر جھنگ شہر جا رہا تھا جب اس کے گھر کے سامنے سے گزرا تو اس کی زوجہ نے مجھے بلایا کہ آپ کو نور محمد نے بلایا ہے جب میں نور محمد کے قریب آیا تو وہ کہنے لگا اوئے ''تاڑیاں تاڑیاں مار کے دل کھس لیند ے ہوتے ہن بن ویکھے بلائے کولوں دی لنگھ جاندے ہو''۔ میں نے کہا نور محمد مجھے آپ کے بیمار ہونے کی کوئی خبر نہ تھی میں کچھ دیر اس کے پاس ٹھہرا اور اس سے پوچھا کہ جو دعا منگوائی تھی وہ پیسے ملے یا نہ ملے۔ اس نے بتایا کہ ڈیڑھ ماہ کے اندر پیسے بھی دو لاکھ آ گئے اور لڑکے کا ٹکٹ بھی آ گیا۔

کام وہ بنتے ہیں، بنتا جنکا ممکن ہی نہ ہو چپکے چپکے جا کے، کر لیتے ہیں وہ تدبیر کیا

گویا حضور کے ہاتھ ہلانے سے لوگوں کے دل ہل جاتے تھے۔ جب کبھی وعظ فرماتے ہوئے یا ویسے مجلس میں کبھی دستِ انور اوپر اٹھاتے تو حاضرین پر ہیبت طاری ہو جاتی اور سب ہمہ تن گوش حضور کی طرف متوجہ رہتے کبھی کسی شعر پر ذوق و شوق میں ہاتھ ہلاتے تو ہر کہ ومہ پر بھی ذوق وشوق کی کیفیت طاری ہو جاتی گویا لوگوں کے دل حضور کی مٹھی میں بند تھے جس طرح آپ مائل ہوتے وہ خود بخود ہو جاتے۔ چاہتے تو اپنے پاس بلا لیتے اور چاہتے تو دور کر دیتے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ   غالب و کار آفریں کار کشا و کارساز

جسمِ اطہر

حضور قبلہ عالمؒ کی طویل علالت نے جسمِ اطہر کو ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیا تھا۔ جسمِ مبارک پر گوشت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں کو ٹیکہ لگانے کے لیے کہیں گوشت نظر نہ آتا۔ لیکن کمال ہے کہ پھر بھی جسمِ مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور پھول سے زیادہ نازک تھا۔ باوجود طویل علالت کے حضور قبلہ عالمؒ کے جسمِ مبارک سے کبھی بُو نہ آئی حالانکہ آپ خصوصاً سردیوں میں بہت کم نہاتے تھے۔ بلکہ آپ کے جسمِ مبارک میں کمال لطافت ونزاکت تھی۔ کمزور و ناتواں جسم کے ساتھ سینکڑوں میل سفر کرتے اور ایک صحت مند نوجوان آدمی سے زیادہ ہشاش بشاش نظر آتے۔

بابا سراج دین سکنہ حاصل پور بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن میں حضور قبلہ عالمؒ کے جسمِ اطہر کی مالش کر رہا تھا میں نے دیکھا یہ ہڈیوں کا ایک ناتواں سا ڈھانچہ تھا جسم میں گوشت کا نام ونشان نہ تھا۔ میں یہ کمزوری دیکھ کر بے اختیار رو پڑا اور عرض کی حضور آج کل کے پیر صاحبان خوب موٹے تازے ہوتے ہیں لیکن ہمارے پیر اس قدر کمزور؟ حضور قبلہ عالمؒ جوش میں آ گئے اور فرمایا سراج دین! یہ جسم بناوٹی نہیں یہ اصل ہے اور ایسا جسم جس میں بناوٹ شامل نہ ہو آج کے دور میں کسی کا نہ پا سکو گے۔

جسمِ مبارک اس قدر نرم ہو گیا تھا کہ اگر غسل کے بعد تولیے سے خشک کیا جاتا تو جسمِ مبارک سرخ ہو جاتا حتیٰ کہ جو چادر باندھتے تھے محض چادر کی رگڑ سے پنڈلیوں پر سرخ نشان پڑ جاتے اس لیے آخری عرصۂ حیات میں نرم و ملائم لنگی باندھا کرتے۔ گرمیوں سردیوں میں فوم کے گدے پر تشریف فرما ہوتے اور آخر میں تو گدے کے نیچے بھی مزید ایک فوم کا ٹکڑا رکھا جاتا تھا۔ حضور کا مصلّٰی بھی فوم کے گدے کا بنا ہوا تھا جو کہ میاں گل شیر احمد ملتان سے سپیشل لائے تھے۔

سینہ فیض گنجینہ کا ظاہری حسن

حضور قبلہ عالمؒ کے سینہ اقدس پر گوشت نام کی کوئی چیز نہ تھی لیکن اس کے باوجود سینہ مبارک حسن و جمال کا بڑا دلنشین مرقع تھا۔ کمزوری کے باعث سینہ زیادہ فراخ نہ تھا بلکہ درمیانہ تھا سینہ اقدس پر پتلے پتلے سیاہ اور سفید بال تھے سینہ مبارک سے

ناف مبارک تک بالوں کا ایک باریک ساخط تھا جو کہ آقا علیہ السلام کے سینہ اقدس کا عکس جمیل نظر آتا تھا۔ حضرت قبلہ عالمؒ جب غسل فرمانے لگتے تو میں آپ کا سینہ مبارک بڑے غور اور توجہ کے ساتھ دیکھا کرتا اور مجھے اس میں عجیب روحانی کشش نظر آتی تھی۔ پورے جسم مبارک پر بال نہ تھے پیٹ اندر کو ہٹا ہوا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ پیٹ ہے ہی نہیں۔ پسلیاں نمایاں تھیں۔ ایک ایک پسلی بندہ ذرہ فاصلہ پر بھی بیٹھ کر شمار کر سکتا تھا۔ جسم کی ہڈیاں موٹی نہ تھیں۔ بلکہ نازک اور کمزور تھیں۔

سینہ فیض گنجینہ کا باطنی حسن و جمال

حضرت قبلہ عالمؒ کا سینہ اقدس انوارات واسرارات الٰہیہ کا خزینہ تھا۔ بارگاہ صمدیت سے کمال کا ظرف پایا تھا۔ سینہ اقدس نُورِ عرفان سے اس قدر روشن و پُر نور تھا کہ اس کی ضیاء پاشیوں سے ایک عالم کو تاباں کر دیا۔ سینہ اقدس میں ذکر الٰہی اس قدر موجزن تھا کہ مجلس میں بھی جاری قلب کی صدا سنائی دیتی تھی۔ قلب منور کو ہُو ہُو کا ایسا عادی بنا دیا تھا کہ جب کبھی محفل میں سکوت طاری ہوتا تو سینہ اقدس سے بڑی لطیف اور کیف آور صدائے ہُو سنائی دیتی۔ ایک دفعہ مجلس میں جب یہ آواز قدرے اونچی سنائی دی تو حضور نے یہ کیفیت چھپاتے ہوئے پوچھا یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

مجلس میں بیٹھنے والے شناسا غلاموں نے عرض کیا حضور کے ہی سینہ اقدس سے آتی ہے۔ ایسا ساز صرف ایک ہی سینہ میں بجتا ہے جس نے ہمیں کیا سارے جہان کو مست کر رکھا ہے مسکرا کر فرمایا کیا کریں یہ خود بخود جاری ہو گیا ہے بھلا ہم کوئی توجہ نہیں رکھتے۔

ملک رب نواز صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز بعد از نماز مغرب حضور قبلہ عالمؒ اپنے سابقہ گھر کی بیٹھک میں جلوہ افروز تھے اور کسی کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھے میں نے سیٹی کی طرح باریک آواز سے "اللہ ہو" کی صدائے پر کیف سُنی میں حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ اس قدر نفیس و باریک آواز کہاں سے آ رہی ہے جبکہ کمرہ میں حضور قبلہ عالمؒ اور میرے سوا کوئی اور شخص نہیں تھا سخت سردی کی وجہ سے دروازہ بھی بند تھا اتنے میں مائی جنت بی بی حضور کے لیے کھانا لائی اور آپ تناول فرمانے لگے لیکن آواز بدستور آ رہی تھی آخر میں نے غور کیا تو حیران رہ گیا کہ وہ آواز حضور کے سینہ اطہر میں دل سے آ رہی تھی جسے میں نے با ہوش و ہواس تقریباً پندرہ منٹ سُنا آج بھی جب مجھے وہ لمحات یاد آتے ہیں تو دل پر وہی کیف و سرور چھا جاتا ہے سبحان اللہ تعالیٰ۔

سینہ اقدس کا باطن ایسا روشن تھا جو چیز بھی ہزاروں میل کی مسافت سے دیکھنا ہوتی آنکھیں بند کر کے سینے مبارک میں جھانک کر دیکھ لیتے۔ یوں لگتا تھا کہ دونوں جہان فقیر کے سینے میں ہیں۔ اس سینہ اقدس کے اعلیٰ ظرف کا یہ عالم تھا کہ اپنے تمام مریدین کی جو صبح و شام درد بھری داستانیں سنتے۔ ان کی تکالیف اور مصیبتیں دیکھتے غمِ امتِ مسلمہ کا بھی ذاتِ اقدس پر گہرا اثر تھا جس کا ذکر بڑے درد بھرے انداز میں بیان فرماتے۔ اور جسم اطہر ایک طویل عرصہ سے بیماریوں کی آماج گاہ تھا۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آرام و سکون نصیب نہیں ہوا۔ پھر بھی اس اعلیٰ ظرفی کے باعث سینہ سے کبھی آہ تک نہ نکلی تھی۔

سارے جہان کو سمیٹ کر اس سینہ میں دفن کر رکھا تھا اور سینہ اقدس کو ذکر الٰہی اور انوار و تجلیات سے پرسکون اور منور کر رکھا تھا۔

جو تجھ سے عہدِ وفا استوار رکھتے ہیں　　علاج گردشِ لیل و نہار رکھتے ہیں

آواز مبارک

آواز مبارک باوقار، شیریں اور پُرسوز تھی۔ یوں گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ گنا جا سکتا اور یاد کیا جا سکتا۔ وعظ و تقریر پر روایتی انداز کے برعکس جذب و مستی اور رموزِ عشق کا ایک ایسا دلفریب اور منفرد انداز رکھتے۔ جس کی مثال دور دور تک نہیں ملتی تھی۔ وعظ کی ابتداء عربی کے مختصر خطبہ سے کرتے۔ پھر جو عارف رومؒ کے اشعار بلند آواز اور اپنی مخصوص لَے میں طرز کے ساتھ پڑھتے۔

سید و سرور محمدؐ نورِ جاں　　بہتر و مہتر شفیعِ مجرماں

تو کسی کو اپنے تن، من، دھن کی خبر نہ رہتی بعد ازاں نعتیہ چند اشعار پڑھ کر وعظ شروع فرماتے۔ آپ کی زبان میں ایسا اثر تھا کہ سنگ دل انسان بھی چند فقرے سن کو موم ہو جاتا بلکہ میرا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ 15 ستمبر 1985ء کو عرس مبارک پر ختم شریف سے قبل حضور نے سپیکر پر یاران طریقت کو بعض نصیحت آموز ارشادات فرمائے ابھی آپ نے چند ہی جملے ادا کیے ہوں گے۔ کہ حاضرین پر حال کی کیفیت طاری ہوگئی۔ ہر طرف سے حق ہُو کے نعرے بلند ہونے لگے کسی پر گریہ طاری تھا تو کوئی تڑپ رہا تھا۔ راقم السطور کی عمر اس وقت بمشکل دس 10 برس تھی اور حضور کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ وہ لمحات اس قدر رقت آمیز تھے کہ میں بھی بے اختیار رونے لگا۔ اللہ کریم نے آپ کو لحن داؤدی عطا فرمائی تھی۔ اکثر غزلیات، کافیاں اور بزرگان دین کے اشعار ایسے پُرسوز انداز میں پڑھتے تھے کہ ہر شخص کا دل موہ لیتے۔

ایک مرتبہ عرس مبارک پر فجر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا اور یاران طریقت میں سے بیشتر احباب ابھی سو رہے تھے۔ ویسے بھی اس قدر رش میں ہر ایک کو بیدار کرنا آسان نہ تھا۔ حضور مسجد میں تشریف لائے۔ تو ایک درویش نے پیر بھائیوں کے بیدار نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضور نے فرمایا تم انہیں بیدار نہ کر سکو گے۔ ذرا سپیکر مجھے دو۔ ابھی مسجد بھر جائے گی۔ اور حضور نے سپیکر پر ایک کافی کے چند اشعار پڑھے پھر کیا تھا جو کوئی دربار کے صحن میں یا باہر ڈیرہ پر یا دیگر کھیتوں میں سویا ہوا تھا۔ جونہی حضور کی آواز مبارک کانوں پر پڑی ہر کوئی بیدار ہو گیا۔ اور وضو کر کے مسجد کی طرف دوڑ پڑا۔ ادھر حضور نے کافی ختم کی ادھر مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔ بعد ازاں ایک مقرب درویش نے عرض کی حضور ہم نے پہلے جو کچھ سنا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ کہتے تھے میاں رانجھا جب بانسری بجاتا تو جہاں وہ ہوتا اس کی بھینسیں فوراً وہاں اکٹھی ہو جاتیں۔ آج ہمارے رانجھا (بمعنی محبوب) کی پرسوز آواز سے تمام عشاق بیدار ہو کر لحہ بھر میں اس کے گرد پروانہ وار جمع ہو گئے۔

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصحِ مشفق　　دیکھا ہے کہ اس ماہِ لقا کو نہیں دیکھا

حضور قبلہ عالمؒ کا اندازِ سماعت

(جب ساز چھڑا کوئی آواز تیری آئے)

حضور قبلہ عالمؒ کے کان مبارک سر مبارک کے حسن کو دوبالا کرتے تھے۔ سفید کان مبارک سردی سے سرخ ہو جاتے تو اور بھی خوبصورت دکھائی دیتے۔ سماعت اتنی تیز تھی کہ گہری نیند میں بھی قدموں کی چاپ سن کر آنکھیں کھول دیتے۔ باریک اور نحیف آواز بھی فوراً سن لیتے۔ جس قدر کوئی آہستہ بات کرتا اور جتنے شور میں کرتا کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے سنائی نہیں دی۔ ہمیشہ پوری بات سن لیتے۔ اندازِ سماعت اس قدر نرالا تھا کہ ہمارے علاقہ میں جہالت کی وجہ سے اس زمانہ میں سپیکر پر ریکارڈ چلائے جاتے جنہیں آج گانے کہتے ہیں ہر شادی پر یہی لوگ لازمی سمجھتے تو گویا ہر روز کہیں نہ کہیں سے یہ آواز ضرور سنائی دیتی کبھی صحن خانہ میں حضرت غریب نواز مجلس فرمارہے ہوتے تو انہی کا شور برپا ہو جاتا اور لوگ سپیکر پر چلانا بڑا فخر سمجھتے تھے ایک روز یارانِ طریقت نے ان سے بیزاری کا ذکر کیا کہ ہم ان لوگوں کو کیسے سمجھائیں ہر وقت ایسے ایسے بے ہودہ نغمے الاپے جارہے ہیں نہ چاہتے ہوئے بھی کبھی کبھار کان ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں حضور نے فرمایا پہلی بات یہ ہے کہ توجہ ہی نہ دو اگر کبھی کان اس طرف متوجہ ہو جائیں تو انہیں یعنی نغمات کو عشق حقیقی کی طرف موڑ لو۔ گویا تم اپنے خیال میں انہیں حقیقت کی طرف بدل لو اور یہ تصور رکھ لو۔

ع: جب ساز چھڑا کوئی ۔ آواز تیری آئے

اور حضور کا یہ حال تھا کہ آپ کو ہر بول عشق حقیقی کی طرف متوجہ کرتا تھا قرآن پاک پر بڑا کامل عبور تھا ایک دفعہ میرے بچپن کا واقعہ ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور گھر سے باہر مجلس خانہ میں تشریف لائے نزدیکی ڈیرہ پر ایک پنجابی ریکارڈ چل رہا تھا۔ چونکہ اس کی آواز کا بہت شور تھا حضور خاموشی سے بیٹھے رہے جب وہ ختم ہوا تو اہل مجلس سے فرمایا آؤ ہم آج اس ریکارڈ ہی کی تشریح کر دیں جو کچھ میں نے سمجھا ہے۔ آپ نے اس کے پہلے مصرعے کی تشریح چھٹے پارہ سے کی دوسرے کی آٹھویں پارہ سے الغرض حضور نے اس قدر عشقِ حقیقی کے رموز و اسرار بیان فرمائے کہ سب حیرت میں گم ہو گئے کہ حضور کا کمال ہے ایک ریکارڈر جو کہ بے جان تھا حضور نے عشق حقیقی کی روح اس میں پھونک کر اس کی ہیئت بدل دی بعد میں فرمایا ہمیں تو ہر آواز محبتِ یار کی نوید سناتی ہے جو کچھ بھی سنتے ہیں قرآن حکیم کا عام فہم ترجمہ ہوتا ہے چونکہ میرا بچپن تھا اس لیے وہ آیات مقدسہ یاد نہ رکھ سکا بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت خواجہ شمس العارفین سے بھی منسوب ہے (انوارِ قمریہ جلد اول ص 240) پر آپ کے پڑپوتے حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی فرماتے ہیں حضرت پیر سیال جب خرقہ خلافت حاصل کر کے یہاں تشریف لائے تو ابھی نوجوان تھے سیال شریف کی جنوبی مسجد میں ایک مولوی صاحب نجدی خیالات کا حامل رہتا تھا ایک مرتبہ گاؤں کی چند عورتیں مل کر پانی بھرنے جارہی تھیں اور ایک

ماہیا گئی جارہی تھیں جس کے الفاظ تھے ''میرے بابل دی لاج رکھیں وے رانجھیا'' یہ سُن کر مولوی صاحب غصہ میں آ گئے اور کہا بے حیا کفر بکتی جارہی ہیں پیر سیال پاس ہی موجود تھی آپ نے فرمایا یہ تو قرآن مجید پڑھتی جارہی ہیں مولوی صاحب یہ سن کر آپے سے باہر ہوگئے اور کہا یہ بھی کفر ہے تو پیر سیال نے فرمایا یہ آیت کریمہ یوم لایخزی اللہ النبی کا ترجمہ پڑھ رہی ہیں (اس دن نہ رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ نبی کی ذات کو) یہ الفاظ سنتے ہی مولوی صاحب کو وجد ہوگیا کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا تو قدموں پر گر کر غلام ہوگیا۔ پیر سیال نے فرمایا کہ رانجھے سے مراد اللہ تعالیٰ اور بابل سے مراد محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے پچھلی رات کو ایک فرشتہ بحکم خداوندی صدا دیتا ہے ھل من مستغفر اغفرلہ (ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ اُس کی مغفرت کردی جائے) اور یہ صدا مجھے ہر روز سنائی دیتی ہے۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ کی سماعت کی کہاں تک رسائی ہے۔

پائے انور کا ظاہری حسن

حضور قبلہ عالمؒ کے پاؤں مبارک نرم و نازک ریشم کی طرح ملائم تھے پتلے پاؤں مبارک لمبی انگلیوں نے اور بھی حسین بنا دیئے تھے۔ ہمیشہ بستر پر رہنے والے یہ پاؤں ایک معصوم بچے کے پاؤں معلوم ہوتے تھے۔ نہ تو کوئی نشان تھا اور نہ ہی کوئی داغ حتیٰ کہ کسی کانٹے چھبنے کا داغ و نشان تک نہ تھا پاؤں مبارک کے حسن میں انگلیوں پر موجود نرم و ملائم بالوں نے نکھار پیدا کر رکھا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ریشم کے کچھ ریشے نکلے ہوئے ہیں انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی قدرے لمبی تھی جو بہت خوبصورت دکھائی دیتی تھی پاؤں مبارک کے تلوے گوشت سے خالی تھے اور تلوے میں خلا تھا جب بھی کبھی پاؤں زمین پر رکھتے تو خلا برقرار رہتا پاؤں مبارک کی لمبائی 14 انگشت تھی۔

پائے مبارک کا باطنی کمال

حضور قبلہ عالمؒ کا وجود مسعود غریب دکھی انسانوں کے لیے سراپا رحمت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم اطہر کو بے شمار کمال عطا فرمائے تھے۔ آپ کے پاؤں مبارک میں یہ رحمت و کمال تھا کہ جس جگہ قدم مبارک رکھا وہاں رحمت و برکت کے چشمے ابل پڑے۔ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے ویرانے آباد ہوئے۔ اور آباد جگہوں کو بھاگ لگ گئے۔ آپ نے جس مرید کے گھر میں کچھ دن یا کچھ لمحے بھی قیام فرمایا۔ اس کی غربت کا خاتمہ ہوگیا۔ دُکھ درد اور مصیبتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی جن مقامات پر حضور نے قیام کیا جن کمروں میں ٹھہرے آج تک حضور کی مجلس و ارشادات کی خوشبو کا اثر وہاں سے ختم نہیں ہوا اور برکتوں کی بارشیں تا حال ان گھروں میں جاری و ساری ہیں۔ سینکڑوں ایسے کچے گھرانے اور کوٹھڑیاں جہاں حضور ٹھہرے آج

شاندار بنگلوں اور کوٹھیوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ جس بے اولاد کے گھر قدم مبارک رکھا اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد سے نواز دیا۔ جس بیمار کے گھر میں قدم رنجہ ہوئے اسے شفا مل گئی۔ جس غریب ولاچار کے گھر چند لمحے قیام فرمایا غربت جاتی رہی گویا آپ کا قدم مبارک اللہ تعالیٰ کی عطاؤں، نوازشوں اور مہربانیوں کا خزینہ تھا۔ جدھر اُٹھا بارانِ رحمت ثابت ہوا اور جہاں رکھا اس جگہ کو رحمتوں کا مرکز بنا دیا۔

تصویر کا کمال اور اثر انگیزی

تصویر مبارک میں ایسی کشش اور بے مثال حسن ہے۔ کہ جس عقیدت مند کے پاس حضور قبلہ عالمؒ کی تصویر ہے اس نے اسے دِل و جان سے عزیز بنا کر رکھا ہے اور ہر لمحہ اس کی زیارت نہ کرے تو چین نہیں آتا۔ تصویر مبارک کو دیکھتے ہی عجیب کیفیت اور سرور آتا ہے لیکن سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ کی تصویر اگر کسی ناواقف شخص نے بھی دیکھ لی تو اس پر بھی عجیب اثر ہوتا ہے۔ کچھ لمحے تو آنکھیں کھول کر حیرت سے دیکھتا ہے اور پھر یہ تصویر لینے کا مطالبہ ضرور کرتا ہے۔

حضور کے ایک عاشق زار خلیفہ میاں غلام علی قادری کیا خوب لکھتے ہیں۔

دِلا یار دے نال پیار پا کے چا کے عشق دا بھار نہ ڈولیا کر
جدوں دکھ مصیبتاں پیش آون تاک صبر دی کوٹھی دا کھولیا کر

سوہنے یار دی رکھ تصویر آگے اوہ بولے نہ بولے توں بولیا کر
نام یار دا ورد غلام علی دن رات ایہہ تسبیح رولیا کر

میرے پیر دی کرے تصویر گلاں کن ہون تے سنی آواز جاندی
صورت یار دی آوے جاں نظر مینوں سینے چھیڑ پیار دے ساز جاندی

ریاض احمد سکنہ گھوٹکی (سندھ) بیان کرتے ہیں میرے والد نے چوہدری محمد یوسف کے ہاں حضور کی تصویر مبارک دیکھی تو اس قدر فریفتہ ہوا کہ وہ تصویر چوہدری صاحب سے مانگ کر گھر لے آیا۔ اور تہیہ کر لیا حضور کا ہی مرید ہوں گا۔ بعد ازاں شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔

2- ایک دفعہ راقم السطور کی موجودگی میں برطانیہ سے آئے ہوئے چکوال کے ایک پیر بھائی نے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے بچوں سمیت گھر پر نہیں تھا ہمارے پیچھے چور آ گئے اور انہوں نے گھر سے تمام قیمتی ساز و سامان اٹھا لیا جب واپس جانے لگے تو دروازہ پر ہم نے حضور کی ایک تصویر لگائی ہوئی تھی تصویر کا دیکھنا تھا کہ ان پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی وہ سب مال اسباب وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے دوسرے روز ہم واپس آئے تو گھر کے دروازے کھلے پائے بڑے پریشان ہوئے جب اندر داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تمام لوٹا ہوا مال اسباب حضرت غریب نواز کی تصویر کے سامنے پڑا تھا۔

3- میاں غلام نبی درویش سکنہ کھیوہ (منڈی بہاؤالدین) نے راقم الحروف کو بتایا حضرت غریب نواز کے وصال کے بعد ہمارے ہاں ایک دفعہ بڑا زبردست سیلاب آیا ہم گھروں کو بغیر تالہ لگائے بھاگنے لگے تو سامنے دیوار پر حضور کی ایک تصویر لگی ہوئی تھی میری بیوی نے بلند آواز سے کہا یا اللہ! اس تصویر والے مردِ کامل کے تصدق سے ہمارے گھر بار کو سیلاب

سے محفوظ رکھنا اور ہم سب نکل گئے جب پانی اترا اور ہم واپس گھروں کو لوٹے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہمارا گھر سیلاب سے بالکل محفوظ رہا۔

4- لالہ محمد اقبال بیان کرتے ہیں۔ سید اشرف شاہ صاحب نے میرے پاس حضور کی تصویر دیکھی تو دیکھتا ہی رہ گیا اس قدر متاثر ہوا کہ دربار شریف پر حاضر ہو کر حضرت اخی قبلہ کا مرید ہو گیا۔

حضور کی تصاویر

حضور کبھی اہتمام سے تصویر نہ بنواتے تھے زیادہ تر تصاویر یارانِ طریقت نے خود کیمرہ لا کر اُتاریں ان میں بھی جیسے بیٹھے ہوتے ویسے ہی تصویر بنوا لیتے چند ایک تصاویر حضور کی سٹوڈیو کی بنی ہوئی بھی ملتی ہیں وہ آپ نے صرف ضرورت کے موقع پر جلدی میں بنوائیں یعنی پاسپورٹ اور کئی مرتبہ شناختی کارڈ کے حصول کے لیے اور ان کے لیے بھی ایسے ہوتا جھنگ میں ہوتے ضرورت پڑتی، سید ارشاد حسین شاہ (چناب فوٹو سٹوڈیو) کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے مجھے ضرورت ہے اتنی تصاویر بنا دیں اور بیٹھ جاتے کبھی شیشہ تک نہ دیکھتے، دستار کیسی بندھی ہے ٹوپی صحیح ہے کہ کوئی نکر گری ہوئی ہے اور وہ بھی حضرت کی طبع شریف کے موجب بس بیٹھنے کی دیر ہوتی تصویر بنا لیتے اور کوشش کرتے جتنا جلدی ہو سکے حاضر خدمت کر دوں لیکن آخری عمر شریف میں اکثر مجھے فرماتے درویش جو اکثر میری تصویریں اُتارتے ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا انہیں روکنا چاہتا ہوں پھر خیال آتا ہے بچارے گھروں سے کیمرے اسی غرض کے لیے لاتے ہیں اور کہیں ان کی دل شکنی نہ ہو اس لیے نہیں کہتا لیکن یہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔

تصاویر کا اعجاز

تیری صورت سے نہیں ملتی کسی کی صورت ہم جہاں میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

حضور قبلہ عالمؒ کی کافی تعداد میں تصاویر راقم السطور کے پاس محفوظ ہیں حضور کی تصاویر کا یہ اعجاز ہے کہ ایک تصویر کے ساتھ دوسری تصویر نہیں ملتی حالانکہ بعض تصاویر ایک ہی دن اتاری گئیں لیکن صورت مبارک بہت مختلف معلوم ہوتی ہے حضور کی تصاویر میں صرف ایک بات مشترک ہے وہ یہ کہ آنکھیں اور مونچھیں جوانی سے لے کر تا دم وصال تک ایک جیسی ہیں ان سے بندہ بہ آسانی پہچان سکتا ہے ورنہ اکثر لوگ حضور کی بعض تصاویر سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

لباس کا ظاہری حسن

حضور قبلہ عالمؒ کوئی مخصوص وضع کا لباس نہ پہنتے تھے۔ اپنی تمام عادات اور پسند و ناپسند کو سرکار دو عالم ﷺ کی پسند و ناپسند سے منسوب کر رکھا تھا۔ جو چیز آقا ﷺ کو پسند تھی وہ چیز حضور قبلہ عالمؒ کی محبوب تھی اور جو چیز آقا ﷺ کو ناپسند تھی

حضور قبلہ عالمؒ کو اس سے سخت نفرت تھی۔ سرکار دو عالم ﷺ کو سفید لباس پسند تھا اور حضور قبلہ عالمؒ کو سفید لباس سے والہانہ لگاؤ تھا ہمیشہ سفید لباس پہنتے جس کی نظافت اور لطافت قابل دید ہوتی۔ کبھی کبھی سفید چادر اور موسم کے لحاظ سے کے۔ ٹی یا ململ کا کرتہ پہنا کرتے۔ شروع میں شلوار قمیص پہنا کرتے لیکن بعد میں لنگی باندھا کرتے۔ یہ لنگی مختلف رنگوں کی ہوتی، کبھی سرخ و کبھی سبز اور کبھی نیلے رنگ کی ہوتی۔ (واضح ہو لنگی صرف ایک رنگ کی نہیں ہوتی کم از کم دو رنگ ضرور ہوتے ہیں) سبز دھاری دار لنگی کو زیادہ پسند فرماتے۔

جوانی میں بہت خوبصورت ململ اور کریب کی سفید پگڑی باندھا کرتے لیکن یہ پگڑی فخر کی نہیں بلکہ حسن و وقار کی علامت ہوتی اور نہ نکالتے۔ میں نے حضور کے بچپن کی تصاویر میں صرف دو تصویریں ایسی دیکھی ہیں جس میں دستار کا شملہ نکالا ہوا ہے۔ اور وہ بھی اس دور کی ہیں جب حضور کی ریش بھی مکمل طور پر ابھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں کبھی شملہ نہ نکالا اور عام سادہ دستار باندھتے۔

پھر مسلسل علالت کے باعث دستار باندھنا چھوڑ دی البتہ جمعۃ المبارک، عرس اور کسی خاص موقعہ پر دستار باندھ لیتے۔ پگڑی کی جگہ چار کونوں والی ٹوپی پہنتے تھے کوئی آدمی اس ٹوپی کے متعلق پوچھتا تو یہ شعر پڑھا کرتے۔

سر برہنہ نیستم دارم کُلاہِ چار ترک ترکِ دُنیا، ترکِ عقبیٰ، ترکِ خود را، ترکِ ترک

سردیوں میں گرم ٹوپی استعمال کرتے، گرم سویٹر اور جیکٹ بھی پہنا کرتے عام صوفیاء کی طرح جبہ اور مخصوص لباس ہرگز نہ پہنتے حضور قبلہ عالمؒ کے ایک عقیدت مند صوفی فضل محمود (کھودے ضلع چکوال) سعودی عرب سے آپ کے لیے ایک سیاہ جُبہ لائے۔ حضور نے صرف ایک دو مرتبہ پہنا پھر رکھ دیا۔ اس کے علاوہ بھی ایک دو سفید جبے سعودیہ سے پیر بھائی لائے۔ جنہیں بطور تبرک حضور نے ایک بار ہی پہنا۔ پاؤں میں طِلے والا خوبصورت کھسہ (جسے ترنگڑی والا کہتے تھے) پہنتے لیکن جب مسلسل علالت کے باعث چارپائی پر بیٹھ گئے اور بہت کم چلنے پھرنے لگے تو فوم کی ایک نرم سی چپل استعمال کرتے جو کہ برطانیہ سے منگوائی جاتی تھی۔

حضور لباس کی صفائی کا بہت خیال رکھتے حتیٰ کہ میں نے کبھی آپ کا بستر تک میلا نہ دیکھا۔ وصال سے کچھ دن پہلے فرماتے تھے اب میرا جی چاہتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے سبز لباس پہنوں حالانکہ حضور نے ساری زندگی سبز لباس نہیں پہنا تھا مگر اس ارشاد اور پسند کا پتہ ہمیں اس وقت ہوا جب بعد از وصال حضور کے مزار شریف کو سبز غلافوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور اکثر و بیشتر اسی رنگ کے غلاف مزار شریف پر موجود رہتے ہیں۔

لباس کا باطنی کمال

☆ پیر سید جعفر حسین شاہ بخاری (موچیوالا) بیان کرتے ہیں۔ میں ابتدا میں کچھ عرصہ شیعہ رہا لہٰذا صوفیاء کے مطلق میرا عقیدہ درست نہ تھا۔ میرا خیال تھا فقیر کچھ نہیں کرسکتا ایک دن یہی بات میں نے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کر

دی۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر تو فقیر رہا فقیر کے استعمال کا کپڑا بھی بہت کچھ کر لیتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر میں اپنی ٹوپی تیرے سر پر رکھ دوں تو تجھے گھر والے بھی نہیں پہچانیں گے۔ میں نہ مانا اور کہا یہ تو ایک ٹوپی ہے۔ اگر دس ٹوپیاں بھی میرے سر پر رکھ دیں پھر بھی کچھ نہیں ہوگا۔ یہ سن کر حضور نے اپنی ٹوپی مبارک میرے سر پر رکھ دی اور فرمایا کہ گھر چلے جاؤ۔ اگلے جمعے کو تمام حالات آ کر بتا دینا۔ میں گھر کو روانہ ہوا۔ اپنے چک 214 کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ چوکیدار اللہ دتہ نے مجھے دور سے دیکھا۔ تیز تیز چلتا ہوا قریب آیا اور آتے ہی ادب سے جھک کر سلام کیا۔ کہنے لگا حضور آج کیسے تشریف لائے ہیں۔ برائے مہربانی میرے گھر قدم رنجہ فرمائیں۔ وہ نہایت اور ادب مودبانہ انداز سے میرے ساتھ چل رہا تھا۔ جب اس کے گھر داخل ہوئے تو بیوی سے کہنے لگا نئی چارپائی اور بستر نکالو ہمارے گھر میں حضور قبلہ عالمؒ تشریف لائے ہیں۔ میں بیٹھ گیا اس کی بیوی قریب آئی اور توجہ سے دیکھنے لگی تھوڑی دیر بعد خاوند سے مخاطب ہو کر کہنے لگی یہ تو پیر جعفر شاہ ہے۔ اللہ دتہ ندامت کے مارے ہنس کر کہنے لگا شاہ صاحب معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔ میں جلدی سے اٹھا اور گھر کی راہ لی۔ دروازے کے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ بیوی نے اونچی آواز میں کہا ارے تم کون ہو؟ شرم نہیں آتی' سادات کے گھر بغیر اجازت داخل ہو گئے۔ نکل جاؤ ہمارے گھر سے میں حیران تھا کہ بیوی میری کیسی عزت افزائی کر رہی ہے۔ میں نے کہا تو نے میری بے عزتی کی ہے۔ خاوند کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے جو تو نے کیا ہے میں ابھی تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ اس پر اس نے مجھے پہچان لیا اور کہنے لگی میں نے تمہیں پہچانا نہیں تھا۔ تم آج پہلے والے نہیں ہو بلکہ کچھ اور نظر آتے ہو میری بات پر یقین نہ آئے تو ذرا اپنی خالہ کے گھر جا کر دیکھ لو وہ تمہیں پہچانتی ہے یا نہیں۔ ساتھ ہی خالہ جان کا گھر تھا میں اٹھا اور ان کے گھر چلا گیا۔ دو تین قدم چلا ہی تھا کہ خالہ جان کی نظر ادھر اٹھی اور گھر سر پر اٹھا لیا۔ کہنے لگیں۔ ہائے یہ کون ہمارے گھر میں آ گیا۔ موصوفہ نے گالیاں بھی دیں اور کہا گھر سے نکل جاؤ تمہیں پتہ ہی نہیں یہ کس کا گھر ہے اگر خیرات ہی لینی تھی تو باہر سے صدا دیتے۔ بے شرم کہیں کے نکل جاؤ۔ انہیں قدموں پہ واپس دوڑا۔ گھر آتے ہی ٹوپی مبارک سر سے اتار دی۔

اگلے جمعے کو حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ گذشتہ دن کی پوری آپ بیتی سنائی اور معافی مانگی۔ ہاتھ جوڑ کر ٹوپی مبارک واپس کی اور مان گیا کہ فقیر تو فقیر رہا اس کے جسم مبارک سے مس ہونے والا کپڑا بھی بہت کچھ کر سکتا ہے۔

☆ بچپن میں راقم السطور کی ٹوپیاں بہت گم ہو جاتی تھیں ایک مرتبہ جھنگ مہر یسین سپرا کے مکان پر حضور قبلہ عالمؒ تشریف فرما تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا تو دریافت فرمایا تمہاری ٹوپی کہاں ہے میں نے عرض کی جناب گم ہو گئی ہے حضور کے سرانور پر ایک سفید کڑھائی والی ٹوپی تھی جو کہ سرگودھا سے آئی تھی۔ آپ نے وہ مجھے پہنا دی اور فرمایا یہ کبھی گم نہ ہوگی وہ ٹوپی ایک عرصہ میرے استعمال میں رہی حضور قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال ایک دفعہ بڑا طوفان اور آندھی آئی جس کی وجہ سے وہ ٹوپی میرے بستر سے کہیں اڑ گئی۔ مجھے بڑا افسوس ہوا دو تین روز بعد ایک درویش نزدیک ہی کھیت سے اسے اٹھا لایا جو کہ تادم تحریر میرے پاس موجود ہے۔

☆ خلیفہ مولانا شیر محمد قادری بیان کرتے ہیں ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں ہمارے دربار کے لنگر کا آٹا ختم ہو گیا تمام رات کو بھوکے رہے اور کلمہ شریف کا ذکر کرتے رہے۔ صبح کے وقت بذریعہ سائیکل دربار شریف پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے آقا نے میرے سامنے دو آدمیوں کا لنگر رکھوایا میں نے عرض کی حضور دوسرا درویش کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں دو آدمیوں کی بھوک ہے۔ تم رات کے بھوکے ہو۔ میں نے لنگر کھایا۔ پھر حضور نے پوچھا کہ لنگر کے لیے آٹا دانہ کا کیا حال ہے میں نے عرض کی حضور کو تو معلوم ہے آپ نے ایک من گندم کے پیسے عطا کیے اور فرمایا اپنا قمیض اتار کر مجھے دو وہ پھٹا ہوا تھا۔ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر حضور نے اپنا قمیض جو جسم اطہر پر موجود تھا اتار کر خود اپنے دست انور سے میرے گلے میں ڈال دیا اور فرمایا ''جا اب تیرے لنگر سے آٹا کبھی ختم نہ ہوگا'' خدا کی قسم اس کے بعد میرے دربار کے لنگر میں آج تک کمی نہیں آئی۔

ع: میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

☆ حاجی محمد نواز قادری بیان کرتا ہے حضور قبلہ عالمؒ جھنگ کچہری کے قریب ایک کوٹھی پر تشریف فرما تھے دولت علی خان نے عرض کی حضور دعا فرمائیں میری زمین کے پانی کی منظوری نہیں ہو رہی۔ حضور نے اپنا قمیض مبارک اتار کر دیا اور فرمایا اسے لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لو تیرا کام ہو جائے گا۔ دولت نے مجھے بھی ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی جو حضور نے عطا فرمائی ہم دونوں اوورسیئر اور ضلعدار سے ملے حضور کے قمیض کی برکت سے اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔

☆ میاں روشن علی درویش سکنہ کوٹ بلوچ کی اہلیہ کا انتقال جون 1990ء میں ہوا اس نے وصیت کی تھی کہ حضور قبلہ عالمؒ کے کچھ موئے مبارک میں نے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں انہیں میرے ساتھ قبر میں رکھنا اسی طرح کیا گیا بعد ازاں سیلاب سے قبر بیٹھ گئی ایک عرصہ بعد 2002ء یعنی بارہ سال بعد اس کے بیٹے محمد حسین اور نواسے عبدالحکیم نے قبر کھود کر اسے دوبارہ قبر بنا کر دفن کیا دونوں نے مجھے بتایا حضور کے موئے مبارک بالکل تر تازہ تھے بلکہ جس سبز کپڑے میں وہ باندھے گئے تھے وہ بھی بالکل ٹھیک تھا۔ حالانکہ قبر بیٹھ گئی تھی اور ہم نے کھود کر انہیں نکالا۔

کرمؒ کی گھڑی (نسبتِ شیخ)

چوہدری عابد حسین چیمہ سکنہ چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی (سرگودھا) بیان کرتا ہے۔ ایک مرتبہ میں دربار شریف پر حاضر ہوا۔ حضور نے اپنے سرہانہ (تکیہ) کے نیچے سے اپنی گھڑی نکال کر مجھے عنایت فرمائی کہ اپنے ہاتھ میں پہن لو میں نے پہن لی پھر پوچھا پوری آ گئی ہے میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اسے پہنے رکھو۔

میرے دل میں خیال آیا حضور کی طبیعت ناساز ہے اسی وجہ سے گھڑی مجھے دی ہے۔ دو دن بعد جب مجھے واپس گھر جانے کی اجازت ہوئی تو میں نے وہ گھڑی اپنے ہاتھ سے اتار کر پیش خدمت کی۔ حضور نے فرمایا۔ ''جو چیز ہم دیتے ہیں وہ کبھی واپس نہیں لیتے''۔ پھر ایک عرصہ بعد حضور نے دربار شریف پر مجھ سے دریافت فرمایا۔ عابد حسین! گھڑی ٹھیک

چل رہی ہے میں نے عرض کی حضور گھڑی چلتی تو ٹھیک ہے مگر کام عجب کرتی ہے۔اگر میں کوئی غلط کام کروں تو پیچھے رہ جاتی ہے۔معمول کے مطابق کام کروں تو ٹھیک ٹائم دیتی ہے اور اگر ذکر وفکر میں زیادہ وقت لگاؤں تو آگے چلی جاتی ہے۔اس کا ٹائم درست کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔حضور نے فرمایا۔وہ گھڑی تمہیں اپنے باطن کا حال بتاتی ہے۔لہذا میں نے ایک زمانہ اس گھڑی سے اپنے باطن کا حال معلوم کیا۔لیکن جب حضور قبلہ عالم نے وصال فرمایا پھر میں نے وہ گھڑی اپنے ہاتھ سے اتار کر بطور تبرک محفوظ کر لی۔پھر کبھی ہاتھ پر نہیں باندھی۔گویا شیخ کامل کے ساتھ جس چیز کی بھی نسبت ہو جائے اس میں تاثیر ضرور آجاتی ہے اور وہ چیز پھر عام نہیں رہتی۔خاصانِ الٰہی کی نسبت سے خاص ہو جاتی ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کا ذوقِ عبادت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتا ہے **اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰماً وَّ قُعُوْداً وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ** (پ۴:ع۱۱) ''وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنی کے''صحابہ کرام کی شان بیان کرتے ہوئے مولیٰ کریم نے فرمایا۔

تَرٰھُمْ رُکَّعاً سُجَّداً یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا (پ۲۶:ع۱۲) ''دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے چاہتے ہیں فضل خدا کا اور رضامندی اس کی''

سرکار دوعالم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔اللہ کے محبوب ساری ساری رات مصلّے پر کھڑے رہتے تھے۔اتنی طویل نمازیں پڑھتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتے کسی نے کیا خوب کہا

کھلیاں سوج کرے قدماں تے نیند نماز گزارے

امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ نے چالیس سال تک مسلسل عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی

پیران پیر سیدنا غوث الاعظمؒ نے بھی چالیس سال تک مسلسل عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی

عبادت وریاضت نہ صرف مومن کی پہچان ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا محبوب مشغلہ بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تو وہ ہیں جب لوگ گہری نیند سو جاتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ سے لو لگاتے ہیں۔حضور قبلہ عالمؒ کی زندگی مبارکہ کا بیشتر حصہ بستر علالت پر گزرا۔دمہ اور ٹی بی نے ایک لمحہ بھی سکون کی نیند نہیں سونے دیا۔لیکن ساری زندگی اللہ کے ولی کی عبادت،ریاضت کے معمول میں کبھی فرق نہ آیا۔اور بڑی سے بڑی شدید سے شدید جسمانی تکلیف بھی آپ کے معمولاتِ عبادت میں فرق نہ ڈال سکی۔ہم نے ایک عرصہ تک حضور کے معمولات کا بچشم خود مشاہدہ کیا آپ فرض نمازوں کے علاوہ تمام مسنون نوافل بھی اپنے لئے فرض سمجھتے تھے۔اور شدید علالت کے باوجود کبھی بھی کوئی فرض نماز یا مسنون نوافل نہیں چھوڑے۔

☆ خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں منگانی شریف ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم کی طبع مبارک کچھ زیادہ ہی ناساز ہوگئی تمام درویشوں کو حجرہ شریف سے نکال دیا گیا۔ صرف میں اکیلا حسب الارشاد حاضر خدمت رہا طبیعت میں اس وقت عجیب بے چینی تھی کبھی بیٹھتے، کبھی لیٹتے، کبھی تکیہ سے ٹیک لگاتے اور کبھی نیچے صف (چٹائی) پر اتر کر بیٹھ جاتے۔ اہلیان آستانہ پر بہت مشکل گھڑی تھی اکثر و بیشتر افراد حویلی میں ہی پریشان و مضطرب کھڑے تھے۔ اتنے میں حضور نے فرمایا رفاقت شاہ! جاؤ باہر دیکھ آؤ، مغرب کی آذان ہوگئی ہے یا نہیں؟ میں باہر نکلا تو برآمدہ میں میاں محمد حسین کلس کھڑے تھے انہوں نے بتایا کہ ابھی آذان ہوئی ہے۔ میں نے اندر جا کر عرض کی حضور کو اس وقت بہت تکلیف تھی پھر بھی چارپائی سے نیچے اتر آئے اور قدموں کے وزن پر بیٹھ گئے لیکن جسم اطہر پر کپکپی طاری تھی پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ اور بازو سے اپنی ٹانگوں کو مضبوطی سے سینہ اقدس کے ساتھ تھام لیا جس سے جسم میں قدرے سکون آ گیا اور کپکپی رک گئی۔ حضور نے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کے اشارہ سے نہ صرف نماز مغرب ادا کی بلکہ آخر میں نوافل اوابین بھی پڑھے بعد ازاں مجھے فرمایا رفاقت شاہ! جس حالت سے میں گزر رہا ہوں اگر کوئی میرا مرید اس حالت میں بھی ہو تو اسے میرا پیغام دینا کہ نماز کبھی نہ چھوڑے۔ سبحان اللہ میں حیران تھا کہ جو حالت اس وقت حضور کی تھی وہاں تو شریعت میں بھی رعایت ہے لیکن قافلۂ غوثیہ کے اس سالار نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ اس حالت میں بھی درویش پر شریعت کی پاسداری اور فرائض کی تکمیل ضروری ہے۔

☆ چوہدری عظمت اللہ مارتھ برادر خورد چوہدری بشیر احمد نمبردار سکنہ کوٹ بلوچ بیان کرتے ہیں انگلستان جانے سے پہلے مجھے ایک ہفتہ بلوآنہ شریف رہنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ میں حضور قبلہ عالمؒ کے معمولات عبادت نے مجھے بہت متاثر کیا اور میں دست بیعت سے مشرف ہوا۔ سارا دن حضور کو دیکھنے کا اتفاق کم ہی ہوتا۔ آپ حجرہ شریف میں ہی رہتے صرف پانچ وقت نماز کیلئے باہر نکلتے۔ موسم گرما تھا جب رات ہوتی تو حضور ساری ساری رات صحن مسجد میں نوافل میں گزار دیتے۔ ہم لوگ سو کر جب بھی بیدار ہوتے تو آپ کو صحن مسجد میں اکیلے نوافل میں مشغول پاتے میں نے سارا ہفتہ آپ کو رات کبھی سوئے ہوئے نہ دیکھا۔

زندگی آمد برائے بندگی ، زندگی بے بندگی شرمندگی

☆ برادرم پیر یحیٰ حسین صاحب برطانیہ سے اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں "میرے شیخ سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم غریب نوازؒ ایک عرصہ تک بلوآنہ شریف کی مسجد میں ہر شب اعتکاف کی حالت میں بسر فرماتے رہے۔ اکثر مجھے اپنے ساتھ ٹھہرنے کی اجازت دیتے جبکہ دیگر درویشوں کو اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے کا حکم ہوتا۔ مجھے فرماتے تم میرا بستر اور اپنا بستر مسجد میں بنا دیا کرو ہم رات وہیں بسر کریں گے۔ مسجد کے اندر باغ کی طرف والی دیوار کے ساتھ میں اپنا بستر بچھاتا اور حجرہ والی دیوار کے ساتھ حضور کا بستر بناتا۔ میں کبھی سوتا کبھی جاگتا لیکن میرے حضور ساری ساری رات جاگتے گزار دیتے

اور ایسا ایسا کلام فرماتے کہ میں حیران رہ جاتا۔ کبھی کبھی رات کو ایسے لگتا کوئی روحانی طور پر آپ سے ہم کلام ہے یا آپ کسی سے کلام فرما رہے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ ان دنوں مولانا رومؒ کی ''طوطا والی حکایت'' جس کا منظوم ترجمہ آپ نے ''نصیحت نامہ'' میں کچھ اسطرح فرمایا ہے۔

جیونکر حضرت رومی صاحبؒ لکھیا وچہ دیوانے — اک سوداگر کرن تجارت ٹریا طرف یونانے

(مکمل نصیحت نامہ اس کتاب کے منظوم کلام والے باب میں موجود ہے) اور حافظ شیرازیؒ کی ''بلبل والی حکایت'' جس کا منظوم ترجمہ میاں محمد بخش علیہ الرحمت نے ''سیف الملوک'' میں کچھ اسطرح کیا ہے۔

جیوں کر خواجہ حافظ صاحبؒ کہیا وچہ دیوانے — اک بلبل میں روندی ڈٹھی ، پھڑیا پھل دہانے
میں پچھیا کیوں رودیں بی بی یار تیرا رل ملیا — درد، فراق رہیا پھر کیکر جس سجن گل ملیا
بلبل بولی حافظ صاحب کی گل پچھیں مینوں — اس روون دی حال حقیقت ہے کچھ معلم تینوں
محبوباں دے جلوے اگے اساں غلامی چائی — روون ، پٹن کار ہمیشہ اس سانوں فرمائی
جہاں دے دل عشق سماناں، روون کم اناہاں — وچھڑے روندے ملدے روندے روندے ٹردے راہاں

یہ دونوں فارسی کی حکایات ان ایام میں حضور اکثر رات کو پڑھا کرتے تھے۔

دنیا کی محبت سے بے توجّہی

حضور قبلہ عالمؒ کی ذات بابرکات کا ایک روشن پہلو دنیا اور اس کی محبت سے بے توجہی تھا آپ کو نہ تو دولت و دنیا جمع کرنے سے غرض تھی اور نہ ہی مال و متاع سے پیار تھا البتہ ضرورت اسباب کے لیے ہر وہ چیز خریدی اور بنائی جس کی اشد ضرورت تھی آپ نے عالی شان مسجد' مہمان خانے' لنگر خانے اور گھر کے لیے بہترین مکانات تعمیر کروائے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے کئی مرتبہ کار خریدی اور بیچی اور اکثر کار پر ہی سفر کرتے تھے۔ لیکن دنیا کی محبت کو ہرگز دِل میں جگہ نہ دی کسی چیز سے بھی دلی لگاؤ اور محبت نہ تھی سوائے اپنے یار کے۔

اکثر فرماتے ''دنیا کو دل سے نکال دے پھر میرے پاس آ'' جو بھی لنگر غوثیہ میں آتا سب کچھ درویشوں پر خرچ کر دیتے اور خود دنیا کی بے ثباتی کے سب سے بڑے مدرس رہے۔

اکثر یہ شعر پڑھا کرتے۔

نمی گویم کہ از عالم جدا باش — بہر کارے کہ باشی با خدا باش

آپ کی شادی پر آپ کو سسرال والوں کی طرف سے جو سامان ملا تھا وہ سارے کا سارا اونٹوں پر لدوا کر دھڑ شریف بھجوا دیا۔ جب یہ سامان دھڑ شریف پہنچا۔ تو کسی نے کہا کہ یہ کس دولہا کی بارات آ رہی ہے حضرت اعلیٰ دھڑ وی

نے فرمایا یہ پیر کرم حسین کی بارات ہے۔ پوچھا گیا انہوں نے سب ساماں لنگر میں دے دیا ہے فرمایا اس نے تو ہمارا مال بھی لے لیا ہے جب منگانی شریف ہجرت کی تو بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ آپ سائیکل پر بیٹھ کر آئے اور جیب میں صرف اڑھائی روپے تھے۔ بستر اور چارپائی تک ساتھ نہ لائے آپ کا سب کچھ لنگر غوثیہ کے لیے وقف تھا۔

محبّ اللہ فی الدنیا علیل ''

چودہ (14) برس کی عمر' گھر کے لاڈلے' اسکول کی جان' دوستوں کی شمع' ایسے میں قبلہ والد صاحب کی جدائی' وسیع حلقہ ارادت' سات معصوم بہن بھائیوں کا بوجھ' وطن سے دوری' اقارب سے محرومی' تعلیم سے خیر آبادی سب سے بڑھ کر حضرت خواجہ کی مسند ارشاد پر متمکن ہونا اتنا مشکل ترین کام تھا کہ اس عمر کے نوجوان کے لیے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونا ممکن نہیں لیکن مادرزاد ولی نے اپنے منور دل و دماغ پر مشکلات کا یہ پہاڑ یوں اٹھایا کہ ایک تنکا معلوم ہونے لگے اور چند ہی سالوں میں دربار عالیہ بلوآنہ شریف کی رونقیں اور ولایت کی روشنی کی کرنیں دیکھ کر اہل دل پکار اٹھے کہ جو شرف و عظمت اہل اللہ کو ہزاروں ریاضتوں کے بعد اور کئی سال کی جفاکشی کے بعد ملتا ہے وہ منازل پیر کرم حسینؒ نے بچپن ہی میں طے کر لیں۔

قلبی فراست اور صبرِ ولایت نے تمام بوجھ سہہ لیا لیکن کمزور و ناتواں جسم ان ذمہ داریوں کا پہاڑ برداشت نہ کر سکا۔ 1956ء عین ایام شباب میں آپ کو خون کی الٹی (قے) آئی جو کہ ٹی بی کی علامت تھی تمام حلقہ ارادت اور عزیز و اقارب کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے مشاغل' عبادات اور روحانی مصروفیات میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ اس مرض کے عین عروج پر ایک اور لاعلاج مرض دمہ بھی شروع ہو گیا۔ جس طرح ہر چیز حضور قبلہ عالمؒ کی گرویدہ تھی اس طرح ان بیماریوں کو بھی آپ سے اس قدر لگاؤ ہوا کہ زندگی بھر ساتھ نہ چھوڑا۔

حضور قبلہ عالمؒ نے ملک کے مشہور و معروف ہسپتالوں میں علاج کروایا نامور ڈاکٹروں سے چیک اپ کروایا مدتوں تک ادویات استعمال کیں لیکن امراض ختم نہ ہوئیں۔

ع: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کسی صاحب دل نے کیا خوب کہا ہے۔

محب اللہ فی الدنیا علیل ''	تطاول سقمہ فدواہ واہ
سقاہ من محبہ لکاسٍ	فاَرواہ المہمن اِذسقاء
فہام لحبہ بما الیہ	فلیس یرید محبوباً سواہ'
کذالک من ادعی شوقاً الیہ	یہیم صحبہ حتیٰ یُراہ

(اللہ تعالیٰ کا محب دنیا میں (ہمیشہ) بیمار رہتا ہے اس کی بیماری طویل ہوتی ہے اس کی دوا اس کی بیماری ہی ہے

وہ اس کی محبت میں حیران ہو کر اس کی طرف بڑھتا ہے اور وہ اس کے سوا کسی اور محبوب کو نہیں چاہتا۔ اس نے اپنی محبت کا پیالہ اس کو پلایا پس اس کو اِس کے نگہدار نے سیر لب کر دیا۔ ایسا ہی اس شخص کا حال ہے جو اس کا مُدعی ہے اور وہ اسی کی محبت میں سرگرداں پھرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دیدار ہو جائے)

آپ کے سلسلہ طریقت کے شیخِ اجل حضرت شیخ سری سقطی بھی عمر شریف کا بیشتر حصہ علیل رہے اور بائیس مرتبہ شفا خانوں میں داخل ہونا پڑا۔

حضور قبلہ عالمؒ سا ملی سینیٹوریم (کوہ مری) ایم۔ بی ٹیو۔ ٹی۔ بی ہسپتال (فیصل آباد) گلاب دیوی ہسپتال (لاہور) اور نشتر ہسپتال (ملتان) میں داخل رہے اور ڈاکٹر افتخار الملت' ڈاکٹر عبدالرشید' ڈاکٹر محمد سلیم اور ڈاکٹر ریاض حسین مگسی جیسے ماہر ڈاکٹروں کے پاس زیر علاج رہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کا جسم اطہر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ معلوم ہوتا تھا اور وزن صرف اکتیس (31) کلو تھا۔ تقریباً پینتیس (35) برس آپ نے بسترِ علالت پر گزارے۔ اس دوران مرض کی شدت کا یہ عالم رہا کہ رات بھر کبھی نیند نہ کی صرف چند لمحے بیٹھ کر تکیہ پر ٹیک لگائے آرام فرماتے تمام رات کھانسی جاری رہتی' سینہ اور جسم میں درد رہتا اکثر بخار بھی ہو جاتا لیکن اللہ کے فقیر نے دن کو مصروفیات' مشاغل اور مجالس میں ذرہ کمی نہ آنے دی۔ اتنی طویل علالت' رات بھر کی بے خوابی' شدید تکلیف اور کھانسی آپ کے اخلاق کریمانہ پر اثر نہ کر سکیں۔ صبح جب اللہ کے فقیر مجلس فرماتے تو چہرۂ انور یوں ہشاش بشاش اور پر مسرت ہوتا کہ بیماری کا ذرہ بھی گمان نہ ہوتا۔

اہلِ خرد صعوبتِ منزل سے ڈر گئے   اہلِ جنوں جنوں کے سہارے چلے گئے

مرضِ لا دوا۔ مریض باشفا

(حضور قبلہ عالم کے ایک طبیب کی یادداشتیں)   ڈاکٹر سلطان محمود سکنہ گوجرہ موڑ لکھتے ہیں۔

1971-72ء کا ذکر ہے بھائی غلام محمد ولد عمر حیات مجھے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں بلوآنہ شریف علاج معالجہ کیلئے لایا حضور نے تعارف پوچھا تو میں نے عرض کی جناب کے درویش میاں اللہ بخش کا نواسہ اور میاں احمد بخش کا بھانجا ہوں فرمایا کبھی کبھی آپ کو تکلیف دیا کروں گا میرا حال دیکھ جایا کرو۔ فقیروں کو دوائی وغیرہ کی حاجت تو نہیں ہوتی لیکن سنت رسول ﷺ سمجھ کر دوا کرنا ہوتا ہے لہٰذا میں نے ارادہ کیا ہے معمولی ڈاکٹر اور دوائی کا ہوتا رہنا بھی ضروری ہے۔ بھائی غلام محمد تو واپس چلا گیا لیکن میں رات کو دربار شریف پر آپ کے پاس رہا آپ کو کھانستے دیکھا، بخار ہوتے دیکھا، کھانسی میں خون ہوتا تھا، ٹیسٹ کیلئے عرض کی جھنگ سے کروانا ہونگے رات کو بہت ساری باتیں ہوئیں۔ حضور نے اپنی بیماری سے متعلق یہ بھی فرمایا کہ سلطان محمود! یہ جو بیماری مجھے ہے میرے والد صاحب قبلہ کو بھی یہی تکلیف ہوا کرتی تھی گویا یہ موروثی مرض تھا

اس زمانہ میں یعنی 72-1971ء میں آپکو بلغمی کھانسی، دمہ، تھوک خون آلودہ، بھوک کی کمی اور کمزوری کی علامات تھیں۔ بخار تھوڑا تھوڑا یعنی 102FH تا 103FH تک ہوا کرتا تھا بخار، کمزوری اور کھانسی کی حالت میں بھی آپ دربار شریف پر گھوما پھرا کرتے۔ تقریریں فرماتے اور مریدین کے ساتھ گھنٹوں گفتگو کرتے رہتے تبلیغی دوروں پر مریدین کی طرف سے جو بھی کھانا پیش ہوتا تناول فرمالیا کرتے کوئی خاص پرہیز نہ تھی۔

☆ میرا معمول بن گیا شام ہوتے ہی بلوآنہ شریف حاضر خدمت ہو جاتا رات وہیں حضور کی خدمت میں بسر کرتا صبح آپ مجھے اجازت فرماتے اور گھر موچیوالہ چلا جاتا۔ سارا دن گھر اپنے کاروبار میں مصروف رہتا لیکن شام ہوتے ہی دربار شریف حاضر ہو جاتا دینی مسائل کے بارے تفصیلاً باتیں ہوا کرتیں کچھ دیر بعد آپ کھانستے اور تھوڑی سی بلغم بمعہ خون کے تھوک دیتے۔ بابا خادم حسین اور بابا علی شیر دونوں درویش حاضر خدمت رہتے ایک بوڑھی مائی جسے سب اماں صاباں کہتے تھے اور وہ حضور کے والد ماجد کے زمانہ سے دربار شریف پر مقیم تھی وہ رات کوئی بار حضور کی چارپائی کے پاس آتی اور پوچھتی" سائیں کیا حال ہے" جواباً آپ فرماتے "میں ٹھیک ہوں تو جا کر سوجا اور آرام کر" وہ چلی جاتی جب آپ کھانستے تو بابا علی شیر یا خادم حسین فوراً حاضر ہو جاتے خونِ آلودہ تھوک پر تھوڑی سی مٹی ڈال دیتے جو اسی مقصد کیلئے چارپائی کے نزدیک پڑی رہتی۔ رات کھانسی والی مٹی صبح تک دو تین کلو ہو جایا کرتی بابا خادم حسین یا علی شیر اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتے۔ رات کو ہمیشہ آپ کی طبیعت کمزور ہوا کرتی دن کو آپ ہشاش بشاش سارا دن اپنے معمولات کے مطابق گزارتے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوتی۔ میں حیران ہوتا کہ یہ مردِ خدا شام ہوتے ہی اتنا کمزور و نحیف نظر آتا ہے جونہی صبح ہوتی خوش باش صحت مند بلکہ دوسروں سے اچھی صحت کے مالک معلوم ہوتے شام کو پھر اسی طرح بیمار۔ چارپائی۔ کھانسی۔ بخار اور نقاہت۔ شب و روز اسی طرح گزرتے رہے۔ بعد ازاں درویشوں کے اصرار پر حضور کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ جانا پڑا لیکن پہلے مجھ سے حضور نے اس بارے مشورہ لیا کیونکہ میرے ساتھ حضور نے وعدہ فرمایا تھا تمہارا علاج کروں گا اور تمہارے ہی مشورہ پر عمل کروں گا۔ چند ہفتے ہسپتال میں رہنے کے بعد واپس دربار شریف پر تشریف لائے

☆ درویشوں نے آپکو جھنگ ہسپتال نہ رہنے دیا اور میو ہسپتال لاہور داخل کرایا گیا پھر وہاں سے کوہ مری سید محمد حسین سامِلی سینی ٹوریم چلے گئے اور کافی عرصہ کے بعد واپس تشریف لائے ایک مرتبہ حضور نے فرمایا "ڈاکٹر کہتے ہیں پیر صاحب! آپ کو اب مرض نہیں رہا بلکہ زندگی بھر نہیں لگ سکتا۔ ہم آپ کا جوٹھا کھانے کو تیار ہیں۔ تو پھر مجھے کمزوری کیوں ہے؟ چونکہ کچھ عرصہ پھیپھڑوں میں مرض رہا ہے اس لئے پھیپھڑے نصف کام کرتے ہیں جسکی وجہ سے سانس میں تنگی اور کمزوری نیز دمہ کی کیفیت ہے۔"

میں کبھی دوائی کے بارے خود پر انحصار نہ کرتا تھا میرا رابطہ ٹی بی ہسپتال کے بہت بڑے تجربہ کار ڈاکٹر سید سعید صاحب سے رہتا تھا انہی سے ٹیسٹ کرواتا اور انہی کے مشورہ سے دوائی لیا کرتا۔ کبھی کبھار دوسرے بڑے ڈاکٹروں سے

بھی مشورہ لیتا۔ ڈاکٹروں کو دربار شریف پر لاتا حضور کی طبیعت دکھاتا اور علاج کیلئے ہدایات لیتا۔ اکثر ڈاکٹر صاحبان حضور کی جسمانی کیفیت دیکھ کر ضرور حیران ہوتے اسی دوران آپ منگانی شریف ہجرت کر آئے۔ ابتدائی کچے مکانات شیشم کا ایک تن آور درخت جس کے نیچے عموماً تشریف فرما ہوتے اسی درخت کے نیچے میں نے آپ کو کئی دفعہ ڈرپ لگائی۔ منگانی شریف ہجرت کے بعد میرا رات کا رہنا ختم ہو گیا اور کبھی کبھی دن کو حاضری دیتا۔

☆ ایک مرتبہ منگانی شریف حاضر خدمت ہوا حضور نے مجھے اور حاجی احمد بخش صاحب کو فرمایا دونوں مل کر جھنگ چلے جاؤ کوئی چھوٹا موٹا ڈاکٹر لے آؤ۔ کم فیس دینا کوئی بڑا ڈاکٹر نہ لانا ہم دونوں روانہ ہوئے راستہ میں حاجی صاحب نے مجھے کہا جھنگ میں جو ڈاکٹر سب سے بڑا اور مہنگا ہو گا اسے لائیں گے بتاؤ کون سا ہے؟ میں نے کہا وہ ڈاکٹر احسان صاحب ریٹائرڈ ایم ایس ہے ضلع جھنگ میں اس سے اچھا اور تجربہ کار ڈاکٹر موجود نہیں اس کے پاس پہنچے اس نے کہا بارہ بجے آؤں گا کسی اچھی سی کار کا بندوبست کرو اور پانچ سو روپیہ فیس لوں گا اس زمانہ میں پانچ سو روپیہ بھی آج کے کئی ہزاروں کے برابر تھا بارہ بجے کار لیکر آئے ڈاکٹر صاحب چل پڑے اڈا شبیر آباد کے راستے منگانی شریف آنا تھا راستہ میں کار خراب ہو گئی اتنے میں جھنگ جانے والی ایک بس ہمارے پاس آ کر رکی۔ ہم نے بس کو نہ رکنے کے سو اشارے کئے لیکن وہ رک گئی ادھر کار بھی سٹارٹ ہو گئی ڈاکٹر صاحب کار میں بیٹھے اور چل پڑے کچھ فرلانگ کے بعد کار پھر رک گئی اب ڈاکٹر صاحب نے کہا میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا اور بس کے ذریعہ جھنگ چلا آیا ہم دوبارہ اسکے پاس گئے اور کہا فیس دوگنی لے لیں کسی کرائے کی یا نجی کار کا نمبر دے دیں ہم وہی لائیں گے بے شک آپ ہمارے ساتھ شام پانچ بجے ہی چلے جائیں فیس بھی ڈبل دیں گے لیکن وہ نہ مانا آخر مایوس ہو کر باہر نکلے گوجرہ روڈ سول ہسپتال کے سامنے ڈاکٹر میاں ممتاز سلیانہ سے ملاقات ہوئی مدعا عرض کیا وہ ساتھ چل پڑے ایک جیپ کرایہ پر لی اور منگانی شریف حاضر خدمت ہوئے ڈاکٹر صاحب نے ایک انجکشن امینوفائی لین (Aminophylin) لگایا آپ کی طبیعت اسی وقت ٹھیک ہو گئی واپسی پر ڈاکٹر صاحب کو سو روپے فیس پیش کی لیکن انہوں نے صرف 50 روپے اٹھائے اور باقی واپس کر دیئے اس وقت ہم دونوں پر عیاں ہوا کہ پیر کامل جو کچھ کہتا یا حکم دیتا ہے اسے من و عن کرانے کا ملکہ بھی شیخ کامل میں موجود ہوتا ہے۔

☆ دربار شریف پر اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو کئی مرتبہ حضور مجھے امامت کا حکم فرماتے اور خود میری اقتداء میں نماز ادا فرماتے۔ ایک مرتبہ دربار شریف پر حاضری ہوئی ظہر کی اذان ہو رہی تھی نماز کا حکم ہوا وضو کر کے مسجد میں آیا تو حضور پہلے سے موجود تھے فرمانے لگے آج تم امامت نہیں کراؤ گے میرا دماغ چکرا گیا دل میں مختلف خیالات آنے لگے بڑی مشکل سے نماز ایک درویش کی اقتداء میں پڑھی۔ نماز کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے آپ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب آج تمہیں پتہ ہے امامت سے کیوں روکا ہے؟ عرض کی حضور ہی ارشاد فرمائیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی فرمایا رنڈوے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی دیکھتے نہیں ہو تمہارے اوپر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے گو میرے دل کی یہی کیفیت تھی لیکن میں نے خاموشی میں عافیت سمجھی۔

☆ میری عادت تھی جب کوئی قابل ڈاکٹر آتا یا سنتا تو ضرور اس سے آپ کی صحت اور طبیعت چیک کراتا الائیڈ ہسپتال سے ڈاکٹر محمد رفیق صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے میں انہیں حضور کی طبیعت چیک کروانے کیلئے دربار شریف پر لایا انہوں نے خوب چیک اپ کیا زبانی علامات و تکالیف سنیں علاج جو کچھ ہو رہا تھا دکھایا آدھا گھنٹہ بعد واپس ہوئے میں نے راستہ میں پوچھا آپ کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟ کہنے لگا کتنا عرصہ ہو گیا بیمار ہوئے۔ میں نے کہا پندرہ بیس سال۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے اب دو تین ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے فوت ہو جائیں گے میں نے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا؟ کہنے لگے میرا تجربہ بتاتا ہے۔ عرصہ ایک سال بعد ڈاکٹر صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو جاتے ہی مجھ سے دریافت کیا آپ کے مریض کا کیا بنا؟ میں نے کہا زندہ حیات ہیں اور اسی طرح چارپائی پر بیٹھے ہیں کہنے لگے یہ نہیں ہو سکتا پھر مجھے دکھاؤ میں انہیں موٹر سائیکل پر حضور کی خدمت میں لایا انہوں نے دوبارہ چیک کیا بڑی تشویش کا اظہار کیا اور حیران پریشان معلوم ہوئے اجازت لی جب دربار شریف سے باہر نکلے تو مجھے کہنے لگے تم یہیں ٹھہرو میں ایک بات بھول گیا ہوں ابھی آتا ہوں میں ان کے کہنے پر کھڑا نہ رہا اور چپکے سے پیچھے چلا آیا کہ دیکھوں کیا کرتا ہے۔ وہ آتے ہی حضور کے قدموں سے لپٹ گیا اور کافی دیر لپٹا رہا میں یہ دیکھ کر بہت ہنسا کہ کیسا ڈاکٹر ہے پہلے تو بہت باتیں کرتا تھا اور اب اس طرح پاؤں سے لپٹا ہوا ہے جیسے صادق الیقین مرید ہو۔ میں نے راستہ میں پوچھا ڈاکٹر صاحب یہ کیا کر رہے تھے؟ وہ کہنے لگا ''واقعی اس شخص میں کوئی غیر مرئی ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے یہ زندہ ہے ورنہ اس کے پھیپھڑے تو کبھی کے گل سڑ چکے ہیں جو زندگی کیلئے ناکافی ہیں یہ اب تک ٹھیک ٹھاک بیٹھا ہے سوائے کرامت کے اور کچھ نہیں'' سبحان اللہ

غرباء سے محبت اور امراء سے بے رغبتی

حضور قبلہ عالمؒ غریب لوگوں پر بے حد مہربان تھے۔ جب کوئی غریب شخص حاضر خدمت ہوتا تو اس کے ساتھ بے حد محبت و شفقت سے پیش آتے۔ اس کی لاچاری اور بے بسی پر چہرۂ مبارک پر رنج و غم کا احساس نمایاں ہوتا۔ حضور اس کی ہر طرح سے خدمت کرتے اور انہیں تسلی و تشفی دیتے۔ اگر کوئی غریب شخص بیعت ہونے کے لیے عرض کرتا تو ایک لمحہ کے لیے بھی نہ ہچکچاتے فوراً بیعت کر لیتے لیکن امیرزادوں کے ساتھ حضور قبلہ عالمؒ کا رویہ عجیب بے رغبتی کا ہوتا۔ اگرچہ انہیں کرسی یا چارپائی پر بٹھاتے لیکن صرف مطلب کی باتیں کرتے اور ان کی باتوں پر فقط ہاں' ہوں سے اکتفا کرتے اور کوشش کرتے کہ اسے جلد فارغ کر دیا جائے۔

اگر کوئی امیر شخص مرید ہونے آتا تو فرماتے ہمارے باپ دادا پیری مریدی کرتے تھے ہم نے یہ کام چھوڑ دیا ہے میاں! میں تو خود بیمار ہوں ہر وقت بستر علالت پر پڑا رہتا ہوں دوسروں کو کیسے مرید کر سکتا ہوں۔ تم فلاں پیر کے پاس چلے جاؤ وہ بڑا کامل ولی اللہ ہے اس کے مرید ہو جاؤ کبھی کبھار ان مشائخ کے نام رقعہ بھی کر دیتے۔ ایک دفعہ رشید قوال فیصل آباد

سے ایک سیٹھ صاحب کو بیعت کروانے لے آیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ہم نے پیری مریدی چھوڑ دی ہے۔ اُسے اصرار کے باوجود مرید نہ کیا۔ جب بھی کوئی غریب مُرید دعوت دیتا تو ضرور قبول کرتے البتہ امیر مریدوں کی دعوت بڑے اصرار کے بعد قبول فرماتے اور ان کے گھروں میں کم وقت رہتے۔ خلیفہ میاں غلام رسول مستری کے عرس پر تشریف لے گئے کچھ پیر بھائیوں نے دعوتیں کیں ایک مائی حاضر خدمت ہوئی عرض کی حضور میری دعوت بھی قبول فرمائیں۔ اور میرے گھر میں قدم مبارک رکھیں۔ حضور قبلہ عالمؒ نے پوچھا تمہارے گھر کو سڑک جاتی ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کسی طریقہ سے کار جا سکتی ہے۔ عرض کیا نہیں فرمایا بیٹی میں مریض آدمی ہوں چل پھر نہیں سکتا۔ دو قدم بھی چلنا محال ہے۔ اس لیے تیرے گھر نہیں آسکتا۔ مائی رونے لگ گئی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے وہاں پر بیٹھے ہوئے مریدین سے پوچھا اس کے گھر کیسے جایا جا سکتا ہے۔ عرض کیا حضور اس کا گھر ڈیرہ پر ہے کھیتوں میں پانی کے نکاسی والے نالے ہیں۔ دو مربعے پیدل سفر ہے فرمایا مائی اب بتاؤ ہم کیسے جائیں تمہارے گھر جانا تو ناممکن ہے۔ مائی اور زیادہ رونے لگی حضور غریب نواز کی شفقت جوش میں آئی فرمایا۔ جاؤ جا کر انتظام کرو ہم تمہارے گھر آئیں گے مریدین کو فرمایا مجھے پلنگ پر اٹھا کر مائی کے گھر لے جاؤ۔ میں اس غریب کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ حضور قبلہ عالمؒ کو عقیدت مندوں نے دو مربعے سفر پلنگ پر اٹھا کر طے کیا اور اس مائی کے گھر لے گئے۔

غریب لوگوں کی عزت نفس کا بھی خیال رکھتے اور انہیں اتنا پیار دیتے کہ بیسیوں لوگ مہینوں دربار شریف پر ٹھہرے رہتے۔ حضور قبلہ عالمؒ غرباء کی بچیوں کی شادی پر انہیں خصوصی امداد دیتے اور ان کے بچوں کی تعلیم کا خیال رکھتے اور غریب لوگوں کے بچوں کے روزگار کا فکر رکھتے ہوئے سفارشیں کرتے۔ اپنے پاس سے کئی عورتوں کو سلائی کی مشین لے کر دیتے۔ ہمیں آپ کے وصال کے بعد پتہ چلا کہ آپ کئی لوگوں کی کفالت کیا کرتے تھے۔

الٰہی تا بہ ابد آستانِ یار رہے یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

غرباء کے بچوں اور بچیوں کے خود نام رکھتے انہیں فرماتے یہ ہمارا بیٹا اور یہ ہماری بیٹی ہے۔ انہیں بڑی محبت سے دُعائیں دیتے۔

علاقے کا کوئی بڑا جاگیردار یا ممبر اسمبلی آتا تو اس کے ساتھ بڑے وقار کے ساتھ بات کرتے اور ہمیشہ غرباء کے حقوق اور ترقیاتی کاموں پر ان کی سرزنش کرتے۔ بڑے بڑے جاگیردار اور ممبران اسمبلی آپ کی جلالت کے سامنے سرنگوں ہو کر بیٹھے رہتے اور پاؤں پکڑ کر دُعا کرواتے۔

دوستی اور دشمنی کا معیار

عام لوگوں کی زندگیوں میں محبت کا محور اپنی ذات ہوتی ہے اس لیے وہ ہر وقت اپنی ذات کے نفع، نقصان کی

فکر میں سرگرداں رہتے ہیں اوران کی دوستی اور دشمنی کا معیار بھی ذاتی نفع ونقصان کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔جو کوئی اُن کی ذات سے محبت کرے اور جس سے بھی ذاتی بھلائی کی اُمید ہو۔انسان اُس سے محبت کرتا ہے۔جس سے مالی وجانی خطرہ لاحق ہو اس سے نفرت ودشمنی کرتا ہے۔لیکن صوفیاء کرام کی دوستی اور دشمنی کا معیار ذات ونفس نہیں ہوتا بلکہ نفس تو ان کا سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے اور ساری زندگی نفس کے ساتھ جہاد میں صرف کرتے ہیں۔ان کی دوستی اور دشمنی کا معیار الحب للہ والبغض للہ۔محبت بھی اللہ کے لیے اور بغض بھی اللہ کے لیے ہوتا ہے۔حضور قبلہ عالمؒ کی کسی شخص سے ذاتی رنش ونفرت اور دشمنی نہ تھی آپ کی ذات کو جس نے جتنا بھی نقصان پہنچایا اسے دشمن ہرگز تصور نہ کیا بلکہ حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ جو جتنا زیادہ بغض رکھتا آپ اس کے ساتھ دوسروں سے زیادہ محبت واخلاق کے ساتھ پیش آتے۔

پیر شفیع حسین بیان کرتے ہیں ایک آدمی (جس کا نام ظاہر نہیں کر رہا) جب بھی حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں آتا آپ اس کے ساتھ بے حد محبت وشفقت کے ساتھ پیش آتے۔اس کی عزت کرتے اور بہت خاطر تواضع کرتے۔ایک دِن اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا تمام گاؤں میں یہ آدمی مجھ سے سب سے زیادہ بغض اور دشمنی رکھتا تھا لیکن میرے حسنِ سلوک کے باعث اب یہ میرا سب سے بڑا محبّ ہے۔

آپ کے حسن اخلاق اور کریمانہ برتاؤ کے باعث دشمن بھی آپ کے محب بن جاتے۔لیکن کسی کے لیے آپ اپنے دِل میں کینہ اور بغض ونفرت نہ رکھتے تھے بھائیوں کے ساتھ اختلافات رہے لیکن جب بھی انہیں کوئی صدمہ پہنچا حضور بے حد پریشان رہتے اور جب تک ان کی وہ تکلیف دور نہ ہوتی حضور کو اطمینان نہ ہوتا۔

اگر کسی شخص کے بارے میں سنتے کہ فلاں شخص نے کسی اللہ کے ولی اور حضور اکرم ﷺ کے متعلق گستاخی کی ہے تو آپ کے چہرے کا رنگ غصّے سے سرخ ہو جاتا۔اور اس قدر اس سے نفرت کا اظہار کرتے کہ لگتا کہ ابھی فقیر اس کے ساتھ لڑائی کرنے جا رہا ہے۔اور پھر جب بھی اس کا ذکر کرتے انتہائی نفرت کے ساتھ کرتے۔اور جس شخص کی زبانی اللہ کے محبوب ﷺ کی اور اولیاء کرام کی کوئی انوکھی تعریف سنتے تو اس شخص کو اپنا محبوب بنا لیتے اس کا ذکر اور اسکی بات کا ذکر بار بار کرتے۔اسے دعائیں دیتے۔جس کتاب میں سرکار دو عالم ﷺ کے کمالات پڑھتے اس کتاب کے مصنف سے محبت رکھتے۔مولانا رومیؒ اور علامہ اقبال کا نام سنتے ہی وجد میں آ جاتے اور ان کے محبت بھرے اشعار گھنٹوں پڑھتے رہتے علامہ اقبالؒ مولانا رومی اور حافظ شیرازی سے بے حد محبت رکھتے تھے۔مولانا رومیؒ کو چچا رومیؒ اور علامہ اقبال کو قلندر لاہوری کے نام سے یاد فرماتے۔مولانا احمد سعید شاہ کاظمی سے خاص محبت والفت تھی۔فرماتے کہ شاہ صاحب سچے عاشق رسول ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کو کئی القاب کے ساتھ پکارتے اور انہیں علمائے اہل سنت کا سب سے بڑا محسن تصور کرتے۔غرض فقیر کی اگر کسی کے ساتھ دوستی تھی تو وہ بھی اللہ کے لیے اور اگر کسی سے دشمنی ونفرت تھی تو وہ بھی محض اللہ کے لیے۔

اخفائے حال

اولیاء کرام اپنا مرتبہ فضیلت اور مقام ہمیشہ لوگوں کی نظر سے اخفار کھتے ہیں۔ خود کو پردے میں رکھ کر یار کا جلوہ عیاں کرتے ہیں اور جب یہ حق تعالیٰ کے اسرار کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کی زبان پر سکوت کی مہر لگ جاتی ہے۔ اور اپنا حال لوگوں سے اس لیے پوشیدہ رکھتے ہیں تاکہ مخلوق کی توجہ کا مرکز بن کر کہیں ان مشاہدات زیارات اور معرفت کی بلندیوں سے محروم نہ ہو جائیں۔ اور کبھی ان کے احوال اگر کسی کرامت یا حسنِ خُلق کے باعث لوگوں پر ظاہر ہو بھی جائیں تو فوراً اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ چالیس برس کی مسافت طے کر کے جب مکہ پہنچے تو حرم کے بزرگ آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے اپنے آپ کو چھپانے کے لیے قافلہ سے جدا کر لیا اور جب اہل حرم کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پوچھا ابراہیم بن ادھم کتنی دور ہیں فرمایا کیوں؟ انہوں نے کہا ہم اہل حرم ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہیں اور ان سے نیاز حاصل کرنے آئے ہیں۔ فرمایا وہ تو ایک ملحد اور دہریہ ہے۔ اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو۔ یہ سنتے ہی خدام میں سے ایک نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ ملحد اور دہریہ تو خود ہے۔ فرمایا یہی تو میں کہہ رہا ہوں جب لوگ آگے بڑھ گئے تو اپنے نفس سے فرمایا اپنے کرتوت کی سزا بھگت لی۔ خدا کا شکر ہے کہ اہل حرم کے استقبال کرنے کی تیری خواہش پوری نہ ہو سکی۔

حضور قبلہ عالمؒ بھی ان صوفیا میں سے تھے جنہوں نے ساری زندگی اپنا حال اور مقام لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ ساری زندگی اپنے متعلق کوئی بات نہ کی۔ کبھی یہ بھی نہیں فرمایا کہ فلاں شخص کو ہماری دعا ہے یا یہ کام ہماری دُعا و کرامت سے ہوا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مرید آپ کی کسی دُعا اور کرامت کا ذکر کرتا یا تو سنی ان سُنی کر دیتے یا پھر فرماتے میاں اس وقت ہم فقیر تھے اب نہیں ہیں۔ ہمیشہ اولیاء اکرام کی کرامات اور حکایات بیان کرتے لیکن کبھی کسی کرامت کو اپنی ذات سے منسوب نہ کیا حالانکہ سینکڑوں کرامات کا ظہور آپ کے وجود اقدس سے ہوا۔ اور کبھی کبھی تو ایک ہی دن میں کئی کئی کرامات ظاہر ہوتیں۔

لوگوں کے سامنے ہمیشہ اپنے آپ کو کم تر ظاہر کرتے اکثر درویشوں سے فرماتے۔ میرے لیے دعا کرنا۔ میاں محمد مبارک صاحب کی میانوالی سے بارات آئی تو کسی نے عرض کیا لالہ رفیق بڑا نمازی آدمی ہے حضور خوش ہوئے اور پاس بلا کر فرمایا لالہ میرے لیے بھی دعا کیا کرو ایک دن فرمایا لالہ میں بیمار آدمی ہوں زیادہ نمازیں نہیں پڑھ سکتا مجھے کوئی آسان سا وظیفہ بتاؤ کہ میں دن رات کرتا رہوں۔ اللہ اللہ کہاں آفتاب کہاں ذرہ بے مایۂ کہاں آقا اور کہاں غلام۔ ایک دن محفل میں تصورِ شیخ کا ذکر ہوا تو اکثر درویشوں نے عرض کی جناب! تصورِ شیخ بڑا مشکل ہے ہزار کوششوں کے باوجود پختہ نہیں ہوتا۔ فرمایا میرا بھی یہی حال تھا ایک دن میں نے اپنے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا میری طرف

دیکھو پھر کیا تھا حضور نے توجہ فرمائی تو مجھے کچھ ہوش نہ رہا کافی دیر کے بعد جب ہوش آیا دیکھا تو میں حضور کی گود میں ہوں۔ پھر مجھے تصورِ شیخ پکانے کی ضرورت نہ رہی۔ بس ادھر آنکھ بند کرتا ہوں ادھر جمالِ یار سامنے جلوہ گر ہے لوگوں نے حیرت سے واہ واہ کی تو فوراً بولے یہ میرے شیخ کی عطا تھی ورنہ میرا حال تو یہ تھا کہ میرا وضو بھی نہ تھا فوراً عجز و انکساری کا اظہار فرمادیا۔ محفل برخاست ہوئی تو ڈاکٹر علی محمد سندھی جو حضور کے راز دان احباب میں سے ہیں کہنے لگے بھلا کس نے جناب سے پوچھا ہے کہ وضو تھا یا نہیں بس ہمیں بھلانے کے لیے کسرِ نفسی سے کام لے رہے ہیں کہ کہیں میرا حال ظاہر نہ ہو جائے۔ گویا نعمت کا اظہار کسی صورت ہو بھی گیا تو ہاتھ سے کسرِ نفسی کا دامن جانے نہیں دیا۔

حضور قبلہ عالمؒ اپنے متعلق شاذ و نادر ہی کچھ فرماتے۔ عام طور پر دیگر اولیاء اللہ کی کرامات و حکایات ہی بیان کرتے رہتے۔ اگر درویش آپ کی کوئی کرامت آپ کے سامنے بیان کرتے تو ایسا محسوس ہوتا جیسے حضور نے یہ بات سُنی ہی نہیں۔ ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک شخص نے عرض کی کہ حضور نے ہم سے ناراض ہو کر یہ بات فرمائی تھی آخر وہ اسی طرح ہو کر رہی۔ اب معافی کا خواستگار ہوں۔ فرمایا اس وقت شاید ہم فقیر تھے لیکن اب نہیں ہیں۔ ہم کون ہوتے ہیں کسی سے کچھ کہنے والے اور ہماری دعاؤں میں کیا اثر ہے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو کمتر تصور کرتے اکثر درویشوں سے ارشاد ہوتا تم میرے لیے دعا کرنا میں تمہارے لیے دُعا کروں گا۔

مشائخ کی وضع قطع والا کبھی لباس زیبِ تن نہ فرماتے بلکہ سادہ کپڑے اور چار کونوں والی ٹوپی پہنا کرتے۔ تمام زندگی کبھی کسی جلسہ میٹنگ یا اجتماع کی صدارت نہ کی اور ساری عمر عرس مبارک کے اشتہار بھی نہ چھپوائے۔ جس کسی کو خط لکھتے تو اپنے نام کے ساتھ پیر بھی نہ لکھتے۔ بلکہ صرف فقیر محمد کرم حسین تحریر فرمایا کرتے۔ حضور قبلہ عالمؒ کے زمانہ حیات میں کسی حاضر باش خدمت گار کو آپ سے متعلق کچھ لکھنے کی اجازت نہ تھی۔

مانعِ تحصیلِ شہرت ذوقِ گمنامی ہوا میں وہ عاشق ہوں کہ جس کی داستان کوئی نہیں

شعر و شاعری سے شغف تھا۔ تمام بڑے صوفی شعراء کا کلام از بر تھا اور خود بھی کلام لکھا لیکن شہرت کے اندیشے کے باعث ضائع کر دیا۔ بچپن سے ہی کتابوں سے خاص لگاؤ تھا۔ سفر و حضر میں مطالعہ جاری رکھا اور ہر کتاب بڑی توجہ اور تفکر سے پڑھی۔ خود کتاب لکھنے کا سوچا ایک مسودہ لکھا اور اپنے مرشد کامل کو دکھایا۔ انہوں نے فرمایا اس سے تشہیر کا پہلو نکلتا ہے اسے ضائع کردو صادق الیقین مرید نے سارا مسودہ کنوئیں میں ڈال دیا اور پھر تا دمِ وصال کوئی کتاب نہ چھپوائی۔ حالانکہ آپ کو علم و معرفت میں کمال مقام حاصل تھا اور آپ کے ارشادات آج بھی عارفوں کے لیے مینارِ نور ہیں لیکن طُرفہ تماشہ یہ ہے کہ جس ہستی نے زندگی بھر ایک کتاب بھی نہ لکھی اب اس کی زندگی پر کئی کتابیں لکھی جا رہی ہیں اور بیسیوں لوگ تحقیق و تحریر میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ یہ کام تا ابد جاری و ساری رہے گا بقولِ شاعر

مٹے کچھ ایسے کہ مِٹ مِٹ کے بے نشان ہوئے مگر یہ مِٹنا ہمارا نشانِ یار رہا

حضور قبلہ عالمؒ کے رؤیائے صادقہ

رؤیائے صادقہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃَ مِن سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّۃَ (رواہ البخاری ومسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء رویائے صادقہ کی صورت میں ہوئی۔ رسول معظمؐ رات کے اندھیرے میں جو خواب دیکھتے وہ دن کے اجالے میں حقیقت کا روپ دھارتا میرے آقا حضور سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃ'' (رواہ البخاری عن ابو ہریرہؓ)

بشارتوں کے سوا نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ نے دریافت کیا کہ بشارتوں سے کیا مراد ہے آپؐ نے فرمایا ''سچا خواب''

حضور قبلہ عالمؒ اخفائے حال پر تمام زندگی کاربند رہے۔ اسلئے آپ خواب بھی بہت کم بیان فرماتے۔ البتہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی نصف صدی پر محیط حیات مبارکہ میں کم وبیش سات خواب بیان فرمائے۔ اگر کوئی حضور سے اپنا خواب بیان کرتا تو کمال کی تعبیر فرماتے۔

میں نے جب آپکی حیات طیبہ پر کام شروع کیا اور آپ کی زندگی کے ہر پہلو پر معلومات اکٹھی کرنا شروع کیں تو میں نے حضور کے رؤیا کے متعلق بھی ہر ایک خلیفہ اور اقرباء سے پوچھا لیکن مجھے حضور کے صرف سات خواب ملے۔ جن کا حضور نے فقط ہم گھر والوں اور ہمہ وقت حاضر خدمت رہنے والے احباب کے سامنے ذکر کیا اور وہ کسی خاص مصلحت کی خاطر ورنہ حضور اپنے احوال کا اظہار ہرگز پسند نہ فرماتے۔

حضور قبلہ عالم اور تعبیر الرّؤیا

خواب ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے آئندہ کے حالات منکشف ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایسی فطرت ودیعت فرمائی ہے کہ عالم رویاء میں حسب استعداد اس سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ مخبر صادق ﷺ نے سچے خوابوں کو بشارت سے تعبیر فرمایا ہے۔

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں 1- حدیث نفس (دلی خیالات کا انعکاس) 2- تخویف شیطان 3- بشارت خداوندی

1- ''حدیث نفس'' وہ خواب ہوتے ہیں کہ جن کاموں اور خیالات میں انسان دن بھر مگن رہتا ہے وہ خیالات خواب کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں ایسے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے۔

2- ''تخویف شیطان'' ایسے خواب ہوتے ہیں جو کہ شیطان کی طرف سے القا ہوتے ہیں۔ ایسے خوابوں کے بارے میں حکم ہے کہ جونہی آنکھ کھلے بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور شیطان سے پناہ مانگے، کروٹ بدل لے اور ایسے خواب بیان نہ کرے۔

3- ''مبشرات خداوندی'' بشارت وہ سچا خواب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کیلئے خوش خبری ہوتا ہے۔ تا کہ مومن کیلئے مزید شکر و امتنان کا باعث ہو۔

علمائے کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکلِ حلال اور صدقِ مقال کا سچے خوابوں میں بڑا دخل ہے۔ اگر انسان سچ بولے اور حلال روزی کھائے تو اس کے خواب بھی بشارت ہوتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سب سے زیادہ راست گو ہے اس کا خواب بھی سب سے زیادہ سچا ہے۔

خواب دیکھنا ہر انسان کی فطرت و جبلت میں شامل ہے لیکن خواب کی تعبیر بیان کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و انعام ہوتا ہے وہ خواب کی تعبیر بیان کرتے ہیں قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر سکھائی اور حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ کرام سے خواب پوچھتے اور تعبیر فرماتے۔ گویا تعبیر خواب ایک ایسا علم ہے جو کہ خاص لوگوں کو ودیعت کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تُحدِّث رؤیاکِ اِلّا حبیباً او لبیباً (رواہ الترمذی) وفی روایۃ ابی داؤد

لا تقصہا الّا علیٰ وادٍ او ذی رای

''اپنا خواب دوست یا عالم کے سوا کسی سے نہ کہو'' اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ابوداؤد کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اپنا خواب کسی دوست یا ذی رائے کے سوا کسی سے نہ کہو'' اور یہ بھی فرمایا

الرّو یا علیٰ رجلِ طائرٍ عالم یحدث بہا فاذا حدّث بہا وقعتْ (رواہ الترمذی)

جب تک خواب بیان نہ کیا جائے اس وقت تک پرندہ کے پاؤں پر لٹکا رہتا ہے اور جب بیان کر دیا جائے تو اسی طرح واقع ہو جاتا ہے۔

تعبیر خواب بالکل خواب کیطرح نہیں ہوتی۔ بعض اوقات جو کچھ خواب میں دیکھا جاتا ہے تعبیر اس کی الٹ ہوتی ہے جیسا کہ اگر کسی کو خواب میں مرا ہوا دیکھا جائے تو یہ تعبیر کی جاتی ہے کہ اس کی زندگی طویل ہے۔

حضرت امام اعظمؒ ابوحنیفہ نے خواب دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی مزار اقدس کھول کر استخوان مبارک اپنے سینہ سے لگا رہے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر آپ پر سخت گھبراہٹ طاری ہوئی اور بڑے پریشان ہوئے، لیکن جب اس کی تعبیر امام ابن

سیرینؒ سے پوچھی تو انہوں نے فرمایا" اس خواب کا دیکھنے والا حضور ﷺ کی احادیث اور سنتوں کو دنیا میں پھیلا دے گا اور ان سے ایسے مسائل بیان کریگا جن کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا"۔

حضور قبلہ عالم کو بھی اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا علم بطور خاص عطا فرمایا تھا۔ آپ کے سامنے لوگ اپنے خواب بیان کرتے کبھی کبھی آپ بالکل خاموش رہتے لیکن بعض اہل علم اور پرہیز گار لوگوں کے خوابوں کی کمال تعبیر بیان فرماتے بطور نمونہ چند خوابوں کی تعبیر جو میرے علم میں ہے درج کرتا ہوں۔

☆ ڈاکٹر سلطان محمود سکنہ اڈا گوجرہ موڑ بیان کرتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ قبرستان کی طرف سے کچی سڑک پر چلتے ہوئے دربار منگانی شریف کی طرف آرہے ہیں کچھ پیر بھائی بھی آپ کے ساتھ ہیں آپ نے جو لباس پہنا ہوا ہے اس سے آپ کا ستر مبارک تو کامل ڈھکا ہوا ہے لیکن پھر بھی مجھے احساس ہوتا ہے کہ آپ کے قد و قامت کے لحاظ سے ناکافی ہے۔ مجھے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک ولی کامل کو ملنے جا رہے ہیں جب دربار منگانی شریف چار دیواری کے نزدیک پہنچے تو میں نے دیکھا شمالی سڑک کے کنارے کھال کے اوپر چار پائیاں شمالاً جنوباً پڑی ہیں اور بے شمار درختوں کے سایہ میں لوگ سو رہے ہیں ان میں ایک چار پائی پر حضور قبلہ عالم منگانویؒ بھی آرام فرما ہیں آپ کے جسم مبارک پر کوئی لباس نہیں ہے لیکن آپ کے ستر بالکل نظر نہیں آرہے بلکہ نور سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ حضور پیر سیالؒ نے جب یہ دیکھا کہ آپ آرام فرما ہیں تو واپس ہونے لگے ابھی واپسی کا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ حضور قبلہ عالم نے آواز دی" تشریف لائیے" حضور پیر سیالؒ آئے صرف السلام علیکم کہا اور منگانی شریف گاؤں کی طرف چل دیئے۔

یہ خواب میں نے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے اس کی مختصراً تعبیر کچھ یوں بیان فرمائی۔" اس خواب میں پیر سیال کا مسلک چشتیہ انکے لباس سے نظر آتا ہے اور ہمارا مسلک قادریہ ہمارے لباس سے عیاں ہے۔ تم نے جو ہمارا لباس دیکھا ہے وہ ہمارا مسلک ہے۔ اور یہ سچا خواب ہے۔ نیز اصحاب طریقت ایک دوسرے کو اتنا ہی ملا کرتے ہیں۔ سلام۔ السلام علیکم۔ جواب وعلیکم السلام۔ اور بس ملاقات ہوگئی۔ باقی تمام حالات سے وہ پہلے ہی باخبر ہوتے ہیں"

☆ جناب مبارک علی نثار نے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں سعودی عرب سے خط لکھا اور اپنا خواب تحریر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ایک جلاد مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اس نے میرے تین اعضاء کاٹ دیئے لیکن جسم کے دو اعضاء دیوار پھلانگ کر بھاگ گئے پھر میں نے دیکھا ایک صورت جو میری ہم شکل ہے چار پائی پر دراز ہے اور بالکل سلامت ہے۔ حضور قبلہ عالم نے خط کے جواب میں خواب کی تعبیر کچھ اس طرح تحریر فرمائی" جلاد تیرا نفس ہے تیرے تین اعضاء دنیا کی چار دیواری میں محبوس ہو کر نفس کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ دو اعضاء دنیا کی دیوار کو پھلانگ کر دنیا اور نفس کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچ گئے۔ جو شکل تو نے اپنی چار پائی پر دیکھی ہے وہ تیرا قلب یعنی ایمان ہے جو زندہ و سلامت ہے اور انشاء اللہ زندہ و سلامت

رہے گا۔ اور نفس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا لیکن قوت مدرکہ، قوت شامہ، قوت لامہ (یعنی پکڑنے کی قوت، سونگھنے کی قوت اور سننے کی قوت) نفس کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں قوت باصرہ اور قوت ناطقہ (یعنی دیکھنے کی قوت اور بولنے کی قوت) ابھی تک سلامت ہیں اب جب اس کے الٹ خواب آئے گا تو حالت اچھی ہو جائے گی"

☆ پیر سخی حسین صاحب بیان کرتے ہیں ایک رات میں نے بہت ڈراؤنا خواب دیکھا صبح بڑا پریشان تھا دل چاہتا تھا کہ حضور سے بیان کروں لیکن ہمت نہ ہوئی۔ آپ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ حضور نے خود ہی فرمایا: ابتدا میں درویش جو خواب دیکھتا ہے وہ اپنے نفس کا نظارہ بھیانک شکل میں کرتا ہے اسے بدصورت اور ڈراؤنی شکلیں نظر آتی ہیں۔ اتنا فرما کر حضور نے میری طرف رخ انور کر کے فرمایا کیوں سخی حسین ایسا ہے کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا حضور! بالکل۔ گویا حضور میرے خواب سے بھی خوب واقف تھے اور میری خاطر تعبیر بیان فرما رہے تھے۔

پھر فرمایا: جب درویش ایسے خواب دیکھے تو پریشان نہ ہو کیونکہ یہ اسے اپنے نفس امارہ کا مشاہدہ ہوتا ہے اور دل میں یہ خیال بھی نہ لائے کہ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد بھی ایسے خواب کیوں آتے ہیں اصل میں یہ اس کے دل کی کیفیت ہوتی ہے اسے منذرات کہتے ہیں اور یہ نفس کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کا مقامِ عشق

حضور قبلہ عالمؒ ایک سالک اور عالم باعمل فقیر تھے آپ کا ظاہر و باطن شریعت کے حسین رنگوں میں رنگا ہوا تھا لیکن آپ کے ہر قول و فعل اور عادات و اطوار پر عشق کا رنگ غالب تھا۔ جب کبھی عشق و محبت کی کوئی بات چھڑ جاتی تو آپ پر خود فراموشی کی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور اس خود فراموشی میں ایسی سوزِ جاں آہیں بھرتے یوں لگتا کہ آپ کے جسم و جاں جل رہے ہیں۔

اکثر اپنی زبان اقدس سے عارف روم کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

عاشقاں را شش نشاں است اے پسر　　آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

اے بیٹے عاشقوں کی چھ نشانیاں ہیں۔ ٹھنڈی آہیں۔ زرد رنگ اور پرنم آنکھیں)

گر تُرا پرسند دیگر کدام　　کم خُوردن و کم گفتن و خفتن خرام

اگر تجھ سے کوئی باقی تین پوچھے تو وہ یہ ہیں کم کھانا' کم بولنا اور بہت قلیل سونا ہے)

حضور قبلہ عالمؒ ان اشعار کی ایک عملی تصویر تھے۔ یہ تمام صفات نہ صرف آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں بلکہ ہر صفت اپنے نقطۂ کمال پر حضور کی ذات سے عیاں تھی۔

ایک دن حضور قبلہ عالمؒ وضو فرما رہے تھے ڈاکٹر علی محمد سندھی نے حضرت غوث علی شاہ پانی پتی کی یہ رباعی پڑھی۔

ارے او میکدہ کے جانے والے ذرا کہہ دیجیو پیرِ مغاں کو
شرابِ شوق کا کم ہو گیا کیف پلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو

یہ شعر سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہو گیا' لوٹا ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پیچھے گر پڑے۔ کچھ لمحے تڑپتے رہے اور پھر فرمایا ''کبھی کبھی تو جلا دیتے ہو۔'' کسی نے کیا خوب فرمایا کہ زاہد وہ مقام سینکڑوں سال کی عبادت سے حاصل نہیں کر سکتا جو عاشق ایک آہ میں حاصل کر لیتا ہے۔

نکلے خلوصِ دل سے جو وقتِ نیم شب اک آہ اک صدی کی عبادت سے کم نہیں

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا میرے والد محترم سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے کمرہ کی چھت سیاہ تھی میں نے پوچھا جناب اس کمرہ میں آگ تو نہیں جلائی جاتی پھر یہ اس قدر سیاہ کیوں ہے؟ فرمایا یہ تیرے باپ کی آہوں سے جل گئی ہے عرض کی جناب کیوں؟ فرمایا سارا دِن تیرے محبوب کے ساتھ رہتا ہوں اور ایک لحہ بھی جدا نہیں ہوتا مگر جب رات ہوتی ہے تو آقا علیہ السلام اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے ہیں اس رات کے فراق میں میرا دل جلتا ہے اور اس کا دھواں باہر نکلتا ہے اور جب میں ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوں تو یہ چھت سیاہ ہو جاتی ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت بعض اوقات بالکل سنبھل جاتی یوں معلوم ہوتا کہ آپ بیمار ہی نہیں لیکن جب یار کا تذکرہ چھڑا اور عشق و محبت کی بات ہوئی اس عشق و مستی میں اِک آہ بھری تو پھر مہینوں جسم پر اس کا اثر رہا اور فوراً ایسے بیمار ہو جاتے کہ لگتا کہ اب کی بار بچنا مشکل ہے۔ چہرہ مبارک پر نہ تو خون تھا نہ تندرستی کی سرخی تھی اور نہ صحت کی علامت البتہ زرد رنگ ایک نور بن کر چمکتا تھا۔ آقا ﷺ کا ذکر جمیل جب کرتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں لگ جاتیں۔ خصوصاً مدینہ شریف کا ذکر کرتے تو آنسوؤں کے پرنالے پھوٹ پڑتے۔

ہے کوئی محوِ تغافل بہ نازِ محبوبی کسی کی آنکھ سے ہردم رواں ہے دل کا لہو

دو وقت کا کھانا ایک معصوم بچے کے کھانے سے بھی کم تھا۔ کبھی بے مطلب اور بے معنی گفتگو نہ فرمائی۔ بلکہ آپ کی مجلس میں گھنٹوں خاموشی طاری رہتی نہ آپ کچھ بولتے اور نہ اہل محفل۔ یہ سکوت کوئی آنے والا ہی توڑتا۔ تیس سال سے زائد عرصہ حیات بستر علالت پر گزار دیا اور اس عرصہ میں ایک رات بھی ایسی نہیں جس میں آپ نے پوری رات نیند کی ہو۔ چند لمحوں کا آرام اور وہ بھی فقط تکیہ پر سر ٹیک کر۔ ٹانگیں پھیلا کر سوتے ہوئے تو کسی نے آپ کو دیکھا ہی نہ تھا۔

حضور قبلہ عالمؒ فرماتے ''عشق کے بغیر آدمی انسان ہی نہیں۔ اور ایمان کی اساس بھی عشق ہے''۔

نہ بندگی ہے نہ سجدہ نہ عبادت محبت ہے محبت ہے محبت

جب یہ شعر پڑھتے تو فرماتے' سانس ختم ہو جاتی ہے ورنہ یہی کہتا رہتا محبت ہے محبت ہے محبت ہے' مزید فرماتے ''حیف ہے اس شخص پر جو بے عشق مر جائے''۔

"ہر شخص کے لیے لازم ہے کہ عاشقوں کی خاک پاء کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائے اور ان کا دامن صدق تھام لے۔"

عاشق بزرگوں کا ذکر بڑی کثرت اور محبت سے کرتے۔ سیدنا بلالؓ کے عشق کو ایسے حسین رنگ اور پُر اثر الفاظ کے ساتھ بیان کرتے کہ کئی سینوں میں عشق کی آگ بھڑک اُٹھتی۔ شیخ شبلیؒ، منصور حلاجؒ، اور شاہ شمس تبریزؒ کا ذکر اور ان کا مقام عشق اکثر بیان فرماتے ان بزرگوں سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔

عشق اوّل عشق آخر عشق کل عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل

اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے "الست بربکم۔ محبت ہی کا عہد و پیمان ہے۔ اور قالوا بلیٰ سوزِ دوام امانت رکھنے کی صدائے ایفائے عہد ہے۔"

عشق ہی سے انسان وجود میں آیا۔ عشق ہی کے باعث اس کا وجود قائم ہے عشق ہی ساری کائنات کا اوّل و آخر ہے۔ یہ شاخ اور نخل و گل کی بہاریں محض عشق کا صدقہ اور اس کی خوشبو ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ نے ایک مرتبہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے دریافت فرمایا بیٹا! کبھی تمہیں حال بھی ہوا ہے یعنی سماع سنو تو دل پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کی حضور کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا ہم تو سانپوں (بمعنی مستانِ بادۂ الست) کے بچے ہیں۔ ابھی بین بجائی نہیں جاتی کہ وجد و حال پہلے شروع ہو جاتا ہے۔

شرابِ درد بھر دی کس نے میرے تن کے ساغر میں کہ اب تک جوشِ بےتابی سے ہے رگ، رگ تپاں میری

یہاں پر حضور کی ایک ڈائری سے عشق مجازی و عشق حقیقی سے متعلق ایک صفحہ نقل کیا جاتا ہے۔

☆ عشق کی ایک منزل بزبان خواجہ حافظ شیرازی (عشق مجاز)

بلبلے برگِ گلے خوش رنگ در منقار داشت وندرآں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت

(ایک بلبل ایک خوش رنگ پھول کی پتی چونچ میں لیے تھی اور اس ساز و سامان میں اچھی طرح عاجزی سے نالے کر رہی تھی)

گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست گفت مارا جلوۂ معشوق در ایں کار داشت

(میں نے اس سے کہا عین وصال میں یہ نالہ و فریاد کیسی وہ بولی معشوق کے جلوے نے ہمیں اس کام میں مشغول کر دیا ہے۔)

☆ دوسری جگہ عشق کامل کی مثال بقول شیخ سعدی شیرازی (عشق حقیقی)

اے مرغِ سحر عشق زِپروانہ بیاموز کاں سوختہ را جاں شُد و آواز نیامد

(اے صبح کے پرندے (بلبل) محبت کرنا پروانے سے سیکھو کہ اس دل جلے کی جان چلی گئی لیکن آواز نہ آئی)

حضور قبلہ عالمؒ کا عشق رسول ﷺ

عشقِ رسول ﷺ ایمان کی اساس ہے اور ولایت کے مراتب جاننے کا اصل پیمانہ ومعیار بھی عشق رسول ﷺ ہے۔ اللہ کا بندہ عشق رسول ﷺ میں جتنا بلند تر ہوگا وہ مقام ولایت میں بھی اتنے ہی بلند ترین مقام پر فائز ہوگا۔ حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسینؒ جہاں اتباع رسول ﷺ میں ایک کامل نمونہ تھے وہاں عشقِ رسول ﷺ میں بھی بحر بے کراں تھے۔ کملی والے آقا ﷺ سے محبت آپ کی رگ وجاں میں بسی ہوئی تھی اور رگ وجاں کے ہر عمل سے عشقِ رسول ﷺ جھلکتا تھا۔ جب ذکر محبوب کرتے تھے تو آپ پر عجیب محبت بھری کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کیفیت میں ایسا دردوسوز ہوتا۔ ایسی شیرینی ومٹھاس ہوتی کہ حاضرین مجلس یہ تمنا کرتے کہ شب وروز یہ مبارک ذکر اس مبارک زبان پر جاری رہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ذکر عشق ومستی کی مئے میں ڈوب کر کرتے اور اس ذکر میں اس قدر محو وبیخود ہو جاتے کہ اردگرد کے ماحول سے بیگانہ معلوم ہوتے۔

عشق نے خدمتِ دشوار وہ کی ہے تفویض | خود سے ملنے کی بھی ملتی نہیں فرصت مجھ کو

آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔ ذکر محبوب میں نہ صرف خود روتے بلکہ اپنی کیفیت اور عشق ومستی بھرے انداز سے اہل مجلس کو بھی خوب رُلاتے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کو کئی القاب سے پکارتے اور ہر لقب میں محبوب سے عشق ومحبت اور وابستگی کا ایک نیا تعلق ظاہر کرتے۔ محبوب کی ہر ادا کا ذکر نئی ادا سے کرتے۔

دل میں طوفانِ وفا آنکھوں میں سیلِ اشتیاق | زاہدو! پہلے مذاقِ عاشقی پیدا کرو

شدید دمہ کی علالت کے باعث زندگی کے آخری سالوں میں بہت کم بولتے تھے لیکن جب ذکرِ حبیب چھڑتا تو اللہ کا فقیر تندرست وتوانا نظر آتا' گھنٹوں لگاتار محبوب کی باتیں کرتا ذرا بھی تھکاوٹ اور دمہ کی تکلیف نظر نہ آتی۔ احادیث مبارک کو سند کے ساتھ بیان کرتے۔ نعتِ رسول ﷺ کے اشعار پرسوز اور پر کیف انداز میں پڑھتے۔ آپ کی آواز کا سوز اور اس سوز میں عشق رسول ﷺ کی حلاوت حاضرین مجلس کو مدہوش کر دیتی عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا جب کوئی شعر پڑھتے تو پڑھتے ہی منہ سے بے ساختہ آہ نکل جاتی اور یہ آہ کئی سینوں سے پار ہو جاتی۔ جس سینہ سے گزرتی عشق رسول ﷺ کی شمع جلا دیتی۔ جب کبھی آپؒ کے سامنے محبوب ﷺ کے شہر مدینہ کا ذکر ہوتا تو آپ کی روح پرور کیفیت قابل دید ہوتی۔ محبوب ﷺ کے مسکن کا ذکر کمال شوق سے کرتے۔ آنکھوں میں دیارِ حبیب ﷺ کا تصور سما کر اتنے مشتاق اور بیدار ہو جاتے یوں لگتا کہ اللہ کا فقیر ابھی سامان باندھ کر مدینہ چلنے والا ہے خصوصاً عمرہ شریف کی ادائیگی کے بعد تو ساری زندگی مدینہ منورہ کی باتیں کرتے رہے۔ روضہ انور ﷺ کی حاضری بیان کرتے تو آنکھیں بند کر لیتے اور چہرۂ انور پر آنسوؤں کی لڑیاں پھوٹ پڑتیں۔ آپ کے عمرہ شریف کے رفیق بتاتے ہیں کہ روضہ انور پر حاضری کے دوران آپ کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں جا سکتی۔ کمزوری اور بیماری کے باوجود تہجد کی اذان ہوتے ہی ''ریاض الجنۃ'' میں پہنچ جاتے اور پھر سارا دن

کبھی ریاض الجنتہ اور کبھی اصحابِ صفہ والے چبوترہ پر بیٹھ کر درود و سلام، نوافل اور تلاوتِ کلام پاک میں گزارتے۔ مدینہ شریف میں قیام کے دوران ایک لمحہ کے لیے بھی آرام نہ کیا تین لاکھ بار درود و سلام پڑھا اور کئی ختم قرآن کیے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی نسبت کا بے حد احترام کرتے تھے صحابہ کرام کا ذکر بڑی محبت سے کرتے لیکن عشاق صحابہ کا ذکر تو اور بھی گہری محبت وعقیدت سے کرتے بالخصوص سیدنا صدیق اکبرؓ کے عاشق تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کا ساری امت پر احسانِ عظیم ہے۔ انہوں نے ہمیں عشق رسول ﷺ کا اپنے عمل سے بے مثال درس دیا۔ مدینہ کی ہر چیز سے محبت رکھتے۔ ہر نسبت سے پیار کرتے۔ مدینہ شریف کی تسبیح، رومال اور عطر و خوشبو کو بہت پسند فرماتے۔

حضور کے نام نامی کا احترام:

یہ نام تو وہ نام ہے بے گنتی لیں   کیا لطف کہ گن گن کے تیرا نام لیا

سرکارِ دو عالم ﷺ کے نام اقدس کا اس قدر احترام کرتے کہ ہم اُس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے ہم تو صرف ظاہر دیکھنے والے تھے پتہ نہیں اس وقت باطنی کیفیت کیا ہوتی ہوگی کبھی بے وضو حضورؐ کا نام نہ لیتے اکثر سلطان محمود غزنوی والی حکایت بھی بیان فرماتے کسی کا نام اگرچہ حضور کا صفاتی نام ہی کیوں نہ ہوتا کبھی مختصر نہ بلاتے۔ ہمارے علاقہ میں جہالت کی وجہ سے لوگ نام بگاڑ کر بلاتے تھے حضور باقاعدہ وعظ خطاب میں اس طریقہ کو منع فرماتے اور اسے گناہ سمجھتے کتاب فیضان کرم میں اس سے متعلق ایک وعظ باقاعدہ تحریر بھی ہے حضور کا نام سنتے ہی اپنے سرِ انور کو جھکا لیتے انگوٹھے کے ساتھ چاروں انگلیوں کو ملا لیتے اسی طرح دونوں ہاتھوں کا یہی انداز ہوتا اور قرۃ عینی بک یارسول اللہ پڑھتے ہوئے تقبیل ابہامین یعنی انگوٹھے چومتے اکثر یہ شعر پڑھا کرتے۔

ہزار بار بشویم دہن ز عرقِ گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی

اہلیانِ عرب کا احترام: حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ میں 1984ء میں حج پر گیا۔ کچھ عرصہ لالہ محمد حنیف کے پاس رہا۔ جدہ چونکہ انٹرنیشنل شہر ہے وہاں ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ میں واپس آیا تو آپؒ نے پوری تفصیل پوچھی کہ کتنے دن مدینہ شریف، کتنے دن مکہ شریف اور کتنے دن جدہ رہا۔ پھر ایک ایک بات اور ایک ایک زیارت کے متعلق مجھ سے تفصیلاً پوچھا۔ میں عرض کرتا رہا پھر میں نے جدہ شہر کے متعلق بتایا کہ وہاں کے لوگ اوپر سے تو عربی جبے پہنتے ہیں لیکن نیچے مغربی لباس زیب تن کر رکھا ہوتا ہے۔ بس میری یہ بات کرنا تھی کہ حضورؒ ناراض ہو گئے۔ فرمایا کھڑا ہو جا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ فرمایا کانوں کو ہاتھ لگا۔ میں نے کان پکڑے۔ فرمایا توبہ کر وہ ہمارے حضور ﷺ کا ملک ہے ہر حال میں ہم سے اعلیٰ و برتر ہے۔ تم نے ایسی بات کیوں کی۔ حضور قبلہ عالمؒ عرب شریف کی ذرا سی بے ادبی حتیٰ کہ جس چیز میں بے ادبی کا شبہ ہوتا وہ بھی برداشت نہ کرتے تھے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے ایک عقیدت مند مبارک علی نثار جو کہ سرزمین عرب میں مقیم تھے کو ایک خط میں یوں لکھا۔

''ہم گنہگاروں کی اشکبار آنکھیں جس خطۂ پاک کی زیارت کے لیے ترستی ہیں آپ کو بغیر کسی محنتِ شاقہ کے وہ معراج حاصل ہوا۔ مبارک ہو مبارک ہو مبارک۔

اس سرزمین کا ایک ٹکڑا زمین پر ہے لیکن زمین نہیں ہے آسمان سے اعلیٰ ہے' عرش و کرسی سے بلند مرتبہ ہے' جنت سے ارفع و اعلیٰ ہے' وہ وادی طیبہ' جس کی منظر گاہ' گزرگاہ' بلکہ رہائش گاہ بنی' کیا ہی عجیب قسمت کی بات ہے۔

ع: جسے پیا چاہے وہی سہاگن ہو

یہ سرزمینِ اولیاء' سرزمینِ انبیاء زیارت کدہ حور و غلمان' جان و ملائک

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

لیکن خبردار! خبردار! زیادہ نزدیک رہنے والے بے ادب ہو جاتے ہیں یہ آپ کا بڑا بھاری امتحان ہے جس کے لیے آپ کو بلایا گیا ہے۔ ہر وقت ڈرتے رہنا' ادب سے رہنا' کوئی بے ادبی نہ کرنا۔ خبردار! یہ صاحب لولاک خواجۂ مخلوقات کی سرزمین ہے۔ اس کی ہر چیز کا احترام کرنا' کسی کو گالی نہ دینا' کسی سے جھگڑا نہ کرنا' اگر کوئی لڑنے لگے تو اس سے دور بھاگ جانا' کوئی عربی گالیاں دے تو اس سے پرہیز کرنا اور حضور ﷺ کے واسطے سے اس کو معاف کر دینا وہاں حیوانات کو گالی نہ دینا۔ کتوں کو دُھر دُھر نہ کرنا۔ آپ کی زندگی کا یہ ایک زریں باب ہے' سنہری موقع ہے یہ زندگی دوبارہ نہیں آئے گی۔ اس سے فائدہ اٹھانا تاکہ جب آپ کو نبی پاک ﷺ کی خواب میں یا بیداری میں زیارت ہو تو خوش خوش نظر آئیں۔ آمین ثم آمین۔''

ایک اور خط کا اقتباس پڑھیے تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ حضور قبلہ عالمؒ کے سینۂ اقدس میں عرب شریف کا ادب واحترام کس قدر جاگزیں تھا۔ مبارک علی نثار کے نام ایک اور خط میں یوں فرماتے ہیں۔

تاکیدی جملہ: خبردار' ہوشیار' باادب' باتواضع' باخشوع' یہ ارضِ مقدس عرش بریں سے برتر ہے۔ تیرا وہاں رہ کر ایک ایک سانس لینا یہاں کی مساجد کے اعتکاف سے اعلیٰ ہے۔ درود شریف' کلمہ شریف' صلوٰۃ وسلام سے محبوب کردگار کی درگاہ عالیہ میں زیست کو منور' فروزاں' معطر' مطہر بناؤ' واہ خوش نصیب واہ خوش نصیب۔

سادات کا احترام: حضور قبلہ عالمؒ ساداتِ کرام کا بہت احترام فرماتے۔ کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے اور اپنے پاس بٹھاتے۔ جب بالکل ہی بیٹھ گئے تو انہیں پھر بھی نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ کرسی پر بیٹھنے کا اصرار فرماتے۔ حضور کا بڑا مشہور و معروف فرمان ہے ''پانی میلا بھی ہو تو آگ بجھانے کے کام پھر بھی آتا ہے یعنی سید جیسا بھی ہو اس کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے۔'' سید خواہ چھوٹا ہو یا بڑا حضور اس کا بہت لحاظ فرماتے۔

سرزمین عرب کا احترام: حضور غریب نواز سرزمین عرب کا کمال درجے کا احترام کرتے تھے۔ آقا ﷺ کا مبارک

وطن ہونے کے باعث سرزمین عرب سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔1990ء میں جب عراقی صدر صدام حسین نے سعودیہ پر حملہ کیا تو ہم اہل آستانہ نے عرض کی حضور دُعا فرمائیں صدام حسین جیت جائے اور سرزمین حجاز نجدیوں سے پاک ہو جائے حضور نے فرمایا وہ لوگ جیسے بھی ہیں لیکن صدام حسین ایسی شکست کھائے گا کہ دنیا دیکھے گی کیونکہ اس کی ہمت کیسے ہوئی کہ اس نے ہمارے آقا مدنی تاجدار ﷺ کی سرزمین پاک پر حملہ کیا تم لوگ دیکھنا اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

ایک اور خط میں حاجی محمد نواز قادری کو سرزمین عرب سے اپنے عشق و محبت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

''ہماری طرف سے اس پاک دھرتی' مقدس سرزمین' آستانِ عرش نشاں کو لاکھ لاکھ سلام پہنچے۔''

شہر مدینہ کا احترام: حضور قبلہ عالمؒ نے مدینہ شریف کے احترام کے بارے میں اپنی ایک ڈائری میں یوں تحریر فرمایا''جس طرح مکہ شریف حرم ہے اسی طرح مدینہ شریف بھی حرم ہے۔ دونوں تعظیم و تکریم میں لائق احترام ہیں۔ کسی کافر و مشرک کو ان دونوں شہروں میں داخل ہونا منع ہے۔ حتٰی کہ دجال بھی ان دونوں شہروں میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ بہت سے فتنوں سے ان شہروں کو محفوظ رکھے گا۔ اسلام اور ایمان ان شہروں میں تا قرب قیامت جاری و ساری رہے گا۔ امام مالکؒ ننگے پیروں مدینہ منورہ میں چلتے پھرتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں آنحضرت ﷺ کے نقش پا پر میرا جوتا نہ لگ جائے۔ شہر مدینہ میں نہایت ادب اور نیچی آواز سے درس دیا کرتے تھے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

(آسمان کے نیچے ایک ایسا مقام ادب ہے کہ عرش سے بھی نازک تر ہے۔ اور یہاں پر جنید بغدادیؒ و بایزید بسطامیؒ جیسے اکابر اُمت بھی اپنا سانس روک کر بیٹھتے ہیں)۔

یار کے مسکن سے عشق:

باغِ بہشت و سایہء طوبیٰ و قصرِ حور باخاکِ کوئے یار برابر نمی کنم

جب کبھی آپ کے سامنے آقا ﷺ کے شہر مدینہ کا ذکر ہوتا تو آپ کی روح پرور کیفیت قابل دید ہوتی یار کے مسکن کا ذکر کمال شوق و محبت سے کرتے ذکر مدینہ میں اس قدر مشتاق اور بے تاب ہو جاتے یوں لگتا کہ اللہ تعالیٰ کا فقیر ابھی سامان سفر باندھ کر چلنے والا ہے خصوصاً عمرہ شریف کے بعد تو ساری زندگی مدینہ منورہ کی باتیں کرتے گزری گنبد خضری کا جب ذکر ہوتا تو آنکھیں بند کر لیتے اور آنسوؤں کی لڑیاں چہرۂ انور پر پھوٹ پڑتیں اکثر یہ پنجابی نعت بڑے درد اور پُرسوز آواز میں پڑھتے۔

سارے جگ توں نرالیاں دسدیاں نیں عربی سرکارؐ دیاں گلیاں کوہ طور تائیں شرمندہ کرن خالق دے یار دیاں گلیاں

ذکر مدینہ میں نہایت عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے جب سرکارِ مدینہ کے حضور حاضری ہوئی تو اس کیفیت کو اپنی ڈائری میں یوں قلم بند فرمایا''سر جھکائے ہاتھ پھیلائے ہادی دو جہاں کی مسند بیکس پناہ میں حاضر ہوئے کچھ پڑھنے

پڑھانے کو یاد نہ رہا خدا جانے کیا کیا بے ادبیاں گستاخیاں آڑے آ گئیں' سوچا اب میرا کیا حشر ہوگا لیکن وہ ذات رحمت اللعالمین ہے۔

''خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو''

روضہ انور پر حاضری کی کیفیت آپ کے عمرہ میں خوش نصیب رفیق ملک محمد رب نواز صاحب کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔''تہجد کی اذان ہوتے ہی میں حضور کو سائیکل پر بٹھا کر روضہ انور کے نزدیک ترین دروازہ باب جبرائیل پر لے آتا۔ آپ وہاں سے خود ہی ریاض الجنت میں پہنچ جاتے اور سارا دن کبھی ریاض الجنۃ' میں اور کبھی اصحاب صفہ والے چبوترے پر بیٹھ کر درود و سلام' نوافل اور تلاوت کلام پاک میں گزار دیتے اور جب تک عشاء کے بعد مسجد نبوی کے دروازے بند نہ ہو جاتے آپ مسجد نبوی ﷺ سے باہر نہ آتے دن میں صرف چند لمحوں کے لیے مکان پر دوائی وغیرہ کے لیے آتے ورنہ مسجد نبوی ہی میں رہتے مدینہ شریف میں قیام کے دوران ایک لمحہ آنکھ نہ لگائی تین لاکھ بار درود و سلام پڑھا تسبیح کے دانوں سے آپ کے پوٹے مبارک گھس گئے تھے اور کئی بار قرآن مجید بھی ختم فرمایا۔

جالیٔ اطہر کا کیف و سرور: حضور قبلہ عالم کو سرکارِ دو عالم ﷺ کے مدینہ سے جان سے زیادہ لگاؤ تھا۔ مدینہ منورہ جانے سے قبل آپ ہر وقت جانے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ واپس آ کر بھی یوں لگتا کہ جسم اطہر تو یہاں ہے لیکن قلب و روح ابھی تک وہیں ہے۔

عمرہ سے واپس آ کر حضور ہر وقت مدینہ شریف کی باتیں کرتے اور کمال محبت وشوق سے مدینہ کا ذکر کرتے جب بھی تذکرہ شروع ہوتا گھنٹوں صرف مدینہ کی باتیں ہوتیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری رہتے اور جب سرکار کے روضہ انور کی باتیں کرتے تو آنکھیں مبارک بند کر لیتے اور آنسو گرنے لگتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ اب بھی سرکار کا روضہ انور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جالی مبارک کو چومنے کا واقعہ کئی بار بیان فرمایا۔ اور ہر بار ایک نئی محبت و چاہت اور لذت کے ساتھ بیان کرتے۔ فرماتے'' میں بیمار و کمزور تھا روضہ انور کی جالیاں چومنے کی میری دلی تمنا تھی لیکن وہاں پہرا اس قدر سخت ہوتا کہ کسی کو قریب تک نہ آنے دیا جاتا پھر میں نے غور کیا کہ جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو پہرے دار جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ میں دل میں پروگرام بنایا کہ یہ موقع اچھا ہے۔ میں جماعت کے وقت جالی شریف کے قریب کھڑا ہو گیا۔ جب تمام لوگ جماعت میں شامل ہو گئے تو میں جالی مبارک سے لپٹ گیا۔ اسے چہرے سے لگایا، تڑپا، خوب رویا اور پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا، مجھے اس وقت معلوم ہوا جب نماز سے فارغ ہو کر مطوؤں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا۔ جالی مبارک سے لپٹنے کی ٹھنڈک (بمعنیٰ کیف و سرور) آج بھی میں اپنے سینہ میں محسوس کرتا ہوں۔

نشاطِ روح بن کر عشق کا پیغام آتا ہے
مگر دل جن کے زندہ ہیں انہیں کے نام آتا ہے

محبوب کی ہر چیز سے پیار: ہمارے حضور کا آقائے دو جہاں ﷺ سے کمال عشق کا اظہار اس بات سے بھی

ہوتا ہے کہ جس چیز کی نسبت آ قاﷺ سے ہوتی اس چیز کو بھی دل و جان سے عزیز تر جانتے مدینہ شریف کی تسبیح، مدینہ شریف کے رومال، مدینہ شریف کے عطر و خوشبو بہت پسند فرماتے اور ان کا بے حد ادب و احترام بھی کرتے ایک دن معمولی کپڑے کا ایک سرخ دھاری دار رومال سر پر باندھ کر بیٹھے تھے کہ راقم السطور نے عرض کی حضور! یہ رومال کچھ اچھا نہیں ہے اگر حکم فرمائیں تو گھر سے کوئی دوسرا رومال لاؤں قبل اس کے میں رومال کے متعلق مزید کچھ کہتا آپ نے فرمایا ''بس بس بیٹا اس رومال کی اور بے ادبی نہ کرنا تمہیں کیا معلوم یہ میرے آقا مدنی تاجدارﷺ کے دیس کا ہے اور سارا دن وہ رومال باندھ کر بیٹھے رہے۔''

آ قاﷺ کی پسندیدہ اشیاء کا احترام: حضور قبلہ عالمؒ کو ہر اس چیز سے عقیدت تھی جو آ قاﷺ کو پسند تھی آپ نہ صرف وہ چیزیں محبت و احترام کے ساتھ اور ہمیشہ استعمال کرتے بلکہ ان کا نام بھی بڑے احترام اور محبت کے ساتھ لیتے۔ جب سبزی کدو کا نام لیتے تو فرماتے کدو شریف اسی طرح زیتون کا تیل بھی حضور قبلہ عالمؒ کی اس لیے پسندیدہ اور مرغوب غذا تھی کیونکہ یہ آ قاﷺ کو پسند تھا۔

☆ میرے بھائی جان قبلہ پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ غریب نواز کبھی کبھار قبلہ والدہ صاحبہ سے زیتون کے تیل کی سرِ انور اور جسم اطہر پر مالش کرواتے تھے ایک مرتبہ میں نے وہ سارا زیتون کا تیل پی لیا حضور نے ایک دن میری موجودگی میں قبلہ والدہ صاحبہ سے فرمایا زیتون کا تیل لاؤ اور میرے سَر پر مالش کر دو۔ چونکہ میں سامنے کھڑا تھا انہوں نے بتا دیا کہ وہ اختر حسین پی گیا ہے میں ابھی کہنے لگا تھا کہ اُس کا ذائقہ (ٹیسٹ) اچھا نہیں تھا کہ حضور میرے الفاظ پہلے ہی جان گئے اور فوراً فرمایا خبردار! جو زیتون سے متعلق ایک لفظ بھی منہ سے نکالا وہ میرے آقا سرکارِ دو عالمﷺ کو پسند تھا اس لیے زیتون کی بے ادبی والا کوئی لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا تم نے بہت اچھا کیا ہے زیتون کا تیل صحت کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ یعنی حضور علیہ السلام سے متعلق کسی چیز کے بارے میں بھی ایک لفظ تک برداشت نہیں فرماتے تھے بلکہ حضور علیہ السلام کی پسندیدہ جملہ اشیاء کو ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔

☆ محمد عارف ولد میاں اللہ بخش سکنہ دربار سلطان باہوؒ بیان کرتا ہے ایک مرتبہ میں حضور کی خدمت میں کھجوریں لایا حضرت غریب نواز کھجوریں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا سبحان اللہ میرے مدنی آ قاﷺ کے دیس مبارک کا تحفہ ہیں اور خود تمام حاضرین میں تقسیم فرمائیں۔

ویسے بھی حضور کھجوریں بہت پسند فرماتے تھے اور بڑے شوق سے تناول فرماتے کہ یہ میرے آ قاﷺ کو پسند تھیں۔

حضور سے منسوب مقامات کا احترام: حضور علیہ السلام سے منسوب ہر مقام کا از حد احترام فرماتے ملک رب نواز صاحب ''سفرنامہ حجاز'' میں جا بجا ان مقامات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ حضور بڑے ذوق و شوق سے عرب شریف حاضری کے موقع پر ان مقامات کا پس منظر بیان فرماتے۔

بلکہ نوجوانی میں آپ کو خواب میں بھی جن جن مقامات پر حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی ان کا بھی از حد اکرام فرماتے جیسے بلوآنہ شریف گھر کے برآمدہ میں جائے مخصوص جہاں سے آپ کبھی جوتا پہنے نہ گزرتے تھے۔

حدودِ کوچۂ محبوب ہے وہیں سے شروع　　جہاں سے پڑنے لگے پاؤں ڈگمگاتے ہوئے

عشق و مستی میں ذکر حبیب ﷺ: حضور قبلہ عالمؒ منگانویؒ اپنے آقا ﷺ کا ذکر عشق و مستی کی مئے میں ڈوب کر فرماتے ذکر حبیب ﷺ میں اس قدر محو ہو جاتے کہ اردگرد کے ماحول سے بیگانہ معلوم ہوتے آنکھیں آنسوؤں میں تر ہو جاتیں ذکر یار میں نہ صرف خود روتے بلکہ اپنی کیفیت اور عشق و مستی بھرے بیان سے اہل مجلس کو بھی خوب رُلاتے۔ محبوب دو عالم ﷺ کو کئی کئی القاب سے پکارتے اور ہر لقب میں محبوب ﷺ سے عشق و محبت اور وابستگی کا ایک نیا تعلق ظاہر کرتے محبوب کی ہر ادا کا ذکر نئی ادا سے کرتے محبوب خدا کا جو ارشاد گرامی سنتے اسے خود بھی کتب احادیث میں تلاش کرتے حدیث پاک مکمل روایت کے ساتھ بیان کرتے سیدنا صدیق اکبرؓ کا عشق رسول ﷺ اور حضرت اویس قرنیؓ کی بے مثال محبت کو بے مثال انداز میں بیان کرتے ذکر حبیب چھڑ جاتا تو پھر سب ذکر بھول جاتے گھنٹوں تک فقط یار کی باتیں کرتے۔

اوقات ہمہ بود کہ با یار بسر شد　　باقی ہمہ بے حاصلی و بے خردی بود

(وہی اوقات سب سے بہتر ہیں جو اپنے یار کی یاد میں بسر ہوں۔ اس کے علاوہ تمام وقت بے حاصل اور بے مقصد ہے)

محبوب کی نعتوں کا دل سوز انداز: آپ کی محفل میں اکثر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر رہتا جب بھی محفل میں خاموشی چھا جاتی تو آپ آہستہ آہستہ نعتیہ اشعار گنگناتے جب کوئی عشق و محبت کا شعر زبان پر آتا تو بلند آواز سے اپنی مخصوص لے اور طرز کے ساتھ پڑھتے آپ کی آواز کا سوز اور اس سوز میں عشقِ رسول ﷺ حاضرین مجلس کو مدہوش کر دیتا عرس مبارک کی ایک محفل میں پیر انوار حسین صاحب جلوآنوی نے جب آپ کی خدمت میں حافظ شیرازی کا یہ شعر معمولی ترمیم کے ساتھ پڑھا۔

اے صبا مکن مشوش سرِ زلف آں پری را　　کہ ہزار جانِ حافظؔ بستہ بہ تار موئے

(اے صبا! اس محبوب کی زلفوں کو پریشان نہ کر اس لیے کہ حافظ کی ہزار جانیں اس کے ایک بال سے بندھی ہوئی ہیں)

تو حضور قبلہ عالمؒ نے اس شعر کو ''دیوان حافظ'' سے تلاش کروایا جب یہ شعر مل گیا تو پھر کئی دنوں تک ورد زبان رہا اور یہ شعر اتنا پڑھا کہ آستانہ شریف پر مقیم بچے بچے کو زبانی یاد ہو گیا۔ آپ عشق رسول ﷺ کا جب کوئی شعر پڑھتے تو پڑھتے ہی منہ سے بے ساختہ آہ نکل جاتی اور یہ آہ کئی سینوں سے پار ہو جاتی جس سینے سے گزرتی عشق رسول ﷺ کی آگ لگا دیتی۔

عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی　　اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ

محبوب پر سب کچھ قربان: حضور قبلہ عالمؒ منگانویؒ بظاہر دمہ اور کھانسی کی تکلیف کے باعث مجلس میں قدرے کم گفتگو

فرماتے مگر جب ذکر یار چھڑ جاتا تو گھنٹوں ذکر محبوب کرتے رہتے اور ذرا بھی کھانسی نہ آتی یوں معلوم ہوتا کہ آپ کو دمہ اور کھانسی کی تکلیف ہے ہی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے اصحابہ سے گہری محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ مگر عشاق صحابہ کا ذکر خاص شوق و ذوق سے کرتے علماء کے بے حد قدر دان تھے۔ ہر عالم کی بے حد عزت وتکریم کرتے اور جو علماء عرس کے موقع پر تاجدار دو عالم ﷺ کے عشق ومحبت کا بیان کرتے ان پر تو سب کچھ نچھاور کر دیتے اکثر جب کوئی عالم آستانہ شریف پر آقا ﷺ کے عشق ومحبت میں ڈوب کر کوئی شعر پڑھتا تو آپ آنکھیں بند کر لیتے دائیں ہاتھ کو فضاء میں لہراتے اور زبان مبارک سے واہ واہ کی آواز نکلتی علماء کو اس قدر داد دیتے کہ جو عالم آپ کی مجلس میں تقریر کر جاتا۔ اسے پھر کسی اور مجلس میں تقریر کا مزانہ آتا۔

الغرض حضور قبلہ عالمؒ منگانویؒ عشق رسول ﷺ کی ایک ایسی داستان تھے کہ اس داستان کا احاطہ کرنا میرے لیے نہیں ہر قلم کار کے لیے ناممکن ہے ان کے عشق کی کیفیت کو الفاظ کا رنگ دینا بے حد مشکل ہے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ان کا گہرا لگاؤ بیان کرنا کسی آدمی کے بس کی بات نہیں۔

یہاں تک جذب کر لوں کاش تیرے حسنِ کامل کو ۔۔۔ تجھی کو سب پکار اٹھیں گزر جاؤں جدھر ہو کر

ان کی کیفیت۔ ان کا پیار۔ ان کا عشق۔ وہ جانیں یا ان کا یار جانے کیونکہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی پیمانہ ہے جس سے اسے ماپا تولا جا سکتا ہے۔ مگر عشق کا آج تک کوئی پیمانہ بنا ہی نہیں جس سے عشق ماپا جائے۔ عشق کی آگ تن من دھن کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور باہر دھواں تک نہیں نکلتا۔ عاشق تو سب کچھ لٹا کر بھی اُف نہیں کرتا پھر عشق ومحبت کا بیان کیسے مکمل کیا جائے۔ کیسے کہا جائے کہ عاشق کو اپنے یار سے اتنی محبت ہے۔ ہم نے تو فقط اپنا خیال چند الفاظ میں عرض کر دیا جہاں تک حضور قبلہ عالمؒ منگانویؒ کے عشقِ رسولِ کا تعلق ہے تو یہ عشق ومحبت اتنا بلند تر تھا کہ اس کے بیان کے لیے بھی ان جیسے مقام کی ضرورت ہے۔

اُن کی توصیف میرے منہ سے ادا ہو مشکل ۔۔۔ وہ میری سوچ کے ہر زاویہ سے بالا ہیں

حضور قبلہ عالمؒ کا درسِ ادب

حضور قبلہ عالمؒ عاجز وانکسار اور سراپا ادب تھے۔ اپنے مرشد کریم اور پیر خانے کا ایسا ادب کیا کہ آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے آپ کے وعظ ونصیحت میں ادب ایک خاص موضوع ہوتا۔ فرماتے ”ہمارے مذہب میں نو حصے ادب ہے اور ایک حصہ عمل ہے۔“ بے ادب کی ساری زندگی کے اعمال رائیگاں چلے جاتے ہیں۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ؕ قرآن فرماتا ہے کہ جس نے ذرا سی بھی میرے محبوب کی بے ادبی کی اس کے اعمال عبادات سب کے سب ضائع کر دیئے جائیں گے اور اسے خبر بھی نہ ہوگی گویا بے ادبوں کے لیے توبہ کا دروازہ بھی بند ہے اکثر حضرت خواجہ غلام فرید

کے یہ اشعار پڑھتے۔

تو ڑے دھکڑے دھوڑے کھاندڑی ہاں تیڈے نام توں مفت وکاندڑی ہاں

تیڈی باندیاں دی میں باندڑی ہاں ہے در دیاں کتیاں نال ادب

آپ فرماتے غوث بہاءالدین زکریا ملتانیؒ کا ایک مرید لنگر کے گھوڑوں کو چارہ ڈالتا تھا درویش اسے حسین گھائی کے نام سے بلاتے تھے ایک روز وہ اس قسم کی گھاس لایا جو یہاں کی معلوم نہیں ہوتی تھی درویشوں نے پوچھا حسین! یہ کہاں سے لائے ہو اس نے کہا ''روس'' سے لایا ہوں انہوں نے کہا اتنی جلدی تو نے اتنا لمبا سفر کیسے طے کیا تو اُس نے کہا میں جہاں سے چاہتا ہوں وہیں سے گھاس لے آتا ہوں ۔تمام درویش حیران ہوئے اور یہ واقعہ حضرت غوث کی خدمت میں عرض کیا۔آپ نے حسین گھائی کو بلوایا اور فرمایا تم نے یہ مقام کیسے حاصل کیا۔تو اس نے عرض کی حضور ایک دِن میں گھاس لینے کے لیے باہر گیا۔صُبح سے دوپہر تک مجھے کوئی گھاس نہ ملی۔چونکہ موسم گرما کی وجہ سے گھاس خشک ہو چکی تھی بڑی مشکل سے مجھے کچھ گھاس ملی میں نے وہ کاٹ کر آپ کے گھوڑوں کو ڈال دی اتنے میں لنگر خانہ سے ایک کتا نمودار ہوا اور اس گھاس کے اوپر پیشاب کرنے لگا میں نے سوچا اگر اسے مار کر بھگاؤں تو شیخ کے آستانہ کا کُتا ہے اس کی بے ادبی ہوگی اگر نہ ماروں تو گھاس خراب ہو جائے گی اور گھوڑے نہیں کھائیں گے پس میں نے اپنی پگڑی اُتاری اور جہاں پر کُتا پیشاب کر رہا تھا وہاں پر رکھ دی کتا پیشاب سے جب فارغ ہوا تو میں نے وہ پیشاب بھری پگڑی اپنے سَر پر رکھ لی بَس وہ دِن گیا اور آج کا دِن جہاں سے چاہتا ہوں وہاں سے ہی گھاس لے آتا ہوں۔یہ سب کچھ دربار غوثیہ کے کتے کا ادب کرنے سے مِلا ہے حضرت غوث بڑے خوش ہوئے اور فرمایا حسین اب تو حسین گھائی نہیں بلکہ حسین آگاہی ہے۔جاؤ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاؤ اور اس کی معرفت کی تعلیم دو آج بھی ملتان کا سب سے بڑا بازار حسین آگاہی کے نام سے مشہور ہے۔

درسِ ادب میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا یہ شعر پڑھا کرتے۔

دَم آبس صِفال سَگ بکوئے یار نوشیذن مرا خوشتر بود زاں باد کاں درجامِ جَم باشد

(اپنے یار کی گلی کے کتے کے پیالے کا بچا ہوا پانی میرے لیے جام جمشید میں بادہ و مئے پینے سے ہزاروں درجہ بہتر ہے)۔

پیرومرشد اور پیر خانے کا احترام آپ کی رگ و جان میں بسا ہوا تھا۔جب بھی دہڑ شریف حاضری ہوتی کبھی چار پائی پر نہ بیٹھتے اور نہ ہی ٹانگیں پھیلا کر کبھی سوتے۔عموماً تمام رات روضہ مبارک کے سامنے عبادت میں گزارتے اور کچھ دیر آرام کرنا ہوتا تو بھی بیٹھے بیٹھے تکیہ پر سر ٹیک لیتے۔پیر خانے کے خدام کا بے حد احترام کرتے انہیں نذرانے دیتے اور ان سے دُعا کرواتے۔دہڑ شریف کبھی اونچا نہ بولتے اور نہ کسی کو مرید کرتے۔آستانہ عالیہ پر بھی جو شخص مرید ہوتا پہلے نام پوچھتے اگر کوئی نام سردار علی بتا دیتا تو مرید نہ کرتے فرماتے یہ میرے مرشد کا نام ہے میرا مرید ہونا ہے تو پہلے نام تبدیل کرو پھر تمہیں مرید کروں گا۔

میاں باغ علی درویش ایک دفعہ حضرت اعلیٰ دھڑوی کی ایک بہت بڑی تصویر کسی مصور سے بنوا کر لائے۔ جو تقریباً آڑھائی فٹ چوڑی اور ایک میٹر لمبی ہوگی۔ ان کا مقصد تھا آپ خوش ہو کر مجھے کچھ عنایت فرمائیں گے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے تصویر کا بہت اکرام کیا حالانکہ وہ ہاتھ سے بنی ہوئی تھی۔ اور صحیح بھی نہ تھی۔ لیکن حضور نے اس دور میں تقریباً سات سو روپے اور ایک نیا بستر گھر سے منگوا کر اور جو اپنی جیب میں تھا حتیٰ کہ درویشوں کے پاس بھی جو کچھ تھا انہوں نے بھی اس کی نذر کیا۔ آخر وہ خود کہنے لگا حضور آپ نے میری توقع سے بڑھ کر مجھے دیا میں خوش ہوں یہی کافی ہے۔ آپ نے فرمایا باغ علی! تصویر یار کی قیمت ہم ادا نہیں کر سکتے۔ ہمارے گھر میں تو جو کچھ روپے تھے وہ حاضر ہیں۔

دھڑوی سرکار کی اولاد امجاد کا بے حد احترام کرتے وہ جب کبھی دربار شریف پر تشریف لاتے تو ان کے سامنے پلنگ پر نہ بیٹھتے تھے ہر ممکن ان کی خدمت کرتے اور جو کچھ حکم دیتے بجالاتے۔ مرشد کریم کی صاحبزادیوں اور قبلہ اماں سین کا بھی بے حد احترام کرتے اور ان کے لیے خاص طور پر نذرانے بھیجتے۔ حضرت اعلیٰ کی صاحبزادیاں آپ کو اپنا بھائی اور قبلہ اماں سین بیٹا کہہ کر پکارتیں۔

دربار شریف کی کسی بھی چیز پر اعتراض نہ کرتے۔ اور وہاں کبھی پرہیزی کھانا تناول نہ کرتے بلکہ لنگر شریف میں جو کچھ ملتا بڑی چاہت کے ساتھ کھا لیتے۔

اپنے مرشد کریم کا ذکر بڑی عقیدت و محبت سے کرتے اور جب کبھی ذکر کرتے ہوئے آنکھیں بند کرتے تو آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگتے۔ فرماتے۔ میرا مرشد شریعت کا بادشاہ تھا۔ میرے مرشد سے بڑا نہ کوئی عالم تھا اور نہ کوئی فقیر بڑے ادب اور القابات کے ساتھ دھڑویؒ سرکار کا نام لیتے۔

دربار شریف کے بچوں سے لے کر بوڑھے لوگوں تک کسی کو ننگا سر داخل ہوتا دیکھتے تو اشارے سے واپس جانے کا حکم فرماتے اور جب وہ سر پر کپڑا لیتا تب داخل ہونے کی اجازت ہوتی۔ آستانہ عالیہ پر کوئی بھی شخص ننگے سر نہ رہتا۔ آپ فرماتے کہ برہنہ سر بے ادبی کی نشانی سے اور سر پر ٹوپی یا پگڑی ادب کا ایک سلیقہ ہے۔ بچوں سے گفتگو کرتے تو انہیں آپ کہہ کر اور جی سے پکارتے تاکہ انہیں ادب کی تعلیم ملے۔ آپ کے پاس رہنے والے درویش ادب و آداب کا کامل نمونہ ہوتے تھے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی نسبت کا ادب و احترام آپ کے قلب و روح میں جاگزیں تھا۔

اخلاقِ کریمانہ

طویل اور لا دوا امراض انسان کے اندر چڑچڑاپن اور تلخی پیدا کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے مریض نہ صرف لوگوں کی مجلس میں تنگ رہتے ہیں بلکہ وہ کسی سے بات کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ لیکن حضرت قبلہ عالم منگانوی کا یہ کمال تھا کہ آپ نے ساری زندگی تکلیف دہ اور لا علاج امراض کو گلے لگائے رکھا۔ دِن کراہتے گزرا اور رات کھانستے گزری' طویل عرصہ چار پائی پر گزارا' کئی سالوں سے پاؤں مبارک پھیلا کر نیند نہ کی' صرف کچھ لمحے سر جھکا کر تکیہ کی ٹیک پر آرام فرماتے تھے۔ لیکن مزاج مبارک میں کمال کا خلق اور نرمی تھی سارا دن لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی۔ مخلوق خدا ہزار ہا دُکھ اور مصیبتوں کی فریادیں لے کر آتے کسی کو دعا اور دم کرتے کسی کو تسلی اور حوصلہ دیتے ایک لمحہ کے لیے بھی اکتاہٹ یا بد اخلاقی کا مظاہرہ نہ کیا۔ عورتوں' مردوں' بچوں' بوڑھوں اور غریبوں سے کمال شفقت فرماتے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ کے ہر مرید کا آج تک یہ دعویٰ ہے کہ جو پیار و محبت مجھ سے حضور قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے کسی اور سے نہ کرتے تھے۔ آپ پیار و اخلاق کا ایسا آفتاب تھے کہ اپنی کرنوں سے ہر دل کو جگمگائے رکھا۔ محبت و خلوص کا ایسا دریا تھے جس سے ہر تشنہ لب سیراب ہوا۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے چند الفاظ برسوں کے مریض کا غم دور کر دیتے۔ جو بھی آپ کے پاس کوئی فریاد لے کر آتا آپ اس کے بیان سے پہلے دادرسی کر دیتے کسی کو بولنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ جس کے ذہن میں جو سوال ہوتا مجلس میں ہی اس کا جواب دے دیتے۔ آپ کی ذات بابرکات ہر سوال کا جواب تھی۔ آپ نہایت سخی اور کریم النفس تھے۔ آستانہ عالیہ پر آنے والے ہر شخص کی عزت نفس کا خیال رکھتے۔ علماء مشائخ کے بے حد قدر دان تھے۔ عرس مبارک کی محفلوں میں جب کوئی عالم تقریر کرتا' رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتا تو وجد میں آ جاتے اور اس قدر محبت بھرے انداز میں اسے داد و تحسین دیتے کہ پھر اس عالم کو کسی اور مجلس میں تقریر کا مزہ نہ آتا۔ جب بھی کوئی مشائخ میں سے آستانہ عالیہ پر تشریف لاتے تو آپ اتنی عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتے کہ یوں معلوم ہوتا آپ ان کے مُرید ہیں۔ کمال کا ادب و احترام کرتے اور ایک طالب علم کے انداز میں ان سے گفتگو کرتے۔ انہیں نذرانے و تحائف پیش کرتے۔ اپنے شیخ کی اولاد کا بے حد احترام فرماتے ان کے سامنے چار پائی پر نہ بیٹھتے۔ سر جھکا کر ادب سے بیٹھے کرتے حالانکہ تمام صاحبزادگان آپ کے مقام و مرتبہ کا خاص خیال رکھتے۔ آپ ایسے خلیق تھے کہ جو بھی بیمار' لاچار' مجبور' بے بس اور دُنیا کا ستایا ہوا انسان آپ کے پاس آتا نہ صرف اس کے جملہ امراض و غم جاتے رہتے بلکہ وہ آپ کو ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفیق پاتا۔ جو بھی آستانہ عالیہ پر آپ کو ملنے آیا پھر اس کی روح آپ کے ساتھ اٹک گئی اول تو وہ واپس نہ گیا جو واپس بھی گیا دل و جاں منگانی چھوڑ گیا پھر جہاں بھی رہا اس کا دل منگانی شریف اٹکا رہا۔

جیتے جی کوچۂ دلدار سے جایا نہ گیا   اپنے سر سے تیری دیوار کا سایا نہ گیا

جس کو بھی آپ نے مرید کیا اس کے دل میں آپ کی ایسی لازوال محبت اور عشق پیدا ہوا کہ پھر آپ کا ہو کر رہ گیا۔ جہان بھر میں اس کا دل کہیں نہیں لگا یہی وجہ ہے کہ آج بھی جس مرید کے سامنے آپ کا تذکرہ کیا جائے اس کی

آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب آ جاتا ہے اور وہ بے اختیار پکار اُٹھتا۔ ہے کہ آپ جیسا شیخ کامل، شفیق باپ، غم گسار، دوست پیدا ہی نہیں ہوا۔

یادیں تیرے سلوک کی ڈستی ہیں آج بھی ملنے کی آرزوئیں ترستی ہیں آج بھی
آنکھیں ہزار ضبط کی کوشش کے باوجود رُک رُک کے بار بار برستی ہیں آج بھی

آپ کے اخلاق ومحبت کا فیض آج بھی ہزاروں لوگوں کے سینوں میں موجزن ہے۔ آپؒ اخلاق نبوی ﷺ کا ایسا نمونہ تھے کہ جو بھی دیکھتا پکار اٹھتا کہ یہ واقعی رسول اللہ ﷺ کے سچے غلام ہیں۔

عجز وانکساری

آپ کی طبیعت مُبارک میں ذرا بھی تصنّع کا پہلو نہ تھا۔ عجز وانکساری آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ لباس وخوراک، معاملات وعادات میں سادگی وعاجزی جھلکتی تھی۔ آپؒ ہمیشہ سادہ لباس وسادہ کھانا پسند فرماتے۔ اپنی ذات کی تشہیر آپ کو بالکل پسند نہ تھی اس لیے ساری زندگی کسی کانفرنس یا جلسہ میں شرکت نہ کی اور نہ ہی اپنے نام کے کبھی اشتہار چھپوائے حتیٰ کہ عرس مبارک کے اشتہارات بھی نہ چھپواتے۔ کسی مجلس وجلسے کی صدارت نہ کرتے اور نہ ہی کسی تقریب میں جانا پسند فرماتے۔ کسی مذہبی وسیاسی تنظیم سے وابستگی اختیار نہ کی البتہ تحریک منہاج القرآن اور جمعیت علمائے پاکستان کو پسند فرماتے۔ جب مجلس میں کوئی مقرر آپ کی تعریف کرتا تو اسے روک دیتے اور فرماتے ہمیں کل تعریفوں کے مالک ﷺ کی تعریف سناؤ۔ اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ الفقیر محمد کرم حسین لکھتے۔ حضور اپنی کتاب ''تنویر الابرار'' میں اپنا اسمِ گرامی کچھ اس انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''بندہ سرافگندہ، عاصی پُر معاصی، کمترینِ خلائق محمد کرم حسین۔''

کسی لقب یا ذات کا اظہار نہ کرتے ایک دن راقم السطور نے کتاب ''زادالاعوان'' اور ماہنامہ ''الاعوان'' کے متعدد شمارے آپ کو دکھائے اور عرض کی ہم قطب شاہی اعوان سلسلہ نسب کے لحاظ سے علوی ہیں یعنی سیدنا علی المرتضیٰؓ کی اولاد ہیں تو آپ نے فرمایا ''بیٹا! ایسا نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ ہم ان کے غلام ہیں۔''

ہر صاحبِ غرور کی دستار گر پڑی اللہ رے! عروج تیرے انکسار کا

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

حضور غوث پاک نے فرمایا۔ اگر امتحان وآزمائش نہ ہوتی تو ولایت کے مدعی سینکڑوں ہوتے۔ مخلوق کی ایذاء پر صبر کرنا ولایت کی علامت ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ مخلوق کے کاموں سے اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ کی مُحبت نے ہر چیز سے اندھا اور بہرا کر دیا۔ عزیزی قاسم حسین بیان کرتے ہیں۔ ایک روز حضور نے اپنی زبان مبارک سے آہ بھر کر یہ ماہیا پڑھا۔

دوپتر اناراں دے

ساڈے دکھ سُن سُن کے روندے پتھر پہاڑاں دے

یہ سن کر ایک خدمتگار نے عرض کی بھلا حضور کو کونسا دکھ ہے۔ ہزاروں مرید ہیں' خدمت کرنے والے اور گھر والے سب دست بستہ غلام ہیں۔ درویش خدمت کے لیے دن رات کمر بستہ ہیں۔ پھر حضور کو کیا فکر لاحق ہوئی ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

☆ میاں راجا نول بیان کرتا ہے ایک روز میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت حاضر خدمت ہو کر رو رو کر اپنی داستانِ غم بیان کرنے لگی۔ حضور مجھے بہت تکلیف رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا الحمدللہ اس نے کہا مجھے ساری رات نیند نہیں آتی فرمایا الحمدللہ۔ حتیٰ کہ وہ جو مصیبت بیان کرتی۔ آپ فرماتے الحمدللہ۔ اس پر وہ سخت رنجیدہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی کہنے لگی آپ کیسے ولی اللہ ہیں۔ میں اپنا دکھ بیان کرتی ہوں۔ آپ کلمہ شکر ادا کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ تو لوگوں کی اعانت کرتے ہیں۔ لیکن آپ میری دادرسی نہیں کرتے۔ حضور جلال میں آ گئے اور حاضرین مجلس سے فرمایا سب ہاتھ اٹھاؤ اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے حصے کی تمام مصیبتیں مجھے دے دے اور یہ ٹھیک ہو جائے۔ اس کے بعد وہ چلی گئی اور تقریباً تین چار مہینوں کے بعد حاضر ہوئی۔ اس کے آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ عرض کی حضور جس دن سے آپ سے دعا کروائی تھی اس دن سے آج تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی' رات کو اتنی گہری نیند سوتی ہوں کہ صبح کی نماز کے لیے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا بیٹی تمہارا کام تو ہو گیا۔

ہم جانیں اور ہمارا خدا جانے۔

☆ حضرت بابا مستان شاہ صاحب مدنی ملتان والے حضور کے گہرے دوست تھے ایک دن کہنے لگے حضور آپ کو ایک نسخہ بتاتے ہیں اگر آپ اس پر عمل کریں تو بالکل صحت مند ہو جائیں گے۔ فرمایا بتائیں کہنے لگے آپ آج سے عہد کریں کہ آئندہ کسی کو مرید نہیں کروں گا اگر آپ کل تک بستر علالت سے اٹھ کر صحت مند نہ ہو جائیں تو مجھے کہنا۔ مجھے دیکھیں میری عمر سو سال سے بڑھ گئی ہے۔ میں نے صرف گنتی کے آدمی چن کر مرید کیے ہیں۔ ایک آپ ہیں جو آتا ہے خواہ گناہوں سے کتنا ہی آلودہ کیوں نہ ہو پرواہ تک نہیں کرتے۔ اور مرید کر لیتے ہیں۔ یہ انہی لوگوں کا بوجھ ہے جو آپ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔ اسے اتار پھینکیں اور صحت و تندرستی سے زندگی بسر کریں۔ حضور ہنس پڑے۔ فرمایا آپ بے شک ولی اللہ ہیں لیکن پھر بھی ہیں تو عورت' ہم مرد ہیں جان چلی جائے گی لیکن گھبرائیں گے نہیں۔ میری وجہ سے اللہ کی مخلوق دوزخ کی آگ سے بچ جائے تو میرے لیے یہ بات اپنی صحت و تندرستی سے ہزار ہا درجے بہتر ہے۔ سبحان اللہ۔

خدا کے ناز کے پالے یہی ہیں خدائی بھر کے رکھوالے یہی ہیں

میاں راجا نول بیان کرتا ہے ایک شب حضور بستر پر دراز تھے۔ میں پنکھا ہلا رہا تھا۔ اچانک حضور کے منہ سے کئی مرتبہ ہائے ہائے کی آواز نکلی میں حیران ہوا۔ اور سوچنے لگا کہ حضور کو کونسی تکلیف ہے نرم وملائم بستر ہے۔ اور پنکھا ہلانے کی ڈیوٹی ہم دے رہے ہیں۔ انہیں کونسا دکھ ہے۔ اذان فجر سے ذرا پہلے کی بات ہے۔ خواجہ نور محمد دُرویش کلمہ پڑھتا ہوا حاضر ہوا اور رونے لگا۔ اسے اس کے بیٹے کی وجہ سے کسی نے مارا تھا۔ حضور اُٹھ بیٹھے اور فرمایا' نور محمد میری پیٹھ سے کپڑا اٹھا کر ذرا ہاتھ لگانا جب اس نے ہاتھ لگایا تو اور زار وقطار رونے لگا۔ عرض کی حضور اسی جگہ پر تو میرے جسم پر چوٹیں لگی ہیں۔ لیکن نشان آپ کی پیٹھ مبارک پر پڑ گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا تو بے فکر رہ۔ کل تک تمام مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میاں راجہ کہتا ہے میری موجودگی میں دوسرے دن وہ مسئلہ رفع ہو گیا۔ پھر مجھے فرمایا تو بھی آ کر میری پیٹھ دیکھ لے ہائے ہائے ایسے نہیں کر رہا تھا۔ پھر خود میں نے بھی حضور کی پیٹھ مبارک پر نشان دیکھے۔ یہ حضور کا درویشوں کے ساتھ کامل معیت واعانت کا حال تھا۔ سبحان اللہ۔

حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ عالیہ میں اکثر مصائب وآلامِ زمانہ کے ستائے ہوئے لوگ حاضر ہوتے۔ بس پہلی ہی ملاقات میں ان کو غموں سے نجات مل جاتی۔ حضور اپنی نگاہِ بصیرت سے اہل تمنا کے مدّعا کو جان لیتے اور اپنے محبت بھرے الفاظ میں اصلاح فرما دیتے۔ بعض کو اپنا حال بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی۔

آئینے کی مثال مرا سارا حال ہے پنہاں ہے بات کونسی روشن ضمیر سے

حضور قبلہ عالمؒ کا مقامِ حضوری

کئی اولیاء کرام کو اللہ کے رسول ﷺ کے درِ اقدس میں مقامِ حضوری حاصل رہا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر بار جاگتی آنکھوں سے اللہ کے رسول ﷺ کا دیدار کیا۔ حضرت امام آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بار جاگتی آنکھوں سے مشرف دیدار ہوا۔ ایک بزرگ شیخ روز بہاں بقلیؒ (صاحب تفسیر عرائس البیان) تھے انہیں بھی یہ مقام حضوری حاصل تھا۔ ان کے شاگرد علماء وفضلا حدیث نبوی ﷺ کو پرکھنے کے لیے ان کے سامنے بیان کرتے تو وہ خاموشی سے سنتے رہتے اگر وہ کسی حدیث پر خاموش رہتے تو علماء سمجھ لیتے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اگر کسی پر وہ اعتراض کرتے تو یہ علماء حدیث نہ لکھتے ایک عالم نے سند کے ساتھ حدیث بیان کی آپ نے فرمایا یہ حدیث صحیح نہیں اس نے کہا جناب اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث تواتر کے ساتھ بیان ہو رہی ہے اور فلاں فلاں محدثین نے اسے بیان کیا ہے۔ آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں آپ نے فرمایا میں راویوں اور محدثین کی طرف دیکھوں یا حدیث والے کی طرف۔ میرے سامنے آقا ﷺ موجود ہیں اور حضور فرما رہے ہیں کہ یہ حدیث میری نہیں ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی بیان کرتے ہیں "بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالِ غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی ﷺ میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحبِ حضوری کہلاتے ہیں انہی میں سے ایک حضرت شیخ

عبدالحق محدث دہلویؒ ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحبِ حضوری تھے۔ (الافاضات الیومیہ من الافاضات القومیہ یعنی ملفوظات حکیم الامت جلد نہم صفحہ 100)

ان اولیاء اللہ کی طرح حضور قبلہ عالمؒ کو بھی مقام حضوری حاصل تھا ہر روز آپ کی حاضری سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ہوا کرتی تھی۔

نہ کچھ غرض ان کو جسم و جاں سے — نہ کام کچھ اُن کو ایں و آں سے
گزر چکے ہیں وہ دو جہاں سے — جو تیرے کوچے میں آچکے ہیں

حاجی جان محمد سندھی بیان کرتے ہیں کہ میں 87-1986 عرصہ دو سال مدینہ منورہ رہا عموماً جمعہ شریف مسجد نبوی ﷺ میں پڑھا کرتا۔ وہاں میں نے اکثر حضور قبلہ عالمؒ کو ریاض الجنت میں نوافل پڑھتے دیکھا۔ میں جناب کی سحر انگیز شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ مرید ہونے کا تہیہ کر لیا اور جناب کے نزدیک بیٹھنے والے لوگوں سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ بزرگ سوڈان کا رہنے والا کوئی خدا رسیدہ بندہ ہے یہاں کسی سے کلام تک نہیں کرتا۔ جس وقت بھی دیکھیں نوافل پڑھتا رہتا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا اگر ان کا مرید ہو جاؤں تو مبادا یہ سوڈان واپس چلے جائیں تو میں ان کے پاس کہاں پہنچ سکوں گا۔ لہٰذا مرید نہ ہوا۔ اس کے بعد دو تین دفعہ مرید ہونے کے لیے آپ کے حضور کچھ دیر بیٹھا بھی رہا لیکن آپ تو نوافل سے ہی فارغ نہ ہوئے۔ میں نے عرصہ قیام مدینہ شریف کے دوران حضور کو اکثر ریاض الجنت میں ہی تشریف فرما دیکھا۔ ہاں کبھی کبھی باب جبرائیل اور جنت البقیع کے دروازہ پر بھی دیکھا۔

مدینہ منورہ ایک دفعہ رمضان شریف میں مجھے خواب میں سرکار دو عالم رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اس طرح ہوئی کہ گنبد خضریٰ کے اوپر کچھ بلندی پر ایک مکان ہے اور اس میں ایک کھڑکی بھی ہے۔ اس کھڑکی میں سے حضور علیہ السلام نے میری طرف دیکھا۔ (چونکہ ان دنوں میں بیعت ہونے کے لیے بہت بے تاب تھا) اور فرمایا تیرے پیر کا یہ پتہ ہے اچھی طرح یاد کر لے۔ اور میں نے منگانی شریف گاؤں سے لے کر دربار پاک تک مکمل راستہ دیکھا۔ پھر دربار شریف کا پرانا کنواں اور مسجد بھی دیکھی حتیٰ کہ مسجد کے اوپر آسمان پر نو 9 چمکدار ستاروں کی ایک خاص ترتیب میں لائن بھی دیکھی (جو بعد میں سب کچھ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا) یعنی حضور علیہ السلام نے مجھے خواب میں میرے پیر خانہ کا مکمل پتہ بتا دیا۔ اور اس کے بعد میں قدرے مطمئن رہنے لگا۔

دو سال بعد میں واپس پاکستان آیا تقریباً دو دن ہی گزرے ہوں گے کہ میں نے رات کو شریف کا ذکر سننے والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا یہاں پنجاب سے ڈاکٹر علی محمد سندھی کے پیر و مرشد آئے ہوئے ہیں۔ یہ ذکر انہی سے درویش کر رہے ہیں۔ میرے دل میں بھی شوق پیدا ہوا۔ صبح حاضر خدمت ہوا تو دیکھتے ہی رو دیا کہ جناب وہ تو میں دو سال

مدینہ شریف دیکھتا رہا تھا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی میری امید بر آئی تھی۔ فوراً قدم بوس ہوا اور مرید ہونے کے لیے عرض کیا۔ چونکہ حضور میرے حال سے واقف تھے لہذا یہاں مرید کرنا مناسب نہ سمجھا اور فرمایا۔ یہاں مرید نہیں کرتا۔ جھنگ آئے گا تو وہاں مرید کریں گے۔

حضور کی واپسی سے کچھ عرصہ بعد میں ڈاکٹر علی محمد سندھی کے ہمراہ گھوٹکی سے دربار شریف آیا۔ منگانی شریف گاؤں میں اترے تو وہی راستہ تھا جسے خواب میں حضور علیہ السلام نے مجھے دکھایا گویا اس راستہ سے میں پہلے ہی واقف تھا۔ دربار شریف پر پہنچا تو وہی مسجد و پرانا کنواں۔ میرا خواب حقیقت میں بدل چکا تھا حضور قبلہ عالمؒ دربار شریف پر موجود نہ تھے۔ بلکہ جھنگ والی اراضی مدرسہ قرآن محل میں موٹر لگوا رہے تھے۔ ہم جھنگ حاضر خدمت ہوئے اور میں وہیں دست بیعت سے مشرف ہوا۔

پھر میں وہیں حضور کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک رات مجھے نیند نہ آئی میں اٹھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بستر خالی پڑا ہے اور حضور موجود نہیں۔ حالانکہ ان دنوں حضور بظاہر چل پھر بھی نہ سکتے تھے۔ اور یہ واقعہ حضور کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے کا ہے۔ میں بڑا متعجب ہوا۔ اور جناب کو ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اتنے میں میری نظر آسمان کی طرف اٹھی تو حضور مغرب یعنی قبلہ شریف کی طرف سے ہوا میں تشریف لا رہے تھے۔ اور دستِ انور میں ایک ٹوکری تھی۔ جس میں سفید کاغذ دکھائی دے رہے تھے۔ آپ مدرسہ میں موجود اپنے حجرہ شریف کے اوپر سے ہوا کے دوش پر اپنے بستر پر تشریف لائے۔ مجھے فرمایا تو اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے۔ میں نے عرض کی حضور نیند نہیں آ رہی تھی اس لیے جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جان محمد! ہماری زندگی قریب الاختتام ہے۔ یہ واقعہ میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔ میں نے عرض کی جناب سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی حیات مبارکہ میں کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہ کروں گا۔ لیکن حضور یہ فرمائیں اس ٹوکری میں کاغذات کیسے ہیں؟ ارشاد ہوا یہ میرے درویشوں کی درخواستیں ہیں جو سارا دن میرے پیش ہوئیں اور میں یہ سب درخواستیں سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے منظور کروالایا ہوں۔ گویا ہر شب حضور قبلہ عالمؒ کی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری ہوتی تھی۔ اور سرکار اپنے غلاموں کی درخواستیں اور التجائیں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس سے منظور کروالاتے (حاجی صاحب مذکور حضور قبلہ عالمؒ کے دست بیعت ہونے کے بعد متواتر آٹھ دس سال دربار شریف پر رہے روضہ اقدس کی تعمیر کے بعد حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے انہیں خرقہ خلافت دے کر سندھ روانہ کیا اور تا حال علاقہ کچہ ضلع گھوٹکی سندھ میں سکونت پذیر ہیں)

میرے بڑے بھائی قبلہ پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے۔ ایک رات میں اکیلا حاضر خدمت تھا۔ جناب اس وقت مدرسہ قرآن محل جھنگ میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے مجھے چند وصیتیں ارشاد فرمائیں۔ اور آخر میں فرمایا آج کوئی ایسا بندہ ہے جسے ہر شب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہو؟ ایسا فقیر ہے جو ہر شب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو؟ پھر بطور اظہار نعمت اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مجھے ہر شب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ میری کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت فیض بشارت نہ ہو۔

سبحان اللہ۔

اولیاء اللہ کے مقامات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے البتہ کبھی کبھی یہ حضرات مامور من اللہ ہو کر یا واردات قلبی کے تحت مصلحتاً اپنے مقام و مرتبہ کے کسی گوشہ سے خود ہی پردہ اٹھا دیتے ہیں۔ ورنہ حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت میں تواضع اور اخفائے حال کا غلبہ تھا۔ شاذ و نادر ہی ایسے واقعات ظاہر فرماتے۔ اور وہ بھی کسی خاص مصلحت کے پیش نظر ورنہ جناب کا مسلک و مشرب تو پردہ پوشی تھا۔ جیسا کہ حضور کا ایک مشہور و معروف فرمان ہے ''فقیر وہ ہے جس کا ضبطِ حال اور ظرف اتنا اعلیٰ ہو کہ توحید کے سات سمندر بھی پی جائے تو ہمسائے کو خبر تک نہ ہو۔''

سلام اُس پر کہ جس کو دیکھ کر اللہ یاد آئے
سلام اُس پر کہ جس کے در سے ہر ناشاد شاد آئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیئاً للہ

جیلانی

یا شیخ عبد القادر

غوث اعظم
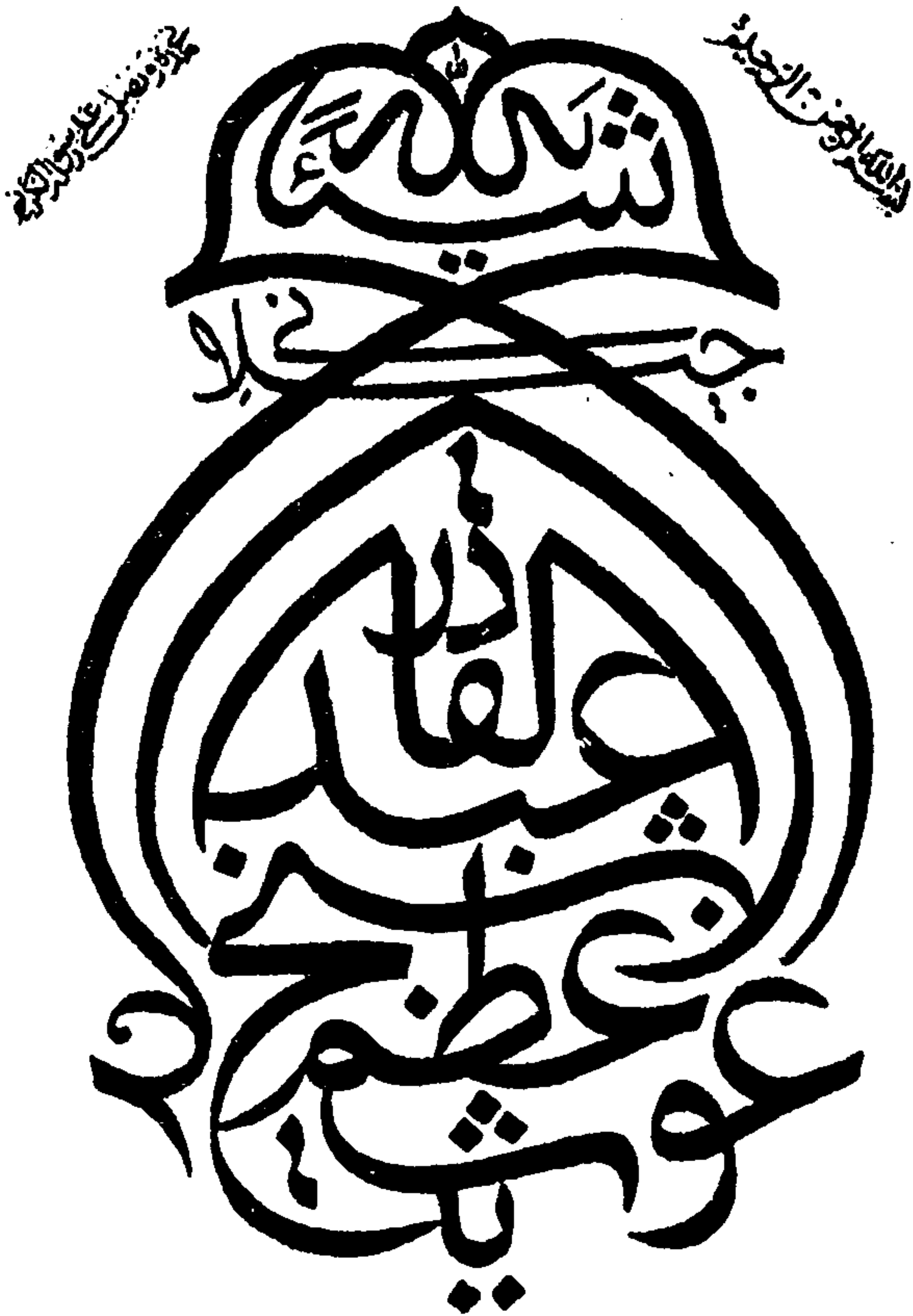
مثنوی در توصیف صاحبِ مقامِ حضوری

حضور قبلہ عالم منگانویؒ

قدوۃ الاولیاء مرشدِ محترم
المدد المدد میرے خواجہ کرمؒ

آپ کے ہاتھ ہے سائلوں کا بھرم
کیجئے دونوں عالم میں لطف وکرم

آپ کے ہو کے در در پہ جائیں گے کیوں
اور چوکھٹ سے خیرات پائیں گے کیوں

جبکہ خواجہ ہمارا سخیء جہاں
چھوڑ کر ان کا در اور جائیں کہاں

ہم کو جو کچھ ملا تیرے در سے ملا
اور حاجت نہیں آپ ہی کے سوا

تیرے در کے گدا بادشاہ بن گئے
تھے جو بے راہ وہ رہنما بن گئے

کتنے گم گشتہ اب اولیاء بن گئے
مقتدی آپ کے مقتدا بن گئے

فیض سب کو ملا آپ کی ذات سے
خاص کو عام کو دید سے بات سے

آپ کی شان کیسے کروں میں بیاں
آپ کی شان تو جانتا ہے جہاں

قبلہ عالم توئی خواجہء اصفیاء
نُورِ مولیٰ علیؓ، عکس غوث الوریٰ

جانشیں خواجہ حافظؒ نے جس کو کیا
شاہ سرِوارؒ تاج خلافت دیا

فیض یوں اولیاء کا اکٹھا ہوا
صورتِ قبلہ عالمؒ میں یکتا ہوا

پھر عبادت، ریاضت پہ مائل ہوا
جسم عشقِ حقیقی کا گھائل ہوا

دل سے ہُو کی صدا جیسے آنے لگی
سب کے مردہ دلوں کو جلانے لگی

جو بھی آیا انہیں کا فقیر ہو گیا
ان کی الفت کا دائم اسیر ہو گیا

فیض کا چشمہ ایسا ابلنے لگا
ہر کوئی ان کے ٹکڑوں پہ پلنے لگا

شاہِ جو دو کرمؒ کا کرم ہو گیا
ایک باب کرم اب یہاں کھل گیا

مرتبہ ان کو دائم حضوری ملا
نور کی کان سے جیسے نوری ملا

اک کچہری میں اب رات ڈھلنے لگی
سب کی تقدیر اس جا بدلنے لگی

صدر مجلس جہاں سرورِ انبیاء
ہاتھ باندھے کھڑے ہیں جہاں اولیاء

حکم ملتا ہے سب کو وہیں سے سدا　　عرضیاں پیش کرتے وہاں صوفیاء
سب مقامات کی انتہا ہے یہی　　قبلہ عالمؒ کی جائے پناہ ہے یہی
فیض بطحا سے آتا ہے طاہر سدا
دیکھ لو میرے خواجہ کا در ہے کھلا

طے الارض میں خصوصی امتیاز

اولیاءاللہ کو یہ مقام حاصل ہے کہ زمین کے جس کونہ میں اور آسمان کی جن بلندیوں میں جانا چاہیں لمحہ بھر میں جا سکتے ہیں کیونکہ زمین ان کے سامنے ایسے ہے جیسے کہ ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہو۔ اولیائے کرام کی کرامات میں ایسے ہزار ہا واقعات درج ہیں کہ اللہ کے ولی بیک وقت روئے زمین پر کئی جگہوں پر موجود رہے۔ اہل اعانت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کو اپنی نظر کرم اور عطاؤں سے مستفید کرتے ہیں اور مریدین کی دستگیری فرماتے ہیں۔ لیکن حضرت قبلہ عالم کو ایک خاص امتیاز یہ بھی حاصل تھا کہ آپ نہ صرف خود جہاں جانا چاہتے اپنے مولیٰ کریم کی عطا فرمودہ قوت سے لمحہ بھر میں چلے جاتے بلکہ اپنے جس مرید کو بھی جہاں پہنچانا چاہتے پہنچا سکتے۔ حضور کی یہ کرامت فقط اپنی ذات تک محدود نہ تھی بلکہ اپنے کسی مرید کو بھی یہ طاقت عنایت کر سکتے تھے۔ اور مریدین کو مختصر وقت میں کئی سومیل دور بھیج دیتے اور پھر آنکھ جھپکنے میں وہ پلٹ بھی آتے کتاب ''مظہرِ جمالِ مصطفائی'' میں ہے ایک روز حضور غوث اعظمؓ اپنے مدرسہ شریف میں وعظ فرما رہے تھے مجلس میں ایک تاجر ابوالمعالی محمد ابن علی کو حاجت بول و براز نے بہت تنگ کیا لیکن حاضرین کی کثرت اور حضور کی ہیبت کے باعث اسے مجلس وعظ سے اٹھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے دل ہی دل میں حضور سے فریاد کی۔ آپ اپنے منبر سے ایک سیڑھی نیچے اترے کہ اس شخص نے اپنے آپ کو مجلس وعظ سے غائب ایک جنگل میں موجود پایا جس میں ایک نہر بھی گزر رہی تھی اس نے اپنی چابیاں ایک درخت سے لٹکا دیں اور حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے جب سلام پھیرا تو اپنے آپ کو اسی مجلس وعظ میں موجود پایا کچھ عرصے بعد بلادِ عجم کی طرف ایک قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ چودہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک جنگل سے گزر ہوا جہاں قافلے نے قیام کیا۔ تب اسے یاد آیا کہ یہ وہی جنگل ہے جس میں وہ حضور غوثِ اعظمؓ کی کرامت سے حاجت کیلئے پہنچا تھا۔ پھر اسے وہ کنجیاں یاد آئیں جو درخت کے ساتھ لٹکائیں تھیں وہ تلاش کرنے پر اسے مل گئیں جب وہ بغداد شریف واپس آیا تو حضور کی خدمت میں خبر دینے سے پہلے ہی آپ نے اسے اس بات سے آگاہ فرما دیا۔

سبحان اللہ بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ حضور غوث اعظمؓ کے نائب کامل اور مظہرِ اتم حضرت قبلہ عالمؒ کے مرید پیر محمد مبارک صاحب ولد قاضی میاں غلام رسول قادری علیہ الرحمت کے ساتھ بھی پیش آیا۔ وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ صبح

تقریباً نو بجے میں حضور قبلہ عالم کی خدمت میں منگانی شریف حاضر تھا اور حضور اپنے آبائی گاؤں ''نواں شریف'' کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے چونکہ وہیں حضور کی ولادت بھی ہوئی تھی لہٰذا پرانے درویشوں سے متعلق مجھ سے باری باری خیر و عافیت اور احوال پوچھتے رہے۔ پھر فرمایا جس جگہ میرے والد صاحب (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ) نے چلہ کشی فرمائی اسے کنڈھی کہتے تھے اس سے آگے ڈھوک غزن کی طرف جائیں تو کونسا علاقہ ہے یعنی اس جگہ کا نام کیا ہے؟ میں بھول گیا حالانکہ ہماری رہائش بھی نواں شریف ہی تھی۔ میں بڑا شرمندہ ہوا پھر فرمایا ''اچھا ہم ابھی تمہیں بتاتے ہیں یا تم بتا سکتے ہو'' اسی لمحہ کیا ہوا کہ میں اس علاقہ میں پہنچ گیا۔ وہاں بیری کے درخت اور آس، پاس کے علاقے پر نگاہیں دوڑائیں اور مجھے اس جگہ کا نام یاد آ گیا۔ کئی بار بچپن میں ہم نے وہاں علاقائی کبڈی کے میچ اور گھڑ دوڑ بھی دیکھی تھی۔ پھر میں نے وہاں سے ایک سرکنڈے کا تیلا (تنکا) توڑ کر اپنے منہ میں ڈال کر کھڑا دیکھ رہا تھا کہ اسی وقت اچانک میں نے اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں منگانی شریف موجود پایا حالانکہ دربار شریف سے میانوالی کا فاصلہ تقریباً تین سو 300 کلومیٹر بنتا ہے اور سرکنڈے کا تنکا ابھی میرے منہ میں تھا میں نے اس حیرت انگیز کرامت کا جاگتی آنکھوں سے مشاہدہ کیا حالانکہ پرانے بزرگوں کے حالات میں ایسے واقعات پڑھ کر حیران ہوتے تھے میرے مرشد کریم نے لمحہ بھر میں نہ صرف مجھے وہ علاقہ دکھایا بلکہ سرکنڈے کا تنکا بطور نشانی بدستور میرے منہ میں موجود تھا۔ اور حضور کی خدمت اقدس میں حاضر بھی تھا۔ میں نے عرض کی حضور اس جگہ کا نام ''بھنڈاں مار'' ہے اور پہلے وہاں بلوچ قبیلہ رہتا تھا۔ حضور قبلہ عالم ہنس پڑے اور فرمایا ''دیکھ کر آئے ہو اس لئے بتا رہے ہو'' میں قدم بوس ہوا فرمایا ''ایسی باتیں درویشوں سے نہ کہنا''

مریدین کی اعانت

پیران پیر دستگیر حضور سیدنا غوث اعظمؓ فرماتے ہیں۔ ''عزت و جلال پروردگار کی قسم! میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین کے اُوپر ہے میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ اگرچہ وہ سواری سے گرے'' حضور اپنے قصائد میں فرماتے ہیں

مُرِیْدِیْ اِذَا مَا کَانَ شَرْقًا وَّمَغْرِبًا
اُغِثْهُ اِذَا مَا صَارَ فِیْ اَیِّ بَلْدَةٍ

(میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو)

دیگر

وَمُرِیْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ
اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بَحْرِ طَامٍ

(اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دریا تلے جب بھی مجھ کو پکارے)

فَــــاَغِثْــــهُ اَوْ کَـــانَ فَــوْقَ هَــوَاهِ

اَنَـــا سَیْفُ الْــقَــضَـــا لِــکُــلِّ خِــصَـــامِ

(تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں خواہ وہ دوشِ ہوا پر ہو میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں)

اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت استطاعت عطا فرمائی ہے کہ دور ونزدیک دیکھنا اور اعانت کرنا ان کا شیوہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ شیخ کامل ہی نہیں جو مریدین کی نگہبانی اور اعانت نہ کرے۔ حضور قبلہ عالمؒ نہ صرف اپنے مریدین کی نگہبانی کرتے بلکہ اعانت و مدد کا بھی حق ادا کر دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر مرید کسی بھی لمحے اپنے آپ کو حضور قبلہ عالمؒ کی نگاہوں سے اوجھل نہ سمجھتا۔

-1 سید جعفر حسین شاہ سکنہ موچیوالہ ضلع جھنگ بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضور قبلہ عالمؒ کا مرید ہوا تو غفلت کی وجہ سے ارکان اسلام یعنی نماز، روزہ اور جنازہ وغیرہ سے نا آشنا تھا ایک دن حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا جعفر شاہ تمہیں جنازہ پڑھنا آتا ہے۔ میں نے عرض کی حضور کچھ بھی نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا تمام ضروری اشیاء یاد کر لو کبھی جاٹوں میں پھنس جاؤ گے وہ کہیں گے پیر صاحب ہمارا جنازہ پڑھاؤ تمہیں آتا نہیں ہوگا۔ یہ جٹ لوگ بہت بُرے ہوتے ہیں تمہاری داڑھی بھی تراش لیں گے اور ٹوپی بھی اتار لیں گے۔ لہٰذا کافی شرمندگی اٹھانا پڑے گی لیکن میں نے آپ کے فرمان کی پرواہ نہ کی کچھ ہی روز بعد کشمیریوں کی ایک بچی فوت ہوگئی اور جنازہ تیار تھا۔ دعائیں تو مجھے آتی نہیں تھیں سوچا آخری صف میں شامل ہو جاتا ہوں کشمیری راضی ہو جائیں گے۔ جونہی آخری صف میں پہنچا تو امام صاحب نے مصلیٰ چھوڑ دیا اور کہا لو پیر صاحب آ گئے وہ نماز جنازہ پڑھائیں گے کیونکہ مصلیٰ کے وارث ہی ساداتِ کرام ہیں۔ میں نے بہت اصرار کیا لیکن میری کسی نے ایک نہ سنی اور مجھے پکڑ کر مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ مجھے تکبیروں کی تعداد کا بھی علم نہ تھا۔ لہٰذا اتنا پسینہ آیا کہ موسم سرما کے باوجود میرے تلوؤں سے پسینہ بہہ نکلا جب کچھ نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر آستانہ عالیہ کی طرف منہ کیا اور حضور قبلہ عالمؒ کو مدد کے لیے پکارا کہ حضور آج لوگ میری داڑھی بھی تراش لیں گے اور آپ کے سلسلہ شریف کی ٹوپی بھی اتار لیں گے لہٰذا خوب بدنامی ہوگی میری لاج رکھ لیں۔ بس یہی کہنا تھا کہ میرے سامنے عین اسی وقت ایک تختہ سیاہ نمودار ہوا جس پر نماز جنازہ پوری تحریر تھی میں کچھ پڑھنا لکھنا جانتا تھا۔ لہٰذا ساری نماز جنازہ دیکھ کر پڑھا دی لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا جنازہ کے اختتام پر وہ تختہ غائب ہو گیا لوگوں نے میری بڑی تعریف کی کہ آپ نے جنازہ بہت احسن پڑھایا ہے لیکن اگر حضور قبلہ عالمؒ میری خبر نہ لیتے تو مجھے بہت شرمندگی اٹھانا پڑتی اس کے بعد میں نے تمام ضروری احکامات یاد کر لیے اب حضور کی نگاہ کرم سے میں امام مسجد ہوں۔ بقول حسرت موہانی۔

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے   وہ کیوں نہ خوبیٔ قسمت پہ اپنی ناز کرے

2- خلیفہ میاں محمد علی بلوچ اور میاں زاہد لوہار ساکن بلوآنہ شریف ضلع جھنگ بیان کرتے تھے کہ حضور قبلہ عالمؒ چک نمبر 14 لوکڑی سرگودھا تھے ہم نے پروگرام بنایا کہ حضور قبلہ عالمؒ کے پاس جاتے ہیں۔ غربت کا زمانہ تھا نہ تو کرایہ ہوتا تھا اور نہ ہی سواری ملتی تھی۔ جھنگ سے سرگودھا کے لیے قلیل بسیں چلتی تھیں اور ریل گاڑی بھی فقط ایک وقت جاتی تھی۔ عشق و محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک لمحہ بھی آپ کے دیدار کے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ ہم دونوں پیدل چل پڑے جب دریائے چناب کے کنارے پہنچے تو بڑے پریشان ہوئے کہ دریا عبور کرنے کے لیے نہ تو کوئی پُل تھا اور نہ ہی کشتی۔ آنکھیں بند کیں اور اپنے پیرو مرشد کو پکارا کیا دیکھتے ہیں کہ دریا کے پار ایک سفید لباس والا شخص کھڑا ہے اور ہمیں اشارہ کر رہا ہے کہ دریا کو اس سیدھ سے عبور کرو۔ سیلاب آیا ہوا تھا ہر طرف پانی ہی پانی تھا ہمیں پانی سے خوف آتا تھا لیکن جونہی اس شخص کا اشارہ دیکھا دِل سے خوف اتر گیا۔ اسی سیدھ سے دریا میں اتر پڑے چلتے چلتے پورا دریا عبور کر لیا لیکن پانی کمر سے اوپر تک نہ گیا۔ دریا عبور کیا۔ تو وہ شخص کہیں نظر نہ آیا۔ ہم نے سفر جاری رکھا سرگودھا سے گزرے تو ہمیں رات ہوگئی ایک گاؤں میں داخل ہوئے تو ایک شخص سے ملاقات ہوئی ہم نے رات ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی اس نے کہا میرے گھر تشریف لائیں۔ اس شخص کا نام نور محمد لوہار تھا۔ صبح وہاں سے چل کر 14 چک لوکڑی پہنچے۔ گاؤں کی جامع مسجد کے ساتھ ہی کچھ آدمی بیٹھے تھے ہم نے ان سے حضور قبلہ عالمؒ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا حضور کا قیام یہیں ہے لیکن اب وہ باہر باغ میں تشریف لے گئے ہیں ہم سے یہ چند لمحے بھی انتظار نہ ہو سکا آپ کے پیچھے چلے گئے۔ گاؤں سے باہر نکلے دیکھا تو حضور قبلہ عالمؒ تشریف لا رہے ہیں ہم نے انہیں دیکھتے ہی چادریں اوڑھ لیں تاکہ ہمیں دور سے پہچان نہ سکیں۔ یہ ایک محبت کا انداز تھا لیکن حضور قبلہ عالمؒ دور سے مسکرائے اور فرمایا ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے چادروں میں تم ہم سے نہیں چھپ سکتے۔ ہم نے قدم بوسی کی تو ہماری تمام تھکاوٹ دور ہوگئی۔ ہم نے آپس میں طے کیا تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ کو یہ بات ہرگز نہ بتائیں گے کہ ہم نے پیدل سفر کیا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے دوسرے درویشوں کو فرمایا تم چلے جاؤ ہم پیچھے آ رہے ہیں۔ جب درویش آگے نکل گئے تو فرمایا۔ محمد علی میں مریض آدمی ہوں اور یہاں علاج کے لیے حکیم بلوایا ہے۔ تم نے پیدل چل کر مجھے کیوں تکلیف دی میں نے عرض کی جناب کو تو معلوم ہے کہ میں اتنا نہیں چل سکتا لہٰذا ہم تو ابھی ریل گاڑی سے اتر کر آئے ہیں حضور نے دوسری بار پھر فرمایا لیکن میں نے انکار کیا تو حضور قبلہ عالمؒ جلال میں آ گئے اور فرمایا میں سب جانتا ہوں سرگودھا سے آگے فلاں گاؤں میں نور محمد لوہار کے ہاں تم نے رات بسر کی اس نے تمہیں ساگ کھلایا اور دریائے چناب پر وہ کون آدمی تھا جس نے تمہیں اشارہ کیا کہ یہاں سے دریا عبور کرو اور تمہاری کمر سے پانی اوپر نہ آیا وہ میں ہی تھا لہٰذا آج کے بعد مجھے اسقدر تکلیف نہ دینا۔ ہم قدموں پر گر پڑے اور معافی کے طلب گار ہوئے۔

سلام اُس پر جو سائل کو شرمندہ نہیں کرتا ضمیرِ ہر گدا سے با خبر ہے وہ سخی داتا

3- دربار شریف پر رہنے والی ایک خدمت گار مائی جنت بیان کرتی ہیں غالباً 1977ء کی سردیوں کا واقعہ ہے کہ حضور

قبلہ عالم گھر میں استراحت فرما رہے تھے۔ یکدم اپنا دست انور سامنے پڑے میز پر مارنے لگے ہم نے سوچا سوئے ہوئے ہاتھ نہ لگ رہا ہو۔لیکن حضور نے منع فرما دیا۔ہم حیران تھے جیسے آدمی کام کرتا ہے تو اس کا سانس پھول جاتا ہے۔ چار پائی پر پڑے پڑے حضور کا سانس پھولا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد پانی طلب فرمایا پانی نوش فرما کر قدرے پھر آرام فرمایا ہم بہت متعجب ہوئے کہ ایک تو سوئے ہوئے سانس نہیں پھولتا اور دوسرا سوئے ہوئے ایک مرتبہ میز پر ہاتھ لگتا ہے اور حضور نے دو تین مرتبہ مارا آخر حضور کی خدمت میں اصرار کیا تو صرف اتنا فرمایا کسی گھر میں آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ مقصد اس کا بجھانا تھا ہم نے یہ بات اپنے دل میں رکھ لی کہ ضرور کہیں نہ کہیں سے اس کی تصدیق ہوگی ابھی ہفتہ عشرہ گزرا ہوگا کہ کچھ پیر بھائی لیہ سے آئے اور اس دن کا ذکر کر کے کہنے لگے حضور ہمارے گھر میں اچانک آگ بھڑک اُٹھی ہم نے حضور کو یاد کیا تو ایسے لگا جیسے کسی غیبی ہاتھ نے فوراً بجھا دی اور نقصان نہ ہوا آپ نے صرف اتنا فرمایا تم تو بچ گئے ہو اللہ کریم جب کسی کو بچانا چاہیے تو ایسے اسباب پیدا ہو ہی جاتے ہیں۔

4- پرانے گھر کے سامنے گراسی پلاٹ میں حضور قبلہ عالمؒ ایک روز براجمان تھے میاں اللہ دتہ جنجرہ، ماسٹر محمد اقبال جنجرہ مرحوم اور مائی حاجن درویشنی حاضر مجلس تھے بقول اُن کے حضور نے اچانک چار پائی کے نیچے سے اپنا جوتا اٹھایا اور ایک طرف زور سے پھینک دیا ہم نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا تھا بڑے حیران ہوئے اور فقیر کے ہر کام میں حکمت والا مقولہ ذہن میں رکھتے ہوئے جوتا اٹھا کر حضور کی چار پائی کے نیچے رکھ دیا سبب پوچھنے کی ہمیں ہمت نہ تھی اسی روز شام سے قبل خادم حسین ولد خواجہ نور محمد درویش آیا اسے دیکھتے ہی حضور نے دریافت فرمایا دھیان کیا کرو بتاؤ آج بچ کیسے گئے اس نے عرض کیا حضور چہرہ تو میں نہ دیکھ سکا البتہ کپڑے سفید تھے جیسے حضور کے ہیں اور اپنا واقعہ عرض کیا ٹرک پر بوریاں لادرہا تھا ساتھ بس گزر رہی تھی کہ میں بس کے آگے گر پڑا اتنے میں سفید کپڑوں والے ایک بزرگ نے میرے بازو سے پکڑ کر دوسری طرف اس زور سے پھینکا کہ میں دیوار سے جا ٹکرایا۔ مرنے سے تو بچ گیا البتہ بازو دیوار کے ساتھ لگنے سے ٹوٹ گیا۔ حضور نے فرمایا اللہ کریم کا شکرادا کرو جان تو بچ گئی ورنہ آج تیرا زندہ رہنا مشکل تھا۔ اس وقت حاضر خدمت درویشوں نے جوتا پھینکنے والا وقت اسے بتایا تو اُس نے بھی تصدیق کی سبحان اللہ۔

5- پیر محمد مبارک صاحب سکنہ دربار قادریہ کرمیہ محلّہ عالم آباد بھکر شہر بیان کرتے ہیں۔ ''اگست 1978ء کا واقعہ ہے میرے ماموں جان کا ایک کیس تھا جس کی وجہ سے مجھے سرگودھا سے موضع کری والہ آنا پڑا۔ شام ہوگئی۔ لہذا میں ٹرین پر سوار ہوا راستہ میں کسی نے بتایا آپ شاہ نکدر اتر جائیں وہاں سے پیدل موضع کری والہ نزدیک ہے چنانچہ میں ٹرین سے اتر آیا اور ناواقفیت کے باوجود کری والہ کی طرف اکیلا چل پڑا۔ وہاں ہمارے پیر بھائی حاجی محمد اشرف صاحب رہائش پذیر تھے۔ رات چھا گئی آبادی کا دور دور تک کوئی نشان نہ تھا۔ میں کھیتوں کی پگڈنڈیوں پر مارا مارا پھر رہا تھا۔ اسی جستجو میں رات کے دس بج گئے اندھیری رات کے سبب کسی سمت کا بھی تعین مشکل ہو گیا۔ کبھی ادھر ہوتا کبھی اُدھر۔ رات کا سناٹا [illegible]

اور دیگر جانوروں کی آوازیں، میں بڑا پریشان ہوا اور تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ حضور قبلہ عالم کو شدت سے یاد کرنے لگا اور اعانت کا طلبگار ہوا کہ ''جناب کا غلام راستہ بھٹک گیا ہے، پیاسا، بھوکا اس ویرانہ میں مارا مارا پھر رہا ہے نظر کرم فرمائیں''۔

بس پھر کیا تھا اسی ساعت میرے سامنے موٹر سائیکل کی لائٹ کے برابر ایک روشن و منور چیز نمودار ہوئی۔ جس کی لائٹ اس قدر تیز تھی کہ زمین پر چیونٹی بھی نظر آنے لگی۔ پہلے تو میں سہم گیا کہ یہ کیا بلا ہے پھر فوراً خیال آیا کہ یہ میرے حضور نے دستگیری فرمائی ہے اور اٹھ کھڑا ہوا وہ لائٹ آگے آگے چل پڑی اور میں پیچھے پیچھے چل پڑا میں تیز چلتا تو لائٹ بھی تیز چلنے لگتی۔ اور میں آہستہ چلتا تو وہ بھی آہستہ چلتی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت کے بعد اس لائٹ نے مجھے منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ جونہی میں اپنے پیر بھائیوں کے گھر کے قریب پہنچا تو وہ لائٹ غائب ہوگئی۔ پھر یہ بھی پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آئی تھی اور کہاں گئی۔ میرے پیر بھائی بہت حیران ہوئے کہ آپ اس قدر بھیانک راستہ رات گئے کیسے طے کر آئے۔ میں نے انہیں کچھ نہ بتایا۔

پھر کئی روز بعد ایک دن میں حضور کی خدمت میں منگانی شریف اکیلا حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا ''ایک رات تو بھٹک گیا تھا پھر ہنس پڑے کہ پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکلی ہوئی تھی''۔

حالانکہ یہ تمام واقعہ میں نے عرض بھی نہیں کیا تھا۔ اور حضور مسکرا مسکرا کر سب کچھ بیان فرما رہے تھے۔ حضور کی پُر مزاح طبیعت دیکھ کر میں نے عرض کی ''جناب کا فرض تھا بھٹکے ہوئے کو راستہ لگانا'' فرمایا شکر نہیں کرتا بلکہ خودداری کی باتیں کرتا ہے۔

6- منظور حسین بلوچ سکنہ احمد پور موڑ نزد احمد پور سیال بیان کرتا ہے ایک روز حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے فرمایا منظور حسین! کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے آواز دینا

کچھ عرصہ بعد کا واقعہ ہے ایک دن میں اپنے دو ساتھیوں سمیت دریا کے پار گیا واپس کنارے پر آئے تو کشتی نہیں تھی میرا ایک ساتھی تیراکی جانتا تھا لیکن دوسرا میری طرح ناواقف تھا۔ جو تیراکی جانتا تھا اس نے ہمیں کہا دریا اتنا گہرا نہیں ہے اگر تم لوگ کچھ ہاتھ پاؤں مارنا جانتے ہو تو بجائے کشتی کے ویسے ہی دریا عبور کر لیتے ہیں۔ ہم دونوں نے کہا تیراکی تو ہم جانتے نہیں لیکن کچھ ہاتھ پاؤں مار لیں گے۔ اور ہم دریا میں اتر گئے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ گہرائی شروع ہوگئی جب پانی ہماری گردن تک پہنچا تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا دریا کافی گہرا ہے لہذا میں واپس جاتا ہوں اس نے پھر وہی بات دہراتے ہوئے کہا بس تھوڑی گہرائی ہے آگے پھر اسی طرح ہے آپ تیرنا شروع کر دیں۔ چونکہ میں تیرنا نہیں جانتا تھا اس لیے تھوڑے ہی فاصلہ پر میرے ہاتھ پاؤں تھک گئے۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو میرا ایک ساتھی جو تیراکی نہیں جانتا تھا غوطے کھا رہا تھا۔ لیکن قریب ہی چند لڑکے کدو کے ذریعے سے اسے نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور جو تیراکی جانتا تھا وہ دوسرے کنارے پر کھڑا تھا مجھے بچانے کے لیے آگے بڑھتا لیکن واپس ہو جاتا کیونکہ میں دریا میں ایسی جگہ پر تھا جہاں موڑ

تھا اور جو بھی مجھے بچانے کے لیے آتا پانی کی عجیب وغریب سمت کی وجہ سے مجھ تک نہ پہنچ پاتا اس بے بسی، مایوسی، اور بے کسی کے عالم میں مجھے حضور قبلہ عالمؒ کا فرمان یاد آ گیا کہ جب کوئی مشکل یا مصیبت درپیش آئے تو مجھے یاد کرنا اور پکارنا بس پھر کیا تھا میں نے دل ہی دل میں پکارا اے میرے پیر! آج مہربانی فرما اور مجھے اس آفت سے نکال۔ اتنے میں مجھے محسوس ہوا کہ کسی نے میرے پاؤں کے نیچے کوئی چھوٹی سی چیز دے کر مجھے سہارا دیا ہے۔ اور وہ چیز صرف میرے پاؤں تک محدود ہے۔ جو مجھے ڈوبنے نہیں دے رہی پھر میں نے حضور قبلہ عالمؒ کو پکارا تو ایک بجلی کی کوند مجھے دریا میں نظر آئی اس کے بعد مجھے کوئی علم نہیں یعنی میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو دریا کے کنارے پر پایا میرے ساتھی پاؤں دبا رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا بتاؤ میں باہر کیسے آیا تو انہوں نے کہا یہ ہمیں بھی معلوم نہیں ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ ایک لمحے تو دریا میں ڈوب رہا تھا اور دوسرے لمحے توں دریا کے کنارے پر تھا۔ میں نے کہا جب میں ڈوبنے لگا تو اپنے پیر و مرشد کو اعانت کے لیے پکارا بس اسی لمحے کنارے آ لگا۔ سبحان اللہ۔

سلام اُس پر کہ جس کی ہر نظر میں سو کرامت ہیں　　　سلام اُس پر کہ جس کے زیرِ سایہ ہم سلامت ہیں

حضور قبلہ عالمؒ کی شانِ بے نیازی

حضور قبلہ عالمؒ اللہ رب العزت کی محبت کے بحرِ بے کراں کی موجوں میں یوں غوطہ زن تھے کہ سارے عالم سے بے گانہ اور بے پرواہ تھے۔ دنیا و مافیہا میں رہ کر بھی اس کی محبت سے بے نیاز تھے۔ ویسے بھی اولیاء اللہ بے نیاز کے بے نیاز بندے ہوتے ہیں۔ حضور ساری زندگی کسی عادت اور زمانے کے کسی بھی بندھن میں مقید نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ جن رسم و رواج کی پابندی معاشرتی لحاظ سے بھی بہت ضروری ہوتی ہے اللہ کے فقیر ان رسم و رواج کی پابندی سے مستثنیٰ رہے۔ کسی بھی آستانہ عالیہ پر عرس کی تقریبات میں صاحب سجادہ کا ہونا لازمی امر ہے حد تو یہ ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ نے عرس کی تقریبات میں شرکت کی پابندی بھی نہ فرمائی اور آستانہ عالیہ پر آنا اور موجود ہونا ضروری نہ سمجھا بلکہ جہاں جلوہ افروز ہوتے وہیں پر عرس لگوا دیا کرتے۔ وہیں تبلیغ و تلقین ہوتی۔ لنگر تقسیم کیا جاتا۔ عشاق پروانوں کی طرح جمع ہو جاتے۔ دنیا والے حیرانگی سے دیکھتے رہتے کہ حضور قبلہ عالمؒ نے کیا کیا۔؟

15 دسمبر کو دربار شریف پر آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ کے یوم وصال کا ختم دلوایا جاتا ہے اور ان کے وصال کے بعد حضور قبلہ عالمؒ نے ہر سال باقاعدگی سے دلوایا لیکن ایک سال آپ جھنگ مدرسہ قرآن محل میں تھے 15 دسمبر کا عرس آ گیا آپ نے یہ عرس وہیں پر لگوایا مریدین وہیں پہنچ گئے۔ وعظ و نصیحت ہوئی۔ لنگر شریف جاری رہا اور عرس کی تقریبات اختتام پذیر ہوئیں منگانی شریف آنا ضروری نہ سمجھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ 15 جون والا عرس مبارک بھی مدرسہ قرآن محل جھنگ میں ہی لگوایا۔ پھر ایسا بھی ہوا کہ عرس لگوانے کی قید سے بھی خود کو آزاد کر لیا ایک موقع پر 15 دسمبر کا عرس آیا آپ نے جھنگ سے

پیغام بھیجا کہ میں دربار شریف پر نہیں آؤں گا میرے بیٹوں سے کہنا ختم شریف خود ہی دلوا دیں گے البتہ عرس شریف کا لنگر یعنی (کھانا) ہماری طرف بھی جھنگ بھیج دینا۔ اور اسی طرح ہوا حضور قبلہ عالمؒ اپنے آقا علیہ ﷺ کی غلامی اور اتباع کے علاوہ کسی چیز کے پابند نہ تھے۔ کسی جگہ اور دن کی پابندی کبھی طبیعت پر غالب نہ ہونے دی البتہ جہاں محبوب دو عالم ﷺ کی پابندی کا حکم ہے وہاں ہمہ وقت حکم کے اسیر بنے رہے اور یہ رنگ حضور کے متوسلین پر بھی غالب رہا۔ جہاں کہیں حضور ہوتے یاران طریقت کے لیے وہی جگہ توجہ کا محور ہوتی۔ وہیں پر دربار لگتا وہیں عرائس ہوتے۔ محفلیں لگتیں اور عشق و محبت کے جام لٹائے جاتے۔

عارف رومی نے کیا خوب فرمایا ہے کسی شخص نے ایک عاشق سے پوچھا تم نے دنیا کے بہت سے شہروں کو دیکھا مگر یہ بتاؤ۔

پس کدامے شہر زاں ہا خوشتر است گفت آں شہرے کہ دَرُ وَےَ دلبر است

(پس ان شہروں میں سب سے اچھا شہر کون سا ہے۔ وہ بولا جہاں میرا محبوب رہتا ہے وہ تمام شہروں سے زیادہ خوبصورت شہر ہے)۔

☆ بابا غلام محمد عرف کونی ملنگ جو کہ ایک گودڑی پوش فقیر اور کیمیا گر بھی تھا ساری زندگی مسافر کی مانند بسر کی کیمیا گری سے جو روپیہ وصول کرتا رفاہِ عامہ کے لیے خرچ کرتا کبھی اپنی ذات پر ایک روپیہ تک خرچ نہ کیا اور ساری عمر ایک سیاہ کمبل میں گزار دی وہ حضور قبلہ عالمؒ کے بہت قریبی احباب میں سے تھے ہفتہ میں ایک دو بار ضرور حاضر ہوتے۔ ایک روز تنہائی میں عرض کرنے لگے حضور اپنے صاحبزادگان میں سے ایک صاحبزادہ کچھ دنوں کے لیے مجھے دیں آپ نے وجہ دریافت کی تو عرض کرنے لگے۔ یونہی خدمت کروں گا۔ آپ نے فرمایا پھر بھی تو عرض کی حضور کو تو معلوم ہے۔ میں چاندی بناتا ہوں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ یہاں لنگر میں ہر وقت روپیہ صرف ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں ایک صاحبزادہ کو کیمیا گری سکھا دیتا ہوں تاکہ کبھی محتاجی نہ رہے۔ چونکہ درویش دیتا ہے لیتا نہیں۔ حضور نے فرمایا غلام محمد! ہمارے باپ دادا نے ہمیں صرف خدا کا دروازہ دکھایا ہے اور اس دروازہ کا سوالی کبھی خالی نہیں رہتا اگر عرصہ دراز سے میرا تمہارے ساتھ تعلق نہ ہوتا تو آج ہی تجھے یہاں سے بھگا دیتا کہ زندگی بھر میرے سامنے نہ ہونا یاد رکھو میری اولاد کے لیے اللہ ہی کافی ہے نہ کہ وہ کیمیا گری سے اپنا رزق تلاش کریں۔ بابا غلام محمد حضور کیسے نیاز طبع سے بہت متاثر ہوئے کبھی کبھی حضور کی باتیں کرتے ہوئے آنکھوں میں آنسو اُمڈ آتے۔ کہتے سارے لوگ ہزار طرح کی میری خدمت میں کوشاں رہتے کہ ہمیں کبھی مہربانی کر کے کیمیا گری سکھا دے گا لیکن میں نے انہیں کچھ نہ سکھایا اور جس کے پاس میں خود چل کر گیا اور عرض کی تو اس نے کہا آئندہ اگر میرے سامنے ایسی بات کہی تو زندگی بھر منہ نہ لگاؤں گا۔ بابا غلام محمد اپنے دوستوں اور نیازمندوں کو اصرار سے حضور قبلہ عالمؒ کا مرید کرواتا اور انہیں کہتا دوکان چھوٹی ہے لیکن جو سودا آج سارے عالم میں نہیں ملتا وہ بھی یہاں سے ملتا ہے۔"

☆ آج کل درگاہوں پر 80 فیصد لڑائیاں سجادہ نشینی کے حصول کے لیے ہوتی ہیں۔ ہمارے حضرت کی طبیعت اس سلسلہ میں بڑی بے نیاز تھی حضرت غریب نواز کے والد ماجد اور خود بھی ایک ہی شیخ طریقت کے دستِ بیعت اور خلیفہ مجاز تھے والد صاحب نے بوقت وصال تمام اہل خانوادہ کی موجودگی میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور خود دستار بندی بھی فرمائی حضرت 22 برس اپنے والد کے بعد از وصال ان کی مسندِ ارشاد پر متمکن رہے چھوٹے اور معصوم سات بہن بھائیوں کی پرورش کی، جامع مسجد، روضہ شریف اور گھر کے لیے بڑے عالیشان مکانات تعمیر کروائے لیکن چھوٹے بھائیوں سے جب اختلاف ہوا تو سب کچھ وہیں چھوڑ کر بے سروسامانی کے عالم میں منگانی شریف ہجرت کر آئے اور پھر عمر بھر کسی چیز کا بھی اُن سے مطالبہ نہ کیا فقیر سجادہ اور خانقاہ کا محتاج نہیں ہوتا۔ بادشاہ خواہ شہر میں رہے یا جنگل میں بادشاہ ہوتا ہے۔ حضور کی ذات بابرکات خانقاہ اور وطن کی قیود سے بے نیاز تھی۔

پاک ہے گردِ وطن سے سرِ داماں تیرا — تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا

اور پیر وارث شاہ علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں۔

وطن دماں دے نال تے ذات جوگی ساڈا خویش قبیلہ ہے کہیا — جیہڑا وطن تے ذات ول دھیان رکھے دنیا دار ہے او درویش نہ ہیا

منگانی شریف میں کوئی خاص کمرہ آپ کے لیے مخصوص نہ تھا چند ماہ کسی کمرہ میں گزارتے اور چند ماہ کسی اور میں۔ ہمارے موجودہ گھر میں کوئی ایسا کمرہ نہیں جس میں حضور نے قیام نہ فرمایا ہو لیکن موسمِ گرما میں اکثر لنگر شریف کے پرانے کچے کمروں میں رہائش پذیر ہوتے۔ حضور کے لباس میں بھی کوئی مخصوص وضع قطع نہیں ہوتی تھی۔

☆ پیر شفیع حسین بیان کرتے ہیں کہ بلوآنہ شریف میں حضور نے ہمارے لیے پختہ مکان تعمیر کروایا تھا جب یہاں منگانی شریف ہجرت کر آئے تو ایک دن میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی جناب اگر فرمائیں تو ہم اپنے حصہ کی اینٹیں وہاں سے لے آئیں۔ حضور نے فرمایا ہم نے وہاں سے کوئی چیز نہیں لانی۔ میں دیکھ رہا ہوں یہاں تم لوگوں کی کوٹھیاں اور بنگلے ہوں گے۔ بلکہ تم میں سے ہر ایک کے پاس علیحدہ علیحدہ کاریں بھی ہوں گی۔ سبحان اللہ آج وہ سب کچھ ہمارے پاس موجود ہے۔

ع: تمہارے منہ سے نکلی جو بات ہو کے رہی

حضور قبلہ عالمؒ کی بیماری، اختیاری

میں نے اس کتاب میں بار بار ذکر کیا کہ حضور قبلہ عالمؒ زندگی کا بیشتر حصہ علیل رہے۔ یقیناً قارئین کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہوگا کہ جس کے ہاتھ میں بے پناہ برکتیں تھیں جس کی نظر میں کمال کا فیض تھا، جس کے دم میں مسیحائی تھی، وہ خود طویل عرصہ بستر علالت پر کیوں رہا؟ ہزاروں لوگوں کو دعائیں دے کر شفایاب کر دیا لیکن ساری زندگی خود کیوں کراہتے

رہے؟اس سوال کا جواب ہرگز اپنی طرف سے نہیں دے رہا بلکہ آپ کے سامنے وہ واقعات اور حالات پیش کرتا ہوں جن سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حضور قبلہ عالمؒ بیمار کیوں تھے؟ اور انہیں اس ظاہری بیماری سے نجات کیوں نہ ملی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اب ذرا سوچیئے کہ صبر کرنے والے کون ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے؟ صابرین وہ ہیں جنہیں کوئی دُکھ، تکلیف اور درد پہنچے تو وہ اللہ کی رضا کی خاطر برداشت کرلیں۔ صابرین وہ ہیں جو یتیم ہو جائیں اور دنیا کی تمام اذیتیں اور مشکلات کے پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑیں مگر اُف تک نہ کریں۔ ان لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عاشق وصادق بندے ہمہ وقت مالک کی رضا اور معیت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنی منور آنکھوں سے یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ سال ہا سال کی عبادت سے بھی وہ رضا، معیت اور قریب حاصل نہیں ہوتا جو درد ورنج کی ایک آہ میں ملتا ہے۔ تو پھر اللہ کے یہ بندے جسم و جان کے لیے مصائب اور درد طلب کرتے ہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کے درد ورنج اپنے لیے طلب کرتے ہیں۔ اور پھر ان مصائب اور بیماریوں کے اندر جو انہیں راحت، قربت، معرفت اور معیت ملتی ہے اس پر یہ شاداں رہتے ہیں اور اس سودے کو بہت سستا جانتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (پ11ع3)

حضور قبلہ عالمؒ کی بیماری بھی اختیاری تھی اگر چاہتے تو ایک لمحہ میں اس سے نجات پا سکتے تھے۔ لیکن آپ کو جو مراتب اور فضیلتیں ملیں یہ انہیں درد بھری آہوں کی وجہ سے عطا ہوئیں پھر اگر کسی چیز میں من پسند چیز ملتی ہے تو کیا وہ اس کو ترک کر دیتا ہے ہرگز نہیں۔ جو کچھ حضور قبلہ عالمؒ کو حالتِ علالت میں عطا ہوا اس پر ہزاروں تندرستیاں قربان۔

ایک دفعہ حضور قبلہ عالمؒ کے علاج کے لیے میاں اللہ بخش کمہار ایک سنیاسی لایا۔ ہمارے سامنے اس نے حضور کی طبیعت کو دیکھا پھر سلور کی ایک ڈبیا میں کچھ چیزیں ڈال کر گوبر کے اوپلوں کو جلا کر اس میں تقریباً آٹھ گھنٹے کے لیے ڈبیا رکھ دی پھر اسے نکال کر اس میں سے ایک ککھ آپ کو دودھ کے ساتھ شام کو دیا آپ نے فرمایا مجھے دودھ موافق نہیں اس سے طبعیت اور بگڑ جاتی ہے مگر اس دوائی سے بہت افاقہ ہوا۔

رات کو بہت اچھی نیند آئی دمہ اور کھانسی بھی نہ ہوئی۔ صبح سویرے نماز کے بعد آپ کی آنکھیں سرخ اور چہرے پر جلال تھا۔ ارشاد فرمایا اس کمہار کو بلا کر لاؤ میں لے آیا تو آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا تم میری فکر چھوڑ دو۔ میں اسی حال میں خوش ہوں تمہیں کیا خبر آج میری تہجد قضاء ہوگئی ہے مجھے ایسی تندرستی سے بیماری اچھی ہے۔ جس میں یار کی یاد تو رہے عارف کھڑی میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں۔

جتھاں دُکھاں تھیں دلبر راضی سُکھ اونہاں توں وارے   دکھ قبول محمد بخشا راضی رہن پیارے

یعنی بیماری سے صحت یابی کی خوشی نہ تھی۔ غم اتنی شدت سے تھا کہ میری تہجد قضاء ہوگئی۔ آپ نے سنیاسی کو اپنی

جیب سے انعام نکال کر دیا اور فرمایا تمہارے علاج سے میں ٹھیک ہو سکتا ہوں مگر مجھے ایسی صحت نہیں چاہیے جو یار سے غافل کر دے۔ تیرے کمال میں کوئی شک نہیں۔ تیرے علاج سے دودھ بھی موافق ہوا۔ دمہ اور کھانسی بھی نہ ہوئی۔ رات بھر سکون کی نیند آئی مگر غفلت کی نیند مجھے قبول نہیں۔ آئندہ کوئی ایسی جرات نہ کرے۔ میں نے خود اس حالت کو اپنے گلے لگایا ہے اور اس حال میں خوش ہوں۔ جس میں یار کی یاد رہے۔

ایسی تسکین ملی تیرے بیمار کو
اب دوا چاہیئے نہ شفا چاہیئے

☆ خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور گلاب دیوی ہسپتال میں داخل ہوئے۔ اور گلاب دیوی ہسپتال کے M/S نے جب کئی مرتبہ آپ کے مختلف X.Ray کیے۔ پہلی دفعہ X.Ray کیا تو ایک پھیپھڑا تھا۔ دوسرا نہیں تھا۔ جب دوسری دفعہ X.Ray کیا تو پہلا تھا اور دوسرا نہیں تھا۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ اس فقیر کے دونوں پھیپھڑے نہیں ہیں۔ چونکہ حضور ڈاکٹر ملت کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب پہلی مرتبہ حضور ڈاکٹر ملت کے پاس چیک اپ کروانے کے لیے تشریف لائے۔ اس وقت چودہ لوکڑی سرگودھا کے تمام پیر بھائی وہاں موجود تھے۔ انہیں حضور کے آنے کا علم تھا کہ حضور نے وہاں تشریف لائیں گے۔ جب ڈاکٹر ملت نے ایکسرے کیا (اس وقت ایکسرے پر میں کام کرتا تھا) میں نے خود جا کر حضور کا ایکسرے کیا دیکھا تو میں از خود حیران رہ گیا کہ حضور کا سانس کس طرح چل رہا ہے۔ جب وہی ایکسرے ڈاکٹر کے پاس لے گیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا آپ کو اٹلی جانا چاہیے اٹلی جا کر آپریشن کروائیں حضور نے فرمایا ہم درویش اور غریب آدمی ہیں ہم نے اٹلی جا کر کیا کرنا ہے۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ تیرے پیر کا عجیب حال ہے ایکسرے میں تو پھیپھڑے نظر ہی نہیں آتے لیکن سانس ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔ دو تین مہینے بعد جب حضور دوبارہ چیک اپ کروانے کے لیے تشریف لائے۔ تو ایک پھیپھڑا مکمل درست تھا جبکہ دوسرا آدھا ٹھیک تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کیا حیران ہوا تو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا اس فقیر کو اٹلی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر چند مہینے کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کی طبیعت دوبارہ ناساز ہوگئی۔ تو آپ نے ڈاکٹر صاحب کو فون کے ذریعے بتایا۔ کہ طبیعت ٹھیک نہیں دوا تجویز کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا شاہ جی آپ کے پیر کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ یہ عجیب آدمی ہیں کبھی خود بیمار ہوتا ہے اور کبھی خود ہی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

☆ خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب مزید بیان کرتے ہیں۔ 15 دسمبر 1978ء والے ختم شریف سے کچھ روز بعد حضور قبلہ عالمؒ موضع کری والا حاجی محمد اشرف کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ ہم کافی درویش حضور کے ہمراہ تھے حاجی صاحب نے اپنے ذہن میں یہ بات رکھی ہوئی تھی کہ میں حضور کو اپنے مربع میں لے جاؤں گا صبح حضور نے خود ہی حاجی صاحب سے فرمایا چل یار تیری زمین دیکھ آئیں۔ حضور پیدل چل پڑے سب دیکھ کر حیران تھے۔ اسی پگڈنڈی پر تشریف لے گئے جہاں حاجی صاحب کی زمین تھی راستے میں ایک بڑا چوڑا کھال تھا جہاں سے تندرست آدمی بھی کراس نہیں کر سکتے

تھا۔آپ نے اکیلے عبور فرمایا۔آگے آگے حضور تھے اور پیچھے درویشوں کی قطار جب واپس اس کے گھر آئے تو فرمایا حاجی اشرف !اب تو راضی ہے ہم تیرا مربع دیکھ آئے ہیں۔وہ نہایت مسرور ہوئے۔توجہ طلب یہ بات ہے کہ حضور ان دنوں بھی زیادہ تر چل پھر نہیں سکتے تھے۔لیکن بغیر کسی سہارا کے مربع گھوم آئے۔

☆ اورنگ زیب خان بلوچ نوجوانی کا بیشتر حصہ حضور قبلہ عالمؒ کی رفاقت میں رہے انہوں نے راقم السطور سے بیان کیا بلوآنہ شریف ایک روز حضور قبلہ عالمؒ ایک کتاب پڑھ رہے تھے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اس میں لکھا ہے اگر کسی کو بخار ہو تو یہ کلمات پانی پر دم کر کے مریض کو پلا دیں تو وہ صحت یاب ہو جائے گا۔میں نے وہ کلمات یاد کر لیے اور دل ہی دل میں کہا یہ بھی اچھی چیز مل گئی۔اب یا حضور کا بخار نہ رہے گا یا کتاب والے کا جھوٹ کھل جائے گا۔حضرت اکثر فرمایا کرتے مجھے بخار ہے دو چار دنوں بعد ایک دن آپ کو بخار ہوا۔مجھے فرمایا جاؤ میرے لیے ایک گلاس پانی لاؤ میں پانی لایا تو چپکے سے وہی کلمات پڑھ کر حضور سے چوری اس پانی پر دم کر دیا۔جب حضور کی خدمت میں وہ پانی پیش کیا تو آپ نے مجھ سے گلاس لے کر پانی انڈیل دیا اور فرمایا میں نے تجھے کہا تھا پانی لے کر آؤ نہ کہ دم کر کے لے آؤ۔ہمیں اپنی بیماری بڑی عزیز ہے۔یہ نعمت الٰہی ہے۔

علاجِ درد میں بھی درد کی لذت پہ قرباں ہوں جو تھے چھالوں میں کانٹے نوکِ سوزن سے نکالے ہیں

وک گئیاں تیرے نام اُتوں تیرے نام نوں جگ سنجان دا ای
میرے گل پٹا تیرے نام والا اَگے کون کمینی نوں جان دا ای
تیرا نام لے کے لنگھ پار جاساں مینوں آسرا پیر اعوان دا ای
لگے رحمتا بھاگ کمیاں نوں ایہہ فیض تے شاہ جیلان دا ای

باب(10)

اشغال ومعمولات

اشغال ومعمولات عبادت

حضور قبلہ عالمؒ اپنا زیادہ تر وقت ذکر وفکر اور مخلوقِ کو وعظ ونصیحت کرنے میں صرف کرتے۔ حضور نے اپنے سفر وحضر بیماری وصحت ہر حال میں اپنے معمولات اور عبادات میں فرق نہ آنے دیا۔ آپ شریعت مطہرہ کی پابندی کا ایک بے مثال نمونہ تھے آپ نے نہ صرف ساری زندگی شریعت محمدی ﷺ پر خود عمل کیا بلکہ مریدین کو بھی پابندی صوم وصلوٰۃ کا بے مثال درس دیا آپ فرماتے تھے ''جو نماز نہیں پڑھتا وہ میرا مرید نہیں'' آپ نہ صرف فرض نمازوں کی پابندی کرتے بلکہ نوافل اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد بھی زندگی کے آخری لمحے تک قضا نہ کی۔

نماز فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھتے۔ فرض نماز کی رکعتوں میں جتنا قرآن پڑھ سکتے پڑھتے اور رکعتیں خاصی لمبی پڑھتے ورنہ کم از کم پہلی رکعت میں سورۃ الضحٰی اور دوسری رکعت میں الم نشرح پڑھتے۔ نماز باجماعت ادا کرتے۔ جب طبع مبارک بہت ناساز ہوگئی اور کمزوری غالب آگئی تو سخت سردیوں میں اپنے کمرہ میں ہی نماز پڑھ لیتے۔ جب تک طبیعت نے ساتھ دیا چارپائی مسجد میں اٹھوا کر لے جاتے اور نماز جماعت کے ساتھ ضرور پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ وظیفہ درود شریف (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ) دس مرتبہ قل شریف اور دس مرتبہ کلمہ شریف کا ذکر بالجہر نفی اثبات کے ساتھ پڑھتے۔ اور پھر دعا مانگتے اگر اکیلے نماز پڑھتے تو ذکر بالجہر نہ کرتے بلکہ آہستہ آہستہ اپنی مخصوص لے کے ساتھ کلمہ شریف پڑھتے۔ دُعا کے بعد پھر ایک مرتبہ کلمہ شریف پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے۔

صبح کی نماز کے بعد بلا ناغہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور قرآن مجید (کنز الایمان) پڑھتے جس کا ترجمہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے کیا اور حاشیہ سید نعیم الدین مراد آبادی نے لکھا ہے۔ قرآن مجید کی آیات میں گہرا غور وفکر کرتے۔ کئی دفعہ آپ کی مبارک آنکھیں قرآن مجید پڑھتے ہوئے آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔ پھر نوافل اشراق ادا کرتے اس کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے لیکن اگر مریدین آجاتے تو پھر سکون وآرام بھول جاتے۔ اور تلقین وارشاد سے بھرپور مجلس شروع ہو جاتی۔

موسم گرما میں صبح تقریباً آٹھ بجے ناشتہ کرتے اور موسم سرما میں اذان فجر سے پہلے اور تہجد کے بعد ناشتہ کرتے۔ پھر درویشوں کو سامنے بٹھا کر لنگر کھلاتے اور ایک ایک مہمان کا خاص خیال رکھتے۔ لنگر وطعام امیر وغریب کے لیے یکساں ہوتا لیکن علماء ومشائخ اور مہمانوں کے لیے پر تکلف کھانوں کا اہتمام کرتے۔ صبح ناشتہ کے بعد عقیدت مندوں کے حال احوال پوچھتے جس کسی کو چھٹی درکار ہوتی سوال کرتا۔ پھر مجلس شروع ہو جاتی۔ اب اس مجلس میں تمام اہل آستانہ کو شریک کرتے۔ دین ودنیا سے متعلق حسب ضرورت گفتگو ہوتی بعض اوقات آپ بالکل خاموش رہتے اور دوسروں کی سنتے رہتے اور کبھی خود بھی بولتے۔ لیکن ساتھ ساتھ چھوٹے دانوں والی لکڑی کی تسبیح پر درود غوثیہ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ

وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ) پڑھتے رہتے۔ کبھی کبھی ایک ہزار دانوں والی تسبیح بھی استعمال میں لاتے دو پہر کو سردیوں گرمیوں میں قیلولہ کرتے۔ دو پہر کا کھانا عموماً دن بارہ بجے تناول فرماتے۔ گرمیوں میں ظہر کی نماز تین بجے پڑھتے اور سردیوں میں جلدی پڑھ لیتے۔ ظہر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۃ اذازلزلت دوسری میں والعٰدیت تیسری رکعت میں القارعہ اور چوتھی رکعت میں الم نشرح پڑھتے تھے۔ فرض نماز کے ساتھ نوافل کی پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھتے سردیوں میں صبح ناشتہ کے بعد اور گرمیوں میں عصر کے وقت چائے کی ایک پیالی نوش فرماتے۔ ظہر کے بعد کتب کا مطالعہ فرماتے اکثر صحیح بخاری شریف، بہار شریعت، غنیۃ الطالبین، ہمارا اسلام، نفحات الانس، مثنوی مولانا روم، اسرار المعرفت، تذکرۃ الاولیاء، اور تذکرہ غوثیہ پڑھتے۔ اس کے علاوہ حضور کے کتب خانہ میں تصوف اور دین متین پر بے شمار کتابیں موجود تھیں کوئی ایسی کتاب نہ تھی جس میں آپ کے ہاتھ سے نشانات اور کئی جگہوں پر حاشیہ نہ لکھے ہوں۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل کتاب زاد المعیاد (حافظ ابن قیم) بھی راقم السطور سے سنتے رہے۔

آخری عمر میں مطالعہ کتب بالکل چھوڑ دیا تھا اور اس کا ظاہری سبب یہ تھا کہ عینک لگا کر مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔ اور باطنی حال یہ تھا کہ ہر وقت خاموش اور ایک خاص کیفیت میں مستغرق رہتے۔ عصر کی اذان آتی تو چار سنتیں ادا فرماتے اگر نماز اکیلے پڑھتے تو فرض نماز میں عموماً سورۃ العصر پڑھتے۔ نماز کے بعد الفتح ربانی فیض سبحانی (مواعظ ومجالس حضور غوث الثقلینؓ) کی مجلس کرتے۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا یہ مجلس مغرب تک جاری رہی۔ حاضرین میں سے کسی ایک سے کچھ پڑھوا لیتے اور پھر اس کی باکمال تشریح کرتے حاضرین میں کوئی بھی مجلس سے اٹھ کر باہر نہ جا سکتا تھا۔ سفر وحضر میں یہ کتاب پاس رکھتے اور وقت عصر اس کا مطالعہ ومجلس زندگی کا معمول تھا خاص خاص احباب کو بھی اس کا مطالعہ اور مجلس کی تاکید فرماتے۔

نماز مغرب کی اذان سے کچھ دیر قبل مجلس ختم ہوتی۔ اذان کے بعد باجماعت نماز ادا فرماتے اگر اکیلے نماز پڑھتے تو فرضوں میں سورۃ الضحیٰ اور الم نشرح ضرور پڑھتے جبکہ مغرب کی سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھتے مغرب کی نماز کے ساتھ چھ رکعت نوافل اوابین باقاعدگی سے ادا کرتے۔ پھر دو رکعت نفل حفظ الایمان، دو نفل صلوٰۃ النور، دو نفل خواجہ اویس قرنیؓ کے بھی ادا کرتے۔ کبھی کبھی دو رکعت نفل تکمیل الفرائض ادا فرماتے جبکہ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کے نوافل کی بھی پابندی فرماتے۔ شام کا کھانا تناول نہ کرتے اور فرماتے رات کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور پچھلی رات کو اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ البتہ مریدین اور عقیدت مندوں کو مغرب کی نماز کے بعد لنگر حضور خود پاس بیٹھ کر کھلاتے۔ نماز عشاء میں تاخیر نہ فرماتے بلکہ جلدی ادا کرتے۔

وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکوثر، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھ کر رفع یدین فرماتے۔ (غنیۃ الطالبین از حضور غوث اعظمؓ) بعد ازاں سورۃ الملک پڑھ کر اپنے جسم اطہر پر دم کرتے اور فرماتے یہ ہمارے آقا ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی وصیت کے مطابق روزانہ ایک تسبیح استغفار کی پڑھ کر جناب

کے ملک کرتے عشاء کی نماز کے بعد درویشوں سے نعتیں، مناقب اور کافیاں سنتے۔ حضرت بلھے شاہ، سائیں سید حسین، خواجہ غلام فرید، حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی کافیاں بے حد پسند فرماتے کبھی کبھار خود بھی اپنی خوبصورت آواز میں پڑھتے۔ اور سننے والوں پر کیف وسرور طاری ہو جاتا۔ کچھ دیر یہ محفل جاری رہتی پھر دعا فرما کر سب کو سونے کی اجازت دے دیتے۔ دور سے آنے والے مہمانوں کے بستر اور جگہ کا ضرور پوچھتے۔ اور ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ میانوالی کے مہمانوں کو رات کو بھی چائے پلائی جاتی۔

پھر آرام فرمانے لگتے پاس بیٹھنے والے محسوس کرتے کہ حضور سو گئے ہیں جب سب سو جاتے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ جاتے اور نہ جانے کس وقت تک کن الفاظ وعبادت کے ساتھ اپنے مالک سے محو گفتگو رہتے۔ نماز تہجد اکثر دو اڑھائی بجے ادا فرماتے۔ نماز تہجد پہلے بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے لیکن عمر کے آخری حصہ میں علالت کے باعث صرف چھ رکعت پڑھتے۔ وہ بھی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین دوسری میں سورۃ الرحمٰن تیسری میں سورۃ الملک چوتھی میں سورۃ مزمل پانچویں اور چھٹی رکعت میں تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھا کرتے۔ تہجد کے نوافل کے بعد دو رکعت نفل ہدیۂ الرسول، دو نفل حقوق الشیخ اور دو نفل حقوق والدین بھی ادا فرماتے۔ اس کے بعد قصیدہ غوثیہ اور شجرہ شریف پڑھا کرتے۔ اکثر فرماتے درویش پر چھ نمازیں فرض ہیں۔ مریدین کو نماز تہجد کی بہت تاکید فرماتے اگر کوئی آپ سے رات کو بیدار نہ ہونے کا عذر کرتا تو فرماتے سوتے وقت کہہ دینا اے میرے پیر کرم حسینؒ مجھے تہجد کے وقت اٹھانا۔ پھر رات کو بیدار کرنا میری ذمہ داری ہو گی۔ کسی کو فرماتے کہ لوٹا پانی کا بھر کر سرہانے کی طرف رکھ دیا کرو خود بخود جاگ آ جائے گی۔ اہل خانہ اور درویشانِ طریقت کو حکم ہوتا کہ پچھلی رات کوئی بھی نہ سوئے۔ سب کے بستر لپیٹ دیئے جاتے عقیدت مندوں میں جو شخص سب سے پہلے بیدار ہوتا اس کی اس قدر حوصلہ افزائی فرماتے کہ اُس کا دِل کرتا ساری زندگی کبھی نہ سوئے۔

حضور قبلہ عالمؒ رات بھر ذکر ''پاس انفاس'' میں مشغول رہتے ساری ساری رات بیٹھ کر گزار دیتے لیکن بیداری کے اثرات ذرہ بھر بھی آپ کے چہرہ انور سے ظاہر نہ ہوتے۔ صبح چہرہ مبارک تروتازہ اور نورانی جلوؤں سے چمک دمک رہا ہوتا آپ فرماتے کہ پچھلی رات کا جاگنا اہل طریقت کی نشانیوں میں سے ہے۔ یہ بھی فرماتے کہ سحری کے وقت ایک فرشتہ صدا دیتا ہے ''هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ اُغْفِرَ لَهٗ '' ہے کوئی مجھ سے مغفرت مانگے کہ اس کی مغفرت کر دی جائے۔ اور یہ صدا مجھے ہر روز سنائی دیتی ہے۔ جس اللہ کے بندے کو یہ آواز سنائی دے اس کی آنکھ کیسے لگ سکتی ہے۔ وہ تو اس آواز کے انتظار میں رات جاگتی آنکھوں سے گزار دیتا ہے۔

عطارؒ ہو رومیؒ ہو رازیؒ ہو غزالیؒ ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی

رمضان شریف میں معمولات

کمزور و ناتواں جسم پر ماہِ رمضان کے روزے تو فرض نہ تھے۔لیکن حضور قبلہ عالمؒ ماہِ رمضان کا کمال اہتمام فرماتے۔ ماہِ شعبان ہی سے ماہ رمضان کی تیاریاں شروع کر دیتے۔ جونہی ماہِ صیام کا چاند نظر آتا نہایت خوشی کا اظہار فرماتے اور کبھی رنجیدہ بھی ہو جاتے کہ بیماری کے باعث سارے روزے نہیں رکھ سکتا۔ چونکہ مسلسل علالت کے باعث حضور دن بھر ادویات استعمال کرتے تھے۔ پھر بھی کافی روزے رکھتے۔ نماز تراویح کے لیے خوش الحان حافظ کا انتخاب کیا جاتا اور بڑے شوق و محبت کے ساتھ تمام ماہِ رمضان نماز تراویح میں قرآن مجید سماعت فرماتے دربار شریف میں نماز تراویح کے دوران سوا سپارہ قرآن مجید پڑھا جاتا حضور قبلہ عالمؒ کا پلنگ صف کے ساتھ رکھ دیا جاتا اور حضور بیٹھ کر نماز ادا فرماتے ماہِ رمضان میں لنگر شریف کا وسیع انتظام ہوتا گرمیوں کے روزوں میں تمام روزہ داروں کی کھجوروں، پھلوں اور شربت کے ساتھ تواضع کی جاتی اور سردیوں کے ماہِ رمضان میں بھی خاص اہتمام فرماتے۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک ہر ایک سے روزہ اور نماز کا پوچھتے۔ بچوں کے روزوں پر بے حد خوش ہوتے اور ان کی دلجوئی فرماتے۔ حضور قبلہ عالمؒ بے حد سخی تھے لیکن ماہِ رمضان میں آپ کی سخاوت لامحدود ہو جاتی ہر چیز بے دریغ خرچ کرتے۔ سحری کے وقت روزہ داروں کو اٹھانے والے بابا خادم حسین گجراتی کو ایک درویش بھیج کر خود بیدار کرواتے دربار شریف کی مسجد میں سحری کے وقت کلمہ شریف کا ذکر ایک معمول ہے لیکن ماہ رمضان میں ذکر بالجہر کی مزید کثرت ہوتی۔ روزہ داروں کو سحری اور افطاری اپنے پاس بٹھا کر کرواتے ان سے خوب دعائیں کراتے اور خود بھی افطار کے وقت بڑی لمبی لمبی دعائیں مانگتے۔ عید الفطر قریب آتی تو دربار شریف پر موجود تمام مریدین اور احباب کے لیے نئے کپڑے اور جوتے خریدے جاتے۔ اور ہر ایک کا خاص خیال رکھتے۔

ماہ صیام کی چھبیسویں رات کو دربار شریف پر ختم القرآن ہوتا اور اس رات خاص اہتمام کیا جاتا مٹھائی تقسیم کی جاتی اور حفاظِ کرام کو بڑے نذرانے عطا فرماتے۔ 26 ماہِ رمضان کو سحری کے بعد دیگر احباب کے ساتھ دھڑ شریف روانہ ہو جاتے اور ستائیسویں کی شب لیلۃ القدر کی مبارک ساعتیں دھڑ شریف اپنے مرشد کامل کے درِ اقدس پر گزارتے۔ اور لیلۃ القدر کی رات کی قدر کا حق ادا کر دیتے۔ تمام رات ایک لمحہ کے لیے آرام نہ کرتے ساری رات اذکار و عبادات میں مشغول رہتے اور پھر سحری کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے۔ ابتداء میں حضور قبلہ عالمؒ ستائیسویں کی شب حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر لاہور تشریف لے جاتے کئی سال حضور وہاں شب قدر گزارتے رہے لیکن پھر حضور داتا صاحب کے حکم سے جانا چھوڑ دیا اور دھڑ شریف جانا معمول بنا لیا اور تا دمِ زیست یہ معمول نہ چھوڑا۔ رمضان شریف کے دوران تلاوت کلام پاک کثرت سے کرتے اور کم از کم دو تین مرتبہ قرآن مجید ضرور ختم کرتے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے عقائد

حضور اکثر خطابِ جمعہ میں فرمایا کرتے۔ "لوگو! اگر تمہارے نزدیک اہلِ بیت کا محبّ ہونا شیعہ ہے تو میں سب سے بڑا محبّ ہوں۔ شیعہ حضرات اس قدر اہلِ بیت سے محبت نہیں رکھتے جتنا کہ میں محبت رکھتا ہوں۔ اگر تم وہابی اسے کہتے ہو جو کہ توحید کو مانتا ہے تو میں سب سے بڑا توحید پرست ہوں۔ اور اگر تم سُنّی اس کو سمجھتے ہو جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ومحبت رکھتا ہے۔ تو یادرکھو سب سے بڑا سُنّی میں ہوں"۔

حضور قبلہ عالم کا مقصد یہ تھا کہ باقی لوگ محض دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملی طور پر اس کے خلاف ہیں جبکہ ہم توحید و رسالت کو یکساں مانتے ہیں اور اہلِ بیت کی محبت کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے۔

کہ آج کل اہلسنت کہلانے والے فرقوں میں بٹ گئے ہیں ایک وہ ہیں جو دیوبندی کہلاتے ہیں لیکن ان کے عقائد کا میلان نجدیوں کے طرف ہے جو کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس میں نقص نکالتے ہیں۔ صحابہ کرام کے مزارات گرا کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور اولیائے کرام کے مزارات کو بت خانے تصور کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے کچھ جاہل اہلسنت ہیں۔ جو اہلِ تشیع کی طرف مائل ہیں، اور اہل بیت عظام کی عظمت و توقیر بیان کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ سے بغض رکھتے ہیں۔ محرم الحرام میں اہل تشیع کی طرح دوہے پڑھتے ہیں۔ یہ حضرات نہ تو سنی ہیں اور نہ شیعہ، ان کے ایمان ناقص ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ بالکل شیعہ ہو جائیں گے۔

خالص اہلسنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان، مال، ماں، باپ، اولاد حتیٰ کہ ہر چیز سے بڑھ کر محبت رکھتے ہیں۔ اور حضور کی نسبت کے باعث اہلِ بیت عظام اور صحابہ کرام سے نہ صرف محبت رکھتے ہیں بلکہ ان کی محبت ایمان کا حصہ تصور کرتے ہیں۔ اللہ کریم کے فضل سے ہم اس گروہ میں شامل ہیں۔ اور یہی ہمارا ایمان وعقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر تاحیات کاربند رکھے۔ آمین۔

خوراک

حضور قبلہ عالمؒ کی خوراک بہت کم اور نہایت سادہ تھی۔ خوراک کم اور ادویات زیادہ استعمال کرتے تھے۔ پچھلی رات کو ایک پیالہ دہی کا پیتے کبھی تہجد سے قبل اور کبھی بعد۔ صبح کا ناشتہ اشراق کے بعد دن چڑھے کرتے۔ ہر موسم میں دوپہر کا کھانا دن بارہ بجے کھاتے۔ کسی خواہش اور کمزوری کی قید نہ تھی۔ کسی چیز کو عادت کے طور پر استعمال نہ فرماتے۔ چائے کے

عادی نہ تھے لیکن گرمیوں میں بعد از عصر اور سردیوں میں ناشتہ کے بعد دودھ پتی کی ایک پیالی نوش فرماتے اور کبھی کبھار دن میں ایک پیالی پی لیتے۔

شام کا کھانا بالکل نہ کھاتے لیکن اگر ادویات کے باعث معدے میں جلن محسوس کرتے تو عصر کے بعد چند لقمے کھا لیتے۔ ہمیشہ سوکھی روٹی کھاتے کبھی پراٹھا وغیرہ نہ کھاتے اکثر توے کی روٹی کھاتے کبھی تنور کی بھی روٹی کھا لیتے رات کو دودھ نہ پیتے لیکن کبھی کبھار طبیعت زیادہ ناساز ہوتی تو دودھ کی ایک پیالی میں شہد ڈال کر یا چینی ملا کر پی لیتے۔

بکرے کا گوشت تناول فرماتے مرغی کا گوشت بہت کم کھاتے لیکن جب کبھی دمہ اور کھانسی کا غلبہ ہو جاتا تو مرغ کی یخنی پیتے تھے۔

سبزیوں میں حضور کو کدو شریف سب سے زیادہ مرغوب تھا حکم ہوتا کہ گوشت اور قیمے میں بھی کدو ڈالا کریں۔ مونگ کی دال شوق سے کھاتے اور مسور کی دال بھی کھاتے تھے البتہ چھولے کی دال طبیعت کے موافق نہ تھی۔ بینگن کا بھرتہ بھنڈی توری کریلے اور ساگ بھی کھاتے تھے۔ پودینہ اور نیاز بو کی چٹنی پسند فرماتے۔ سلاد میں مولی گاجر ٹماٹر اور کھیرے بھی تھوڑے سے کھا لیتے۔ طبیعت مبارک اس قدر سادہ تھی کہ کھانے میں تکلف ہرگز نہ کرتے۔ جو چیز میسر آ جاتی کھا لیتے کبھی کبھار گڑ اور چٹنی کے ساتھ بھی روٹی کھا لیتے۔ ایک دفعہ سیال شریف گئے تو لنگر کی دال روٹی پر ڈلوالی اور کار میں بیٹھ کر کھاتے گئے۔

رات کے کھانے سے ہمیشہ اجتناب کرتے تاکہ رات کی عبادت کی لذت اور چاشنی برقرار رہے۔

پھلوں میں سیب، کیلا، آم اور کھجور بڑے شوق سے کھاتے لیکن کم مقدار میں کھاتے تہجد کے بعد دو تین کھجوریں یا ایک سیب کھا لیتے مالٹا طبیعت کے موافق نہ تھا اس لیے پرہیز کرتے۔ کبھی کبھار گنے کا رس بھی پی لیتے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر ریاض حسین مگسی نے آپ کے علاج کے لیے گنے کا رس تجویز کیا تو آپ کئی دنوں تک لگاتار تازہ گنے کا رس پیتے رہے۔

جب کبھی دعوتوں پر جاتے تو عموماً لنگر شریف کی ایک خادمہ وہاں ضرور جاتی جو آپ کا کھانا تیار کرتی لیکن جہاں حضور پہلی دفعہ جاتے وہاں جو کچھ میسر ہوتا طبیعت کے موافق کھا لیتے کسی کھانے پر اعتراض نہ کرتے۔ بلکہ کھانا کھانے کے بعد گھر والوں کو بلا کر ان کے کھانے کی تعریف فرماتے اور ان کی دل جوئی کرتے۔

گیارہویں شریف کا اہتمام

حضور قبلہ عالمؒ کی اشاعت دین کے بڑے عجیب و منفرد رنگ تھے۔ دین سے نابلد لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے کئی طریقے اپنائے جاتے۔ اگرچہ گیارہویں شریف حضور قبلہ عالمؒ بچپن ہی سے کرتے چلے آ رہے تھے لیکن منگانی شریف میں اس کا خاص اہتمام کیا گیا۔ گیارہویں شریف کی شام گھر کے تمام دودھ سے کھیر پکائی جاتی اس پر ختم پڑھا جاتا

اور پھر لوگوں میں یہ کھیر تقسیم کر دی جاتی۔ اردگرد کے جٹ اکثر ایک دوسرے سے پوچھا کرتے کہ گیارہویں کب ہے؟ پھر اس موقعہ پر تبلیغ و تعلیم بھی فرماتے یوں گیارہویں شریف تبلیغ دین کا ایک بڑا ذریعہ ثابت ہوئی۔ ابتدا لنگر شریف میں گیارہویں شریف کا ختم گڑ والے چاولوں پر دلوایا جاتا تھا۔ جنہیں پنجابی میں ''باٹ'' کہا جاتا تھا۔ اس دور میں ویسے بھی چینی کی بندش تھی اور باقاعدہ ڈپو سے منگوائی جاتی تھی۔ پھر جب چینی پر پابندی ختم ہوئی تو ایک روز گھر سے ملحقہ حجرہ شریف میں تشریف فرما تھے کہ اندر (حرم سرائے) میں کہلا بھیجا آج نیاز کے لیے زردہ بناؤ جب حضور کی خدمت میں نیاز پیش کی گئی۔ میں خود حاضر خدمت تھا آپ نے ایصال ثواب کی دعا مانگی۔ خود بھی تناول فرمائے اور ہم نے بھی کھائے بعد ازاں فرمایا آج شب رویا میں سرکار غوث پاکؓ تشریف لائے اور مجھے فرمایا ''کرم حسین! تمہارے مرید چینی والی چائے پئیں اور میری گیارہویں شریف گڑ والے چاولوں پر دلوائی جائے۔'' میں نے کہا حضور پہلے چینی پر پابندی تھی اب کبھی ایسا نہ ہوگا۔ الغرض اس کے بعد آج تک دربار شریف پر اور متعلقہ خلفاء حضرات کے آستانوں پر گیارہویں شریف کا ختم کھیر (یعنی دودھ والے میٹھے چاولوں) پر ہی دلوایا جاتا ہے۔

مجلس فیض سُبحانی

حضور قبلہ عالمؒ نماز عصر سے لے کر مغرب تک کتاب ''فتح الربانی'' جو کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کے مواعظ و مجالس پر مشتمل ہے اور جسے آپ کے نواسے شیخ عفیف الدین نے تالیف فرمایا کی بلاناغہ مجلس فرماتے۔ حضور اس کتاب کے بہت بڑے مدرس تھے۔ عموماً مجلس کے دوران ابتدائی دور میں چچا میاں غلام رسول صاحب حضور غوث پاکؓ کے ارشادات عالیہ پڑھتے اور حضور قبلہ عالمؒ مغرب تک ان کی تفسیر اور تشریح فرماتے رہتے۔ بعد ازاں پیر سخی حسین اس کتاب کو پڑھتے جبکہ تشریح و تفسیر حضور ہی فرمایا کرتے۔ یہ کتاب اردو میں ترجمہ شدہ ہے۔ شریعت طریقت' حقیقت کا خزانہ ہے حضور قبلہ عالمؒ خاص خاص احباب کو اس کتاب کا مطالعہ رکھنے کی تاکید فرماتے' مجلس کے دوران حاضرین و ناظرین میں سے کوئی محفل سے باہر اُٹھ کر نہ جا سکتا تھا۔ حضور غوث الثقلین فرماتے ہیں ''میرا مرید عصر سے شام تک وظائف میں رہے۔ اللہ اللہ کرتا رہے۔ مجلس میں رہے' روزہ دار کی طرح کھائے نہیں' پئے نہیں گویا عصر سے مغرب تک حالت روزہ میں رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سارے دن کے روزہ کا ثواب دے گا۔ ہمارے بزرگ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد نہ کوئی کام کرتے تھے' نہ کھاتے پیتے فقط مجلس اور وہ بھی فیض سبحانی کی۔ سرکار غوث پاکؓ کے کلمات طیبات پڑھتے۔ اس میں ایسے ایسے بیان نکلتے۔ ایسے ایسے حالات نکلتے جو اس وقت کے لیے اشد ضروری ہوتے۔ بلکہ ہمارے حضرات اسے ''کتاب الغیب'' کا درجہ دیتے تھے۔ فیض سبحانی کے بارے ہمیشہ تلقین فرماتے کہ ہر درویش کے گھر میں ہونی چاہیے۔ اگر کسی وقت کوئی مشکل درپیش ہو تو اس سے رہنمائی حاصل کیا کرو۔ یعنی جب کوئی مشکل پیش آئے تو بعد از نماز عصر اس کتاب کو پڑھنے سے مشکل حل ہو جائے گی' اور سارے دن کے حالات خود بخود اس کے سامنے آ جائیں گے۔ ابتدا میں حضور کا معمول تھا کہ ستائیسویں رمضان کی شب

حضرت داتا گنج بخشؒ کے آستانہ پر حاضری دیتے تھے۔ ایک دفعہ کسی گھریلو کام کی وجہ سے آپ کے پاس لاہور جانے کے لیے کرایہ نہ تھا۔ ظہر کے وقت یاد آیا تو حضور نے فرمایا آج لاہور جانا تھا اور جیب میں کرایہ بھی نہیں۔ پھر فرمایا جاؤ فیض سبحانی لے آؤ۔ دیکھتے ہیں حضور غوث الاعظمؒ کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ حسب الارشاد جب کتاب لاکر آپ کی خدمت میں کھولی گئی تو سامنے یہ فرمان لکھا ہوا تھا۔ ''اے بیٹے جس چیز کا تو نے ارادہ کیا ہے اُٹھ اس پر عمل کر اور چل پڑ و'' پیر شفیع حسین بیان کرتے ہیں حضور نے فرمایا کتاب بند کرو اور مجھے ہسپتال موچیوالہ چھوڑ آؤ۔ میں نے عرض کی حضور پیسوں کا بندوبست ہوا نہیں۔ ارشاد ہوا حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا نہیں اُٹھ اور چل پڑو۔ لہٰذا میرا کام ہے عمل کرنا۔ ہم چل دیئے جونہی بلوآنہ شریف سے باہر پلی (ماہلے کی پلی) پر آئے۔ سامنے سے ایک آدمی آرہا تھا۔ اس نے حضور کو دیکھا تو عرض کی۔ جناب ذرا ٹھہریئے میری عرض سُنتے جائیں۔ میں نے حضور غوث اعظمؒ کے نام کا ایک کٹا رکھا ہوا تھا تاکہ فروخت کر کے وسیع پیمانہ پر گیارہویں شریف کا اہتمام کروں گا۔ میں نے وہ فروخت کر دیا ابھی گیارہویں شریف کے لیے پروگرام بنا رہا تھا کہ آج رات مجھے حضور غوث پاکؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا گیارہویں کے لیے تو نے جو کٹے کے پیسے رکھے ہوئے ہیں وہ فوراً بلوآنہ شریف میں پیر کرم حسین کو دے آؤ۔ میں نے تمہارا نذرانہ قبول کر لیا ہے۔ حضور میں تو اس خوشی میں رات سو بھی نہیں سکا۔ یہ لیجئے قبول فرمائیں۔ حضور قبلہ عالمؒ مسکرائے اور فرمایا۔ دیکھا سرکار غوث پاکؓ نے کسی طرح کرایہ کا بندوبست فرمایا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ مجلسِ فیض سبحانی کی بڑی تاکید فرماتے۔ اکثر ارشاد ہوتا درویش سارا دن جہاں بھی رہے لیکن عصر کے وقت جو بھی مجلس میں آ گیا اس کی دن رات کی حاضری ہوگئی۔ عموماً نماز عصر کے بعد ایک سطر فیض سبحانی سے پڑھی جاتی پھر شام تک حضور اسی ایک سطر کی اس قدر تشریح وتوضیح فرماتے کہ سماں بندھ جاتا۔ اکثر احباب پر رقت اور گریہ طاری ہو جاتا۔ یہ مجلس آپ کے فیوضات وبرکات کا ایک اعلیٰ نمونہ ہوتی۔ نمازِ مغرب کے بعد حضور وہاں سے اُٹھتے اور درویشوں کو لنگر کھلایا جاتا۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے   وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی

حضور قبلہ عالمؒ کا سماع

سماع سے متعلق حضور قبلہ عالم کا ایک جامع مضمون اس کتاب کے ''تصنیفاتِ عالیہ'' والے باب میں موجود ہے۔ یہاں پر صرف حضور کا معمول اور طریقہ سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔ حضور غِنا اور سماع سے خاص شغف رکھتے لیکن آدابِ سماع ہمیشہ مدنظر رکھتے۔ خوشی حضور کے روئے مبارک سے اس قدر ظاہر ہوتی کہ چہرۂ انور تمتما اٹھتا اور ہر اک مُو ایک ایک کر کے کھڑا ہو جاتا۔ لیکن سماع میں قیام اور رقص سے مکمل اجتناب فرماتے۔ جب کوئی شعر اچھا لگتا تو بیٹھے بیٹھے جھومنے لگتے اور کبھی کبھی اپنا دستِ انور ایک خاص انداز سے جھٹک دیتے۔ بس یہی وجد وحال کی کیفیت تھی۔

حضور ہمیشہ ضبطِ حال کا خیال رکھتے۔ پہلے اعراس کی تقریبات میں ہمیشہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنا کرتے لیکن

زمانہ حیات کے آخری چند اعراس پر قوالی سننا چھوڑ دی۔ لیکن منع بھی نہیں فرمائی۔ جس کے متعلق یہ توجیہ بیان کی جاسکتی ہے کہ ''اولیاء اللہ جب فنائے کامل اور مشاہدہ کے اعلیٰ مقامات پر سرفراز ہو جاتے ہیں تو انہیں حاجت نہیں رہتی۔ وہاں تو حسنات الابرار بھی ''سیأت المقرّ بین'' بن کر رہ جاتی ہیں۔ البتہ بعض مشائخ اپنے ارادت مندوں کے استفادہ اور تربیت کے لئے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں''۔

جمعہ شریف پڑھانے کا معمول

علاقہ بھر میں یہ بہت مشہور ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ نے ابتداء میں جمعتہ المبارک ایک شیشم کے درخت کے نیچے پڑھانا شروع کیا جس پر منگانی شریف کے لوگ سیال شریف سے فتویٰ لانے بھی گئے۔ تمام واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔ ابتداء میں حضور قبلہ عالمؒ جمعتہ المبارک خود پڑھاتے تھے اور درویشوں کو حکم دیتے کہ جمعہ شریف آستانہ عالیہ پڑھا کریں جوں جوں آپ جمعہ پڑھاتے رہے دن بدن رونق بڑھتی گئی جب آپ نے مسجد تعمیر کی اور لاؤڈ سپیکر لگایا اور پھر اس سپیکر میں اپنی روح پرور آواز سے کمال سوز کے ساتھ خطبات شروع کیے تو اردگرد کی آبادی کے تمام لوگ دربار شریف میں کھنچے چلے آئے۔ آپ کی مست و پرکیف آواز میں ایسی کشش ہوتی کہ کوئی سن کر گھر میں نہ بیٹھ سکتا تھا مرد عورتیں، بوڑھے، بچے سب جمعہ پڑھنے کے لیے حاضر ہوتے۔ آپ جمعتہ المبارک کے خطاب میں سادہ پنجابی زبان بولتے اور چھوٹی چھوٹی مثالیں دے کر تصوف اور دین اسلام کے مسائل سمجھاتے۔ ابتدائی سالوں میں آپ نے جمعتہ المبارک کی بہت پابندی کی اور خود جہاں بھی ہوتے جمعتہ المبارک دربار شریف پر پڑھاتے لیکن بعد میں جب طبیعت مبارک زیادہ ناساز ہوگئی تو پیر سخی حسین صاحب کو جمعہ پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے ایک عرصہ تک خطبات جمعہ دیئے اس دوران بھی حضور قبلہ عالمؒ کبھی کبھار خود جمعہ پڑھا لیتے۔ پھر پیر سخی حسین صاحب کے انگلینڈ چلے جانے کے بعد حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب جمعہ کا خطبہ دینے لگے اور تا حال یہ چشمہ فیض جاری و ساری ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے حضرت اخی قبلہ کو جمعتہ المبارک دربار شریف پر پڑھانے کی اس قدر تلقین کی کہ وہ آج تک جمعہ شریف ہمیشہ دربار شریف پر پڑھاتے ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے کہ ہفتہ کے چھ دن جہاں بھی رہو جمعہ دربار شریف پر پڑھایا کرو آپ کے اس حکم و ارشاد میں اس قدر برکت تھی کہ آج دربار شریف پر ضلع جھنگ کے دیہی علاقوں میں سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ حالانکہ اردگرد کوئی بڑا شہر اور قصبہ بھی نہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کی تعلیمات کا محور (محبت، ادب، خدمت)

حضور قبلہ عالم کی تعلیمات اولیائے کرام کی تعلیمات سے ہرگز مختلف نہ تھیں لیکن ان میں چند چیزیں منفرد ضرور تھیں وہ یہ کہ حضور کی ساری زندگی کی تعلیمات کا محور محبت، ادب اور خدمت رہا آپ نے اپنی زندگی مبارک میں پینتیس برس سے زائد

عرصہ تک مخلوقِ خدا کو وعظ و تبلیغ فرمائی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک جب بھی مریدین کو نصیحت و تلقین کی تو آپ کے درس کا محور ہمیشہ محبت، ادب اور خدمت رہا۔ جب بھی اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی بات کی، اولیائے کرام کے احوال بیان فرمائے تو اس ساری گفتگو کا موضوع یا تو محبت ہوتا یا پھر ادب و خدمت ہوتا۔

اگرچہ عمر بھر کی گفتگو، مواعظ اور مجالس کا موضوع یکساں رہا لیکن اندازِ گفتگو، الفاظِ گفتگو اور کیفیات گفتگو ہر نئے دن نئے رہے۔ ہر روز اپنے پسندیدہ موضوع کو اس قدر دل پذیر انداز میں بیان فرمایا کہ پہلے سے کہیں زیادہ نمایاں اور ممتاز معلوم ہونے لگا۔ حضور اپنے درس محبت میں جب قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اولیائے کرام کے واقعات اور حکایات زمانہ بیان فرماتے تو اس وقت سب سے منفرد اور اثر انگیز چیز آپ کی ذاتی کیفیت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت والی آیات اور احادیث اور اشعار پڑھتے تو پہلے زباں مبارک پر واہ واہ کے الفاظ جاری ہو جاتے، پھر بیان شروع ہوتا تو ساتھ ہی آنسو چھم چھم برسنے لگتے اور درس محبت کا عروج اس وقت دیکھنے میں آتا جب آپ اپنی سریلی اور میٹھی آواز میں مخصوص لے کے ساتھ اشعار پڑھنے لگتے۔ جن اشعار میں محبت کا تذکرہ ہوتا ان کو کئی بار دہراتے لیکن ہر بار ایک نیا لطف نیا ولولہ پیدا کر دیتے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی محبت کی باتیں کرتے تو وہ منظر خاص طور پر قابل دید ہوتا۔ ایک عجیب سماں بندھ جاتا۔ آنکھیں ذوق و شوق میں بند ہو جاتیں، سر انور ادباً جھک جاتا اور تعظیم و توقیر کے ایسے ایسے الفاظ جوڑ جوڑ کر بیان فرماتے کہ جیسے منہ مبارک سے موتیوں کی لڑیاں نکل رہی ہوں۔ حضور اکرم، نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس کو تو ایسے القابات سے پکارتے کہ سننے والے علماء بھی دنگ رہ جاتے اور اپنے آپ کو نہایت کمتر اور عاجز سمجھنے لگ جاتے۔

جن خوش نصیبوں کو حضور کا درس محبت سننے کا موقع ملا ان کے سینوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی جاگزیں ہوگئی کہ پھر تا حیات کوئی شخص ان کے دلوں سے یہ محبت اچک نہ سکا۔ آج ان کی زباں سے جب حضور قبلہ عالمؒ کے الفاظ سنے جاتے ہیں تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک چار سو پھیل جاتی ہے۔ قرآن مجید کی بے شمار آیات مبارکہ میں کثرت کے ساتھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے۔ اور احادیث مبارکہ بھی اس ذکرِ جمیل سے لبریز ہیں۔ علمائے کرام اپنے خطبات و خطابات میں بیان بھی کرتے ہیں لیکن حضور قبلہ عالمؒ اس محبت کی عملی تفسیر تھے۔ آیات واحادیث پڑھتے ہوئے آپ ان کا عملی اظہار بھی فرماتے۔ ایک ایک لفظ اور ایک ایک عمل سے محبت رسولؐ جھلکتی نظر آتی تھی۔

حضور قبلہ عالمؒ کا درسِ ادب

دیں سراپا سوختن اندر طلب   انتہائش عشق آغازش ادب

از خدا جوئیم توفیقِ ادب   بے ادب محروم ماند از لطفِ ادب

درس ادب حضور کی زندگی کا ایک مشن تھا۔ فرماتے ''ہمارے دین میں ایک حصہ عمل اور نو حصے ادب ہے'' یہ بھی

فرماتے کہ "ہمارے مذہب اہل سنت میں الف سے یے تک ادب ہی ادب ہے" یہ بھی فرماتے تھے "ادب کے برتن میں فیض کی خیرات ملا کرتی ہے"۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا ادب، صحابہ کرامؓ کا ادب اور اولیائے کرام کا ادب، ان کے ساتھ منسوب ہر چیز کا ادب کرنا فرض ہے۔ ادب حضور کے مواعظ و مجالس کا ایک خاص موضوع ہوتا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادب و تعظیم والی آیات بینات کی کمال تشریح کرتے اور ایک ایک لفظ کے کئی نکات بیان فرماتے۔ صحابہ کرامؓ کی تعظیم، ادب پر بے شمار مثالیں بیان فرماتے۔ پھر فرماتے ہم پر نہ صرف رسول اکرمؐ کی ذات اقدس کا ادب فرض ہے اور ایمان کی اساس ہے بلکہ رسول اللہؐ کے ساتھ ہر نسبت کا ادب ایمان کی علامت ہے اور اس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ آداب و تعظیم رسول ﷺ اور آداب مرشد کی ایک مثالی تصویر تھے۔

اپنے مریدین کو ایک ایک چیز کے ادب کی یوں تعلیم دی کہ ادب و آداب آپ کے متوسلین اور عقیدت مندوں کی زندگی کا حصہ بن گئے۔ مرشد خانہ میں آپ کی حاضری کا ایک عجیب سماں ہوتا اور کمال ادب کا مظاہرہ ہوتا۔ ہر چیز کے ادب کا اتنا خیال رکھتے کہ دیکھنے والے محو حیرت رہ جاتے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں : صُراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

حضور قبلہ عالمؒ کا درسِ خدمت

سرکار دو عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خَیْرُ النَّاسِ مَن یَّنْفَعُ النَّاس ترجمہ "لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچائے"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

مخلوق خدا کی خدمت حضور قبلہ عالم کی زندگی کا مشن عظیم تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت اور ان کو راہ مستقیم پر لانے کا حرص اور ان کی خدمت، اخوت و ہمدردی آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ ہمیشہ لوگوں کو اخوت و محبت، مساوات اور بھائی چارے کا درس دیتے۔

ایسے ایسے بے یار و مددگار، بے کس و ناتواں لوگوں سے محبت فرماتے جن کا جہاں میں کوئی پرسان حال نہ ہوتا کسی نے پوچھا حضور! مریدین میں سے آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ فرمایا، خادم حسین اور علی شیر۔ حالانکہ یہ دونوں درویش بظاہر غریب اور مسکین اور بے یار و مددگار تھے۔ اس کے باوجود یہ حضور کو سب سے زیادہ عزیز تھے۔ جو بھی پیر بھائی دربار شریف پر حاضری دیتا باوجود ناسازِ طبع کے اور ہمہ وقت تکلیف کے آپ اس کے لنگر جھتے، چائے، پانی دودھ وغیرہ سے خدمت کرتے رات کو بستر چارپائی مکان یا ٹھہرنے کی جگہ تک دریافت فرماتے۔ مہمان بھائیوں کا اسقدر خیال

رکھتے کہ عراس کے موقع پر ہمیں بھی چارپائی اور بستر نہ ملا کرتا اور مہمان پیر بھائیوں کے آرام کا خیال رکھا جاتا۔ میرے بھائی پیر اختر حسین صاحب ہمیشہ لنگر خانہ سے ایک دری لیکر باہر کھلی زمین پر اپنے رفقاء کے ساتھ سو جاتے جبکہ راقم السطور کسی نہ کسی مکان کی چھت پر ایک دری ڈال کر سو رہتا۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کا بھی یہی طریقہ تھا میں نے خود انہیں ایک بار گھر میں موجود لوہے کی پیٹی پر رات بسر کرتے دیکھا۔

حضور قبلہ عالم ؒ کئی مریدین کو رات کے پچھلے پہر بلا کر ان سے احوال دریافت فرماتے، ان کے دکھ درد بانٹتے، تسلی و تشفی فرماتے، دعائیں دیتے اور جب کوئی مرید دربار شریف سے واپس جاتا تو یوں محسوس کرتا کہ اسے دنیا کے تمام دکھوں سے نجات مل گئی ہے۔

عرس کے موقع پر لنگر کا بے حد خیال رکھتے حضور اخی قبلہ یا پیر سخی حسین صاحب کی لنگر خانہ میں ڈیوٹی ہوتی کہ کوئی درویش بھوکا نہ رہ جائے اگر ایک پیر بھائی بھی لنگر نہ ملنے کی شکایت کرتا تو سخت ناراض ہوتے رات گئے تک لنگر کیلئے کئی بار اعلان ہوتے رہتے۔

مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ مریدین کے علاوہ بھی کوئی دوست احباب یا رشتہ دار آپ کو ملنے آتا تو پر تکلف کھانے پکواتے اور کبھی کبھی مہمانوں کے ساتھ کھانا بھی تناول فرماتے، کئی غریب و مسکین مریدین کی مالی اعانت بھی فرماتے، اور اتنی خاموشی اور راز داری سے امداد فرماتے کہ آپ کی ظاہری زندگی میں کسی پر یہ بات آشکار نہ ہوئی۔ کئی بیوہ خواتین کو سلائی مشینیں لے کر دیں جس گھر دعوت کیلئے تشریف لے جاتے اس کے گھر کے تمام افراد کو پاس بٹھا کر ان کی مکمل تفصیل پوچھتے تعلیم اور روزگار کے متعلق ایک ایک چیز کا پوچھتے۔

ممبران اسمبلی اور وزیروں کے پاس کبھی کسی ذاتی کام کیلئے تشریف نہ لے گئے حالانکہ جھنگ کے تمام ممبران آپ کا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے لیکن اگر کسی مرید کو کوئی مشکل درپیش ہوتی یا نوکری و روزگار کا مسئلہ ہوتا تو سفارش کیلئے رقعہ ضرور لکھ دیتے۔

جن عقیدت مندوں کی بیٹیاں جوان ہو جاتیں انکے رشتوں کے متعلق پوچھتے۔ اگر ان کا گھروں میں اور رشتہ داروں میں رشتہ طے نہ ہوتا تو اپنے کسی بھی مرید کے گھر برادری وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے رشتہ کروا دیتے۔ کئی مریدین کی شادیاں حضور نے خود کروائیں۔ یتیم بچوں پر بہت شفقت فرماتے ان کی تعلیم و تربیت کا بے حد خیال فرماتے اور حسب توفیق ان کی امداد بھی کرتے مسکین اور غریب مریدوں سے بے حد محبت تھی ان کی دعوت کبھی رد نہ فرماتے حضور قبلہ عالم ؒ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ درس محبت، درس ادب اور درس خدمت میں گزرا۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے　　میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

باب (11)

دینی خدمات اور فیضان رشد و ہدایات

دینی خدمات اور فیضان رشد و ہدایات

دین اسلام کی تبلیغ واشاعت آپ کی زندگی کا سب سے اہم ترین مشن تھا آپ اس مشن کے ساتھ اس قدر مخلص تھے کہ زندگی کی آخری سانس تک اس جدوجہد میں مصروف عمل رہے۔ دن' رات' سال کے بارہ مہینے دین اسلام کی تبلیغ سے ایک لحہ بھی تغافل نہ برتا۔ آپ کو اپنے اس مشن کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ جہاں بھی گئے جس جگہ کو بھی مسکن بنایا وہاں نہ صرف قیام کے دوران تبلیغ کی بلکہ جو جگہ بھی مناسب دیکھی وہاں ایک دین کا مرکز قائم کر دیا۔

جن جن ڈیروں اور چھوٹی بستیوں میں حضور کا قیام رہا آپ کا اوّلین سوال یہ ہوتا کیا یہاں مسجد ہے اگر نہ ہوتی تو بہت جلد مسجد کی تعمیر کی تلقین فرماتے بلکہ ان سے مسجد کی تعمیر کا وعدہ لیتے اور اپنی طرف سے بھی رقم عطا کرتے اور پھر ہر ملاقات میں مسجد کے متعلق ضرور پوچھتے۔ جہاں مسجد ہوتی وہاں مدرسے کے متعلق سوال کرتے اگر مدرسہ نہ ہوتا تو فوری طور پر مدرسہ چلانے کا حکم دیتے بعض جگہوں پر حفاظ بھی خود بھیجتے۔ اس طرح آج پیر بھائیوں کے ڈیروں اور بستیوں میں سینکڑوں مسجدیں موجود ہیں جہاں مدرسے چل رہے ہیں۔ یہ سب حضور قبلہ عالمؒ کا فیض رواں ہے۔

منگانی شریف میں ہجرت کے فوراً بعد مسجد کی تعمیر شروع کی پھر تا زندگی اس کی وسعت اور زیبائش میں اضافہ کرتے رہے۔ منگانی شریف میں حفظ قرآن کا شعبہ جامعہ محمدیہ غوثیہ دارالکرم کے نام سے کھولا جو آج تک جاری وساری ہے اور جس سے بڑی تعداد میں لوگوں نے حفظ اور ناظرہ قرآن مجید پڑھا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جب جھنگ شہر میں قیام کا پروگرام بنایا تو وہاں بھی ''قرآن محل'' کے نام سے ایک مدرسہ کھولا۔ حافظ رکھا اور قریب کی تمام آبادیوں کو قرآن کی تعلیم شروع کی جو تادم تحریر جاری وساری ہے۔

کئی خلفاء سے مسجدیں بنوائیں اور پھر وہاں مدرسے بنائے۔ منگانی شریف کے جس علاقہ کو آپ نے تبلیغ و اشاعت دین کا مرکز بنایا اور جامعہ محمدیہ غوثیہ دارالکرم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ وہاں کے لوگوں کی اکثریت تفہیم دین سے نابلد تھی۔ شاذ ونادر کوئی بندہ قرآن مجید پڑھا ہوا ملتا تھا۔ کلمہ ونماز اور احکامات دین سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ صبح و شام ڈھولے ماہیے گانے والے لوگ کلمہ نماز اور اذان سے ناواقف تھے۔ مسلمانی فقط چند ان پڑھ مولوی صاحبان تک محدود تھی جو کسی کی شادی ہوتی تو نکاح پڑھا دیتے اور اگر کوئی مر جاتا تو جنازہ پڑھا دیتے۔ قریب کے گاؤں میں نماز روزہ نہ ہونے کے برابر تھا مسجدوں میں اذان تک نہ آتی تھی۔

حضور قبلہ عالمؒ نے اس علاقہ میں قدم رکھا تو ان لوگوں کی قسمت جاگ اٹھی لوگوں کو ایک انوکھے پیار محبت سے تعلیم دین شروع کی۔ سپیکر پر ہر وقت کلمے کا ذکر شروع ہوا۔ مدرسہ میں قرآن مجید اور نماز' روزہ کی تربیت وتعلیم شروع کر دی جو بھی حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں آتا آپ اس قدر محبت سے نماز کی تعلیم دیتے کہ وہ شخص نماز پڑھنے کا عادی ہو جاتا نہ

صرف بچوں نے اس مدرسہ سے قرآن مجید اور طریقہ نماز سیکھا بلکہ بوڑھے اور نوجوان بھی اسلامی تعلیم کی طرف مائل ہو کر دین اسلام کے احکامات سیکھنے لگے۔ چند برسوں میں ہر گھر سے کلمہ کی صدائیں آنے لگیں۔ لوگ ماہیے ڈھولے چھوڑ کر اللہ کا ذکر کرنے لگے اور اردگرد کے تمام ڈیروں کے لوگ دربار شریف کی مسجد میں حاضر ہو کر نماز پڑھتے اور پھر دور دراز کے لوگ بھی آستانہ عالیہ پر جمعہ شریف پڑھنے کیلئے آنے لگے۔ یوں حضور قبلہ عالمؒ نے بھولی بھٹکی مخلوق کو صراط مستقیم پر لگا دیا۔ اور گرد ونواح کی اکثریت اس چشمہ فیض سے سیراب ہونے لگی۔ حضور کے زمانہ مبارک میں مندرجہ ذیل اساتذہ وقتاً فوقتاً مدرسہ شریف میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حافظ اللہ دتہ سیال، حافظ لیاقت علی، حافظ منظور صاحب، حافظ الطاف حسین کلس، حافظ نصر اللہ، حافظ علی محمد، حافظ غلام حسین کبوہ، حافظ عطا محمد اور حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ۔

یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل

زیارتِ قبور پر احادیث کی اشاعت

ان دنوں زیارت قبور پر اختلاف کا چرچا تھا اور کچھ لوگ اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتے تھے حضور قبلہ عالمؒ نے اہل سنت کے عقائد کی ترجمانی کرتے ہوئے زیارت قبور پر بتیس احادیث مبارک کا ایک مجموعہ شائع کیا جو ایک بڑے اشتہار کی صورت میں تھا اس میں ایسی صحیح اسناد والی احادیث مبارک تھیں کہ مخالفین کے منہ بند ہو گئے اور علماء اہل سنت اس قدر خوش ہوئے کہ دربار شریف پر تانتا بندھ گیا اور دور دراز سے علماء حضور قبلہ عالمؒ کی زیارت کے لیے تشریف لائے۔ ان احادیث مبارکہ کا مجموعہ جو حضور قبلہ عالمؒ نے ترتیب دیا تھا من وعن درج کیا جاتا ہے۔

زیارت قبور

1- قرآن حکیم۔ سورۃ بقرہ۔ پارہ دوم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاء" ولکن لا تشعرون۔

ترجمہ: جو اللہ کے راستے میں شہید ہوئے انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے اور ایک دوسری آیت میں اللہ کریم نے فرمایا ہے۔

بَل احیاء" عند ربھم یرزقون۔

ترجمہ: شہید زندہ ہیں اور ہماری طرح اللہ کے ہاں کھاتے پیتے' چلتے پھرتے' بولتے اور سنتے ہیں اور ہر مومن صاحب کشف کو آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں۔ ان کی قبر پر جانا' ان کے ساتھ کلام کرنا گویا کہ اہل حیات سے ہم کلام ہونا ہے۔

2- حدیث: نسائی شریف۔ جلد اول ص 242

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُتِیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِیْفِ الْاَحْمَرِ وَ هُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک رات سیر کرائی گئی تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا ایک سرخ ٹیلے کے قریب اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں معلوم ہوا کہ بعد از وصال بھی وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ تو جو اپنے رب کے اعمال صالحہ کرنے میں غافل نہیں وہ اپنی ولایت میں غافل کیسے ہو سکتا ہے اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور ہے تو اس کی امداد بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کوئی تخصیص دنیا میں رہنے والوں کے لیے فرما دیتا جب اس نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو تم مخصص کون ہو۔

3- قرآن مجید سورۃ النساء

وَ مَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا.

ترجمہ: اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھر اس کو موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ پر لازم ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کی طرف ہجرت کرنا یا اللہ کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنا جائز ہے اور اس طرح جو آدمی زیارت مدینہ، زیارت قبر نبی پاک ﷺ کے لیے نکلا وہ مہاجر ہے کیونکہ نبی کی حیات و ممات یکساں ہیں۔ نبی کی قبر کو دیکھنا یا خواب میں نبی پاک ﷺ کو دیکھنا جیسے کہ زندہ نبی کی زیارت کی اور ان کی طرف سفر کرنا ہجرت ہے جیسے کہ حدیث سے ثابت ہے۔

4- حدیث: کنزل العمال 8/99۔ دار قطنی 2/279 (مشکوٰۃ شریف)

وَعَنْ ابنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

ترجمہ: (جس نے حج اور میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد) ایسے ہے جیسے اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی کیونکہ۔

فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُرْزَقُ (حدیث ابن ماجه 1/119)

ترجمہ: اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔ اس کو لباس و خوراک اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں۔ یہی زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

5- قرآن مجید سورۃ النساء 5/9

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْكَ فَاسْتَغْفَرُوْاللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلَ لَوَجَدُوْاللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لیے رسول اللہ ﷺ بھی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔

6- حدیث: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْلَهٗ شَفَاعَتِیْ.

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

7- حدیث: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَحَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ.

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت جائز ہوگئی۔

8- حدیث: مَنْ زَارَ نِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّهَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

ترجمہ: جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

9- حدیث: مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ.

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت کے لیے نہ آیا تو بیشک اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

10- حدیث: مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِراً لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقّاً عَلَیَّ اَنَّ لَهٗ شَفِیْعاً یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ: جو کوئی میری زیارت کے لیے آیا اور وہ میری زیارت کے علاوہ اور کوئی حاجت نہیں رکھتا تو مجھ پر واجب ہے کہ قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں۔

11- حدیث: بخاری شریف۔ 1/182۔

عَنْ اَنَسَ ابْنِ مَالِکٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَ تَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَ اِنَّهٗ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللهِ وَ رَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ.

ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسکے دوست اس سے منہ پھیرتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آواز وہ صاحب قبر میں سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس کو بٹھاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اس شخص محمد ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا تھا تو مؤمن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں تو اس کو فرشتے کہتے ہیں کہ تو دلہن کی نیند سو جا۔

اس حدیث شریف میں کئی امور توجہ طلب ہیں ہر قبر میں رسول اکرم ﷺ کا تشریف لے جانا جس میں کسی زمانے کی قید نہیں ہے اول سے آخر تک جاتے رہیں گے آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

آپ کی شناخت پر بخشش موقوف ہے کوئی شخص آپ کی پہچان کے بغیر فلاح نہیں پا سکتا دیگر ہر مردہ بھی باہر کی آوازیں سن سکتا ہے جنت ودوزخ کا دارومدار آپ کی زیارت پر ہوگا۔

-12 حدیث: مشکوۃ شریف ص149 ۔ابوداؤد 2/103

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ صَالِحِ ابْنِ اَبِی فَدَیْک اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو ابن عُثمانَ بنِ هَائِي عَنِ القاسمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ یَا اُمَّهُ اکْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وصَاحِبَیْهِ رَضِیَ الله تعالی عنهما فَکَشَفَتْ لِیْ عَن ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ۔

ترجمہ: حضرت محمد بن ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت اقدسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اماں جان میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ مطہرہ کی زیارت کا طلب گار ہوں میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی قبر سے اور صاحبین سے جھاڑ اٹھایئے تو آپ نے میرے لیے تین قبروں سے جھاڑ کو ہٹایا اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

-1 قبور کی زیارت کے لیے' 2- حضرت عائشہ صدیقہؓ کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا ورنہ آپ سیدھے روضہ اطہر پر پہنچ جاتے (قبر پر جھاڑ کا ہونا ثابت ہوا)۔

-13 حدیث: کنزل العمال 8/99

مَنْ حَجَ فزار قَبرِی بَعدَ وَفَاتِیْ کَان کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

ترجمہ: جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیاتی میں زیارت کی۔

-14 حدیث: مسلم شریف 1/1314 ۔نسائی شریف 1/285 مستدرک ص374

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ کُنْتُ نهیتُکم عَنْ زِیَارَةِ القُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔

ترجمہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا پس اب تم زیارت کرلیا کرو۔

-15 حدیث: بخاری شریف 1/159 کنزالعمال 6/254 ۔مسلم شریف 2/246

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قال مَابَیْنَ قَبْرِی و مِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّةِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے تو جس شخص کو زندگی میں بہشت کی زیارت کا شوق ہو وہ رسول اکرم ﷺ کی مزار مبارک کی زیارت کرے جس سے نہ صرف دیدار بہشت ہوگا بلکہ جتنی دیر وہ آدمی اندر رہے گا وہ بہشت کے اندر رہے گا دنیا میں بہشت کا ٹکڑا میرے نبی ﷺ کا مزار ہے قبر نبوی کا منکر جنت کا منکر ہے جس شخص نے مزار مصطفی ﷺ سے رخ پھیر لیا اس نے جنت سے رخ پھیر لیا وہ دوزخی ہے۔

16- حدیث: ابوداؤد 1/286

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا ذَهَبَ اِلٰی قبورِ الشُّهَداءِ علی ناقَتِهٖ رَدَّهَا هٰكَذَا افقِيلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِکَ اِنِی رائیتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِی هَذَا الطَّرِيْقِ عَلَى نَاقَتِهٖ.

ترجمہ: نافعؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہدا کی قبور کی طرف گئے اور اس اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا تو ان کو اس کے متعلق کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا۔

17- حدیث: البدایہ والنہایہ 4/45

کان النبی ﷺ یزورهم کل حول فاذا بلغ نقرة الشُعب یقول اسلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدارِ ثم کان ابوبکر یفعل ذالک کل حولٍ ثم عُمر ثم عُثمان و کانت فاطمة بنت رسول الله تاتیهم فتبکی عندهم و تدعو الُهم.

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ ہر سال شہدا کی قبر پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے۔ السلام علیکم بما صبرتم فنعم عُقبی الدار۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ ہر سال یہی دعا کرتے رہے پھر حضرت عمر فاروقؓ پھر حضرت عثمانؓ ہر سال یہی دُعا کرتے رہے اور حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی بھی ان کی قبور پر تشریف لائیں تو ان کے پاس روئیں اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔

18- حدیث مسلم شریف 1/313

حتی جاء البقیع فاقام فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرةٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ میرے گھر سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا اور عرصہ تک وہیں ٹھہرے رہے پھر آپ نے اپنے دونوں دست پاک تین دفعہ اٹھائے۔

19- حدیث: کنز العمال 1/26

فاتیٰ عمر و من معه' القبر فقال عمر یآفلانُ ولمن خاف مقام رٰبه جنتان فاجابه الغنیٰمن داخل القبریا عمر قد اعطانیها ربی فی الجنة مرتین.

ترجمہ: پس تشریف لائے حضرت عمرؓ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جوان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمرؓ تحقیق میرے رب نے مجھے دوبارہ جنت عطا کیے ہیں۔

20- حدیث: ابن ماجہ ص 119۔

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیی یرزق.

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیا علیہ السلام کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

یعنی انبیاء اللہ قبروں میں زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں کلام فرماتے ہیں زمین پر حرام ہے ان کے اجسام کو کھانا اسی لیے حضورا کرم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا حضرت عمرؓ نے شہید سے قبر میں کلام فرمایا۔

21- حدیث: مسلم شریف 1/309

فصلی علیها ثم قال ان هذه القبور مملوة ظلمة علیٰ اهلها و ان اللہ یُنَوِّرُهالهم بصلوتی علیهم.

ترجمہ: تو رسول اکرم ﷺ نے اس عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی فرمایا کہ جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھرپور تھیں اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کردیا۔

22- حدیث: نسائی شریف۔ 1/12 -1/291

عن ابنِ عباس قال مَرَّرسول اللہ ﷺ علی قبرین فقال انهما یعذبان وَمَایُعذبان فی کبیرا ما هذا فکان لایستنزه من بوله واما هذا فانه کان یمشی بالنمیمة.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا صاحب قبر چغلخور تھا پھر آنحضرت ﷺ نے دو خوشے سبز کھجور کے لے کر دونوں قبروں پر رکھ دیے اور فرمایا کہ اب ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

23- حِدیث: مشکوۃ شریف جلد اول ص 140

عن جابر قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ الی سعد ابن معاذ حین تو فی فلما ﷺ ورضع فی قبره وسوی علیه سبح رسول اللہ ﷺ فسجنا طویلاً ثم کبر فکبرنا کا فقیل یا رسول اللہ لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علی هذا العبد الصالح قبره حتی فرجه اللہ.

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابرؓ سے فرماتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذؓ نے وفات پائی تو ہم حضور ﷺ کے ساتھ ان کی طرف گئے جب حضور ﷺ نے ان پر نماز پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور ان پر مٹی برابر کردی گئی تو حضور ﷺ نے بہت دراز تسبیح پڑھی ہم نے بھی تسبیح پڑھی پھر تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی عرض کیا گیا یا رسول اللہ اولاً تسبیح پھر تکبیر کیوں کہی فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی حتی کہ اللہ نے کشادہ کردی۔

معلوم ہوا کہ کملی والے مدنی سرکا ﷺ کی دعا کا اثر قبروں پر بھی ہے آپ کی دعا سے سزا معاف ہوئی اور جنت

واجب ہوئی اور قبروں پر دعائیں مانگنا سنت ہوا اللہ کے بندوں کی نگاہیں قبر کے اندر کے حالات کو دیکھ سکتی ہیں اور ان کی دعا بعد موت کے بخشوا سکتی ہے۔

24- حدیث: مشکوۃ شریف۔ جلد اول ص 138

وعن عثمان انه كان اذا وقف على قبرٍ بكيٰ حتى يبل لحيته فقيل له تذكر الجنة والنار ولا تبكى و تبكى من هذا فقال ان رسول الله ﷺ قال ان القبر اول منزلٍ من منازل الاخرة فان نجامنه فما بعده ايسر منه و ان لم ينجُ منه مما بعده اشد منه.

ترجمہ: روایت ہے حضرت عثمانؓ سے کہ آپ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی عرض کیا گیا کہ آپ جنت دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو نہیں روتے' اس سے روتے ہیں تو فرمایا کہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات پا گیا تو بعد والی منزلیں اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس سے ہی نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے سخت ہیں۔

25- حدیث: مشکوۃ شریف جلد اول ص 139

قال كان النبى ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال اِستَغفِرُوا الا خيكم ثم سلوا له التثبت فانه الان يُسال.

ترجمہ: روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں جب رسول اکرمﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو پھر اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اس سے اب سوالات ہو رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبی کریمﷺ نے اپنی امت کو بھی حکم دیا ہے کہ تم قبروں پر دعائیں مانگا کرو یقیناً تمہاری دعائیں اہل قبور کے لیے فائدہ مند ہوں گی۔

26- حدیث: فاذا رجل'' يمشى فى القبور عليه نعلان فقال يا صاحب السبتين ويحك الق سبتيك.

ترجمہ: تو اچانک ایک آدمی قبور میں بمعہ جوتوں کے جا رہا تھا تو نبی اکرمﷺ نے فرمایا او جوتوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دے۔

27- حدیث: مشکوۃ شریف جلد دوم ص 524

وعن بريد قال كان رسول الله ﷺ يعلمهم اذا خرجوا الى مقابر السلام عليكم اهل الديار من المومنين والمسلمين و ان انشاء الله بكم للاحقون نسئال الله لنا ولكم العافية

ترجمہ: روایت حضرت بریدہؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔

28- حدیث: مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص 524

عن ابن عباس قال مر النبی ﷺ بقبور بالمدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا و نحن بالاثر.

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں کچھ قبروں پر گزرے تو ان کی طرف اپنا چہرہ پاک کیا پھر فرمایا اے قبروں والوں تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو ہم تمہارے پچھلے۔

29- حدیث: مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص 525

عن عائشة قالت کان رسول الله ﷺ کلها کان لیلتها من رسول الله ﷺ یخرج من اخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتا کم توعدون غداً موجلون و ان انشاء الله بکم لا حقون اللهم اغفر لاهل البقیع الغرقد.

ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہؓ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ان کے ہاں شب کی باری ہوتی تو آپ آخر رات میں بقیع کی طرف نکل جاتے فرماتے اے مومن قوم کے گھر والو تم پر سلام تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں خدایا بقیع مرقد والوں کو بخش دے۔

30- حدیث: مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص 525

وعنها قالت کیف اقول یا رسول الله ﷺ تعنی فی زیارة القبور فال قولی السلام علی اهل الدیار من المومنین و المسلمین و یرحم الله المستقدمین منا و المستا خرین وان انشاء الله بکم للا حقون

ترجمہ: روایت ہے انہیں سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں فرمایا یوں کہا کرو کہ مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں پر سلام ہو اللہ ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

31- حدیث: مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص 526

وعن محمد ابن النعمان یرفع الحدیث الی النبی ﷺ قال من زار قبر ابویه او احد هما فی کل جمعه غفرله' و کتب برا.

ترجمہ: روایت ہے حضرت محمد بن نعمانؓ سے وہ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ کی طرف مرفوع کرتے ہیں فرمایا جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کیا کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔

32- حدیث: مشکوۃ شریف جلد دوم ص 527

وعن عائشة قالت کُنت ادخل بیتی الذی فیه رسول الله وعلیه ﷺ وانی واضع" ثوبی واقول انما هُو زوجی و ابی فلما دفن عمر معهم فوالله مادخلت الا انا مشدودة" علی ثیابی حیآء من عمر.

ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہؓ سے فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس گھر میں جس میں رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں یوں ہی چادر اتارے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی ایک میرے زوج ہیں اور ایک میرے والد پھر جب حضرت عمرؓ دفن ہو گئے تو رب کی قسم حضرت عمرؓ سے شرم کے باعث بغیر کپڑا لپیٹے اس گھر میں نہ گئی۔

ذکر بالجہر پر احادیث کی اشاعت

حضور قبلہ عالمؒ جب منگانی شریف تشریف لائے تو ہر طرف سے کلمہ کی صدائیں آنے لگیں علاقہ بھر کے لوگ ساری ساری رات ماہیے ڈھولے گاتے تھے اب ذکر بالجہر کی پر سرور آوازیں آنے لگیں آستانہ عالیہ کی مسجد سے بھی ہمہ وقت ذکر بالجہر کی روح پرور آواز گونجتی تھی خصوصاً تہجد کے وقت تہجد کی اذان کے بعد موذن کافی دیر تک کلمہ پڑھتا جس سے لوگوں کو تہجد کے وقت کا پتہ چل جاتا تھا اب کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر بھی ہضم نہ ہو سکا انہوں نے ذکر بالجہر پر اعتراض کرنا شروع کر دیئے اور علاقہ بھر میں مشہور کر دیا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ ایک دفعہ پھر مسلک اہل سنت کی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے۔ ذکر بالجہر کے ثبوت پر مشتمل احادیث مبارک کا ایک مجموعہ بطور اشتہار شائع کیا اور علاقہ بھر کی تمام مسجدوں میں لگانے کا حکم دیا۔ اس اشتہار کا یہ اثر ہوا کہ پھر آج تک معترضین سر نہیں اُٹھا سکے اور کلمہ کا ذکر گونج رہا ہے اور انشاء اللہ تا قیامت گونجتا رہے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے زیارت قبور کا جو اشتہار دیا تھا اس کے نیچے اپنا پتہ درج کیا تھا تا کہ معترضین کسی حدیث پر اعتراض کرنا چاہیں تو لکھ کر بھیجیں اور دوسرا اگر کوئی یہ اشتہار لینا چاہے تو با آسانی لے سکے لیکن اس اشتہار نے حضور قبلہ عالمؒ کو ایسی شہرت دی کہ دور دراز سے مولوی صاحبان زیارت کرنے کے لیئے آنے لگے۔ آپؒ کو ایسی شہرت ہرگز پسند نہ تھی اس لیے ذکر بالجہر والے اشتہار کے ساتھ ایڈریس نہ لکھوایا۔ اور صرف اپنے نام پر اکتفا کیا اب یہاں ذکر بالجہر والا اشتہار من درج کرتا ہوں۔

ذکر بالجہر

(بلند آواز سے ذکر کرنے کا بیان)

جاننا چاہیے کہ تسبیح تکبیر، تہلیل اذکار وتلاوت قرآن بلند آواز سے بھی جائز ہے اور آہستہ مخفی بھی جائز ہے ہر دو امر قرآن مجید میں موجود ہیں۔

فاذکر اللہ کذکرکم آباؤ کم اواشد ذکراً۔ (پ 2 ع 9)

یعنی اللہ کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے زیادہ کفار مکہ حج کے موقع پر اپنی قومی خوبیاں اور باپ دادوں کے کارنامے بڑھا چڑھا کر اور بڑی شد و مد کے ساتھ بیان کرتے لیکن قرآن نے ان کو منع فرمایا اور اس کی جگہ ایسے مجمعوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی شد و مد کے ساتھ کرنے کا حکم فرمایا لہذا رب کریم کا ذکر مجلس لگا کر کرنا باعث صد برکات ہے جو ذکر حاضرین مجلس سنیں یہی جہر ہے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا کوئی ذکر جہر کے ساتھ تلاوت کرنا بلند آواز سے پڑھنا حکم خدا ہے جو شخص ذکر الٰہی کو جہر کو برا سمجھے وہ نادان ہے نماز خاص عبادت الٰہی ہے اس میں بھی بلند آواز سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے چنانچہ صبح شام اور عشاء کی نماز میں امام با آواز بلند قرآن پڑھتے ہیں اس کا کوئی گناہ نہیں دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا قُرِیَ الْقُرآنُ فَاسْتَمِعُوا لَه‘ وَاَنْصِتُوا (پ 9 ع 14)

یعنی جب قرآن مجید پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔

ثابت ہوا کہ بلند آواز سے ذکر جائز ہے۔

یتلو علیھم آیتک (پ 1 ع 15)

یعنی یارسول اللہ میری آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سناؤ معلوم ہونا چاہیے کہ قران کا دوسرا نام ذکر ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون (پ 14 ع 1)

یعنی ہم نے ذکر نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا۔ یہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اب چند احادیث مبارکہ پیش ہیں:

1- (حدیث) مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب الذکر۔

و عن عبداللہ ابن زبیر قال کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من صلواتہ یقول بصوتہ الا علی لا الہ الا اللہ

ترجمہ: صاحبِ مشکوۃ نے مسلم کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے چنانچہ آج بھی جملہ اہل سنت ہر نماز کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھتے ہیں جو کہ بعینہ سنت رسول اللہ ہے یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک اور فقرا کا وظیفہ ہے۔

2- حدیث: مشکوۃ شریف جلد سوم۔

عن بریدۃ قال دخلت مع رسول اللہ ﷺ المسجد عشاء فاذا رجل" یقرا ویرفع صوتہ' فقلت یا رسول اللہ اتقول ھذا مُرآءٍ قال بل مومن" منیب"۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت بریدہؓ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کے وقت مسجد میں گیا تو وہاں ایک شخص بلند آواز سے تلاوت کر رہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ شخص ریا کار تو نہیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مومن رجوع الی اللہ بندہ ہے لہذا ثابت ہوا کہ بلند آواز سے ذکر پڑھنا ریا کاری نہیں بلکہ رجوع الی اللہ ہے۔

3- حدیث: مشکوۃ شریف جلد سوم باب الذکر۔

وعن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ' فی نفس وانا ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی بندے کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر بندہ مجھے ظاہر مجمع میں یاد کرے تو میں بھی اپنے بندے کو ظاہر مجمع میں یاد کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

4- (حدیث) مشکوۃ شریف (کتاب الصلوۃ باب الیل)

روایت ہے کہ ایک شب حضور علیہ السلام اپنے صحابہ پر تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آہستہ آواز سے تلاوت فرما رہے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر آہستہ کیوں پڑھ رہے ہو عرض کی "اسمعت من ناجیت یا رسول اللہ" یعنی یا رسول اللہ رب تو میری مناجات سن رہا ہے مجھے اونچا بولنے کی ضرورت نہیں ہے پھر جناب سرور کائنات ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کی طرف متوجہ ہوئے جو کہ بلند آواز سے تلاوت فرما رہے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر اونچا کیوں قرات کرتا ہے عرض کی۔

"اوقظ الاسنان اطردُ الشیطان"

یعنی سوتوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں آپ نے دونوں کی رائے کو احسن فرمایا۔

5- (حدیث) دیگر کلمہ طیبہ کے بارے میں بخاری شریف کا حوالہ ہے کہ

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال لا الہ الا اللہ و مرصو لھا الٰی آخرہ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بلند آواز سے پڑھا بخش دیئے اللہ تعالیٰ نے اس کے چار ہزار گناہ اور جان لو کہ یہی کلمہ اسلام کی کنجی اور جنت کی کنجی ہے۔ لہذا اتنا ہی ذکر جہر کے متعلق اہل دید صاحبِ فہمید کے لیے کافی ہے۔

فاعتبرو یا اولی الابصار"

(اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو)

خلفاء اور متوسلین کی تربیت

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ انما بعثت معلما۔ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آقا ﷺ ایسے معلم تھے جنہوں نے تعلیم بھی دی اور تربیت بھی کی اپنا عملی نمونہ بھی صحابہ کرامؓ کے سامنے رکھا اور روحانی فیض کے جام بھی لٹائے۔

حضور قبلہ عالمؒ منگانوی بھی سرکار دو عالم ﷺ کے خادم خاص اور فیض یافتہ معلم تھے۔ آپ نے اپنے خلفاء اور متوسلین کے سامنے سب سے پہلے اپنا کردار بطور عملی نمونہ پیش کیا اور کبھی وہ بات کسی کو نصیحت کے طور پر نہ کہی جس پر خود عمل پیرا نہ تھے۔ جو بھی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا پہلے ہی دن سے اس کی تعلیم و تربیت شروع کر دی۔ سب سے پہلے سابقہ گناہوں کی توبہ کروائی اور بیعت کر کے حضور غوث الاعظمؒ کے دستِ اقدس سے وابستہ کر دیا۔ پھر سب سے پہلے جن وظائف کی تلقین کی وہ نمازوں کے بعد پڑھنے کا حکم ہوتا۔ جب کوئی نماز کا پابند بن جاتا تو فرماتے درویش پر چھ نمازیں فرض ہیں۔ پچھلی رات کو بیدار ہو کر تہجد بھی پڑھا کرو پھر تہجد کے فضائل اور برکتیں بیان کرتے۔ جب آپ کا مُرید تہجد کا بھی پابند ہو جاتا تو پھر اسے مختلف وظائف عطا فرماتے۔ سورۃ مزمل اور سورۃ فاتحہ کا وظیفہ تلقین فرماتے۔ جن کے ذریعے وہ گھنٹوں خدا کی یاد میں مخمور رہتا۔ اسم اعظم کثرت سے کرواتے اور جب کوئی اسم اعظم میں پختہ ہو جاتا تو پھر اسے کشف القبور کشف الصدور اور مراقبہ تلقین فرماتے یوں ہر مرید کی درجہ بدرجہ ہر وقت تعلیم و تربیت جاری رکھتے۔

حضور قبلہ عالمؒ کی خصوصی توجہ اپنے خلفاء اور متوسلین پر ہوتی۔ جس شخص کو خلافت عطا فرماتے نہ صرف اسے تربیت کے تمام مراحل سے گزارتے بلکہ ہمہ وقت اس پر کڑی نگاہ رکھتے۔ خود بھی نگاہِ ولایت سے اس کے احوال کا مشاہدہ کرتے اور اس کے اقرباء اور قریب رہنے والے درویشوں سے بھی اس کی ایک ایک بات پوچھتے۔ نہ صرف اس کی عبادات کے معمولات پر باز پرس کرتے بلکہ اس کے کردار پر گہری توجہ رکھتے۔ اپنے خلفاء کو عام مجلس میں بھی سمجھاتے اور تنہائی میں بھی ان کی راہنمائی فرماتے۔ اپنے ہر خلیفہ کی تربیت اس کی طبیعت اور ظرف کے مطابق کی۔ اور فیض کی تقسیم بھی ان کی ذاتی لگن

کے مطابق کی۔

حضور قبلہ عالمؒ کے بیسیوں ایسے خلفاء ہیں جن پر ایک کرم خاص نمایاں ہے لیکن آپ کی تربیت کے فیض کا اعلیٰ نمونہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب ہیں آپ کی عبادات' اشغال' اور اخلاق و کردار کے ایک ایک عمل میں حضور قبلہ عالمؒ کا فیض نمایاں ہے حضور نے خلفاء کی تعلیم و تربیت کا ایسا حق ادا کیا کہ ایک دن آپ کی مجلس میں حضور کے اکثر خلفاء بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا میں آج کل تمہارے احوال میں فرق دیکھ رہا ہوں یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اور تم نے کیا حال بنا رکھا ہے؟ اگر میری طرف سے کوئی کمی رہ گئی ہے تو میرا بازو پکڑ کر کہو آپ نے ہمیں کچھ نہیں دیا اور اگر تم میں سے ہر ایک پر مقام فقر آیا ہے اور خود تم نے مشاہدہ بھی کیا ہے تو اب اس نعمت سے دور کیوں ہو رہے ہو؟ اس کے بعد حضور قبلہ عالمؒ نے ناراضگی کے عالم میں چند سخت جملے بھی فرمائے پھر ان کے احوال پر خاص توجہ فرمائی۔ اگرچہ آپ کی ذات نہایت شفیق و کریم تھی لیکن تربیت کے معاملے میں ذرہ بھی رعایت نہ کرتے تھے۔ اور یارانِ طریقت کے احوال کی کڑی نگرانی فرماتے اور انہیں تمام پیر بھائیوں کے لیے ایک نمونہ بننے کی تلقین فرماتے۔

زیارت رسول اللہ ﷺ

☆ آپ کی تربیت کے فیضان کا دریا اس قدر موجزن تھا کہ جو کوئی آپ کے دست کرم سے وابستہ ہوا ہرگز محروم نہ رہا۔ ایک دفعہ دربار شریف پر 15 جون کے ختم شریف پر جبکہ یارانِ طریقت کا بڑا مجمع تھا حضور بیان فرما رہے تھے ایک دم جوش میں آئے اور فرمایا آج اس مجمع میں جس شخص نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہو اور اسے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت نہ ہوئی ہو ہاتھ کھڑا کرے۔ راقم السطور اس مجمع میں موجود تھا کسی ایک نے بھی ہاتھ کھڑا نہ کیا سبحان اللہ کیا فیضانِ کرم ہے آج وہ دور ہے کہ حضور سے دستِ بیعت ہونے والے اپنی قسمت پر ناز کرتے ہیں ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ فقط حضور کو دیکھنے والوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

☆ متوسلین کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی ایسی بے مثال ترغیب دیتے کہ ہر مرید حضور ﷺ کا سچا خادم بننے پر فخر کرتا۔ خلفیہ میاں محمد بخش بھٹی بیان کرتے ہیں ایک دن حضور نے اہل مجلس سے فرمایا آج جو بھی حضور علیہ السلام کی سنت مبارکہ یعنی داڑھی رکھے گا میں دُعا کرتا ہوں ایک اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف فرمائے گا اور دوسرا سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہو گا یعنی اس کے لیے دو انعام ہیں۔

☆ میاں اللہ دتہ ترکھان سکنہ قبہ ہسپتال کھڑا ہو گیا چونکہ نیا نیا مرید تھا اور داڑھی پر مشین پھروا تا تھا عرض کی حضور میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا تیری تو داڑھی معلوم ہو رہی ہے اس نے کہا باقاعدہ نہیں رکھی تھی کبھی رکھ لیتا اور کبھی منڈوا دیتا ہوں آپ نے اس کے لیے دعائے خیر فرمائی پھر ہم اجازت لے کر رخصت ہوئے۔ دوسرے دن میں نے میاں اللہ دتہ سے پوچھا تو اس نے بتایا واقعی آج رات مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی ہے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے سیدنا علی

المرتضیٰ اور حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کی جناب! باہر کیوں کھڑے ہیں میرے گھر تشریف لائیں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم صرف وعدہ وفائی کے لیے آئے ہیں ورنہ جا کہیں اور رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔

محمدؐ میں فنا جب ہو گئے باقی محمدؐ ہیں جہاں میں جس جگہ دیکھو گے تم ساقی محمدؐ ہیں

خلفاء اور متوسلین کی تربیت آپ اکثر وعظ و نصیحت اور اپنے عملی کردار سے کرتے لیکن کچھ خلفاء اور متوسلین کو عالم رویا میں ایسا فیض عطا کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

☆ خلیفہ مولانا شیر محمد صاحب بیان کرتے ہیں ایک دفعہ مجھے خواب میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زیارت اس حال میں ہوئی کہ آپ کے پائے انور سے وضو کا پانی بہہ رہا ہے جب میں نے ان کو بوسہ دیا تو آپ نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور مجھے ایک کتاب عطا فرمائی۔ صبح جب میں حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرے آقا حضور کے پائے انور سے بھی اسی طرح وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔ مجھے رات کا خواب یاد آ گیا۔ جب میں نے آپ کے پائے انور کو بوسہ دیا تو آپ نے بھی اپنا ہاتھ دراز کیا اور مجھے ایک کتاب عطا فرمائی جس کا نام "حقیقتِ محمدی ﷺ" تھا جو کہ میرے لیے کتابِ کریم ثابت ہوئی۔

حضور قبلہ عالمؒ کی تعلیم و تربیت کا مرکزی نقطہ فلسفۂ خودی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا نائب اس کا خلیفہ اور سب سے محبوب مخلوق ہے اللہ تعالیٰ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ انسان نے گناہوں کی غلاظت کے پردے اپنے دل کی آنکھوں پر ڈال دیئے ہیں اگر یہ غلاظتیں، یہ پردے دور کر دے تو وہ مالک کا جاگتی آنکھوں سے مشاہدہ کرے گا۔

خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبریل اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل

مزید فرماتے ہم سے ہر کوئی بیٹے زمین اور دولت مانگنے آتا ہے کاش کوئی رب کا پتہ پوچھنے آتا تو اسے ایک لمحہ میں اپنے مولا سے ملا دیتے۔

رویتِ حق جل شانہٗ

☆ حضور قبلہ عالمؒ کے ایک درویش بابا غلام رسول سکنہ چکریاں ضلع گجرات نے مجھے بڑی راز داری کے ساتھ اپنا خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا یہ بات میں نے آج تک کسی سے نہیں کہی صرف آپ کو بتا رہا ہوں میں حضور قبلہ عالمؒ کا جس دور میں دستِ بیعت ہوا ان دنوں یہی بات ذہن نشین تھی کہ کامل مرشد خدا سے ملاتا ہے اور یہ بھی سُنا ہوا تھا جس نے اس دنیا میں اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا حضور قبلہ عالمؒ کے دست بیعت ہونے کے بعد ایک شب میں

خواب میں دیدارِ الٰہی سے فیض یاب ہوا وہ اس حالت میں کہ اللہ رب العزت اپنی شان کے مطابق عرشِ الٰہی پر جلوہ افروز ہیں میں حضور قبلہ عالمؒ کے پیچھے پیچھے ہوں آپ کے ساتھ اس قدر مخلوق ہے کہ تا حد نگاہ جہاں تک دیکھتا ہوں آدمی ہی آدمی ہیں آگے آگے حضور قبلہ عالمؒ کلمہ شریف بالجہر پڑھتے جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے ہم پڑھ رہے ہیں حضور نے عرش الٰہی کے سامنے سجدہ کیا ہم سب نے بھی آپ کی اتباع میں سجدہ کیا کافی دیر بعد سر اُٹھایا تو حضور سے مخاطب ہو کر حکم الٰہی ہوا کرم حسین! بہت لوگ اپنے ساتھ لایا ہے حضور نے عرض کی اے مولیٰ کریم! جو تیرے اس فقیر بندے کے دروازہ پر آ گئے۔ میں نے ہٹانا گوارانہ کیا اور سب کو تیری بارگاہ میں لے آیا ہوں لہٰذا مالکِ الملک کی اس خوشنودی کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

ڈھونڈا ہی کریں ان کو قیامت کے سپاہی ۔۔۔ وہ کیسے ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

گویا حضور قبلہ عالمؒ کی تعلیم و تربیت اور نگاہ کرم نے متوسلین کو صبغت اللہ کے رنگ میں ایسا رنگ دیا تھا کہ ایسے ایسے صاحبِ حال درویش تھے جو ادھر آنکھ بند کرتے ادھر یار کے جلوے آنکھوں کے سامنے آ جاتے۔

تصور عرش پر ہے اور سَر ہے پائے ساقی پر ۔۔۔ نرالی دھن میں یارو اس گھڑی میخوار بیٹھے ہیں

☆ حضور قبلہ عالمؒ کے ایک نیاز مند جناب مبارک علی نثار بیان کرتے ہیں کہ جب میں جدہ میں تھا تو ایک دن نائٹ ڈیوٹی کر کے صبح سات بجے گھر آیا۔ نہا کر کپڑے بدلے۔ ناشتہ کر کے سونے سے پہلے مراقبہ میں بیٹھ گیا۔ ذرا سی اونگھ آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ خانہ کعبہ کا دروازہ جو مشرق کی طرف ہے مجھے ہمیشہ اور اب بھی سمتوں کے ہیر پھیر کی وجہ سے شمال کی طرف لگتا ہے۔ لیکن مراقبہ میں میں نے دیکھا کہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ میں حیران ہوا کہ یہ دروازہ آج مشرق کی طرف کیسے ہو گیا۔ طواف کے دوران غیب سے آواز آئی کہ جس جس نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہو کر لے۔ میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور مولیٰ کریم اپنی شان کے مطابق دروازہ میں جلوہ افروز ہیں۔

حرم میں موجود تمام لوگ دروازے کی طرف دوڑے۔ میں بھی دوڑا۔ ایک آدمی میرے آگے آگے اس انداز سے جا رہا تھا کہ اگر میں دائیں طرف ہوتا تو وہ بھی دائیں طرف ہو جاتا۔ اگر میں بائیں طرف ہوتا تو وہ بھی بائیں طرف ہو جاتا جس کی وجہ سے مجھے وجہ اللہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اشارے سے جھڑک کر کہا کہ ایک طرف ہو جاؤ۔ وہ ایک طرف ہو گیا۔ تب میں دیدارِ الٰہی سے فیض یاب ہوا۔ مزید قریب ہونے لگا تو میری اونگھ ختم ہو گئی۔ دیکھا کہ میں تو جدہ میں بیٹھا ہوں۔

شریعت و طریقت کا حسین امتزاج

حضور قبلہ عالم کی ذاتِ بابرکات شریعت و طریقت کا ایک حسین امتزاج تھی۔ آپ نے ایک طرف اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں شریعتِ مطاہرہ کے ہر حکم کو مقدم رکھا تو دوسری طرف طریقت کو اپنی روح کی گہرائیوں میں یوں اُتارا کہ شریعت کے عمل میں طریقت کے حسین رنگ جگمگا اٹھے۔ آپ کی ذاتِ اقدس شریعت و طریقت کا ایک ایسا گلدستہ نظر آتی کہ جس میں

شریعت وطریقت کے پھول یکساں اور یکجا ہو کر کھلے ہوئے نظر آتے۔ اسی وجہ سے آپ کی شخصیت صاحبِ شریعت اور صاحبِ طریقت لوگوں کے لیے یکساں کشش کا سامان رکھتی تھی۔

شریعت مطاہرہ کے بے حد پابند تھے کہ اپنے سلسلہ کے لوگوں میں اگر کسی کا ذرا سا عمل بھی شریعت کے خلاف دیکھا تو فوراً اس کی مخالفت کی اور سختی سے اس عمل کو روک دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ طریقت کے اس قدر تابع تھے کہ فرماتے۔ ''ہم ظاہر کے مولوی اور باطن کے قلندر ہیں''۔

مسئلہ وحدۃ الوجود: حضور قبلہ عالم نظریہ وحدۃ الوجود کے نہ صرف قائل تھے بلکہ بہت بڑے مدرس بھی تھے۔ ان علماء ومشائخ کے اقوال کثرت سے بیان کرتے جو اس نظریہ کے حامل تھے۔ پھر ان کے اقوال کے ساتھ آیات قرآنی اور احادیثِ مبارکہ سے حوالہ جات پیش فرماتے۔ ایک لفظ بھی شریعت سے باہر بیان نہ فرماتے حتیٰ کہ اس موضوع پر جو اشعار پڑھتے وہ شریعت کے رنگ میں رنگے ہوتے۔ عام لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ ہرگز بیان نہ فرماتے البتہ علماء اور مشائخ کے سامنے اس فلسفہ پر کھل کر بحث کرتے۔ ان پر کئی سوالات کرتے اور ان کے سوالات واعتراضات کے نہایت تسلی بخش جوابات دیتے۔ آپ شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی کے بڑے معتقد تھے۔ ان کے نظریات، عقائد اور ان کے کلام واشعار کی تشریح ہمیشہ قرآن وسنت کی روشنی میں کرتے۔ حضور قبلہ عالم نے عام لوگوں کو اس مسئلہ سے دور رکھا تعلیم یافتہ لوگوں تک محض عقیدہ واضح کیا لیکن علماء ومشائخ سے بڑی علمی بحثیں کیں۔

محافل اعراس کا انعقاد: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا دعی اَحَدُ کُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیَسْتَجِبْ

''جب تمہیں کوئی مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرو''

سلسلہ عالیہ قطبیہ کے مشائخ کا یہ معمول رہا ہے کہ سال میں ایک مرتبہ اپنے مریدین کی دعوتوں پر ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ اس علاقہ کے تمام پیر بھائی اکٹھے ہو جاتے۔ دعوت وتبلیغ اور تعلیم بھی ہوتی۔ زیارت مرشد کے ساتھ ساتھ لنگر بھی تقسیم ہوتا۔ حضور قبلہ عالم نے فرداً فرداً دعوتوں کی بجائے انہیں ایک اجتماعی رنگ دیا۔ جہاں جہاں حضور کے مرید کثرت سے تھے وہاں محافل اعراس کا حکم فرمایا کہ ہر سال وہاں پیر بھائی مل کر عرس لگوائیں۔ راولپنڈی، منڈی بہاؤالدین، اڈا ثقبہ، (جھنگ سرگودھا روڈ) موضع حویلی لال (مدوکی) اور سرگودھا میں حضور نے خود عرس لگوائے۔ ان محافل میں بڑے بڑے علماء اور نعت خوانوں کو بلایا جاتا۔ اس طرح مریدین کے علاوہ عام لوگوں کو بھی شرکت کے مواقع ملے۔ سینکڑوں لوگ ان اعراس کی برکت سے حضور کے دستِ کرم سے وابستہ ہوئے۔ ان اعراس کی تقریبات منعقد کر کے آپ نے شریعت وطریقت کے حسین رنگوں کو یکجا کر دیا۔ حضور کے بعد اب ملتان، بھکر، ساہیوال، شورکوٹ، اسلام آباد، چکوال اور جھنگ کے بیشتر دیہاتوں میں بھی اعراس کی تقریبات کا سلسلہ جاری ہے۔

چار کونوں والی ٹوپی: عمامہ شریف باندھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے حضور قبلہ عالم بھی جوانی میں ہمیشہ سر پر سفید دستار مبارک باندھا کرتے۔ لیکن جب طبیعت زیادہ علیل رہنے لگی تو صرف جمعۃ المبارک اور عرس شریف پر دستار باندھا کرتے۔ بیماری وعلالت کے باعث ہمہ وقت دستار باندھنا مشکل نظر آیا تو اللہ کے فقیر نے شریعت وطریقت کا نیا روپ اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے کبھی اپنے سر کو ننگا نہ رہنے دیا۔ اور سیدنا غوث الاعظمؒ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے چار کونوں والی ٹوپی سر پر پہننا شروع کر دی۔

خطبات: عام طور پر یہ سمجھا جاتا کہ جمعۃ المبارک اور دوسری مجلسوں میں وعظ کرنا علماء کا کام ہے مشائخ کا نہیں۔ حضور قبلہ عالم نے جمعۃ المبارک اور اعراس کی محفلوں میں باقاعدہ خطبات کا سلسلہ شروع کیا۔ اور تمام زندگی اس پر عمل پیرا رہے۔ یوں اس معمول سے حضور غوث اعظمؒ کی سنت کو نہ صرف پھر سے زندہ کیا بلکہ اپنی اولاد کو بھی وصیت فرمائی کہ جمعہ ونماز خود پڑھاتے رہیں اور وعظ ونصیحت کے ذریعے لوگوں کی تعلیم وتربیت کو اپنی زندگی کا مشن بنالیں۔

تحریک پاکستان کا ننھا مجاہد

حضور قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ اور مرشدِ کریم حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے دو قومی نظریہ کے فروغ کیلئے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اگرچہ دور دراز دیہاتوں میں رہنے کے باعث آپ کا عظیم کردار تاریخ کا حصہ تو نہ بن سکا لیکن آپ نے اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کے دلوں میں پاکستان اور مسلم لیگ سے محبت کی ایسی شمع روشن کی کہ آپ کا ہر مرید اور ہر عقیدتمند تحریک پاکستان کا مجاہد بن گیا۔ آپ نے اپنے مشائخ کی مجاہدانہ للکار کی صدائے بازگشت بن کر فرنگی سامراج کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور اپنے عقیدت مندوں کو تلقین فرمائی کہ وہ پاکستان کے قیام کیلئے عملی جدوجہد کریں۔

جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس وقت حضور قبلہ عالمؒ کی عمر مبارک اگرچہ صرف سات برس تھی لیکن تحریک پاکستان اور مسلم لیگ سے محبت آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ حضور کے والد محترم حضرت خواجہ اپنی زمانے کے باکمال مقرر تھے اور بڑے بڑے اجتماعات میں آپ کے خطابات انتہائی انفرادیت کے حامل ہوتے تھے۔ ان دنوں خطابات کا اکثر موضوع دو قومی نظریہ اور پاکستان کا حصول ہوتا تھا۔ ان مواعظ حسنہ کا تمام پیر بھائیوں اور خصوصاً مریدین پر بے حد اثر تھا۔ حضور قبلہ عالم کو بچپن ہی سے پاکستان اور تحریک پاکستان کے ساتھ اسقدر لگاؤ ہو گیا تھا کہ ہمہ وقت خطابات سننے میں مصروف رہتے۔ شروع ہی سے آپ میں مسلم لیگ سے محبت کا انوکھا رنگ جھلکنے لگا۔ طفولیت کے ایام میں پاکستان کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور ہم جولیوں کو ساتھ ملا کر جلوس نکالتے اور خود اس جلوس کی قیادت کرتے ہوئے بڑے بڑے جوش سے یہ نعرے لگاتے۔

لے کے رہیں گے پاکستان بن کے رہے گا پاکستان
پاکستان کا مطلب کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بقول میاں محمد امیر درویش اس دور میں حضور قبلہ عالمؒ اپنے ساتھیوں کو یہ شعر پڑھواتے

نکل فرنگی ہن محمد علی جناح آیا   ویکھسی دنیا پاکستان بنا آیا

مادری ولی اللہ کی زبان اقدس سے نکلنے والے یہ محبت بھرے الفاظ نے ایک پیشین گوئی کا روپ دھار لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

پاکستان اور مسلم لیگ سے محبت حضور کی طبع وفطرت میں رچی بسی تھی اور یہ بچپن ہی سے اسقدر راسخ ہوگئی تھی کہ آنے والے ادوار میں بھی ہمیشہ اپنے ملک پاکستان اوراس کی سب سے بڑی جماعت مسلم لیگ سے ہمیشہ والہانہ حد تک لگاؤ کا ثبوت دیا۔

حضور قبلہء عالمؒ نے طریقہ اسلاف پر چلتے ہوئے سیاست میں کبھی حصہ نہ لیا لیکن نہ صرف ہمدردیاں ہمیشہ مسلم لیگ کے ساتھ رہیں بلکہ ووٹ بھی مسلم لیگ ہی کو دیا۔ عمر بھر کسی سیاسی جلسہ میں تشریف نہ لے گئے اور نہ ہی کسی سیاسی تنظیم یا پارٹی میں شمولیت کی البتہ مولانا رحمت اللہ کی بھر پور حمایت کرتے۔ ہمارے زمانہ طالب علمی میں مولانا رحمت اللہ صاحب اکثر مسلم لیگ کے نمائندہ کی حیثیت سے الیکشن میں حصہ لیتے تھے۔ حضور ہمیشہ انہی کو ووٹ دیتے اور کسی سیاسی جماعت کو نہ دیتے حالانکہ مولانا صاحب فقط ایک مذہبی شخصیت تھے اور سیاست کے میدان کے شاہسوار ثابت نہ ہو سکے لیکن حضور انہیں مسلم لیگی نمائندہ ہونے کی وجہ سے ووٹ دیتے رہے۔

عیسائیوں کو چیلنج

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے کہ تین چار عیسائی آئے اور عرض کی جناب! ہمارا ایک آدمی مریض ہے وہ ٹھیک نہیں ہو رہا آپ دعا بھی فرمائیں اور کوئی چیز دم بھی کر دیں حضور نے فرمایا میری ایک شرط ہے اگر آپ لوگوں کو منظور ہے تو بات کرو۔ ان آدمیوں نے شرط سے متعلق دریافت کیا تو فرمایا تمہارے مریض کو تمام ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ اب اسے میرے دربار پر چھوڑ جاؤ۔ کوئی دوائی نہ دوں گا صرف میرے دربار کا لنگر کھائے گا ہفتہ بعد اپنا مریض دیکھ لینا بالکل صحت یاب ہو جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ اسے میرے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنا ہوگا پھر بطور چیلنج فرمایا۔ تمہارے گاؤں میں جتنے لاعلاج مریض ہیں انہیں میرے دربار پر لے آؤ ہفتہ بھر میں ٹھیک ہو جائیں گے حتی کہ جو مرنے کے قریب ہیں انہیں بھی لے آؤ صحت مند ہو کر واپس جائیں گے علاج مفت ہے لیکن شرط صرف کلمہ طیبہ پڑھنا ہوگا۔ اگر تم راضی ہو تو بات کرو۔ انہوں نے عرض کی جناب ہم مشورہ اور سوچ کر بتائیں گے حضور نے فرمایا جاؤ اپنے تمام مذہب والوں کو اعلان کر دو۔ مگر وہ لوگ اسقدر خوف زدہ ہوئے کہ پھر کبھی دربار شریف پر نہ آئے۔

دیو بند سے .... درِ فقیر تک

(تبلیغی جماعت سے متاثر چند افراد کی بابِ کرم تک رسائی سے متعلق روداد)

1- ماسٹر مقبول احمد ڈب: سکنہ ڈب کلاں (شورکوٹ) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

اولیائے کاملین میں کچھ ایسی ہستیاں بھی ہوئی ہیں جن کے فیضِ صحبت سے مصاحبین کی لمحوں میں کایا پلٹ جاتی ہے۔ انہیں نفوسِ قدسیہ میں سے ایک بلند ترین نام "حضور قبلہ عالم منگانوی" کا ہے۔ جن کی نظرِ کرم سے بندہ دیو بندی عقائد سے تائب ہو کر حقیقت آشنا ہوا۔

میری زندگی کے حالات کچھ اس طرح کے تھے کہ شروع ہی سے مجھے مذہبی لگاؤ تھا نماز کی باقاعدہ ادائیگی کرنا۔ علاقہ کی اکثریت دیو بندی یا شیعہ مکاتب فکر سے تعلق رکھتی تھی اور بریلوی مسلک کے چند لوگ تھے۔ اکثر دیو بندی علماء کی تقاریر سننے کا موقع ملتا نتیجتاً بریلویت سے نفرت ہوتی گئی اور دیو بند دل و دماغ پر اپنے اثرات مرتب کرتی چلی گئی۔ 76-1975ء میں مذہبی فرقہ بندی عروج پر تھی۔ اہل تشیع اور دیو بند ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔ ان حالات میں بندہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر کون سا مذہب سچا ہے میرا کالج کا زمانہ تھا لہذا قرآن مجید کو باترجمہ پڑھنے لگا اور تجزیہ شروع کیا۔ ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو معبودِ حقیقی ہے اور جملہ صفات کا مالک ہے وہ نظر کیوں نہیں آتا۔ کبھی کسی مولوی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے رب کو دیکھا ہے۔ میں نے خدا دیکھا ہے علمائے دین اللہ تعالیٰ کی صفات تو بیان کرتے ہیں لیکن یہ کہتے نہیں سنا کہ رب کیسا ہے۔ لیکن یہ بھی خیال آیا کہ شاید اس ذات کے متعلق ایسا سوچنے سے کوئی بے ادبی نہ ہو جائے کہیں سزا کا مستحق نہ ہو جاؤں۔ یومنون بالغیب پڑھ کر مطمئن ہو جاتا کہ اسے ماننے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ کبھی کبھی یہ بات بھی ذہن میں آتی کہ ہم سے ہندو یا عیسائی اچھے ہیں کیونکہ وہ تو اپنے رب (بت) کو دیکھ کر سجدہ کرتے ہیں لیکن ہمارا خدا نظر ہی نہیں آتا۔ بہر حال دوسرے افراد کی طرح بھیڑ چال میں وقت گزارتا رہا میری نمازیں سرور، لطف اور مزہ سے عاری ہوتی تھیں۔ عادتاً اور مجبوراً نمازیں پڑھتا تھا۔ بعد ازاں تبلیغی جماعت والوں سے واسطہ پڑ گیا۔ برادری کی اکثریت انہیں سے وابستہ تھی۔ رائیونڈ اجتماع کی شان بیان کی گئی تو بندہ قائل ہو گیا۔ رائے ونڈ پہنچا تو اجتماع واقعی انٹرنیشنل لیول کا تھا۔ وسیع و عریض انتظام، نظم و ضبط کی پابندی شریعت کے قوانین کی پابندی قابل دید تھی۔ لیکن وہابیت میں صرف اور صرف نماز، شرعی مسائل، ہر وقت لوٹے، وضو، کھانے پینے اور دینی مسائل سے تعلق رہا۔ سکونِ قلب نصیب نہ ہوا کیونکہ یہ مسائل تو میں پہلے ہی جانتا تھا۔ سوائے جمِ غفیر کے اور نئی کوئی بات سامنے نہ آتی۔ وقت گذرتا رہا۔ بندہ نے تکمیل علم کی اور گورنمنٹ سروس اختیار کی تو گورنمنٹ مڈل سکول بھنگو میں حافظ محمد صدیق گل سے ملاقات ہوئی۔ ان کی صحبت سے متاثر ہو

کراوران کے کہنے پر انہیں کے ہمراہ آستانہ عالیہ "منگانی شریف"، آ پہنچا۔ وضو کیا۔ حضور قبلہ عالمؒ سرکار پیر محمد کرم حسینؒ جلوہ افروز تھے۔ آپ کی مجلس میں آ کر بیٹھ گیا کافی دیگر پیر بھائی موجود تھے۔ خصوصاً دولت علی خان بلوچ میاں محمد عارف اور خلیفہ بابا محمد رمضان تو مجھے آج بھی یاد ہیں۔

حافظ محمد صدیق صاحب نے کھڑے ہو کر دست بستہ "حضور قبلہ عالمؒ" سے میری بیعت کے بارے میں درخواست کی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کون ہو؟ کیا نام ہے؟ میں نے عرض کی۔ وڈب ہوں اور نام مقبول احمد ہے فرمایا آجکل مذہب بہت ہیں تمہارا تعلق کس جماعت سے ہے۔ عرض کی دیوبندی ہوں لیکن نیوٹرل مائنڈڈ۔ "میرا جواب سنتے ہی حضور نے فرمایا "تُساں تاں میاں نمازاں بہوں پڑھدے ہو۔ ساڈے کولوں تاں وَت قضاوی ہو جاندیاں ہن" حضور کے تجاہل عارفانہ اور عاجزانہ انداز تکلم کو سُنتے ہی میرا جسم پسینہ سے شرابور ہو گیا اور شرمندگی سے منہ چھپانے لگا۔ یوں لگا جیسے حضور میرے سارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا "بندہ بہت سخت ہے اس کو صوفی برکت علی لدھیانوی کے پاس بھیجتے ہیں۔ وہ اس کو ٹھیک کرے گا۔" میں خاموش تھا اور دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ مر جاؤں گا لیکن یہ دَر نہیں چھوڑوں گا۔ دولت علی خان بلوچ نے میری سفارش کرتے ہوئے عرض کی "جناب! یہ آپ کے در پہ آیا ہے آگے اس کو کیوں دھکے دیتے ہو۔ مہربانی فرماؤ اور مرید کر لو حضور خاموش رہے۔ تھوڑی دیر بعد حکم ہوا درویشوں کو بستر دو۔ یہ سو جائیں۔ مجلس برخاست ہو گئی۔

بعد از نماز فجر حضور کے دربار اقدس میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا آ وَ مقبول تمہیں بیعت کریں۔ میں نے جلدی سے ہاتھ حضور کے دستِ انور میں دیئے اور شرف بیعت سے فیضیاب ہوا۔

حضور کے خلیفہ بابا محمد رمضان کو سبق پڑھانے کا حکم ہوا۔ جونہی اسم اعظم کی مشق کروائی گئی۔ تو بندہ کے دل کی دنیا بدل گئی۔ وہ ذاتِ حقیقی، خدائے تعالیٰ جس کی تلاش میں سرگرداں رہتا تھا اس کے جلوے اپنے من میں نظر آنے لگے۔ اور جی چاہتا تھا کہ قمیض پھاڑ ڈالوں اور لوگوں میں اعلان کروں کہ میں نے جسے پانا تھا پا لیا ہے یعنی میں نے رب کو دیکھ لیا ہے۔ بقول اقبال۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں وہ نکلا میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

لیکن اسی دوران عقل نے کہا ہوش سے کام لو۔ لوگ کیا کہیں گے پاگل ہو گیا ہے۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

آج آنکھیں کھل گئیں۔ آج حقیقت واضح ہو گئی کہ خدا کو دیکھنے کے لیے۔ اس کے دیدار کی لذت سے آشنا ہونے کے لیے صرف اور صرف اولیاء اللہ کی صحبتیں اس دولت سے مالا مال کر سکتی ہیں۔ یہ حقیقت نہ تو اہل تشیع کے پاس ہے اور نہ ہی، دیوبندیت اور وہابیت کے پاس ہے آج پتہ چلا کہ حقیقت کا راستہ کن حضرات کے پاس ہے۔ اور کون یونہی

بھیڑ چال میں وقت ضائع و برباد کر رہا ہے۔

اللہ اللہ کیسے جانے سے اللہ نہ ملے — اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ''ہمارے پڑوس میں ''ڈب کا چک'' ہے لیکن کوئی ڈب میرا مرید نہیں ہے تو پہلا ڈب ہے جو میرا مرید ہوا ہے'' یہ سنتے ہی میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور خوشی سے پھولے نہیں سمایا تھا۔

دامنِ انسانیت پہ داغ تھا جن کا وجود — بن گئے انسان وہ انسانِ کامل دیکھ کر

کراماتِ کرم

☆ حافظ محمد صدیق صاحب نے واپسی کے لیے اجازت طلب کی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ناچیز سے فرمایا (آندے جاندے رہنا) لیکن میرا کام تو آپ کی پہلی نگاہِ کرم نے ہی کر ڈالا تھا۔ واپس حافظ صاحب کے ساتھ آ رہا تھا۔ تو میں جدھر دیکھتا میرے سائیں حضور نظر آتے۔ سڑک کے دونوں طرف درختوں پر نظر پڑتی تو ہر پتہ پتہ میں حضور قبلہ عالمؒ جلوہ افروز نظر آتے۔

☆ کافی دنوں بعد دوبارہ حاضری نصیب ہوئی۔ آپ حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔ ارشاد ہوا کافی دیر سے آیا ہے۔ میرے دل میں دلیل گذری کہ جناب کی طبیعت ناساز ہے۔ وضو کرتے نہیں دیکھا۔ آپ کے سرہانے ایک سنگِ مرمر کی سِل رکھی ہوئی تھی۔ اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''تکلیف کی حالت میں پانی منع ہو تو سنگ مرمر سے تیمم کی صورت میں وضو ہو جاتا ہے۔'' حضور کا یہ فرمان میری دلیل کا جواب تھا۔

☆ دوبارہ موسم گرما میں حاضری نصیب ہوئی حضور منگانی شریف سے جھنگ مدرسہ قرآن محل میں آ چکے تھے۔ میرے ساتھ ایک اور پیر بھائی بھی تھا۔ میں نے سوچا کہ دادا پیر حضور حافظ پاک بلوآنوی کے در انور پر حاضری دیتے جائیں۔ جب جھنگ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا مقبول! تو حافظ ماہی کے دربار سے ہو آیا ہے۔ میں نے عرض کی جی حضور۔ تو آپ کے یہ الفاظ مبارک تھے ''بہت اچھا کیا! بہت اچھا کیا'' حالانکہ میں نے ابھی بتایا ہی نہ تھا کہ ہم کہاں سے آئے ہیں حضور کو ہمارا سب کچھ معلوم تھا۔

☆ ایک بار پھر قرآن محل میں حاضری نصیب ہوئی۔ دل میں دلیل اُٹھی کہ حضور اگر داڑھی کے متعلق فرماتے تو بہت خوب ہوتا۔ چونکہ میں اکثر دیوبندیوں، وہابیوں کی بہت بڑی بڑی داڑھیاں دیکھ چکا تھا۔ فوراً حضور نے ارشاد فرمایا کہ رات کو حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی مجلس پاک میں حاضری دی۔ آپ ﷺ سے عرض کی حضور ﷺ کچھ داڑھی کے متعلق ارشاد ہو جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر آپ ﷺ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا صدیقؓ! ان کو داڑھی کے متعلق بتاؤ۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے جواب دیا بس حضور ﷺ اتنی ہو جائے جتنی ''محمد حسین کلس'' کی ہے۔ (یہ حضور قبلہ عالمؒ کے خاص

مریدین میں سے تھے) ذہن میں جو بھی سوال ابھرتا۔ بیان کرنے سے پہلے حضور اس کا جواب دے دیتے۔

شروع شروع میں ایک دن تصوف کے بارے میں عرض کی کہ حضور تصوف کیا ہے؟ تو ارشاد ہوا جس طرح درخت میں ایک پھول کو مقام حاصل ہے۔ دینِ اسلام میں تصوف کو وہی مقام حاصل ہے۔

ہزاروں سلام ہوں اس مرد کامل پر کہ جس کے فیض صحبت سے عقائد باطلہ سے نجات ملی اور جن کے افکار کی جگمگاہٹ سے آج بھی دلوں کی ویران بستیاں آباد ہو رہی ہیں۔

ع: خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

2- مہر محمد نظام لنگڑانہ: سکنہ موضع حویلی لال (مدوکی) اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے۔

مجھے ایک مشکل درپیش تھی۔ میں خواجہ نور محمد درویش کی خدمت کیا کرتا۔ ایک دن انہوں نے مجھے کہا آپ میرے پیرو مرشد کے دربار پر آئیں اور مرید ہو جائیں۔ آپ کی مشکل حل ہو جائے گی۔ لہذا میں خواجہ نور محمد کے ساتھ حاضر ہو کر مرید ہو گیا اور ایک ماہ کے اندر ہی میری وہ مشکل حل ہو گئی۔ پھر میں دربار شریف پر نہ گیا اور تبلیغی جماعت کے ہمراہ تبلیغ کے لیے رائے ونڈ لاہور چلا گیا اور چلّہ میں نام لکھوایا تقریباً پچیس دن ہوئے تھے کہ میں نے تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ میں جو تبلیغ کرتا تھا۔ وہ بتانے سے بھی قاصر ہوں۔ ایک دن دوران تبلیغ میں ایک مسجد میں سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میں اور میری ہمشیرہ دربار شریف پر حاضری کے لیے گئے تو حضور قبلہ عالمؒ نے درویشوں سے فرمایا نظام! کو اندر آنے کی اجازت نہیں البتہ اس کی ہمشیرہ آ سکتی ہے۔ مجھے درویشوں نے روک لیا میری ہمشیرہ نے نیاز حاصل کیا اور عرض کی حضور میرے بھائی کو درویشوں نے روک لیا ہے جناب اسے اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ تو حضور نے فرمایا یہ سارا دن اولیاء اللہ کی شکایت پر لگا رہتا ہے۔ اسی لیے ہم نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ آخر میری ہمشیرہ کی منت سماجت پر معافی ہوئی اور اندر آنے کی اجازت ملی۔ حضور نے مجھے آئندہ ایسی باتیں کرنے سے منع فرمایا بس اسی لمحے میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو میں نے سچے دل سے توبہ کی اور بستر اٹھا کر گھر چلا آیا۔ پھر دربار شریف پر حاضری دی تو حضور نے فرمایا اب توبہ کرو آئندہ ایسا کام نہیں کرو گے۔ میں نے توبہ کی اور معافی مانگی۔

☆ ایک دفعہ میں حاضر دربار ہوا تو عرض کی جناب مجھے موت سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ جب فرشتہ اجل میرے پاس آئے تو اس کے ساتھ حضور بھی ہوں۔ سرکار نے فرمایا۔ نظام! یاد رکھو اگر تجھے میرے ساتھ محبت ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں فرشتہ کے ساتھ ضرور آؤں گا۔

پوری سب آج تمنا ہوں گی مرادیں تیری
دیکھ یہ حاتم دوران بنے بیٹھے ہیں

☆ ایک دفعہ حضور نے مجھے فرمایا نظام! تہجد کی نماز ضرور پڑھا کر۔ میں نے عرض کی حضور مجھے جاگ نہیں ہوتی۔ آپ

مجھے بیدار فرمایا کریں میں انشاء اللہ تہجد ضرور پڑھوں گا۔ اسی ہفتہ میں ایک رات گہری نیند سویا ہوا تھا۔ چونکہ سردیوں کا موسم تھا۔ رضائی اپنے اوپر اوڑھی ہوئی تھی۔ تقریباً دو یا اڑھائی بجے حضور قبلہ عالمؒ تشریف فرما ہوئے مجھے بیدار کیا اور فرمایا نظام! اٹھ تہجد پڑھ لے وقت ہو چکا ہے۔ اور رضائی کھینچ کر چارپائی کے نیچے زمین پر پھینک دی۔ میں نے کہا میرے مرشد کامل نے وعدہ وفائی کر دی اب مجھے شرم آنی چاہیے میں نے وضو کیا اور تہجد پڑھنا شروع کر دی تقریباً دو ہفتے کے بعد میں دربار شریف پر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی سرکار مجھے سردی بہت لگتی ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر تہجد کی معافی دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو روزانہ نہ پڑھ سکے تو ہفتے میں دو بار ضرور پڑھ لیا کر۔ میں نے دوبارہ انکار کیا تو فرمایا ایک ہفتہ دربار شریف پر رہ لے میں نے عرض کی جناب میرے پیچھے بہت کام کاج ہیں۔ تو آپ خاموش ہو گئے صرف اتنا فرمایا اچھا تمہاری قسمت۔

۷۔ میاں محمد عارف: سکنہ چاہ کرم آباد موضع حویلی لال (مدوکی) اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے۔

میں 1971ء میں جماعت نہم میں گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر پڑھتا تھا میرے استاد جنہیں رائے صاحب کہتے تھے اور وہ تبلیغی جماعت کے مرکز بلال مسجد آدھیوال میں خطیب بھی تھے اور میری جماعت کے انچارج بھی۔ جب میں جماعت دہم میں زیر تعلیم تھا تو امتحان نوماہی کے داخلہ ٹیسٹ ہونے والے تھے وہ جماعت نہم میں بھی مجھے بار بار یہ کہتا رہا کہ تم ایک ہفتہ تبلیغی جماعت کے ساتھ لگاؤ ورنہ میں تمہارا داخلہ روک لوں گا۔ لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ مجھے بچپن ہی سے حضور قبلہ عالمؒ سے دلی محبت اور لگن تھی۔ میرا دل کسی اور طرف رجوع نہیں کرتا تھا۔ بہرحال استاد نے مجھے ڈیڑھ سال تنگ کیا آخر کار مجھے تبلیغی جماعت میں ایک ہفتہ چلّہ لگانے پر رضامند ہونا پڑا۔ ماہ جنوری کے پہلے ہفتہ بروز جمعرات شام کے وقت دس آدمیوں کے ساتھ میرے ایک اور ہم جماعت کی بھی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ کل آپ دونوں نے جماعت کے ساتھ بھوانہ شہر کی جامع مسجد میں تبلیغ کے لیے جانا ہے۔ شام کو ہم مرکز بلال مسجد میں پہنچ گئے۔ صبح چھ بجے بروز جمعۃ المبارک ہم مرکزی بلال مسجد سے روانہ ہو کر تقریباً دس بجے بھوانہ شہر پہنچ گئے۔ دن گزرتا گیا عصر کے وقت ہم نے شہر اور ارد گرد کے نواحی علاقوں میں چند افراد سے ملاقات کر کے تبلیغی جماعت کی دعوت دی۔ شام کی اذان کے وقت واپس مسجد میں آ گئے وہاں امیر جماعت نے خصوصی خطاب کیا۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ہم دونوں کلاس فیلو ایک ہی بستر میں سو گئے۔ اونگھ آتے ہی فوراً حضور قبلہ عالمؒ کا چہرہ اقدس سامنے جلوہ نما ہوا۔ اور حضور نے مجھے تنبیہ فرمائی کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا کر رہے ہو۔ ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مجھے فوراً جاگ ہو گئی۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا بھئی میرے پیٹ میں شدید درد ہے میں حاجت کے لیے باہر جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آ جاؤں گا۔ میں بھوانہ اڈا پر رات کے گیارہ بجے پہنچا وہاں سویا صبح اٹھتے ہی دربار عالیہ بلوآنہ شریف حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ ہمیشہ نماز اشراق کے بعد بوہڑ (برگد) کے سامنے پلاٹ میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ مجھے دیکھتے ہیں فرمایا کہ وہ دیکھو تبلیغ والے صاحبان بھی آ گئے ہیں۔ میں بہت شرمندہ ہوا حضور کے قدموں کو بوسہ دیا۔ آپ میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے۔ ارے احمق! کبھی تو نے چرواہا

دیکھا ہے جو بھیڑ اور بکریوں کا ریوڑ چراتا ہے۔ میں خاموش رہا تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے۔ صبح سویرے چرواہا جب اپنے گھر سے باہر بھیڑ اور بکریوں کو چرانے کے لیے دور جنگل میں چلا جاتا ہے۔ تو دو تین چرواہے اپنی اپنی بکریوں اور بھیڑوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں اور مل کر چراتے ہیں۔ شام کے وقت جب گھر واپس آتے ہیں تو وہ اپنی اپنی بھیڑ اور بکریوں کو ایک ایک کر کے علیحدہ کرتے ہیں۔ پھر گھر آتے ہیں۔ کہیں ان کی کوئی ایک بھیڑ بکری رہ جائے۔ یا کسی دوسرے ریوڑ میں شامل ہو جائے تو تمام رات چرواہے کو بے چینی اور بے قراری رہتی ہے۔ کہ اسے کوئی گیدڑ یا بھیڑیا یا کوئی اور جنگلی جانور پکڑ کر نہ لے گیا ہو یا کسی دوسرے ریوڑ میں چلی نہ گئی ہو۔ صبح ہوتے ہی وہ آدمی بے قراری کی حالت میں دیکھ بھال شروع کر دیتا ہے۔ جب تک اس کا مکمل پتہ نہیں چلتا وہ آرام سے نہیں بیٹھتا۔ خبردار آج کے بعد میں تمہیں عمر بھر کے لیے وصیت کرتا ہوں کبھی تبلیغی جماعت کے ساتھ نہ جانا۔ اسی طرح پیر کامل ایک چرواہا کی مثال ہے اگر اس کا کوئی مرید کہیں بچھڑ جائے یا کسی دوسرے جماعت کے چکر میں پھنس جائے تو پیر کامل کو اس کا ہمیشہ خیال رہتا ہے۔ جب تک وہ اس کو اپنے پاس بلا نہ لے۔

اہل تشیع کا حلقہ ارادت سے وابستہ ہونا

حضور قبلہ عالمؒ کے دست کرم سے اہل تشیع کی ایک کثیر تعداد نے وابستہ ہو کر توبہ کا اعادہ کیا اگر تمام افراد کے حالات سپرد قلم کیے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے بطور نمونہ مشتے از خروارے صرف چند ایک واقعات لکھے جاتے ہیں۔

-1 خان محمد بلوچ سکنہ احمد پور موڑ بیان کرتا ہے میرے بڑے بھائی منظور حسین عرف منظور جھلا - نے مرید ہونے کے کچھ عرصہ بعد دعوت کیلئے اصرار کیا حضور نے قبول فرمائی اس نے واپس گھر پہنچ کر مجھے کہا تمہارا کمرہ کچھ بہتر ہے میرے پیر و مرشد آرہے ہیں حضور کو یہاں بٹھائیں گے میں بھی خوش ہوا اور کمرہ میں سفیدی کروائی اور حضور کیلئے سجایا آپ ہمارے گاؤں 1۔ چک تشریف لائے شام کو حضور نے از راہِ دل لگی ہم سے فرمایا آج تمہارے مہمان ہیں بتاؤ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھیں یا ہاتھ باندھ کر ہم نے عرض کی جیسے حضور کی مرضی ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ رات حضور میرے ہاں تشریف فرما رہے۔ صبح منظور حسین نے عرض کی جناب میرے کمرہ میں بھی قدم رنجہ فرمائیں ارشاد ہوا یہ کمرہ بھی تو ہمارا ہے کچھ دیر بعد اس کے ہاں تشریف لے گئے منظور حسین نے مجھے کہا وضو کرو اور حضور کے مرید ہو جاؤ میں وضو بھی کرتا اور دل میں یہی خیال بار بار آرہا تھا میں شیعہ ہوں اور حضور اہلسنت والجماعت ہیں میں کیسے آپ کا مرید ہو سکتا ہوں یعنی میرا دل تسلیم نہیں کر رہا تھا آخر اسی خیال میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو زانو ہو کر مرید ہونے کیلئے سامنے بیٹھ گیا حضور مجھے دیکھ کر ہنس پڑے اور فرمایا دیکھ لو میں اہل سنت والجماعت ہوں اور تم شیعہ ہو پھر کیسے مرید ہو رہے ہو یعنی جو باتیں میرے دل میں تھیں حضور ایک ایک بات ظاہر فرما رہے تھے۔ میں پسینے سے شرابور ہو گیا میری زندگی میں پہلا تجربہ تھا کہ ایک مرد کامل میری اندرونی باتیں ظاہر فرما رہے تھے میں نے عرض کی حضور آپ مرید کر لیں جو آپ کا مذہب ہے وہی میرا مذہب ہو گا۔ فرمایا پھر میں نے تمہیں ماتم

نہیں کرنے دینا عرض کی ہرگز نہ کروں گا۔ حضور خوش ہوئے اور دست بیعت سے مشرف فرمایا۔

بعد ازاں پوچھا کیا کام کرتے ہو میں نے عرض کی یہاں ایک سیال بہت بڑا زمیندار ہے اس کے پاس رہتا ہوں اور اس کا ٹریکٹر چلاتا ہوں ہر ماہ 3 سو روپے تنخواہ ملتی ہے جس سے بمشکل بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہوں حضور موج میں بیٹھے تھے فرمایا تنخواہ بھی بڑھے گی تمہارا ذاتی ٹریکٹر بھی ہوگا زمین بھی ملے گی اسی گاؤں 1۔ چک میں، ہم بھی 1۔ چک میں آئے ہیں اور 1۔کو ہی مانتے ہیں۔ میرا رب تجھے مالا مال فرما دے گا۔ سبحان اللہ میں بڑا حیران ہوا تھوڑے ہی عرصہ میں حضور کا فرمایا ہوا ایک ایک جملہ حرف بحرف کچھ اسطرح پورا ہوا، ایک شخص طالب مرالی میرے گھر آ کر مجھے زبردستی نیا ٹریکٹر دے گیا جو ابھی صرف تین گھنٹے ہی چلا تھا میں نے کہا میرے پاس تو پیسے بھی نہیں میں یہ نہیں لے سکتا اس نے کہا پیسے بعد میں دے دینا صرف ایک سال میں اتنا پیسہ ہوا کہ ہم شمار بھی نہ کر سکتے تھے انہی پیسوں سے ہم نے ٹریکٹر کا تمام سامان مثلاً ریٹر، تھریشر، ٹرالی وغیرہ بھی خرید لی اور پیسے بھی ادا کر دیئے۔ پھر تو کچھ عرصہ میں میرے کئی ٹریکٹر ہو گئے آخر حضور کے حکم پر انہیں بیچ دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا فرمایا واپس گھر چلا جا پانچ دس ہزار کو نہ دیکھنا تجھے رقبہ مل جائے گا میں واپس گھر آ رہا تھا راستہ میں عبدالرحمٰن کشمیری کی دوکان پر چند کھوکھر بیٹھے تھے ان کا گھر میں کوئی جھگڑا تھا مجھ سے زمین کا سودا طے کر لیا میں سارے رقبہ کے پیسے ادا نہ کر سکتا تھا لہٰذا ایک آدمی اپنے ساتھ ملا لیا مگر ایک ماہ بعد وہ بھی مجھے چھوڑ گیا۔ دربار شریف پر حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کوئی بات نہیں وہ سب رقبہ تیرا ہے تو پرواہ نہ کر، واپس گھر گیا تو حبیب بینک میں میرا ستر ہزار روپیہ نکل آیا حالانکہ مجھے کوئی یاد نہ تھا مسلم کمرشل بینک سے انعام کا دس ہزار نکلا میرا ایک دوست ربنواز ہراج کچھ پیسے لے کر میرے گھر آ گیا حالانکہ میں نے اس سے مانگے بھی نہ تھے یعنی خود بخود انتظام ہو گیا میں نے وہ تمام آدھا مربع زمین خرید لی فیس بھی ادا ہو گئی اور پچاس ہزار میرے پاس بچ بھی گیا یہ سب میرے پیر و مرشد کی نگاہ کرم اور کرامت تھی اب میں اپنا سابقہ دور یاد کرتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے کس قدر جاہل اور نادان تھا میں تو مسلمان بھی حضور کے مرید ہونے کے بعد ہوا۔ حقیقت کا ادراک ہوا۔ فروعی جھگڑوں کے مذاہب سے جان چھوٹ گئی بس فقیر کی مہربانی ہے۔

ہمارا ایک ہمسایہ جو درویش صفت آدمی تھا مرید ہونے کے کچھ عرصہ بعد مجھے ملا اور کہنے لگا جب حضور قبلہ عالم آپ کے ہاں پہلی مرتبہ تشریف لائے تو میں دل میں معترض ہوا کہ یہ کیسا پیر ہے جو شیعہ کے گھر بیٹھا ہے اور ان کے گھر سے کھانا کھا رہا ہے یہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا لیکن کچھ ہی دنوں بعد جب میں نے آپ لوگوں کا حال دیکھا تو حیران رہ گیا کہ فقیر نے تشریف لا کر آپ لوگوں کا رنگ ہی بدل دیا یہ تو کوئی اپنے وقت کا غوث ہے اب تم سب ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہو تو میں دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں جن لوگوں کی عمر کا بیشتر حصہ ماتم کرتے گذرا اب وہی راسخ العقیدہ اور درویش حال ہیں۔ خان محمد حضور کے بڑے وفادار اور صادق الیقین درویش ہیں ان کی مساعی جمیلہ سے اہل تشیع کی ایک کثیر تعداد حضور کے دامن کرم سے وابستہ ہوئی۔

2۔ میاں شہامند جٹیانہ بیان کرتا ہے ایک روز حضور کی خدمت میں بلوآنہ شریف ایک درویش حاضر ہوا اور عرض کی جناب میری بیوی شیعہ ہے میں نے اسے بہت سمجھایا ہے لیکن وہ باز نہیں آتی میں بڑا پریشان ہوں۔ حضور نے فرمایا اسے ایک بار کسی طرح یہاں لے آؤ کچھ دنوں بعد وہ بیوی کو لے کر حاضر خدمت ہوا حضور نے اس کی بیوی سے فرمایا! بیٹی امام حسینؓ کا محبّ اگر شیعہ ہوتا ہے تو میں سب سے بڑا شیعہ ہوں وہ حضور کی باتوں سے کچھ اس قدر متاثر ہوئی کہ فوراً مرید ہو گئی اور سابقہ مذہب سے تائب ہو کر زندگی بھر سنی العقیدہ رہی، سبحان اللہ۔

3۔ نور محمد ملنگ بڑا راسخ العقیدہ شیعہ تھا چک نمبر 169 گرواہ میں رہا کرتا خلیفہ مولانا خان محمد کے ساتھ ہمیشہ مسلک کے لحاظ سے بحث کیا کرتا ایک روز مولانا صاحب نے کہا نور محمد بحث مباحثہ اپنی جگہ پر، ایک مرتبہ ہمارے پیر و مرشد کی زیارت کر کے دیکھ تیرا دل بدل نہ جائے تو پھر کہنا حضور کو صرف دیکھنے کیلئے منگانی شریف آیا دیکھا تو پھر ساری زندگی فقط آپ کو ہی دیکھتا رہا دست بیعت سے مشرف ہوا اور بقیہ زندگی دربار شریف پر آتے جاتے بسر ہوئی اکثر محافل میں چمٹا پر حضور کی شان میں کافیاں پڑھتا خود بھی لطف اٹھاتا اور یاران طریقت کو بھی محظوظ کرتا۔

شیعہ مذہب سے تائب ایک شاہ صاحب کی روداد

پیر سید جعفر حسین شاہ بخاری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

میری پیدائش بخاری سادات میں سید امیر شاہ صاحب سکنہ موچیوالا کے ہاں ہوئی جو مذہباً اہل سنت والجماعت تھے۔ میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ایام جوانی میں مجھے اہل تشیع کے نظریات نے متاثر کیا اور میں شیعہ ہو گیا۔ اہل سنت کی کتابوں کا مطالعہ فقط اس نیت سے کرتا تھا۔ تاکہ سنیوں کو دلائل سے لاجواب کر سکوں میرے والدین کو اس بات کا بے حد دکھ ہوا۔ نتیجتاً میرے والد محترم نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ ایک سال تک ضلع اٹک کے ایک سادات گھرانے میں گذر بسر ہوئی کہ وہ بھی اہل تشیع تھے۔ ایک برس بعد گھر لوٹا تو والدہ صاحبہ کی مہربانی سے گھر میں رہنے کی اجازت مل گئی لیکن میں نے مذہب تبدیل نہ کیا۔ وقت گذرتا رہا۔ ایک دن میں صوفی اللہ دتہ کمہار سکنہ گوجرہ موڑ کے ساتھ حضور قبلہ عالم منگانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ملنگوں والا حلیہ بنایا ہوا تھا چونکہ متعصب قسم کا شیعہ تھا۔ ہاتھوں میں گلاب، تمام انگلیاں انگوٹھیوں سے بھری ہوئی، داڑھی رکھی ہوئی، زلفیں بڑھائی ہوئی اور مشغلہ شعر و شاعری تھا۔ حضور اس وقت پرانے لنگر خانہ میں جلوہ افروز تھے۔ ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے مخاطب ہو کر چند جملے ارشاد فرمائے۔ کہ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ ایسا ملنگ دیکھا ہے۔ جس نے زلفیں اور داڑھی سنت رسول ﷺ کے مطابق رکھی ہوئی ہے۔ اکثر ملنگ دیکھنے میں آئے جو داڑھی مونچھوں اور زلفوں وغیرہ سے صاف ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوا ''ملنگ سائیں آپ کا کیا شغل ہے،، میں نے عرض کیا:

''اندرے بَل بَل کے ہم بُجھ ویندی دتا نکلن اس دادھوں نیئں''

اتنے میں حضور قبلہ عالمؒ نے جلدی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور درویشوں سے فرمایا جاؤ کرسی لے آؤ۔ مجھے کرسی پر بٹھا کر کلام سنتے رہے اور بے حد محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد فرمان ہوا ملنگ سائیں! تین چیزیں بڑی مشکل سے ملتی ہیں۔ 1- ملنگ باشرع، 2- بادشاہ عادل، 3- فقیر لاطمع۔ آپ سے یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ لیکن جوں جوں حضور کلام فرماتے میرے دل میں آپ کی ہر بات اترتی جاتی حتیٰ کہ میرے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی۔

حُسن کا پیکر جمیل و جاں گُسل' جادو نظر   دل میں کیا اُترا کہ دل کا دل اٹھا کر لے گیا

اجازت لے کر رخصت ہوا۔ لیکن پھر بھی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ چک نمبر 175 میں محبت علی نامی ایک ملنگ رہتا تھا۔ ملنگ ہونے کے ناطے سے میری اس کے ساتھ بھی دوستی ہو گئی۔ ہماری دوستی اتنی زیادہ تھی کہ وہ کہتا شاہ صاحب اگر حکم دیں تو میں ساری رات آپ کے حکم کی تعمیل میں کھڑے کھڑے گزار دوں۔ میں نے بارہا اسے آزمایا لیکن وہ اپنے قول پر پورا اترا۔

ایک مرتبہ میں جمعہ کے روز حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا شام گیارہویں شریف تھی۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ختم دلوانا تھا لہٰذا فرمایا گیارہویں شریف آپ کے نانا بابا کی ہے۔ لہذا تم یہیں ٹھہر و اور کل چلے جانا۔ چند ایک کے سوا باقی تمام درویش اجازت لے کر چلے گئے تو ارشاد ہوا: سنا ہے چک 175 میں دربار کوئی ملنگ پر ایک ملنگ آیا ہے جو دمہ کی گولی دیتا ہے اور مریض ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تم میں سے کون ہے جو اسے لے آئے۔ ہم 100/ روپیہ لانے والے کو جبکہ ملنگ کو دوائی کے پیسے الگ دیں گے۔ ساتھ ہی تانگہ کا کرایہ بھی ادا کریں گے۔ مجھے ملنگ کی دوستی پر فخر تھا اس لیے میں نے عرض کی حضور! جو شخص بھی چلا جائے ملنگ کو میرا نام بتائے وہ فوراً حاضر ہو جائے گا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ میرا پیغام کبھی اور کسی قیمت پر نہیں ٹھکرا سکتا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا شاہ صاحب! آپ تو کہتے ہیں کہ کسی کو بھیج دیں مگر آج آپ خود بھی چلے جائیں تو وہ نہیں آئے گا۔ میں نے کہا میں جاؤں اور ملنگ نہ آئے ایسا نہیں ہو سکتا آپ تانگہ منگوائیں ابھی لاتا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ شاہ صاحب سن لیں اگر ملنگ نہ آیا تو تانگہ کا کرایہ آپ کو ادا کرنا پڑے گا۔ میں نے عرض کی حضور! مجھے بخوشی منظور ہے۔ آپؒ نے فرمایا ''اپنے نانا والا وعدہ کرو کہ ایک دفعہ حضورﷺ کا ایک یہودی کے ساتھ وعدہ ہوا۔ آپ نے تین دن تک اس کا انتظار کیا۔ یہودی نہ لوٹا لیکن آپ وہیں کھڑے رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ملنگ آپ کے ساتھ نہ آئے اور تم وہیں سے اپنے گھر کی راہ لو۔ ملنگ آئے نہ آئے آپ کو واپس آنا ہوگا۔ میں نے پکا وعدہ کیا اور تانگہ لے کر چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو ملنگ گیارہویں شریف کا لنگر تقسیم کر رہا تھا۔ اس کا رخ بھی میری طرف تھا۔ لیکن مجھے دیکھتے ہی اس نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ میں سامنے ہوا اور السلام علیکم! کہا اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ اور رخ دوسری طرف کیے رکھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ایک دفعہ میں نے پھر ملنگ سے مخاطب ہو کر کہا شاید تو نے مجھے پہچانا نہیں؟ اس نے جواب دیا میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں۔ تم جعفر شاہ موچیوالا کے رہائشی ہو مگر آج تمہارے آنے کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں

جاؤں گا۔ میں نے بڑی منت سماجت کی لیکن وہ نہ مانا۔ کہنے لگا ایک بات ہو سکتی ہے تم حضور قبلہ عالمؒ کو یہیں لے آؤ میں تانگہ کا خرچ بھی خود برداشت کروں گا اور دوائی بھی مفت دوں گا۔ واپس ہوا تو ساری حقیقت آپ کے سامنے عرض کر دی۔ حکم ہوا "میرا نام بھی کرم حسینؒ ہے، جان جاتی ہے تو چلی جائے ہم اس کے ہاں نہیں جائیں گے۔ تانگہ والا کو بلا کر -/100 روپے اس کے حوالے کیے اور مجھے فرمایا تم نہیں جا سکتے جب تک تم یہ خرچ ادا نہ کر دو۔ میں بے حد پریشان ہوا۔ رات ہو گئی حضور قبلہ عالمؒ نے درویشوں سے فرمایا شاہ صاحب کو لنگر کھلائیں، نیا بستر دیں ساتھ ہی لوٹا اور مصلّٰی بھی رکھیں، میں نے درویشوں سے کہا آپ ایسے لوٹا اور مصلّٰی رکھ رہے ہیں۔ میں نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ سوچا کہ رات کو بھاگ جاؤں گا۔ لیکن جب درویش حضور کی چارپائی اندر لے چلے اور دروازہ پر پہنچے تو ارشاد ہوا اس کا خیال رکھنا کہیں 100/ روپے سے بچنے کے لیے بھاگ ہی نہ جائے۔ سوچتا رہا حضور کو کس نے بتا دیا یہ تو میرے دل کی بات تھی۔ جونہی رات کو اٹھنے کا ارادہ کرتا تو درویش بابا خادم حسین گجراتی کھانسنے لگ جاتا میں ارادہ بدل لیتا۔ حتیٰ کہ رات کے آخری حصہ میں میری آنکھ لگ گئی۔

خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مجھے کندھے سے پکڑ کر فرما رہے ہیں شاہ صاحب جاگتے ہو۔ میری آنکھ کھل گئی۔ کروٹ بدل کر دیکھا تو حیران و پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ سوتے وقت تو حضور چلنے پھرنے کے قابل نہ تھے۔ مگر اس وقت اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ گھر سے کیسے چل کر آ گئے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا" شاہ صاحب تم نے ہمارا کام تو نہ کیا۔ مگر تم سید ہو اور ہمارے در پر آئے ہو چلو ہم تمہارا کام کر دیتے ہیں۔" پھر میرے سینے پر ہاتھ پھیرا تو میرا قلب جاری ہو گیا۔ ذکر مخفی و اخفی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مزید فرمایا روز قیامت اگر میرے پیرو مرشد سید سردار علی شاہ بخاریؒ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس ہماری ایک امانت تھی تو میں تیرا ہاتھ پکڑا کر پیش کروں گا۔ اور کہوں گا کہ وہ میں نے آپ کے خاندان میں ہی واپس لوٹا دی ہے۔ صبح ہوئی تو درویشوں سے فرمایا شاہ صاحب سے لینا دینا تو الگ بات ہے ان کے لنگر کا انتظام کرو۔ ناشتہ کے بعد طلبی ہوئی تو سرکار نے -/100 روپے حسب وعدہ ادا کیے اور -/5 روپے کرایے کے لیے مزید عنایت کیے۔ پھر قریب بلا کر کان میں فرمایا کہ رات والی بات میری زندگی میں ظاہر نہ کرنا میں چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد حاضر ہو کر مرید ہونے کے متعلق عرض کی لیکن حضور نے فرمایا کہ تو مرید ہو چکا ہے۔ میں گاہے بگاہے آ کر عرض کرتا رہا لیکن آپ ٹالتے رہے حتیٰ کہ تین سال کا عرصہ بیت گیا۔ پھر میں نے ایک مہینہ کا اکٹھا خرچ دے کر اپنی بیوی سے کہا یہ سنبھال لو۔ خواہ مہینہ کیوں نہ گذر جائے اب مرید ہوئے بغیر واپس نہیں آؤں گا۔

میں بذریعہ تانگہ گوجرہ موڑ سے منگانی شریف پہنچا۔ تھوڑی سی مٹھائی لے لی تا کہ مرید ہونے کے بعد تقسیم کروں گا۔ حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو فرمان ہوا شاہ صاحب مہینہ بھر کا ارادہ لے کر آئے ہو مگر ہم چاہیں تو تمہیں ابھی فارغ کر دیں۔ ایک پل بھی یہاں نہ ٹھہرنے دیں۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ جناب کو کیسے خبر ہو گئی۔ بات تو میرے گھر کی تھی یہاں تک کیسے پہنچی۔ الغرض جمعہ شریف کا دن تھا۔ شعبان المعظم کی تین تاریخ سرکار نے شرف قبولیت بخشا اور بعد از نماز

جمعہ اس حقیر پر تقصیر کو مرید فرمالیا۔

خلیفہ میاں غلام رسول صاحب (مصنف کتاب گل توحید) سے فرمایا سبق سمجھا دو لیکن سید صاحب ہیں خیال رکھنا۔ وہ سبق سمجھانے لگے تو میں نے عرض کی جناب پہلے مجھ سے سن لیں۔ اگر غلطی ہو تو صحیح کر دینا۔ جب وہ حضور قبلہ عالم کے پاس گئے تو کہنے لگے حضور! یہ تو پہلے ہی ''واہتری'' ہے (یعنی پہلے سے ذکر جانتا ہے)۔ پھر سرکار نے دولت علی خان بلوچ سے فرمایا پتہ کرو شاہ صاحب کہیں اگلے جہان کو نہ سدھار جائے۔ میں بے ہوش تھا۔ دولت علی خان نے جسم کو آہستہ آہستہ دبایا تو مجھے قدرے افاقہ ہوا لیکن میرے ہاتھ پاؤں مفلوج ہو چکے تھے۔ دولت علی مجھے ہاتھوں پر اٹھا لایا۔ حضور نے مجھے فرمایا دولت بلوچ نے تو کچھ نہیں کہا؟ اور اس سے فرمایا تم نے شاہ صاحب کے ساتھ کیا کیا کہ چلنے کے قابل بھی نہیں رہا اتنے میں بندہ تڑپ کر سرکار کے قدموں سے لپٹ گیا۔ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ حضور نے تھپک تھپک کر اٹھایا تسلی دی اور ذکر و فکر کی تلقین فرمائی۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا ۔۔۔ نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

☆ ایک دفعہ ارشاد ہوا شاہ صاحب گھر کا حال سنائیں کیسے گذر بسر ہو رہی ہے؟ عرض کی حضور ایک وقت کا کھانا ملتا ہے اور ایک وقت کا فاقہ کرنا پڑتا ہے۔ فرمانے لگے افسوس کی بات ہے تیری میری یاری کو اتنے سال ہو گئے۔ لیکن تم آج اپنی تنگدستی کا ذکر کر رہے ہو۔ گھر کے افراد کی تعداد پوچھی میں نے عرض کی آٹھ افراد ہیں۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب آپ نے فرمایا کہ ہفتے کے سات دن ہوتے ہیں ایک رات کا کھانا ہمارے ذمہ رہا اور یہ تمہارے گھر پہنچ جائے گا۔ جمعرات کی شام مقرر ہوگئی۔ میں نے عرض کی حضور! موچیوالا یہاں سے پانچ میل دور ہے۔ ہر جمعرات کو شام کے وقت یہاں سے کیسے کھانا پہنچ سکے گا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا شاہ صاحب! حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کا ولی آصف بن برخیا ایک پل میں بلقیس کا تخت لا سکتا ہے تو میں امت محمدی ﷺ کا ولی ہوں۔ اگر اس سے پہلے نہ پہنچاؤں تو پھر کہنا۔ اجازت لے کر رخصت ہوا گھر پہنچا۔ دوسرے دن جمعرات تھی۔ بیوی کو کھانا پکانے سے منع کر دیا اور سارا ماجرا سنایا۔ اگلے روز بیوی نے عصر کے وقت پوچھا۔ کھانا تیار کرنا ہے تو ابھی بتا دو ورنہ شام کے وقت مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔ اچھا تو ہے مجھے کھانا تیار کرنے دیں کیونکہ ہم کون سے غوث ہیں جن کے گھر کھانا بھیجا جائے حضور نے آپ کے ساتھ ویسے مذاق کیا ہوگا۔ میں نے کہا چلو آج آٹھ کی بجائے چار آدمیوں کے لیے کھانا تیار کر لو۔ اگر نہ آیا تو اسی پر اکتفا کر لیں گے۔ شام ہونے سے قبل ہی میرے دروازہ پر دستک ہوئی۔ باہر نکل کر دیکھا تو میرا ایک رشتہ دار آدمی چنگڑ قبیلہ کے ایک لڑکے کے ہمراہ دروازہ پر موجود تھا۔ اس نے بتایا یہ فلاں چنگڑ کا بیٹا ہے۔ انہوں نے ختم دلوانا ہے اور ان کی رسم ہے کہ سید کے بغیر کسی سے ختم نہیں دلواتے۔ میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ اور ختم شریف پڑھ دیا۔ یہ حضور کی کرامت تھی۔ کہ میرا قرآن ان کو پسند آ گیا حالانکہ میں تو نہایت کم علم آدمی تھا۔ میری بڑی عزت وقدر کی گئی اور انہوں نے سب سے پہلے آٹھ افراد کا کھانا میرے گھر بھیج دیا۔ ساتھ ہی ہر

جمعرات کو کھانا پہنچانے کا وعدہ کر لیا، اگلے روز جمعہ تھا۔ میں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا شاہ صاحب بتاؤ کھانا پہنچایا نہ پہنچا۔ میں نے عرض کی حضور نے تو نہیں بھیجا وہ تو چنگڑوں نے بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا پہلے بھی انہوں نے کبھی بھیجا تھا اور ساتھ ہی انہوں نے جو آپ سے ہر جمعرات کا وعدہ لیا ہے۔ پہلے ایسا کیوں نہیں ہوا؟ تب بات میری سمجھ میں آئی اور قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے ارشاد فرمایا ابھی تو ایک رات کا وعدہ ہے۔ اگر تم نے ہمیں دعائیں دیں تو ہوسکتا ہے ہم تمہارے لیے ہر رات کا انتظام کر دیں۔

خدا کُن ان لبوں سے کہہ رہا ہے یہاں دریائے وحدت بہہ رہا ہے
جو کہتے ہیں وہ ہوتا جا رہا ہے بشر کے روپ میں حکمِ خدا ہے

☆ چک موچیوالہ بستی چنگڑ وکشمیری میں مسجد نہ تھی۔ جو لوگ ہر جمعرات کو مجھ سے ختم دلواتے تھے۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنا لیا۔ مجھے کہا کہ امامت کروا سکتے ہو میں نے جواب دیا۔ ابھی تم نے تعمیر شروع ہی نہیں کی آخر ایک دو ماہ کا عرصہ تو لگے گا۔ اگرچہ میں نماز روزہ سے بے بہرہ ہوں لیکن اس عرصہ میں امامت وغیرہ کا طریقہ سیکھ لوں گا۔ مولوی کی دوڑ مسجد تک ہوتی ہے۔ اس لیے میں سیدھا حضور قبلہ عالم منگانویؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور مسجد کی تعمیر اور امامت کے متعلق سارا واقعہ عرض کر دیا۔ میرا خیال یہ تھا کہ کسی مولوی صاحب کی آمد سے قبل ہی کچھ کر لینا چاہیے تاکہ امامت کی نعمت میرے حصہ میں آئے۔ دربار شریف پر اس وقت مولوی میاں محمد رمضان سکنہ چک نمبر 169 امام مسجد تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے انہیں فرمایا کہ جعفر شاہ کو مولوی بنانا ہے۔ جمعہ، امامت، نکاح اور جنازہ وغیرہ کا پورا طریقہ اسے بتانا اور یاد کرانا ہے۔ لیکن وقت ہمارے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے۔ مولوی صاحب نے ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور یہ کام میری ہمت سے باہر ہے۔ اگر آپ کا کرم ہو جائے تو پھر ایک گھنٹہ کی بجائے چند منٹوں میں کام ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم دونوں علیحدگی میں چلے جاؤ اور تمام اسباق ایک ایک مرتبہ پڑھاتے جاؤ۔ حضور کی اتنی کرم نوازی ہوئی کہ ایک گھنٹہ سے بھی کم وقت میں مجھے سب کچھ یاد ہو گیا۔ سرکار نے تجربہ کے لیے درس کے دو بچوں کو بلوایا اور مجھے نکاح کی مشق کروائی جو کہ میں نے صحیح طریقہ سے سرانجام دی تو حضور قبلہ عالمؒ نے یہ مصرع پڑھا۔

"ٹلی وانگ کھڑکن وچ محفلاں دے سچے گُرو دے جیہڑے ملنگ ہوون"

مجھے دعا دے کر رخصت کی اجازت دی بندہ آپ کی نظرِ عنایت سے کئی سال اس مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتا رہا لیکن کسی کو اعتراض کی جرات نہ ہوئی اور حضور قبلہ عالمؒ کے حسبِ فرمان ہمیشہ رات کے کھانے کا انتظام بھی ہو گیا۔

☆ میں نے دوسری شادی کی تو بیوی کے ساتھ میری ایک شرط لگ گئی میں نے کہا اگر بیٹا ہوا تو نام میں رکھوں گا اور کپڑے تم لے کر دو گی اور اگر بیٹی ہوئی تو نام تم رکھنا اور کپڑے میں لے کر دوں گا۔ قدرت خدا کی بیٹا پیدا ہوا اس کا نام میں نے

ابوالحسن رکھا دوسری دفعہ پھر بیٹا ہوا تو اس کا نام میں نے نجم الحسن رکھا تیسری مرتبہ گھر میں اُمید ہوئی تو جو بھی دیکھتا یہی کہتا اس دفعہ ضرور بیٹی پیدا ہوگی۔ میں پریشان ہوگیا کہ اس دفعہ میری بیوی مجھ سے جیت نہ جائے۔ جو بھی عورت گھر آتی وہ دیکھ کر یہی بتاتی کہ اس دفعہ بچی پیدا ہوگی ہم بھی بچے پیدا کرتی رہی ہیں میں اس پریشانی میں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب میں اس دفعہ اپنی بیوی سے شرط ہار رہا ہوں میری اعانت فرمائیں حضور نے فرمایا اس دفعہ تمہارے ہاں بچی ہی پیدا ہوگی۔ میں اور گھبرایا فرمایا چلو شاہ جی! تمہارے گھر پیدا تو بچی نے ہونا تھا ہم اپنے رب سے دُعا کر کے اسے بچہ بنانے کے لیے عرض کرتے ہیں لیکن تم پہلے زمین پر اپنے ناک سے سات بار لکیریں کھینچو کہ آئندہ شرط نہیں لگاؤں گا۔ ایک وقت پر اللہ تعالیٰ بھی بندہ کی نہیں سنتا تو بندہ اپنے رب کو بھی چھوڑ دے میں نے عرض کی حضور اس دفعہ بچہ پیدا ہو جائے میں زندگی بھر شرط نہ لگاؤں گا اور ناک سے سات لکیریں زمین پر کھینچیں۔ حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد ہوا۔ اب یہ نہ کہنا کہ مجھے بچہ ہی پیدا ہونا تھا وہ بچی تھی ہماری دُعا سے بچہ بنا دی گئی اور واضح علامت یہ ہے کہ بچیوں کی طرح اس کے بال زیادہ ہونگے اور گردن پر بھی بالوں کا گچھا ہوگا اگر یہ علامت ہو تو کہنا فقیر کرم حسین کی دُعا سے بچہ بنا ہے اگر یہ علامت نہ ہو تو پھر [illegible] سمجھنا اور اس کا نام خواجہ معین الدین رکھنا۔ میں گھر آ گیا ہر کوئی کہتا بچی پیدا ہوگی۔ آخر جس روز گھر میں بچہ پیدا ہونا تھا میں بڑا پریشان تھا کچھ دیر بعد نومولود کے رونے کی آواز آئی میں نے آواز سُنی تو وہ بھی بچیوں کی طرح تھی میں نے سمجھا لو بچی پیدا ہوگئی کچھ دیر بعد میری ہمشیرہ باہر آئی میں نے پوچھا بچی پیدا ہوئی ہے کہ بچہ۔ اس نے کہا بڑی حیران کن بات ہے کہ اس کے بال اور حلیہ بچیوں کی طرح ہے لیکن ہے بچہ میں نے خود دیکھا اور حیران رہ گیا کہ بالکل حضور کے حسب فرمان بال بڑھے ہوئے تھے اور گردن پر بالوں کا گچھا بھی تھا۔ تھوڑی دیر میں بچے کی حجامت کے لیے حجام کو بلا لایا اس نے کہا شاہ جی! بچے کے اتنے بال بڑھے ہوئے ہیں جیسے ایک ماہ کا ہو تم نے پہلے حجامت کیوں نہیں بنوائی میں نے کہا یار غریب آدمی ہوں تجھے دینے کے لیے روپے نہیں تھے آج روپے مل گئے تب حجامت کے لیے تجھے بلوایا ہے۔

☆ کچھ عرصہ بعد میری دونوں بیویاں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سیدزادیوں کا حضور بہت اکرام فرماتے تھے انہیں کبھی نیچے صف پر نہ بیٹھنے دیتے اور فرماتے تم بغیر نقاب کے میرے پاس نہ آیا کرو بلکہ نقاب لگا کر آیا کرو۔ اب کی بار میری دونوں بیویاں حضور کے قدموں کو پکڑ کر بیٹھ گئیں حضور نے فرمایا مجھے گنہگار نہ کرو اور میرے قدم چھوڑ دو انہوں نے عرض کی حضور آپ تو اپنے مرید کے بنے ہماری لاج تو نہ رکھی۔ اب ہم آپ کی خدمت [illegible] عرض کرتی ہیں آپ کا مرید ہم سے جیت گیا ہم اپنی شکست خود تسلیم کرتی ہیں۔ لیکن اب دعا فرمائیں ہمیں ایک بچی ضرور پیدا ہو۔ بیٹے تو باپ کے ہوتے ہیں بیٹیاں ہی اپنی والدہ کی خدمت کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا میرے بھی تین بیٹے ہیں کوئی بیٹی نہیں ہے انہوں نے کہا جناب کے تو خدمتگار کافی ہیں۔ حضور نے فرمایا بیٹی نہ مانگو بہتر رہوگی۔ انہوں نے قدم مبارک پکڑے رکھے حضور نے فرمایا چلو میرے پاؤں چھوڑ دو۔ بیٹی پیدا ہوگی لیکن تم پچھتاؤ گی۔ میرے گھر اُمید ہوئی تو میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا

اور عرض کی جناب میری بیویاں کہا کرتی تھیں کہ ہماری بیٹی پیدا ہوئی تو ہم اس کا نام بی بی عابدہ رکھیں گی اور میں نے اسی نام کی وجہ سے شرط لگا رکھی تھی اب جناب نے دُعا فرمادی ہے بیٹی تو ضرور پیدا ہوگی لیکن انہیں فرمائیں یہ نام نہ رکھیں حضور نے فرمایا تم خاموش رہو یہ نام انہیں بھول جائے گا۔ میں مطمئن ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد میرے گھر بیٹی پیدا ہوئی۔ چوکیدار نام رکھوانے کے لیے دروازہ پر آیا تو میں بھی گھر موجود تھا مجھے پھر اس خیال نے ستایا کہیں نام بی بی عابدہ نہ رکھ دیں میں نے اپنی بیویوں سے پوچھا بچی کا نام کیا رکھنا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے رات کو شاہینہ بی بی تجویز کیا ہے۔ یہی چوکیدار کو لکھادو میں دل ہی دل میں خوش ہوا اور اسے یہ نام لکھادیا۔ بچی چار ماہ کی ہو کر فوت ہوگئی اور حضور کا فرمان بچی پیدا ہوگی لیکن تم پچھتاؤ گی پورا ہوگیا۔

☆ پھر کچھ عرصہ بعد ہم سب گھر والے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میری بیویوں نے عرض کی جناب آپ ہمیشہ جعفر شاہ کا ساتھ دیتے ہیں۔ بچی تو پیدا ہوئی لیکن فوت ہوگئی جناب کے بھی تین بیٹے ہیں اپنے مرید کے بھی تین بیٹے ہی گوارا کیے۔

حضور نے فرمایا چلو تمہارا یہ گلہ نہ رہے سنو جعفر شاہ کے پانچ بیٹے پیدا ہونگے یعنی دو ابھی اور ہونگے پھر یہی اس کی اولاد ہوگی الغرض حضور کے وصال کے بعد میرے دو اور بیٹے ضیاء الدین اور زین العابدین پیدا ہوئے اور حضور کا فرمان پورا ہوگیا۔

جنّات کا حصولِ فیض

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (پ ۲۷: ع ۲)'' اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن وانساں کو مگر اپنی عبادت کیلئے'' سورہ جن میں ان جنات کا ذکر ہے جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرآن سنا اور ایمان لائے قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ ''مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (پ ۲۹: ع ۱)'' تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے''

احادیث مبارکہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں جنات کی حاضری کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ اولیائے کرام کی خدمت میں حاضری کا بیان بھی کئی کتب میں بکثرت موجود ہے کتاب ''مظہرِ جمالِ مصطفائی'' میں حضرت شیخ ابوسعید بغدادی کا واقعہ درج ہے وہ کہتے ہیں میری دختر ایک دن مکان کی چھت پر گئی تو اسے ایک جن نے اٹھالیا میں نے یہ واقعہ حضور غوث اعظمؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے وظیفہ بتایا کہ رات کو بیٹھ کر پڑھنا چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق پڑھنا شروع کیا تو نصف شب سے جنات کے گروہ گزرنے لگے اور بالآخر صبح کے قریب تمام جنوں کا سردار حاضر ہوا

جو گھوڑے پر سوار تھا۔ میرے سامنے آ کر ٹھہرا اور میری حاجت پوچھی تو میں نے کہا کہ مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھیجا ہے یہ اسمِ گرامی سنتے ہی وہ گھوڑے سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی بیٹھ گیا تب میں نے اپنی دختر کا واقعہ بیان کیا۔ سردار کے حکم کے مطابق جن کو حاضر کیا گیا تو سردار نے اس جن کو قتل کر دیا اور دختر شیخ ابوسعید کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد میں نے جنات کے سردار سے کہا کہ آج کے سوا مجھے آپ لوگوں کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تابعداری کرنا معلوم نہ تھا وہ کہنے لگا بے شک شیخ عبدالقادر ہم میں سے تمام سرکش جنات پر نظر رکھتے ہیں اسلئے وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بسے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطب بناتا ہے تو جن وانس دونوں پر اسے حاکم بنا دیتا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت اقدس میں جنات کا ذکر اکثر و بیشتر ملتا ہے۔ حضور کی خدمت میں رہنے والے دُرویش بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کئی بار اپنی آنکھوں سے جنات کو مختلف شکلوں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھا۔ کبھی یہ قد آور اور ہیبت ناک شکل میں نمودار ہوتے تو کبھی بالکل چھوٹی سی مخلوق کی صورت میں ظاہر ہوتے اور رشد و ہدایت کا سبق لیتے۔ کچھ درویشوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب ہم کسی ویرانے یا خطرناک مقام سے گزرتے تو ہمیں کچھ اَن سنی آوازیں سنائی دینے لگتیں اور جنات نے ہمیں کہا کہ ہم تمہیں پہچانتے ہیں کہ تم حضور قبلہ عالمؒ کے مرید ہو۔ اگر تم حضور کے مرید نہ ہوتے تو ہم تمہیں نقصان پہنچاتے۔

☆ خواجہ نور محمد درویش بیان کرتے ایک دفعہ میں بابا قاسم درویش کے پاس موضع ماہلڑا (شورکوٹ) گیا وہاں پر بستی جڑالہ سے کچھ لوگ آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہا کہ ہمارے گھر میں جنات کی تکلیف ہے میں چلا گیا مریض کو دم کیا تو وہ بولنے لگ گیا اور کہا خواجہ نور! ہم تمہارے پیر بھائی ہیں میں نے بطور امتحان ان سے کہا پھر یہ بتاؤ کہ حضور قبلہ عالمؒ اس وقت کہاں ہیں انہوں نے کہا ہم کل ہی حضور کی زیارت کر آئے ہیں آپ اس وقت میانوالی میں ''نواں'' کے نزدیک ''سوکاں والے پہاڑ'' پر جلوہ افروز ہیں تم لوگوں کی نسبت ہم جنات حضور کے زیادہ مرید ہیں کیونکہ فقیر کو تمہاری نسبت ہم زیادہ پہچانتے ہیں میں نے کہا اگر تم واقعی میرے پیر بھائی ہو تو میری لاج رکھو اور چلے جاؤ لیکن بطور نشان صحن میں برتن رکھنے والی جو چوکی ہے اُسے الٹا کرتے جاؤ انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہ چلے گئے اور واقعی سب لوگوں نے دیکھا کہ صحن میں برتن رکھنے والی چوکی یک دم الٹ گئی میں بڑا حیران ہوا مزید امتحان لینے کے لیے وہاں سے میانوالی روانہ ہوا حضور کے آبائی گاؤں ''نواں'' پہنچ کر خلیفہ میاں غلام رسول صاحب کے پاس آیا اور ان سے حضور کے متعلق دریافت کیا میاں صاحب نے فرمایا حضور آج اور کل ''سوکاں والے پہاڑ'' پر تشریف فرما ہیں میں نے انہیں ہمراہ لیا اور ''سوکاں والے پہاڑ'' پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا نور محمد! تو بستی جڑالہ کیا لینے گیا تھا میں نے عرض کی وہاں آسیب کی تکلیف تھی اور وہ مجھے بڑا اصرار کر کے لے گئے۔ پھر میں نے عرض کی حضور وہ جنات کہتے تھے کہ ہم تمہارے پیر بھائی ہیں لیکن

حضور نے مجھے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے میں یہی فرمایا تمہیں ان سے کیا واسطہ۔ پڑے چھوڑ انہیں کیا ضرورت ہے۔

☆ حضور جب ہجرت فرما کر منگانی شریف تشریف لائے تو یہ جگہ بھی بڑی سخت اور آسیب زدہ تھی اس لیے حضور نے اپنی مملوکہ زمین کے اردگرد سات سات اذانیں دلوائیں تا کہ یہاں پر حاضر رہنے والے بے فکر اور شر شیطان سے محفوظ رہیں حاضر خدمت رہنے والوں کا بیان ہے ایک شب حضور اپنے کچے حجرہ میں آرام فرما ہوئے تو ہم نے دیکھا ایک بڑا قدآور اور ہیبت ناک جن آپ کے حجرہ میں حاضر ہوا ہم سب ڈر گئے لیکن وہ حضور کی بارگاہ میں نیاز حاصل کر کے تھوڑی دیر بعد رخصت ہو گیا حضور نے کوئی توجہ نہ فرمائی اور بدستور آرام فرما رہے۔

☆ حاضر خدمت رہنے والوں کا بیان ہے ایک روز نماز تہجد کے بعد حضور نے از راہِ مزاح فرمایا کئی دن گزر گئے ہم نے جنات نہیں دیکھے اور خود تکیہ پر دراز ہوئے اسی وقت چھوٹے چھوٹے جنوں کی ایک ٹولی آپ کے حجرہ میں داخل ہوئی جہاں آج کل آپ کا مزار شریف ہے اور حضور کا طواف کرتی رہی آخر کچھ دیر بعد قدم بوسی حاصل کر کے رخصت ہوئے۔

☆ دربار شریف سے شمال مغربی جانب ایک شیشم کا بڑا گھنا درخت تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ منگانی شریف ہجرت کے بعد ابتدائی کچھ عرصہ موسم گرما میں رات کو بھی وہاں آرام فرماتے یہ دور جنات کی خصوصی تعلیم و تربیت کے لیے مختص تھا۔ دن کو حضور لوگوں کی تربیت فرماتے اور رات کو جنات کی۔ حاضر خدمت رہنے والوں کا بیان ہے کہ رات کو عموماً جنات کی ٹولیاں جماعت کی صورت میں حاضر خدمت ہوتیں اور زیارت سے فیض یاب ہوتیں کئی آپ کے مبارک پاؤں بھی دباتے کئی آپ کی چارپائی کا طواف کرتے اور پھر غائب ہو جاتے۔

☆ (میرا ذاتی مشاہدہ) انہی دنوں کی بات ہے میں چھوٹا تھا اور برادرم پیر سخی حسین صاحب نے مجھے اٹھایا ہوا تھا رات نماز عشاء سے کافی دیر بعد ہم مسجد سے گھر آنے لگے تو میں نے دیکھا جس شیشم کے درخت کے نیچے حضور شب بسر فرماتے اس کے بالکل اوپر بڑے فٹ بال کی مانند کوئی چیز چمک رہی تھی۔ میں نے پیر سخی حسین صاحب کو متوجہ کیا تو انہوں نے بتایا یہ جنات ہیں اور آپ کو شاید معلوم نہیں حضور قبلہ عالمؒ رات وہاں اس لیے بسر فرماتے ہیں کہ وہاں شب بھر جنات حاضری دیتے ہیں حضور آج کل ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرما رہے ہیں۔ اس لیے یہاں دربار شریف پر آرام نہیں فرماتے اور وہ شیشم والی جگہ ان کی ہدایت و تبلیغ کے لیے مقرر فرمائی ہے پھر ساتھ ہی مجھے اپنا واقعہ بھی سنایا کہ ایک رات حضور نے مجھے فرمایا جاؤ میرے لیے پانی لاؤ میں مسجد کے ساتھ والے نلکا پر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ نلکا خود بخود چل رہا تھا حالانکہ اس وقت وہاں کوئی بندہ موجود نہیں تھا۔

☆ ڈاکٹر محمد نواز سکنہ میرک شریف بیان کرتا ہے کہ ہمارے ایک رشتہ دار کو ہمیشہ جمعرات کو جنات کا اثر ہو جاتا کافی عورتیں اس سے پوچھا کرتیں بتا ہمارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا یا بیٹی وہ کہتا میرا جن بتاتا ہے فلاں کو بیٹا اور فلاں کو بیٹی ہو گی۔ لیکن میری بیوی سے ہر بار وہ کہتا تیری قسمت میں کوئی بیٹا نہیں صرف بیٹیاں ہوں گی۔ ایک مرتبہ ملتان جاتے ہوئے میری دعوت

پر حضور کچھ دیر کے لئے میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے میرے بیوی نے تمام واقعہ عرض کیا اور رونے لگی۔ حضور یہ سنتے ہی جلال میں آ گئے اور جسم اطہر پلنگ مبارک سے کئی فٹ بلند ہو گیا اور فرمایا۔ ''کون کہتا ہے جن، بھوت کیا چیز ہیں وہ تو ہمارے غلام ہیں اور ہمارے قدموں پر سر جھکاتے ہیں''۔ جا اب تجھے پانچ بیٹے ہوں گے اور جنہیں وہ بیٹے کہتا ہے انہیں بیٹیاں ہوں گی۔ جو کہ حضور کے فرمان کے مطابق اسی طرح ہوا۔

☆ عارف حسین بھٹی ولد خلیفہ میاں محمد بخش بیان کرتا ہے ایک رات جبکہ حضور موجودہ گھر کے آخری سٹور والے کمرہ میں تشریف فرما تھے میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا نماز تہجد کے وقت حضور جب تہجد میں مشغول ہوئے تو اچانک دروازہ کھلا ایک قد آور اور ہیبت ناک شکل والا جن حاضر خدمت ہوا اور آپ کا بستر مبارک چوم کر میرے ساتھ ہی چٹائی پر بیٹھ گیا میں اس قدر خوف زدہ ہوا کہ موسم سرما میں بھی میرا پسینہ بہنے لگا حضور نماز تہجد میں مشغول تھے جب آپ نے سلام پھیرا تو اسے دیکھ کر بڑے ناراض ہوئے اور فرمایا ایسے بے وقت منہ اٹھائے چلے آتے ہو۔ جاؤ نکل جاؤ اور لوگوں کا لحاظ رکھا کرو وہ دست بستہ اُٹھا اور وہیں سے باہر نکل گیا۔

☆ حضور قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال بھی دربار شریف پر رہنے والے درویشوں نے کئی بار جنات کو روضہ مبارک میں حاضری دیتے دیکھا کہ آئے کچھ دیر حضور کی بارگاہ میں نیاز حاصل کیا اور رخصت ہوئے کبھی کسی درویش کی طرف دیکھا تک نہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے　　کتنے اس زُلف کے اسیر ہوئے

جرائم پیشہ افراد پر نگاہِ ولایت کا اثر

حضور قبلہ عالمؒ کے دامن کرم سے سینکڑوں جرائم پیشہ افراد منسلک ہوئے اور حضور کی نگاہ کرم نے انہیں پاکیزہ زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھا دیا۔

1- خلیفہ میاں محمد بخش بیان کرتے ہیں۔ ایک روز حضور قبلہ عالمؒ دربار شریف پر سڑک کے کنارے تشریف فرما تھے۔ کہ بڑی بڑی مونچھوں والا ایک بلوچ اپنی گھوڑی پر سوار قریب سے گزرا۔ حضور کو دیکھتے ہی گھوڑی سے اترا اور دست بوسی کے لیے آگے بڑھا حضور نے فرمایا بندۂ خدا تو نے مرنا نہیں ہے۔ کہنے لگا جناب! اگر مرنے کا ڈر ہوتا تو ایسے گندے کام کیوں کرتا' ہر تھانہ میں میرے خلاف پرچے درج ہیں' ایک بات ہے کہ میں نے اپنے علاقہ میں کبھی چوری نہیں کی' باہر کے اضلاع میں کرتا ہوں حضور سے کیا پردہ اب بھی چوری کے لیے ہی جا رہا تھا۔ حضور نے فرمایا میری مانو یہ کام چھوڑ دو' اس نے عرض کی جناب یہ ایک ایسی عادت بن گئی ہے۔ جو چھوٹ نہیں سکتی' یہ سنتا تھا حضور نے پر جلال کیفیت۔ فرمایا ادھر آ' اپنا ہاتھ مجھے پکڑا پھر دیکھوں گا کیسے چوری کرتا ہے۔ کہنے لگا۔ اگر مرید ہونے سے چوری چھوٹ جائے تو ابھی مرید ہو جاتا ہوں حضور نے مرید کیا اور فرمایا اسے اچھی طرح سے سبق سمجھا دو۔ وظائف کی تلقین کے بعد وہ چوری کی بجائے گھر چلا گیا۔ تقریباً

چھے ماہ بعد حاضر خدمت ہوا۔حضور نے فرمایا' بھئی تو نے تو منہ دکھانا بھی چھوڑ دیا۔مرید ہونے کے بعد اتنا عرصہ کہاں رہے۔عرض کی جناب! آپ کی دعا سے چوری کی عادت چھوٹ گئی۔اور اس عرصہ میں مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔اپنی مملوکہ زمین کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔پہلے یہ بنجر تھی۔جب سے حضور کا مرید ہو کر توبہ کی۔وہی زمین اس قدر سرسبز و شاداب ہوگئی۔اچھی بھلی زندگی بسر ہو رہی ہے سبحان اللہ۔

حضور قبلہ عالمؒ کی نگاہ ولایت نے ایسے سینکڑوں افراد کی زندگیاں بدل دیں۔حضور قبلہ عالمؒ کو جرائم پیشہ افراد کو جرم سے باز رکھنے کی تربیت پر کمال حاصل تھا اور اپنے مخصوص انداز میں ان کی تربیت فرمایا کرتے تھے۔حضور فرماتے تھے۔مرد ہمیشہ مرد ہوتا ہے۔وہ جتنا بڑا ڈاکو یا پیشہ ور مجرم ہی کیوں نہ ہو جب سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اس پر مردوں کی طرح قائم ہو جاتا ہے۔ہم نے تذکروں میں پڑھا ہے۔اکثر چور ہی قطب بنے ہیں۔لہذا اس میدان میں کمزوروں اور بزدلوں کا کوئی کام نہیں۔کیونکہ وہ جلد ہی لڑکھڑا جاتے ہیں دنیا و دین دونوں مردوں کی ہیں۔کمزوروں اور بزدلوں کی نہیں۔جس نے توبہ کی اور پھر اس پر استقامت حاصل کی وہی کامیاب ہو گیا۔حضور کے غلاموں میں ایک کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو حضور کی نگاہ کرم اور نگاہ ولایت کی وجہ سے توبہ تائب ہو کر صوم و صلوۃ کے پابند اور نہایت متقی اور درویش منش اصحاب کہلائے۔بقیہ زندگی انتہائی تقویٰ و پرہیزگاری میں بسر کی۔بعض احباب کو دمِ رخصت ہم نے خود دیکھا کہ ذکر کرتے ہوئے اس دنیا سے دارِ بقا کو روانہ ہوئے۔

2- میاں راجہ نول بیان کرتا ہے' میں اپنے دور میں کبڈی کا نامور کھلاڑی اور پیشہ ور ڈاکو تھا۔صرف جھنگ میں سات پرچوں میں مطلوب تھا۔پولیس میرے پیچھے تھی۔ایک دن میں نے جھنگ میں چوری کا مویشی فروخت کیا تقریباً ساڑھے چار ہزار روپے ملے۔جیب میں ڈالے اور سوچا کہ ایک اور مویشی چوری کر لیتا ہوں اور تھانے والوں کو پیسے دے کر راضی کر لوں گا۔اور پرچے خارج کروا دوں گا۔

اسی جستجو میں تھانہ موچی والا کے علاقہ میں گشت پر چل نکلا۔راستہ میں مال مویشی دیکھتا آیا۔لیکن کوئی خاص پسند نہ آیا۔حضور کو دربار شریف پر آئے ہوئے صرف دو تین سال کا عرصہ گزرا ہو گا۔لنگر شریف والے پختہ مکانوں کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں۔یہاں آیا تو لنگر شریف کے بیلوں کی ایک جوڑی کھڑی تھی۔جو مجھے بہت پسند آئی۔میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر یہ چوری کر لوں تو میرا کام بن سکتا ہے۔پیری فقیری کا مجھے پتہ نہیں تھا میں نے سمجھا یہ مہاجروں کا ڈیرہ ہے اور انہیں کے یہ بیل ہونگے۔حضور نے دیکھا تو شیر خان بلوچ سے فرمایا' حقہ تیار کرو ہمارا مہمان آ رہا ہے۔میں نے سوچا بہت اچھا ہوا۔حقہ بھی پیوں گا اور چوری کے لیے موقع بھی دیکھوں گا۔جوانی کا زور تھا' ایک آدھ آدمی کو تو میں خاطر میں بھی نہیں لاتا تھا۔دل ہی دل میں سوچا' دیکھنا چاہیے کہ یہ مریض رات کیسے بسر کرتا ہے۔جاگتا رہتا ہے یا سو جاتا ہے۔رسماً حضور کو سلام کیا اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے دبایا کہ اس میں کوئی جان بھی ہے کہ نہیں۔لیکن حضور کو تو محسوس تک نہ ہوا۔میر

نے سمجھا' مریض ابھی زیادہ کمزور نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا جاؤ سامنے چارپائی پر بیٹھو اور حقہ پیو' ایک درویش سے فرمایا۔ مہمان کے لیے کھانا لاؤ۔ جب کھانا کھا چکا تو دل میں سوچا۔ انہیں اپنی ذات نہیں بتاؤں گا۔ یہی سوچ رہا تھا کہ حضور نے فرمایا مہر صاحب کس قوم سے تعلق ہے۔ میرا سر گھوم گیا۔ انہیں کس نے بتایا کہ نول قوم مہر کہلواتے ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی سچ بتانا پڑا۔ پھر پوچھا کسی کے مرید ہو؟ میں نے نفی میں جواب دیا' فرمایا کہیں مرید ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ آپ بتائیں کہاں مرید ہو جاؤں۔ فرمایا سیال شریف یا گولڑہ شریف چلے جاؤ۔ شیر خان نے اشارے سے کہا۔ کہ حضور کا ہی مرید ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی' جناب ہی مرید کر لیں۔ آپ نے فرمایا بلوچ اور نول چوری نہیں چھوڑتے۔ میں کیسے مرید کروں۔ عرض کی آپ مرید کر لیں۔ میں چوری چھوڑ دوں گا۔ آپ نے فرمایا' تیرے پاس اس وقت بھی چوری کے پیسے ہیں۔ چونکہ میرا زندگی میں کسی فقیر کی بارگاہ میں حاضری کا پہلا موقع تھا۔ اس لیے حیران رہ گیا کہ انہیں میرے متعلق کون بتا گیا ہے۔ ایک درویش سے فرمایا' اس کی تلاشی لو' میں خود ہی بول پڑا کہ جناب' ٹھیک کہتے ہیں۔ میری جیب میں اس وقت بھی ساڑھے چار ہزار روپے ہیں۔ اور فرمایا کہ تو اب بھی چوری کرنے کے لیے نکلا ہے میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ ایک ولی کامل کی بارگاہ میں میرے تمام منصوبے بے نقاب ہو چکے تھے۔ میری پشیمانی دیکھ کر حضور جلال میں آ گئے اور فرمایا لا اپنا ہاتھ مجھے پکڑا پھر دیکھیں گے تو کیسے چوری کرتا ہے۔ میں حضور کی بیعت سے مشرف ہوا پھر کیا تھا۔ سب غلط کام چھوٹ گئے' ایک وہ وقت تھا کہ صرف جھنگ تھانے والوں کو چھ پرچوں میں مطلوب تھا۔ لیکن اب یہ صورت حال تھی کہ خود تھانوں میں جا کر دیکھتا کہ میرے خلاف کوئی پرچہ تو نہیں۔ تمام جرائم سے آزاد ہو گیا تھا۔ گویا میری تمام فائلیں صاف ہو چکی تھیں۔ حضور نے فرمایا راجہ اب کسی کے بچوں کو نہ رُلانا۔ تجھے جس چیز کی ضرورت پڑے میری طرف منہ کر کے مجھے پکار لینا۔ تیری ضرورت پوری ہوتی رہے گی بس آپ کی نگاہ کرم کی برکت تھی کہ میری زمین اتنی اچھی ہو گئی کہ اناج کے ڈھیر لگ جاتے اور کبھی بھی مال میں کمی نہ ہوئی۔ وہ جو کبھی چور مشہور تھا آج میاں راجہ نول کے نام سے مشہور ہے۔ نہایت صالح' متقی اور درویش منش آدمی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

جانتا تھا کون شب بیداریاں • دور کر دیں تو نے سب بیماریاں

3- 1969ء کا واقعہ ہے۔ مہر احمد نواز مارتھ پر ایک کیس تھا اور پولیس ''گندے ٹوہڑے'' جھنگ سے اس کا پیچھا کر رہی تھی۔ وہ چھپ کر دوڑتا ہوا بستی علی آرائیں کی طرف۔ سے جہاں آج کل مدرسہ قرآن محل ہے آن پہنچا سامنے پیپل کے نیچے حضور قبلہ عالمؒ جلوہ افروز تھے۔ مہر احمد نواز کا سانس پھولا ہوا تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے وجہ پوچھی تو اس نے عرض کی فلاں کیس کی وجہ سے میرے پیچھے پولیس لگی ہوئی ہے' اور وہ آپ کے حضور بیٹھ گیا اس وقت اس کی داڑھی نہیں تھی اور بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ اسی اثنا میں پولیس والے بھی پہنچ گئے اور حضور قبلہ عالمؒ سے دریافت کیا جناب یہاں پر کوئی آدمی تو نہیں آیا آپ نے فرمایا میرے پاس تو صرف یہ آدمی آیا ہے۔ انہوں نے مہر احمد نواز کو دیکھا تو عرض کرنے لگے' ہمیں جس آدمی کی تلاش ہے اس

کی تو بڑی بری مونچھیں تھیں۔ لیکن یہ آدمی تو داڑھی والا ہے۔ مہر احمد نواز نے راقم السطور کو بتایا کہ میں حیران تھا اور بار بار اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا لیکن وہ تو نہ تھی میں سمجھ گیا کہ یہ سب حضور قبلہ عالمؒ کا فیض کمال ہے۔ حالانکہ میں زور زور سے سانس بھی لے رہا تھا۔ کیونکہ کافی دوڑنے سے میرا سانس پھولا ہوا تھا اس کے باوجود پولیس والے مجھے پہچاننے سے قاصر رہے اور چلے گئے۔ اس واقعہ سے میں اتنا متاثر ہوا کہ پھر داڑھی بھی رکھ لی اور بُرے کام بھی چھوڑ دیئے۔ راقم السطور نے کچھ اس انداز میں اس کی حالتِ زار بیان کی۔

گو میں برا ہوں لاکھ مگر آپ کا تو ہوں   اے شاہِ پردہ پوش میری لاج تیرے ہاتھ

ایک اور پیشہ ور مجرم کی بابِ کرم تک رسائی

☆ **منظور حسین بلوچ عرف منظور جھلا:** سکنہ احمد پور موڑ (احمد پور سیال) بیان کرتا ہے۔ میں اپنے ابتدائی دور میں بُری سوسائٹی کی وجہ سے جرائم کی دنیا سے وابستہ ہو گیا اور میرا شمار پیشہ ور ڈاکوؤں میں ہونے لگا لیکن میں نے کبھی کسی غریب اور سید کے ہاں ڈاکہ زنی نہ کی بلکہ امیروں اور وزیروں کے ہاں چوری کرتا ایک دفعہ میں نے لاہور کے ایک سیٹھ صاحب کے گھر سے ایک سواسی (180) تولہ سونا نکالا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ سیٹھ سادات فیملی سے تعلق رکھتا ہے تو میں نے زیور کے علاوہ کپڑوں تک ہر چیز اس کی واپس کر دی۔

☆ حضور قبلہ عالمؒ سے دستِ بیعت ہونے کے بعد اس پیشہ ور مجرم کی دنیا ہی بدل گئی تمام بُرے کام چھوڑ دیئے کئی بار عمرہ شریف کی سعادت سے مشرف ہو چکا ہے اور اپنی زندگی کے بقیہ ایام بڑی آسودگی اور آرام و سکون کے ساتھ بسر کر رہا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے۔ مجھے مرید ہونے کی ترغیب اجمیر خان چدھڑ نے دی حضور قبلہ عالمؒ اڈا گڑھ موڑ میاں جیون علی کے ہاں تشریف فرما تھے اجمیر خان مجھے حضور کی خدمت میں لایا اور مرید کروایا۔ مرید ہونے کے بعد عرصہ ایک سال میں دربار شریف پر نہ گیا ایک شب میں گھر سویا ہوا تھا دربار پاک سے غیر حاضری اور حضور سے متعلق جونہی میرا خیال ہوا تو فوراً میرا قلب جاری ہو گیا پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا صبح اُٹھ کر دربار شریف پر حاضری دی پھر کبھی ناغہ نہ ہوا۔

ہم تو بحرِ معصیت میں غرق ہونے ہی کو تھے   بچ گئے دستِ کرم کا ہے سہارا ہو گیا

حاضری دربارِ عالی کی میسر آ گئی   اب خدا کے فضل سے بخشش کا چارا ہو گیا

نامحرم عورت کو دیکھنا: ایک مرتبہ میں دربار شریف پر جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک نامحرم عورت کو دیکھا۔ اس نے بڑے خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں کافی دیر اسے دیکھتا رہا۔ اور دل ہی دل میں کہتا کہ بڑے خوبصورت کپڑے ہیں جب حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے پہلی بات یہی فرمائی "تمہیں پتہ نہیں کہ نامحرم عورت کے کپڑے دیکھنا بھی گناہ ہے خبردار! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں ہر وقت تیرے ساتھ ہوتا ہوں۔"

سگریٹ سے بیزاری: ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے۔ لنگر سے فراغت کے بعد میں سگریٹ کے لیے باہر جانے لگا تو حضور نے میرے دل کی دلیل کو جانتے ہوئے بس اتنا فرمایا "اللہ کرے سگریٹ تمہارا پیچھا چھوڑ دے۔" اس کے بعد آج تک سگریٹ کے لیے دل نہیں کرتا۔ اگر کبھی سگریٹ پی لوں تو گلا پھول جاتا ہے۔ اور کافی پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔ پھر معافی وغیرہ مانگنے سے حضور کرم نوازی فرماتے ہیں۔

حضور قطب الاقطابؒ کی زیارت اور فرمان: ایک مرتبہ میں اور میاں یوسف خان اکٹھے حاضرِ خدمت ہوئے۔ میاں یوسف نے دعوت کے لئے عرض کی۔ جو کہ حضور نے قبول فرمائی۔ میں نے موقع غنیمت سمجھا اور عرض کی جناب وہاں نزدیک ہی میرا غریب خانہ ہے حضور وہاں بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا "اس بار میرے پاس وقت نہیں پھر کبھی تمہارے ہاں جائیں گے"۔ میرے آنسو بہنے لگے میاں یوسف نے مجھے تسلی دی کہ فکر نہ کرو حضور ضرور مہربانی فرمائیں گے۔ واپسی پر میں نے جھنگ سے حضور کے لئے ایک تکیہ اور گدا خریدا کیونکہ مسلسل علالت اور کمزوری کی وجہ سے حضور اکثر گدا پر تشریف فرما ہوتے۔ احمد پور سیال میں نے ایک دوکان پر حضور قطب الاقطاب پیر محلوی کی تصویر مبارک دیکھی۔ میں کچھ دیر وہاں ٹھہر گیا۔ اس دکاندار نے میرا والہانہ عشق وشوق دیکھا تو وہ تصویر مجھے بطور تحفہ دے دی۔ میں خوشی خوشی گھر لایا۔ اسی رات خواب میں حضور قطب الاقطاب کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ "جاؤ منگانی شریف دوڑ جاؤ، وہاں بھی میں بیٹھا ہوں"۔ میں صبح میاں یوسف کو لے کر منگانی شریف حاضرِ خدمت ہوا ابھی ہم حضور سے کچھ فاصلہ پر تھے کہ ارشاد ہوا۔ "تم کل ہی گئے تھے میں نے بلایا ہے اس لئے آئے ہو"۔ ہم قدم بوس ہوئے، میاں یوسف نے خواب عرض کیا۔ حضور نے اپنے صاحبزادے پیر طاہر حسین صاحب کو ارشاد فرمایا کہ گھر سے حضور قطب الاقطاب کی تصویر لے آؤ۔ وہ تصویر لائے تو میں نے تصدیق کی۔ انہوں نے حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا چلو اب تمہارے پاس بھی ایک گھنٹہ آؤں گا اور دعوت منظور ہوئی۔

حضور کے صدقہ سے مولیٰ علیؓ کی کرم نوازی: ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہیں جا رہا ہوں چلتے چلتے میرے سامنے دو راستے آ جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ تو صاف ہے۔ لیکن دوسرا کافی کٹھن نظر آتا ہے۔ لیکن حیف کہ جس راستہ کو میں نے صاف دیکھا اس پر ایک پردہ دار خاتون آ رہی ہے۔ میں دوسرے راستے سے ہو لیا۔ تھوڑا سا آگے چلا تو آگے ایک کھجور کا درخت تھا اس کو کراس کیا تو آگے ایک کنواں تھا۔ جس میں میں گر گیا۔ تنہائی اور کنوئیں کی گہرائی، اس پریشانی کے عالم میں حضور قبلہ عالمؒ کا فرمان یاد آیا کہ کوئی مشکل پڑے تو مجھے یاد کرنا۔ میں نے حضور قبلہ عالمؒ کو پکارا، المدد یا پیر کرم حسین المدد یا غوث اعظم، المدد یا مولا علی بس ایک دو مرتبہ پکارا تو باہر سے آواز آئی کہ میں آ گیا ہوں، میں نے پھر التجا کی کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلا یئے۔ جب وہ نیچے تشریف لائے، میں نے دیکھا کہ وہ حضور قبلہ عالمؒ نہیں تھے۔ ایک نورانی شخصیت تھی۔ ایک ہاتھ میں کوزہ اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ مجھ سے فرمانے لگے کہ اگر تم یہاں پڑے بھی رہتے تو اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا۔ انہوں نے ایک لوٹا وہاں سے بھر لیا اور مجھے فرمایا کچھ پانی تم بھی پی لو اچھا ہوتا ہے۔ میں نے دونوں ہاتھوں کو ملا

کر پانی لینے کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اتنا تم برداشت نہیں کر سکو گے۔ پھر انہوں نے چلو بھر کر میرے منہ پر مارا جس سے کچھ پانی میرے منہ کے اندر چلا گیا۔ میں نے عرض کی حضور آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ باتیں پوچھنے کی نہیں ہوتیں۔ بس پھر میں بیدار ہو گیا۔ اور یہی سوچنے لگا کہ وہ کون سی شخصیت تھی جس نے مجھے کنوئیں سے رہائی دلائی۔ پھر مجھے نیند آ گئی۔ اور دوبارہ خوابوں کی دنیا میں پہنچ گیا۔ اور حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی حضور مجھے کس نے کنوئیں سے نکالا تھا۔ آپ نے درویشوں سے فرمایا کہ جاؤ اور ان سرکار کو بلا لاؤ جنہوں نے اس کو کنوئیں سے نکالا تھا مگر انہوں نے بتایا کہ جناب وہ تو کہیں اور تشریف لے گئے ہیں۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد میں حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی جناب وہ کون تھے جنہوں نے مجھے کنوئیں سے نکالا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ مولا علی شیر خدا تھے۔

اپنا قمیض دے کر مالا مال فرمانا: ایک مرتبہ میں حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ آج کل معرفت الی اللہ کے لیے کوئی نہیں آتا کوئی زمین لینے کے لیے آتا ہے۔ کوئی مکان کے لیے اور کوئی بیوی بچوں کے لیے۔ مجھے بڑی تنگی ہوتی ہے۔ دل کرتا ہے دو ملنگ رکھ لوں جو صبح شام بھیک مانگ کر لے آئیں۔ وہ شام کو تین آدمیوں کے لیے کافی ہوگا۔ اور میں ایک گدڑی پہن کر بیٹھ جاؤں گا۔ لوگوں کی اکثریت تو میری یہ حالت دیکھ کر ہی بدظن ہو کر چلی جائے گی۔ باقی صرف خاص خاص بچیں گے۔ میں نے عرض کی حضور ایک تو مجھے قبول فرمائیں۔ میں جناب کی ڈیوٹی دوں گا۔ دوسرا جو حضور فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ایک تو ہو گیا۔ اور دوسرا اجمیر خان چدھرڑ کو جا کر بتا دینا۔ میں واپس آیا تو اجمیر خان کو حضور کا فرمان سنایا۔ پھر کیا تھا۔ ہم نے اپنے آپ کو ملنگ بنانے کے لیے تیار کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے کالے رنگ کے لمبے قمیض جو تقریباً ٹخنوں تک تھے۔ اور کالے ہی رنگ کی ٹوپیاں سلوائیں۔ اور ایک بڑھئی سے دو سپیشل رنگین ڈنڈے جنہیں ''مُنتھر'' کہتے ہیں۔ بنوائے اور دونوں نے بھیک مانگنے کے لیے تیاری کر لی۔ گھر سے نکلے تو میرے چچا نے جو حضور کا مرید تو نہیں تھا لیکن عقیدت اس قدر تھی کہ ہر وقت حضور کو یاد کرتا رہتا تھا۔ اس نے پوچھا یہ کیا رنگ بنایا ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضور قبلہ عالمؒ کے ملنگ بننے کے لیے جا رہے ہیں۔ اس نے پانچ روپے نکال کر مجھے دیئے اور کہا۔ یہ بھی حضور کے لنگر میں ملا دینا۔ ان دنوں جھنگ کا کرایہ زیادہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ اہل علاقہ نے جب ہم دونوں کو دیکھا۔ تو کہنے لگے یہ دونوں بھیس تبدیل کر کے کہیں ڈاکہ ڈالنے کے لیے جا رہے ہیں۔ ہم نے کسی کی پرواہ نہ کی اور بذریعہ بس جھنگ روانہ ہوئے گندے ٹوہڑے پر اتر گئے۔ وہاں پر میں نے اجمیر خان سے کہا۔ اب یہیں سے بھیک مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اس نے کہا چونکہ مجھے حضور نے ابھی تک حکم نہیں فرمایا لہٰذا میں آپ کے فرمان کے بعد ہی بھیک مانگنا شروع کروں گا۔ حضور ان دنوں جھنگ میں مہر یٰسین سپرا کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ ہم دونوں نے باہر سے صدا لگائی۔ حضور نے ایک درویش سے فرمایا نکالو انہیں یہ شیعہ کہاں سے آ گئے ہیں۔ ہم گھٹنوں کے بل چل کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی حضور میں منظور جھلا اور دوسرا اجمیر چدھرڑ ہے پھر کیا تھا سارے درویش اکٹھے ہو گئے۔ حضور بھی کافی دیر ہنستے رہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔

تم لوگوں نے تو اپنے پیر کو راضی کر لیا مگر پتہ نہیں ہمارا یار بھی ہم سے راضی ہوا ہے کہ نہیں۔ بس اتنا فرمانا تھا کہ حضور آبدیدہ ہو گئے۔ اور آنسو بہنے شروع ہوئے۔ کافی دیر آپ پر یہ کیفیت رہی۔ پھر مائی جنت درویشنی سے فرمایا جاؤ میرے دو قمیض لے آؤ۔ ایک مجھے اور ایک اجمیر خان کو عطا کیا اور فرمایا یہ قمیض پہن لو اور یہ جو سیاہ قمیض تم نے پہنے ہوئے ہیں انہیں اتار دو بعد ازاں ہمارے لیے دعا فرمائی اور ارشاد ہوا جاؤ ہم نے تمہاری تنگدستی ختم کر دی ہے بقیہ عمر خوشحالی سے بسر کرو گے۔

حضور کی اعانت سے پولیس والے پہچان نہ سکے: ایک دفعہ میرے بھائی کے پلاٹ کا مسئلہ تھا۔ پولیس ہمارے گھر آ گئی۔ میں نے ایک رضا کار کو تھپڑ رسید کر دیا۔ اس نے سیدھا جا کر تھانے دار کو بتا دیا کہ منظور جھلے نے مجھے تھپڑ مارے ہیں۔ تھانیدار نے فوری طور پر علاقہ احمد پور سیال کے رئیس نذر خان سیال کو بلا کر کہا کہ آپ کے آدمی ہمارے پولیس مین کی بے عزتی کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم ہر حوالے سے آپ کی مدد کرتے ہیں۔ (کیونکہ ہمارا نذر خان سے خاص واسطہ تھا اس وقت ان کا بیٹا نجف عباس ایم۔ پی۔ اے ہے) اس نے تھانے دار سے کہا جا کر منظور جھلّے کو پکڑ والو اور اس کی خوب مرمت کرو جب تمہارا غصہ ختم ہو جائے اور اس کے گھر والے میرے پاس آئیں۔ تو میں اس کو تھانے سے چھڑ والوں گا۔ بس پھر کیا تھا ہم ایک دن پانچ چھے آدمی بیٹھے تھے پولیس نے چھاپہ مارا اور نام پوچھنے لگے۔ جب میں نے نام بتایا تو کہنے لگے کہ منظور جھلاّ تمہارا نام ہے۔ میں نے کہا ہاں میرا ہی نام ہے۔ باقی سبھی کو چھوڑ دیا اور مجھے گاڑی میں بٹھا کر لے گئے۔ میرے گھر والوں نے کافی کوشش کی کہ ابھی اس کو چھڑ والیں لیکن بے سود میں گاڑی میں بیٹھا تھا اور دل ہی دل میں خیال کر رہا تھا کہ اگر آج پولیس نے پٹائی کی تو میری حالت بڑی خراب ہو گی کیونکہ انہوں نے مجھے بہت مارنا ہے۔ دل ہی دل میں حضور قبلہ عالمؒ کو پکارا اور کہا کہ اگر آج مجھے پولیس نے مارا تو پھر میں کبھی دربار شریف پر نہیں آؤں گا۔ یعنی میں دل ہی دل میں ناراض ہو کر جا رہا تھا۔ بار بار پیچھے منگانی شریف کی طرف رخ کر کے دیکھتا اور حضور قبلہ عالمؒ کو پکارتا۔ پولیس والے مجھے کہتے کہ پیچھے کیوں اور کیا دیکھتے ہو۔ میں ان سے کہتا کہ یار میرا ایک دوست ہے پیچھے اس لئے دیکھ رہا ہوں شاید وہ مجھے آ کر چھڑ والے۔ بالآخر وہ مجھے تھانے میں لے گئے۔ جس شخص کو میں نے مارا تھا اس کو بلا کر تھانیدار نے کہا بتاؤ یہی وہ شخص منظور جھلاّ ہے جس نے تجھے مارا تھا۔ اس نے میری طرف بغور دیکھا اور کہنے لگا جناب یہ نہیں ہے۔ پھر انہوں نے میری طرف توجہ کی اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام منظور جھلاّ ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ یہی سلسلہ تقریباً آدھا گھنٹہ جاری رہا۔ پولیس مین کہتا کہ یہ وہ نہیں ہے جس نے مجھے مارا تھا۔ اور میں کہتا کہ میں ہی منظور جھلاّ ہوں۔ بالآخر انہوں نے مجھے باعزت رخصت کر دیا اور اس کی وردی بھی اتار دی اور تھپڑ وغیرہ لگا کر تھانے سے نکال دیا۔

حضور کی دُعا سے ٹال ٹیکس کا ٹھیکہ ملنا: ایک دفعہ میں اور اجمیر خان اکٹھے حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ حضور نے اجمیر سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی جناب ہمیں ٹال ٹیکس عنایت فرمایئے۔ کیونکہ ان دنوں ہمارا ٹال ٹیکس کا ٹھیکہ ہم سے لے لیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کچھ اور مانگ لو عرض کی جناب ہمیں تو بس ٹال ٹیکس ہی چاہیے۔

حضور نے فرمایا 41 دن لنگر کی خدمت کرو تب لے کر دوں گا۔ اس نے شرط منظور کر لی۔ پھر مجھ سے فرمانے لگے۔ تو مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کی جناب مجھے تو دو وقت کی روٹی دے دیجئے کیونکہ ان دنوں اتنے غریب تھے کہ کبھی کبھی فاقہ آ جاتا۔ حضور نے فرمایا جا تو پوری زندگی بیٹھ کر کھائے گا۔ اب الحمد للہ مالک کا دیا ہوا اتنا ہے کہ گھر بیٹھے کھا رہے ہیں۔ اجمیر خان کو چار دن دربار شریف پر خدمت کروانے کے بعد فرمایا جاؤ ہم نے تمہارا کام بھی کر دیا ہے۔ اس کو آتے ہی ٹال ٹیکس کا ٹھیکہ مل گیا۔

درویش کی قبر میں حضور کی جلوہ فرمائی: ایک مرتبہ ''موت کا منظر'' کتاب پڑھی۔ میں اور اجمیر خان ہم دونوں بہت خوفزدہ ہوئے کہ پتہ نہیں ہمارا کیا بنے گا۔ اجمیر خان ان دنوں دربار شریف پر جا رہا تھا۔ میں نے اس کو پیغام دیا کہ حضور کو میری طرف سے عرض کرنا۔ جناب! ہمارے پلّے تو کچھ نہیں کوئی نیکی ہمارے پاس نہیں۔ پتہ نہیں قبر میں ہمارا کیا بنے گا۔ اس نے جا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا جا کر اس کو کہنا کہ میں تم سے پہلے قبر میں موجود ہوں گا۔ میں نے سنا تو ذہن میں سوچا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضور قبر میں پہلے سے موجود ہوں۔ انہی دنوں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں فوت ہو گیا ہوں اور میری روح میری میت سے پہلے میری قبر میں پہنچ گئی ہے۔ جب روح واپس آنے لگی۔ تو قبرستان کے مردوں نے کہا اب کہاں جاتے ہو۔ اب یہیں رہو۔ میں نے کہا ابھی واپس جاتا ہوں اور رونق کے ساتھ آؤں گا۔ یعنی کافی لوگ مجھے دفن کرنے آئیں گے۔ پھر میرے جنازے کو لے کر قبرستان میں آتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے دفن کر دیا گیا۔ مجھے یقین اس وقت آیا کہ واقعی میں مر چکا ہوں۔ قبر کو بند کر دیا گیا اور میں لوگوں کے قدموں کی آواز کو سن رہا تھا۔ بس اسی وقت دو آدمی آئے۔ انہوں نے مجھے اٹھا کر پوچھا بتاؤ۔ اللہ کے لیے کیا لائے ہو میں نے ذہن میں سوچا میرے پاس تو نیکی نام کو نہیں اب کیا کروں اسی پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب دائیں طرف دیکھا تو حضور قبلہ عالم کرسی پر جلوہ گر ہیں۔ میں جا کر قدم بوس ہوا حضور نے فرمایا اب تو یقین آ گیا ہے کہ میں قبر میں تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ سبحان اللہ

☆☆☆☆☆

بابا سودا اسے ہٹی

اللہ کریم نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۝ اے محبوب! جو سوالی تیرے در پہ آئے اور جو مانگے اسے جھڑ کنا نہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے کلمہ طیبہ کے ''لا'' کے زبان مبارک سے کبھی ''لا'' نہیں نکالا۔ اور کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا حکم تھا اور ہر سائل کی خیرات قاسمِ رزقِ الٰہی کے

پاس تھی۔اب بھی ان کے در سے قیامت تک سوالی، سوال کرتے رہیں تو کبھی "لا" نہیں سنیں گے۔

جن خوش نصیبوں کو مصطفیٰ کریمؐ کے دراقدس سے خیرات ملی وہ زمانہ کے داتا بن گئے۔اور خیراتِ مصطفیٰ ؐ تقسیم کرنے کے قاسم بن گئے۔اپنے زمانہ میں حضور علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے سرکارؐ کی خیرات کے امین وقاسم ہونے کے ناطے کسی سائل کو "لا" نہیں کہتے۔

حضور قبلہ عالمؒ بھی محبوب کریمؐ کی خیرات کے قاسم وامین تھے۔اور آپ کے دراقدس سے ہر وقت بے مثال خیرات ملتی رہی۔دن، رات یہ خیرات بٹتی رہی۔حالانکہ بظاہر دنیاوی خزانوں کی چمک، دمک کہیں دکھائی نہ دیتی تھی، خود فقیر ہو کر ایسے شہنشاہ تھے کہ ہر غریب کے حقیقی داتا تھے۔بینک بیلنس نہ تھا، کثیر رقم پاس نہ ہوتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے خفیہ خزانوں کے مالک وقاسم تھے۔سائل جو مانگتا خیرات عطا کر دی جاتی۔

بابا غلام محمدؒ کمبل پوش جو کہ ضلع پونچھ کے رہنے والے ایک سیلانی فقیر تھے۔بڑے حاذق حکیم، ساری زندگی جو کچھ کمایا، اللہ کی راہ پر لگا دیا۔مسجدیں بنوائیں، نلکے لگوائے اور پلیاں بنوائیں، اپنی ذات کے لئے کچھ نہ کیا۔ایک کامل مرد شناس دُرویش تھے۔وہ اپنے قریبی احباب اور دوستوں کو اصرار کے ساتھ حضور قبلہ عالمؒ کا مرید کرواتے اور اپنی محفل میں بر ملا کہتے۔"میں ہند، سندھ پھرا ہوں لیکن ایسا مردِ کامل میں نے نہیں دیکھا"۔اپنے متعلقین سے یہ بھی فرماتے۔"دکان چھوٹی ہے لیکن سودا سارے عالم (دو جہان) کا ملتا ہے"۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم سے میاں احمد بخش درویش نے ایک مولوی صاحب کا نام لے کر عرض کیا۔جناب! وہ کہتا ہے آج کل کوئی مردِ فقیر نہیں صرف دکھلاوے کے لئے دکانیں بنی ہوئی ہیں۔

حضور نے فرمایا۔"ہماری دکان ضرور ہے لیکن سودا کھرا رکھتے ہیں"۔حضور قبلہ دو عالم اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری دنوں میں فرمایا کرتے۔"اب ہماری دکان کا کوئی گاہک نہیں رہا"۔معرفت وعرفانِ الٰہی کی اس دکان کی تعریف ایک مردِ درویش نے کچھ یوں کی ہے۔

بابا سودا اسے ہٹی بابا سودا اسے ہٹی
اُدھار، سُدھار نت نئیں دیندا چیز اکٹھی
بابا سودا اسے ہٹی
سودا تینوں مفت ڈھیندا گھِن سُہاگن جٹی
بابا سودا اسے ہٹی

باب (12)

حضور قبلہ عالمؒ کا ادبی ذوق
اور منظوم کلام

حضور قبلہ عالمؒ کا ادبی ذوق

عربی ادب سے لگاؤ

حضور قبلہ عالمؒ عربی قصائد بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ مثلاً قصیدہ بُردہ شریف۔ لیکن قصیدہ غوثیہ آپ کے وظائف میں شامل تھا۔ روزانہ بعد از نماز تہجد اس کا معمول رکھتے۔ راقم السطور نے عربی کے وہ اشعار جو اکثر حضور کی زبان مبارک سے سُنے سپردِ قلم کرتا ہوں۔

☆ غزوہ حنین میں جب مجاہدین جان بچانے کے لیے اِدھر اُدھر ہونے لگے تو سرکار دو عالم ﷺ اپنے خچر کو ایڑی لگا کر دشمن کی طرف بڑھے اور بلند آواز سے فرمایا۔

اَنَا النبیُّ لا کَذِب　　　اَنا ابن عبدالمطلب

(میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں)

☆ حضرت صدیقہؓ بنت صدیق اکبرؓ نے سرکار دو عالم ﷺ کے فراق میں جو اشعار منظوم فرمائے ان میں ایک یہ بھی ہے۔

ذَهَبَ الَّذِيْنَ لَغمَاشِ فِي اَكْنَافِهِمْ　　　و بَقِيْتُ فِی خَلْقٍ كَجِلْدِ الّا جُرَابِ

(جن کی پناہ میں ہم عیش کرتے تھے وہ گزر گئے باقی ہم خلقت میں پوست کندہ (کھال اترا ہوا) رہ گئے)۔

☆ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ شیر خدا فرماتے ہیں۔

آلا یَا سَاكِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّیٰ　　　سَتُدْفَنُ عَنْقَرِيْبٍ فِی التُّرَابِیُ

اے مضبوط محلوں میں آرام کرنے والے عنقریب تم مٹی میں دفن کیے جاؤ گے۔

لَــهٗ مَلَكٌ يُنَادِیْ كُلَّ يوم　　　لَدُوا لِلْمَوْتِ وَ ابْنُوا لِلْخَرَابِیُ

ہر روز تمہیں ایک فرشتہ ندا دیتا ہے۔ موت کے لیے جنو اور خراب ہونے کے لیے بناؤ

☆ حضرت سیدنا حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِیُ　　　وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

آپ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِّنْ كُلِّ عَيْبٍ　　　كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ کو آپ ہی کی حسب منشا پیدا کیا گیا ہے۔

☆ ایک اور صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

فَانْصُر رَسُولُ اللهِ نَصْراً عَتَدا وادْعُ عِبادَ اللهِ يَا تُوا مَدَدا

(رسول خدا سے نصرت طلب کرو تمہیں ضرور ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پکارو وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے۔)

☆ آنحضرت ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو بنونجار کی بچیوں نے دف بجا کر یہ اشعار پڑھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

(سلامتی کے ساتھ چودھویں رات کا چاند ہمارے لیے طلوع ہوا تو ہم پر شکر واجب ہے کہ ہم خدا سے دعائیں مانگیں)۔

☆ حضور غوث الثقلین بطور التجا نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

يَا رَسُولَ اللهِ انْظُرْ حَالَنَا يَا حَبِيبَ اللهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

(اے اللہ کے رسول ہمارے حال پر نظر فرمائیں۔ اے اللہ کے حبیب ہماری عرض کو سنیں)

اِنَّنِيْ فِيْ بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرَق'' خُذْ يَدِى سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا

(میں دریائے غم والم میں غرق ہوں۔ میرے ہاتھوں کو پکڑیں اور میری مشکلوں کو آسان فرمائیں)

☆ امام بخاری فرماتے ہیں۔

اِغْتَنِمْ فِى الْفَرَاغِ فَضْلَ رُكُوْعٍ فَعَسىٰ اَنْ تَكُوْنَ مَوْتُكَ بَغْتَةً

كَمْ صَحِيْحٍ رَأيْتُ مِنْ غَيْرِ سُقْمٍ ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيْحَةُ فَلْتَةً

(فراغت کے وقت رکوع وسجود کو غنیمت سمجھ۔ مبادا کہ اچانک موت آجائے کیونکہ میں نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بغیر کسی بیماری کے اچھے بھلے تھے کہ ناگہاں ان کی جان جاتی رہی۔)

☆ ایک عارف کا شعر ہے۔

اَتَمَنّٰى عَلَى الزَّمَانِ فَحَالًا اَنْ تَرىٰ مُقْلَتَاىَ طَلْعَتُهُ حُرّ''

ہے آرزو زمانے میں اس وقت کی مجھے آزاد مرد کا مجھے دیدار ہو سکے

☆ کتاب ''تنویر الابرار'' میں حضور قبلہ عالم کی لکھی ہوئی مناجات۔

اَللّٰهُمَّ اَخْرِقْ عَوَارِضَ قَلْبِىْ بِنَارِ عِشْقِكَ وَ تَزْدَدْ شَوْقاً اِلىٰ جَمَالِكَ و مَحَبَّتِكَ و نوِّر قَلْبِىْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ وَاقْطَعْ حِجَابًا مِنْ بَيْنِى وَبَيْنِكَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامْ.

بارخدایا۔ میرے دل کے عارضات کو اپنے عشق کی آگ سے جلا ڈال اور اپنے جمال اور محبت کے شوق کو بڑھا ڈال میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کر اور میرے اور آپ کے درمیان جو ایک قسم کا پردہ ہے اسے پھاڑ ڈال اے صاحبِ عظمت اور بزرگی کے مالک۔

☆ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے اشعار کی تشریح میں حضور قبلہ عالمؒ کی ایک مجلس مبارکہ۔

''اے انسان! تو اس جہان میں صرف عبادات کے لیے نہیں آیا اور نہ ہی عابد بن کر آیا ہے اللہ تعالیٰ قران مجید میں فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالانس اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (پ27۔ع2) اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن وانساں کو مگر اپنی عبادت کے لیے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لیعبدون سے مراد لیعرفون ہے یعنی اپنے رب کی معرفت حاصل کرو نماز، روزہ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں، تسبیح مُصلّی اس کی معرفت نہیں، حج، زکوۃ اس کی معرفت نہیں پھر اس کی معرفت کیا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ جب تو اپنے آپ کو پہچان لے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔ سب کچھ تیرے اندر ہے تجھ سے باہر کچھ نہیں اس لیے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔

دَاءُکَ فِیْکَ وَمَا تَشْعُرُ　　دَوَاءُکَ مِنْکَ وَمَا تَبْصُرُ

(اے انسان تیرے دل میں سب مرضیں ہیں لیکن تو نے کبھی سوچا ہی نہیں اور ان مرضوں کا علاج بھی تیرے اند رہے لیکن تجھے کسی نے بتایا ہی نہیں)۔

وَ اَنْتَ الْکِتٰبُ الْمُبِیْنُ الَّذِیْ　　بِاَحْرُفِہٖ یَظْھَرُ الْمُضْمَرُ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تو ایسی روشن کتاب ہے تجھ سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں تو زبور، تورات، انجیل حتیٰ کہ قران مجید سے بھی بڑی کتاب ہے۔ تیرے اندر وہ کتاب پوشیدہ ہے۔ کہ اگر تجھے کوئی پڑھانے والا مل جائے تو دنیا و مافیہا میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اور تحت الثریٰ سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک کوئی چیز تیری آنکھوں سے چھپی نہ رہے۔

وَ تَزْعَمُ اَنَّکَ جَرَمٌ ''صَغِیْر''　　وَفِیْکَ انطو الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں تو اپنے آپ کو مٹی کی ایک مُشتِ خاک یا ناچیز کیڑا کیوں سمجھتا ہے۔ تو اس وہم میں گرفتار ہو کر بعینہٖ مٹی بن چکا ہے۔ حالانکہ وَفِیْکَ انطو الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ۔ خدا سے پوچھ وہ فرماتا ہے۔ تیرے اندر تو عالم اکبر موجود ہے بلکہ وہ خدا جو نہ زمینوں میں سماتا ہے اور نہ آسمانوں میں وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کی کرسی زمین و آسمان سے بھی بڑی ہے۔ وہ تو صرف تیرے دل میں سما جاتا ہے۔ تیرا دل اتنا بلند، اتنا وسیع، اتنا عظیم ہے کہ

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہُو　　وِچے بیڑے وِچے جھیڑے وِچے ونجھ موہانے ہُو

چوداں طبق دِلے دے اندر تنبو وانگن تانے ہُو　　جو دِل دا محرم ہووے باہُو سوئی رب پچھانے ہُو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِی وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسَعُنِی فِیْ قَلْبِ عَبْدِالْمُؤْمِنِ (تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی، جلد نمبر 7، صفحہ 254 بزبان عربی)

اے بندے میں نہ تو زمین وآسمان میں سما سکتا ہوں اور نہ ہی لوح وعرش وکُرسی میں لیکن بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

قُلُوبُ الْمُؤمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالیٰ۔مومنوں کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

یہ علم کسی عارف سے پُوچھ' کسی اہل نظر سے پوچھ' یہ علم کتابوں میں نہیں ملتا' یہ پڑھنے پڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا' یہ علم نہ تو عابدوں کے پاس ہے اور نہ زاہدوں کے پاس' یہ علم کسی اہل معرفت یا کسی اہل عشق سے حاصل کر تب تجھے ملے گا۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

عربی میں گفتگو: ملک رب نواز صاحب بیان کرتے ہیں۔مدینہ منورہ سے واپسی پر حضور قبلہ عالمؒ جدہ شریف لالہ محمد حنیف کے ہاں تشریف لائے۔راستہ میں ٹیکسی ڈرائیور نے ایڈریس پوچھا تو میں نے انگلش میں اسے بتایا۔لیکن وہ انگلش نہیں جانتا تھا۔ مجھے بڑی تشویش ہوئی۔حضور عربی میں خود اس سے محوِ گفتگو ہوئے۔اور تمام ایڈریس اسے سمجھایا میں حیران رہ گیا کہ آپ اس قدر فصیح عربی بول سکتے ہیں۔اس سے قبل میں نے آپ کو عربی میں گفتگو کرتے نہیں دیکھا تھا۔

جس کے سینہ پر امام حسینؓ ہاتھ رکھیں اسے ''مرآت العارفین'' کی سمجھ آتی ہے: ایک شخص نے حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں عرض کی جناب میں نے عربی میں ایم۔اے کیا ہے لیکن سیدنا امام حسینؓ کی تصنیفِ لطیف ''مرآت العارفین'' کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی۔حضور نے فرمایا صرف عربی زبان پر دسترس حاصل کرنے سے اس کتاب کی سمجھ نہیں آتی بلکہ جس کے سینہ پر امام حسینؓ اپنا ہاتھ رکھیں اسے مرآت العارفین کی سمجھ آتی ہے۔(حضور بذاتِ خود مرآت العارفین کے بہت بڑے شارح تھے۔)

فارسی ادب سے لگاؤ

حضور قبلہ عالمؒ کو فارسی ادب سے نہایت لگاؤ تھا۔برادرم پیر یحییٰ حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ افغانستان سے ایک مرتبہ بلوآنہ شریف کچھ پٹھان حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور اشاروں سے اپنا مدعا بیان کرنا چاہا۔تو حضور نے اہل مجلس اور خصوصاً مجھے فرمایا تم نے سکول میں باقاعدہ فارسی پڑھی ہے۔ان کے ساتھ بات چیت کرو۔لیکن میں نے عرض کی جناب! میں صرف فارسی اشعار کا ترجمہ کر لیتا ہوں کسی کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتا۔آخر حضور نے خود ان سے فارسی میں اس قدر فصیح و بلیغ گفتگو فرمائی کہ وہ بھی حیران رہ گئے۔خوشی سے حضور کو چومتے اور کہتے ہمیں پاکستان آئے مہینہ گزر چکا ہے لیکن ہمارے ساتھ اس قدر فصاحت وبلاغت سے کسی نے فارسی میں بات نہیں کی۔

حضور نے اپنے متعلق، دربار شریف کے بارے میں حتّٰی کہ اپنے سلسلہ عالیہ کا تعارف بھی انہیں فارسی میں کروایا تو وہ بہت محظوظ ہوئے۔ اور مزید ایک دورات بلوآنہ شریف میں قیام کیا۔

حضرت سید مستان شاہ مدنیؒ (ملتان والے) نے خود ایک روز مجھ سے بیان فرمایا بیٹا! جس روز تمہارا باپ چلا جائے گا تو گویا اس علاقہ سے فارسی چلی جائے گی۔ جس قدر وہ فصیح و بلیغ فارسی بول سکتے ہیں میں نے ان جیسا فارسی بولنے والا یہاں کوئی اور نہیں دیکھا۔

حضور قبلہ عالمؒ کو فارسی زبان پر بڑی دسترس حاصل تھی۔ اور اکثر استاد شعراء کا کلام آپ کو از بر تھا۔ مثلاً شیخ سعدی، حافظ شیرازی، شیخ ابوسعید ابوالخیر، مولانا جامی، خواجہ امیر خسرو، مُلّا شاہ بدخشانی، شہزادہ دارا شکوہ، بوعلی شاہ قلندر، احمد جام، جان محمد قدسی اور خاقانی وغیرہ۔ جبکہ مثنوی مولانا روم فارسی ادب میں آپ کی پسندیدہ کتاب تھی۔ اور اس کے اشعار کی ایک کثیر تعداد آپ کو از بر تھی۔ جو موقع بہ موقع اپنی مجالس و محافل میں پڑھا کرتے۔ فارسی کے وہ تمام اشعار جو آپ پڑھا کرتے یا آپ کی ڈائریوں یا آپ کے مکتوبات و ملفوظات و افادات اور دیگر متعلقہ کتب میں درج ہیں انہیں ایک جگہ تحریر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب وجود میں آ سکتی ہے۔ مکمل غزلیات یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں۔ صرف اس باب کی تکمیل کے لیے ان میں سے بعض اشعار یہاں پر نقل کیے جاتے ہیں۔

☆

یکے لحظہ از و دوری نشاید　　　کہ از دُوری خرابی ہا فزاید

بہر حالیکہ باشی پیش او باش　　　کہ از نزدیک بودن مہر زاید

(مولانا روم)

(اپنے مُرشد یا مردِ خدا سے ایک لحظہ کے لیے بھی دور نہیں ہونا چاہیے کہ اس طرح دور رہنے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تم جس حال میں بھی ہو اس کے سامنے موجود رہو کہ اس قربت سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆

تا توئی درمیانہ خالی نیست　　　چہرۂ وحدت از نقاب شکے

گر حجاب خودی بر اندازی　　　عشق و معشوق و عاشق است یکے

(شیخ عزالدین کاشانیؒ)

☆

اے دل تو دریں دنیا چرا بے صبری　　　روزاں و شباں در طلبِ سیم و زری

(اے دل تو اس دنیا کے لیے کیوں بے صبر ہو گیا ہے اور سونا چاندی کے اکٹھا کرنے میں دن رات کیوں لگ گیا ہے)

در قسمت تو ازیں جہاں یک کفن است　　　ایں ہم بگماں است بری یا نہ بری

(تیری تقدیر (قسمت) میں اس دنیا میں صرف ایک کفن ہی ہے اور یہ بھی گمان ہے کہ وہ بھی تیرے نصیب ہوگا یا نہیں)۔

(شیخ سعدیؒ)

☆

آنی تو کہ از نامِ تو می بارد عشق وز نامہء پیغامِ تو می بارد عشق

(تو وہ ہے کہ تیرے نام سے عشق برستا ہے اور تیرے نامہء پیغام سے عشق ٹپکتا ہے)۔

عاشق گردد ، ہر کہ بکویت گزرد آری زِ در و بام توی بارد عشق

(جس کا تیری گلی سے گزر ہوتا ہے عاشق ہو جاتا ہے بے شک تیرے در و بام سے عشق برستا ہے)۔

(شہزادہ محمد دارا شکوہؒ)

☆

من بے تو قرار نتوانم کرد احسان ترا شمار نتوانم کرد

بے تیرے میرا قرار ناممکن ہے احسان تیرے کروں شمار ناممکن ہے

گر بر من زُباں شود ہر موئے یک شُکر تو از ہزار نتوانم کرد

ہر بال اگر زبانِ گویا بن جائے اک شکر بھی ادا نہ ہو ہزار ناممکن ہے

☆

اے عکسِ رُخِ تو دادہ نُور بصَرم تادر رُخ تو بہ نور توی نگرم

یہ تیرا عکس رخ میری آنکھوں کا نور ہے تا کہ تیرے ہی نور سے دیکھا کروں تجھے

گفتی منگر بغیر ما ، آخر کو غیر از تو کسے کہ آید اندر نظرم

ہوتا ہے حکم غیر کو دیکھوں نہ میں بھلا تیرے سوا بھی آئے گا کوئی نظر مجھے

☆

نہ چراغیست دریں خانہء و ویرانہء ما روشن از آتشِ عشق تو شدہ خانہء ما

(ہمارے اس خانہء ویران میں چراغ نہیں یہ تمہاری آتش عشق ہے جس سے یہ گھر روشن ہوا ہے)۔

☆

آتش عشق بتاں در دل و جانم باقی ست اے اجل باش کہ با یار پیامم باقی ست

(میرے دل اور جان میں محبوب کے عشق کی آگ باقی ہے۔اے موت ابھی ٹھہر جا کہ میرا محبوب کے ساتھ سلسلہ

گفتگو جاری ہے)۔

☆ حضور قبلہ عالمؒ اپنی ڈائریوں میں یہ دو اشعار کثرت سے لکھا کرتے تھے۔

-1

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزاء　　دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مُرسٰہا

-2

پَس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی　　کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

(خاقانی کو اپنی زندگی کے تیس سالہ تجربہ سے یہ بات واضح ہوئی، کہ ایک لمحہ خدا کی یاد میں مَحو ہونا تختِ سلیمانی سے بدر جہا بہتر ہے)۔

☆ حضور قبلہ عالمؒ نے ایک روز خواجہ حافظ شیرازیؒ کا یہ بیت اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

مرا در منزلِ جاناں چہ امن وعیش چوں ہردم　　جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

(مجھے محبوب کے پڑاؤ میں کیا امن وعیش؟ جب کہ ہر دم گھنٹہ اعلان کر رہا ہے کہ کجاوے کس لو)۔

اس کی شرح یوں بیان فرمائی ''مجھے تصور شیخ قلبی میں ہر دم عیش وامن میسر ہے اس لیے قلب سے (جرس) آواز آتی ہے کہ (بر بندید محملہا) محمل کے پردے بند کر دو یعنی جسم کے۔ آنکھ ناک منہ بند کر کے اندر یار کو دل میں لے کر مست رہو۔

اردو ادب سے لگاؤ

اردو ادب کے سلسلہ میں حضور قبلہ عالمؒ کی خودنوشت تحریریں ایک شاہکار نثر پارے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

فلسفہء عرفان پر حضور قبلہ عالمؒ کے مشاہدات

(حضور کی یہ قلمی تحریر عرصہء قیام بلوآنہ شریف کی ہے جو کہ پیر سخی حسین صاحب نے برطانیہ سے ارسال فرمائی)

ہر بار دل سے ارادہ کرتا ہوں کہ فلسفہء عرفان پر کچھ نہیں لکھوں گا مجھے کسی سے کہنے سے کیا فائدہ۔ ہر ایک اپنی بھلائی کے لیے بہتر جانتا ہے اور دوسری یہ بات بیان وتحریر سے باہر ہے۔ وارداتِ قلبی محسوسات صفحہء قرطاس پر رقم نہیں کئے جاسکتے۔ روح سے نکلنے والی آواز روح میں ہی جذب ہوگی جب تک جسمانی کثافتیں موجود ہیں لَـطِیۡف' کی رمز سے کیونکر آشنا ہو سکتے ہیں۔ مرشد اکمل کا کام یہی کثافتیں دور کرنا ہے۔ جب بیج کے اوپر والے پردے قانون اور قاعدے سے پھٹ جائیں تو خود بخود اس میں ''الف'' جنم لے لیتا ہے۔

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید　　وحدہٗ لا شریک می گوید

مالی کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ زمین کو بنا کر مناسب وقت پر بیج کو اس میں دفن کر دے۔ اس کے بعد قدرت کاملہ کا اپنا نظام شروع ہو جاتا ہے لیکن افسوس کور ذوقوں نے اسے بھی حصولِ زر کا وسیلہ بنا لیا۔ اب تو قحط الرجال کا دور ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے اور کچھ نہیں وگرنہ یہ بات کچھ مشکل نہ تھی۔

دمِ عارف نسیم صبح دم ہے — اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

قرآن کی حیثیت صرف اتنی رہ گئی ہے کہ اس کو غلاف چڑھا کر کسی اونچی جگہ پر رکھ دیا جائے۔ کبھی یہ جاننے کی کوشش نہ کی کہ اس میں کیا بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تو اندر والی کتاب کی نشاندہی کرتی ہے۔ کہ اس کا مطالعہ کیسے کیا جائے۔ عالم شہود کی تو بات ہی الگ ہے۔ اس میں ہزار ہا نشانیاں موجود ہیں۔ قرآن میں سختی سے تلقین کی گئی ہے کہ ان کو سمجھو کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِیءُ اللّٰہُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (پ 20 ع 14)

”کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق پیدا فرماتا ہے (یعنی عدم سے وجود میں لاتا ہے) پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے۔ آپ ﷺ ان لوگوں سے فرما دیں کہ تم زمین میں سفر کر کے دیکھو۔ اللہ نے کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا کیا ہے۔“

وَکَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْھَا وَھُمْ عَنْھَا مُعْرِضُوْنَ۔ (پ 13 ع 6)

”اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمینوں میں جن پر ان کا گزر رہتا ہے۔ اور وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔“

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ (پ 9 ع 13)

”کیا ان لوگوں نے غور نہ کیا آسمانوں اور زمینوں کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں بھی غور نہیں کیا کہ ان کی اجل قریب آ پہنچی ہو۔“

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (پ 2 ع 4)

”بلاشبہ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے میں یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں ہیں۔ بارش کے پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے

زمین کو تر و تازہ کیا اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور اَبر جو زمین و آسمان کے درمیان مقید رہتا ہے۔ دلائل موجود ہیں اہل عقل کے لیے۔''

اِنَّ فِی خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (پ 25 ع 17)

''بے شک آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے لیے بہت سے دلائل موجود ہیں۔''

پانچویں آیت تک وہی مضمون بالا لکھا ہے اور اسی قسم کے بے شمار مضامین خداوند قدوس نے قرآن میں بیان فرمائے ہیں۔ قرآن میں وضو، نماز، صوم و زکوٰۃ، حج، طلاق اور قرض وغیرہ پر کم و بیش ڈیڑھ سو 150 آیات رقم ہیں اور مطالعہ کائنات و فطرت کے متعلق سات سو چھپن 756 آیات موجود ہیں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں۔ یہ کائنات معجزات تخلیق کا ایک عظیم الشان نگار خانہ ہے جس کا ہر منظر عقل انسانی کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر مقام حیرت اور کیا ہوگا کہ کائنات کا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ (ایٹم) جو ایک سوئی کی نوک پر تیس ہزار آجاتے ہیں جب اس کو آئن سٹائن سائنسدان نے توڑا تو دیکھا کہ اس میں پوری کائنات بند ہے۔ یہاں آ کر اس کی عقل نے ساتھ نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مجذوب ہوگیا۔

جب وہ ذاتِ قدوس ایک نہایت چھوٹے سے بیج میں اتنا بڑا بوہڑ کا درخت بند کر سکتی ہے تو بتائیں کیا بندے میں خدا نہیں سما سکتا یہ صحیح ہے کہ مرد کامل کے سوا باطن کی پردہ کشائی ناممکن ہے۔ مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو کچھ قدرتِ کاملہ نے روح کو روز اول سے عطا کیا ہے اسے بھی نظر انداز کر دیں۔

عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَالَمۡ یَعۡلَمۡ (پ 3 ع 21)

''انسان کو وہ کچھ سمجھایا جو یہ نہیں جانتا تھا''

مطلب یہ ہے کہ اس کی روح آشنا ہے مگر ناسوتی وجود کی ایک دبیز تہہ نے اسے غافل بنا رکھا ہے۔ حضرت علامہ نے کیا عجب لکھا ہے کہ

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا — دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو
آہ کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے — راہ تو، راہرو بھی تو، راہبر بھی تو، منزل بھی تو
وائے نادانی کہ تو محتاجِ ساقی ہوگیا — مئے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو
دیکھ آ کے کوچہء چاکِ گریباں میں کبھی — قیس تو، لیلیٰ بھی تو، صحرا بھی تو محمل بھی تو

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب — گنبد آ بگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

کیا خدا ایک جگہ پر مقید ہے۔ قطعی نہیں۔ ''ظاہر مدینے ہو، باطن ہر سینے ہو'' سینے والے کی پہچان درکار ہے۔ پتھر اور

گارے میں رہنے والا مطلوب نہیں۔ اس گوشت پوست کے اندر بولنے والا درکار ہے۔

دودھ، دہی، مکھن، گھی ایک ہی چیز کے مختلف مقام ہیں۔ جیسے دودھ میں گھی نظر نہیں آسکتا اسی طرح بندے میں خدا نظر نہیں آتا۔ ہاں جب دودھ کو کسی سیانی (دانا) نے ہاتھ لگایا ہو تو مختلف ادوار سے گزر کر اسی میں سے گھی برآمد ہوگا۔ بعینہ جب اس میں سے کثافتیں دور ہو جائیں تو لطیف وخبیر اسی میں سے جلوہ نما ہوگا۔

اب اسے میری حماقت سمجھیں یا کچھ اور۔ مجھ سے یہ فرسودہ تقلید نہ ہوسکی۔ پیری، مریدی کو اپنا نہ سکا۔ کیونکہ جو موج اپنی ہم جنس موجوں کی موافقت سے الگ ہوگئی موتی پیدا کرنے کی صلاحیت کی صفتِ خاص اس کے لیے مسلّم ہوگی اور جس قطرہ نے اپنی انفرادیت اور یکتائی کی قدر نہ پہچانی اس نے اپنے سکون قلب کو موجوں کے ہجوم میں کھودیا۔

☆☆☆☆
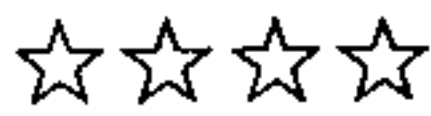
حضور قبلہ عالمؒ اپنی ایک تصنیف مبارکہ ''تنویر الابرار'' میں عشق ومحبت کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں۔

عشق ومحبت کی باتیں

جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات ﷺ فرماتے ہیں۔

لَو اَنَّ عَبۡدَیۡنِ تَحابَاً فِی اللہِ اَحَدُھُمَا فِی الشَّرۡقِ وَالۡاٰخَرُ فِی الغَرۡبِ یَجۡمَعُ اللہُ بَینَھُمَا یو م القِیامۃِ وَیَقُولُ ھٰذَا الَّذِی کُنتُ تُحِبَّہ‘...... اِلٰی آخرہ.

یعنی اگر دو آدمیوں میں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت ہو ان میں سے ایک مشرق میں رہتا ہو اور دوسرا مغرب میں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دونوں کو یکجا کر کے فرمائے گا کہ اس سے تم محبت کرتے تھے اب ملاقات کرو کیونکہ تمہاری باہمی محبت محض میری خاطر تھی۔

اَلۡمُتَحَابُوۡنَ فِی اللہِ عَلیٰ عَمُوۡدٍ.

کی شرح یوں ہے کہ آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے ایک ستون پر ہوں گے جو سرخ یاقوت کا ہوگا اور جس کے سرے پر ستر ہزار کھڑکیاں ہوں گی جب وہ اہل بہشت کو دکھائی دیں گے تو ان کی خوبی اہل بہشت پر اس طرح روشن ہو جائے گی جیسے اہل دنیا پر آفتاب کی ہوتی ہے اور اہل بہشت کہیں گے کہ ہمیں لے چلو تا کہ ان اشخاص کو دیکھ لیں جو آپس میں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے تھے جب اہل بہشت ان کا جمال دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ وہ سبز لباس پہنے ہوئے ہیں اب مصنف عرض گزار ہے کہ جب مخلوق کی محبت کا یہ نتیجہ ہے کہ قیامت کے دن ضرور اکٹھے ہوں گے اور یہ محبت ایک دوسرے کی شفاعت کا باعث ہوگی اور یہ محبت رشک اہل بہشت ہوگی تو جو شخص راہِ حق میں قدم رکھتا ہے اور سچے دل سے اس راہ کو طے کرتا ہے وہ کیونکر اُمید نہیں کرسکتا کہ اصلی مقصود کو پہنچ جائے گا اور یہ محبت ہی کا پھل ہے جب فانی اور

مخلوق کی محبت کا یہ ثمرہ ہے تو حقیقی محبت کا کیا رتبہ ہوگا صاحب ''سیر الاولیاء'' نے سلطان المشائخ کے حوالہ سے ایک حدیث لکھی ہے کہ جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات ﷺ فرماتے ہیں۔

''اَلْعِشْقُ مِنْ غَیْرِ رَبِّہٖ کَفَّارَۃُ الذُّنُوبِ.''

یعنی جو عشق اللہ تعالیٰ کے عشق کے سوا کسی اور کا ہے وہ بیچارے عاشق کے گناہوں کا کفارہ ہے تو جب مخلوق کا عشق گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ تو بارگاہِ الٰہی کے عشق کا کیا کچھ اثر ہوگا جہاں تک ہو سکے یہی دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ حیف ہے اس شخص پر جو بے عشق مر جائے۔ ہر نفس نفس کوشش لازم ہے عاشقوں کی خاکِ پا کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناؤ اور ان کا دامن صدق کے ساتھ پکڑ لو۔

مَنْ اشْتَاقَ اِلَی اللہِ اِشْتَاقَ اِلَیْہِ کُلُّ شَیءٍ

جو شخص اللہ تعالیٰ کا مشتاق ہوتا ہے ہر اک چیز اس کی مشتاق ہو جاتی ہے نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد! بنی اسرائیل کے جوانوں کو کہہ دو کہ تم میرے سوا کسی اور میں کیوں مشغول ہوتے ہو کیسے ظلم کی بات ہے کہ میں تمہارا مشتاق ہوں اور تم غیر کے مشتاق ہو۔

وَالَّذِیْنَ آمَنُو اَشَدُّ حَباً اللہِ (پ 2 ع 4)

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لَنْ تَنا لُو الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْ ا مِمَّا تُحِبُّوْنَ.

حسنات طیبات کا اصل محبت ہے بلکہ تخلیق عالم عشق و محبت کے باعث ہوئی۔

کنتُ کَنْزاً مُخْفِیاًفا حْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخُلْقَ.

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا مجھے محبت ہوگئی کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے اس محبت میں مخلوق کو پیدا کر دیا۔

عشق سے ظاہر ہوئی ہے ذات حق   عشق کی خاطر ہوئے چودہ طبق

اَلَسْتُ بربکم محبت ہی کا عہد و پیمان ہے قالو اَبلٰی سوز دوام امانت رکھنے کی صدائے ایفائے عہد ہے اسی محبت پر ثابت قدم رہنے کے لیے یہ حدیث عین مناسب ہے۔

اَللہُ یُحِبُّ حِفْظَ الْوِدّالْقَدِیْم.

یعنی اللہ تعالیٰ دوستی قدیم کو ملحوظ رکھنا پسند کرتا بعض مفسرین کرام نے اِنَّا عَرَضْنَا اْلاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ. سے حضرت عشق ہی مراد لیا ہے جس سے کہ تمام زمین و آسمان اور پہاڑ و فرشتے و جن انکار کر گئے اور حضرت انسان نے اس بار امانت کو اٹھا لیا اور ''ظلوماً جھولا'' کا لقب پایا غور کیا جائے تو آفاق و انفس میں زندگی کا شور اسی سے برپا ہے عشق ہی روح رواں ہر انس و جاں نظر آتا ہے ہر ذی روح کسی نہ کسی محبت میں سرگرداں افتاں و خیزاں گریاں و خنداں منازل

حیات طے کر رہا ہے اس محبت کے دو نام میں مجاز یا حقیقت فانی یا باقی جو محبت غیر حق کے ساتھ ہے وہ مجاز ہے اور جو حق کے ساتھ ہے وہ حقیقت ہے لیکن اگر راہبر میسر آ جائے تو مخلوق کی محبت یعنی مجاز بھی حقیقت میں مددگار ہو سکتا ہے کیونکہ مخلوق بھی اصل میں خالق حقیقی کی ایک صفت ہے اگر اس صفت سے محبت اس ذات کی خاطر ہو تو یہی عین ہے۔

المجاز مقنطرة الحقيقة

مجاز بھی حقیقت کا پل ہے اس سے حقیقت کا راستہ ملتا ہے اسی لیے سلطان المشائخ نے لکھا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کاریگری دیکھتے ہیں نہ کہ معشوق کی خوبصورتی کو مولانا عراقی فرماتے ہیں کہ "ہماری نگاہ اس کی صنعت پر ہے"

ما در پیالہ عکس رُخِ یار دیدہ ایم　　اے بیخبر زلذت شرب دوام ما

(ہم پیالہ میں شراب نہیں دیکھتے بلکہ ہمیں تو رخ یار نظر آتا ہے۔ اے بیخبر تو ہماری شراب دوام سے انجان ہے تمہیں پتہ نہیں)

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت اور پہاڑ سے خدا کو دیکھ سکتے ہیں تو عین ممکن ہے وہ ذات ہر صفات میں نظر آ سکتی ہے۔

روا باشد انا اللہ از درختے　　چرا نبود روا از نیک بختے

اگر ایک درخت نے انی انا اللہ رب العالمین کی دید جائز ہے تو کیا اشرف المخلوقات نیک بخت انسان سے اس کا منظر محال ہے اس لیے مرید کو اپنے پیر کی ولایت اور جمال کا مشتاق محب اور عاشق ہونا چاہیے تا کہ تھوڑے عمل اور زیادہ نیاز سے جلدی مطلب حاصل کرے اور حضرت عشق کی برق رفتار سواری پر بیٹھ کر مقام لاہوت میں یکسو ہو جائے اگر فطرت کا مطالعہ کیا جائے کہ کسی کو کسی سے کیوں محبت ہے بُلبل کو گل سے محبت ہے' پروانہ کو شمع سے' چکور کو چاند سے' مناظر قدرت اور مناظر فطرت میں اس کا جمال با کمال ہے اسی لیے مولانا رومی فرماتے ہیں۔

عشق لیلیٰ چیست ایں کارِ من است　　حُسن لیلیٰ عکسِ رُخسارِ من است

لیلیٰ سے عشق کرنا اصل میں میرا ہی کام ہے مجنوں کو رخ لیلیٰ پر جو حُسن نظر آیا وہ میرا ہی جمال با کمال تھا مختلف جھروکوں سے طرح طرح کے روزنوں سے وہ ذات حقیقت پردہ مجاز میں عالم کو اپنا فریفتہ کئے ہوئے ہے۔

ہر دم بلباس دیگراں یار برآمد

(ہر لمحہ دوسروں کے لباس یعنی شکل سے یار کا جلوہ نظر آتا ہے)

مکتوب نگاری

چچا میاں غلام رسول صاحب کے نام ایک خط میں حضور قبلہ عالمؒ کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

786

بلوآنہ شریف 22 رمضان المبارک

29-9-75

مخلصی، طالب المولیٰ، کامل الایمان، صادق الیقین میاں غلام رسول سلمکم اللہ المنان۔

اسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

بعد دعائے طرفین خیریت جانبین واضح ہو کہ 15 ماہ شوال کو آپ کی ملاقاتِ فرحت آیات کا متمنی ہوں اُمید ہے کہ قبول فرماتے ہوئے تشریف لائیں گے کیونکہ دو چار دن کے لیے منڈی بہاؤ الدین جانا ہے اور آپ کی شرکت باعث برکت ہے۔ طفیل برکت ایزد متعال یہ خط آپ کو تاریخ مذکور سے پہلے مل جائے گا اسلئے امید واثق ہے۔

دیگر عزیزان محمد طارق و محمد مبارک سے امید رکھتا ہوں کہ رُو بصحت ہوں گے اہل خانہ کو دعا سلام دیگر حال احوال عند الملاقات بالمشافہ ہوں گے۔

حاضرینِ کرام اہلِ طریقت ارباب کو السلام علیکم

دعا گو الفقیر محمد کرم حسین بلوآنہ شریف۔ جھنگ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

☆ ایک اور خط میں انہیں کچھ اس طرح مخاطب فرماتے ہیں۔

28-11-75 بنامِ ایزدِ بخشندہ و مہربان

اے کہ یادِ تُو رحمت نزول یعنی عمِ محترم غلامِ رسول بدرگاہ رب العزت مدام مقبول

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مژدہ جانفزا کاشفِ حال ہوا۔ الحمدللہ ربّ العالمین آپ سے ایسے ہی شرف ناموں کی اُمید مزید ہے انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاءِ محمدؐ ﷺ

آپ کی طرف سے ہمیشہ ٹھنڈی ہوا آتے رہنے کا متمنی و ملتجی بہ بارگاہِ غوث الاغواث ہوں۔

(یَاشَیخ عَبْدُ القادر جیلانی شیاً للہ المددی اعینونی ادرِ کنی فی سبیل اللہ یا عباد اللہ)

بڑے اچھے اشعار گو ہر باریعنی جواہر ریزے بلکہ کشتہ مروارید جو کہ میرے اعضائے رئیسہ کے لیے تقویت بخش نسخہ

ترسیل فرمایا مہربانی۔

ان اللہ ینطق علی لسان عمرؓ. (حدیث شریف) کے مصداق آنجناب کی زبان میں روضے والی سرکار ہی بول رہی ہے۔ جیسے پچا رومی صاحب قیس کے قصے میں آخر لکھتے ہیں

عشق لیلیٰ نیست ایں کارِ من است — حُسن لیلیٰ عکس رُخسارِ من است

دیگر گجرات کا سفر کچھ بیمار کر گیا۔ گھر آنے پر طبیعت کافی بوجھل ہوگئی چونکہ سفر کا عادی نہیں رہا ہوں۔ تھوڑا سا چلنے سے کوئی نہ کوئی تکلیف ہو جاتی ہے دُعا فرمائیں غوث پاک کرم فرمائے۔

باقی عرس مبارک کی تاریخ وہی ایامِ تشریق کا آخری دن یعنی عید کا تیسرا دن 16 دسمبر بروز منگل بکم بدھ، 12 ذوالحج شریف۔

والسلام

احقر محمد کرم حسین غفرلہٗ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

☆ جناب مبارک علی نثار کو ایک خط کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

از چک نمبر 171 منگانی شریف حَامِدً اوَّ مُصَلّیاً — بمطابق 12 رمضان المبارک

6۔ اگست 1979 — 786

یا جنابِ غوثِ اعظم دستگیر و پیرِ ما — از طفیلِ گل محمدؐ عفوکن تقصیرِ ما

ھذا المراسلۃ فی خدمت من شرف اللہ تعالیٰ بانواع العلم وانوار العمل

گُلِ گلشنِ غوثیہ، قادریہ مبارک علی نثار نور اللہ تعالیٰ صدورکم

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم خیریت جانبین از درگاہِ رب العزت مدام نیک مطلوب آپ کا مراسلہ ماہِ صیام میں گویا ہلالِ عید کی نویدِ مسرت بن کر مکشوف ہوا۔ یہ مجھ خاکسار پُر تقصیر فقیر پر فیضِ غوثیہ ہے جو آپ نے میرے لیے عمرہ ادا کیا۔

کر بھلائی تیرا بھلا ہوگا — اور دُرویش کی دعا کیا ہے

هَل جَزَآءُ الاءِ حسَانِ الَّا الِاحسَانُ

یہ میرے مدنی کی عنایت ہے ورنہ — من آنم کہ من دانم

چہ نسبت خاک را باعالم پاک

رب جزا دیوے تُساں شاہا اندر دوہاں جہاناں — عمر گزاراں ادا نہ ہووے شکر تیرے احساناں

حج وعمرہ میں سر کے سارے بال کٹوانا افضل ہے۔ آپ نے میری طرف سے عمرہ کیا میں نے بارگاہِ غوثیہ میں آپ کو پیش کر دیا ماشاء اللہ۔

یہاں رمضان شریف دھوم دھام سے گزر رہا ہے دو حافظ موجود ہیں۔شب و روز خوب رونق پذیر ہیں۔کیا آپ کے پاس فتح الربانی، اسرار المعرفت، مناظر ہیر وقاضی کتب ہیں ورنہ کسی حاجی کے ہاتھ آپ کو پہنچا دی جائیں گی مطلع کریں۔جملہ اہل آستانہ کی طرف سے آپ کو فرداً فرداً السلام علیکم ارسال ہیں۔

والسلام

دعا گو

کرم حسین خادم الفقراء

☆☆☆☆

☆ انہیں ایک اور خط میں عشق کی تعلیم اشعار میں کچھ اس طرح فرماتے ہیں۔

عشق کی تعلیم

ایک مسئلہ۔ قرآن کریم میں ہے (واتخذو من مقام ابرٰھیم مصلی)

ترجمہ: ابراہیم کے نقشِ پا پر کھڑے ہو کر نماز پڑھو یعنی نقشِ پا کو مصلےٰ بنالو۔اس کا ترجمہ ایک شاعر کی زبانی سُنیئے۔

میری زندگی بھی عجیب ہے، میری بندگی بھی عجیب ہے جہاں مل گیا تیرا نقشِ پا وہیں میں نے سر کو جھکا دیا

یا

جہاں مل گیا تیرا نقشِ پا اُسے کعبہ میں نے بنا لیا

☆☆☆

تیرا آستاں جو نہ مل سکا تیری راہ گزر پہ جبیں سہی مجھے سجدہ کرنے سے کام ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

☆☆☆

اصلِ نماز ہے یہی روحِ نماز ہے یہی میں تیرے رو برو رہوں تو میرے رو برو رہے

☆☆☆

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تصور شیخ میں ایک شعر عجیبہ فرماتے ہیں۔

اندر نماز ہر کہ نہ بیند جمالِ دوست فتویٰ ہمی وہم کہ نمازش قضا کند

(لاصلوۃ الا بحضور القلب)

☆☆☆

☆ حضور قبلہ عالمؒ اردو شعراء میں سے ذوقؔ، غالبؔ، دردؔ، ظفرؔ، بیدمؔ، اور نیاز بریلویؔ کا کلام پڑھا کرتے تھے۔نعتیہ کلام میں شاہ احمد رضا خان بریلوی اور ان کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خان کا کلام پڑھا اور سنا جاتا حضور قطب الاقطاب پیر مکلوی کا اردو کلام بھی اکثر آپ کو یاد تھا اقبالیات سے حضور کو بہت شغف تھا۔علامہ کے اشعار کی تشریح اس انداز

...یں فرماتے کہ حاضر تحیران رہ جاتے۔

علامہ اقبال کے ایک شعر کی تشریح:

یقیں مُحکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم　　جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

اس شعر کی تشریح کچھ اس طرح فرمائی ''یقین محکم سے مُراد عقیدہ توحید ہے کہ تیرے اندر صرف اُسی کی محبت ہو۔ یقین محکم سے مُراد ذکر نفی اثبات بھی ہے، عمل پیہم سے مراد ذکر پاس انفاس ہے۔ اے انسان! تو ہر سانس کے ساتھ یہ ذکر کرتا رہے تا کہ کامل انسان بن جائے۔ محبت فاتح عالم سے مُراد تیرے اندر اپنے محبوب کی اتنی محبت ہو کہ ساری کائنات تیرے سامنے تسخیر ہو جائے یہی مردوں کی زندگی میں جہاد اکبر ہے اور یہی تیرے ہتھیار ہیں۔

☆☆☆

☆ یہاں پر حضور کے چند پسندیدہ اشعار تحریر کیے جاتے ہیں۔ جو گاہے بگاہے آپ کی زبان مبارکؒ سے سنے گئے۔

یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور　　تیری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆☆☆

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں　　تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

☆☆☆

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر　　شریکِ زمرہء لایحزنوں کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں　　میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

(علامہ اقبالؒ)

☆☆☆

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے　　اپنی خُوشی سے آئے نہ اپنی خُوشی چلے

اچھا تو ہے کہ دُنیا میں ہرگز نہ دل لگے　　پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

(ابراہیم ذوقؔ)

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار　　جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(میر دردؔ)

☆☆☆

یارِ من باکمالِ رعنائی　　خود تماشہ وخود تماشائی

(مرزا غالبؔ)

☆ دیگرے

ناحق ہم مجبوروں پہ یہ تہمت ہے مختاری کی — چاہے جو سو آپ کرے ہے ہم کو عبث بدنام کیا
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے — بے حبِ اہل بیت عبادت حرام ہے
آباد وہی دل ہے جس میں تیری یاد ہے — جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

ہندی ادب سے لگاؤ

حضور قبلہ عالمؒ کو ہندی ادب پر بھی دسترس حاصل تھی عموماً ڈاکٹر علی محمد صاحب سندھی کے ساتھ باری باری ہندی ادب سے متعلق سینکڑوں اشعار پڑھ دیتے۔ ڈاکٹر صاحب خود فرماتے کبھی کبھی ہندی میں حضور ایسے ایسے عجیب اشعار پڑھا کرتے کہ میں حیران رہ جاتا۔ آپ ہندی ادب میں خواجہ امیر خسروؒ اور میراں بھیکھ شاہ صاحب کا کلام پسند فرماتے تھے۔ ویسے حضرات متصوفین کا کلام بھی پڑھا کرتے۔

میراں بھیکھ شاہ صاحبؒ کی یہ غزل اکثر پڑھی جاتی۔

-1

جب ذات صفات سے ہو نرمل — تب سادھو سن میں دھیان دھرے
سمر، سمر، سمرن سے پرے — نارائن ہرے نارائن ہرے

-2

جب کالی کا سنسا چوک گیا — موہے رہن پڑی ہر کے دوارے
سکھ چین پری موئے نہ جئیے — نارائن ہرے نارائن ہرے

-3

سنم سنم ماہاں سنم — موہے اوہنگ سوہنگ چھوٹ گئے
جپ اور جاپا دونوں مرے — نارائن ہَرے نارائن ہَرے

-4

اٹھا بھرم دوئی کا ہوا یکتا — موہے صابر پیر کی ریت بھلی
جب شوہ مالی کے چرن پڑے — نارائن ہَرے نارائن ہَرے

-5

تن مورا بھیو من پریتم کا — سبھی سگن مہورت پورے

بھیکھ مالی بھئے مالی بھیکھ بھئے ناراَئن ہَرے ناراَئن ہَرے

☆☆☆

جم کے ساتھ پڑی جب پریت تب پت رہے تو مان

☆ حضور نبی کریم ﷺ کے نام اقدس سے متعلق گرونانک اور بھگت کبیر کی یہ رباعیاں بھی پڑھا کرتے۔

عدد گنوں جن انچھر کے کریو چوگن (4) تا دس ملا کر پنچ (5) گن کچھ کا ٹو بیس (20) بنا

جو بچے سونو (9) گن کچھ دو (2) اس میں اور ملا نانک ہر کے بچن سے محمدؐ لیو بنا

☆☆☆

عدد نکالو چیز سے چوگن کر لو دائے دو ملا کے پنج گن کر لو بیس کا بھاگ لگائے

باقی بچے کے نو گن کر لواس میں دو اور ملائے کہت کبیر سنو بھائی سادھو نام محمدؐ آئے

☆ اکثر حضرات متصوفین کے یہ اشعار بھی پڑھا کرتے۔

بھیکھا بھوکھا کوئی نہیں ہر کی گٹھڑی لال پر گرہ کھول نہیں جاندے اس کارن کنگال

ایک گھڑی سے آدھی، آدھی سے بھی آدھ بھیکھا سنگت سادھ کی، کاٹے کوٹ اپرادھ

☆☆☆

جاوت ہرکھ نہ اف جتا آوت شوخ نہ ہو ایسی کرنی جو رہے گرہ بند جوگی سو

☆☆☆

آنکھ ناک منہ ڈھانپ کر جو نام نرنجن لے اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے

☆☆☆

گھاس پھوس جو کھاوت ہے اُسکو ستائے کام سیر اَن جو کھاوت ہے اُسکی راکھے رام

☆☆☆

لکڑی جل کوئلہ بھئی کوئلہ بھیو راکھ میں پاپن ایسی جلی نہ کوئلہ نہ راکھ

☆☆☆

سَر پر، نَر پر، ناگ پر، تینوں پہ سکھ ناں یا سکھ ہَر کی بھگت میں یا سکھ سنتو ماں

☆☆☆

بھلا ہوا گُر بسرے سر سے ٹلی بَلا جَیسے تھے وَیسے بھیو کُچھ کہا نہ جا

اور احباب سے فرمایا اس کی تشریح کرو۔ بعض نے گُر سے مراد پیر لیا، حضور نے فرمایا پھر تو مقصد ہی ختم ہو گیا۔

پیر بھول جائے تو باقی کچھ نہیں رہتا۔ یہاں گُر سے مراد ڈھنگ اور پیچ ہیں۔

پنجابی ادب سے لگاؤ

پنجابی ویسے بھی حضور قبلہ عالمؒ کی مادری زبان تھی۔ اس زبان پر حضور کو دسترس تو الگ بات ہے کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ حضور کے پیران عظام میں سے اکثر و بیشتر حضرات پنجابی کے قادر الکلام شعراء میں سے تھے۔ حضور کے مریدین میں بھی کافی احباب پنجابی کے سخنور تھے۔ اکثر حضور کی موجودگی میں درویش مل کر کافیاں پڑھا کرتے تھے۔ صوفیا حضرات میں حضرت بلھے شاہؒ، سلطان باہوؒ، خواجہ غلام فریدؒ، میاں محمد بخشؒ، پیر مہر علی شاہؒ، وغیرہ اور اپنے مشائخ میں سے حضرت پیر سید حسینؒ، حضور قطب الاقطابؒ، حضرت سید شیر محمد گیلانیؒ' آپ کے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ دیگر اہل سلسلہ بزرگوں میں حضرت پیر جلو آنویؒ، مولانا علی حیدرؒ، پیر سید جلال شاہ کا کلام پڑھا جاتا۔ میاں بہادر علی گادھی کا پوربی کلام بھی حضور کی خدمت میں پڑھا جاتا۔ پیر بھائیوں میں چچا میاں غلام رسول صاحب، میاں محمد بخش دیوانہ اور میاں غلام علی قادری جنہیں حضور کے درباری شاعر کا درجہ حاصل تھا۔ کا کلام اکثر درویش پڑھتے رہتے۔

☆ یہاں پر صوفیاء کرام کے کلام میں سے بطور تبرک چند اشعار تحریر کیے جاتے ہیں۔ جو گاہے بگاہے حضور قبلہ عالمؒ کی زبان درفشان سے سماعت کئے گئے۔

کجلی بن بن نین سیاہے ہاتھی مست نگاہ وَلے
گنڈل گھت مُہاوت سوہے وَھت وَھت کرن فناہ وَلے

میری بانہہ ہاتھی دے منہ وِچ اڑ کر کرو کرو چوڑے دی گھاوَلے
علی حیدرا آکھیں ہاتھی والڑے توں ساڈی وَت گلی پھیرا پاوَلے

(مولانا علی حیدرؒ)

☆☆☆

اٹھی غافل سُتیا من وچ جھاتی پا
ہِی تیل بتی گھر اپنے لے گر توں شمع جگا

رکھ ہر دم دید چراغ وچہ بہیں سُرت رلا
قُطب شاہ ہر غیر ہوا توں بالیں رکھ نگاہ

(قطب الاقطابؒ حضرت پیر سید قطب علی شاہ بخاری پیر محلویؒ)

☆☆☆

جاگ سویلے جاگ سویلے واٹ لمّی توں راہی
جھہاں صدقوں کمراں بدّھیاں منزل نیڑے آئی

جہیڑی گل سکھائی ماہی دم دم رکھ پکائی
اپنا آپ سنبھال او بیلی چھڈ دے گل پرائی

(شیرِ یزدانیؒ حضرت پیر سید شیر محمد گیلانی)

☆☆☆

میں ہاں ابرو شیر ماہیؒ دے بنی نین پیشانی قسم ربانی
گردن گوش تے زلفاں بازو، مژگاں مثل کمانی قسم ربانی

میں ہاں ماہی، ماہی میں ہاں نہیں ایہہ بات حیرانی قسم ربانی
سردار علی بن شیرنؒ بیٹھا کر برقعہ یکسانی قسم ربانی

(سردار الاصفیاءؒ حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاریؒ)

غوثی، قطبی رُتبہ پایو تھیوں شیخ شیوخ لقب تاں وی کیا تھی پیا
شعر فرید تیڈا اوچ ٹُلیا ہند، ماڑ، دکھن، پورب تاں وی کیا تھی پیا
(خواجہ غلام فریدؒ)

☆☆☆

کلمہ نبیؐ دا عُمراں دا گہناں پڑھدا پڑھیندا ہے حسنؔ نماناں
(خواجہ غلام حسن سواگؒ)

☆☆☆

خیر پاوے یا نہ پاوے مرضی اُس دی آپ دی تو گدائی اُس دے در دی کردی رہو وِیہلی نہ بہو
(میاں سراج الدینؒ)

☆ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں ایک مرتبہ یہ شعر پڑھا گیا۔

روٹی میری کاٹھ دی لاون میری بھکھ جنہاں کھادی چوپڑی گھنے سہن گے دُکھ

(یعنی میری روٹی لکڑی کی ہے اور میری بھوک ہی اس کا سالن ہے جنہوں نے چُپڑی روٹی کھائی اُن کو (آگے چل کر) زیادہ دُکھ سہنے پڑیں گے) تو حضور نے فرمایا اس سے آگے بھی ایک بات ہے اور یہ شعر پڑھا۔

دو ویلے کھا چوپڑی یار ولوں رہ سر مکھ جنہاں وِساریا یار نوں سو ای پاون دُکھ

(یعنی صُبح وشام بے شک چُپڑی روٹی کھا لیکن محبوبِ حقیقی کو فراموش نہ کر۔ دراصل جنہوں نے اُسے بھلا دیا دُکھ درد اُن کا مقدر بن گیا)۔

☆☆☆

حضور کا مطالعہ کتب

حضور قبلہ عالمؒ مطالعہ کتب کے اس قدر شائق تھے کہ مسلسل کئی کئی دن کتب بینی میں مشغول رہتے صرف نماز، اوراد واذ کار اور بعض احباب سے ملاقات کے لیے وقت نکالتے مطالعہ کا کوئی خاص ٹائم نہیں تھا۔ دن کے علاوہ رات کو بھی ایک درویش لالٹین پکڑ کر کھڑا رہتا اور حضور کتب بینی میں مشغول رہتے۔

لائبریری کا قیام: حضور نے بلوآنہ شریف میں مسجد کے ساتھ اپنے حجرہ میں مختلف علوم پر کتب کی ایک کثیر تعداد جمع کی ہوئی تھی۔ وہ کتابیں تنہائی میں آپ کی رفیق ہوا کرتی تھیں۔ جب بلوآنہ شریف سے ہجرت فرما کر منگانی شریف آئے تو وہ سب کتابیں وہیں رہ گئیں۔ بعدازاں سننے میں آیا کچھ لوگوں نے اٹھالیں اور بعض ضائع ہو گئیں۔ برادرم پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں حضور کو اپنی کتب اس قدر عزیز تھیں کہ ایک بار میری موجودگی میں فرمایا مجھے اپنی کتابوں کے ضائع ہونے کا بڑا افسوس ہے۔ جب میں نے حضور کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو میں چھپ کر بلوآنہ شریف گیا اور وہاں سے حضور کے زیر مطالعہ رہنے والی چند خاص خاص کتابیں اٹھا لایا بقیہ وہیں رہ گئیں۔ یہاں منگانی شریف آمد کے بعد بھی حضور کے شوق مطالعہ میں فرق نہ آیا۔ اور یہاں بھی آہستہ آہستہ کتابوں کی کثیر تعداد جمع ہو گئی۔ جن میں سے آج بھی اکثر و بیشتر کتابیں حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کے کمرہ میں الماریوں میں محفوظ ہیں۔

کتب میں انہماک: حضور بڑی توجہ اور انہماک سے کتب بینی فرماتے تھے۔ اکثر کتابوں کے مندرجات آپ کو ازبر تھے۔ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو فرماتے فلاں کتاب میں دیکھ لو وہاں اس کا حل موجود ہوگا بعض اشعار کی تصحیح کرنا ہوتی تو فرماتے میں نے یہ اشعار فلاں کتاب میں پڑھے تھے تم بھی دیکھ لو۔ حضور کا حافظہ بہت کمال کا تھا۔ جب زیادہ علیل رہنے لگے تو کسی نہ کسی درویش سے کتاب پڑھواتے اور خود سماعت فرماتے۔ ایک دن راقم السطور اور علی احمد (جو کہ ڈاکٹر علی محمد سندھی کے اکلوتے فرزند اور میرے کلاس فیلو تھے) حاضر خدمت ہوئے حضور نے فرمایا تم دونوں یہ کتاب پڑھو میں دیکھنا چاہتا ہوں کون صحیح پڑھ سکتا ہے۔ بعدازاں مجھے منتخب کیا گیا۔ حضور نے فرمایا تم روزانہ سکول سے واپسی پر کتاب زاد المیعاد از حافظ ابن قیم مجھے پڑھ کر سنایا کرو۔ لہٰذا پہلے دن میں نے کتاب پڑھنا شروع کی تو بعض الفاظ مجھے مشکل معلوم ہوئے۔ میں نے وہ چھوڑ دیئے اور آگے روانی سے پڑھتا رہا حضور نے فرمایا ٹھہر جاؤ درمیان میں کچھ الفاظ تم سے چھوٹ گئے ہیں۔ لہٰذا دوبارہ پڑھنا پڑا۔ فرمایا درمیان سے چھوڑا نہ کرو البتہ جو لفظ مشکل ہو مجھے دیکھا دیا کرو۔ اس سے میرا حوصلہ بڑھا اور کچھ ہی دنوں کے اندر میں نے عبارت صحیح پڑھنا شروع کر دی۔ اس کتاب کی چاروں جلدیں میں نے حضور کو سنائیں تھیں۔

ماسٹر احمد نواز کرتوانہ بھی اسی طرح کا واقعہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ بعض اوقات حضور مجھے اخبار پڑھنے کو فرماتے۔ جونہی مجھے کسی لفظ کی سمجھ نہ آتی یا میں غلط لفظ پڑھتا تو آپ بغیر اخبار دیکھے مجھے درست لفظ بتا دیتے۔ ایسا لگتا کہ

آپ ہر لفظ دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ کو پہلے سے ہی علم ہے۔

حاشیہ نویسی: حضور اکثر اپنی زیرِ مطالعہ رہنے والی کتب میں پسندیدہ اقوال وہدایات اور اشعار پر نشان لگا دیتے کئی جگہ پر باقاعدہ آپ نے ساتھ حاشیہ بھی تحریر فرمایا۔ ورنہ پسندیدہ اقوال واشعار کے نیچے اپنی قلم سے ''ھوالحق فقیر محمد کرم حسین غفرلہ'' تحریر فرما دیتے۔

راقم السطور نے ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کے مملوکہ کتب خانہ سے کتاب نفحاتُ الانس از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ) ملاحظہ کی جس کے صفحہ نمبر 696 پر ''مقامِ جمع'' سے متعلق کچھ ان الفاظ میں پردہ کشائی کی گئی۔ ''بعض عُرفاء فرماتے ہیں جب خداوند جل جلالہ، اپنی ذات سے کسی پر تجلی فرماتا ہے تو یہ شخص جس پر تجلی کی گئی ہے تمام اشیاء وصفات وافعال کو اس کی ذات و افعال کے لمعات میں فنا پاتا ہے اور اپنے نفس کی نسبت تمام موجودات کے ساتھ ایسی پاتا ہے گویا وہ ان موجودات ومخلوقات کا مُدبّر ہے اور یہ موجودات اس کے اعضاء ہیں اور ان موجودات میں سے ہر چیز یہ خیال کرتی ہے کہ میں اسی کے ساتھ اُتری ہوں اور اپنی ذات کو اس کی ذات خیال کرتی ہے اپنی صفت کو اس کی صفت اور اپنے فعل کو اسی کا فعل خیال کرتی ہے کیونکہ وہ بالکل عین توحید میں فنا ہو چکی ہے اور انسان کے لیے اس مرتبہ کے وراء اور کوئی مرتبہ نہیں ہے اور کوئی دوسرا مقام توحید نہیں ہے۔ جب روح کی بینائی جمالِ ذات کے مشاہدہ کی طرف منعطف ہو جاتی ہے تو عقل کا وہ نور جو اشیاء میں فرق کرتا ہے۔ نورِ ذات کے غلبہ میں مستتر ہو جاتا ہے (یعنی چھپ جاتا ہے) اس وقتِ قدم، حدوث کا فرق مٹ جاتا ہے اسی حالت کا نام ''جمع'' کہا گیا ہے۔''

کتابِ مذکورہ کے حاشیہ پر حضور قبلہ عالمؒ کے دستِ انور سے بطور نوٹ ایک مختصر اور جامع تبصرہ کچھ یوں درج تھا۔

''اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں متصف ہو جانے کو مقامِ جمع فرمایا ہے اور اس کی ذات میں باقی ہو جانے کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ واللہ اعلم خادم الفقراء محمد کرم حسین قادری غفرلہٗ

سبحان اللہ حضور نے صرف دو سطروں میں مقامِ جمع کا عام فہم اظہار فرمایا بلکہ اس سے آگے ایک اور مقام کا بھی انکشاف فرما دیا گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا۔

آخری عمر میں کتب سے لاتعلقی: عمر شریف کے آخری حصہ میں حضور قبلہ عالمؒ بہت کم کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ اکثر شیخ سعدی کی یہ رباعی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے۔

علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است   جز یادِ دوست ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدیؔ بشو از لوحِ دِل نقشِ غیرِ حق   علمے کہ ترک راہ کند از ضلالت است

(جس علم سے حق کی شناخت نہ ہو سکے وہ علم جہالت سے بھی بدتر جہا بُرا ہے۔ اپنے یار کے تذکرے کے علاوہ تو جو بھی پڑھے گا وہ سب جھوٹ ہے۔ اے سعدی! اپنے دِل کی تختی سے حق کے علاوہ سب حروف مٹا دے۔ جو علم اصل راہ پر نہ چلنے دے

وہ رسوائی کا سبب بنتا ہے)۔

آخری عرصہ حیات میں حضور کے کمرہ میں کوئی کتاب نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ گھر میں ایک لوہے کی الماری کے اندر تمام کتابیں محفوظ کر دی گئیں۔ یہ شعر بھی میں نے حضور سے سنا۔

در کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را درصفحہء دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(کنز اور ہدایہ (اسلامی فقہ کی منطق کی کتابیں) میں تو خدا کو نہ پائے گا۔ دل کے ورق پر دیکھ کہ اس سے اچھی کوئی کتاب نہیں)

ایک روز اپنے خاص خاص احباب سے فرمانے لگے تمہارے پاس کتابیں ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا ہمارے پاس جو کتابیں تھیں ہم نے وہ سب الماریوں میں رکھ کر تالے لگا دیئے ہیں۔ تمہارے پاس بھی جو کتابیں ہیں انہیں الماریوں میں رکھ کر مقفل کر دو اب تم لوگ ہمیں یاد رکھنا اور ہم تمہیں یاد رکھیں گے۔ حضور اکثر عارف رومیؒ کا یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن جان و دِل را جانبِ دلدار کُن

حضور قبلہ عالمؒ کا منظوم کلام

حضور قبلہ عالمؒ ابتدائی دور میں اپنے مشائخ کی سنتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے شعر و شاعری سے خاص شغف رکھتے اور اِسے قلبی کیفیات کے اظہار کا ایک ذریعہ سمجھتے۔ حضور نے اردو، پنجابی اور فارسی، تینوں زبانوں میں طبع آزمائی فرمائی۔ نوجوانی کے دور میں نظم و نثر میں باقاعدہ ایک کتاب بھی تالیف فرمائی۔ جو بعد ازاں اپنے پیر و مرشد کے حسب فرمان ضائع کر دی گئی۔ چونکہ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ آپ کو اولیاء عصر کے سامنے بطور نمونہ پیش کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے تصنیف و تالیف سے منع فرما دیا۔ ہمیں حضور کے کلام میں سے جو کچھ دستیاب ہوا۔ پرانے درویشوں کی وساطت سے مِلا ہے۔ خلیفہ میاں غلام علی قادری کو حضور کا کچھ کلام بلوآنہ شریف سے ملا۔ جو انہوں نے اپنی کتاب ''سحرِ توحید'' میں شائع کروا دیا۔ یوں اُس کے محفوظ رہنے کا ایک پہلو نکل آیا۔ برادرم پیر سخی حسین صاحب کے پاس بھی کچھ کلام موجود تھا۔ جسے یہاں اکٹھا کر دیا ہے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے اشعار غلبہء حال کے لطیف جذبات و احساسات کا مرقع ہیں۔ کلام کا جو حصہ دستیاب ہوا اس کا شمار اعلیٰ درجے کے سخن پاروں میں کیا جاتا ہے۔ میرے سامنے کئی نامور شعرا نے آپ کے قدرتِ کلام کا اعتراف کیا۔

التجاء (فارسی)

کریما کرم فرما لطف کن برحالِ زارِ ما
طفیلِ مصطفیٰؐ، مشکلکشاؓ و سید الشہداؓ

بنامِ عابدؒ وباقرؒ و جعفرؒ، موسیٰ کاظمؒ
زِ رُوئے حضرتِ موسیٰ رضاؒ حلال مشکلہا

پئے معروفؒ وسقطیؒ واز جنیدؒ وحضرت شبلیؒ
فضل فرما پئے ابوالفضلؒ، ابوالفرحؒ شاہا

بحقِ بوالحسنؒ، شیخ ابو سعیدؒ مخزومی
بنامِ غوثِ اعظم شیخ محی الدینؒ ارحمنا

مدد از حضرتِ عبدالوہابؒ فضل اللہؒ یا رب
پئے ابوالفرحؒ، سید احمدؒ، ومسعودؒ کن یارا

زِ رُوئے نورالدینؒ، شہ میرؒ شمس الدین گیلانیؒ
ترحم از محمدؒ غوثؒ وثانی عبدِ قادرؒ را

بحقِ غوث بالا پیرؒ و عبدالقادرؒ ثالث
پئے عبدالوہابؒ اللّٰھم نور قلوبنا

طفیل عابدؒ عبدالرزاقؒ و مصطفیٰؒ شاہے
نگہ کن از پئے محمودؒ وحضرت مجتبیٰؒ مولا

زِ حیدر بخشؒ بالا غوثؒ، شہ سلطان امان اللہؒ
پئے علی شیرؒ وحضرت چراغ شاہؒ از حزن نجینا

بنامِ قطب علیؒ شیر محمدؒ شاہ سردارے
بحقِ گُل محمدؒ کرم کن برکرم یا اللہ

شجرہ شریف (اردو)

یا خُدا وندا کرم کر مصطفیٰؐ کے واسطے
سرور کونین شاہِ انبیاء کے واسطے

سر جھکائے ہاتھ پھیلائے کھڑے تیرے حضور
کر میری مشکل کشا، مشکل کشا کے واسطے

از طفیل سید الشہدا حسینؓ ابن علی
رحم کیجئے حضرت زین العباءؒ کے واسطے

حضرت باقرؒ وجعفرؒ موسیٰ کاظمؒ کے طفیل
بخش تسلیم و رضا موسیٰ رضاؒ کے واسطے

معرفت معروفؒ کے معروف اہل اللہ سے کر
سری سقطیؒ وجنیدؒ باصفا کے واسطے

از طفیل شیخ شبلیؒ ربِ جلی رحمتہ
کر فضل، ابوالفضلؒ، ابوالفرحؒ کے واسطے

دور کر رنج وحزن ابوالحسنؒ کے نام سے
شیخ ابو سعیدؒ شیخ اصفیاء کے واسطے

پیر پیراں میر میراں شاہ محی الدینؒ ولی
غوث اعظمؒ شاہ جیلاں شہنشاہ کے واسطے

از پئے عبدالوہابؒ، فضل اللہ، ابوالفرحؒ
مغفرت دے سید احمدؒ بادشاہ کے واسطے

دے سعادت حضرت مسعود احمدؒ کیلئے
نور الدینؒ، شاہ میرؒ شاہ دوسرا کے واسطے

شمس وحدت سے شناسا کر طفیل شمس الدینؒ	حضرت سید محمد غوث شاہؒ کے واسطے
ثانی عبد القادرؒ و شاہ پیر بالاؒ کیلئے	ثالث عبدالقادرؒ حق آشنا کے واسطے
از پئے عبدالوہابؒ، عابدؒ، وعبدالرزاقؒ	رزق پاکیزہ عطا کر مصطفیٰؒ کے واسطے
جان و دل کو شاد رکھ آباد اپنے عشق سے	حضرت محمودؒ حضرت مجتبیٰؒ کے واسطے
نام حیدر بخشؒ کے سب بخش دے جرم وخطا	شاہ غلامِ غوثؒ شاہ اتقیاء کے واسطے
ہم گنہگاروں پہ بخشش کر خداوند جہاں	حضرت سلطان امان اللہ شاہؒ کے واسطے
حضرت علی شیرؒ ابوالخیر خواجہ کے لیے	روشنائی دے چراغ حق نما کے واسطے
کر کرم فرما کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم	قطب اعظم، غوث عالم قطب شاہؒ کے واسطے
میکدۂ قادری کے مئے کشوں کو شاد رکھ	حضرت شیرؒ محمد قبلہ گاہ کے واسطے
ہر خطا و ہر بلا سے دے پناہ میرے خدا	سید سردار علی شاہؒ راہنما کے واسطے
(i) کرم فرما بر کرم اے صاحب جود و کرم	گل محمدؒ یار فخرالاولیاء کے واسطے

اتنا حسنا فی الدنیا و فی ا الاخرہ
رہبران سلسلہء طیبہ کے واسطے

(i) حضور قبلہ عالم کے بعداز وصال مزید دوشعر یہاں شامل کئے گئے۔

کیجئے ہر حال میں ہم پر عنایت بے حساب	گل محمد صاحبِ جود و سخا کے واسطے
نظر فرما بر مظہر اے صاحبِ لطف و نظر	پیر کرم حسین فخرِ اولیاء کے واسطے

حمد باری تعالیٰ

سب تعریفاں لائق اُسنوں جیہندی کُل خُدائی
ذات مُنزّہ پاک منظّم زمیں آسماناں شاہی

ہے رحمٰن رحیم حقیقی مالک دن جزائی
لا معبود ہے اللہ سوہنا ہور شریک نہ کائی

چوداں طبق اشارے اندر سرجے سرجن ہارے
جُون ہزار اٹھاراں ہوئی اندر اک پلکارے

رنگ برنگے جسم بنائے قسم تے اسم نیارے
نُوری ناری خاکی آبی بادی رُوپ سنگارے

ہرنوں ہر دے شکم برابر رزق پہنچاندا پُورا
قندر کیڑے پتھر اندر دیوے چاول چُورا

آتش اندر رہے سمندر بن آتش نہیں رہندا
پیاس بجھاوے قادر اُسدی رج رج پانی دیندا

ہر اک شکر بجا لیاون خالق رازق سندا
حمد بناں نہیں ذرہ خالی پڑھے نام سجن دا

یسبح للہ پڑھ پڑھ رنگے صبغۃ اللہ اندر
طوق غُلامی دا گل پایا ہوئے مست قلندر

رحمت رِزق غنا دے اندر غنی کرے غُلاماں
ہراک تائیں روزی دیندا کیا خاصاں کیا عاماں

جنہاں شوق شراب نہ پیتا اِس عالی درگاہوں
رہے غافل وچہ کفُر ہمیشہ منکر حمد ثناؤں

قدرت تیری دا رنگ مٹھا ڈٹھا عجب نشاناں
مالا مال کرے تو اُنہاں کافر بے ایماناں

جُود و سخا دا رُتبہ اعلیٰ تُدھ بن کسے نہ پایا
مومن کافر دوہاں تائیں دیویں رزق خُدایا

نظر مہر دی جنیں وَل تکیں بھکھیاں تخت بٹھائیں
تے پلیدی کُتے پھڑ کے جنت وچ وگائیں

ابر رحمت دا برسن آوے ہرنوں رنگ لگاوے
رِیت جنگل وچ منگل لائے کلر شور ونجاوے

پتھراں تے کوہ قافاں اُتے اکو جیہا وسدا
پھل پھل رنگ برنگی اُگدے کلیاں جُو بن ہسدا

قُدرت ویکھ کے تیری سائیاں سرگرداں ہوئے سارے
ارض وسما سب سرخم ہوئے جھکے عرش منارے

خوف تے رُعب تیرے تھیں ڈر کے بادل ڈھائیں مارے
بجلی دا تن تڑفے سارا غم کوہساراں سارے

دیہوں، چن گرہن اندر آئے خوف تیرے تھیں ڈر کے
جوش سمندر اندر آیا رہ نہ سکیا جر کے

پکڑ تیری وچ رہے نہ قائم عزازیل وڈیرے
ایسی سخت گرفت عدل دی ڈگے بہت اُچیرے

عدل کریں تاں آسیہؓ تائیں تیل جلا کے ساڑیں
فضل کریں تاں پنجہ دے اندر باغ بہار نکھاریں

قہر تے عدل تیرے دے اندر دم نہ ماریا کِسے
رحمت فضل اندر لکھ رنگے گندے مندے لِسے

پر قہر تے عدل تھیں اعلیٰ تیئیں وچ رحمت فضل زیادہ
لا تقنطوا من الرحمۃ اللہ کیتا فضل کُشادہ

قطرہ فضل تیرے دا موجب شادابی آفاقاں
نظر تیری تھیں رونق شاہاں تیئیں وچ خوب صفاتاں

فضل تے کرم تیرے نوں تک کے میں در تیرے آیا
کرمؔ حسین تے ساتھی اس دے بخشیں چا خُدایا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

واہ واہ گھڑی مبارک آئی چمکیا نور جہاناں
ظاہر ہوئے محمدؐ سرور مالک کون مکاناں

عرشیں فرشیں دُھماں پیاں رحمت جھڑیاں لائیاں
بخشش دے دروازے کھلے ہویاں دور سیاہیاں

صلِ علیٰ دے منگل گانون حوراں ملک تمامی
آیا شاہ شفاعت والا ہوئی خوشی مدامی

والئی کوثر شافعِ محشر احمد نام دھرایا
ہر اک ذرہ حامد اسدا واہ واہ زیب سُہایا

نوری ناری خاکی ہر دم ذکر کریندے تیرا
بھیج صلوۃ سلام تیرے پر کردے دور ہنیرا

نور ظہور نباتات ہر اک وچ تیرا نور ٹکایا
ارض و سما مجسم تیں تھیں ہر رنگ اندر آیا

سب صفتاں جو خالق اندر آئیاں وارو واری
بخشیاں نبی محمدؐ تائیں واہ یاراں دی یاری

اکبر نام رکھایا اپنا عرشیں ڈیرہ لایا
افضل نام نبی دا رکھیا اوپر عرش بلایا

وَسِعَتْ رَحْمَتِیْ دا رتبہ آپ خداوند پایا
رحمت کل عالم دی حضرت ارسلنا فرمایا

ہے معبود خدا وندا ایہہ پر اس وچ شک نہ کائی
خود معبود درود پڑھے ہن رہیا فرق نہ کائی

روز میثاق الست بربکم رب سائیں فرمایا
نال اقرار رسالت سندا سبھناں حکم سنایا

دیہو شہادت نبی سرورؐ دی ایہو حکم سنایا
روز میثاق شہادت کلمہ آپ بھی نال الایا

سنت درجہ لا الٰہ نوں وچ کلمے فرمایا
نام محمدؐ فرض بنایا واہ واہ شان سُہایا

رب رحیم کریم تے شاہد حاضر ناظر ہر تھاں
نبی رحیم کریم تے شاہد وچ قرآن دے پڑھ کھاں

نور خدا دا موسیٰ تک کے تھی بے ہوش گیا سی
نور نبی جد اللہ تکیا تاں والیل کہیا سی

سنۃ ولانوم دی شرطیں رب دی اکھ نہ لگدی
مازاغ ہے اکھ نبی دی نال صرافاں تلدی

اللہ نور زمین آسماناں خاصہ نور حقانی
مِثْلِ نُوْرِہٖ فرمایا نورِ محمدؐ جانی

نور میرا ہے نور محمدؐ چمکیا وچ جہاناں
نبی مثال ہے نور میرے تھیں واہ واہ زیب سہاناں

لاشرقیہ لا غربیہ مکہ مدینہ جانی
لاٹ بلے بن تیل محمدیؐ نور دی خاص نشانی

ہتھ خدا دا ہتھ نبیؐ دا ایدیھم فرمایا
مارمیت اذ رمیت ذرا فرق نہ پایا

وما ینطق پھر فرمایا توں کلام نہیں کردا
تیرا بولن رب دا بولن رہیا فرق نہ پردا

کرمؔ حسین مداحی تیرا ہر دم کرے سوالے
نظر کریں تاں بخشیا جاواں سنگیاں ساتھیاں نالے

نصیحت نامہ

اے مردا اٹھ نال دلیری کر کے ہمت بھاری
تھی روانہ ملک اپنے ول جلدی کریں تیاری

ملک الستی اصلی بستی جاویں مار اڈاری
ویکھیں اصل ٹکانا اپنا دولت رفعت ساری

ایہہ دنیا نہیں دولت کوئی نہ کرمول پیاری
کاری کٹھن صحرا وشواری موجب ذلت خواری

ہے آزمائش بہتی بھاری اوپر جن انساناں
ہوش سنبھالے نال اٹھائیں رکھیں زور تواناں

قفس وڈیرا نفس موٹیرا جس وچ ڈیرا تیرا
فکر گھنیرا کریں دلیرا ہوسیا دور ہنیرا

نفس تے قفس دونہاں دے ہتھوں مر چھٹکارا پائیں
موتو والی موت قبولیں اپنی خودی ونجائیں

تاں چھٹکارا ملسی تینوں مار اڈاری جائیں
جائیں جائیں وطن نوں جائیں ابدی خوشیاں پائیں

ایہہ پر ڈھنگ مرن دا اوکھا سکھ کیسے توں بھائی
بن راہبر راہ ہتھ نہ آوے ڈھونڈ وسیلہ کائی

جیونکر حضرت رومیؒ صاحب لکھیا وچ دیوانے
اک سوداگر کرن تجارت ٹریا طرف یونانے

گھر اس دے ہک طوطا آہا کہندا مالک تائیں
باغ سنہری وچ یونانے اس دے اندر جائیں

باغ اوسے وچہ طوطے تینوں آون نظر ہزاراں
طوطا اک انہاں وچ ہوسی سوہنا باہجھ شماراں

اس سوہنے من موہنے تائیں میری عرض پہنچائیں
قید ہو یا اک یار تساڈا روندا شام صباحیں

بہت سلام تسانوں کردا بندگیاں تعظیماں
میل دیدار تساڈے باہجھوں رہندا وانگ یتیماں

لے سنہڑا طوطے سندا تاجر ہوگیا راہی
جا یونانے سودا کیتا جو جو نیت آہی

پھر آئی گل یاد طوطے دی باغے اندر گیا
اوہ سنہیا طوطیاں تائیں سارا جا کے کہیا

سن سنہڑا طوطے سارے پھڑک زمیں پر آئے
ہائے افسوس کرے اوہ تاجر کیوں سلام پہنچائے

جے کر خبر ہوندی اس گل دی باغے وچ نہ آندا
مفتی خون پئے سر میرے کیوں سنہڑا آندا

پچھلے پیریں ہٹیا اوتھوں واپس گھر نوں آیا
پہنچ کے گھر طوطے نوں تاجر قصہ سب سنایا

جاں سنیاں اوہ قصہ طوطے پھڑک قفس وچ ڈگا
تاجر ویکھ حیرت وچ آیا ہتھ ملدا منہ بگا

موئیا سمجھ کے طوطے تائیں ڈھیر افسوس لیاندا
پنجرہ توڑ طوطے نوں سٹیا بیٹھ گیا پچھتاندا

جاں پنجرے تھیں طوطا ڈگا اڑیا طرف یونانے
بھی حیران ہویا اوہ تاجر کہندا یار پرانے

پچھدا ایہہ کی ڈھنگ لگایا مینوں سمجھ نہ آئی
طوطا کہندا رہبر مینوں ایہا گل سمجھائی

جے ایہہ ڈھنگ مرن دا سکھیں تاں چھٹکارا پاسیں
تاں رلسیں اوہ سنگ اساڈے ہر دم خوشی مناسیں

بس ایہہ دنیا پنجرہ سمجھیں توں طوطا یونانی — حرص ہوا دے دانے پھڑیاں تاں ہویا پڑانی

لے امداد توں پیر ولی توں اپنے آپ نوں ماریں — تاں نجات ملے اس قفسوں نقشوں ہر شے واریں

نفی اثبات سنہڑا تدھ دل اسدا عمل کمائیں — خودی ونجائیں یارنوں پائیں ملک الستی جائیں

پرخوف امید ہن بازو تیرے باجھ پیراں نہ جاسیں — خوف رکھیں ہر وقت سجن دا تاں دلبر نوں پاسیں

پیر ولی دی صورت ہر تھاں حاضر ناظر جانیں — ہر حالت وچ دیکھئے تینوں توں وی یار پچھانیں

مردا ڈردا رہیں ہر ویلے خوف رکھیں دلبر دا — جس بیڑے دا مانجھی نائیں اوہ بیڑا نہیں تردا

مائی زلیخا، یوسفؑ تائیں ستراں اندر کھڑیا — یوسفؑ ڈٹھی صورت پیو دی تاں نہ غلطی پھڑیا

جے نہ تکدا پیو نوں حاضر غلطی پھڑیا جاندا — شان نبوت دا نہ پاندا تے نہ شاہ کہلاندا

رکھ محبت پیر ولی دی چھوڑیں سب تعلق — تاں پڑھیں توں شکر دوگانے ہوسیں جدوں معلق

بخشنہارا بخش خطائیاں جو میرے سر آئیاں — فضل کریں سنگ ساتھ میرے تے ہوون دور سیاہیاں

کرم حسینؒ آیا در تیرے پنڈ گناہ دی بھر کے
دریا رحمت دے وچ روہڑیں نظر مہر دی کر کے

منازلِ تصورِ شیخ

تصور شیخ کا جو بندہ ہوگا — وہ مردہ پھر دوبارہ زندہ ہوگا

ملائے گا خدا سے یہ اُسی وقت — تو ہوگا صاحبِ اسرار و بابخت

جسے رہبر نے یہ نسخہ دیا ہے — تو عرش و فرش اس سے دُور کیا ہے

مگر پائے گا اس کو وہ جواں مرد — کہ جس کا دل سوا اس کے ہوا سرد

کیونکہ جب تو ہوگا اس میں کوشاں — ادھر سے دوڑ کر آئے گا شیطاں

یوسوس فی صدور الناس ہوگا — تیرا سینہ پُر اَز وسواس ہوگا

یہ ہر اک شکل دنیا کی بنے گا — ہر اک اقسام کی صورت جنے گا

تجھے بہلائے گا یہ بحر و بر میں — محبت ڈالے گا تیری نظر میں

جو ہوگا اُنس غیر از یار تجھ کو — سمجھ بہکا لیا ہے اس نے مجھ کو

قلب میں گاؤ خر آجائیں گے تب — تصور کی جگہ رہ جائیں گے سب

بُھلا دے گا تصور یہ اُسی وقت — کہ جس میں ہوگیا مردود و بدبخت

اگر کوئی مرد یہ وسواس ہٹائے
تصور شیخ اس کی جا جمائے

تو شیطاں پھر نئی اِک راہ بنائے
تو پھر بن کے شکیل خویش آئے

کبھی ماں باپ کی صورت میں ہوگا
کہے گا ان کی خدمت میں تو ہو جا

کبھی بچوں کی صورت دل پہ ہوگی
کہ ان کی پرورش مشکل سے ہو گی

تو یاد آئے گا کھانا اور کمانا
تو ہو محبوب جائے گا زمانہ

محبت غیر جبکہ دل میں آئی
پھر ہو کیسے تجھے قربِ الٰہی

اِسی حرص و ہوس میں تو گھرے گا
تصور کیسے پھر دل میں رہے گا

تو رہ جائے گا بَس ہوس کا بندہ
اسی دنیائے دوں میں ہوگا گندہ

جو ان افکار کو بھی دور پھینکے
تصور شیخ اپنے دل میں کھینچے

تصور شیخ میں ہر دم رہے مست
بجز اس کے نہ دیکھے نیست و ہست

وہ مرد راہ جو اس منزل پہ آیا
تصور کے سوا سب کچھ بُھلایا

تو پھر شیطاں نے ایک مکر لڑایا
کسی عورت کی صورت بن کے آیا

جمائی نظر ودل میں اس کی صورت
بڑھائی ناصبوری اور شہوت

بس اس سے ہو گئی یک دم محبت
اٹھائی لاکھ مردوں نے یہ ذلت

ہوا بس قیام اس کا ہر نفس میں
تصور بھولا پھنسا اس ہوس میں

ہوا جس کا مقام ایسی جگہ پر
تصور کو رکھے اپنی نگاہ پر

نہ دیکھے غیر کو جز یارِ حقی
نہ پائے وہم غیر اور نہ ہو شکی

بہت محنت سے دل قابو میں رکھے
یہی دل ہوگیا مانندِ مکے

بس اب تجھ کو مبارک اے جوانمرد
تیرا دل ہو گیا اب غیر سے سرد

تو اس کے بعد دَرد اور شوق آیا
تو تڑپا دل حقیقی ذوق آیا

یہ ہے عشقِ الٰہی کا تجلّٰے
جو ہے یُحرق ما سوا اللہ

بس اب تیری جگہ پر یار آیا
فکنت سمعه الذی بنایا

اسی منزل پہ جبکہ مجنوں آیا
نہ دیکھا خود کو اور لیلیٰ کو پایا

کسی نے پوچھا مجنوں نام ہے کیا
کہا لیلیٰ ہوں میں لیلیٰ ہوں لیلیٰ

کسی نے پوچھا حضرت بلھے شاہؒ کو
تمہاری قوم کیا ہے یہ بتا دو

کہا بلھےؒ نے کہ میں ہوں آرائیں میرا والد میرا دادا آرائیں
کرم حسینؒ نے جب اس کو پایا کرم چلتا بنا سردارؒ آیا
عزیزو یاد کر لو گے جو اِس کو
تمہیں مل جائے گا ڈھونڈو گے جس کو

کافی

(اس کافی کے اور بھی اشعار تھے لیکن ہمیں یہی دستیاب ہوئے)

سُن بے پرواہا محبوبا تیری یاد ستاندی ہر ویلے
دل جان نوں چین آرام نہیں اکھ نیر وہاندی ہر ویلے

لایا تیں سنگ نیڑا مر مر کے لکھ منتاں ترلے کر کر کے
اگ ہجر دی اندر سڑ سڑ کے رہی جگر جلاندی ہر ویلے

سُن بے پرواہا محبوبا تیری یاد ستاندی ہر ویلے
دل جان نوں چین آرام نہیں اکھ نیر وہاندی ہر ویلے

تیں باجھ نہیوں کوئی ہور میرا سنگ ساتھ ریہا نہیوں بھور میرا
توہیں مانڑ، ترانڑ تے زور میرا ۔ تیرا ورد پکاندی ہر ویلے

سُن بے پرواہا محبوبا تیری یاد ستاندی ہر ویلے
دل جان نوں چین آرام نہیں اکھ نیر وہاندی ہر ویلے

نبھے سال وانگوں دِن رَین میرا بناں دید دے سکھ نہ چین میرا
وچ ہجر دے کرم حسین تیرا دکھے سول سرہاندی ہر ویلے

سُن بے پرواہا محبوبا تیری یاد ستاندی ہر ویلے
دل جان نوں چین آرام نہیں اکھ نیر وہاندی ہر ویلے

☆☆☆

فی البدیہہ اشعار: حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے شیخ طریقت کے حکم پر گو تالیف و تصنیف اور شعر و شاعری ترک کر دی تھی لیکن بعض دفعہ فی البدیہہ اشعار پھر بھی زبان درفشاں سے جاری ہو جاتے۔

☆ بلوآنہ شریف جب حضور کے والد ماجد کا روضہ مبارک تیار ہوا تو آپ نے اس کی دوسری منزل پر دیگر اشعار کے

علاوہ فارسی کے یہ دو شعر بھی لکھوائے۔

یا جنابِ غوثِ اعظمؒ دستگیر و پیرِ ما — از طفیلِ گل محمدؒ عفو کن تقصیرِ ما

قادری ایم نعرۂ یا غوثِ اعظمؒ می زنیم — دمزِ حافظ گل محمدؒ قطبِ عالم می زنیم

☆ جناب مبارک علی نثار کے نام ایک خط کے آغاز میں یہ اشعار رقم فرمائے۔

مبارک مجلس پاکاں مبارک — حضورِ ساقیء مستاں مبارک

محبّ، محبوب کا ملنا مبارک — مِلا اب درد کا درماں مبارک

☆ حضور قبلہ عالمؒ کبھی بطور دعا یہ شعر بھی پڑھا کرتے۔

قسم تیری بخشش وعطا کی کرم کی توہین ہے یہ مولا — جو مجھ کو دینا ہے بے طلب دے سخی کے در پہ سوال کیسا

☆ ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں علم الاعداد کے حوالہ سے یہ رباعی پڑھی گئی۔

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار — یک ساز زیادہ و سہ چنداں بے شمار

پس از طرح ششم چو باقی ماند — در بست و دوم ضرب کردہ اللہ بر آر

تو حضور نے اس کا پنجابی میں یوں ترجمہ فرمایا۔

جیہڑی شئے دا ناں لے بھاویں عدد کڈھ دو بار — ہک زیادہ پا کے تگنا کر چا یار

کر تقسیم چھیاندے اُتے پچھے جو بچے — باوی نال ضرب دے ویکھیں رہسی نام اللہ دا یار

☆ حضور کی خدمت میں چوہدری غلام عباس سکنہ چک فتح شاہ نے ایک روز سید پیر مبارک شاہ صاحب (شہید انوالی مضافات منڈی بہاؤالدین) کی یہ کافی پڑھی۔

دل یار دے نظارے کولوں رجدا نہیں — سوہنا تیرے جھیا ہور کوئی لگدا نہیں

مریں یار دے توں بوہے بھانویں سٹے وچ کھوہے — جیہڑا یار ولوں موڑے بندہ ربدا نہیں

پڑھ نماز پنجگانہ رکھیں پیر دا نشانہ — شمع اُتوں پروانہ پچھاں بھجدا نہیں

☆ حضور نہایت محظوظ ہوئے اور چوہدری صاحب سے فرمایا ایک شعر ہم بھی تجھے بنا کر دیتے ہیں۔ وہ بھی اس کافی کے ساتھ پڑھنا۔ اور یہ شعر ارشاد فرمایا۔

ساری عمراں صرف پڑھ لے عشق دا حرف — نہ جا غیر دی طرف تینوں سجدا نہیں

☆ حضور قبلہ عالمؒ نے ایک روز حافظ الطاف حسین ولد میاں محمد حسین کلس کو یہ شعر سنایا۔

عجب قسمت انہاندی ہے جنہاں دے یار نال ہوون — اوخوش وسن سدا ہسن تے خوشیاں تھیں نہال ہوون

اور از راہِ دل لگی فرمایا حافظ جی! ایک شعر ہم نے بنایا ہے۔ آگے کافی تم مکمل کر لو۔ پھر آپس میں آدھی آدھی کر

لیں گے۔ الغرض حافظ صاحب نے مندرجہ ذیل اشعار بنا کر پیش کیے تو آپ بے حد مسرور ہوئے اور پسند فرمائے۔

جنہاں دے یار رُس ویندے انہاں دے چین کھس ویندے
اومسدے مسدے مس ویندے جویں رلدے کنگال ہوون

جیہڑے دلبر توں دور ہوندے ہمیشہ او رنجور ہوندے
جگر جل جل کے چور ہوندے غماں دے وچ پامال ہوون

جیہڑے دلبر تے وک ویندے تے ہو بک نال ہک ویندے
اولاہ عشقے دی سک ویندے تے وانگ حبشی بلالؓ ہوون

جو حاضر وچ حضور ہوندے انہاں دے قلب نور ہوندے
بھاویں نیڑے یا دور ہوندے انہاں دے نت وصال ہوون

مینوں ہے سک مدینے دی سوہنے دلبر نگینے دی
نہیں اگ بجھدی سینے دی تے ایہے نت خیال ہوون

کرمؔ سوہنا کرم کرسی جا لڑ لگیاندی بانہہ پھڑسی
حشر نوں اپنے سنگ کھڑسی ایہہ حافظ دے سوال ہوون

☆☆☆

(حضرت قبلہ ءعالمؒ کا منظوم کلام آپ کے دستِ انور سے)

شجرہ طیبہ قادریہ قطبیہ

کریما کرم فرما لطف کن برحالِ زارِ ما
طفیلِ مصطفیٰؐ مشکل کشاء و سید الشہداء
اِمامِ عابدؒ و باقرؒ و جعفرؒ موسیٰؒ کاظمؒ
زِ بہرِ حضرتِ موسیٰ رضا حلال مشکلہا
بہ معروفؒ و سقطیؒ واز جنیدؒ و حضرت شبلیؒ
فضل فرمائے ابو الفضلؒ ابو الفرحؒ شاہ جا (شیخ محی الدین رحمنا)
بحق بو الحسنؒ شیخ ابو سعیدؒ مخزومی
طفیلِ غوث الاعظم آنکہ بود محبوبِ خدا مولانا
مدد از حضرتِ عبد الوہابؒ ابو الفضل یا رب
بہ ابو النواحؒ سید احمدؒ و مسعودؒ کن یارا
بہ ذاتِ نور الدینؒ شہ میر شمس الدینؒ گیلانی
ترحم از محمد غوثؒ و ثانی عبد القادرؒ
بحق غوث بالا پیرؒ و عبد القادرؒ ثالث
بہ عبد الوہابؒ اللہم نور کن قلوبنا
طفیلِ حضرتِ عبد الرزاقؒ و مصطفیٰ ثانی
نگہ کن از بہ محمودؒ و حضرت مجتبیٰؒ مولا
ز حمید و بخشؒ بالا پیرؒ شہ سلطان امان اللہؒ
بہ علی شیرؒ و حضرت چراغ علی از کرم بخشا
بنامِ قطب علیؒ شیر محمدؒ شاہ سردارؒ
بحقِ گل محمدؒ کرم کن بر کرمؒ یا اللہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

فقیر کرم حسین قادری غفرلہٗ

باب (13)

تصنیفاتِ عالیہ

1- تنویرالابرار: (سالِ تصنیف 1976ء)

2- اورادِ قادریہ: (سالِ تصنیف 1987ء)

(اس باب میں حضور قبلہ عالمؒ کی تصنیفات عالیہ میں سے اختصار کے ساتھ بطور انتخاب چند مضامین تحریر کیے جاتے ہیں۔ حضور کی تصنیفات میں سے یہی دو کتب یادگار ہیں۔ جو بعض احباب کے پاس ہونے کی وجہ سے ضائع ہونے سے محفوظ رہیں۔ راقم السطور نے ان سے حاصل کر کے انہیں از سرِ نو ترتیب دیا اور حضور کی ڈائریوں سے بھی بعض مضامین ان میں شامل کر دیئے اس طرح جون 1996ء کے سالانہ عرس مبارک پر انہیں ''تنویر الابرار مع اورادِ قادریہ'' کے نام سے اکٹھا ایک ہی جلد میں شائع کیا گیا۔)

تنویر الابرار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اُس خدا کی جس نے محمد الرسول اللہ ﷺ کو ہم گنہگاروں کے لیے نبی منتخب فرمایا۔ یہ میرے اللہ کریم کا احسانِ عظیم ہے۔

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضاداری   آنچہ خُوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(یوسف علیہ السلام کو حسن، عیسیٰ علیہ السلام کو دَم اور موسیٰ علیہ السلام کو دستِ بیضا جو خوبیاں سب کو ملیں وہ تجھے اکیلے کو ہی عطا ہوئیں)

یعنی جو مراتب علیا تمام انبیائے کرام کو فرداً فرداً عطا ہوئے میرے نبی کو اکیلا ان تمام خوبیوں کا مخزن بنایا۔ بلکہ تمام انبیائے کرام کا سردار اور امام بنایا۔

اگر نامِ محمدؐ رانیا وردے بنی آدم   نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجینا

(اگر آپ کے نام کو بنی آدم وسیلہ نہ بناتی تو نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی نہ نُوح علیہ السلام طوفان سے نجات پاتے)۔

اَشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ پتہ پتہ اور ذرہ ذرہ اس بات کا شاہد ہے کہ معبودِ حقیقی صرف ایک اللہ ہے اور محمد ﷺ رسولِ برحق اور اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے بندے اور بشر ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ خاکی بشر ہیں یا کوئی کہے کہ نُوری بشر ہیں۔ ہمیں کسی سے اختلاف نہیں۔ کیونکہ حضرت انسان میں اربعہ عناصر فانی اور ایک عنصر لافانی ہے۔ اس لیے انسان دونوں خوبیوں کا مالک ہے۔ یہ خاکی بھی ہے نوری بھی تو میرا نبی ﷺ حقیقت میں نورٌ علیٰ نُور ہے۔ اور شریعت میں محمدؐ بن عبداللہ ہے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک پرتوِ صفات   تو عین ذات مے نگری در تبسمی

(موسیٰ علیہ السلام نے جب تیری صفات کا صرف ایک جلوہ دیکھا تو اپنا ہوش گم کر بیٹھے لیکن آپ نے مسکراتے ہوئے عین ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔)

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

آپ کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا۔ آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی۔ بڑی بڑی آنکھیں تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے مژگانیں آپ کی دراز تھیں۔ دونوں ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی تھی۔ ابرو خمدار تھے۔ بینی مُبارک بلند تھی دندان

مبارک میں کچھ ریخیں تھیں۔(یعنی بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے) چہرۂ انور گول تھا۔جیسا کہ چاند کا ٹکڑا۔ریش مُبارک گنجان تھی۔کہ سینہ مُبارک بھر دیتی تھی۔شکم اور سینہ ہموار تھا۔سینہ چوڑا تھا۔دونوں شانیں کلاں تھے۔استخواں بھاری تھیں۔ دونوں کلائیاں اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے۔دونوں کفِ دست اور قدم کشادہ تھے۔سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا۔قد مبارک میانہ تھا۔نہ تو بہت زیادہ دراز نہ بہت کوتاہ کہ اعضاء ایک دوسرے میں دھنسے ہوئے ہوں۔اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا۔(یعنی رفتار میں ایک گونہ سرعت تھی۔مگر بے تکلف) آپ کا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا ہے۔(یعنی طویل تو نہ تھا۔مگر دیکھنے میں قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے۔جب ہنستے دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے بَرق کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔یا جیسے اولے بارش کے ہوتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا۔گردن نہایت خوبصورت تھی۔چہرۂ انور پھولا ہوا نہ تھا۔اور نہ بالکل گول تھا۔(بلکہ مائل بتدویر تھا) بدن گھٹا ہوا تھا۔گوشت ہلکا تھا۔اور دوسری روایتوں میں ہے کہ آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی۔جوڑ بند کلاں تھے۔جب زمین پر پاؤں رکھتے تو پورا پاؤں رکھتے تھے۔تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا۔یہ تمام کتابِ شفاء کے مضمون کا خلاصہ ہے۔اور ترمذی نے اپنے شمائل میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔کہ ہمارے آقا آنحضرت ﷺ کے دونوں کفِ دَست اور دونوں قدم پُر گوشت تھے۔سر مبارک کلاں تھا۔جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں۔نہ بہت طویل القامت تھے نہ کوتاہ قامت تھے۔کہ بدن کا گوشت ایک دوسرے میں دھنسا ہوا ہو۔آپ کے چہرۂ انور میں ایک گونہ گولائی تھی۔رنگ گورا تھا۔اس میں سرخی دمکتی تھی۔سیاہ آنکھیں تھیں۔مژگانیں دراز تھیں۔شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے بڑے تھے۔بدن مبارک بے مُو تھا۔(یعنی بدن پر بال نہ تھے)۔البتہ سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی۔جب کسی (کروٹ) کی طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت تھی۔اور آپ خاتم النبیّین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا۔آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔جب ہم آپ کی طرف نظر کرتے تو یوں سمجھتے کہ آپ کی آنکھوں میں سُرمہ پڑا ہوا ہے۔حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا۔اور حضرت ابوالطفیل لیثیؓ نے کہا کہ آپ ملیح میانہ قد تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمی رنگ تھے۔موئے مبارک دراز تھے۔[illegible] گوشت تک آپ پر ایک سرخ (دھاری دار جوڑا تھا) اور شمائل ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے تھے۔اور موئے مبارک آپ کے نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بلدار تھے) اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا۔پھر مکہ میں دس برس رہے۔اور حضرت ابن عباسؓ کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی۔(دس برس کی روایت میں [illegible] نہیں لیا۔پس دونوں روائتیں مطابق ہیں) اور مدینہ میں دس سال رہے پھر ساٹھ سال کی عمر میں حضرت انسؓ [illegible]

تریسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ اور امام بخاری نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روائتیں زیادہ ہیں۔ اور (باوجود اتنی عمر کے آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں سفید بال بیس بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہے۔ کہ آپ کے سر اور ریش مبارک میں سفید بال کل سترہ (17) تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مُہر نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور ابھرا ہوا گوشت مثل بیضہ کبوتر کے دیکھا۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ وہ مثل چھپر کھٹ (مسہری) کی گھنڈی کے تھی۔ اور حضرت عمرو بن اخطب انصاریؓ سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ کی کمر پر ایک ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مثل مٹھی کے تھی۔ اس کے گرداگرد تل تھے۔ جیسے مَسّے ہوتے ہیں۔ (اور ان روایات میں کچھ تنافی نہیں سب اوصاف کا جمع ہونا ممکن ہے) حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی بالوں والا سرخ جوڑا (یعنی مخطط دھاریدار لنگی چادر) پہنے ہوئے آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب جل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں مثل آفتاب کے اور ماہتاب کے مدوّر (گول) تھا۔ (تلوار کی تشبیہہ میں یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہیں ہوتی) اور حضرت اُمّ سعد نے کہا کہ آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ جو شخص آپ کو اوّل وہلہ میں دیکھتا تھا۔ مرعوب ہو جاتا تھا۔ اور جو شخص شناسائی کے ساتھ مِلتا جُلتا آپ سے محبت کرتا تھا۔ میں نے آپ جیسا صاحبِ جمال وصاحبِ کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا ہے۔

تو بدیں جمال و خوبی سرِ عرش گر خرامی　　　آرِنی بگوید آں کس کہ بگفتہ لَن ترانی

(تو اس حُسن و جمال کے ساتھ اگر عرش پر چلے تو مجھے دیدار دے۔ وہ تجھے کہے جس نے پہلے کہا تھا کہ مجھے دیکھ نہیں سکتا۔)

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عنبر اور مشک اور کوئی خوشبودار چیز آپ کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی۔ آنحضرت ﷺ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔ ایک دفعہ آپ حضرت انسؓ کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ اور آپ کو پسینہ آیا تو حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی لا کر آپ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں استعمال کریں گے۔ کیونکہ یہ سب سے اعلیٰ قسم کی خوشبو ہے۔ امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں حضرت جابرؓ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جس راستہ سے گزرتے تو اس گلی میں اتنی خوشبو پھیل جاتی کہ آپ کو ڈھونڈنے والا ہر شخص اس خوشبو کے ذریعے آپ کو ڈھونڈ لیتا۔ یہ خوشبو آپ کے جسم

اطہر کی خوشبو تھی۔ نہ آپ کوئی دوسری خوشبو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ یہ فطری خوشبو تھی۔ ویسے دوسری خوشبو بھی آپ پسند فرماتے اور بعض دفعہ لگایا کرتے تھے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے سوار کرلیا۔ تو میں نے آنحضرت ﷺ کی مہر نبوت کو چوم لیا۔ جس سے خالص مُشک کی خوشبو آتی تھی۔ آپ جب بیت الخلاء کو جاتے تو زمین پھٹ جاتی اور تمام بول و براز اپنے اندر جذب کر لیتی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اسی جگہ صرف کستوری کی خوشبو ہوتی تھی۔ کوئی پاخانہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اسی لیے جمہور علمائے کرام آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت ابونصرؓ سے منقول ہے۔ کہ حضرت مالک بن سنانؓ نے جنگِ اُحد میں آپ کا بہتا ہوا خون پی لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کبھی بھی دوزخ کی آگ چُھو نہ سکے گی۔ ایک روز آنحضرت ﷺ نے پچھنے لگوائے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے آپ کا نکلنے والا خون چوس لیا۔ آپ کی خدمتگار حضرت ام ایمنؓ نے ایک دفعہ آپ کا بول پی لیا۔ ایسا معلوم ہوا۔ جیسا نفیس میٹھا پانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے پیٹ میں کوئی بھی بیماری نہ ہوگی۔ حضرت سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نُور ہی نُور تھے۔ اور یہ روشنی اتنی پھیلی کہ تمام دُنیا میرے سامنے روشن ہوگئی۔ حتیٰ کہ میں نے شام کے شاہی محلات دیکھے۔ آپ ناف کٹے ہوئے' ختنہ کئے ہوئے۔ نہائے دھوئے ہوئے اور سرمہ لگائے ہوئے پیدا ہوئے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کیا خوب فرماتے ہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ　　　کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

(اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عیبوں سے پاک تخلیق فرمایا اور آپ کی منشاء کے مطابق آپ کو پیدا فرمایا)

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِی　　　وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

(میری آنکھوں نے آپ جیسا خوبصورت ہرگز نہیں دیکھا۔ اور آپ جیسا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں جو آپ کی مثل ہو۔

در بیانِ بیعتِ مرشد

سُورہ فتح میں ارشادِ خداوندی ہے۔

لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ (پ 26 ع 10)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا مومنین پر جس وقت انہوں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے نیچے درخت کے

(تفسیر) انبیائے کرام سے بیعت کرنا موجب رضائے الٰہی ہے بیعت کرنا شرطِ ایمان ہے دیگر۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم (پ 26 ع 9)

پس تحقیق وہ لوگ جو بیعت کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اللہ کا ہاتھ

ہے ان کے ہاتھ پر (تفسیر) جو رسول اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے مقام حدیبیہ پر آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا تاکہ بعد میں کوئی مرتد حضرت عثمانؓ کی شان میں گستاخی نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اگر عثمانؓ کا ہاتھ تیرا ہاتھ ہے تو تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے یعنی دستِ رسول ﷺ دستِ قدرت الٰہی ہے اس میں کچھ فرق نہیں یعنی خلفاء کی بیعت نبی ﷺ کی بیعت اور نبی کی بیعت خدا کی بیعت ہے حدیث پاک میں واقع ہے کہ:

اصحابی کاالنجوم فبایھم اقتدیتم فا ھتدیتھم.

یعنی میرے اصحاب روشن ستاروں کی مانند ہیں جو ان کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد بھی سلسلہ بیعت جاری و ساری رکھا حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد تمام اصحاب کو شرف بیعت سے نوازا وہ حضرات جن کا بلا واسطہ حضور سرور کائنات ﷺ سے سلسلہ بیعت ہو چکا تھا دوبارہ اپنا حاضر امام خلیفہ اور امیر سے بیعت کا سلسلہ جوڑا پھر حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے بیعت لی بعد میں حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ سے تمام اصحاب بیعت ہوئے بعد میں پھر تمام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بیعت ہوئے لیکن حضرت سیدنا حسنین کریمینؓ کے زمانہ میں خلافت و امارت دو حصوں میں منقسم ہو گئی امارت یزید کی طرف چلی گئی اور ولائیت و خلافت شریعت و طریقت حضرت سیدنا امام حسینؓ کی طرف منقسم ہو گئی جو بمنشائے ایزدی تا قیامت جاری و ساری رہے گی قولہ تعالیٰ سے صاف ظاہر ہے۔

ولتکن منکم امۃ'' یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر (پ 4 ع2)

یعنی ہمیشہ ایک گروہ ایسا ہو گا جو نیکی کی طرف بلائے گا اور اچھی چیزوں کا حکم کرے گا اور برائی سے روکے گا وہ بمنشائے قرآن اہلِ ذکر صوفیائے عظام اور علمائے کرام ہیں جو خود بھی بیعت ہوتے ہیں اور حصول علوم و معارف کے بعد بیعت کرتے بھی ہیں قولہ تعالیٰ ہے۔

یا ایھاالذین آمنو اتقو اللہ و کونو مع الصادقین (پ 11 ع 4)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور مل جاؤ ساتھ سچوں کے صادقین یعنی گروہ متقین سے رابطہ اور نسبت رکھو۔

یا ایھاالذین آمنو اتقو اللہ و بتغو علیہ الوسیلۃ و جاھدو فی سبیلہ لعکم تفلحون (پ 6 ع 9)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور پکڑو اس کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پا جاؤ ''امنو'' تک فرائض اسلام ہیں اور ''وسیلہ'' اس کے نیک بندوں کی صحبت ہے جو کہ راہِ اسلام میں جہادِ نفس کے لیے تیری راہبری کریں گے۔ بمصداق۔ **من لم یری المفلح لا یُفلح.**

فلاح پائے ہوئے شخص کی راہبری کے سوا کوئی فلاح نہیں پا سکتا ہر علم کے لیے استاد کی ضرورت ہے جہاد نفس کے لیے کسی ماہر شریعت و طریقت استاد کی اشد ضرورت ہے۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر دامن آں نفس کش را سخت گیر

(ظلِ پیر کے بغیر تو نفس کو ہرگز نہیں مار سکے گا اس نفس کُش کا دامن سختی سے تھام لے۔)

پیر رابگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر

(پیر کو حاصل کر و کیونکہ یہ سفر (یعنی راہ خدا) بغیر پیر کے نہایت پرآفت و پرُخطر ہے۔)

چوں گرفتی پیر را تسلیم شو ہمچو موسیٰؑ زیر حکم خضرؑ رو

(اس طرح پکڑ اپنے پیر کو اور قبول کر جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے زیر حکم رہے)۔

حضرت خضرؑ سے حضرت موسیٰؑ کا علم سیکھنا اور راہبری حاصل کرنا بحکم الٰہی ثابت ہے اور یہ ذکر اتنا وسیع و بلیغ اور تفصیل سے قرآن مجید میں روایت ہے کہ یہ قصہ پڑھ کر تمام اشکال آسان ہو جاتے ہیں اور ازالہ اوہام بدرجہ اتم اس قصہ میں مرقوم ہے واللہ اعلم۔

وتبع سبیل من اناب الی (پ 21 ع 11)

میرے انیب کی اتبع کرو میرے دوست کی تابعداری تم پر فرض ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم.

دکھا ہمیں سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرے انعام ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کی اطاعت شرک نہیں بلکہ حکم الٰہی ہے۔

ویتبع غیر سبیل المومنین نُولهٖ ماتولیٰ ونصلهٖ جھنم (پ 5 ع 14)

جس آدمی نے مرد مومنین کا مخالف راہ اختیار کیا وہ دوزخی ہے اور جس نے ان کی تابعداری کا راستہ اختیار کیا وہ ناجی ہے فرمان رسول اکرم ﷺ ہے علیکم بسنتی وسنت خلفائے الراشدین المہدین میری سنت اور میرے خلفاء جو آخر قیامت تک ہوں گے سب کی سنت اختیار کرو۔

گر جدا بینی زحق تو خواجہ را گم کنی ہم متن وہم دیباچہ را

(اگر تو اپنے مرشد کو حق تعالیٰ سے جدا سمجھے گا تو متن اور دیباچہ بظاہر و باطن سب تو نے گنوا دیا)۔

لہٰذا نفس کی شرارت سے محفوظ رہنے کے لیے شیطان سے بچنے کے لیے عالم ربانی کی ہر وقت ہر حال میں ضرورت ہے قران وحدیث کو سمجھنے کے لیے ہر لحظہ پیروئ پیر ظلِ مرشد اشد ضروری ہے۔

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مُسلمٍ ومُسلمۃٍ.

علم کا حاصل کرنا فرض ہے کُل مومن مرد پر اور مومن عورت پر تو معلوم ہوا کہ معلم کے آگے زانوئے تلمذ جھکانا فرض

ہے جب معلم کے پاس جائے گا تب علم سیکھے گا۔

اطلب العلم ولو بالچین.

علم سیکھو چاہے چین تک جانا پڑے چین جا کر بھی اہلِ علم سے استفادہ کرنا فرض ہے اور علمِ تصوف جو کہ اصل ہے علم شریعت کا جواز حد ضروری ہے حاصل کرنا چاہیے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریزیؒ نشد

(مولوی کبھی بھی مولائے روم نہ بنتا جب تک کہ شاہ شمس تبریز کی غلامی اختیار نہ کرتا)۔

مرشد شریعت کے اعتبار سے کیسا ہونا چاہیے؟

مرشد یا پیر وہ ہے جس کی اپنی مرضی یا خواہش جاتی رہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنا سراپا بنا لے اور جو عمل حضور اکرم ﷺ نے نہیں کیا ہے وہ اس کو نہ کرے مرشد کا شیشہ دل اتنا صاف ہو کہ جملہ اخلاق و اوصاف نبوی ﷺ جلوہ گر ہوں اس مقام پر پہنچ کر صفات نبویہ ﷺ سے متصف ہونے کے باعث حق سبحانہ تعالیٰ کے تصرف کا مظہر بن جائے اور اس کی خدائی تصرف کی بدولت صاحبان استعداد کے باطن میں تصرف کرے اور اپنے سے کامل طور پر خالی ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ کی مراد کے لیے آمادہ ہو جائے۔

ذکر بے ثباتیٔ دنیا و ذکرِ موت

اَحقر نے ''فوائد الفواد'' میں پڑھا ہے کہ جب دن نکلتا ہے تو ایک فرشتہ کعبہ کی چھت پر سے آواز دیتا ہے کہ اے بندگانِ خدا اے امتانِ محمد الرسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی کا ایک اور دن عنایت کیا ہے اس کی کچھ قدر کرو ایک وہ دن بھی تم پر آنے والا ہے یعنی قیامت کا روز اس کے لیے دنیا ہی میں کچھ ذخیرہ کر لو بعد ازاں جب رات ہوتی ہے تو وہی فرشتہ کعبہ کی چھت پر یہ آواز دیتا ہے کہ بندگانِ خدا اے امتانِ محمد مصطفی ﷺ تمہیں اللہ تعالیٰ نے رات عنایت فرمائی ہے اور ایک رات تمہارے درپیش ہے یعنی قبر کی رات سو اس رات کے لیے کچھ ذخیرہ کر لو بعض مفسرین کرام نے حضرت سیدنا آدم ثانی کا نام نامی و اسم گرامی حضرت عبدالرحمان علیہ السلام لکھا ہے آپ خوف خدا اور فکر آخرت میں اتنا روتے اور گریہ کرتے کہ آپ کا لقب نوح رکھ دیا گیا یعنی بہت زیادہ نوحہ کرنے والا حضرت نوحؑ اپنی ہزار سالہ عمر کٹیا نشین رہے صرف گھاس کی جھونپڑی میں طویل عمر گزاری جب موت کا وقت قریب آیا تو زار و زار روئے اور افسوس کیا کہ اس کٹیا کے بنانے میں جو وقت ضائع کیا کاش کہ وہ وقت یادِ خدا میں کیوں نہ صرف کیا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا کی حقیقت نہ دکھاؤں میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں حضور ﷺ مجھے ساتھ لے کر

مدینہ منورہ سے باہر ایکلوڑی پر تشریف لے گئے جہاں آدمیوں کی کھوپڑیاں پاخانے چھٹے ہوئے چیتھڑے اور ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا ابو ہریرہؓ یہ آدمیوں کی کھوپڑیاں ہیں یہ دماغ اسی طرح دنیا کی حرص کرتے تھے جس طرح تم زندہ آج کل کررہے ہو یہ بھی اس طرح امیدیں باندھا کرتے تھے جس طرح تم لوگ امیدیں لگائے ہوئے ہو آج یہ بغیر کھال کے پڑی ہوئی ہیں۔ چند روز اور گزر جانے کے بعد مٹی ہو جائیں گی یہ پاخانے وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جن کو بڑی محنت سے کمایا حاصل کیا پھر ان کو تیار کیا اور کھایا اب یہ اس حال میں پڑے ہیں کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور بھاگتے ہیں وہ لذیذ کھانا جس کی خوشبو دور سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی آج اس کا منتہیٰ یہ ہے کہ اس کی بدبو لوگوں کو اپنے سے متنفر کرتی ہے اور یہ چیتھڑے وہ زینت کا لباس تھا جس کو پہن کر آدمی اکڑتا تھا آج یہ اس حال میں ہے کہ ہوائیں اس کو اِدھر سے اُدھر پھینکتی ہیں یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر لوگ سواریاں کیا کرتے تھے گھوڑوں پر بیٹھ کر مٹکتے تھے اور دنیا میں گھومتے تھے بس جسے ان احوال پر اور ان کے عبرت ناک انجام پر رُونا ہو وہ ان کو دیکھ کر روئے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہم سب بہت روئے۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ موت ایک ایسی چیز ہے جس کا حال معلوم نہیں کہ کب آ پہنچے اس کے لیے اس سے پہلے پہلے تیاری کر لے کہ وہ اچانک آ جائے گی رسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے نہ معلوم وہ کب کھینچ لے مزید فرماتے ہیں کہ میں نے چار صد نصائح میں سے چار کو اختیار کیا جو کہ سب کا لبِ لُباب ہیں یعنی جس آدمی کے ساتھ نیکی کرو اسے بھول جاؤ جو تمہیں تکلیف پہنچائے اس کو بھی بھول جاؤ لیکن شکر اِن نعمت اور موت کو ہرگز نہ بھولو۔

بخاری و مسلم میں منقول ہے۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ کن فی الدنیا کانک غریب او کانک عابدی سبیل وعدنفسک من اصحاب القبور:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا دنیا میں غریب کی مانند رہو یا جیسے کہ راہ چلتا مسافر ہو اور ہر وقت اپنے آپ کو قبر والے مردوں میں شمار کرو۔

نقل ہے جب سکندر اعظم مرض الموت میں زندگی سے مایوس ہوا تو حکماء واطباء کو جمع کر کے کہا کہ مقدونیہ سے لے کر بنگال تک کی تمام شاہی لے لو اور مجھے زندگی دوبارہ مل جائے تمام حکیموں نے نفی میں جواب دیا تو سکندر نے وصیت کی مرنے کے بعد میرے ہاتھ پاؤں ننگے کر کے تمام لوگوں کو کہنا کہ دیکھو سکندر خالی ہاتھ جا رہا ہے اس کو مال و جاہ نے کچھ بھی فائدہ اور ساتھ نہ دیا۔ قولہ تعالیٰ۔ فاذ اجآء اجلھم لایستاخرون ساعۃً ولا یستقدمون (پ 8 ع 10)۔ جب اجل آ جائے گی ایک گھڑی بھی تو آگے یا پیچھے نہیں کر سکے گا۔ تو پھر غفلت کیسی۔

حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ لوگ میری چار باتوں کو خوب مانتے ہیں لیکن عمل اس کے بالکل خلاف کرتے ہیں۔

1- کہتے ہیں ہم اللہ کے بندے اور غلام ہیں لیکن پھر بھی آزاد پھرتے ہیں۔

2- کہتے ہیں ہمارے رزق کا ذمہ دار خدا ہے لیکن اس پر بھروسہ نہیں کرتے۔

3- کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیا جمع کرنے میں مصروف ہیں اور آخرت سے بالکل لاپرواہ ہیں۔

4- کہتے ہیں کہ موت ضرور آئے گی لیکن عمل ایسے کرتے ہیں کہ گویا وہ ہمیشہ ہی زندہ رہیں گے۔

☆ یہ دنیا بہت پرانی ہے تقریباً بالشت کے درمیان ایک آدمی دفن ہے۔ جنگل دریا' آبادی' پہاڑ ہر تختہ زمین کے اندر انسانوں کی اتنی بے شمار لاشیں مدفون ہیں کہ ہر چلنے والے آدمی کے پاؤں کے نیچے کئی آدمی پڑے ہوتے ہیں جو کہ اب مٹی میں مٹی ہو چکے ہیں، ہم جب اس زمین پر چلتے ہیں تو ہمارے پاؤں کے نیچے زمین میں خدا جانے کیسے کیسے بادشاہوں کے سر، داناؤں کے دماغ، متکبروں کے ڈھانچے پڑے ہیں جو ہماری طرح زندگی گزار چکے ہیں وہ بھی ہماری طرح سوچتے ہوں گے ہماری ہی طرح حرص کرتے ہوں گے اور ہماری ہی طرح اس زمین پر اکڑ کر چلتے ہونگے جس کے اوپر اب ہم اکڑ اکڑ کر چل پھر رہے ہیں اور بول و براز وغیرہ کرتے پھرتے ہیں یہ دنیا ساری کی ساری قبرستان ہے جس کے اوپر ہم خنداں و شاداں پھرتے ہیں۔

بندہ سر افگندہ عاصی پر معاصی کمترین خلائق محمد کرم حسینؒ قادری نے بلوآنہ شریف پر ایک چھوٹا سا چاہ (کنواں) کھدوایا دوران کھودائی پانی کے اندر ایک قطعہ گل سخت کا آیا جو ملاحوں کی محنت شاقہ کے بعد توڑا گیا جب اس سے نیچے کدال مارا تو نیچے سے مٹی کے برتن وغیرہ بوسیدہ ٹوٹے پھوٹے آنے لگے کچھ نیچے جانے کے بعد ایک مٹی کا بڑا اطباق برآمد ہوا جو بالکل صحیح حالت میں تھا یہ ظروف تقریباً سطح زمین سے چودہ پندرہ ہاتھ نیچے خدا جانے کب سے پڑے تھے خاکسار کو یہ دیکھ کر ایسی حیرت اور چوٹ لگی کہ اب تک یہ بات گوشہ دماغ میں بدستور موجود ہے سوچتا ہوں وہاں بھی ہماری طرح دنیا آباد تھی جن کا آج سوائے نیک اعمال کے کوئی پرسان حال نہیں وہ مٹی کی گہری سطح کے نیچے تاریک گھاٹی میں اپنے اعمال کے رحم و کرم پر پڑے ہیں۔

ع: خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

ایصالِ ثواب

جاننا چاہیے کہ مسلمان پاکباز یا گنہگار کی بعد از وفات ترقی درجات عفو و تقصیر مغفرت اہل حیات کی دعا تلاوت سخاوت عبادت حسنات طیبات کے ایصال سے اہل موتہ کی نجات ہو سکتی ہے جس کی قرآن و حدیث میں بے شمار دلیلیں رقم ہیں بعض تنگ نظر اور کم علم افراد کہتے ہیں کہ میت کی بخشش اہل حیات کے ذریعہ سے ناممکن ہے چنانچہ نصوص و احادیث سے نجات موتہ کا جواز پیش کیا جاتا ہے نمبر 1- نماز جنازہ فرض ہے گو فرض کفایہ ہے لیکن اللہ کریم نے اس کو فرض کا درجہ دیا ہے یہ

باالتفصیل میت ے لیے نجات کا ایک ذریعہ ہے جب اللہ کے بندے اس فرض نماز میں خدا کے حضور اپنے لیے اور اپنے متوفین کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

وقال ربکُم ادعونی استجب لکم (پ24ع11) حکم الٰہی ہے کہ تم دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری دعا سے متوفی کے گناہ معاف فرماتا ہے ہمارے لیے فرض ہے متوفی کے لیے بخشش کی دعا مانگنا اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اس کی شرف قبولیت کی کوئی انتہا نہیں یہ عین ممکن ہے کہ چند آدمیوں کے ہاتھ پھیلانے سے اور شفاعت کرنے سے اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرماتا ہے اور اس دعا میں اتنی وسعت رکھی گئی ہے کہ مولا کریم چند گنہگار مسلمانوں کی دعا کے ذریعے تمام اہلِ حیات اور اہلِ ممات شاہد و غائب صغیر و کبیر کو اسلام اور ایمان کے انوار وتجلیات سے مامون کر کے اور تمام عالمین کے مسلمانوں کی بخشش فرمادے وہ اندک پذیر اور بسیار بخش ہے۔

ع رحمت حق بہانہ می جوید (اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانے تلاش کرتی ہے)

موتہ کے لیے دعائے مغفرت تلاوت قرآن صدقہ وخیرات عبادات ونوافل عرس چلہ دسواں ساتواں تیجہ یہ اس کی بخشش کے بہانے ہیں جو ہمیں حق تعالیٰ نے واسطے بخشش کے تعلیم فرمائے ہیں مسلمان گنہگار کی شفاعت کا منکر خدا کا منکر ہے شفاعت نجات کی دُعا کافر کے لیے منع کی گئی ہے قرآن حکیم میں جو مغفرت موتہ کی نفی کی نظر میں ہیں وہ مشرکین کے لیے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یُشرک ویغفر مادون (پ 5 ع 15)

کی تفسیر صاف بتاتی ہے کہ مشرک کی مغفرت نہیں اور نہ ہی اس کے لیے کوئی مانگے اور اس کے برعکس مسلم کی مغفرت ہے اور اس کے لیے زمین وآسمان کا ہر ذی روح وغیر ذی روح، نوری، ناری، خاکی، آبی، بادی، جمادات، نباتات، پتہ، پتہ اور ذرہ، ذرہ آسمانوں کے فرشتوں سے لے کر سمندروں کی مچھلیوں تک مغفرت مانگتے ہیں اور مسلمان کی سفارش اور شفاعت اور صدقہ اہل حیات اور اہل ممات کے لیے قبول کیا جاتا ہے سید عالم ﷺ نے کئی مواقع پر فرداً فرداً اس کے جواز کے احکامات صادر فرمائے جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

قال کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفرو لا خیکم ثمہ سکولہ باالتشبت فانہ الان یُسال.

ترجمہ: اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں۔

جب نبی اکرم ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو پھر اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اس سے اب سوسولات ہو رہے ہیں۔

نماز جنازہ کے علاوہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر نماز میں حکم دیا ہے کہ مجھ سے دعائیں مانگو اپنے گزرے ہووں کے لیے، اپنے زندوں کے لیے، آنے والوں کے لیے، ہر ایک کے لیے، ماضی حال مستقبل کے مسلمانوں کے لیے

دعائیں مانگو میں قبول کروں گا ہر مسلمان ہر نماز میں آیت مبارک۔

رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب.

ترجمہ: اے اللہ مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے والا بنا دے اور میری آنے والی نسل کو بھی یا اللہ یہ میری دعا قبول فرما اے اللہ بخش دے مجھ کو اور میرے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کو اور جملہ مومنین کو روز حساب (تفسیر) ''وللمومنین'' میں جملہ حاضر و غائب زندہ و مردہ عورت و مرد ماضی، حال، مستقبل سارے شامل ہیں ''ومن ذریتی'' میں آنے والی نسل مستقبل شامل ہے ''ولوالدی'' باپ دادا جو ماضی کو شامل ہیں ''ربنا اغفرلی'' میں اہل حال شامل ہیں اگر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ گنہگار مسلمان تمام اُمت مسلمہ کی بخشش مغفرت حصول حسنات حضور باری تعالیٰ سے مانگے تو یہ عین حکم الٰہی کے مطابق ہے اور اس نے کوئی جھوٹ نہیں بولا یہ سچ ہے اور اللہ تعالیٰ اسے سچ کرتا ہے چہ جائیکہ کوئی اللہ کا نیک، پارسا، کوئی ولی اللہ کوئی شہید فی سبیل اللہ، کوئی نبی یا رسول اگر دعا مانگیں تو ان کا کیا کہنا اور اس کی قبولیت میں کیا شبہ مستجاب الدعوات تو لاریب ہے اللہ تعالیٰ نے میرے نبی ﷺ کے لیے خصوصی امتیازی شان قرآن حکیم میں حکم فرمائی ہے۔

وَصل علیھم ان الصلوٰۃ سکن لیھم

کہ اے میرے حبیب ﷺ تم اپنی اُمت کے لیے دعا مانگو تحقیق ضرور تیری دعا سے ان کو سکون پہنچے گا آرام پہنچے گا. نفع حاصل ہوگا اطمینان ہوگا نیز یہی نہیں کہ اہل حیات کسی کے لیے دعا مانگیں وہ زندہ ہوں یا مردہ ہوں ان کے لیے منفعت بخش ہے اگر میت کے توسل سے بھی دعا مانگی جائے تو وہ بھی خدا کے حکم اور نبی کے حکم کے عین مطابق ہے اور وہ قبول ہوتی ہے اور قبول ہوگی معصوم کی دعائے جنازہ اس کی شاہد ہے۔ واجعلھا لنا شافعۃً ومشفعۃً۔

کسی بھی مسلمان کی وفات یافتہ بچی ہم زندوں کے لیے ذریعہ شفاعت بن سکتی ہے اب ایصال ثواب سے متعلق چند احادیث مبارکہ سپرد قلم کرتا ہوں۔

حدیث نمبر 496. عن عائشہؓ قالت ان رجلاً قال للنبی ﷺ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک مرگئی اگر اس کو بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ وخیرات کی ضرور وصیت کرتی پس اگر میں صدقہ دوں تو کیا اس کو ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں (بخاری ومسلم)۔

حدیث نمبر 497. عن بریدۃؓ قال.

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ دی تھی اب میری ماں مرگئی ہے کیا میں اس کو واپس لے لوں

آپ ﷺ نے فرمایا تیرا ثواب تجھ کو مل گیا اور میراث نے اس لونڈی کو تیری طرف واپس کر دیا عورت نے پھر پوچھایا رسول اللہ ﷺ میری ماں پر مہینے بھر کے روزے واجب تھے کیا میں اس کی طرف سے یہ روزے رکھ لوں پھر اس نے پوچھا میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرے۔ (مسلم)۔

حدیث نمبر 500. عن سعد ابن عبادة قال.

حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ام سعد انتقال کر گئیں کونسا صدقہ زیادہ بہتر ہے آپ نے فرمایا پانی پس حضرت سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعد کے لیے ہے۔

حدیث نمبر 1441. ص -476. عن ابی اُسید الساعدیؓ قال.

حضرت ابو اُسید الساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لیے کچھ باقی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کے لیے دعا کرنا استغفار کرنا اور ان کی وصیت پوری کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا کہ وہ ان ہی کے سبب سے ہیں اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا۔

میت کے لیے دعا

حدیث نمبر 352. ص -139. عن ام سلمةؓ قالت.

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو سلمہؓ کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ آپ نے انہیں بند کر دیا پھر آپ نے فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ بینائی بھی جاتی رہتی ہے یہ سن کر ان کے گھر والے رونے چیخنے لگے آپ نے فرمایا نیک دعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں پھر آپ نے فرمایا اے خدا۔ ابو سلمہ کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور ان کے پسماندگان میں سے کسی شخص کو ان کا جانشین بنا اور اے پروردگار ہمیں اور انہیں بخش دے اور ان کی قبر کشادہ اور منور کر (مسلم)۔

حدیث نمبر 390. ص -151. عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال.

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی کی میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جن کی تعداد سو تک پہنچی ہو نماز پڑھے۔ یہ سب اس کی شفاعت کریں تو یہ شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم)

حدیث نمبر 423. ص -162. عن بریدةؓ قال.

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ کہیں

(ترجمہ) اے گھر والو مومنو اور مسلمانو۔ تم پر سلامتی ہو ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے آ کر ملیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے اور اپنے لیے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ (مسلم)

حدیث نمبر 424. ص -162. عن عائشہؓ قالت.

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ ﷺ اُن کے یہاں قیام فرماتے تو آخری شب میں اٹھ کر مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور فرماتے سلامتی ہو تم پر اے قوم مومنین اور تمہارے پاس وہ چیز آئی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کل کو (یعنی قیامت کے دن کو) اور تم کو مہلت دی گئی ایک مدت معین تک اور ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہارے پاس آنے والے ہیں اے اللہ بقیع والوں کو بخش دے۔ (مسلم)

حدیث نمبر 430. ص -164. عن عوف ابن مالکؓ قال رسول اللہ ﷺ.

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی میں نے آپ کی دعا کو یاد کر لیا آپ فرما رہے تھے اے اللہ۔ اس کو بخش دے اس پر رحم فرما اس کو عافیت دے اس کو معاف کر اس کی مہمانی کو عمدہ کر اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کو کشادہ فرما اور اس کو پانی برف سے دھو دے اور اس کو غلطیوں سے ایسا پاک وصاف فرما جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو گندگی سے صاف کیا اور اس کے گھر سے بہتر گھر اس کو عطا فرما اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا فرما اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی اس کو عطا فرما اور اس کو قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے پناہ دے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے بچا حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ یہ مرنے والا میں ہوتا۔ (مسلم)

عمل کا فائدہ ختم نہیں ہونا

(1) حدیث نمبر 133۔ ص 79۔ عن ابی ھریرۃؓ قال.

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں جن کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا صدقہ جاریہ۔ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوں اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔ (مسلم)۔

(2) حدیث نمبر 29۔ ص 48-47۔ حدثنا محمد. مقد بن یزید' ابن صریح' عکرمہ.

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ فوت ہو گئیں اور وہ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو گئی اور میں ان کے پاس موجود نہ تھا کیا انہیں کچھ نفع دے گا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا اچھا میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں میرا

باغ مخراف نامی ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

(3) حدیث نمبر 27۔ حدثنا اسمٰعیل قال.

اسمٰعیل، ہشام، ہشام کے والد حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک مر گئیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بول سکتیں تو خیرات کرتیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں آپ نے فرمایا ہاں ان کی طرف سے صدقہ دو۔

(4) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور ﷺ کو بستر پر نہ پایا میں انہیں تلاش کرنے باہر گئی تو آپ بقیع کے قبرستان میں نظر آئے بعد میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امین آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ آج نصف شعبان کی رات ہے اس میں قبرستان جا کر مردوں کے لیے دعائے مغفرت کرو اس حدیث میں حضرت جبرائیل امین کا یہ قول بھی درج ہے کہ اس شب اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ مغفرت کرتے ہیں۔ (ترمذی ونسائی)

گیارہویں شریف

بزرگانِ دین کی یوم پیدائش یوم وصال منانے میں بڑی برکات ہیں جن دنوں میں اللہ کریم نے اپنے بندوں کو انعامات سے نوازا ان کی یاد تازہ کرنا ان ایام میں خوشی منانا سُنت ہے جیسے عید قربان، حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی یاد میں منائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔ وَسلامٌ علٰی یوم ولدت ویوم یموت ویوم البعث حَیی۔

حضرت یحییٰ کے حق میں فرمایا گیا کہ برکات ہیں ان کے یوم میلاد و یوم وصال و یوم حشر میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ وذکر ذھم بایامِ اللہ میرے دنوں کی یاد تازہ کرو۔

وہ دن کون سے ہیں یعنی جس دن اللہ تعالیٰ نے قومِ موسیٰ کو دریا سے پار اتارا جس دن ان پر اَبر کا سایہ کیا علیٰ ھذا القیاس۔

حدیث شریف میں (ان عاشوراء یوم من ایام اللہ) نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ عاشورہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ دنوں میں سے ایک ہے اسی دن حضرت آدمؑ کی توبہ منظور ہوئی جس دن حضرت نوحؑ کی کشتی کنارے لگی دسویں دن اور گیارہویں کی رات تھی جس دن حضرت ابراہیمؑ پر آگ گلزار ہوئی دن دسویں اور گیارہویں کی رات تھی جس دن حضرت موسیٰ پر من و سلویٰ اُترا، دریا کو پھاڑا گیا، ابر کا سایہ ہوا دسویں کا دن اور گیارھویں کی رات تھی۔

حضرت یُونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا ہوئی دسویں کا دن اور گیارھویں کی رات تھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبح ہوئے راہ حق میں دسویں کا دن اور گیارہویں کی رات تھی جس دن حضرت امام حسینؓ کو شہادت کا رتبہ ملا دسویں کا دن اور گیارہویں کی رات تھی جس دن حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

کا وصال ہوا اس دن گیارہویں شریف ماہ ربیع الثانی کی رات تھی اس لیے یہ دن اور رات تمام مسلمانوں کے نزدیک انعامات الٰہی سے بھرپور اور لبریز ہے۔

حضور پاک ﷺ نے دسویں کی خوشی میں روزہ رکھا تمام صحابہ کرام، آئمہ عظام، اولیائے کرام ان ایام میں مختلف اطوار سے اظہار خوشی فرمایا کرتے تھے آج کل کے ہر مسلمان پر سُنت بلکہ واجب ہے کہ ان ایام میں خوشی کی جائے ان ایام میں صدقہ خیرات کرنا جانور ذبح کرنا واسطے ایصال ثواب کے سُنت رسول اللہ ہے نبی پاک ﷺ نے بذات خود گیارہویں والے کی طرف سے قربانی کی۔

حدیث: ابوداؤد شریف جلد 2 ص 30 مسلم شریف۔ جلد 2 ص 156۔ بیہقی شریف، جلد 9 ص 286۔

عن عائشہؓ قالَت ان رسول اللہ ﷺ امر بکبش اقرن یطاء فی سوادٍ و ینظر فی سوادٍ ویبرک فی سواد فاتی بهه فضحی به فقال یا عائشة هلمی المدیة ثم قال اشحذیها بحجر ففعلت فاخذها واخذ الکبش فاضجعه، فذبحه، وقال بسم الله اللّٰهُمَّ تقبل من محمدٍ وآل محمدٍ ومن اُمةً محمدٍ ثم ضحی به۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسے مینڈھے کا جو سینگھوں والا۔ سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ منہ والا تو لایا گیا اس کی پھر قربانی کی آپ نے اس کو تو فرمایا اے عائشہؓ چُھری لاؤ۔ پھر فرمایا آپ نے پتھر کے ساتھ اس کو تیز کرو۔ تو چُھری لی آپ نے اور مینڈھے کو پکڑا پھر لٹایا اس کو۔ پھر ذبح کیا اس کو پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ تو قبول کر محمد (ﷺ) کی طرف سے اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے پھر قربانی دیا آپ نے اس کو۔

سماع کے متعلق چند اقوالِ بزرگانِ سلف

حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔

سماع اے برادر بگویم کہ چیست؟ ٭ اگر مستمع را بدانم کہ کیست؟

(اے بھائی میں تجھے بتاؤں کہ سماع کیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ سننے والا آدمی کیسا ہو۔)

گر از اوجِ معنیٰ پرد طیر اُو ٭ فرشتہ فروماند از سیر اُو

(اگر اس کا طائر عقل حقیقت کی بلندی سے پرواز کرے تو اس کی پرواز سے فرشتہ بھی عاجز آ جاتا ہے)

اگر مرد لہو است و بازی ولاغ ٭ فزوں تر شود دیوش اندر دماغ

(اگر اس کا مقصد محض لہو ولعب ہے تو اس کا دماغی شیطان زیادہ طاقت پکڑتا ہے)

لہذا شہوت پرست کے لیے سماع حرام ہے اور وحدت پرست کے لیے حلال ہے کئی حیوان راگ و ساز کو پسند کرتے ہیں اور رقص کرتے ہیں تو وجد طاری ہو جاتا ہے مثلاً ہرن، سانپ، اونٹ وغیرہ اگر آدمی اس سے نفرت کرے تو حیوان سے بھی گیا گزرا ہے۔

شُتر را چوں شورِ طرب در سراست   اگر آدمی را نباشد خراست

(اُونٹ جب ساربان کی سُریلی آواز پر مست ہو کر زیادہ وزن اٹھاتا اور تیز تیز دوڑتا ہے اگر آدمی کو کیف حاصل نہ ہو سکے تو گویا گدھا ہے)

"سکینۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ حضرت میاں میر صاحب قادری لاہوری خود سماع بھی فرماتے تھے اور ہندی راگ کو خوب سمجھتے تھے۔ قوالوں سے سماع سنتے اور خوشی ان کے روئے مبارک اور چہرۂ انور سے ظاہر ہوتی ریش مبارک کے بال ایک ایک کر کے کھڑے ہو جاتے اور چہرہ تمتما اٹھتا لیکن رقص سے اجتناب فرماتے تھے شیخ ابوبکر مصری فرماتے ہیں کہ میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے ساتھ تھا قوالی ہو رہی تھی کہ شیخ ابوالحسن نوری اٹھے اور رقص کرنے لگے حضرت جنید بیٹھے ہوئے تھے جب نوری آپ کے قریب آئے تو کہا کہ اٹھو اور یہ آیت پڑھی۔

انما یستجیب الذین یسمعون (پ 7 ع 10)

جن کو پکارا جائے وہ سنتے ہیں تو جواب میں حضرت جنید نے یہ آیت پڑھی۔

وتری الجبال تحسبها جامدةً وهي تمدمر السحاب (پ 20 ع3)

تو پہاڑوں کو کھڑا ہوا سمجھتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں یعنی وہ لوگ جو سماع میں خاموش رہتے ہیں اور وجد کی کیفیت ان میں ظاہر نہیں ہوتی یہ لوگ وقار و تمکین میں پہاڑوں کی طرح ہیں لیکن درحقیقت یہ عین وجد و رقص کی حالت میں ہوتے ہیں سماع سے مراد نغمہ و گیت کو ترنم سے یا مزامیر کے ساتھ سننا ہے اور وجد سے مراد ہاتھ اٹھانا اور رقص کرنا ہے اکثر مشائخ کبار سماع و نغمہ و آواز بغیر ساز کے سنتے تھے مثلاً سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری اور رقص بھی نہیں کرتے تھے اور بعض مشائخ ... مثلاً امام العارفین حضرت ذوالنورین مصری، حضرت شیخ ابوبکر شبلی، حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر، خواجہ قطب الدین اویسی، شیخ ابوالحسن نوری، شیخ ابوحمزہ خراسانی، شیخ علی ہجوری المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری تو وجد میں آ جاتے تھے دیگر خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی تو سماع میں وجد فرماتے رقص بھی کرتے اور اپنے آپ کو بھلا بیٹھتے اور اسے جائز قرار دیتے تھے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں یہ معمول نہیں جب خواجہ نقشبند سے لوگوں نے سماع کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

نہ ایں کار میکنم نہ انکار میکنم

یعنی میں سماع نہیں کرتا لیکن منع بھی نہیں کرتا'' کیمیائے سعادت'' میں منقول ہے کہ سماع کی تین قسمیں ہیں پہلے وہ جو صرف کھیل سمجھ کر یا دلچسپی کے لیے سنتے ہیں یہ لہو ولعب کا درجہ رکھتا ہے اور منکر عشق حقیقی کا شعار یہی ہے مگر حرام کا درجہ اس کو اس صورت میں بھی نہیں دیا جا سکتا اس لیے کہ وہ خود خوشی کا باعث نہیں ہوتا بلکہ اس سے آدمی خوش ہوتا ہے اور دُنیا میں بعض خوشیاں ایسی ہیں کہ شرعاً ان کو منانا جائز ہے مثلاً پرندوں کی چہچہاہٹ، عجائبات عالم کی رنگارنگی، سبزہ وگلکی شادابی یہ سب چیزیں ناجائز نہیں اس طرح خوش الحانی بھی کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے لہذا حرام کیسے ہو سکتی ہے حدیث نبوی ﷺ ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار حبشی عید کے دن مسجد میں بازیگری کر رہے تھے تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تم دیکھوگی؟ چنانچہ میں آپ کے شانے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر تماشہ دیکھتی رہی اس حدیث کی غالباً پانچ وجوہ معلوم ہوتی ہیں۔

اسبابِ سماع

1- پہلا سبب یہ ہے کہ لہو ولعب اور نظارہ بازی کبھی کبھی کر لینا جائز ہے نیز وہ کھیل حبشی قوم کر رہی تھی جن کے چہروں میں کوئی جاذبیت نہیں ہو سکتی۔

2- دوسرا یہ سبب ہے کہ وہ بازی گری اور کھیل مسجد نبوی ﷺ میں ہو رہا تھا وہاں دیکھ لینے میں کوئی حرج نہ تھا۔

3- تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حدیث میں ہے جس وقت آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بازیگری دیکھنے کے لیے بلایا اس وقت حکم ہوا۔ دونكم يا بنى ارفدة.

یعنی اے بنی ارفدا کھیل کود میں مشغول ہو۔ لہٰذا حرام نہیں ہو سکتا

4- چوتھا یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا تم دیکھنا چاہتی ہو اس جملہ سے معلوم ہوا کہ یہ روزانہ کا معمول نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے خود دریافت فرمایا اور ان کو رنجیدہ کرنا نہ چاہا ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس وقت اس بازی گری سے محظوظ ہونا چاہتی ہوں اور حضور ﷺ ان کو رنجیدہ کرنا نہ چاہتے تھے۔

5- پانچواں سبب یہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خود ان کے ساتھ تشریف فرما رہے باوجود اس کے کہ بازیگری کا نظارہ بازی کرنا حضور ﷺ کے اصول میں داخل نہ تھا لیکن عورتوں اور بچوں کا دل خوش کرنے کے لیے اس قسم کے کام برے نہیں ہوتے لہذا یہ جائز ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ عید کے دن ایک بار میرے گھر میں لڑکیاں دَف بجا رہی تھیں کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور اس کو سن کر آرام فرمانے لگے اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لے آئے تو انہوں نے لڑکیوں کو ڈانٹا حضور ﷺ جب آرام سے بیدار ہوئے تو ان کو منع کیا کہ انہیں عید کے دن دَف بجانے سے نہ روکو لہذا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا منع کرنا اور حضور ﷺ کا ان کو روکنا یہ اس امر کی دلیل ہے کہ دَف بجانا اور گانا جائز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دل میں نیک مقاصد لے کر سماع کیا جائے۔

مقاصدِ سماع

1- اول یہ کہ حاجیوں کے اشعار جو کہ کعبۃ اللہ کی شان میں ہوں جن سے خدا کی محبت میں اضافہ ہو حجاج کے لیے سماع جائز ہے اسی طرح نمازیوں اور مجاہدوں میں عشق حقیقی کا اضافہ کرنے والا سرور جائز ہوگا تاکہ جہاد کرنے میں جوش پیدا ہو سکے۔

2- دوسرا مقصد اپنے لیے نوحہ پڑھنا اور آہ وزاری کرنا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام نوحہ فرماتے تھے۔

3- تیسرا شادی، عقیقہ اور ختنہ کے موقع پر یا سفر سے واپسی پر تو یہ سب جائز ہے آنحضرت ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے تو لڑکیوں نے دف بجا کر یہ اشعار پڑھے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

(یعنی سلامتی کے ساتھ چودھویں رات کا چاند ہمارے لیے طلوع ہوا تو ہم پر واجب ہے کہ ہم خدا سے دعائیں مانگیں) اسی طرح عید کے دن خوشی منانا جائز ہے اگر دو دوست بیٹھ کر سماع کے ذریعے دل خوش کریں تو بھی جائز ہے۔

4- چوتھی قسم سماع کی یہ ہے کہ خداوند عالم کا عشق حقیقی اور معرفت جاگزیں ہوگئی ہو تو سماع واجب ہے صوفیوں اور اولیاء اللہ کا سماع صرف معرفت کو چار چاند لگانے کے لیے ہوتا ہے شاہنین ڈھول طبل بجانا چاہیے وہ جھانجھ کے ساتھ بجائے جائیں۔ اس لیے کہ ان کے متعلق منع نہیں گیا۔ آنحضرت ﷺ کے سامنے دَف بجایا گیا تو کوئی اعتراض نہ فرمایا بلکہ شادی کے وقت خود بھی حکم دیا ہے اس لیے حاجیوں اور نمازیوں کا طبل بجانا رسم میں جائز ہے۔

☆......☆......☆......☆
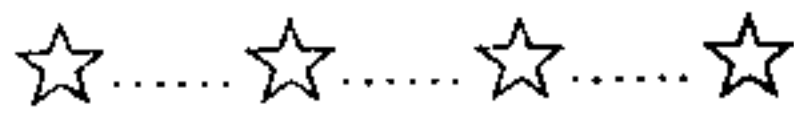
اورادِ قادریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ' ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بعد از حمد بسیار ذات کبریا و درود لامحدود محمد مصطفیٰ ﷺ راقم الحروف ؛ بخدمت برادرانِ طریقت وشریعت کے عرض کرتا ہے کہ یہ دنیا فانی گذشتی وگذاشتی ہے اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے انسان چند گھڑیوں کے لیے اس جہاں کے بازار میں حصول حسنات طیبات کے لیے بمنزلہ مسافر آج آیا ہے اور کل عالم آخرت کو چلا جائے گا تو چاہیے کہ انسان اس زندگی مستعار کو دنیا کے کھیل تماشے اور غفلت وعصیاں کے جال سے بچتے بچاتے ایک لحہ کو بھی ضائع ہونے سے بچائے اور ایک ایک گھڑی کو شغل حق میں صرف کرے ہر دو امر قرآن مجید میں موجود ہیں۔

اعلمو انما الحیوۃ الدنیا لعب'' ولھو'' (پ 27 ع 18)

جان رکھو تحقیق زندگی دنیا کی ایک گھڑی کا کھیل تماشہ ہے۔

والبقیٰت الصٰلحٰت خیر'' عندربک ثواباً وخیر'' املا (پ 15 ع18)

لیکن اس میں ہمیشہ رہنے والی صرف نیکیاں ہیں جو رب کے حضور سب سے بہتر اور اچھا عمل ہیں۔

تو طالبان حق کو چاہیے کہ ایک وقفہ ضائع کیے بغیر اپنے نفس کو وظائف ضروریہ اشغال حق فرائض واجبات، سنن و نوافل اذکار وحسنات میں مشغول رکھیں اور قرآن وسنتِ اور اولیائے کاملین کی پیروی کو اپنا شعار بنائیں۔

سُنت و قرآں اساسِ دینِ ما عزِما ٭ آئینِ ما تمکینِ ما

(قرآن وسنت ہمارے دین کا ورثہ ہے۔ ہماری عزت ہمارا قانون اور ہماری شان اسی میں ہے)۔

والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ

میرے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہ دھڑوی قدس سرہٗ نے ساری عمر شام کے کھانے سے اجتناب کیا ماسوائے رمضان شریف کے تاکہ رات خوب جی بھر کر عبادات کی چاشنی ولذت حاصل ہو۔

بعد از نماز مغرب دو دو رکعت کر کے چھ رکعت نوافل آوابین ادا فرماتے جس میں ماسوائے مرض الوصال کے ناغہ نہیں ہوا آوابین کے بعد اسی جائے نماز پر تشریف فرما رہتے عشاء کی نماز میں آستانہ قدسیہ میں آئے ہوئے مہمانوں کی گنتی ہوتی جو فرد جماعت سے رہ جاتا وہ رات کے کھانے سے بھی رہ جاتا شام کا کھانا ہمیشہ عشاء کے بعد ملتا نماز کے بعد خاص خاص طالبان کی ملاقات اور بعد میں علیحدگی ہو جاتی سحری کے وقت تہجد کی باقاعدہ آذان ہوتی تمام برادران شریعت وطریقت نماز تہجد بارہ رکعت ادا کرتے نماز تہجد دو۔ دو رکعت۔ پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں جتنا قرآن مجید پڑھ سکتے پڑھتے۔

قولہٗ تعالیٰ ہے فاقرء وماتیسر منہ' (پ 29 ع 14)

جتنا طبیعت برداشت کر سکے اتنا ہر رکعت میں قرآن پڑھا جائے میرے ہادی راہنما اور حضرت قبلہ والد صاحب عام طور پر کم از کم سورہ فاتحہ کے بعد تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھنے کا حکم دیتے اور بارہ رکعت پڑھی جاتی نوافل ادا کرنے کے بعد ہر درویش کو ذکر و فکر اور مراقبہ کا حکم دیتے حتی کہ صبح کی آذان ہو جاتی صبح کی سنتیں اپنے حجرہ مبارک میں پڑھ کر مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا ہوتی فرض نماز کے بعد دس مرتبہ درود شریف دس مرتبہ قل شریف پڑھنے کے بعد نفی اثبات باجلی تمام اہل جماعت مل کر بلند آواز سے دس مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے اس کے بعد کھجور کی گٹھلیوں پر مل کر درود شریف پڑھتے جب گٹھلیاں ختم ہو جاتیں تو زور زور سے صلوٰۃ والسلام پڑھا جاتا صلوٰۃ والسلام پڑھنے کے بعد حضور دعا مانگتے دعا کے بعد پھر بلند آواز سے ذکر پڑھا جاتا ذکر ختم کرنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تمام طالبان حق کو کلام پاک کی تشریح تفسیر تبلیغ فرماتے یہ درس کم از کم ایک گھنٹہ لگا رہتا درس کلام مجید کے بعد اشراق کا ٹائم ہو جاتا اشراق کے نوافل دو۔دو کر کے چھ رکعت پڑھے جاتے اور تمام نوافل کے لیے طالبان حق کو کم از کم تین دفعہ قل شریف پڑھنے کا رواج تھا اس کے بعد تھوڑا سا تخلیہ فرماتے اور علیحدگی میں نہاری کا پروگرام ہوتا ناشتہ کے بعد عام مجلس شروع ہو جاتی اور آنے جانے والوں کے ساتھ میل ملاقات جاری رہتی کسی فرد پر کوئی ملاقات میں دشواری نہ پیش آتی۔

قال اللہ و قال الرسول اقوال و افعال صالحین و اسلاف ۔کا درس آپ کا مشن تھا اعمال ظاہرہ یہی کچھ تھے جو لکھے جا رہے ہیں اذکار باطنیہ کی زیادہ سے زیادہ ترغیب تدریس و تعلیم فرماتے نفی اثبات بلند آواز سے پڑھنے کا حکم دیتے لیکن ہر ذکر کے ساتھ اس کا معانی شریعت و طریقت میں اپنی دلیل میں ساتھ ساتھ پڑھنے کا حکم ہوتا ہر وظیفہ معانی کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوتا بلکہ میرے ہادی راہنما اور حضرت قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے۔

الذکر بلاَ فکر کصوت القلب.

بے خبری کا ذکر کرنا گویا کتے کی آواز ہے پاس انفاس ذکر اسم اعظم ہر سانس کے ساتھ اپنے قلب میں پڑھنے کا ارشاد فرماتے اور ساتھ ساتھ اپنے تمام خیالات پر قابو پا کر حضورِ قلب تصور شیخ کرنے کا فرماتے اور یہ رباعی عموماً پڑھا کرتے۔

ہوش دم دم دارائے مرد خدا یک نفس یک دم مباش از حق جدا

(اے مرد خدا اپنے سانس کا ہوش رکھ اور ایک دم (سانس) بھی خدا سے جدا نہ ہو)

پاس دارا نفاس اے اہل خرد تا ترا ایں قافلہ منزل برد

(اگر سمجھدار ہے تو ذکر پاس انفاس کر۔تا کہ تیرا قافلہ منزل مقصود پر پہنچ جائے۔)

دیگر

جاگ سویلے جاگ سویلے واٹ لمیں توں راہی جنہاں صدقوں کم اس بدھیں منزل نیڑے آئی

جیہڑی گل سکھائی ماہی دم دم رکھ بچائی اپنا آپ سنبھال او بیلی چند دے گل پرائی

ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اسم اعظم کا ورد جاری رکھا جائے اور چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے لیٹے ہر کاروبار میں اسم اعظم دل میں جاری رہے۔

رجال'' لا تلهيهم تجارة'' ولا بيعٌ عن ذكر الله (پ 18 ع 11)

اللہ کریم فرماتا ہے میرے بندے خرید وفروخت کاروبار میں بھی میری یاد سے میرے ذکر سے میرے نام سے غافل نہیں رہتے۔ ''ہتھ کار ول۔دل یار ول''

میرے ہادی راہنما ہر وقت اس وظیفہ پر زیادہ توجہ فرماتے اور عام یہ شعر پڑھا جاتا۔

نمی گویم کہ از عالم جدا باش   بہر کارِ کہ باشی باخدا باش

(میں یہ نہیں کہتا کہ عالم سے جدا ہو جاؤ بلکہ یہ کہ جہاں بھی رہو خدا کے ساتھ رہو۔)

سُنی مکتبِ فکر کے تمام سلاسل بالعموم وقادری خاندان کے جملہ سلسلے بالخصوص اسم ذات پر ''مداومت'' کی تلقین فرماتے ہیں طالبان غوثیہ کے خورد وکلاں پیر وجواں کا یہی وظیفہ ہے ہمارے اسلاف نے فرمایا ہے۔

النَفس يَخرج بغير ذكر الله فهو ميته'' فهو حرام''

یعنی جو سانس بغیر ذکر حق کے جسم سے نکلتا ہے وہ میت ہے وہ حرام ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تیری یاد بناں میرے محبوبا   جیہڑا ساہ آیا اوہ حرام آیا

قولہٗ تعالیٰ ہے۔ واذكر ربك في نفسك تضرعاً وخيفةً ودون الجهد من القول بالغدو والاصال والاتكن من الغفلين (پ 9 ع 14)

یعنی ذکر کر اپنے رب کا بیچ اپنے نفس کے بیچ اپنے دل کے بیچ اپنے سانس کے تضرعاً وخیفۃً عاجزی کے ساتھ اور چھپا کر کم اونچی آواز سے پڑھ صبح اور شام اور مت ہو غافلوں سے یہ آیت شریفہ اسم ذات خفی کرنے پر نص قطعی ہے اور امر واقعہ ہے اس سے فرار ناممکن ہے خفیہ اذکار کے متعلق صدہا آیات اور احادیث اور اقوال معتبر منقول ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ ہے۔

الذين يذكرون الله قياماً وقعوداً او علىٰ جنوبهم (پ 4 ع 11)

یعنی وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے ہمارے شیخ محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شیر یزدانی، شہباز لامکانی سید عبدالقادر جیلانیؒ۔

قال الغوث الاعظم الاسهم الاعظم هو الله

فرماتے ہیں اسم اعظم اللہ کا ذکر ہے تمام اہل سلوک نے اسے اختیار کیا مثلاً سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے ایک رباعی تمثیلچہ یوں ذکر کیا۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو

دیگر قطب الاقطاب حضرت سید قطب علی شاہ صاحب پیر محلویؒ نے یوں فرمایا۔

ہو طالب حق شناس کا کر ذکر پاس انفاس کا ہے یہ ذکر ہر خاص کا تب ہوگا رتبہ اولیاء

نیز طالب راہ حق اس ذکر کا شغل کرے تو ساتھ تصور شیخ کو بوقت مراقبہ ضرور برضرور اختیار کرے ورنہ مراقبہ صحیح نہ ہوگا انسان خیال لذات و شہوات نفسانی و مکروہات سے جتنا ہو سکے کنارہ کش ہو کر اللہ کے لیے اللہ کے رسول کے لیے اور مردان حق آ گاہ کے تصورات کے اپنے دل کو جملہ غیر خیالات سے محفوظ رکھے اور اس میں تصور شیخ اور اسم ذات کو جاری و ساری رکھے اپنے قلب کو تمام خیالات دنیاوی سے صاف کر کے ایسے خیال کرے کہ میں اپنے مرشد کے حضور بیٹھا ہوں وہ میرے سامنے جلوہ افروز ہیں دل کی آنکھوں سے اس کو دیکھتا رہے اور تقریباً ہر سانس کی مقدار اسم ذات کو پڑھتا رہے تاکہ غیر سے قطع ہو کر فقط ذات سے یکسوئی حاصل ہو تصور شیخ سے متعلق۔

یُریدون وجھه' والا تعد عینک عنھم (پ 15 ع 16)

یعنی جو اللہ کے دیدار کے طالب ہیں ان سے نہ پھیر یا رسول اللہ ﷺ دونوں آنکھیں وہ اپنے حضور میں رکھ اور تو ان کے حضور میں رہ یعنی دونوں آنکھوں سے ان کو دیکھا کر کسی وقت ان سے نظریں نہ پھیر۔

النَظر الیٰ وجه رسول اللہ ﷺ عبادۃ''

ریاحت تصور کے لیے سیدنا صدیق اکبرؓ والی حدیث کافی ہے آپ نے فرمایا میں ہر وقت حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھتا رہتا ہوں لیکن آج مجھے افسوس ہے کہ آپ کی مجلس مبارکہ میں کسی وقت آنکھ جھپکتا تھا وہ بھی نہ جھپکتا اور لگاتار بے طرفتہ العین متواتر ساری عمر حضور پرنور کے چہرہ مبارک کو دیکھتا رہتا تصور شیخ کے لیے زیادہ طوالت ہو جائے گی۔ علیٰ ھذا القیاس اسم ذات تصور شیخ ذکر نفی اثبات کی زیادہ تربیت فرماتے کبھی کبھی قبل دوپہر غسل فرماتے زیادہ تر نماز تہجد سے پہلے غسل فرمایا جاتا آپ کا لباس شریعت کا نمونہ تھا آپ کا تہبند مبارک کبھی ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا سر مبارک پر زیادہ تر کلاہ دستار مزین فرماتے عموماً سفید لباس پہنتے گلے میں ایک چوکور رومال شانوں پر لٹکا رہتا اگر بوقت اِستراحت یا بوقت قیلولہ کلاہ مبارک اتارتے تو سر مبارک پر وہ رومال لپیٹ لیتے ہر نہانے کے بعد خوشبودار روغن لگانا' سُرمہ استعمال کرنا آپ کا معمول تھا طریقت کا اتنا احترام تھا کہ قبلہ رو بیٹھتے اپنے عصاء کا سر قبلہ کو کرتے اپنے نعلین کا رخ قبلہ کو ہوتا اپنے لوٹا کا رخ قبلہ کو ہوتا بوقت مجلس مریدین سامعین' حاضرین و ناظرین کی طرف رخ فرماتے ہر قیل وقال ہر سوال و جواب کتاب وسنت وطریقت کے مطابق ہوتا بمقدار قبضہ پر ریش مبارک کٹواتے لب مبارک بہت چھوٹے ہوتے کان کی نچلی لو تک سر مبارک کے بال کٹواتے تقریباً ہر چوتھے دن اصلاح وخط مبارک بنواتے دوپہر کو قیلولہ فرماتے ظہر کی آذان ہوتی تو نماز باجماعت ادا کرتے ہر فرض نماز کے بعد ذکر بالجہر تمام حاضرین مل کر ایک آواز کے ساتھ پڑھا کرتے بعد میں حمد باری تعالیٰ نعت خوانی'

غزلیات، اشعار، بزرگان دین سنتے سناتے دیگر پنجابی کتب، ہیر وارث شاہ، احسن القصص مولوی غلام رسول۔ سیف الملوک میاں محمد بخش، پنج گنج محمد بوٹا دیگر مثنوی شریف مولانا روم، گلستان، بوستان شیخ سعدی، زلیخہ مولانا جامی میں آپ کو بہت عبور حاصل تھا اور ان کتب کے معانی، تشریح، تفسیر، توحید اور عشق حقیقی میں بیان فرماتے جب عصر کی آذان ہوتی تو کھانا، پینا بند کوئی دنیا کی بات کرنا بند مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے بعد "فتح الربانی فیض سبحانی" تصنیف حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا درس دیتے جو مغرب کی نماز تک جاری رہتا اس دوران کوئی حاضرین وناظرین مجلس سے اٹھ کر باہر نہ جا سکتا یہ کتاب اردو میں مترجم ہے شریعت، طریقت، حقیقت کا خزانہ ہے تمام خاص خاص احباب کو اس کتاب کا مطالعہ رکھنے کی تاکید فرماتے یہ کتاب اور کلام مجید۔ لوٹا۔ جائے نماز۔ سفر وحضر میں ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم. ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالیٰ علٰی خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ وآولیاء اُمتہٖ اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الرحمین.

نیز نماز فجر کی دوسنتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں قل یاایھا الکفرون دوسری میں قل ھواللہ احد پڑھے منقول از "غنیۃ الطالبین"، فجر کے فرض میں قرآن کریم جتنا پڑھ سکے پڑھا جائے بصورت دیگر پہلی رکعت میں سورہ والضحیٰ دوسری رکعت میں سورہ الم نشرح پڑھی جاتی ہے بندہ سرافگندہ کا یہی طریقہ ہے جو یاران طریقت پڑھے لکھے ہوں وہ بھی اگر پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں ہے نیز حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے "غنیۃ الطالبین" میں لکھا ہے کہ فرض نماز کے ساتھ جتنے نفل ہوں پہلی رکعت میں قل یاایھا الکفرون دوسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھنا چاہیے۔

ظہر کی چار سنتیں اس طرح پڑھی جائیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا زلزلت دوسری رکعت میں والعٰدیٰت تیسری رکعت میں القارعہ چوتھی رکعت میں الھٰکم التکاثر پڑھی جائے راقم الحروف اسی طرح پڑھتا ہے۔ اور فرض میں پہلی رکعت میں والضحیٰ دوسری رکعت میں الم نشرح پڑھتا ہوں نماز عصر کے فرض میں والعصر جبکہ دوسری میں بھی والعصر پڑھتا ہوں مغرب کے فرض میں بھی والضحیٰ اور الم نشرح پڑھتا ہوں سنتوں میں قل یاایھا الکفرون اور قل ھواللہ احد اور عشاء کے فرض میں بھی اسی طرح وتر کے متعلق "غنیۃ الطالبین" میں پڑھا ہے کہ پہلی رکعت میں انا اعطینک الکوثر اور دوسری رکعت میں قل یاایھا الکفرون تیسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھ کر رفع یدین کرے نماز تہجد میں بندہ گنہگار زیادہ تر پہلی رکعت میں سورہ یٰسین دوسری میں الرحمٰن شریف تیسری رکعت میں مُلک شریف چوتھی رکعت میں مزمل شریف پانچویں رکعت مین تین دفعہ قل شریف اور چھٹی رکعت میں بھی تین دفعہ قل شریف اور ختم جب سے بیمار ہوا ہوں تہجد صرف چھ رکعت پڑھتا ہوں۔

میرے ہادی راہنما سید سردار علی شاہؒ نے روزانہ ایک تسبیح استغفار پڑھ کر میرے ملک کرنے کو فرمایا تھا وہ بھی روزانہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ کے وصال کے بعد بھی پڑھ کر آپ کو ملک کرتا رہتا ہوں۔

میری زندگی کا نچوڑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. تبارک الذی بیدہ الملک وھو علٰی کل شیءٍ قدیر الَّذی خَلق المُوت والحیات لِیبْلو کم ایکم" احسن عملا (پ 29 ع 1)

ترجمہ: برکت والا ہے وہ رَب جس کے ہاتھ میں ہے تمام جہان کی بادشاہی وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی ذات نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ کون آدمی اچھا عمل لے کر میرے پاس آتا ہے۔ (تفسیر) اللہ تعالیٰ نے ہمیں حیات اچھے یا بُرے اعمال کے لیے بخشی ہے اور موت اس اچھے یا برے اعمال کا بدلہ دینے کے لیے ہے اگر اچھے عمل کرے گا تو اچھا بدلہ پائے گا اگر برے عمل کرے گا تو بری سزا پائے گا۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

(اَعمال کے صِلہ سے غافل مت ہو اگر گندم بیجے گا تو گندم کاٹے گا اور جو بیجے گا تو جو کاٹے گا)

"جیسا کرے گا۔ ویسا بھرے گا"۔ اے انسان اگر تیرا سارا وقت گناہوں میں صرف ہوتا ہے اور تو نیکی اور جنت کی امید رکھتا ہے یہ تیری بیوقوفی ہے اس دنیا میں اعمال صالحہ کے سوا تیرا کچھ بھی نہیں حسناتِ طیبات کے سوا جو کرے گا آگ ہی آگ ہے۔ یہاں کی ہر چیز تیری دشمن ہے کتاب وسنت کے سوا اپنے اوقات کو ضائع مت کر۔

کچھ تو تم کو چاہیے محمود فکر آخرت یوں نہ اپنی زندگی کو رائیگاں ہرگز گنوا

غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرۃ خدا کی یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

اَلدُّنیا مَزْرَعۃُ الاٰخِرَۃ فرمانِ رسول ﷺ ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس دنیا میں جو بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ **قولہ تعالیٰ المال والبنون زینت الحیٰوۃ الدنیا وٰبقیٰت الصا لحات خیر" من عند ربک ثوابا وخیر" عملا (پ 15 ع 18)**

ترجمہ: مال ومتاع دُنیاوی زندگی کی زینت ہے ہمیشہ رہنے والی تو نیکیاں ہیں جو رب کریم کے نزدیک بہتر باعثِ ثواب اور اچھے عمل ہیں۔ (تفسیر) دنیا کا مال ومتاع محض دنیا کی زینت اور دکھلاوا ہے جو کہ بالکل چندروزہ اور فانی ہے اور کبھی تیرا ساتھ نہ دے گا اس کے برعکس نیکیاں ہمیشہ ہمیشہ تیرے ساتھ رہیں گی دنیا میں، نزع میں، آخرت میں، قبر میں، حشر میں، نشر میں تیرا ساتھ نہ چھوڑیں گی بلکہ اتباع اللہ ورسول ہی تجھے دارین میں ہر مشکل سے بچائے گی اور یہی تیرا زادِراہ ہے رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اَحبِبْ مَا اَحْبَبْتَ مَا نَّک مُفارِقُہ" یعنی ہر وہ چیز جو تجھ کو پسند ہے اس کو محبوب نہ رکھ تو بیشک ان چیزوں سے جدا ہو جانے والا ہے یعنی دنیا کی جس چیز کو چاہے دوست رکھ لیکن یہ سب چیزیں تجھ سے چھڑا لی جائیں گی دنیا کی ہر چیز فانی اور چندروزہ ہے۔

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اس دنیا میں جو چیز تجھے رَب سے غافل کرے، دور کرے یاد رکھ وہی دنیا ہے اور جس کام میں اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ راضی ہوں وہی دین اور اسلام ہے پس اس چیز سے محبت مت کر جو تمہیں خدا اور رسول ﷺ سے دور لے جائے دنیا کا جتنا مال و متاع جمع کر لیا جائے وہ گنجِ قارون کی طرح ہلاکت کا سبب اور فانی ہونے والا ہے اس کے مقابلے میں صرف ایک دفعہ کلمہ طیبہ باعشق الٰہی پڑھ لینا اچھا ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رہے گا اور ہمیشہ تمہیں کام آئے گا۔

پس از سی سال ایں معنی محقق شُد بخاقانی — کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

(خاقانیؔ کو اپنی زندگی کے تیس سالہ تجربہ سے یہ بات واضح ہوئی...... کہ ایک لمحہ خدا کی یاد میں محو ہونا تختِ سلیمانی سے بدرجہا بہتر ہے)۔

یارانِ طریقت کو چند نصیحتیں

1- میرے ہر مرید پر واضح ہو کہ یہ دنیا فانی چند روزہ گذشتنی اور گذاشتنی ہے کم از کم نماز روزہ بقدر ہمت حج زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد طریقت کے وظائف واذکار ضرور بر ضرور کرے نفی اثبات، پاس انفاس، تصور شیخ اگر دن میں ایک دفع نہ کر سکے تو دوبارہ جا کر بیعت کرے دیگر شجرہ شریف ضرور یاد کرے روزانہ وظیفہ کرے یا کم از کم پاس ضرور رکھے بوقتِ مرگ اس کے کفن میں ہونا چاہیے کم از کم پنج سورہ یا ایک دو تسبیح درود شریف پڑھ کر اپنے تمام پیرانِ عظام کو ایصال ثواب کرے ضروری تاکید ہے۔

2- جب تک مرید فنافی الشیخ کی منزل کو حال قول فعل سے حاصل نہیں کر لیتا اسے کوئی کرامت حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فنافی الرسول ﷺ ہو سکتا ہے جب فنافی الرسول ﷺ ہو جاتا ہے تو اس سے کئی کئی معجزات نبیوں جیسے ظاہر ہوتے ہیں اور باطن میں روزانہ یا کبھی کبھی حضور ﷺ کی زیارت عالمِ رویا میں کرتا رہتا ہے اور شریعت میں کامل اکمل ہو جاتا ہے اس کاملیت سے فنافی اللہ ہو جاتا ہے حدیث اور قرآن میں ایسا ماہر ہو جاتا ہے کہ اس کا بول چال اوڑھنا بچھونا قول فعل حال قرآن وحدیث کے عین مطابق ہو جاتا ہے اس میں جس نے دوام حاصل کیا وہ بقاباللہ کی منزل میں پہنچ گیا۔

3- ہر مرید پاس انفاس مخفی کے ساتھ تصور شیخ اخفی کو لازمی ساتھ رکھے کیونکہ بغیر تصور شیخ قلب خیالاتِ نفس کا اکھاڑہ بن جاتا ہے جس سے یکسوئی حاصل نہیں ہوتی انسان کم از کم اپنے دل کی تاریک وادی میں پیر کامل کا تصور ضرور شامل حال رکھے تاکہ کوئی غیر خیال تصور شیخ کی موجودگی میں قلب پر اثر انداز نہ ہونے پائے اور قلب یکسو ہو کر اطمینان کے ساتھ پاس انفاس کے ذکر پاک میں محو ومستغرق رہے اگر خیالات نفسانی زور پکڑیں تو نفی اثبات کو بامعنی باجلی اختیار کرے پھر مراقبہ کرے پھر نفی اثبات پڑھے پھر مراقبہ کرے انشاء اللہ العزیز جلد پاس انفاس میں لذت پا کر ورد جاری رکھ سکے گا۔ یہ

طریقت کے اذکار ہیں جیسے شریعت کے اعمال سے ظاہر صاف وستھرا ہوگا ایسے ہی طریقت کے اعمال سے باطن شفاف اور پاکیزگی حاصل کرے گا اس میں شیخ طریقت کی زیارت اور صحبت کو بہت زیادہ دخل حاصل ہوگا تاکہ ظاہری طور پر بھی اُنس اور محبت حاصل ہو اور اس کا اثر دل پر اُتر جائے پیر کامل کی مجلس میں آداب ملحوظ خاطر رکھے آدابِ کعبہ سے آدابِ مرشد سیکھے مجلس میں بیٹھ کر تصور شیخ کی مشق کرتا رہے۔

4- (ہمارے سلسلہ کا کامل مرید) سات رات دس تسبیح درود شریف دس تسبیح قل شریف پڑھ کر اس فقیر کی روح کو ملک کر کے رات کو سو رہے دن کو غیر شرح کام سے بالکل پرہیز رکھے انشاء اللہ العزیز سات رات کے اندر اس فقیر کی زیارت نصیب ہوگی۔ دنیاوی لغویات سے اجتناب فرض ہے۔

5- طریقت کے ورد و وظائف کرنے والے درویش صادق الیقین پر واضح ہو کہ شریعت محمدی ﷺ پر کامل عامل دنیا کے مکر و فریب اور رزائل سے دور ہو کر وظیفہ کرے پھر اس کے انوار دیکھے انشاء اللہ العزیز ہماری قبر کو بھی دعا دے گا۔

6- جمعتہ المبارک پر شریعت مُطہرہ کے مطابق حالاتِ حاضرہ کے مطابق وعظ و کلام کرنا چاہیے حضور شافع یوم النشور نور' علی نور کی شان نوری پر بیان کرنا چاہیے آپ ﷺ کا عالم ما کان و ما یکون' حاضر و ناظر' حیات فی الدارین وغیرہ وغیرہ پر روشنی ڈالی جائے۔

قولہ تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (پ 6 ع 7)

آ گیا اللہ کی طرف سے نور اور کتابِ روشن۔

(تفسیر) نور سے مراد حضور نبی پاک ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن مجید حدیث مستدرک شریف جلد اول حضور پاک ﷺ سے صحابہ کرام نے آپ کی ذات کے متعلق پوچھا تو آنجناب ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میری والدہ سیدہ آمنہؓ نے فرمایا تھا کہ۔ خَرج منی نُور اضاء ت لہ' منہ' قُصور الشام۔

یعنی مجھ سے نور پیدا ہوا جس کی روشنی سے میں نے مکہ میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات کو دیکھا خاقانی شریف۔ بسند عبدالرزاق حضور ﷺ سے پوچھا گیا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس کو پیدا کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

قال یا جابر اوّل خلق اللہ تعالیٰ نُور نبیک من نورہٖ و خلق کل شیءٍ من نوری۔

عرس کی تقریبات کا طریقہ

شعائر اسلام کا اعادہ کیا جائے ایک ہاتھ میں قرآن ہو دوسرے ہاتھ میں حدیث ہو جتنے دن عرس میں رہے باوضو رہے خدمت' سخاوت' تلاوت' ریاضت' مروت اور محبت کا درس ہوتا رہے زمین پر سونا مٹی کے برتن استعمال کرنا بمطابق شرح کھانا کھانا مل کر کھانا صبر اور قناعت سے کھانا مل کر ذکر کی محفل لگانا نماز وظائف وقت پر ادا کرنا ضروری سمجھے فقراء کی

محبت کرے علماء کی خدمت کرے پیر بھائی برادران طریقت سے میل جول اُنس کے ساتھ رکھے عورتوں کو بہن اور مردوں کو بھائی سمجھے دن کے ہر وقت پر اللہ نبی پیشوا کا وہ حکم یاد کرے جو وہ اس وقت کرتے ہیں یا حکم دیتے ہیں رات کے ہر لحظہ کو بحکم شرح شریف ایک ایک کر کے پورا کرے یا کسی پیر بھائی سے پوچھے یا کسی صاحب امر سے پوچھے کہ اس گھڑی میں کونسا عمل کرنا مناسب ہے کونسی عبادت افضل ہے۔ سب سے افضل اور سب سے بڑی عبادت اللہ اور رسول ﷺ اور اس کے پیاروں سے محبت عشق جنوں کی حد تک کرنا اور ان سے ظاہری باطنی قلبی روحانی لگاؤں رکھنا اپنے پیشوا کو قلب کے خاص گوشہ میں ایسی جگہ دینا کہ ماسوای کی گنجائش ہی نہ رہے یہی اسلام ہے یہی درویشی ہے یہی ایمان ہے ساری ساری رات ہم نے آستانوں پر اپنے کانوں سے محفل ذکر کو سنا تہجد با آذان ادا ہوتی تھی۔

☆☆☆☆

باب(14)

مکتوباتِ اقدس اور وظائف واوراد

(راقم السطور نے ''ابرِ کرم'' کے نام سے حضور قبلہ عالمؒ کے ستر 70 خطوط کا ایک مجموعہ اکتوبر 2004ء کے سالانہ عرس مبارک پر شائع کروایا۔ اور اس کتاب کی ترتیب جدید طرز پر کی گئی۔
اوّل : خطوط نویسی سے متعلق تاریخی حقائق پر ایک جامع مقالہ تحریر کیا گیا۔ دوم : جن احباب کی طرف خطوط ارسال کیے گئے انکا مختصر تعارف، حضور سے تعلق کی نوعیت اور خط کا پسِ منظر بھی بیان کیا گیا۔ سوم : عربی عبارت اور فارسی اشعار کا نیچے حاشیہ میں ترجمہ کر دیا گیا۔ چہارم : خطوط کی ترتیب زمانی حساب سے کی گئی ہے حضور کا پہلا خط بارہ ﴿12﴾ برس کی عمر شریف کا تحریر شدہ ملا ہے اور آخری وصال سے دو ہفتے قبل کا ہے جن خطوط پر تاریخ درج نہیں تھی ان کی ترتیب خط کے مندرجات سے کی گئی ہے ویسے بھی بعض خطوط میں ماقبل اور مابعد واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ پنجم : بعض یارانِ طریقت کے مختصر کوائف بھی مرقوم کیے گئے آج اگر چہ یہ افراد محتاجِ تعارف نہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے نام ایک معمہ بن جائیں گے لہذا قدرے وضاحت کر دی حضور کے خطوط میں بعض ایسے افراد کے نام بھی تحریر تھے جن کے متعلق راقم السطور بھی ناواقف تھا ایسے ہی یہ کردار بھی وقت کے ساتھ ساتھ غیر معروف ہو جاتے اسی خیال کے پیشِ نظر اختصار کے ساتھ حضور سے متعلق انکے بعض حالات قلمبند کر دیئے تا کہ یادگار رہیں۔ ششم : آخر میں حضور کے بعض منتخب خطوط کا عکس بھی شاملِ کتاب کیا گیا۔ تا کہ قارئین حضور کی خوبصورت ہانیڈ رائیٹنگ سے بھی مستفیض ہو سکیں۔
اس باب کی تکمیل کے لیے صرف گیارہ خطوط جو پہلے نہیں لکھے گئے۔ اس کتاب میں درج کیے جاتے ہیں۔)

ابرِ کرم (مکتوباتِ حضور قبلہ عالمؒ)

دین کے ظاہر کا نام شریعت ہے جبکہ دین کے باطن کا نام تصوف ہے۔ شریعت ظاہر کو سنوارتی ہے طریقت باطن کو پاکیزہ بناتی ہے اولیاء کا فریضہ ہمیشہ باطن کی اصلاح رہا ہے وہ باطن کا تزکیہ کرتے رہے جس کے نتیجے میں ظاہر بھی اصلاح پذیر رہا۔ ظاہر کا فساد باطن کے فساد پر منحصر ہوتا ہے باطن کا تزکیہ ظاہر کو مزّکی و مصفّی کرتا رہا۔ قرآن نے اسی حقیقت کو یوں بیان فرمایا۔ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾ پس وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کی اصلاح کی اور وہ ناکام ہو گیا جس نے اپنے نفس کو گناہ سے آلودہ کیا تزکیہ نفس کے باب میں ہمیشہ دو عامل مصلحین کے پیش نظر رہے، ایک نفس کا ظاہر اور دوسرا نفس کا باطن، علماء کا وظیفہ عملِ نفس کا ظاہر رہا جبکہ اولیاء کا وظیفہ حیات نفس کا باطن رہا۔ اولیاء کا طریق ہمیشہ کسی بھی چیز کی حقیقت، اصل، روح، جڑ اور مغز رہا ہے اس بنا پر انہوں نے اپنی ساری مساعی جمیلہ اصل کی اصلاح پر مرتکز کیں۔ جب اصل (باطن) سنورا تو اُسکا لازمی نتیجہ فرع (ظاہر) کے سنورنے کی صورت میں سامنے آیا، اسی حقیقت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے حدیث مبارکہ میں بیان فرمایا۔

﴿الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب﴾

ترجمہ:۔ خبردار انسانی جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر اُس کی اصلاح ہو جائے تو سارا انسانی جسم درست ہو جاتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا انسانی جسم خراب ہو جاتا ہے بلاشبہ وہ دل ہے۔

اولیاء کی باطنی اصلاح کی کاوشوں کا مرکز و محور قلب انسانی رہا ہے۔ وہ مردہ دلوں کو اپنی صحبت کے اثر سے زندہ کرتے رہے ہیں ذکر الٰہی کی کثرت سے دل کو جِلا بخشتے رہے ہیں ذکر الٰہی کی قوت سے دلوں کو منور کرتے رہے ہیں اپنی نظروں کے اثر سے دلوں کو بُری خواہشات، ارادوں اور عملوں کو پاک کرتے رہے ہیں۔ یوں نگاہِ ولی سے احوالِ حیات بدلتے رہے لوگوں کی تقدیریں بدلتی رہیں۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اُن کا دیکھنا اپنا دیکھنا نہ تھا بلکہ ان کی نظر میں رب دیکھتا ہے حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا۔ ﴿اِتَّقُوا فراسة المؤمن فانّهٗ ینظر بنور اللّٰه﴾ مومن کی فراست سے ڈرو اس لیے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

مقام ولایت کی حقیقت اور شان کو حدیث قدسی میں مذکورہ بالا مفہوم کے حوالے سے یوں بیان (وَبَصَرهُ الَّذِی یُبْصِرُبِهٖ) وہ رب بندے کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؓ جب اس مقام پر فائز ہوئے تو فرمایا

﴿نظَرْ تُ اِلٰی بِلاَدِاللّٰہِ جَمْعاً﴾﴿کَخَرْ دَلَۃٍعَلٰی حُکْمِ الا تُصَا لِ﴾

میں اللہ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ پر رائی کے دانے کو۔اولیاء اپنی نگاہوں سے لوگوں کی سیرت واخلاق کو سنوارتے رہے اپنی صحبت کے ذریعے قربت رسول ﷺ تک پہنچاتے رہے اپنے حسنِ عمل سے معرفت رسول ﷺ سے آشنا کرتے رہے۔اپنے کردار سے لوگوں کو تقویٰ کی راہ پر گامزن کرتے رہے اپنے اقوال سے سوچوں کے زاویے تبدیل کرتے رہے اپنی تقریر اور تحریر سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لاتے رہے ہیں۔یہ خود کو باری تعالیٰ کی ذات میں فنا کر کے مقام بقاء حاصل کرتے ہیں یوں ہر وہ چیز جس کو اُن سے نسبت ہوتی گئی وہ بھی بقا پاتی گئی۔اُن کے مزارات کی رونقیں اس لئے ہیں انکے وجود سے مس ہونے والی مٹی زیارت گاہ بنتی گئی مخلوق یہاں خود کسی کے بلائے بغیر آتی رہی اور فیضیاب ہوتی رہی اس طرح ان کے فنافی اللہ وجود سے جو کلمات جاری ہوئے وہ ایک زندہ کرامت کے طور پر ہر دور کے لوگوں کے دلوں کو زندگی عطا کرتے رہے ان کے احوال حیات کو طریق الی اللہ کی طرف زیر و بم کرتے رہے۔فاسد سوچوں کا تزکیہ ہوتا رہا برے اعمال اچھے بنتے رہے گنہگار نیکو کار ہوتے رہے' ڈاکو ولی بنتے رہے' رہزن رہبر بن کر قوم کی راہنمائی کرتے رہے۔اس ضمن میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مکتوبات مشعلِ راہ ہیں۔

عصرِ حاضر میں ''ابرِکرم'' کے نام سے زیرِ نظر مکتوبات از قطب الاولیاء برھان الاصفیاء عارفِ ربانی حضرت پیر محمد کرم حسین حنفی القادری نوراللہ مرقدہٗ یہ اُسی سلسلہ مکتوبات کی ایک کڑی ہے میں نے چیدہ چیدہ آپ کے مختلف مکتوبات کا مطالعہ کیا ہے ان مکتوبات کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق متصوّفانہ افکار، اخلاق اور اعمال سے جہاں معمور پایا ہے۔وہاں روحانی اسرار، معارف اور رموز سے بھرپور بھی پایا ہے ان مکتوبات کا لفظ لفظ دل میں اتر جانے والا، فکر ونظر کو جلا بخشنے والا، اخلاق وکردار کو سنوارنے والا پایا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ مکتوبات صلحا، عرفاء اور اولیاء اسلاف کی تعلیمات کا آئینہ دار بھی ہیں۔ان مکتوبات کو بڑے حسین انداز میں حضرت ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری دامت برکاتہم العالیہ نے جس محبت سے یکجا کیا ہے اس حسنِ عمل پر یہ خود علامتِ ابرِکرم ہو گے ہیں۔باری تعالیٰ ان کی اس مساعی جمیلہ کو ہر کسی کے لئے نافع بنائے بالخصوص مریدین، عقیدت مندوں کے لئے ہدایات کا خیمہ بنائے۔آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسّلام (پروفیسر) نعیم انور نعمانی۔۔۔کراچی یونیورسٹی 1-5-2005

(1) ملک عبدالرحمٰن ثانی کے نام

۶۸۷

بلوآنہ شریف

27-8-69 برخوردار گلِ گلزار قادریہ محمد عبدالرحمٰن ثانی زاداللہ شوقہٗ

السلام علیکم! آپ کا مکتوب براستہ غلام عباس موصول ہوا یہاں بطفیل خواجہ فخر الاولیاء خیریت ہے۔
حکیم صاحب کو ابھی نہیں آنا چاہیے ہم پہلے اطلاع دیویں گے کیونکہ فی الحال شہزادہ حسن گھر مصروف ہے اور غلام سرور نے بھی کوئی ابھی تک خاص بندوبست نہیں کیا انشاللہ تعالیٰ جلد ہی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی اور بعد میں اطلاع ملنے پر تشریف لے آنویں۔ عزیزم محمد عارف ہر صورت میں ڈسپنسر کا کورس کرے انشاءاللہ تعالیٰ اسی میں بہتری ہے ویسے حالات کے مطابق جیسا مناسب سمجھیں بہتر ہے۔
علاوہ ازیں محمد امداد حسین طاہر فارغ ہو کر گھر آ گیا ہے اس کا ایم۔اے کا خیال ہے اور ادھر عمر بھی (24) چوبیس سال ہو گئی ہے کوئی مشورہ دیویں کیا کرنا چاہئے۔
حکیم صاحب، عبدالرحمٰن صاحب کا حال احوال دریافت کرنا میری طرف سے سلام کہنا جملہ احباب اہل طریقت کو بندہ کی طرف سے السلام علیکم
بندہ ابھی آستانہ عالیہ پر حاضر خدمت رہتا ہے یہاں کُل خیریت ہے مراسلہ کا جواب آستانہ عالیہ کے ایڈریس پر روانہ فرماویں۔

والسلام احقر۔ الفقیر محمد کرم حسین عفی عنہٗ
آستانہ بلوآنہ شریف ڈاکخانہ چک ۵۷۱ تحصیل و ضلع جھنگ

(2) خلیفہ میاں غلام رسول صاحب کے نام

از منگانی شریف 22-2-78 نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۹۸ھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

شمعِ حرمِ جاں ہے یا مشعلِ بُت خانہ کیا کیا کہوں میں تجھ سے اے جلوۂ جانانہ
میرا دلِ ویراں بھی آباد کیے جانا اے زینتِ ہر محفل، اے رونقِ ہر خانہ

محترم المقام میاں صاحب

السلام علیکم!

ترس رہی ہیں تیری دید کو جو مدت سے وہ بیقرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

عزیزم محمد مبارک آپ کے ہاں دوائی لیکر پہنچ چکے ہونگے۔ ربِ کریم بجاہِ رسولِ کریم فضل عمیم رحمت فرمائے شفائے کاملہ نصیب ہو آمین ثم آمین۔

طبیعت آپ کیلئے بڑی اُداس رہتی ہے جی چاہتا ہے اُڑکر پہنچ جاؤں۔ ظاہر نہیں تو باطن میں آپ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔ انشاءاللہ۔ (1)

ہَست در سینہء ما جلوۂ جانانۂ ما بُت پرستیم دلِ ماست صنم خانۂ ما

ما نبازیم بتو خانہ ترا بسپاریم گر بیائی بشبِ وصل تو درخانۂ ما

ہمچو پروانہ بسوزیم وبسازیم بعشق اگر آں شمع کند جلوہ بکا شانۂ ما

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

لیکن جب تک یہ فانی آنکھیں نہ دیکھیں تسلی نہیں ہوتی

ع: اے اجل باش کہ بایار پیامم باقیست (2)

ربِ کریم آپ کو پہلی جوانی، صحت وجرات عنایت فرمائے۔ غوثِ پاک آپ کو مائی زلیخا کی طرح نئی زندگی عنایت فرمائے تا کہ ہم جیسے تشنگانِ ازلی کیلئے قطرۂ آبِ حیواں زیرِلب رہے آمین ثم آمین۔

دیگر ہماری ہمشیرہ کنیز فاطمہ کی صحت کا حال لکھیں اپنی صحت کے متعلق احوال لکھیں برادرم محمد عبدالرحمن صاحب، ثانی صاحب، مائی مہر بھری، چچا صاحبان، ماسی مہراں، میاں قائم دین، عزیزم عارف وطارق، ہمشیرہ نور جہاں سب کو دُعا اور السلام علیکم ارسال ہیں۔

یہاں تمام اہلِ آستانہ کی طرف سے فرداً فرداً آپ کو السلام علیکم ارسال ہیں۔

والسّلام الفقیر محمد کرم حسین قادری

بمقام چک ۱۷ اڈا کھانہ چک ۱۷۵ تحصیل وضلع جھنگ

۱۔ ہمارے سینے میں ہمارے محبوب کا جلوہ ہے ہم بت پرست ہیں اور ہمارا دل ہمارا بت خانہ ہے۔

☆ اگر تم وصال کی رات کو ہمارے گھر آؤ تو ہم تم پر ناز کریں اور گھر تمہیں سونپ دیں۔

☆ اگر وہ شمع ہماری کٹیا میں جلوہ گر ہو تو ہم پروانے کی طرح عشق میں جلیں اور نباہ کریں۔

۲۔ اے موت ابھی ٹھہر جا کہ میرا محبوب کے ساتھ سلسلۂ گفتگو جاری ہے۔

(3) جناب مبارک علی نثار کے نام

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ   نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بمطابق ۱۱ جولائی ۱۹۷۹ء   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ   عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ (۱)

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ   عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِیْ (۲)

نثار تم ہو حجازی وتہامی عربی   اے ہمسایۂ رسولِ ہاشمی ومکی مدنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ   کروڑوں سلام اے ساکنانِ دیارِ حبیب

اے مبارک تم کو صد مبارک یہ ارض پاک تم کو سلامت تا قیامت ہو

میرے عزیز ہمیشہ اس دنیا کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھنا کہیں یہ دنیا دل میں گھر نہ کر بیٹھے۔ دُنیا جیب میں رکھنا، ہاتھوں میں رکھنا، سر پر رکھنا، آنکھوں پر رکھنا، حلال ہے، باعثِ برکت ہے لیکن دل میں رکھنا حرام ہے اور باعثِ عذاب ہے الامان والحفیظ۔ جتنے تک آپ کے پاس رہے اس کو شریعت وطریقت کے ہاتھوں سے خرچ کرنا تا کہ باعث برکاتِ دارین ہو۔ آمین ثم آمین۔

دنیا ہاتھ کی چیز ہے ہاتھ میں آئے اور ہاتھ ہی سے چلی جائے۔ دل صرف خانۂ خدا ہے۔ یہ صرف یادِ حق ذکرِ حق، مشاہدہ حق کیلئے ہے۔

دل گزرگاہِ جلیل اکبر است (۳)

مبلغ 3045 روپیہ کا چیک موصول ہوا۔ ایک دو ماہ کے بعد یہ پیسے ملیں گے کیونکہ کاغذات کا بڑا لمبا چکر ہوتا ہے یہ رقم سنتے ہی ہم نے مسجد کے برآمدہ کا پروگرام بنانا شروع کر دیا تا کہ آپ کے پیسے اچھی جگہ خرچ ہوں اور تیری میری نجات کا باعث بنیں۔ آمین ثم آمین

طفیلی حج وعمرہ بالکل جائز ہے اس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں اگر ہو سکے تو مجھ گنہگار کی طرف سے بھی عمرہ ادا کرلیں عین عنایت ہوگی ہم تو اُس دیارِ پاک کو ترس رہے۔

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی   جب خاک اُڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

بندہ بضعفِ پیری دوسرے بندہ سے روزے رکھا سکتا ہے۔ حج کرا سکتا ہے۔ یہ صحیح مسئلہ ہے۔ آپ نے خود بھی خط میں لکھا ہے کہ ایک عالم نے ہمیں اجازت دی ہے دوسرا اگر روکتا ہے تو اس کی کم علمی ہے۔

اچھا ضروری احکامات

فرائض خمسہ ،شرعی ،فرائض خمسہ قلبی باطنی یا فرائض طریقت

۱۔نفی اثبات۔باجلی بامعنی بالطائف یعنی کلمہ شریف۔

۲۔اسم اعظم۔باہر سانس بغیر لب ہلائے صرف خیال کے ساتھ پڑھنا۔

۳۔تصورِ شیخ۔ اخلاصِ قلب کے ساتھ۔

۴۔مراقبہ۔میں نے تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کیا فقط ذاتِ مرشد میرے ساتھ ہے۔

۵۔آدابِ مرشد حاضر وغائب۔جو کام مرشد کے حضور میں جائز ہیں ان کے خلاف نہ کرے غیب وحضور میں ایک جیسا مودّت رہے۔

پانچ فرائض تجلیاتِ ذات کیلئے ضروری ہیں۔

کبر	کینہ	حرص	ہوا	لھو
تکبر	دشمنی	ہوس	طمع	کھیل کود

ان کی پرہیز دل کے لئے فرض ہے ان پانچ اشیا سے دل صاف ہو محبتِ شیخ پھر محبت رسول ﷺ پھر محبت الٰہی جو ایک ہی چیز کے تینوں نام ہیں گھر کر جائے گی ہر طرف ہر سو، مُو بہ مُو یار ہی یار نظر آئے گا۔آمین یا الٰہُ العالمین ﴿بحق اِیّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن﴾ فقط والسّلام

نمی گویم کہ از عالم جدا باش ‏ بہر کارے کہ باشی باخُدا باش(۴)

باقی پھر جملہ اہلِ آستانہ کی طرف سے بہت بہت اس دیارِ پاک کو سلام

جب کبھی مدینہ شریف حاضری ہو تو یہ رباعی عرض کر دینا۔

ارے او میکدہ کے جانے والے ‏ ذرا کہہ دیجیو پیرِ مُغاں کو

شرابِ شوق کا کم ہوگیا کیف ‏ پلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو

کرم حسین قطبی قادری

چک 171 منگانی شریف ڈاک خانہ چک 175 تحصیل وضلع جھنگ پاکستان

۱۔ اے میرے مرید کسی سے مت ڈر۔اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔اُس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیتا ہوں۔﴿قصیدہ غوثیہ﴾

۲۔ اے میرے مرید! کسی بد باطن مخالف سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں مَیں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں۔﴿قصیدہ غوثیہ﴾

۳۔ دِل ربِّ جلیل کی گذرگاہ ہے۔﴿عارف رومؒ﴾

۴۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عالم سے جُدا ہو جاؤ بلکہ یہ کہ جہاں بھی رہو خدا کے ساتھ رہو۔

(4) پیر جاوید اقبال کے نام

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

دربار عالیہ طاہر آباد قادریہ غوثیہ منگانی شریف

برخوردار راحت جان، عزیزی جاوید اقبال ہمیشہ خوش رہو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کو داخلہ مل گیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا میڈیکل بھی اچھا ہو جائے گا اور مکمل تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ ہم نے یہاں اس خوشی میں ایک ڈبہ مٹھائی کا ماسٹر جعفر صاحب کو بھی کھلایا اور ہم نے بھی کھایا بڑی خوشی ہوئی ہم سب کی طرف سے آپ کو مبارک ہو۔ خوب دل لگا کر پڑھیں۔ اپنی رہائش کے متعلق آپ خود اچھا سوچ سکتے ہیں جہاں آپ کو سکون ہو وقت پر پڑھائی میں پہنچ سکیں۔ ملک ربنواز کی جگہ بھی پسند کریں یہاں چار، پانچ دُرویش رہتے ہیں اگر وہ جگہ پسند آجائے تو وہاں رہائش اختیار کر لیں جہاں آپ کو اچھا معلوم ہو۔

سنا ہے ہوسٹل بھی ہے کینٹین بھی ہے اور وہاں ارشاد صاحب کے ہاں اس وقت آپ رہ رہے ہیں جہاں مناسب سمجھیں رہائش رکھیں جس چیز کی ضرورت ہو خط لکھ دیا کریں فوراً مل جایا کرے گی پیسے کی ضرورت ہو، بستر وغیرہ یا کسی چیز کی ضرورت ہو ہر مہینے ملک احمد بخش کی گاڑی کراچی کا چکر لگاتی ہے اُس پر ہم بھیج دیا کریں گے باقی تعلیم حاصل کرنا آپ کا کام ہے۔ خوب محنت سے پڑھیں سنا ہے سات آٹھ سو روپیہ آپ کو سال کے بعد وظیفہ ملنا شروع ہو جائے گا آپ تو ماشاء اللہ بڑے آفیسر بن جائیں گے اور ہم سب فخر سے کہیں گے کہ ہمارا بیٹا آفیسر لگ گیا ہے بڑی خوشی کی بات ہے آپ سرگودھا بھی ایک خوشیوں بھرا خط لکھ دیں تاکہ تمھارے والدین کو داخلہ ملنے کی خوشی حاصل ہو دیگر کوئی کسی قسم کی ضرورت ہو تو پیسے کی پرواہ نہ کریں ہم بھیجتے رہیں گے اپنی بہتری کے لئے آپ زیادہ سوچ سکتے ہیں۔

والسلام دعا گو، کرم حسین قطبی قادری منگانی شریف

(5) جناب مبارک علی نثار کے نام

آستانہ قادری منگانی شریف نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

28-8-80

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی دوست دارِ چار یارم تابعِ اولادِ علی

مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیلؑ خاکپائے غوثِ اعظمؓ زیرِ سایہ ہر ولی

مبارک مبارک یا غلامِ غوثِ اعظم مبارک مبارک فی الکونین

اَلسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

رمضان المبارک اور عید الفطر کی مبارک ہو۔ حرم شریف کی پیاپے حاضری مبارک ہو۔ جو میری طرف سے عمرہ ادا کیا گیا یہ سعادت مجھ گنہگار کو بھی مبارک ہو اور آپ جیسے خوش خِصال، نیک کردار دوستوں کو بھی مبارک ہو۔ کُتبِ سلسلہ کا مطالعہ اور لگن بھی مبارک ہو۔ نوافل کے ساتھ خدا کا مقرب ہونا بھی مبارک ہو۔ اللہ کریم کا فرمان ہے ﴿وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ ...... الیٰ آخرہٖ﴾ بخاری و مسلم میں ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا اقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ جو کچھ وہ مجھ سے مانگتا ہے میں فوراً اسے دیتا ہوں۔

سبحان اللہ بڑا بلند مرتبہ ہے نوافل کا لیکن نوافل کی قضا واجب نہیں بلکہ باطنی اشغال عشق و یاد و ذکرِ خفی سے قضا کو ادا کرو۔ تاکہ ظاہری اور باطنی دونوں اذکار جاری رہ سکیں کہیں ایسا نہ ہو کہ شریعت کے سندان سے حقیقت کی قندیل ٹوٹ نہ جائے بلکہ

بر کفے جامِ شریعت بر کفے سندانِ عشق ہر ہوسنا کہ نداند جام و سنداں باختن (۱)

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ﴿عَلمُ الظاھر عین الانسانِ عِلمُ الباطن نوُر العین اَلعینُ بلا نُورٍ عُمیٌ﴾ علمِ ظاہر انسان کی آنکھ ہے۔ علم باطن آنکھ کا نُور ہے اور آنکھ نُور کے بغیر اندھی ہوتی ہے۔ ظاہر میں نفل ہو باطن میں وصل ہو۔ ظاہر با کار باطن با یار اِلَا اختِصار تھوڑے کو بہت سمجھیں۔

دیگر عرس مبارک یکم ہاڑ اور یکم پوہ کی بجائے یکم اسوج کو رکھ دیا جو کہ ۱۶ ستمبر کو نہایت رونق کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے تقریباً دو ہفتے باقی ہیں۔

دیگر آپ کا ارسال کردہ گیارہ صد روپے کا ڈرافٹ موصول ہوا اللہ تعالیٰ آپ کا ایثار قبول فرمائے۔ آپ جیسے

صاحبِ ثروت اور صاحبِ استعداد حضرات کو دینا چاہیے اور غربا کو لینا درست ہے اور ہم جیسوں کو آپ سے لے کر فقراء کے لیے وقف کرنا درست ہے

﴿اُمراسے لو اور غُربا کو دو﴾

جو روپیہ پیسہ کو راہِ حق میں ختم کرتا ہے وہ اپنے نامۂ اعمال میں سے لفظ جہنم کو ختم کرتا ہے۔﴿علیٰ ھٰذا القیاس بفضلہٖ تعالیٰ﴾ یہ توفیقِ رفیق اور یہ عمل تا زیست جاری رہے۔

دیگر جملہ اہلِ آستانہ فرداً فرداً السلام علیکم ارسال کرتے ہیں۔ ہمارا ایک عزیز ۲۱ ستمبر کو جدہ شریف میں حج کے لیے پہنچے گا اگر کوئی ٹیلی فون نمبر بھیج دیں تو وہ آپ کو مل سکے گا اور اگر کوئی چیز یہاں سے منگوانی ہو تو وہ بھی آپ کو وہ پہنچا دے گا۔ جلدی جلدی مطلع فرمائیں۔

(۲) ہوش دم دم دار اے مردِ خدا　　یک نفس یک دم مباش از حق جدا
پاس دار انفاس اے اہلِ خرد　　تا تُرا ایں قافلہ منزل بُرد

والسّلام!　　فقیر محمد کرم حسین آستانہ قادری منگانی شریف
چک ۱۷۱۔ ڈاک خانہ چک ۱۷۵۔ تحصیل و ضلع جھنگ

(۳) چوں ہر ساعت از تو بجائے رود دِل　　بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی
گرت مال و جاہ ہست و زرع و تجارت　　چوں دل با خدا ہست خلوت نشینی

۱۔ ایک ہاتھ پر شریعت کا پیالہ ہو جبکہ دوسرے ہاتھ پر عشق کا ہتھوڑا ہو۔ وہ آپس میں ٹکراتے رہیں لیکن نہ پیالہ ٹوٹے اور نہ ہتھوڑا رکے۔

۲۔ اے مردِ خدا! ایک ایک سانس خدا کو یاد رکھ۔ عقل مند آدمی پاس انفاس سے ایک دم بھی غافل نہیں رہتا حتی کہ وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

۳۔ اگر تیرا دل ہر لحہ ادھر اُدھر پھرتا ہے تو تنہائی میں تمہیں یکسوئی حاصل نہ ہوگی۔
اگر تیرے پاس مال و دولت، عزت و شان، کاروبار، زمین موجود ہو لیکن تیرا دل خدا کے ساتھ ہو پھر بھی تجھے یکسوئی حاصل ہے۔

(6) جناب مبارک علی نثار کے نام

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

مئی 1984ء بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اخی المکرّم مبارک علی نثار صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا مراسلہ ملا بیماری کی وجہ سے دیر سے جواب دیا جا رہا ہے۔

عزیزم! اپنی زندگی کو اللہ ورسول ﷺ اور مرشد کے لئے وقف کر دو طبیعت میں سکون ہو یا حجاب ہو دونوں حالات میں سستی سے گریز فرماویں۔ انسان کے جسم میں خصلتیں ہیں ایک ملکی، ایک حیوانی۔ جب انسان پر فرشتے والی خصلت عود (۱) کرتی ہے تو عبادت وریاضت کو جی چاہتا ہے۔ جب حیوانی خصلت عود کرتی ہے تو درندوں جیسے انسان میں خیالات پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں لیکن دونوں موقع پر مرشد کا حکم مت بھولو۔ اگر سرور ہو تب بھی ٹھیک ہے اور اگر عبادت میں بے سکونی اور سستی ہو تو بھی مت چھوڑنا۔ ﴿اَلَّذِیۡنَ یَعۡبُدُوۡنَ طَوۡعًا اَوۡ کَرۡھًا﴾ (۲) وہ لوگ جو خوشی اور غمی میں رب کی عبادت نہیں چھوڑتے قرآنِ حکیم میں ہے ﴿وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ کَرۡھًا﴾ (۳)

آپ نے مسئلہ لمبا چھیڑا ہے سکون اور بے سکونی عبادت میں آتی رہتی ہے تاکہ اچھی چیز کی قدر ہو اور بری چیز سے نفرت ہو اور انسان کو پہچان ہو جائے جیسے اگر رات ہو تو دن کی فضیلت تب معلوم ہوتی ہے۔ بدبو دیکھے تو خوشبو کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ بھوک دیکھے تو غذا کی قدر معلوم ہوتی ہے بحرحال خدا خوش رکھے یا امتحان میں ڈال دے اس سے منہ مت پھیرنا اس کی یاد کرنا۔ ﴿وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴾ (۴) اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

جملہ اہلِ آستانہ کی طرف سے آپ کو السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ ارسال ہیں۔

والسّلام کرم حسین فقیر قادری منگانی شریف

۱۔ مُراجعت۔ لوٹنا

۲۔ غالبًا یہ کسی حدیث مبارک کے الفاظ ہیں۔

۳۔ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے ﴿پ ۱۳: ع ۸﴾

۴۔ ﴿پ ۲۸: ع ۱۲﴾

(7) ملک محمد رب نواز کے نام

از ملتان شریف نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

5-6-85 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

میرے ہمسفر اَخی الۡمُعۡتَبَر جنابِ معتمر صاحب

ملک محمد ربنواز فِی مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ (۱)

از حرف فقیر پر تقصیر محمد کرم حسین حنفی القادری

آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد از بصد مبارک عمرہ وزیارۃ نہایت نیک تمنائیں آپ کو ارسال ہیں۔ پھر دوسری خوشی کہ آپ نے ہمارے ساتھ مل کر یا ہم نے تمہارے ساتھ مل کر سعادتِ عمرہ حاصل کی۔ آپ نے عمرہ کے ساتھ ساتھ جو خدمت کا بارِ گراں اٹھایا اور ہماری معذوری کو سہارا دیا آپ کو ۱۰۰ عمرے کا صلہ ملنا چاہیے اس لیے آپ بہت بڑے معتمر ہیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

یہاں تمام اہلِ آستانہ کی طرف سے آپ کو السلام علیکم ارسال ہیں۔ وہاں پر میری بہو بیگم گل زردہ فاطمہ، عصمت بی بی، محمود حیدر، منصور حیدر، ملک حق نواز، چھوٹی منی کا نام بھول گیا ہوں (نازیہ) عزیزم جاوید اقبال صاحب کو بہت بہت السلام علیکم ارسال ہیں۔ ملک شیر باز اینڈ برادران، بھائی خالد اینڈ سوسائٹی سب کو السلام علیکم ارسال ہیں۔

والسّلام الفقیر محمد کرم حسین حنفی القادری

میں فی الحال نشتر کالج ملتان میں زیرِ علاج ہوں۔ عنقریب گھر واپس چلا جاؤں گا۔

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جان مدینے میں اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

---

(۱) سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور ﴿پ۲۷: ع۱۰﴾

(8) پیر سخی حسین صاحب کے نام

حال ساکن ملتان شریف نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

25-12-85 بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

برخوردار نورِ جان عزیز از جان سخی حسین نور العین حافظ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ

اسعدک اللہ تعالیٰ فی العالمین فی الدنیا و فی الدین۔ آمین ثمہ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شاید کافی دنوں بعد آپ کو مخاطب ہو رہا ہوں جس کی وجہ علالت ہے لیکن دِل میں اس بیماری کا کوئی اثر نہیں دِل میں آپ کی حاضری ہر وقت موجود ہے۔ اَلْقَلْبُ یَھْدِیْ اِلَی الْقَلْبِ (۱) رب و رسول ﷺ آپ کو دین و دنیا کی حسناتِ طیبات سے مالا مال فرمائے گا یہ دعا میری طرف سے بھی اور تیرے نانا جان نے تجھ کو اپنے سینے پر کھڑا کر کے یہ دعا دی تھی جو ضرور بر ضرور بفضلِ خدا اور رسول ﷺ پوری ہو کر رہے گی آپ کسی قسم کا فکر نہ کیا کریں۔

میرے لیے اللہ اور رسول ﷺ مرشد و والدین کے بعد پیارے بیٹوں کی جگہ علامہ امداد حسین ہیں وہ بچپن سے خوش نصیب انسان تھے۔ پڑھائی میں بی اے تک اُس نے میری نافرمانی نہیں کی جس مدرسہ یا کالج میں دھکیل دیتا بے چون و چرا حکم مان کر روانہ ہو جاتا۔ بی۔ اے کے بعد وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا۔ اس کا ستارہ اور اقبال بلند تھا اور آئے دن ترقی کرتا گیا۔ اب علامہ صاحب کے متعلق تو میں یہ کہتا ہوں کہ نہ وہ میرے بیٹے ہیں اور نہ بھائی ہیں بلکہ ایک نہایت کریم النفس اور میرے سے باطنی حالات میں پاکیزہ ہیں سبقت لے گئے ہیں مجھے بہت خوشی ہے۔

اس کے بعد باقی لوگ جو ہیں ان میں سرفہرست سخی حسین اور بس سخی حسین ہے میں تم کو اپنا سب سے پیارا فرزند سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ یہ ایک حقیقت ہے دعا کرتے رہا کریں اللہ تم کو میرے دل میں اسی مقام پر رکھے۔ آپ میرے صرف فرزند نہیں سب کچھ ہیں۔ ہمارے مذہب کی طریقت و حقیقت کا علم آپ کو دے دیا گیا ہے اب قدرت نے شریعت و عمل حاصل کرنے کے لیے آپ کو اپنے چھوٹے ماموں جان علامہ صاحب کے پاس بھیج دیا گیا ہے ان کی خدمت کریں شریعت کے عوامل سیکھیں میری طرح ان کی عزت کریں حق تعالیٰ نے وہاں آپ کو ہدایت دین اور

(۲) ﴿فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (سورہ جمعہ)

یعنی رزق اور ہدایت کے لیے ایک سنہری موقع دیا ہے اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیں یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔

حق ترا اگر دہد ہدایت دیں — بندہ را اجتہاد باید کرد

اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے دین و دنیا کی ہدایت دی ہے تو بندہ بن کر اس میں اجتہاد اور سوچ سمجھ سے کام لینا۔

(۱) دین کے متعلق مذہب حنفی شریعت سیکھو اور طریقت میں مسلک قادری پر کاربند رہو۔

(۲) دنیا کے متعلق آپ کے اوپر ایک بہت ذمہ داری ہے آپ کو جو کچھ رقم حاصل ہو اس کو ہرگز ضائع خرچ نہ کریں کپڑوں کی کوئی ضرورت نہیں پیسے وہیں جمع کرتے رہو آپ کو وہاں چادر قمیض بھیجنے کے لیے نہیں بھیجا گیا میرے پوچھے بغیر آپ کو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کو اگر وہاں قدرت 5 سال بھی رہنے کا موقع دے تو دریغ ہرگز نہ کریں میں نے یہاں جس مدرسہ کی بنیاد رکھی ہے میرے بعد مجھے اللہ اور رسول کے بعد صرف مظہر حسین اور سخی حسین پر بھروسہ ہے آپ کے پاس اتنی رقم ہو کہ

آپ کسی کے دستِ نگر نہ ہوں اپنی آ کر زمین خرید سکیں جس سے آپ کے بال بچوں کا بھی گزارا ہو سکے اور کچھ درس کی خدمت بھی ہوتی رہے۔ کبھی مریدوں کی طرف نہ دیکھنا پڑے۔ (الکاسب حبیب اللہ)(۳)

اب نور حسین، کرم حسین، گل فردوس کی قبریں شاید منگانی شریف میں بنے گئیں ہماری قبروں کے اوپر قرآن پڑھانے کے لیے آپ کو اتنے لمبے سفر پر بھیجا گیا ہے خدانخواستہ اگر فوری ملاقات کی ضرورت پڑ بھی جائے تو بندے کے پاس پیسہ ہو تو وہ دن میں یہاں آ کر مل سکتا ہے۔ میں علامہ صاحب کو آپ کی سفارش کروں گا وہ آپ کو تنخواہ کے علاوہ اپنے بزنس میں بھی کچھ حصہ دار بنالیں گے لیکن سب سے پہلے یہ سمجھیں

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾(۴)

میرے آقا مدنی تاجدار تجارت کے لیے شام کے ملک تک چلے جایا کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال بھیڑیں چرائیں اپنے پیرو مرشد یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی۔ آپ بھی محض دین کی خاطر اپنے ماموں جان علامہ صاحب کی نوکری کریں اور فرمانبردار بیٹے بن کر دکھائیں۔

لطیفہ:۔ حضرت سری سقطی اور جنید بغدادیؒ ماموں بھانجا تھے، حضرت بابا فریدؒ اور علی احمد صابرؒ ماموں بھانجا تھے۔ تم اور ہم بھی ماموں بھانجا ہیں دیکھو لاج رکھنا۔

والسّلام

فقیر کرم حسین عفی عنہٗ

(9) درویشانِ کوٹ بلوچ کے نام

۶۸۷

برخورداران میاں نذیر احمد نمبردار، بشیر احمد نمبردار، میاں محمد علی قادری گلشن دام اقبالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

واضح ہو کہ میاں جان محمد و محمد شفیق چکوڑی والے محمد منظور کے رشتے میں کچھ ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہیں آپ کو ضرور بر ضرور ایک دوسرے کے ساتھ، ایک دوسرے کے پیچھے لگائیں یہ دونوں مل کر رشتہ کریں دونوں میرے مرید ہیں یہ ایک دوسرے سے ناراض نہ ہوں۔ اول تو شفیق احمد اپنے ماموں کے پیچھے ہو جائے اگر وہ ضد کرے تو میاں جان محمد کو اس کے پیچھے لگا دیں۔

آپ کسی کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیں ہمیں دنیا کے کاموں میں دین کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہم کسی پر ناراض نہیں ہیں بلکہ دعا کرتے ہیں کہ دونوں فریق کی رسائی ہو جائے۔ آمین

مظہر حسین بیمار ہے کل اُس کا آپریشن ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو صحت کاملہ عطا فرماوے۔ سب پیر بھائیوں کو سلام ارسال ہیں۔

الفقیر محمد کرم حسین قادری جھنگ

(10) جناب مبارک علی نثار کے نام

24-4-88 بسم اللہ الرحمن الرحیم ۸ رمضان المبارک

عزیزم برخوردار مبارک علی نثار صاحب اللہ کریم کے فضل سے تیری جان رب ورسول پر نثار ہو۔

وعلیکم السلام ثمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مراسلہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی آپ برائے مہربانی وظیفہ جاری رکھیں جب دوسرا دور ختم ہو جائے تو پھر ختم کر دیں یہ وظیفہ آپ کے لیے دنیا میں باعث صد برکات و آخرت کے لیے بینک بیلنس ہے جو کام آئے گا ۔ دوسرے ۱۴ دن بعد جو جی میں آئے دعا مانگ لیں قبول ہو گی۔

(۲) جلاد تیرا نفس ہے۔ تیرے تین اعضاء دنیا کی چار دیواری میں محبوس ہو کر نفس کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں دو اعضاء دنیا کی دیوار کو پھلانگ کر دنیا اور نفس کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچ گئے جو شکل تو نے اپنی چارپائی دیکھی ہے وہ تیرا قلب یعنی ایمان ہے جو زندہ وسلامت ہے اور انشاء اللہ زندہ اور سلامت رہے گا اور نفس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا لیکن قوت مدرکہ، قوتِ شامہ، قوتِ لامہ نفس کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں ۔قوت باصرہ اور قوتِ ناطقہ ابھی تک سلامت ہیں ۔اب جب اس کے الٹ خواب آئے گا تو حالت اچھی ہو جائے گی۔

(۳) سید والا واقعہ کہ ٹڈی تمہارے پاس ہے یعنی تیرے پاس ابھی خزانہ کافی ہے تمہیں مجھ سے کوئی چیز پوچھنے کی ضرورت نہیں جب تم غور کرو گے تو تعبیر کی سمجھ آجائے گی ۔عبادات میں خشوع اور رونا دھونا شروع کرو حالت جلدی بدل جائے گی اور سرور آئے گا۔

دنیا پیسہ روپیہ دولت کو اپنا نہ سمجھو بلکہ یہ سب خدا کا مال ہے اور ہمارے اشارے کے مطابق خرچ کیا کرو ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾

ہم نے رمضان شریف کو بڑے دھوم دھام سے منانے کا پروگرام بنایا ہے ۔ایک کار اسی (۰۸) ماڈل خریدی ہے۔ تمام درباروں پر حاضری دینے کا پروگرام ہے آپ بھی رمضان شریف پورے شوق سے عبادت میں گزاریں جملہ اہلِ آستانہ کی طرف سے آپ کو بہت بہت السلام علیکم ارسال ہیں۔ جواب جلدی دیں

والسلام مع الاکرام فقیر کرم حسین خادم الفقراء منگانی شریف

(11) حاجی محمد نواز قادری کے نام

مدرسہ قرآن محل

7-8-90

برخوردار گلِ گلزار غوثیہ محمد نواز قادری زاد اللہ شوقہٗ

السلام علیکم ورحمت اللہ!

مزاج بخیر واضح ہو کہ میں نے اپنی طرف سے آپ کو خط لکھنے میں دیر کی ہے چونکہ نور العین محمد طاہر حسین اور شہباز آپ کو خط لکھتے رہتے ہیں اور آپ کے حالات میں سنتا رہتا ہوں ۔اب سخی حسین انگلینڈ سے آئے ہوئے ہیں ان کے ذریعے ہر یار دوست سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔

ظاہر میں خوب محنت کر کے دنیا کماؤ باطن میں اپنے ولی اور نبی سے محبت رکھیں جنہوں نے آپ کو بلایا ہے ان سے نیک سلوک رکھیں اگر وہ لوگ آپ سے کوئی خاص مطلب مانگیں تو ماسوائے شادی اور نکاح کے کسی قسم کا انکار نہ کیا کریں اگر نکاح یا طلاق کا کوئی سوال ہو تو میرے مشورے کے بغیر ہرگز کوئی قدم نہ اٹھانا تاکید مزید ہے۔

پانچ وقتی نماز ظاہری اور اسم ذات نماز دائمی و باطنی کو ہرگز نہ چھوڑیں یہ دنیا صرف چند روزہ ہے پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا باقی سب خیریت ہے۔اہل آستانہ اہل طریقت سب کی طرف سے آپ کو السلام علیکم

آپ کو تازہ خبر سنائیں عزیزم اختر حسین کی شادی ہوگئی ہے لہٰذا انکی تنہائی کے دن کٹ گئے اور اب طبیعت خاطر مشغول اور مصروف اور مسرور زندگی گزار رہے ہیں لہٰذا آپ کو مبارک ہو۔

میں جھنگ میں رہتا ہوں آپ کی والدہ یہاں میرے پاس آئی ہوئی ہے اور آپ کا بھائی ممتاز بھی آتا رہتا ہے آپ کو سلام کہتے ہیں ۔اپنے حالات سے ہر مہینے مطلع کرتے رہا کریں۔

والسلام مع الاکرام دعا گو فقیر محمد کرم حسین حنفی القادری

میرا پتہ یہ ہے۔ مہر سرفراز احمد اینڈ کو کمیشن شاپ غلہ منڈی جھنگ صدر فقیر محمد کرم حسین قادری کو ملے۔

وظائف و اوراد

یہاں پر چند وظائف و اوراد تحریر کیے جاتے ہیں جو بعض یاران طریقت کو حضور قبلہ عالمؒ نے وقتاً فوقتاً تلقین فرمائے اگرچہ حضور کے ارشادات با کثرت تھے لیکن ہم محفوظ نہ کر سکے۔آپ روزانہ ہر شخص کو حسب حال کچھ نہ کچھ تلقین فرماتے رہتے تھے۔

1- وظیفہ سورہ فاتحہ: طریقہ: سورہ فاتحہ بمع بسم اللہ شریف نماز فجر کی سنت کے بعد اور فرض سے پہلے پڑھے پہلے دن ایک دفعہ' دوسرے دن دو دفعہ' تیسرے دن تین دفعہ' اسی طرح ہر روز ایک بڑھاتا جائے جب اکتالیسواں دن آئے تو اکتالیس بار پڑھے۔

پھر اول' آخر درود شریف پڑھ کر ہمیشہ سورہ فاتحہ پڑھے اور ہر قسم کی امراض و تکلیف کے لیے دم رکھ سکتا ہے انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

2- وظیفہ سورہ مزمل: طریقہ: بعد از نمازِ عشاء نوافل میں پہلی شب ایک مرتبہ' دوسری شب دو مرتبہ' تیسری شب تین مرتبہ' اس طرح ہر روز ایک بڑھاتا جائے۔ جب اکتالیسویں شب آئے تو اکتالیس بار پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے۔

ظاہری و باطنی کشائش اور برکات کے لیے مفید ہے۔

3- وظیفہ درود غوثیہ: طریقہ: اَللّٰھُمَّ صَلِّے عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ.

پچاس تسبیح صبح اور پچاس تسبیح شام یعنی پانچ ہزار صبح اور پانچ ہزار شام کو اس طرح ایک لاکھ بار پڑھنا ہے۔ اور یہ وظیفہ رمضان المبارک میں کرنا چاہیے۔

4- نوافل:

1: ہدیۃ الرسولؐ: پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ، سورہ والضحیٰ اور دوسری میں سورہ الم نشرح پڑھیں۔

2: حقوق الشیخ اور حقوق الوالدین: ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص پڑھیں۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ یہ نوافل روزانہ پڑھیں یا ہفتہ میں ایک بار، یا مہینہ میں ایک بار، نہیں تو سال میں کم از کم ایک بار تو ضرور پڑھنے چاہئیے۔

5- دعائے استخارہ: طریقہ: باوضو با خشوع و خضوع رات کو سونے کے وقت یا بعد از نماز تہجد پڑھیں اور دعا میں خالی جگہ پر اپنی حاجت یا مدعا کا نام لیں انشاء اللہ بہت جلد مقصد حاصل ہو جائے گا۔ نیز مقصد بر آنے تک اس کا معمول جاری رکھیں۔ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَ لُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ' اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ ( ) خَیْرٌ" لِیّ فِیْ دِیْنِیْ وَمُعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ ( ) فَعَاجِلُہٗ وَ آجِلُہٗ فَاقْدِرہُ لِیْ وَ یَسِّرہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِلَّا فَاصْرِفْ عَنِّیْ وَیَسِّرْ لِیْ الْخَیْرَ وَحَیْثُ کَانَ مَا کُنْتَ وَرَفِّنِیْ قَضَائِکَ یَااَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ.

وفات شدہ بزرگوں کی زیارت کے لیے وظیفہ:

طریقہ: قرآن حکیم کے آخری پارہ کی چار سورتیں

1- والشّمس۔ 2- والیل 3- والضحیٰ 4- الم نشرح

زبانی یاد کر لے یا دیکھ کر پڑھے بعد از نماز عشاء سات مرتبہ اول و آخر درود شریف پہلے سات مرتبہ والشّمس پھر سات مرتبہ والیل پھر سات مرتبہ والضحیٰ پھر سات مرتبہ الم نشرح پڑھ کر انبیاء و اولیاء یا اپنے بزرگوں میں سے جس کی زیارت کا شوق رکھتا ہو اس کی روح کو ایصالِ ثواب کر کے سو جائے انشاء اللہ سات رات کے اندر اندر مقصود پالے گا بعض دفعہ زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں تو مقصد بر آنے تک اس کا معمول رکھے۔

وظیفہ زیارت حضور قبلہ عالمؒ: حضور اپنے وصایا میں تحریر فرماتے ہیں ''سات رات دس تسبیح درود شریف اور دس تسبیح قل شریف پڑھ کر اس فقیر کی روح کو ایصالِ ثواب کر کے سو رہے دن کو غیر شرح کام سے بالکل پرہیز رکھے انشاء اللہ العزیز سات رات کے اندر اس فقیر کی زیارت نصیب ہوگی۔

تصورِ شیخ: ایک دُرویش نے عرض کی میرا تصورِ شیخ نہیں پکتا۔ فرمایا'' باوضو ہو کر تشہد کی حالت میں بیٹھیں۔ اول تین بار تیسرا کلمہ پڑھیں پھر با آواز بلند جلّی ماریں اور تصور کریں۔ نہیں تو دوسری مرتبہ اس عمل کو دہرائیں اگر پھر بھی تصور نہ آئے تو اس عمل کو تیسری مرتبہ دہرائیں۔ انشاء اللہ مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

وظیفہ برائے قلبِ سلیم: شیخ ابوبکر کتانی علیہ الرحمتہ کو نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے خواب میں فرمایا ''اکتالیس بار یا حیی یا قیوم یا اکتالیس بار لا الہ الا انت پڑھے گا تو ربِ کریم کے حضور قلب سلیم لے کر حاضر ہوگا۔

وظیفہ برائے روزی: ایک درویش نے فاقہ کشی سے متعلق عرض کیا کہ بہت غربت ہوگئی ہے روزی کا کوئی وسیلہ بن جائے حضور نے فرمایا یہ شعر یاد کر کے ہر روز بطور وظیفہ پڑھا کرنا انشاء اللہ تنگی نہ رہے گی وہ شیخ سعدی کا یہ بیت تھا۔

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما   کہ ہستم اسیر کمندِ ہوا

حرص و ہوس کے خاتمہ کے لیے: جو بندہ روزانہ چالیس مرتبہ یہ دُعا پڑھے گا حرص و ہوس سے نجات پائے گا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْأَلُکَ اَنْ یُّحیَ قَلْبِی بِنُورِ مَعرِفَتِکَ اَبَدًا۔

عملیات

1- ناموافق پانی کو سلام: جس جگہ کا پانی انسان کو موافق نہ ہو تو اس پانی کو آبِ زمزم کا سلام پہنچایا جائے تو پانی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

2- کاٹنے والے کتے سے بچنا: کاٹنے والے کتے کو سگِ اصحابِ کہف کا سلام دیا جائے اور ''وَ کَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ۔ (پ15 ع14) پڑھ کر پھونکا جائے تو کتا کچھ نہیں کہتا۔

3- درد اور تکلیف کے لیے دَم: فرمودہ محمد ابنِ سماکؒ ہے۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (پ15 ع12) پڑھ کر

تمام تکلیف پر ہاتھ رکھ کر دم کریں انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

4- طوفان اور آندھی کے نقصان سے بچنا: جب طوفان اور آندھی آئے تو وہ جس طرح سے اٹھ رہی ہو اُسی طرف سے اپنی انگلی سے آسمان پر تین بار کلمہ شریف لکھنے سے وہ ٹل جاتی ہے آتی ضرور ہے لیکن نقصان دہ نہیں ہوتی اور طوفان کی شدت اس علاقہ کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔

5- بُرا خواب دیکھے تو یہ کلمات پڑھے: ایک شخص نے عرض کی حضور میں نے رات کو بہت بُرا خواب دیکھا ہے جس کا خوف اب تک میرے دل سے نہیں نکلا۔ حضور نے فرمایا جب کوئی بُرا خواب دیکھے تو بیدار ہونے کے بعد بائیں طرف تین بار تھوکے پھر وضو کرے اور قبلہ رخ ہو کر تین بار تیسرا کلمہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَحْضُرُوْن.

6- بچوں کو دم کرنا: حضور قبلہ عالمؒ ہمیشہ بچوں کو یہ کلمات عالیہ پڑھ کر دم فرماتے اور ارشاد ہوتا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ حضرات حسنین کریمین کو یہ دَم فرمایا کرتے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ تَآمَّةٍ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّآمَّةٍ

7- بچوں کے ڈر جانے یا رونے کے لیے دَم یا تعویز: بسم الله الرحمن الرحیم اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامه كُلِّها مِنْ شَرِّمَاخَلَقَ بِسم اللهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شِىٌ'' فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّماءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یہ پڑھ کر دم کر دیں یا تعویذ دیں۔ تو بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔

8- برائے شقیقہ وناف: یہ آیہ مبارکہ لکھ کر ناف پر باندھیں یا سر کی مخالف سمت جہاں درد ہو رہا ہو۔

وَلٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ. (پ 10 ع12) اور یہ معمول میرے دادا بزرگوار حضور حافظ پاکؒ کا بھی تھا۔

9- سانپ کے ڈسنے کے لیے دَم: درج ذیل آیت مبارک اور یہ اشعار پڑھ کر خبر لانے والے کو پانی دم کر کے پلا دیں تو انشاء اللہ سانپ کا ڈسا ٹھیک ہو جائے گا۔

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسىٰ. فَاَلْقٰهَا فَاِذَاهِىَ حَيَّةٌ'' تَسْعىٰ. قَالَ خُذْهَا وَلَاتَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلىٰ.

کہے خدا سُنے محمد سانپنی کی وِس کیسی ہے
نبی پیارا ہانک پُکارے جان بچے گھر بیٹھے کی

جو کوئی اس کی خبر لے آوے پانی دم کر دیجئے جی
ایہہ پیوے تے اُوہ چُھٹ جاوے ہُدیٰ ابوالصمد کا جی

10- بچھو کاٹنے کا دَم: ایک چٹکی نمک پر سات مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کر ایک گھونٹ پانی میں ملا کر جہاں بچھو نے ڈسا ہے اس کی مخالف کان میں بھر دیں پانچ منٹ بعد پانی انڈیل دیں اگر درد ابھی ہو تو دوسری مرتبہ اسی عمل کو دہرائیں نہ رُکے تو تیسری مرتبہ انشاء اللہ درد سے آرام آ جائے گا۔

11۔ بواسیر کے لیے نوافل: ایک درویش نے عرض کی حضور! میرے بچے کو بواسیر ہو گئی ہے فرمایا نئی ہے یا پرانی عرض کی نئی ہے فرمایا نماز پڑھا کرے اور نماز فجر کی سنت میں پہلی رکعت میں سورہ الم نشرح اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑھا کرے۔ جبکہ نماز عشاء کے وتر میں پہلی رکعت میں سورہ الم نشرح، دوسری میں والتین اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھ کر رفع یدین کرے۔ یہ وظیفہ 21 روز کا ہے اگر ختم نہ ہو تو اکتالیس روز پڑھیں انشاء اللہ شفاء حاصل ہو گی۔

12۔ دانت کے درد کے لیے نفل: جس کے دانت میں درد ہو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور خواجہ اویس قرنی کے ملک کرے پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری میں سورہ کوثر پڑھے انشاء اللہ درد جاتا رہے گا۔

مختلف امراض کے لیے حضور قبلہ عالمؒ کے نسخہ جات

1۔ فلو (نزلہ) کے علاج کے لیے: ایک شخص نے عرض کی مجھے عرصہ سے نزلہ کی شکایت ہے جو ٹھیک نہیں ہو رہا۔ حضور نے فرمایا۔ چائے کے قہوا میں لیموں نچوڑ کر پی لے انشاء اللہ دو تین بار پینے سے نزلہ ٹھیک ہو جائے گا۔

2۔ سال بھر تے سے بچنا: ماہ چیت کی پہلی تاریخ کو حضور اکثر راقم السطور کو ایک چمچ ساگ نہار منہ کھانے کو فرماتے پھر آم کا بُور جو اُس وقت پیدا ہو رہا ہوتا ہے فرماتے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر دونوں ہتھیلیوں کو زور زور سے ملو۔ اس سے سال بھر نہ تمہارا جی متلائے گا نہ تے آئے گی (بار بار آزمودہ ہے)

3۔ کھانے سے پہلے اور آخر میں نمک کا استعمال: حضور قبلہ عالمؒ کھانا کھانے سے پہلے اور آخر میں تھوڑا سا نمک کھانے کی تلقین کرتے اور فرماتے اس میں ستر امراض کی شفا ہے جن میں ادنیٰ کوڑھ، جذام اور برص وغیرہ ہے۔ حضور کا یہ ارشاد اس حدیث مبارک کے مطابق ہے جسے صاحب نزھۃ المجالس میں یوں لکھا ہے۔

فرمایا جب تو کھانا کھائے تو نمکین سے شروع کر اور نمکین پر ختم کر کیونکہ نمک سے ستر بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان بیماریوں میں سے پہلی کوڑھ، برص، گلے کا درد، داڑھوں کا درد اور پیٹ کا درد ہے۔

4۔ شہد کا استعمال: حضور فرماتے جو آدمی ہر روز دو انگلیاں شہد میں ڈبو کر چاٹ لے تو اسے ستر امراض سے شفاء ملے گی۔

5۔ دانت کے درد کا علاج: مدار (اَک) کا دودھ چار پانچ قطرے لے کر برابر دیسی گھی ملا کر گرم کر لیں جب دودھ سرخ ہو جائے گا اور گھی اوپر آ جائے گا۔ اس میں روئی بھگو کر دانت کی کھوڑ میں رکھنے سے بالکل آرام آ جائے گا۔

6۔ نسخہ برائے شبکوری (رات کو نظر نہ آنا) بکرے کے کلیجے میں دو ایک پپلی (فلفل دراز) گاڑھ کر آگ پر رکھیں یعنی کلیجہ بھون لیں۔ مگر احتیاط رہے کہ جو پانی گرم ہونے سے نکلے وہ کسی چیز میں لے لیں۔ بس وہی پانی درکار ہے۔ قطرہ قطرہ ایک دن میں تین چار بار آنکھ میں ڈالیں انشاء اللہ اسی رات کو بینائی درست

ہو جائے گی۔

7- خارش کا علاج : 1- تمباکو 2- ہرل 3- نیم کے پتے 4- اکڑے کے چھوٹے پتے 5- اجوائین خراسانی۔

ہم وزن پانی میں اُبال لیں جب آدھا پانی رہ جائے خارش والی جگہ کو دھودیں دوسری یا تیسری دفعہ خارش بالکل ختم ہو جائے گی۔

8- نسخہ برائے شوگر: بکائن کے پتے یا دھریک کے پتے 1- تولہ۔ کیکر کے نرم پتے 1- تولہ۔ گُلی بادام 9 یا دس عدد۔ سونف 6 ماشہ کالی مرچ 6 عدد۔

سردائی بنا کر صبح اور شام کھانے سے قبل 4 دن پیئے۔ پھر ڈاکٹر سے ٹیسٹ کرائیں ایک دو دفعہ کرنے سے آرام آ جائے گا۔

یا تین پتے سفیدہ کے ایک پاؤ پانی میں رات کو بھگو کر صبح پانی پی لیں۔ شوگر ختم ہو جائے گی اور ڈاکٹر محمد نواز سکنہ میرک شریف کو شوگر کا علاج کچھ اس طرح تلقین فرمایا۔ سفیدہ کے سات پتے لیکر درمیان سے پتوں کو چیریں اور لمبائی کی سمت سے چیریں یہ چودہ حصے بن جائیں گے۔ سات پتوں پر درود شریف پڑھ کر پانی کے پیالہ میں بھگو دیں۔ جو صبح کو بھگوئیں، شام کو ان کا پانی پی لیں اور جو شام کو بھگوئیں ان کا پانی صبح کو پی لیں اور پتے چلتے ہوئے پانی میں بہا دیں۔ یہ عمل سات دن تک کریں۔ انشاء اللہ شوگر کے مریض کو شفا ملے گی۔

9- پیچش کا علاج: ایک پاؤ دودھ میں دو لیمن ملا کر پی لیں ایک دفعہ کافی ہے۔

تعویذات

حضور قبلہ عالم تعویذ نویسی پسند نہیں فرماتے تھے میں نے دو تین بار صرف آپ کو پندریہ لکھتے ہوئے دیکھا اور بس اکثر جب لوگ تعویذ سے متعلق عرض کرتے تو ارشاد ہوتا تم بھی ہاتھ اُٹھاؤ میں بھی ہاتھ اٹھا کر اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں تعویذ کو کیا کرنا ہے۔ کبھی کوئی اصرار کرتا تو فرماتے ''تمہیں ہماری زبان پر اعتبار نہیں جو رقعہ پر زیادہ ہے'' کبھی فرماتے ہمارے نزدیک قبرستان میں ایک ملنگ رہتا ہے اس کے پاس چلے جاؤ اور تعویذ لے لو ہم صرف دعا کرتے ہیں پھر بھی اگر کوئی بہت مجبور کرتا تو صرف پندریہ لکھ دیتے اور یہی ہر چیز کے لیے مخصوص تھا کیونکہ آپ کے پیر و مرشد حضرت اعلیٰ دھڑوی اور والد ماجد حضور حافظ پاک بھی یہی لکھا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کچھ لوگوں نے اصرار کیا حضور کی طبع شریف ناساز تھی مجھے فرمایا انہیں پندریہ لکھ دو میں نے عرض کی میں نے کبھی نہیں لکھا تو اپنے دستِ انور سے مجھے لکھ کر عطا فرمایا اور ارشاد ہوا بیٹا! تعویذ لکھنا ہمارا طریقہ اور مشن نہیں ہے البتہ اگر کوئی زیادہ اصرار کرے تو یہی لکھ دیا کرو حضور کے دستِ انور کا لکھا ہوا تعویذ تا دم تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔

اب پندر یہ سے متعلق کچھ باتیں یارانِ طریقت کی خدمت میں عرض ہیں۔

احاد عشرات مِأة الوف (اکائیوں دہائیوں سینکڑوں اور لاکھوں میں ہم نے ایک ایسے عدد کی تلاش کی جو اللہ کے نام کی صورت پر ہو اور اس کے خواص میں یہ ہو کہ جب اس کو اس کی کسی مثل میں ضرب دی جائے تو وہ اپنی صورت اور نام قائم رکھے سو وہ ۵ ہے۔ یہ ۵ وتر یعنی طاق ہے اور وتر ہی اس کی مثل ہے۔ اس میں دو شفعے ہیں اور آپ وتر ہے حدیث میں ان اللہ وتر اللہ وتر یعنی ایک ہے قرآن میں قسم ہے شفع اور وتر کی والشفع والوتر۔ ۵ کی صورت درحقیقت للہ ہے۔ جو کثرت استعمال در کتابت سے ۵ ہو گیا۔ اس کو غور سے دیکھو۔ اللہ کی صورت ہے۔ طغرائی خطوں میں دیکھو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے پندر یہ تعویذ کی بنا ۵ پر ہی رکھی ہے اور مخمس کو مثلث کی شکل میں لا کر فرمایا ہے کہ جس کام کے لیے اس کو عمل میں لایا جائے تو فائدہ ہو۔ خاص کر جب بچہ ماں کے پیٹ سے نہ نکلے تو کسی ٹھیکری پر لکھ کر سامنے کیا جائے۔ یہ تعویذ چند شفعوں اور وتروں سے بنایا گیا ہے۔ اس کو کسی طرف سے پھراؤ درمیان وتر آئے گا۔

٦	١	٨
٧	٥	٣
٢	٩	٤

علاوہ ازیں کچھ تعویذات حضور نے دربار شریف پر موجود بعض احباب کو تلقین فرمائے تھے تاکہ ضرورت مندوں کو دے دیا کریں لیکن خود کبھی کبھار جب بھی لکھتے تو پندر یہ ہی لکھتے۔

1- جسمانی امراض اور خارش کے لیے ہمزہ والا تعویذ لکھا جاتا جو کہ تیل میں ڈال کر مالش کی جاتی ہے۔

۷۸۶

ءءء ءءء	ءءء ءءء
ءءء ءءء	ءءء ءءء

2- چچا میاں غلام رسول صاحب نے بتایا مجھے یہ تعویذ حضور حافظ پاک نے جملہ حاجات کے تلقین فرمایا تھا۔

۷۸۶

ہرزماں	تسلیم را	خنجرِ	کشتگانِ
ازغیب	ہرزماں	تسلیم را	خنجرِ
جانے	ازغیب	ہرزماں	تسلیم را
دیگر است	جانے	ازغیب	ہرزماں

3- میاں جان محمد گجراتی نے راقم السطور کو بتایا کہ مجھے لوگ تعویذ کے لیے مجبور کرتے میں نے ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے اُسی لمحے چند تعویذات میری نوٹ بک پر لکھ دیئے اور ان کی اجازت بھی مرحمت

فرمائی یہ اس دور کی بات ہے جب حضور کی ریش مبارک بھی نہیں آئی تھی میاں صاحب مرحوم نے مجھے وہ نوٹ بک بھی دکھائی جس پر حضور کے ایام بچپن میں تحریر فرمائے تعویزات درج تھے بطور تبرک یہاں بھی تحریر کرتا ہوں

تعویذ برائے ہنجیراں:

۷۸۶

الم الم الم الم الم الم	حم حم حم حم حم حم
عسق عسق	یااللہ یاھو یامحمد یاھو

تعویذ برائے دفعیہ بلا:

۷۸۶

لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا	حَرَّالْوَبَاءِ الْحَاطِمَه
الْمُصْطَفٰے وَالْمُرْتَضٰی	وَبَنَاهُمَا وَالْفَاطِمَه

تعویذ برائے آسیب و جنات:

۷۸۶

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یاجبرائیل	اَللّٰهُ الصَّمَدُ یامیکائیل
لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ یاعزرائیل	وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یااسرافیل

تعویذ برائے گمشدہ اشیاء:

۷۸۶

نَصِرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْب
یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ یا مُجِیْرُ یا مُجِیْبُ

حضور قبلہ عالمؒ نے ضرورت کے پیش نظر صرف یہی تعویزات اپنے احباب کو تلقین فرمائے لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی ان کا ہدیہ لے گا تو تعویذ اثر نہ کرے گا۔

باب(15)

ملفوظاتِ طیبات

(راقم السطور نے ''فیضان کرم'' کے نام سے حضور قبلہ عالمؒ کے ملفوظاتِ طیبات مرتب کیے اس باب کی تکمیل کے لیے مذکورہ کتاب سے نہایت اختصار کے ساتھ ایک انتخاب درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین حضور قبلہ عالمؒ کی روزمرہ مجالس ومحافل سے بھی مستفیض ہوسکیں۔)

فیضانِ کرم (ملفوظاتِ قبلہ عالمؒ)

حضور ختمی مرتب سید الانبیاء علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپ ہی کی نبوت و رسالت کے فیضان سے تربیت امت کا یہ سلسلہ امت کے اولیاء کے ذریعے جاری رہا۔

ان برگزیدہ شخصیات کی زندگیاں علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور حسنِ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھیں ان کی صحبت وسنگت میں آنے والے لوگ بھی اسی سانچے میں ڈھل جاتے۔

تا آنکہ امت قحط الرّجال سے دوچار ہوگئی سووہ فیض بار صحبتیں مفقود ہوگئیں۔ کتابیں ان صحبتوں کا بدل تو نہیں ہو سکتیں لیکن پھر بھی ان سے بہت کچھ میسر آجاتا ہے۔ ہاں اس حقیقت سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا کہ تعلیم وتربیت کے میدان میں اصل اہمیت معلمّ ومربی کی ہوتی ہے جسے بجا طور پر قوت محرکہ یا پاور ہاؤس قرار دیا جا سکتا ہے۔ روحوں کی زندگی اور دلوں کو تازگی اسی کے نفس گرم سے ہوتی ہے بقولِ اقبال۔

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے　　اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر　　شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

موجودہ دورِ انحطاط میں تصوف کا ساز آستانہ عالیہ منگانی شریف خوب بج رہا ہے۔ جس کی آواز شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے رنگ میں چہار دانگ عالم پھیل رہی ہے۔ پیر طریقت، رہبرِ شریعت حضور پیر ابوالحسن محمد طاہر حسین حنفی قادری مدظلہٗ نے ''فیضان کرم'' کی صورت میں فکر ونظر اور علم وعمل کی اصلاح کا ایک ایسا پروگرام مرتب کر دیا ہے جس پہ عمل درآمد کی صورت میں اسلامی سیرت وکردار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی انقلابی شخصیات تیار ہوسکیں گی اور آئندہ نسلیں صدیوں تک اس سے استفادہ کرتی رہیں گی۔ اس میں سوزِ جگر اور آہِ سحر کی چاشنی بھی ہے اور جوشِ جنون اور جذبِ دروں کا ساماں بھی! اس میں موجود نکھرے ہوئے گوہر ہائے تابدار کی تابانی سے دل کی دُنیا چمک اُٹھے گی۔ یہ بہت بڑی خدمت اور سعادت ہے جو پوری امت مسلمہ کے لیے بالعموم اور نوجوان نسل کے لیے بالخصوص سامانِ زندگی اور بندگی ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ''فیضان کرم'' کو حرزِ جاں بنائیں۔ اسے اپنے فکر وعمل کا وظیفہ اور صبح وشام کا ورد بنائیں۔

اس کی اصل خوبی یہ ہے کہ اسے حضرتِ مؤلف مدظلہ نے قرآن وسنت سے لے کر اولیاء وصالحین اُمت کے احوال تک بہت کچھ اپنے والدِ گرامی قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین الحنفی القادری کی زبانِ مبارک سے جمع کر دیا ہے۔

یہ ایک صحیفہ فیض وبرکت ہے جس میں تعلیم دین بھی ہے اور مواعظت ونصیحت بھی! تفہیم شریعت وطریقت بھی ہے اور تہذیب نفس کا اعلیٰ منہاج بھی! بیان معرفت وحقیقت بھی ہے اور تزکیہ نفس بھی! یہ ملفوظات علم وعمل بھی ہیں اور نصاب خلق وحال بھی۔ اس میں سبق تہجد بھی ہے اور سلیقہ گریہ وزاری بھی! مزید برآں اس میں شراب توحید کا نشہ بھی ہے اور عشق

رسالت مآب ﷺ کا خمار بھی! اس میں فنافی الشیخ ہونے کا قلندرانہ سبق بھی ہے اور مرید باصفا سے پیار کی چاشنی بھی!
اللہ تعالیٰ اسے عوام وخواص سب کے لیے باعثِ خیر و برکت بنائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت واجابت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سگِ درگاہ اولیاء

پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر (شورکوٹ)

ملفوظاتِ طیبات

کراماتِ اولیاء: اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ اٰمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط (پ 3 ع 2)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اِن کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لیتا ہے۔

اِس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کی شان، اِن کے تحفظ اور کرامات کا ذکر فرمایا ہے۔ لفظ ''ولی'' ولایت سے مُشتق ہے جس کے معنی قُرب کے ہیں ولایت کی دو قسمیں ہیں ایک ولایتِ عامہ اور دوسری ولایتِ خاصہ۔ ولایتِ عامہ میں تمام مومن شریک ہیں جبکہ ولایت خاصہ میں صرف اہل سلوک ہیں۔ اس تعریف کے مطابق ولی وہ ہے جو فانی فی اللہ باقی باللہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مومنوں کا ولی ہوں، جس کا میں ولی ہوں اس کی شان کا اندازہ دُنیا والے کیا کر سکتے ہیں۔ پھر فرمایا میں ان کو اندھیروں میں نہیں رہنے دیتا گویا ان کا ہر عمل صراطِ مستقیم پر ہے اور ان کو نور کی طرف نکالتا ہوں یعنی ان کے اجسام مبارکہ سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں جو سارے جہان کو منور کرتی ہیں۔ اس روشنی کو کراماتِ اولیاء کا نام دیا جاتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کراماتِ اولیاء حق ہیں اور اس پر کتاب اللہ، احادیثِ صحیحہ، اجماع اہل السنہ والجماعہ شاہد ہے۔

کرامات کی اقسام خرقِ عادات پر مشتمل ہوتی ہیں جو کہ قانونِ فطرت کے خلاف کسی چیز کا اظہار ہوتا ہے مثلاً کسی پوشیدہ چیز کا ظاہر کرنا، ظاہر کو چھپا دینا، طویل سفر کم مدت میں طے کرنا، امرِ غیب کی خبر دینا، دُعا کا مقبول ہونا اور مُردوں کا زندہ کرنا وغیرہ۔ ایک جلیل القدر صوفی کا فرمان ہے ''جس شخص نے دوسروں کی عادات کو ترک کر دیا یا خود اپنی عادات سے دستبردار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ویسی ہی خرقِ عادت اُس کو عطا فرما دیتا ہے۔ اس کو عام طور پر کرامت کہا جاتا ہے۔'' قرآن مجید میں کئی جگہوں پر کراماتِ اولیاء کا ذکر ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا جب بھی زکریا علیہم السلام حضرت مریم کے پاس آئے تو ان کے پاس رزق موجود پایا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا (پ 3 ع 12) اے مریمؑ! یہ بے موسم اور لذیذ پھل کہاں سے آ گئے۔ حضرت مریمؑ نے جواب دیا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللّٰهِ یہ رزق میرے رب کا عطا کردہ ہے۔

بے موسم اور لذیذ پھلوں کا حضرت مریمؑ کے پاس آنا ایک خرقِ عادت تھا یہ آپ کی کرامت تھی۔ قرآن مجید میں

ایک اور جگہ حضرت سلیمانؑ کے صحابی کی کرامت کا ذکر ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تختِ بلقیس لانا چاہا تو حاضرین سے کہا کہ کون ایسا کر سکتا ہے تو ایک جن نے کہا میں یہ تخت مجلس کے برخاست ہونے تک لا سکتا ہوں۔ فرمایا مجھے تو اس سے پہلے چاہیے۔ آپ کے ایک صحابی ولی اللہ حضرت آصف نے عرض کی اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ (پ19 ع18)۔ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے اِس کو آپ کے پاس لے آؤں گا یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے کرامتِ اولیاء کی تردید نہیں کی بلکہ تصدیق کی اور فرمایا لے آؤ۔ اس طرح قرآن مجید گواہ ہے کہ اصحابِ کہف تین سو سال یا اس سے بھی زیادہ سوئے رہے ان کی کروٹیں تبدیل ہوتی رہیں۔ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا بلکہ ان کے کُتے کو بھی زندہ رکھا اور اس کی کروٹیں بھی تبدیل ہوتی رہیں وَنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ (پ15 ع15) اور ہم ان کی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے اور ان کا کُتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر کراماتِ اولیاء کے متعلق حضور اکرم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ بھی ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے تین آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا جو غار میں پھنس گئے تھے۔ غار کے منہ پر ایک پتھر آ گیا تھا۔ اپنی موت کو یقینی دیکھ کر انہوں نے اپنی نیکیوں کے وسیلے سے دُعا مانگی غار کے منہ سے پتھر ہٹ گیا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک جریج نامی شخص کی کرامت کا ذکر فرمایا کہ اس پر جب تہمت لگائی گئی تو ایک دودھ پیتے بچے نے گواہی دے کر یہ بہتان غلط ثابت کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وصال سے قبل اپنی ایک بیٹی کی پیدائش کی خبر دی۔ حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کو ایک رُقعہ لکھ کر حکم دیا کہ رواں ہو جا اور دریا جاری ہو گیا۔ یہ سب کرامات خرقِ عادات ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام کی بے شمار کرامات کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ اولیاء کرام کو یہ مراتب اس لیے عطا کیے جاتے ہیں تاکہ وہ کرامات کا اظہار کر کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لائیں۔

اہلِ ذکر: فَسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (پ 14 ع 12)

اے لوگو! اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔ اہلِ ذکر سے مراد اہلِ عبادت بھی ہیں۔ ذکر کا دوسرا معنی یاد کرنے کے ہے جس چیز سے محبت ہو وہ اکثر یاد آتی ہے تو اہلِ ذکر کا معنی اہلِ عشق، اہلِ درد، اہلِ سوز بھی صحیح ہے جن کی تابعداری انسان کو واجب ہے۔ محبت کا تقاضا ہے کہ محب کو محبوب سے ملاتی ہے لہٰذا اہلِ ذکر کو اہل اللہ بھی کہنا درست ہے۔ حدیث میں ہے اَنَا جَلِيۡسُ مَنۡ ذَكَرَنِيۡ میں اپنے یاد کنندہ کے ہمیشہ ساتھ ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ (پ 2 ع 3) بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ (پ 2 ع 8) اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ (پ 21 ع 3) اور بیشک اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ولی اللہ اور اللہ کی معیت کی کوئی حد مقرر نہیں۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد (پ 26 ع 16) اور ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

نحن اقرب گفت من حبل الورید   تو فگندی تیرِ فکرت را بعید

(میں تیرے قریب ہوں فرمایا تیری رگِ جاں سے بھی زیادہ لہذا تو اپنے فکر کے تیر کو کیوں دور پھینکتا ہے)۔

حدیث قدسی میں اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے۔

(1) وَمَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ، فَكُنْتُ سَمْعَهُ، الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ، لَّذِىْ يُبْصِرُبِه وَ يَدَهُ، الَّتِى يَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ، الَّتِي يَمْشِي بِهَا...... الخ (رواہ البخاری)

(مشکوٰۃ شریف۔ جلد اول، باب ذکر اللہ عزوجل وتقرب الیہ صفحہ 491 مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں اور جب میں نے اسے محبوب بنالیا تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

یعنی میں اپنے بندے کے اتنا قریب ہو جاتا ہوں کہ اس کی ہستی، ہستیءِ باری تعالیٰ بن جاتی ہے۔ اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک، منہ، دل، جسم سب انوار وتجلیاتِ الٰہی کا مظہر ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ۔

(2) مَنْ رَّاٰنِى فَقَد رَأئ الحَقّ (بخاری شریف، جلد سوم، کتاب التعبیر۔ حدیث نمبر 1884)

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا یعنی جس نے حضور سرورِ کائنات نبی پاک ﷺ کو دیکھا اس نے خدا کی ذات کو دیکھا۔ حضرت انسان کا دیکھنا گویا خدا کا دیکھنا ہے۔

لمحہ فکریہ: ظَلَمَ مَنْ سَمّیٰ اِبْنَ آدَمَ اَمِيراً وَ قَدْ سَماّهُ، رَبُّه، فَقِيراً

ابن آدم نے زیادتی کی جس نے اپنا نام امیر رکھا خواہ وہ امیر ہی ہو تو بھی فقیر ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ کہف میں ہے؟ جس دیوار کو حضرات خضر وموسیٰ علیہما السلام نے بنایا تھا جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ اَمَّا الْجِدارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ، كَنْزٌ لَّهُمَا (پ 16 ع 1)

رہی وہ دیوار تو شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ حدیث میں ہے کہ اس کے نیچے سونا اور چاندی مدفون تھا ان میں ایک سونے کی تختی پر مندرجہ ذیل حروف کندہ تھے۔

1- اُس کا حال عجیب ہے۔ جسے موت کا یقین ہو اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے۔

2- اُس کا حال عجیب ہے۔ جو قضا وقدر کا یقین رکھے۔ اس کو غصہ کیسے آتا ہے۔

3- اس کا حال عجیب ہے۔ جسے رزق کا یقین ہو وہ حرص اور تعب (مشقت) میں کیوں پڑتا ہے۔

4- اس کا حال عجیب ہے۔ جسے حساب کا یقین ہو وہ غافل کیسے رہتا ہے۔

-5 اس کا حال عجیب ہے۔ جس کو دنیا کے زوال اور تغیر (انقلاب) کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے اور اس سے دل کیوں لگاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے روز قیامت بندہ جگہ سے ہل نہ سکے گا جب تک چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں۔

-1 اس کی عمر کس کام میں گزری۔ -2 اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا۔

-3 اس کا مال کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ -4 اس کا جسم کہ اس کو کس کام میں لایا۔

لہٰذا عجلو التوبة قبل الموت موت سے پہلے توبہ کرلو شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ کیا خوب فرماتے ہیں۔

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلیٰ ستُدْفَنُ عَنْقَرِیبٍ فِی التُّرَابِیِ

اے مضبوط محلوں میں آرام کرنے والے عنقریب تم مٹی میں دفن کیے جاؤ گے

لَـہٗ مَلَکٌ "یُنَادِیْ کُلَّ یَومٍ لِدُوْ الْمَوتِ وَ ابْنُو لِلْخَرَابِی

ہر روز تمہیں ایک فرشتہ ندا دیتا ہے موت کے لیے جنو اور خراب ہونے کے لیے بناؤ

حقیقت دنیا: "دنیا کو دِل سے نکال دے پھر میرے پاس آ"

چیست دُنیا از خدا غافل بودن نے قماش و نقرہ و فرزند و زَن

(دنیا کیا ہے جو چیز رب سے غافل کردے نہ کہ گھریلو ساز وسامان، مال و دولت اور بیوی بچے)۔

الغرض جو چیز بندے کو خدا سے غافل کرے خواہ نماز پڑھ رہا ہو، سجدے میں ہو، رزقِ حلال کما رہا ہو لیکن خدا سے غافل ہو در حقیقت وہی دنیا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

برزبانِ اللہ اللہ در دِلِ گاؤ خر ایں چُنیں تسبیح کہ دارد بے اثر

(زُباں پر تو اللہ اللہ کا ورد ہو اور دِل میں گائے، گدھے (مال مویشی) کا خیال ہو ایسی تسبیح کا کیا اثر ہوگا۔)

ایک درویش کسی فقیر کی زیارت کے لیے اس کے شہر گیا جب وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ محل باغیچے اور سینکڑوں جانور اس فقیر کی ملکیت میں ہیں۔ حاضر خدمت ہوا بڑے قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں اور فقیر صاحب تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں درویش نے اپنی دل میں خیال کیا بھلا یہ بھی کوئی فقیری ہے ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ فقیر صاحب نے اس درویش سے مخاطب ہو کر فرمایا آؤ حج کو چلیں اور وہیں سے روانہ ہو پڑے۔ ابھی چار میل ہی نہ چلے تھے کہ درویش کا رنگ اُڑ گیا (متغیر ہو گیا) فقیر صاحب نے پوچھا تجھے کیا ہوا تو عرض کی جہاں آپ تشریف فرما تھے وہاں میری پوٹلی (تھیلی) رہ گئی ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا دیکھو میری کتنی دولت' دُنیا پڑی تھی میں نے تو کسی سے اس کا ذکر ہی نہیں کیا اور تو ایک پوٹلی کے لیے اس قدر پریشان ہے۔ درویش سمجھدار تھا وہیں قدموں پر گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ اکثر یہ ہندی بیت پڑھا کرتے تھے۔

جاوت ہرکھ نہ اف جتا آوت شوخ نہ ہو ایسی کرنی جو رہے گرہ بند جوگی سو

(نقصان ہو جائے تو افسوس نہ کرے اور بہت کچھ آ جائے تو شوخ نہ ہو جو ایسے طریقہ پر رہے وہی سچی بات والا جوگی (فقیر) ہوتا ہے۔

شیخ صدرالدین عارفؒ نے مال وزر سے بھرے ہوئے کنوئیں راہِ خدا میں لٹا دیئے۔ کسی درویش نے عرض کیا حضور آپ کے والد ماجد (غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ) نے تو یہ کنویں رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ قادر تھے دنیا میں رہ کر بھی مشغول دنیا نہ تھے لیکن ہمیں یہ دنیا تنگ کرتی تھی۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا درویشی تین چیزوں کا نام ہے ترک الطمع والمنعو الجمع یعنی طمع کو ترک کر دینا، اگر کوئی چیز تیرے پاس (بطور فتوح) آ جائے تو اس کو منع نہ کرے جب کچھ مل جائے تو جمع نہ کرے یہی درویشی ہے۔

امین عشق الٰہی: زبان سے عقل میں علم ہزار گناہ زیادہ ہے اور عقل سے قلب میں علم لاکھ گنا زیادہ ہے اور قلب سے روح میں علم کروڑوں درجے زیادہ ہے۔

قولہ تعالیٰ فَاَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا (پ30ع16) ہم اس کو نیکی اور بدی کا الہام کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ رِجَالٌ مُحَدَّثُوْنَ یعنی عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ملہم ہوں گے۔

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم کہ بود ہم گوہر ہم ہمتم

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جو میرے جوہر علم و ہمت میں مناسبت رکھتے ہوں گے)

بینی اندر دل علوم انبیاء بے کتاب و بے مُعید و اوستا

(اپنے دل میں (آئینہ کے انعکاس کی طرح) انبیاء کے علوم بلاواسطہ کتاب اور تکرار کرنے والے (ہم سبق) اور اُستاد کے پاؤں)۔

حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ ایک گھڑی کی سوچ سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

منازل سلوک:

راہِ سلوک کی چار منازل ہیں۔

1- مُنذرات نفسی

2- مُبشرات قلبی

3- مکاشفات روحی

4- مشاہدات، ـــــ سری

1- مُنذرات: سے مراد نظارہ ہے جو کہ درویش ابتدأ خواب دیکھتا ہے وہ خواب میں اپنے نفس کا نظارہ بھیانک شئے میں کرتا ہے کبھی بدصورت جانور دیکھتا ہے تو کبھی ڈراؤنے خواب دیکھتا ہے۔اتنا فرما کر برادرم پیر سخی حسین صاحب کی طرف رُخِ انور کر کے فرمایا کیوں سخی حسین ایسا ہے کہ نہیں؟ انہوں نے عرض کیا جناب بالکل (برادرم پیر سخی حسین صاحب نے بتایا کہ اس رات کو میں نے بھی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا اس لیے حضور نے مجھ سے تصدیق کروائی)۔

پھر فرمایا شروع میں جب درویش ایسے خواب دیکھے تو وہ پریشان نہ ہو کیونکہ یہ اس کے نفس امارہ کا مشاہدہ ہے اور دِل میں یہ خیال بھی نہ کرے کہ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ایسے خواب کیوں آتے ہیں۔اصل میں یہ اس کے دل کی کیفیت ہے۔اس لیے منذرات کا تعلق اس کے نفس کے ساتھ وابستہ ہے۔

2- مُبشرات: سے مراد بشارتیں ہیں جب درویش ذکر واذکار میں مشغول رہتا ہے تو اس کے دل کی میل دُھل جاتی ہے اس کا سینہ روشن ہو جاتا ہے اب وہ بشارتیں دیکھتا ہے اسے اچھے اچھے خواب آتے ہیں خواب میں اولیاء اللہ کی زیارت اور مجالس نصیب ہوتی ہیں اور کئی خوش بختوں کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔اور بعد میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے بیدار ہوتے ہی خواب کی حقیقت کو پالیتا ہے، اس کا خواب الہامِ خداوندی بن جاتا ہے اس لیے مبشرات کا تعلق قلب سے ہے۔

3- مکاشفات: راہِ سلوک کی تیسری منزل مکاشفات ہے اور مکاشفات سے مراد کشف ہے اور کشف کا تعلق روح سے ہے۔پہلی دو منازل بے اختیاری ہیں لیکن کشف درویش کا اپنا اختیار ہے۔جب مرشد کامل کی محبت اور ذکر واذکار سے اس کا سینہ منور ہو جاتا ہے تو پھر اسے اپنے قلب میں دونوں جہان کی ہر چیز نظر آتی ہے۔جو چیز جب دیکھنا چاہے آنکھیں بند کر کے اپنے قلب وروح میں جھانک کر دیکھ لیتا ہے۔کیونکہ زمین وآسمان کا ذرہ ذرہ بلکہ خود خالقِ کائنات اس کے قلب میں موجود ہے جب چاہے مشاہدہ کر لیتا ہے۔

4- مشاہدات: راہِ سلوک میں دُرویش کی آخری منزل مُشاہدات ہے اور مُشاہدات سِرّی ہیں۔اب تک درویش جو کچھ آنکھیں بند کر کے دیکھتا رہا اب اسے کھلی آنکھوں سے نظر آنے لگ جاتے ہیں۔اللہ کا تمام نظام وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔جو کچھ ہو رہا ہے۔اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کے علم میں ہوتا ہے اب درویش پر لازم ہے کہ وہ ان مشاہدات کا نظارہ تو کرے لیکن زبان کو بند رکھے۔اللہ تعالیٰ کے راز کو افشاں نہ کرے اس کی آنکھ دیکھتی ہے کان سُنتے ہیں لیکن زبان پر سیل لگی ہو اس لیے مشاہدات کا تعلق سر (راز) سے ہے۔

نفس کی مخالفت: خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو عورت اور دیوار میں فرق نظر نہ آئے یعنی شیطانی وسوسہ سے بالکل پاک ہو۔

میرے ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ نے مجھے فرمایا ایک گُرو نے اپنے چیلے کو مجاہدہ کے لیے بارہ برس جنگل میں

رکھا بعد ازاں اس کے پاس سو دو سو خوبصورت لڑکیاں بٹھا کر اس کے ہاتھ کی ہتھیلی سے لوہے کی ایک سلاخ گزاری اور کہا ان لڑکیوں کی طرف دیکھو۔ جب اس نے دیکھا تو صرف ایک خون کا قطرہ ہتھیلی سے گرا۔ گرو نے کہا جا ابھی تیرا تصور پختہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر تصور پک جائے تو ہاتھ پاؤں اور گردن پر تلواریں مارنے سے بھی کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ جس طرح پانی سے تلوار گزر جاتی ہے لیکن اس کے ٹکڑے نہیں کر سکتی اسی طرح درویش کی بھی یہی مثال ہے۔

ایک خط کا جواب: ایک دفعہ کسی درویش کا خط آیا جس میں اُس نے اپنی کسی غلطی کی معافی کے لیے عرض کیا حضور قبلہ عالمؒ نے میاں محمد یار نصر کو ارشاد فرمایا اس خط کا جواب لکھو۔ آپ نے مضامین خط کے علاوہ یہ بھی لکھوایا۔ کہ ''ہم نے تمہیں سب کچھ عطا کیا جو تجھ میں سما سکتا تھا۔ مراقبہ، مشاہدہ، کشف القبور، وظائف ایۃ الکرسی سورۃ مزمل شریف کا وظیفہ سب کروایا لیکن تمام مدارج طے کرنے کے بعد بھی شیطان کے مکروں سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ یہ مقام تو مجاہدۂ نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ ورد وظائف کر لینے سے بس نہیں ہوتی''

ذکر کا مفہوم: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (پ15:ع12) ''اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے'' حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ یہ حکم عوام کے لیے ہے نہ کہ خواص کے لیے کیونکہ یاد اسے کیا جاتا ہے جو بھول جائے اور جس کی یاد ہی زندگی ہو اسے کون فراموش کر سکتا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک زندگی اور موت کا فلسفہ کچھ اس طرح ہے کہ ذاکر زندہ ہے اور غافل مردہ ہے۔ زندہ وہ جس کا دل زندہ ہے موت اس کے لیے وقتی ہے دائمی نہیں ہے جبکہ غافل اگر زندہ بھی ہے تو ایک چلتی پھرتی لاش کے مترادف ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے ۔ مُردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

جبکہ خواص کے لیے یہ حکم ہے وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ ''اور اپنے رب کو یاد کر جبکہ اپنے آپ کو بھول جا'' یعنی تجھے اپنی خبر بھی نہ رہے۔ کیونکہ ذکر کا کمال ہی یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے ذاکر بھی بھول جائے اور ذکر بھی بھول جائے صرف مذکور رہ جائے۔ بس یار ہی یار رہ جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

میں تمہیں یاد ہی نہیں کرتا ۔ بھول جائے تو کوئی یاد کرے

جو دم غافل سو دم کافر: ایک روز مجلس مبارک میں گفتگو اس امر کے بارے ہو رہی تھی کہ روزِ قیامت ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہاں ذرہ سے کیا مراد ہے حاضرین مجلس نے اپنی اپنی بساط کے مطابق عرض کیا لیکن کوئی بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکا پھر خود ہی ارشاد فرمایا یہاں ذرہ سے مُراد ''سانس'' ہے۔ یعنی روزِ قیامت ایک ایک سانس کے بارے میں دریافت کیا جائے گا کہ میری محبت و معرفت میں کتنی سانسیں گزاریں اور کتنی سانسیں مجھ سے غفلت میں گزار دیں۔ انسان شب و روز میں چوبیس ہزار مرتبہ جو سانس لیتا ہے اس کے متعلق حساب و کتاب ہوگا جیسا کہ ہادی رہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ بھی ''تحفہ عرفانی'' میں فرماتے ہیں۔

پورے چوّی ہزار دا جوتا نی جیہڑا بھر لیاندا پڑوٹا نی
تیرا کتن توں دل کھوٹا نی تیری غفلت اندر جال نی
چرخے والیے تند سنبھال نی کی کجھ گزری اے اس تند نال نی

چونکہ اب ایک عرصہ گزر چکا ہے ویسے بھی میرا بچپن کا زمانہ تھا میرا خیال ہے کہ موضوع گفتگو یہ آیت مبارکہ تھی **فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہٗ** (پ30ع24) پس جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

حقیقت محمد ﷺ: تمام خلائق کی اصل ومنشاء ومعاد (آخرت) ومبدا (ابتدا) حضرت حقیقت الحقائق ہے اور یہ حقیقت جس کو حقیقت الحقائق کہا گیا ہے وہ حقیقتِ محمد ﷺ اور نورِ محمد ﷺ ہے۔ جو کہ حضرت واحدی احدی کی صورت ہے اور تمام کمالاتِ الٰہی اور کیانی (کائناتی) کی جامع ہے تمام مراتب اعتدال کی خواہ وہ ملکی ہوں یا انسانی یا حیوانی واضع میزان حضور اکرم ﷺ ہیں۔ عالم وعالمیان آپ کی تفصیل کی صورتیں اور اجزاء ہیں اور آدم اور جہان آدمیان آپ کی تکمیل کے لیے مسخر ہیں۔

وَاِلَیْهِ اِشَارَۃٌ بِقَوْلِهٖ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَ آدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ تَحْتَ لِوَائِیْ۔

حضور اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی میں اس طرف اشارہ ہے کہ "میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہیں۔"

آں چہ شد اوّل پدید از جیب غیب بود نورِ جان او بے ہیچ ریب
(غیب سے جو چیز سب سے پہلے ظہور میں آئی وہ بے شک وشبہ حضور اکرم ﷺ کا نورِ جاں (مقدس) تھا)۔

بعد ازاں چوں نورِ مطلق زد علم گشت عرش و کرسی و لوح و قلم
(اس کے بعد جب نور مطلق ظاہر ہوا تب عرش وکرسی اور لوح وقلم پیدا ہوئے)۔

یک رقم از نورِ پاکش عالم است یک رقم ذُریت است و آدم است
(حضور اکرم ﷺ کے نورِ پاک سے ایک رقم تو عالم ہے اور ایک رقم آدم اور ان کی تمام اولاد ہے)

نورِ او چوں اکمل موجودات بود ذاتِ اوچوں مُعطی ہر ذات بود
(آپ ﷺ کا نور چونکہ موجودات کی اصل تھا اور آپ کی ذاتِ اقدس ہر ذات کے لیے وجود عطا کرنے والی تھی)

واجب آمد دعوت ہر دو جہانش دعوت ذرّات پیدا و نہانش
(اسی لیے آپ پر دونوں جہان اور تمام ظاہر وباطن ذراتِ عالم کی دعوت واجب ہوئی)

اہل فضیلت: **لِاَهْلِ الْفَضْلِ فَضْلٌ مَا لَمْ یَرَوْہُ فَاِذَا رَاَ فَلَا فَضْلَ لَهُمْ۔**

اہل فضیلت کو اسی وقت تک فضیلت حاصل ہے جب تک کہ وہ اپنی فضیلت کو خود نہ دیکھیں اور جب خود بینی آ گئی فضیلت جاتی رہی۔

مقام سیدنا عثمان غنیؓ: حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ جائز نہیں۔حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِجَنَازَۃِ رَجُلٍ لِیُصَلِّیَ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ فَقِیْلَ یَا رسول اللہ ﷺ مَا رَاَیْنَاکَ تَرَکْتَ الصَّلٰوۃَ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلَ ھٰذَا قَالَ اِنَّہٗ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَہُ اللہُ. (ترمذی شریف،جلد دوم،باب المناقب،صفحہ 708،مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھیں لیکن آپ نے نماز جنازہ نہ پڑھی۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا مبغوض (غضب یافتہ) ہوا۔

اخلاص،توکل،رضا: ''اعمال کی مشقتوں سے چھٹکارا کا نام اخلاص ہے اور خدا پر اعتماد توکل ہے اور تمام امور کو خدا کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے۔''

شان سیدنا امیر معاویہؓ: آج کل جماعت اہلِ سنت میں سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلق اختلاف رُونما ہو چکا ہے کچھ لوگ تو حضراتِ سلف صالحین کے عقیدہ کے مطابق آپ کی تعظیم وتکریم پر بدستور قائم ہیں جبکہ کچھ آپ کے بارے میں گستاخانہ لب ولہجہ کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن ہمارا تعلق اصحابِ کبائر کی طرح آپؓ سے بھی عقیدت ومحبت رکھنے اور ماننے والوں میں سے ہے۔

حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ اَبِی عُمَیْرَۃَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رسول اللہ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیاً مَھْدِیاً وَ اھْدِہٖ

(ترمذی شریف جلد دوم ابواب لمناقب صفحہ 755،مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عمیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں یہ دعا مانگی یا اللہ! انہیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔اب واضح ہو کہ حضور ﷺ کی دعا بلاشک وشبہ مقبول ہے۔

سعادت کی پانچ علامتیں ہیں:

1- دِل کی نرمی۔ 2- کثرت گریہ۔

3- دُنیا سے نفرت۔ 4- امیدوں کو تاہ کرنا۔

5- حیا۔

بدبختی کی پانچ علامتیں ہیں:

1- دل کی سختی۔ 2- عدم گریہ یعنی آنکھ کی خشکی۔

3- دُنیا سے رغبت۔ 4- دراز اُمیدیں۔

5- بے حیائی۔

مقاماتِ تصوف

1- ناسوت: سے مراد خودی اور خود میں رہنا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ لیلیٰ نے مجنوں سے اس کے جسم کا گوشت مانگا تو مجنوں نے پوچھا کہاں کا گوشت یعنی جسم کے کس حصے کا گوشت درکار ہے۔ گویا اس میں ''میں'' اور ''تو'' کا وجود باقی ہے۔ جہاں ''میں'' اور ''تو'' ہو اور محبت کامل نہ ہو تو یہ مرتبہ ناسوتی ہوتا ہے۔

2- ملکوت: تصوف کا دوسرا مقام ملکوت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب لیلیٰ نے گوشت مانگا تو اب مجنوں نے سوال نہ کیا بلکہ خود کو پیش کر کے کہا جہاں سے چاہو لے لو۔ اس جسم کی مالک تو ''تو'' ہے۔ یہ کمال محبت ہے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے۔

ع میری میں تے میں دے ساک سارے تیتھوں واروارے چا قربان سائیں

3- جبروت: تصوف کا تیسرا مقام جبروت ہے۔ اس کی مثال انا لیلیٰ ہے یعنی مجنوں خود لیلیٰ بن گیا اب وہ کہتا ہے انا لیلیٰ میں تو لیلیٰ ہوں۔ کون مانگے اور کس سے مانگے دوئی ختم ہوگئی یہ فنافی العشق ہے۔

رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی

4- لاہوت: تصوف کا چوتھا مقام لاہوت ہے اس میں انا بھی ختم ہو گیا مجنوں کی زباں سے فقط لیلیٰ لیلیٰ نکلا! اب وہ خود لیلیٰ بن گیا خودی مٹ گئی تو صرف خدا باقی رہا اور گُم گشتی پیدا ہوگئی اب تو نہ ذکر رہا نہ ذاکر صرف مذکور باقی رہا یہ مرتبہ لاہوتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج پر گیا دیکھا تو کعبہ موجود ہے لیکن مجھے کعبے والا نظر نہ آیا میں نے کہا میرا حج قبول نہیں ہے۔ دوسری دفعہ حج پر گیا تو کعبے کے ساتھ کعبے والا بھی نظر آیا میں پکار اٹھا کہ میں تو شرک میں مبتلا ہوں خالق ومخلوق مجھے دونوں نظر آتے ہیں تیسری دفعہ حج پر گیا تو صرف کعبے والا نظر آیا میں نے کہا اب میں توحیدی ہوں صدا آئی اے بایزید! ابھی تک تو مرتبہ توحید تک نہیں پہنچا تجھے خود اور خدا نظر آتا ہے مرتبہ توحید تو یہ ہے کہ صرف اللہ ہی اللہ رہے۔

رزق حلال: يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (پ 2 ع 5)

اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے یہ آیت سید عالم ﷺ کے سامنے تلاوت کی تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات کر دے حضور ﷺ نے فرمایا اے سعدؓ اپنی خوراک پاک کرو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک قبولیت دعا سے محروم رہتا ہے۔

طعام پر ذکر الٰہی: فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پ 8 ع 1)

پس کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا "اگر طعام پر کلامِ الٰہی پڑھ لیا جائے تو اس کو کھالو اور اس کے کھانے سے انکار مت کرو یہ حکم الٰہی ہے۔"

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار: حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے میں ایک زمانہ ستائیس رمضان المبارک کو حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے آستانہ مبارک پر حاضری دیتا رہا وہاں سے ایک ماہنامہ رسالہ نکلتا تھا مشائخ میں سے ہر ماہ جو اشخاص حاضری کے لیے آتے رسالہ کا نمائندہ ان سے ضرور ملتا اور ایک آدھ آیت کی تشریح کے بارے میں فرمائش کرتا جسے بعد ازاں رسالہ میں شائع کر دیا جاتا ایک دفعہ ان کا نمائندہ مجھے بھی ملا اور کہا جناب ذرا اس آیت مبارکہ پر روشنی فرمائیں قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ18ع10) میں نے کہا اس کے دو معنی ہیں ایک عوام الناس کے لیے ہے جبکہ دوسرا خواص کے لیے۔ عوام الناس کے لیے تو یہ حکم ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مومنین (مسلمان مردوں) کو حکم فرما دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، یعنی عورتوں کو نہ دیکھیں جبکہ خواص کے لیے یہاں حکم ہے کہ اپنی نگاہیں دل کی طرف متوجہ رکھیں مراد یہ ہے کہ سر جھکائے مراقبہ میں رہیں یہ آیت مبارکہ مراقبہ پر بھی دال ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار ۔۔۔ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

(وہ نمائندہ حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگا پھر میرے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور باقاعدہ ایڈریس لکھوا کر چلا گیا۔

شانِ سیدنا امام اعظمؒ: بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ وَ فِیْ رِوَايَتِ الْبُخَارِیْ وَ الْمُسْلِمِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارسی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے لے آتے۔ بخاری و مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر دین ثریا تارے میں لٹکا ہوتا تو فارس کا ایک آدمی اسے حاصل کر لیتا اب واضح ہو فارسی النسل میں اس شان اور مرتبہ کا حضرت سیدنا امام اعظمؒ کے بغیر اور کون ہوا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ نے سیدنا امام اعظم کے فضائل پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام "خَيْرَاتُ الْحِسَانِ فِیْ تَرْجَمَةِ اَبِیْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانَ" رکھا ہے۔ اس میں ایک حدیث پاک نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تُرْفَعُ زِيْنَتُ الدُّنْيَا سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَمِائَةَ ۔ ڈیڑھ سو میں دُنیا کی

زینت اُٹھالی جائے گی۔ سن ڈیڑھ سو میں سیدنا امام اعظمؒ کا وصال ہوا۔ امام کروریؒ فرماتے ہیں اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام اعظمؒ کی طرف ہی اشارہ ہے۔ حضرت داوٗد طائیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال تک سیدنا امام اعظمؒ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر یا ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا اور جب میں نے عرض کی کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کریں تو آپ نے فرمایا مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کردوں۔

مقامِ اولیاء: خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا اور عرض کی یا ولی اللہ میں آسمانِ چہارم کا رہنے والا فرشتہ ہوں مجھ سے ایک تقصیر ہوگئی ہے جس کی وجہ سے مجھے نیچے گرا دیا گیا ہے میں نے فرشتوں سے سُنا ہے کہ آپ کی دُعا سے مجھے معافی مل سکتی ہے آپ میری مدد فرمائیں خواجہ صاحب نے دُعا فرمائی تو اس کو معافی مل گئی اور دوبارہ اپنے اُسی مقام پر بحال ہوکر واپس چلا گیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا اس سے دو مسئلے کھلتے ہیں ایک ملائکہ سے تقصیر کا سرزد ہونا اب بھی جاری ہے اور دوسرا ولی اللہ سے فرشتے بھی مدد طلب کرتے ہیں اور امداد پاتے ہیں سبحان اللہ۔

درویشی کیا ہے: درویشی صرف شب بیداری، نماز، روزہ، ہی نہیں ہے بلکہ یہ تو بندگی کے اسباب ہیں۔ دُرویشی یہ ہے کہ کسی کو بھی تکلیف نہ دینا اگر تجھے یہ بات حاصل ہوگئی تو واصل بن جائے گا۔ مزید فرمایا خدا کو جانو اگر خدا کو نہ جان سکو تو اپنے آپ ہی کو جانو کیونکہ جب تک خود شناس نہ بنو گے خُدا شناس نہ بن سکو گے۔

اولیاء کے جانور: شیخ اخی فرج زنجانیؒ کے پاس ایک بلّی تھی۔ جب مہمان آپ کی خانقاہ میں آتے تو وہ بلی مہمانوں کی تعداد کے اعتبار سے میاؤں میاؤں کرتی یعنی آواز نکالتی۔ اسی آواز کے مطابق باورچی خانہ کا خادم شوربے کی دیگچی میں ہر مہمان کے لیے ایک پیالہ فی مہمان کے حساب سے پانی ڈال دیتا تھا۔ ایک دن مہمانوں کی تعداد اس کی آواز کے حساب سے بڑھ گئی۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ آج حساب میں یہ غلطی کیسی ہوگئی۔ اتنے میں وہ بلی مہمانوں کے پاس آئی اور ہر ایک شخص کو سونگھنے لگی اور پھر یکایک اس پر پیشاب کردیا جب اس کے بارے میں تحقیق کی گئی تو وہ شخص دین سے بیگانہ تھا اسی وجہ سے اسے خانقاہ کے مہمانوں میں شمار نہیں کیا تھا۔ اسی بلی کے سلسلہ میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک دن خادم نے دیگ میں کھیر پکانے کے لیے دودھ ڈالا۔ ایک کالا ناگ اس دیگ میں گر گیا۔ بلی نے ناگ کو گرتے دیکھ لیا وہ خادم کو خبردار کرنے کے لیے دیگ کے گرد اگرد پھرنے لگی اضطراب اور بے چینی ظاہر کر رہی تھی۔ لیکن خادم کسی طرح یہ بات سمجھ نہ سکا اور اسی طرح کھیر پکاتا رہا اور اس کو بار بار بھگاتا اور جھڑکتا تھا جب خادم کسی طرح اس کے اشاروں کو نہ سمجھا تو بلی نے اس دیگ میں خود کو گرا دیا کہ اب تو مہمان اس کھیر کو نہیں کھائیں گے اور پھینک دیں گے۔ بلی دیگ میں گر کر مر گئی۔ جب بلی کے مرجانے کے سبب سے کھیر کو پھینکا گیا تو کالا ناگ بلی کے علاوہ اس دیگ میں سے نکلا۔ اس وقت شیخ اخی فرجؒ نے فرمایا کہ اس بلی نے خود کو درویشوں پر قُربان کردیا اب اس کے اس ایثار کے عوض اس کو قبر میں دفن کرواؤ اور اس کی زیارت کیا کرو۔ کہا جاتا ہے کہ اب تک زنجان میں اس کی قبر مشہور ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

زبان کی حفاظت: ایک دفعہ راقم السطور حاضر ہوا تو حضور قبلہ عالمؒ اپنے حجرہ شریف میں اکیلے ہی تکیہ پر سرِ انور جھکائے جلوہ افروز تھے۔ کچھ دیر بعد سرِ انور اُٹھا کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بیٹا! میری ایک بات یاد رکھنا پھر اپنی زبان مبارک کو دہن سے ذرا باہر نکالا اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے پکڑ لیا بعد ازاں چھوڑ کر فرمایا بہشت میں بھی یہی زبان لے جاتی ہے اور دوزخ میں بھی۔ زندگی بھر اپنی زبان کی حفاظت کرنا یہ ایک ہی لفظ سے محرم کو مجرم بنا دیتی ہے اللہ کریم نے ہمارے بتیس (32) دانت اس زبان کے مُحافظ پیدا فرمائے ہیں جو چیز اتنے پہرہ داروں میں بھی بے لگام یعنی بے نیاز ہو جائے اُس کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ میرے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ فرماتے ہیں۔

سردارنؔ سخن گیند ہے دنیا مثل دیوار — سوئی منہ پر وَجسی جیسے رنگ کا مار

سردارنؔ سچ سچ بول، سچ نوں نہیں زوال — بول نوں وچ سچ تول راضی ہوسی ذوالجلال

عقیدہٗ درویشاں: حضور اکثر خطاب جمعہ میں فرمایا کرتے لوگو! تمہارے نزدیک اگر اہل بیت کا مُحب اگر شیعہ ہونا ہے تو میں سب سے بڑا شیعہ ہوں کیونکہ شیعہ اس قدر اہل بیت کو نہ مانتے ہوں گے جتنا میں اُنہیں مانتا ہوں۔ اگر وہابی ہونا فقط خدا تعالیٰ کے ماننے کا نام ہے تو میں سب سے بڑا وہابی ہوں۔ وہابی اس قدر توحید پرست نہ ہوں گے جس قدر میں ہوں۔ اگر سُنی ہونا سرکارِ دو عالم ﷺ سے والہانہ عشق و محبت رکھنے کا نام ہے تو یاد رکھو سب سے بڑا سُنی بھی میں ہوں۔

قبلہ عارف جمال ذوالجلال: حضور قبلہ عالمؒ ایک دفعہ برادرم پیر سخی حسین اور کافی درویشوں کے ہمراہ شیخ محمد شفیع کی دعوت پر ''چک گاڈیاں'' تشریف لے گئے۔ وہاں پر دیگر احبابِ طریقت حضرت میاں بشیر احمد صاحب کملانہؒ خواجہ قمر الدین صاحب لکھنانہ، پیر لال شاہ صاحبؒ اور حاجی اللہ دتہ کھمنانہ بھی حاضر مجلس تھے۔

ارشاد ہوا جب تک مرید فنافی الشیخ نہ ہو جائے اسے کسی کی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہیے لیکن جب فنافی الشیخ ہو جائے تو وہ خود پیر کامل ہوتا ہے۔ مرید کو جو گھڑی بھی میسر ہو خواہ ایک منٹ ہی کیوں نہ ہو اپنے شیخ کی خدمت میں گزارے اس چیز کا خاص خیال رکھے کہ مسلمان زاہدوں کا قبلہ بیت اللہ ہے، فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے، عرش والوں کا قبلہ عرشِ مُعلّیٰ اور عاشقوں، عارفوں کا قبلہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

قبلہء صورت پرستاں آب و گِل — قبلہء معنی شناساں جان و دِل

قبلہء عاشق وصال بے زوال — قبلہ عارف جمال ذوالجلال

بیمار پُرسی: مشائخ فرماتے ہیں بیمار پرسی کی شرط یہ ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو تین دن کے بعد اس کی بیمار پُرسی کو جانا چاہیے۔ جب اس کے پاس جائیں تو اسے نصیحت کریں کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں فرماتا اسے بیماری لاحق نہیں ہوتی یہ سعادت صرف اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جسے بیماری میں مبتلا کرتا ہے۔ بیماری دراصل گناہ کا کفارہ ہے۔ پھر فرمایا جب بیمار کے پاس جائیں تو اسے صدقہ دینے کی ترغیب دیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ دینے سے صاحبِ صدقہ سے بلاٹل جاتی ہے اور ثواب میں بھی کمی نہیں آتی۔ صدقہ سے غضب الٰہی فروہوجاتا ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا عوض بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

ذکر نماز: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَر (پ 21ع 1) نماز بچاتی ہے فحش اور گناہوں سے۔ تفسیر میں ہے نماز کا تارک کبھی گناہوں سے پاک نہیں ہوسکتا۔ ترکِ نماز فحش اور برائیوں کی جڑ ہے۔ بعد ازاں حضور قبلہ عالمؒ نے اس آیت مبارکہ کا مطلب عارفانہ انداز میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا ''فحش اور منکرات سے دور رہنا ہی نماز ہے۔''

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا ۔۔۔ تیرا دِل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا مِلے گا نماز میں

بعد ازاں فرمایا شریعت میں خواہ دل حاضر ہو یا نہ حاضر ہو نماز دُرست ہوتی ہے مگر طریقت میں اصحابِ سلوک کہتے ہیں کہ جب دِل حاضر نہ ہو اور حق تعالیٰ کے سِوا کسی اور کا خیال دل میں آئے تو نماز دُرست نہیں ہوتی اسے پھر پڑھنا چاہیے کیونکہ خیالات کا آنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

جب صحیح سجدہ کیا اللہ کو دورانِ نماز ۔۔۔ دُھل گئے سارے گُناہ کیا خوب دھوون ہے نماز

شیخ ابوبکر شبلیؒ کا قول ہے ''تمہارے پاس اس وقت جو سرمایہ ہے اس کو نیاز میں صرف کرو کل یہی سرمایہ بس تمہارے پاس ہوگا ہمیشہ اس سرمایہ نیاز سے تعلق رکھنا چاہیے۔'' حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ''جس وقت انسان نماز میں کھڑا ہو تو سراپا نیاز بن کر اس کے حضور سجدہ ریز ہوتا کہ اس سجدہ کو قبولیت کا شرف حاصل ہو۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُومِنُونَ الَّذِینَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُون (پ 18 ع 1)

وہی مومن نجات پا گئے جو نمازوں میں عاجزی اور گریہ زاری کرتے ہیں۔ مزید فرمایا انسان ہر وقت سرتا پا نیاز ہو کر رہے بلکہ اس قول کو لکھ کر ہمیشہ اپنے سامنے رکھے۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ انصاریؒ اسی قول کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سرمایہ نیاز (یعنی حاجت مندی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور) کو یہاں سے ساتھ لے جانا چاہیے۔ کل قیامت میں منافقوں سے کہا جائے گا اِرْ جِعُوْا وَرَاءَ کُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْراً (پ 27ع 18) تم اپنے پیچھے کی طرف لوٹو اور نور کو تلاش کرو۔

مزید فرمایا شیخ شبلیؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس قول کو لکھ لو تم شبلیؒ سے اس سے بہتر اور کوئی قول (تحریر میں نہ لاسکو گے) کل قیامت میں تمہارا یہ وقت واپس نہیں لایا جائے گا کیونکہ یہ وقت جو تمہارے پاس اب موجود ہے یہی وہاں بھی موجود ہوگا بس اس وقت میں سراپا نیاز بن جاؤ۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرُ (جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تحقیق اس نے کفر کیا۔)

زندگی آمد برائے بندگی ۔۔۔ زندگی بے بندگی شرمندگی

تیری یاد بناں میرے محبوبا جیہڑا ساہ آیا او حرام آیا۔

عجلو الصّلوٰۃ قبل الفوت (نماز کو قضاء ہونے سے پہلے ادا کرو)۔ اَلْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ کَالطَّیْرِ فِی الْقَفَسِ (منافق کو مسجد ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے پرندے کو پنجرہ)۔

زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے بے حُبِّ اہل بیت عبادت حرام ہے

اَلْمُؤمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَاءِ (مومن کو مسجد ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے مچھلی کو پانی) وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ واٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِین. (پ1 ع5) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اَنْ تَعْبُدَاللہ کَاَنَّکَ تَراہُ. (خدا کو دیکھ کر عبادت کرو)

تو سامنے آ میں سجدہ کروں تب لُطف ہے سجدہ کرنے کا
تو اور کہیں میں اور کہیں تیرے نام کو سجدہ کون کرے

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُومِنِیْنَ (نماز مومنوں کی معراج ہے)۔

اصلِ نماز ہے یہی رُوحِ نماز ہے یہی میں تیرے رُوبرو رہوں تُو میرے رُوبرو رہے

☆ حضور قبلہ عالمؒ نے ایک دُرویش کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا۔ ''جب امام، سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ ملاتا ہے تو اس کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ پہلی سورہ کے ساتھ والی سورہ ملائے۔ درمیان میں ایک چھوڑ کر دوسری نہیں پڑھنی چاہیے یا دو سورتیں چھوڑ کر تیسری سورہ پڑھے۔ آیات کم از کم تین ضرور ہونی چاہیے۔ امام اور مقتدیوں کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب تشہد میں بیٹھیں تو اکثر قمیض پنڈلی کے نیچے دب جاتی ہے اس کو نکال کر پاؤں ڈھانپ لینا چاہیے یا پاؤں میں جرابیں ہونی چاہیے۔

صوفیاء کی مریدین سے محبت: ملتان میں ایک فقیر صاحب تھے اُن کا ایک مُرید ہر سال اُن کے لیے ایک لُنگی لے کر جاتا۔ وہ غریب آدمی تھا۔ پورے سال میں بمشکل ایک ہی لُنگی تیار کرواتا اور سال بعد پیش کرتا۔ ایک سال لُنگی رہ گئی یعنی نہ بنوا سکا۔ لہذا اس سال حاضر بھی نہ ہوا دوسرے سال جب لُنگی بنوا کر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اس لُنگی کو اس کے سامنے آگ لگا دی۔ درویش نے عرض کی حضور! اسی لُنگی بنوانے کے لیے تو میں ایک سال حاضر نہیں ہو سکا اور آپ نے اسے آگ لگا دی۔ ارشاد ہوا جو چیز مجھے اور تجھے ملنے میں حائل ہوا سے آگ نہ لگاؤں تو کیا کروں۔ یہ عشق ہونا چاہیے۔

ادب وامر: حضور قبلہ عالمؒ کا معمول تھا کہ جب مجلس میں خاموشی چھا جاتی تو آپ اہلِ مجلس سے کوئی سوال کرتے

بالخصوص اہل علم کے سامنے ایسا سوال اُٹھاتے تا کہ علمی بحث چھڑ جائے۔ حسبِ معمول ایک دِن قبلہ عالمؒ نے حاضرین مجلس سے پوچھا امر وادب میں سے کس کوفوقیت حاصل ہے۔ برادرم پیر جاوید اقبال نے فوراً عربی کا یہ معقولہ پڑھا "**الامــر فـوق الادب**" کہ امر کو ادب پرفوقیت ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں تجھے حکم دوں کہ میرے کندھوں پرسوار ہو جاؤ تو کیا سوار ہو جاؤ گے؟ حکم مانو گے یا ادب کرو گے؟ وہ تو خاموش ہو گئے لیکن حاضرین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ حضورؒ خاموشی سے سُنتے رہے پھر خود ہی یوں وضاحت فرمائی کہ نہ تو امر کو ادب پرفوقیت ہے اور نہ ہی ادب کو امر پر۔ یہ موقع ومحل کی بات ہے کسی جگہ پر امر کوفوقیت دینا پڑتی ہے اور کہیں ادب کو برتری حاصل ہوتی ہے۔ صُلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت علیؓ معاہدہ لکھ رہے تھے تو آپ نے لکھا "**محمد رسول الله** ﷺ" تو کفار نے کہا محمدؐ بن عبداللہ لکھیں۔ ہم رسول اللہ نہیں مانتے اس لیے یہ لفظ کاٹ دیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں ہرگز یہ لفظ نہیں کاٹوں گا۔ حضور ﷺ نے حُکم دیا کہ محمد ﷺ بن عبداللہ لکھ دیں اور رسول اللہ کاٹ دیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! علیؓ کے ہاتھ یہ نہیں کاٹ سکتے' علیؓ نے رسول اللہ ہی مانا ہے تو حضور ﷺ نے وہ الفاظ خود کاٹ دیے لیکن حضرت علیؓ نے نہ کاٹے۔ اب دیکھو یہاں حکم تو الفاظ کاٹنے کا تھا لیکن نام کاٹنا بے ادبی تھی اس لیے حضرت علیؓ نے امر پر ادب کوفوقیت دی اور محبوب کے نام کا ادب کیا۔ تو یہ نافرمانی نہ ہوئی بلکہ ادب ومحبت کی ایک مثال بن گئی۔ اسی طرح ایک دِن رسول اللہ ﷺ ایک قبیلہ کی صُلح کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ کو فرمایا کہ اگر میں دیر سے آؤں تو ابوبکرؓ سے کہہ دینا کہ نماز پڑھا دے۔ حضور ﷺ کو دیر ہوئی تو صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام بنا لیا۔ آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ صحابہ نے ہاتھ پر ہاتھ مارے تا کہ صدیق اکبرؓ کو حضور ﷺ کی آمد کا پتہ چل جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پتہ چلا تو آپ نے مصلّٰی چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے صدیق! نماز پڑھاؤ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مصلّٰی چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ آئے۔ حضور ﷺ نے خود آگے بڑھ کر جماعت کروائی اور نماز کے بعد پوچھا اے صدیق! جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا پھر تُو نے نماز کیوں نہ پڑھائی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ آپ کے آگے مصلّٰی پر کھڑا ہو۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے نافرمانی کی یا میرا حکم نہیں مانا بلکہ خاموشی سے صدیقِ اکبرؓ کے اس عمل کو پسند فرمایا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا جس امر میں شیخ کی بے ادبی ہو اس امر پر ادب کوفوقیت دی جائے اور جہاں شیخ کا نقصان ہو وہاں ادب پر امر کوفوقیت دی جائے۔ مزید فرمایا ان دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلّمہ ہے اس لیے موقع ومحل کے مطابق انہیں ایک دوسرے پرفوقیت حاصل ہے۔

وصیت مولینا روم: اُوصِيكُم بتقوى الله في السّرّ والعلانِيَةِ و بِقلّة الطّعام وقلّة المنام و قلّة الكلامِ وهِجرانِ المَعاصي والآثام و مُواظبة الصّيامِ و دوام القيام و تُركِ الشّهوات على الدّوام و احتِمالِ الجَفاءِ مِن جميع الانام و ترك مُجالسة السُّفهآءِ و العوامِ و مُصاحبة الصّالحين الكرام و انّ خيرَ النّاسِ مَن ينفعُ النّاسَ و خير الكلام ماقلّ و دلّ والحمدُ لله وحدَهٗ.

میں تم سب کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر و باطن میں خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تھوڑا کھاؤ۔ کم سویا کرو اور تھوڑی باتیں کرو۔ گناہوں اور معاصی کو ترک کر دو۔ ہمیشہ روزے رکھا کرو' ہمیشہ قیام شب کیا کرو' ہمیشہ کے لیے خواہشات کو ترک کر دو' لوگوں کا ظلم برداشت کرتے رہو' کمینے اور عام لوگوں کی ہم نشینی ترک کر دو' صالحین اور بزرگوں سے صحبت رکھو اور لوگوں میں بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور نپی تلی بات یعنی وہ کلام جو تھوڑا اور پر معانی ہو سب کلاموں سے بہتر ہے اور خداوند تعالیٰ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔

اہل توحید: اہل توحید کی زبانوں پر تالے لگے ہوتے ہیں جن کی نظروں میں غیر ہے ہی نہیں وہ کلام کس سے کریں۔ محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، میراں محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں ہزار عارفین میں سے صرف ایک عارف کلام کرتا ہے اور اسے بھی حق سبحانہ' تعالیٰ کلام پر مامور فرماتا ہے تب وہ بولتا ہے وگرنہ ہر ایک کا یہ مقام نہیں۔ حضور قبلۂ عالمؒ فرماتے ہیں۔

ہر مُدعی کے واسطے دارورسن کہاں — یہ رتبۂ بلند مِلا جس کو مِل گیا

میرا بچپن کا زمانہ تھا۔ ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی حضور! درویش توحید کے بارے میں باتیں کرتے ہیں آپ فرمائیں توحید کسے کہتے ہیں؟ حضور نے اپنی انگشت مبارک لبوں پر رکھی اور فرمایا بیٹا! اگر ایک حرف بھی منہ سے بولا (الایا) تو دوئی میں چلا جائے گا۔ یعنی توحید خاموشی کا نام ہے۔ پھر فرمایا تیرے دادا بزرگوار (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ) مجھے ایک مثال سنایا کرتے تھے۔ ایک بادشاہ کا لڑکا بولتا نہیں تھا۔ جب وہ کچھ بڑا ہوا تو بادشاہ کو فکر ہوئی کہ گونگا نہ ہو لہذا وزیر سے مشورہ کیا تو اُس نے کہا بادشاہ سلامت! یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آج ہی پتہ چل جائے گا۔ آپ لڑکے کو ہمراہ لیں اور شکار کے لیے جنگل کو چلتے ہیں۔ جنگل میں پہنچے تو اتفاقاً ایک تیتر بولا۔ بادشاہ نے اپنے باز کو چھوڑا وہ فوراً تیتر کو پکڑ لایا۔ اُس وقت بادشاہ کا وہ لڑکا جو نہ بولتا تھا بول پڑا اور کہنے لگا ''نہ بولتا تو نہ مرتا'' وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! آئیں واپس چلیں۔ ہمارا مقصد حاصل ہو گیا۔ آپ کا لڑکا فقیر ہے۔ حضور نے فرمایا واضح ہو کہ بادشاہ کا لڑکا بھی نہ بولتا تو نہ پکڑا جاتا۔ کیونکہ بولنا ہی دوئی ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ایں مُدعیانِ در طلبش بے خبر انند — کاں را کہ خبر شُد خبرش باز نیامد

(جو اُس کی طلب کے مُدعی ہیں وہ خبر نہیں دیتے (خاموش رہتے ہیں) کہ اُن کو خبر ہوتی ہے مگر اس کی خبر ظاہر نہیں کرتے)۔

باب(16)

خطبات وارشادات

(اس باب میں ''فیضان کرم'' میں سے بطور انتخاب حضور قبلہ عالمؒ کے چار خطبات اور دو سو تریسٹھ ارشادات درج کیے جاتے ہیں۔)

حضور قبلہ عالمؒ کا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ" وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّآتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَذِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُمَاثِلَ لَہٗ وَلَا مَثِیْلَ لَہٗ وَلَا حَدَّلَہٗ وَلَانِدَّلَہٗ وَلَاشَدَّ لَہٗ وَلَاعِرْفَانَ لَہٗ وَلَا اِلْھَامَلَہٗ وَلَا کُفُوَلَہٗ وَلَا کَفِیْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَلَہٗ وَلَا لُدَّ لَہٗ وَلَا مَوْلُوْدَلَہٗ وَلَا کُفُوَلَہٗ وَلَا کَفِیْلَ لَہٗ اَحَدِیْ" نَظَرِیْ" صَمَدِیْ" سَرْمَدِیْ" لَا اَوَّلَہٗ وَلَا اٰخِرَلَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ سَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا وَ مَلْجَانَا وَ عَوْنَنَا وَ عَیْنَنَا وَعَیَّانَنَا وَمُعِیْنَنَا وَ غَوْثَنَا وَ غِیْثَنَا وَ غِیَاثَنَا وَ مُغِیْثَنَا وَ نُوْرَنَا وَ نُوْرَ دِیْنِنَا وَ نُوْرَ اِسْلَامِنَا وَ نُوْرَ شَرِیْعَتِنَا وَ نُوْرَ طَرِیْقَتِنَا وَ نُوْرَ مَعْرِفَتِ رَبِّنَا وَنُوْرَ اَجْسَادِنَا وَ نُوْرَ اَجْسَامِنَا وَ نُوْرَ اَمْثَالِنَا وَنُوْرَ اَرْوَاحِنَا وَ نُوْرَ اَوَّلِنَا وَ نُوْرَ اٰخِرِنَا وَ نُوْرَ ظَاھِرِنَا وَ نُوْرَ بَاطِنِنَا وَ نُوْرَ اَغْوَاثِنَا وَ نُوْرَ اَقْطَابِنَا وَ نُوْرَ اَفْرَادِنَا وَ نُوْرَ اَبْدَالِنَا وَ نُوْرَ اَنْوَارِ اَسْرَارِ حَقَائِقِ مُعَارِفِ رَبِّنَا وَ نُوْرَ صِفَاتِ رَبِّنَا وَ نُوْرَ ذَاتِ رَبِّنَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

طریقہ اسلاف

یہ بیان مبارک حضور قبلہ عالم منگا نویؒ نے 1977ء میں بابا ڈاکٹر علی محمد صاحب سندھی (ضلع گھوٹکی، سندھ) کے ہاں دورانِ مجلس ارشاد فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے لوگو! مشائخ عظام کے ارشاداتِ عالیہ قرآن حکیم کی عام فہم تفسیر ہوتی ہے جسے گوش وہوش سے سنو اور عمل کرو۔ اگر تم ان کے طریقہ پر عمل کرتے ہو تو ہمارا مشن بھی زندہ ہے ہم بزرگوں کی سنت کا احیاء کرتے ہیں۔ ہمارے بزرگ کیا کرتے تھے؟ ہمارے مشائخ کا کیا طریقہ تھا؟ ان کا اٹھنا بیٹھنا ان کا قول فعل کس طرح تھا۔؟

اے درویش! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کا کیا کام تھا؟ اور آنحضرت ﷺ سے لے کر ہمارے ہادی راہنما حضرت سید سردار علی شاہؒ تک تمام اولیاء کا کیا طریقہ تھا؟ اسی طرح نمازیں پڑھتے تھے اسی طرح ان کی ظاہر شریعت تھی اور ان کا جسم شریعت میں کامل تھا بلکہ جتنی میرے پیر میں شریعت تھی میں نے کسی پیر میں نہیں دیکھی۔ آپ چھ (6) اذانیں دلواتے تھے پانچ (5) فرضوں کی اور ایک تہجد کی اور آپ کا ہر مرید تہجد پڑھتا تھا۔

آپ ماہ رمضان کی دوعیدیں کرتے تھے۔ایک (30) روزں کے بعداورایک بقیہ (6) روزوں کے بعد۔آپ باقاعدہ آٹھ (8) نمازیں پڑھتے تھے۔پانچ فرض نمازیں پھر تہجد کی نماز' اشراق کی نماز اوراوابین کی نماز۔جس طرح شریعت میں پر تھے یعنی ان کا ظاہر جسم جس طرح شریعت مین کامل تھا اسی طرح ان کا قلب طریقت میں کامل تھا۔ان کی روح حقیقت میں کامل تھی اوران کا سارا جسم معرفت میں کامل تھا یعنی ہر طرف سے مکمل تھے یہ نہیں کہ شریعت تھی اور طریقت نہیں تھی یا طریقت تھی اور حقیقت نہیں تھی' حقیقت تھی اور معرفت نہیں تھی بلکہ ہر عمل میں مکمل مظہر اتم محمد الرسول اللہ ﷺ تھے۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں عِلْمُ الْظَاهِرِ عَيْنِ الانْسَان عِلْمُ الْبَاطِن نُورُ الْعَين اَلعين بلا نور ''عمی'' یعنی جو ظاہر کا علم ہے (کلمہ۔نماز۔روزہ۔حج۔زکوٰۃ) آنکھ کی مثال ہے جو قلب کا علم ہے' باطن کا علم ہے' مخفی علم ہے' وہ علم وہ وظیفہ جو (بغیر زبان کے ہلائے' بغیر وضو کیے' بغیر آنکھوں کے دیکھے' بغیر کانوں کے سُنے) پڑھا جائے یعنی دلیلِ قلبی اسے نور کہتے ہیں۔یعنی ظاہر کا علم آنکھ ہے اور باطن کا علم نور ہے۔یہ شریعت مثال آنکھ کی ہے اور حقیقت' معرفت مثال نور کی ہے۔نور کے بغیر آنکھ کچھ نہیں اور آنکھ کے بغیر نور کچھ نہیں۔ظاہر کا علم مثال جسم ہے اور باطن کا علم یعنی دلیل والا' عشق والا' تصور والا' مثال جان کے ہے۔جان کے بغیر جسم کچھ نہیں۔اس جسم میں اگر جان نہ ہو تو میت ہے اور اگر جان ہو تو جسم ہے یعنی ہر علم ضروری ہے اور میرا پیر انشاء اللہ ظاہر و باطن کا کامل تھا' عامل تھا۔جس طرح اس نے ہمیں بتایا ہے بالکل اسی طرح ظاہر کو ظاہر سے رکھو اور باطن کو باطن سے۔جو لوگ دِل کے علم پر' دل کی محبت پر' دل کی صفائی پر زور دے گئے ور ظاہر (نماز' روزہ) چھوڑ گئے وہ بھی کمزور ہیں اور جنہوں نے دل کی صفائی چھوڑ دی اور صرف ظاہر میں لگ گئے یعنی نماز' روزہ میں مصروف ہو گئے وہ بھی کمزور ہیں۔

چنانچہ امام مالک فرماتے ہیں: مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهُ فَقَدْ تَزَندَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَن جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ. یعنی جس نے علم سیکھا اور فقہ نہ جانی تحقیق وہ زندیق ہے اور جس نے علم فقہ پڑھا اور تصوف نہ سیکھا وہ بے شک فاسق ہوا اور جس نے دونوں کو سیکھا وہ محقق ہے۔الغرض یہ دونوں چیزیں لازمی ہیں بعد شریعت ہے تو عشق بھی ہے اور عشق ہے تو شریعت بھی ہے۔اگر شریعت ہے اور عشق نہیں پھر تو پاگل ہے اور عشق ہے اور شریعت نہیں پھر بھی تو کچھ نہیں۔دونوں چیزیں ہونی چاہئیں اور ظاہر و باطن کے ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جیسے کامل و اکمل تھے بالکل میرے شیخ بھی اسی طرح عمل کرتے تھے۔آج جو علم باطن سے نفرت کریں وہ بیچارے ہیں' ضدی مولوی ہیں اور جو فقیر شریعت کو چھوڑ گئے وہ بھی کوئی فقیر نہیں ہیں۔میرا پیر شریعت کا بھی ماہر تھا' طریقت کا بھی ماہر تھا اور حقیقت و معرفت کا بھی ماہر تھا۔باطن میں یہ حال تھا کہ سوائے اپنے یار کے شیخ کی بھی ضرورت نہیں' غوث اور نبی کی بھی ضرورت نہیں (در مقام توحید) ایمان کی بھی ضرورت نہیں۔

کسی معجزہ کی بھی ضرورت نہیں الغرض کسی بھی چیز کی کوئی ضرورت نہیں لیکن ظاہر دیکھو تو نمازیں پڑھ رہے ہیں۔

ع: کھلیاں سوج کرے قدماں تے نیند نماز گزارے

کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ حضور دہڑوی سرکارؒ نے ساری عمر میں صرف ایک نماز تہجد قضا کی۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے۔ غالباً اکیاسی، بیاسی سال اس دنیا میں اللہ کا فقیر زندہ رہا لیکن صرف ایک نماز تہجد قضا ہوئی اور وہ بھی چاشت کے وقت پڑھ لی اور سارا دن اس کا سوگ مناتے رہے کہ آج مجھ پر غفلت چھا گئی۔ آج مجھ پر عتاب آ گیا۔ آج مجھ پر رب خفا ہو گیا۔ آج مجھ پر مشائخ ناراض ہو گئے۔ میری نماز تہجد جو رہ گئی۔ دیکھو وہ ہمارے پیر تھے جن کے ہم مرید ہیں۔ شریعت اس طرح تھی کہ حضرت جنیدِ بغدادیؒ جو ہمارے سلسلہ کے پیر ہیں۔ سید الطائفہ بلکہ اکثر سلاسل طریقت کے پیر ہیں ان کے پاس ایک شخص مرید ہونے کے لیے آیا اور کچھ عرصہ آپ کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ جب واپس جانے لگا تو آپ نے دریافت فرمایا کیسے آنا ہوا تھا۔ عرض کیا مرید ہونے کے لیے آیا تھا اور کافی دن آپ کی مجلس میں بیٹھا رہا لیکن آپ سے کوئی کرامت نہیں دیکھی اس لیے واپس جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ جتنا عرصہ میرے پاس رہے ہو بھلا میں نے خلافِ شریعت بھی کوئی کام کیا ہے اس نے کہا ہر گز نہیں تو آپ نے فرمایا میری یہی سب سے بڑی کرامت ہے کہ میں نے اپنے محبوب تاجدارِ دو عالم جناب رسول اکرم ﷺ کی شریعت سے کوئی کام باہر نہیں کیا۔ جنیدؒ کے لیے تو یہی کافی ہے کہ روز قیامت تو میری گواہی دے گا کہ میں نے اس سے کوئی خلافِ شریعت کام نہیں دیکھا۔ یہ سن کر وہ فوراً قدموں میں گر پڑا اور مرید ہو گیا۔ ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ ساحل فرات پر موجود تھیں کہ خواجہ حسن بصریؒ بھی اتنے میں وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مُصلّٰی بچھا کر فرمایا آیئے ہم دونوں یہاں نماز ادا کریں لیکن حضرت رابعہؒ نے جواب دیا اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لیے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ پھر اپنا مُصلّٰی ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں تا کہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ بعد ازاں دل جوئی کے لیے خواجہ حسن بصریؒ سے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیری مکھی بھی کر سکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں یہ تو ایک شعبدہ بازی ہے۔ اگر ان چیزوں میں علم حاصل ہوتا بلکہ پندرہواں (15) مقام کرامت ہے اور ننانواں (99) مقام قُرب ہے اگر تو کرامت میں رُک گیا تو مقرب کب ہو گا۔ حجاب میں پڑ گیا ہاں! اللہ تعالیٰ کی یہ کریمی ہے، اس کا یہ لطف ہے جس وقت بندہ اس کے عشق میں سرشار ہو جاتا ہے اس کے عشق میں لبریز ہو جاتا ہے اس وقت جو منہ سے کہے پورا ہوتا ہے لیکن وہ اس پر تکبر نہیں کرتا اس پر فخر نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے ولی تو پہلے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ ہو رہا ہے اور وہ نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ (حدیث قدسی)

میں اپنے ولی کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سُنتا ہے۔

اے لوگو! تمہیں اگر خدا ہوا میں نہ اڑائے تو کیا وہ بندگی کے لائق نہیں، کیا پھر کلمہ پڑھنے کے لائق نہیں، سجدہ کرنے

کے لائق نہیں، اگر تیری نہ سنے تو خدا نہیں اگر تیری بات مان لے تو خدا ہے اگر نہ مانے تو خدا نہیں۔ اگر وہ تجھ سے آزمائش لے تو پھر خدا نہیں، نبیوں سے آزمائش لی گئی، ولیوں سے آزمائش لی گئی، کئی آرے کے نیچے آ گئے، کئی کے سر قلم کیے گئے الغرض طرح طرح سے آزمائش لی گئی۔ تو بندہ ہے تیرا کیا مجال ہے۔ وہ تیرا رب ہے تجھے سجدہ کرنا فرض ہے، تجھے سر جھکانا فرض ہے، تیرا بندگی میں کھڑا رہنا فرض ہے۔ اس کی مرضی تجھے نوازے یا نہ نوازے۔ تجھے کوئی چیز دے یا دی ہوئی یعنی پہلے والی بھی واپس لے۔ بندہ کو اپنی مرضی سے کیا کام، اگر تو اپنی مرضی کرے گا تو اس کا بندہ ہی نہیں۔ پھر تو سردار ہے۔ بندگی کا حق اس طرح ادا کر کہ کسی چیز کی طلب نہ رکھ۔ کسی چیز کی طلب رکھ کر اس کی بندگی نہ کر۔ بندگی کر تو خالص غلامی سمجھ کے۔ اگر کوئی طلب ہے، اگر کوئی طمع اور لالچ ہے تو پھر تیری بندگی ختم ہے، تیری عبادت ختم ہے۔ اگر اس کی طرف دھیان نہیں تو حدیث پاک میں ہے۔ اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبُ: بے فکری کا ذکر کرنا اس طرح ہے جیسے کُتا بھونک رہا ہے۔

اے درویش! کسی صِلہ کی اُمید نہ رکھ۔ خُدا سے صِلہ مانگتا ہے......؟ یہ شُکر نہیں کرتا کہ اُس نے تمہیں زبان دی ہے، آنکھیں، کان اور ناک دیا ہے۔ صحت، عقل اور ہوش دیا ہے۔ تجھے کلمہ نصیب کیا ہے۔ آقائے دو عالم ﷺ جیسا نبی نصیب فرمایا۔ غوث الاعظمؓ جیسا پیر نصیب فرمایا اور کیا مانگتا ہے۔

واشکروا ولی ولا تکفرون. اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ الغرض اس کا شکر یہ ادا کر جب تک تیری زندگی ہے۔ نا کہ پہلے یہاں سونے کا انبار (ڈھیر) لگ جائے اور میں ہوا کے دوش پر سیر کروں پھر تیری بندگی کروں گا۔ اگر یہ خیال کرے گا تو کافر ہو جائے گا، منافق ہو جائے گا۔ صلہ کی پرواہ کرے گا تو اسے تیری کوئی پرواہ نہیں۔ **وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ** (پ26:ع8) اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔ لہٰذا جو بھی بندگی کرنی ہے غلام ہو کے کر، بے طمع ہو کے کر، کوئی حرص نہ رکھ، کوئی لالچ نہ رکھ، اگر تیری منظور ہوگئی تو اس کی شرط ہے تو کریم بن جائے گا، تُم سے لوگ فیض پائیں گے، تیرے کلام میں اثر ہوگا، تیرے غلاموں میں اثر ہوگا لیکن بے طمع ہو کے کر۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن (پ۔7ع15) میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنائے۔ ایک اُسی کا ہو کر۔ اور میں مشرکوں میں نہیں۔ یعنی حنیف ہو کر بندگی کرے گا تو مشکور ومقبول ہوگا۔ لیکن اگر اس طرح نہ کرے گا تو مردود ہوگا۔ بے شک ویسے سو سال(100) بھی بندگی کرے گا تو مردود ہوگا۔ اسے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ وہ ذات بے پرواہ ہے اسے نہ تیرے سجدے کی ضرورت ہے نہ تیری قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اسے صرف تیرے دِل کی ضرورت ہے کہ تیرے دل کے اندر کیا اخلاص ہے، محبت ہے؟ اس کا عشق ہے؟ اس کا شوق ہے یا کوئی اور چیز ہے؟۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُم وَلَا اِلٰی اَعمالِکُم وَلٰکِن اِلٰی قُلوبِکُم وَنِیَّاتِکُم (الحدیث) بے شک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کو اور تمہارے عملوں کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دِلوں کو اور تمہاری نیتوں کو کہ تمہارے دِلوں

میں اس کی کتنی محبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تیری بندگی اور صورت کا طالب نہیں بلکہ وہ تیرے قلب کو دیکھتا ہے اِنما الاعمال بالنیات ۔عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ تیرا عمل نیت پر مبنی ہے۔ اگر تیری نیت رب کی طرف جھکی ہوئی ہے اور تو صرف اس کو راضی کرنے کے لیے بندگی کررہا ہے تو منظور ہے اگر نیت میں صلہ رکھتا ہے تو وہ کہے گا بھاگ جا۔ فَوَیْل" لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (پ30 ع13) تو اُن نمازیوں کیلئے خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ یعنی فرمان ہوگا اپنی نمازوں سمیت دوزخ میں چلا جا۔ میرے ساتھ لالچ رکھتا ہے' میرے ساتھ مکروفریب کرتا ہے۔ جا تیری نمازیں قبول نہیں لہذا تیری نیت تیرے اخلاص پر مبنی ہے۔

جس طرح تو ظاہر میں جُھکا ہے اسی طرح تیرا دل بھی جھکا رہے ہوسکتا ہے ایک ہی نماز کے ساتھ تیرا بیڑا پار ہو جائے۔ لیکن یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے پاس مجلس میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں لیکن باہر عام شیطان تجھے بھلا لے گا' تجھے گمراہ کریگا۔ جب تو نماز پڑھے گا تو وہ کہے گا تجھے کیا ملا اس نماز میں' روزہ رکھے گا تو وہ کہے گا تجھے کیا ملا اس روزہ رکھنے میں' اگر تسبیح پڑھے گا تو وہ کہے گا تجھے کیا ملا تسبیح پڑھنے میں۔ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُو" مُّبِیْن" (پ12 ع11) بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔ جس کا کہا مان کر تو خدا کو چھوڑ رہا ہے' مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ رہا ہے' اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ رہا ہے' اولیائے کرام جنہوں نے تجھے مسلمان کیا اور اسلام سکھایا ان کو چھوڑ رہا ہے۔ یہ شیطان ہے تجھے خراب کرنے والا ورنہ حقیقت تو یہ ہے تو شکر کر اس نے تجھے بندگی کی توفیق دی ہے۔ جتنا ہو سکے اس کی ذات کا شکر یہ ادا کر تجھے اس نے طاقت و ہمت عطا فرمائی ہے۔ اور کیا مانگتا ہے اس نے تجھے بنایا پھر اپنا بندہ بنایا' مسلمان بنایا' با ایمان بنایا' حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کا اُمتی بنایا' اولیائے کرام کا مُرید بنایا اور کیا مانگتا ہے۔ اگر اس پر شاکر رہے گا تو لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَ زِیْدَنَّکُمْ (پ13 ع13) یعنی اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا لہٰذا جتنا شکر کرو گے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر احسان زیادہ کرے گا' اکرام زیادہ کرے گا۔ لَاَزِیْدَنَّکُمْ. ہر چیز کی زیادتی عطا فرمائے گا۔ یہ قرآن حکیم کے احکام ہیں' یہ کلمات اقدس کتاب اللہ کے ہیں اس پر عمل کرنا ہمارے لیے عین عبادت ہے' عین ایمان ہے۔ تو مطلب' مقصد آمدم برسر مطلب جو ہمارے بزرگوں کی سنت ہے وہ اختیار کرو اور یہی یاد کرو کہ ہمارے بزرگ کس طرح بیٹھتے تھے' کیسے اٹھتے تھے' کیا سنتے تھے' کیا کرتے تھے' کونسی عبادت کرتے تھے' کس چیز سے منع کرتے تھے اور کس چیز کا حکم دیتے تھے۔ ہر چیز کو یاد کرو یعنی نقل ان کا لباس کس طرح ہوتا تھا' ان کا شکر کس طرح ہوتا' ان کا صبر کس طرح ہوتا تھا۔ یہ چیزیں یاد کرو گے تو سب کچھ خود بخود آ جائے گا۔ جو تمہارے یاد کرنے کی ہیں وہ تم یاد کرو اور جو اس کے دینے کی ہیں وہ دے گا۔ جو تمہارے بس کی ہیں وہ تم پوری کرو اور جو اس کے ذمہ ہیں وہ اسی کے ذمہ ہیں۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (پ 2 ع 2)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حُکم مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن

مقامِ حضرتِ انسان

حضور قبلہ عالم منگانویؒ کا مشہور و معروف خطاب جو کہ 81-1980ء میں آستانہ شریف پر دورانِ جمعہ ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْد. فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُبِاللّٰہِ السَّمِیعِ" عَلِیْمِ وَسُلْطَانِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الْعَیْنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ ھٰٓؤُلَاءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

دیدنت دینِ من و ایمانِ من　　حُسنِ رویت منزلِ قرآنِ من

لوحِ محفوظ است پیشانیِ یار　　سرِ پنہانش نما ید آشکار

عشق جانِ طور آمد عاشقا　　طور مست و خر موسیٰ صعقا

جسم خاک از عشق بر افلاک شد　　کوہ در رقص آمد و چالاک شد

ہر کہ را جامہ زِ عشق چاک شُد　　اوز حرص و عیب کُلی پاک شُد

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیبِ جُملہ علتہائے ما

اے دوائے نخوت و ناموس ما　　اے تو افلاطون و جالینوس ما

بعد از ثناء وحمد اللہ تعالیٰ و ہزار در ہزار درود و سلام نبی کون و مکاں، منزل و مقام، اوّل و انجام، فارس وشام محمد رسول اللہ ﷺ اور سلام کل مومنین پر۔

اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰت" مِنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃ" وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْن.

بندہ آپ کے سامنے عرض گزار ہے دوستو! میں نے ایک آیت قرآن مجید سے تلاوت کی ہے۔ کسی ایک درویش کو بھی سمجھ آ گئی تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کسی ایک نے بھی میرا بتایا ہوا سبق یاد کر لیا تو میرے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم اور سخاوت کی اتنی قدر ہے کہ ایک طرف اگر کسی کافر شخص کو کلمہ پڑھا دیا جائے خواہ وہ چالیس پشتوں سے کافر تھا، اسی پشتوں سے کافر تھا، سو پشتوں سے کافر تھا وہ ایک بار تمہارے پڑھانے سے جب پڑھے گا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. تو اس کے چالیس پشتوں والے، اسی پشتوں والے، سو پشتوں والے سب گناہ معاف ہو جائیں گے، اس کی ساری زندگی کے گناہ معاف ہو جائیں گے اس وقت آٹھوں بہشتوں کے دروازے اس کے لیے کھول

دیئے جائیں گے تا کہ جس دروزے سے اس کی مرضی ہو گزر جائے جس مکان میں سکونت اختیار کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے اس کے تمام گناہ دھو دیے جائیں گے اور بہشت اس کے لیے لازمی ہو جائے گی اسی طرح جو اس کو پڑھانے والا' سکھانے والا' اس کو ترغیب دینے والا' اس کو تعلیم دینے والا' اس کو ترتیب دینے والا' اس کی تربیت کرنے والا معلم یعنی پڑھانے والا ہے اس کے بھی سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ علم کا اتنا درجہ ہے۔

ع: قادری حق کا راہ بتلانا ایسی اور سخاوت ناہیں۔

زمینیں اور بادشاہی اکثر کافروں کو ہی ملی ہیں روپے پیسے' تجارتیں اور نوکریاں افسروں کو' مال و متاع اور ریاستیں امیروں کو ملی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے پیاروں کی میراث علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی تسبیح عنایت کی' کسی کو عمریں اور طاقتیں عنایت کیں لیکن جب سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی باری آئی تو ارشاد ہوا **وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا**۔ میں نے اپنے بندے کو وہ چیز عنایت کی جو کسی کے پاس بھی نہیں ہے اس وقت جن بھی موجود تھے' فرشتے بھی موجود تھے' زمینیں بھی موجود تھیں' آسمان بھی موجود تھے' پہاڑ بھی موجود تھے' سمندر بھی موجود تھے' بڑی سے بڑی چیزیں موجود تھیں اور انہیں بڑی بڑی فضیلتیں دی گئیں' بڑی بڑی شانیں دی گئیں' بڑی بڑی طاقتیں دی گئیں تھیں لیکن حضرت انسان کو کیا دیا؟ **وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ**۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے اپنا علم دیا اور یہ علم ایسا ہے **كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ**۔ جس وقت میرے بندے نے مجھ سے علم حاصل کیا' میرا علم سیکھا' میرا شاگرد بنا تو میں نے اسے علم بخشا پھر حکم دیا کہ اس وقت دنیا میں بڑی جماعت فرشتوں کی ہے جاؤ ان سے دو چار باتیں کرو' بحث کرو' تبادلہ خیال کرو' افہام و تفہیم کرو' تو ان کی طاقتیں دیکھ' ان کے مراتب دیکھ اور اپنا مرتبہ بھی دیکھ۔ جب حضرت آدم علیہ السلام بحث کے لیے تیار ہوئے اور تبادلہ خیال ہوا تو ساری مخلوق ہار گئی۔ سب نے کہا۔ **لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا**۔ یا اللہ! جو مقام حضرت انسان کا ہے وہ ہمارا نہیں' جو علم حضرت انسان کے پاس ہے وہ ہمارے پاس نہیں' جو طاقت جو پاور تو نے ابوالبشر کو دی ہے **لَا عِلْمَ لَنَا** ہم ہار گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں اب آؤ اور اس کے ساتھ بحث کرو' مناظرہ کرو میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں اسے تسلیم کر لو لیکن تم نے کہا کہ وہ ایسا ہوگا' ویسا ہوگا' یہ کمزوری ہوگی' وہ کمزوری ہوگی لیکن اب بن کر آ گیا ہے۔ آج آؤ اور اس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ پہلے تو کہتے تھے ہم اس سے بہتر ہیں اور ہر وقت تیری عبادت کرنے والے ہیں۔ یہ فساد کرے گا۔ یہ لڑائیاں کرے گا۔ یہ خون ریزیاں کرے گا اب سامنے آؤ۔ **وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰۤؤُلَاۤءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔**

سب ہار گئے۔ انہوں نے کہا ہم صادقین نہیں ہیں کاذبین ہیں۔ فرشتوں نے ہار مان لی' جنوں نے ہار مان لی آسمانوں نے ہار مان لی' زمینوں نے ہار مان لی' پہاڑوں نے ہار مان لی' سمندروں نے ہار مان لی۔

فرشتوں کا نام اس لیے سرفہرست ہے کیونکہ وہ علم میں سب سے زیادہ ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا یہ مقام کہ چاروں کتابیں جو آسمان سے اتریں وہ ان چاروں کے حافظ ہیں۔ ایک سو دس صحیفے آسمانوں سے آئے ہیں وہ ان کے حافظ ہیں۔ جو بھی علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ صحیفہ یا بذریعہ کتاب آئے حضرت جبریل علیہ السلام ان سب کے حافظ ہیں' ان کے عالم ہیں' سب کے مفسر ہیں' محقق اور مدقق ہیں' سب علوم کو جانتے ہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے علیحدہ اپنا خاص علم حضرت آدم علیہ السلام کو دیا تھا اس لیے وہ اس کو نہیں جانتے تھے اور ہار مان گئے ایسے تو وہ غیب بھی جانتے تھے کیونکہ فرشتوں نے علی الاعلان کہا۔

قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ.

یا اللہ! یہ بشر جو تو نے پیدا کیا ہے اور اپنا خلیفہ بنایا ہے یہ دنیا میں فساد کرے گا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ دنیا میں خون ریزیاں کرے گا' قتل و غارت کرے گا' لڑائیاں لڑے گا' بدمعاشیاں کرے گا' فساد پھیلائے گا۔ ونحن جو ہم ہیں' نوری فرشتے' جو ہماری فرشتوں کی قوم ہے نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ۔ ہم تو ہر وقت تیری تسبیح' تیری حمد' تیری قدس' تیری مقدس' تیرا القدس' تیری پاکی میں مصروف ہیں تیری پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو اسے خلافت نہ دے ہمیں دے۔ ہم میں اتنا علم ہے اور علم تھا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا۔ ابھی آدم علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے کہ ہمارے فرشتے کہہ رہے تھے یا اللہ! یہ بندہ جو تو بنا رہا ہے یہ فساد کرے گا' لڑائیاں کرے گا' قتل عام کرے گا۔ بتاؤ! انہیں کس طرح علم ہوا۔ قرآن مجید کے پہلے پارے کے پہلے پاؤ میں ہے۔ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ. یا اللہ! اس سے ہم بہتر ہیں یہ پیشاب سے بھرا ہوا ہے۔ یہ خون سے بھرا ہوا' یہ لڑائیوں سے بھرا ہوا' یہ غصے سے بھرا ہوا' یہ تکبر سے بھرا ہوا' یہ بدمعاشیوں سے بھرا ہوا ہے اور ہم تو پاک ہی پاک ہیں۔ ہماری سرشت بھی پاک' ہماری تخلیق بھی پاک' ہماری پیدائش بھی پاک ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا. لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ عشق کا سبق دیا حضرت آدم علیہ السلام کو' جب اپنے درد کا سبق دیا' اپنے شوق کا سبق دیا' اپنے پیار کا سبق دیا اور ایسے اسباق اپنے بندے کو دیے کہ بندے نے کہا خدایا! تیری تسبیح ایک طرف' تیری عبادتیں ایک طرف سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ایک طرف رہا' میں تیرے لیے اپنا سر قربان کروں گا' میں تیرے نام پہ سر کٹواؤں گا' میں تیرے نام پر بیٹے اور بیٹیاں قربان کروں گا' میں تیرے نام پر اپنا خاندان لٹا دوں گا' میں تیرے نام پر اپنے یار دوست قربان کر دوں گا' جو علم تو نے مجھے عطا کیا ہے وہ یہ حاصل نہیں کر سکتے۔ جس وقت فرشتوں اور حضرت انسان کی بحث ہوئی تو حضرت انسان کا علم جیت گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا اتنا علم ہے کہ ایک سو دس صحیفوں کے حافظ ہیں' توریت' زبور' انجیل اور قرآن کے حافظ ہیں۔ ان کتابوں میں سب علوم موجود ہیں اور وہ ان سب کے حافظ ہیں لیکن جو علم حضرت انسان کے سینے میں ہے اس سے لاعلم ہیں اس کے حافظ نہیں اس لیے تمام علوم کے حافظ ہوتے ہوئے

بھی حضرت آدم علیہ السلام سے ہار گئے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کا اتنا علم ہے کہ میں نے بعض روایات میں پڑھا
کہ دنیا میں انسانوں اور جنوں کے برابران کے ہاتھ کی انگلیاں ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ جس طرح میز پر ایک
پڑی ہو اور اس پلیٹ میں ایک نگینہ ہو آدمی جس قدر اس نگینے کو آسانی سے دیکھ سکتا ہے اس طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام
ساری دنیا کو دیکھ سکتے ہیں کیونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے سامنے یہ دنیا پلیٹ کی مانند ہے۔ ہم انسان اور جن ان کے
سامنے پلیٹ میں پڑے نگینے کی طرح ہیں کوئی ذرہ بھی ان سے چھپا ہوا نہیں ہے عزرائیل علیہ السلام اتنی طاقت کے مالک
ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو علم دیا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے فرمایا فرشتوں سے مناظرہ کرو عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں اور اللہ کے نبی کا مقابلہ ہوا۔ بڑے بڑے علوم والے
فرشتے، بڑی بڑی طاقتوں والے فرشتے، بڑے بڑے معتبر فرشتے آدم علیہ السلام سے ہار گئے اور اپنے آپ اقرار کیا
عِلْمَلَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۔ یا اللہ تو نے ہمیں شرق وغرب کا علم دیا، یمین و یسار کا علم دیا، تحت وفوق کا علم دیا، ہمیں ذرہ ذرہ کا
علم دیا لیکن جو علم تو نے حضرت انسان کو بخشا ہے وہ ہمیں نہیں دیا لا عِلْمَلَنَا اس علم کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ
عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں پر توجہ فرمائی اور ان سے دو چار سوال پوچھے بلکہ اسماء کی مسمیات
کے معنی پوچھے تو سب ہار گئے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں پڑھا ہے کہ جتنی روزی انسانوں کو،
جنوں کو، وحوش کو، طیور کو، نباتات کو، حیوانات کو، چرند کو، پرند کو، درندوں کو مل رہی ہے اور آبی، خاکی، بادی مخلوق کو جتنی روزی مل رہی
ہے اس سب کا علم حضرت میکائیل علیہ السلام کو ہے اور جہاں قحط پڑنا ہو جہاں بارش برسانی ہو اس کا علم بھی حضرت میکائیل
علیہ السلام کو ہے۔ ایک اور فرشتہ ہے جو ان سب سے بڑا ہے جس نے ان سب کی روح قبض کرنی ہے حضرت عزرائیل علیہ
السلام تو باقی مخلوق کی روح قبض کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ بھی پیدا کیا ہے جس نے حضرت عزرائیل علیہ
السلام کی روح بھی قبض کر لینی ہے۔ ان کا نام اسرافیل علیہ السلام ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۔ اس نے اتنی بڑی قرنا (بگل) پھونکنی ہے وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ ۔ اس کے پاس ایک بڑی قرنا ہے
نادہ (باجا) ہے وہ آواز دے گا تو زمین و آسمان میں کوئی چیز زندہ نہ رہے گی یہ سب اس کی آواز کی تاثیر ہوگی۔ اُسے پتہ ہے
کہ میرے کلہاڑے کی مار کہاں تک ہے، میرے پتھر کی مار کہاں تک ہے، میری چیخ میری آواز کہاں تک پہنچے گی میرے تیر کی
مار کتنی ہے اس کی اس پھونک سے نوری بھی مر جائیں گے، ناری بھی، انسانوں کو بھی موت آئے گی اور فرشتے بھی مر جائیں
گے یہاں تک کہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ سورج، چاند، ستارے کچھ نہ بچے گا۔ زمین زمین نہ رہے گی، آسمان آسمان نہ
رہے گا۔ اتنی طاقت والا فرشتہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔ یا اللہ
آدم تو ایک کمزور سی چیز ہے ہم اس سے زیادہ قوت رکھتے ہیں اسے پیدا نہ کر۔ ہم ہر وقت تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیری حمد
کرتے ہیں اور ہر وقت تیری عبادت میں مصروف ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اے
فرشتو! میں نے تم کو بڑے بڑے منصب دیئے بڑے بڑے علوم سے نوازا، بڑی بڑی پاکیاں اور طہارات دیں، تم نور سے

کیے گئے ہو اور تم بھی لَمْ یَلِدْوَلَمْ یُوْلَدْ ہو۔تم میں سے کسی بھی فرشتے کی نہ ماں ہے نہ باپ' نہ نانی ہے' نہ دادی' نہ بہن ہے نہ بھائی۔جس طرح میں لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ہوں اسی طرح تم بھی لَمْ یَلِدْوَ لَمْ یُوْلَدْ ہو۔تم سب میرے نور سے تخلیق کیے گئے ہو۔قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۔واقعی تم بڑے علم والے ہو'میں نے تمہیں بڑے بڑے منصب دیے ہیں' بڑی بڑی کرسیاں دی ہیں'بڑے بڑے عُلوم عطا کیے ہیں اور اے شیطان!میں نے تمہیں بھی بڑے علوم دیے یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس ۔تم ہر بشر اور جن کو ورغلا سکتے ہو'جو کوئی نیکی کرتا ہے تم اسے بھی دیکھ رہے ہو اور جو بدی کرتا ہے اسے بھی تم دیکھ رہے ہو۔

یہ بات بڑی غور طلب ہے دُنیا داروں کے لیے نہیں صرف درویشوں کے لیے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے حالانکہ میں نے تمہیں علم غیب بھی دیا ہے'سب جہان کا زندہ کرنا اور مارنا بھی تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے'سارے جہان کا رزق تمہارے ہاتھ میں ہے اور اس کا علم بھی تمہارے پاس ہے۔تمام انبیاء کو کتابیں بھی تم نے پہنچائیں'وحی تم نے دی'صحیفے تم نے دیے اگرچہ یہ سب علوم تمہارے پاس ہیں لیکن جو علوم میرے پاس ہیں وہ تم نہیں جانتے قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۔یہ سب علم تم جانتے ہو لیکن اس سے زیادہ علوم جو میرے پاس ہیں وہ تم سمجھ بھی نہیں سکتے' وہ تم پا بھی نہیں سکتے۔اس کے حاصل کرنے کا تم میں ادراک بھی نہیں'تم میں قوتِ مدرکہ(عقل و ذہن) بھی نہیں' تمہارے اندر اتنی استعداد اور استطاعت بھی نہیں۔اس برتن کو میں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سینے میں رکھا ہے۔اس کا سینہ فیض گنجینہ'نور ریز اییسا ہے کہ وہ میرے سارے علوم سما لے گا۔تم نہیں سما سکتے۔وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ۔میں نے آدم کو علمِ کُل عطا کیا۔کسی کو میں نے کچھ دیا گو بہت کچھ دیا لیکن آدم کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں دیا۔

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو یہ علم دیا گیا تو اس وقت سب نے کہا لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۔یا اللہ! واقعی تو نے آدم کو جو اَب علم عطا فرمایا ہے اسے ہم نہیں جانتے۔ہم نے ہار مان لی'ہم مان گئے یہ ہم سے بڑا عالم ہے۔اس وقت سب نے سجدہ کر دیا۔بتاؤ جن فرشتوں کے پاس علم تھا وہ تو پہلے ہی دن حضرت آدم علیہ السلام کو جھک گئے۔حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کا جب مناظرہ ہوا'بحث ہوئی'افہام و تفہیم ہوئی'تبادلۂ خیال ہوا تو سب نے اپنے اپنے اختلافات میں پہلی ہی دفعہ ہار مان لی۔دُنیا میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو جبریل سے چھپی ہوئی ہو'عزرائیل سے پوشیدہ ہو'میکائیل کو پتہ نہ ہو'اسرافیل کے سامنے نہ ہو'عزرائیل کی پہنچ سے دور ہو۔وہ سب علم تو ان کے پاس موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو علم میں نے آدم کو دیا ہے وہ ان سب سے افضل ہے وعلم آدم الاسماء کلها ۔میں نے آدم کو تمام علوم سے نوازا ہے اس لیے جب بحث ہوئی تو سب فرشتے ہار مان گئے۔

آج کا مُسلمان جو اس آدم کا بیٹا ہے جسے اتنے علوم میسر ہوئے'یہ کہے کہ بندہ کوئی چیز نہیں حد تو یہ ہے کہ فخرِ آدم نبی ﷺ کو بھی کہے کہ وہ کوئی چیز نہیں۔

اے خاکی پُتلا سمجھنا نہ تُم ۔ یہ مٹی کی مُورت بڑی چیز ہے

گر نبود ذاتِ حق اندر وجود آب و گل را کَے گُند ملکاں سجود

اگر ذاتِ حق اس مٹی کے پُتلا میں موجود نہ ہوتی تو اس مٹی اور پانی کو فرشتوں نے سجدہ کیوں کرنا تھا۔ وعلم الاسماء کلھا۔ اس میں تھا اس لیے ان کو سجدہ کرنا پڑا کہ ان کے علوم خاموش ہو گئے تھے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا اے آدم! میں ساری دُنیا کے بچہ بچہ کو جانتا ہوں' ہر کی موت کو جانتا ہوں' ہر کی فوت کو جانتا ہوں' ہر کی پیدائش کو جانتا ہوں لیکن تیرا علم میرے علم سے زیادہ ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اقرار کیا اور کہا میں ایک سو دس صحیفوں کا حافظ ہوں' چاروں کتابوں کا حافظ ہوں لیکن تیرے علم کو نہیں جانتا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اقرار کیا میں ایک قرنا سے ساری دُنیا مار بھی سکتا ہوں اور زندہ بھی کر سکتا ہوں لیکن تیری پا اور مجھ سے زیادہ ہے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے اقرار کیا ساری دُنیا کا رزق میرے پاس ہے میں قحط بھی ڈال سکتا ہوں اور بارش بھی برسا سکتا ہوں لیکن جو پا اور علوم تیرے پاس ہیں میں انہیں نہیں جانتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ فیصلہ تو پہلے ہی دن ہو گیا تھا کہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کا نائب حضرتِ انسان ہے۔ کا خلیفہ حضرتِ انسان ہے نہ کوئی اس کے مقابلہ کا جن ہے اور نہ ہی فرشتہ' نہ اس کے مقابلے میں زمین ہے اور نہ آسمان' نہ اس کے مقابلے میں پہاڑ ہیں اور نہ سمندر اور پھر اتنی بڑی چیز اتنی بڑی پا ور والا اللہ تعالیٰ کا نائب حضرتِ انسان ہے۔ اب اس کے متعلق ایک بھول ہے اور بھول بھی اسے جو اپنے آپ سے بھولا ہے اب وہ کہتا ہے کہ سارا جہان بھول گیا ہے ارے تجھے اپنے آپ کی بھول لے ڈوبی اور اب تو دوسروں کو بھولا ہوا کہتا پھرتا ہے۔ تو یہ بھی کہتا ہے کہ رسولوں کے سردار محمد الرسول اللہ ﷺ کو کوئی علم نہیں اور جبریل ان کے اُستاد ہیں حالانکہ جس جگہ حضرت جبریل علیہ السلام رُک گئے اور آگے ایک قدم بڑھنے کی جرات نہ تھی میرے مصطفیٰ ﷺ اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔ ان سب فرشتوں کا علم تو پہلے ہی دن آدم علیہ السلام کے آگے جُھک گیا تھا اور اب تو آدم علیہ السلام اور فخرِ آدم حضرت محمد ﷺ کے علم پر تان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ اے بندے! مجھے چار قسمیں ہیں میں نے تجھ سے خوبصورت چیز کوئی نہیں بنائی' تجھ سے کوئی چیز پیدا ہی نہیں کی' تجھ سے خوبصورت و حسین دُنیا میں اور کوئی نہیں لیکن ثم رددنہ اسفل سفلین تجھے ایک امتحان لیے میں نے اس گندے کنویں میں پھینکا ہے۔ ایک گہرے کنویں میں پھینک دیا جو ایک امتحان گاہ ہے۔ تو سب سے اچھی ہے۔ تو سدرۃ المنتہیٰ کا راہی ہے' تو عرشِ معلّیٰ کا شہباز ہے لیکن ایک امتحان کے لیے ثم رددنہ اسفل سفلین الا الذین آمنوا۔ اب جو کنویں' تالاب' دوزخ یا بشریت یا جس کمزور عوارض میں تو پڑا ہے یہ صرف چند گھڑیوں کے امتحان کے لیے ہے۔ اگر تو اب بھی مجھ پر ایمان لائے وعملوا الصلحت۔ اچھے کام کرے' اپنی اصلاح کر لے' اپنے آپ کو سمجھا لے تو

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزلِ مسلماں کی ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے
تو تو ہے شہباز اے سدرہ نشیں آشیانہ ہے تیرا عرشِ بریں
خُود کو بھولا خاک جانا ذات کو کر دیا دِن سے مُبدّل رات کو

اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو صاف کر لے تو تو وہی ہے جس نے آگ میں چھلانگ لگائی تو آگ گلزار ہوگئی' تیرے نزدیک پانی نہ آئے' تجھے ہوا کچھ نقصان نہ دے سکے' تجھے بجلی جلا نہ سکے بلکہ ہر شئے تیرے ہاتھ میں ہے اور ہر چیز تو اللہ تعالیٰ نے تیرے ہی لیے بنائی ہے۔

ع: یہ سب جہاں تیرے لیے اور تُو خدا کے واسطے

بلکہ علامہ اقبالؒ کہتے ہیں

کی مُحمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو سنبھال لے' اپنے آپ کو صاف کر لے' اپنی صلاحیت کو اُجاگر کر لے' اپنی اصلاح کر لے اور اس میں سے تزکیہ والی چیزوں کو باہر نکال دے' جو رزیل چیزیں ہیں ان کو نکال دے' جو زہریلی چیزیں ہیں ان کو نکال دے تو تو خدا کا نور ہے' تو وہ شئے ہے جس کو فرشتے بھی جھکتے ہیں' تیرے پاس وہ علم ہے جو فرشتوں کو بھی حاصل نہیں ہوا' ایک خدا جانتا ہے اور ایک تو جانتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان ایک راز ہے۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست   کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

میرے اور میرے اللہ کے درمیان جو باتیں ہوتی ہیں کندھے پر بیٹھے ہوئے فرشتے کراماً کاتبین کو بھی خبر تک نہیں ہوتی۔

فرشتہ گرچہ دارد قُربِ درگاہ   نگنجد در مقامِ لِی مع اللہ

اے انسان! تیرا یہ شان ہے اور یہ شان ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اس کے نبی کو منایا' اپنے آپ کو پاک و صاف کیا تو ایسے لوگوں کو جانوروں نے بھی سجدے کیے' دُنیا کے بادشاہ ان کے قدموں میں بیٹھے' جہان کی ہر شئے بلکہ ہر مخلوق ان کے سامنے جھکی ہے اور جس نے اپنے آپ کو بگاڑ دیا اور سی گڑھے اسفل سفلین میں پڑا رہا اور اپنے آپ کو نہ سنوارا وہ ایسا گندا انسان ہے کہ اس کو مچھر لڑ جائے تو مر جاتا ہے' اُسے مکھی لڑ جائے تو مر جاتا ہے' اتنا کمزور ہے کہ مکھی لڑی ہیضہ ہو گیا' مچھر لڑا ملیریا ہو گیا۔

کبھی تو چاند اور سُورج تیرے سامنے کوئی وُقعت نہیں رکھتے تھے تو انگلی کا اشارہ کرتا تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا' انگلی پھیرتا تو ڈوبا ہوا سورج واپس آ جاتا لیکن جب سے تو خود کو بھولا ہے تو مچھر اور مکھی سے بھی کمزور ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ تجھے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائے تو اپنے آپ کو سمجھے کہ تو کیا چیز ہے۔ اسی معرفت کے لیے ہم بزرگوں کے درِ اقدس پر جاتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ کا تعارف ہو جائے۔

ع: ورنہ طاعت کے لیے کُچھ کم نہ تھے کرّو بیاں

وَما عَلیناَ اِلا البلٰغُ المُبین

ادب و آداب

یہ بیان مبارک حضور قبلہ عالم منگانویؒ نے غالباً 1984ء میں حاجی عبدالمجید ہراج کے ڈیرہ پر (موضع حویلی لال ضلع جھنگ) دورانِ مجلس اِرشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم (1) وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَ بَعْدَہٗ (2) وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ وَ بَعْدَہٗ (3) وَتُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

بندہء پروردگارم امتِ احمد نبیؐ　　دوست دارِ چار یارم تابع اولادِ علیؓ
مذہبِ حنفیہ دارم مِلّتِ حضرت خلیلؑ　　خاک پائے غوثِ اعظمؓ زیرِ سایہ ہر ولی
منشاء یہی ہے سلسلہء قیل و قال کی　　ہوتی رہے ثناء تیرے حُسن و جمال کی

بعد از بصد حمد و ثناء ربّ ذوالجلال و ہزار ہا و کروڑ ہا نعتِ پاک محمد رسول اللہ ﷺ۔ میرے معزز ین کرام! ہمارا مذہب جماعتِ اہل سنت ''الف'' سے لے کر ''ے'' تک ادب ہی ادب ہے جتنے مذاہب اس سے علیحدہ ہوئے ہیں بے ادبی کی وجہ سے ہی ہوئے ہیں۔ کسی نے حضور نبی پاک ﷺ کی بے ادبی کی اور یہاں تک کہہ دیا کہ معاذ اللہ! وہ مر کے مٹی ہو گئے ہیں اب وہ کچھ نہیں کر سکتے وہ تو محض چٹھی رساں تھے' ڈاکیے تھے' ہرکارے تھے' قرآن مجید دے کر چلے گئے اب بعد میں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ کسی مولوی (ملعون) نے کہا میرے ہاتھ میں جو عصا ہے مجھے نبی ﷺ سے زیادہ کام دیتا ہے (4) کسی منافق نے کہا نماز میں نبی ﷺ کے خیال سے گدھے کا خیال بہتر ہے (5) اگر نبی ﷺ کا خیال آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر گدھے وغیرہ کا خیال آ جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی (نعوذ باللہ من ذالک)۔ ایسے لوگوں کی لمبی داڑھیاں' طویل نمازیں اور لمبی تسبیحوں کے باوجود ہر عبادت میں سمجھتا ہوں کہ رائیگاں چلی گئی۔ نبی ﷺ کی ذرا سی بے ادبی سارے اعمال کو ضبط کر لیتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْن (پ26 ع13) اگر میرے محبوب کی ذرا سی بھی بے ادبی کی' آواز بھی اونچی نکالی تو تمہارے ساری زندگی کے اعمال ضبط کر لیے جائیں گے اور تمہیں توبہ کی توفیق بھی نہ دی جائے گی۔ اس طرح حضور ﷺ کی بے ادبی کئی لوگوں نے کی۔ کسی نے اپنا نبی بنا لیا اور مرزائی کہلائے۔ یہ لوگ پانچوں نمازیں ہماری طرح پڑھتے ہیں' تیس روزے بھی رکھتے ہیں' ان کی مسجدیں ہیں' کلمہ پڑھتے ہیں' قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں' لیکن ہمارے نبی ﷺ کو آخری نبی ﷺ نہیں مانتے' نبوت کا اشتراک کرتے ہیں' اس لیے ہمارے نزدیک یہ لوگ کافر ہیں۔ ہمارے عالم دین اکثر کہتے ہیں کہ۔

ع: سڑیں نمازاں روزے عملاں رب دوزخ وچ پایا

اُن کی نہ تو کوئی نماز قبول ہے نہ گرمیوں کے روزے قبول ہوئے ان کا کوئی حج، قربانی، تلاوت، کوئی عبادت قبول نہ ہوئی اس لیے کہ وہ میرے نبی ﷺ کے بے ادب ہو گئے۔ حضور ﷺ پر ان کے ایمان میں کمی آ گئی اور قرآن وحدیث کی رُو سے وہ مسلمان نہ رہے۔ کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو ہمارے مذہب سے علیحدہ ہوئے وہ حضور ﷺ کے بے ادب تو نہ ہوئے لیکن آپ ﷺ کے گھرانے کے افراد کے بے ادب ہو گئے۔ اہلِ بیت عظام اور صحابہ کرام کے دُشمن ہو گئے۔ حضور ﷺ کی ازواجِ مُطہرات کو گالیاں دیں گے۔

حضور ﷺ کی بیٹیوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ زبان سے تو کہتے ہیں کہ حضور نور علی نور ہیں۔ حضور کے گھرانے کا ہر فرد نُور ہے لیکن ازواجِ مطہرات کو بکواس کرتے ہیں حالانکہ قرآن اعلان کرتا ہے۔

اے مومنو! محمد الرسول اللہ ﷺ کی بیویاں بے مثل و بے مثال ہیں۔ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پ22ع10) اے میرے نبی ﷺ کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو چودہ طبقوں میں اُن کے ہم پلہ کوئی عورت نہیں نِسَاءُ النَّبِيُّ اُمّهات المومنین. نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ اے لوگو! جب تم ان کو پکارو تو ماں کہہ کر پُکارو۔ یہ تمہاری مائیں ہیں، حضور ﷺ کے حرموں کا نام لو آپ ﷺ کی بیویوں کا نام لو تو ان کو اماں جی کہہ کر پکارو کیونکہ یہ پوری امت کی مائیں ہیں۔ جب ان کا نام پکارو تو یوں کہو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، ام المومنین سلمیٰؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ یہ سب مومنوں کی مائیں ہیں مگر ہم سے الگ ہونے والا یہ گروہ انہیں غاصب کہتا ہے۔ کتنے کتنے بکواس کرتا ہے۔ ان ماؤں کی بے ادبیاں کرتا ہے۔ ان بے ادبیوں کے باعث ان کے اور ہمارے راستے جدا ہو گئے۔

میرے آقا ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں جو کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطنِ مقدس سے پیدا ہوئیں مگر یہ لوگ صرف ایک کو مانتے ہیں اور تین کا انکار کرتے ہیں۔ اپنے گند، اپنے گناہ اور اپنے متہ کو چھپانے کے لیے صرف ایک بیٹی کا اقرار کرتے ہیں۔ احادیث اور تواریخ سے آنکھیں بند کر کے کہتے ہیں کہ اور کوئی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے گھر پیدا ہی نہیں ہوئی حد تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کے سب سے پیارے اور عظیم صحابی سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بھی بکواس کرتے ہیں حالانکہ آدابِ شریعت اور فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ ہر نبی ﷺ کا ایک وصی ہوتا ہے ہر نبی کا ایک تصدیق کنندہ ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے نبوت کا اعلان کیا تو آپ کی نبوت کی تصدیق حضرت ہارون علیہ السلام نے کی۔ جس نبی نے نبوت کا اعلان کیا اور اس پر ایمان لاتے ہوئے جس شخص نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا، اس کی نبوت کی تصدیق کی، اس کا مرید ہوا، اس کا امتی بنا، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شخص عاقل ہو، بالغ ہو، آزاد ہو، غلام نہ ہو، اپنی سوچ سمجھ رکھتا ہو، ایسے شخص کو صدیق اور وصی کہتے ہیں۔ اور اس نبی کی امت میں اس وصی و صدیق کا درجہ سب سے بلند ہوتا ہے اسی طرح میرے آقا ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو اس

وقت پانچ آدمیوں نے آپ کا کلمہ پڑھا۔ ان میں آزاد جوان عاقل اور بالغ صرف ایک سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے۔ آپ ﷺ کا کلمہ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت زیدؓ اور آپ ﷺ کی لونڈی نے بھی پڑھا تھا لیکن حضرت علیؓ کی عمر اس وقت صرف دس برس تھی' حضرت زیدؓ غلام تھے' خدیجۃ الکبریٰ اور آپ ﷺ کی لونڈی عورتیں تھیں اس لیے اس امت میں سب سے عظیم ترین درجہ وصی کا صدیق کا سیدنا صدیق اکبرؓ کو ملا۔

یہ لوگ اس امت کے معزز ترین اور عظیم ترین صحابی کو گالیاں دیتے ہیں' بکواس کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ جن کے گھر حضور کی دو بیٹیاں تھیں ان کو گالیاں دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ اتنے بدنصیب اور بے ادب ہیں کہ جن لوگوں نے اسلام کو عزت دی' اسلام کو رنگ لگایا' جو صدیق بنے' جو عتیق بنے' جو فاروق کہلایا' جو ذوالنورین بنا ان لوگوں پر بھی بہتان لگاتے ہیں' بے ادبیاں کرتے ہیں' گالیاں دیتے ہیں۔ پھر بتاؤ یہ لوگ ہمارے ساتھ کیسے رہ سکتے تھے ہمارے نزدیک ایسے لوگ بھی ایمان سے خالی ہیں صرف ہمارا مذہب اہل سُنت والجماعت ایسا مذہب ہے جو کہ اول سے لے کر آخر تک (کُل "اٰمَنَ بِاللہِ) اٰمَنْتُ بِاللہِ وَ مَلٰئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ الخ ہر چیز کو مانتے ہیں۔ ہر صاحب تعظیم کی عزت کرتے ہیں۔ کسی نبی' کسی صحابی کے بے ادب نہیں۔ ہمارا مذہب تو سراپا ادب ہے۔ ہمیں تو تعلیم ہی ادب کی دی گئی ہے۔ خلفائے راشدین کو بھی مانتے ہیں اور ان کا ادب بھی کرتے ہیں۔ خلیفوں کو بھی مانتے ہیں اور ہر امام کی عزت بھی کرتے ہیں۔ ہر ولی' غوث' قطب' ابدال کی عزت بھی کرتے ہیں اور ان کی ولایت کو مانتے بھی ہیں تمام نبیوں پر ایمان بھی لائے ہیں اور ان میں تفریق بھی نہیں کرتے۔ نہ تو کسی نبی سے دوسرے کی شان بڑھاتے ہیں نہ کم کرتے ہیں۔ انبیاء کی شانوں کا مقابلہ کرنے والے بے ایمان ہوئے جس طرح یہ لوگ صرف حضرت علیؓ کو مانتے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی صحابی کی عظمت کا اقرار نہیں کرتے اسی طرح وہ لوگ بھی صرف اپنے پیغمبر کو بلند ترین اور عظمت والا پیغمبر مانتے تھے اور دوسرے تمام انبیاء کی عظمت کا انکار کرتے ہیں اس لیے وہ کافر کہلائے۔ عیسائی حضور ﷺ کو نبی تو مانتے ہیں لیکن کہتے ہیں حضور ﷺ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ جیسے نہیں۔ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کا درجہ حضرت عزیز علیہ السلام کا درجہ معاذ اللہ حضور ﷺ سے بلند ہے اس طرح وہ لوگ انبیاء کے درجات بڑھانے اور گھٹانے میں کافر ہو گئے۔

پھر میرے دوستو! بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ادب مذہب کی ابتداء ہے جس مذہب میں ادب نہیں وہ لا مذہب ہے۔ اللہ کے حضور اس مذہب کی کوئی وقعت نہیں۔ ہم سنی لوگ اللہ تعالیٰ کا ادب کرتے ہیں' اس کے انبیاء کا ادب کرتے ہیں' صحابہ کرام کا ادب کرتے ہیں' اپنے پیر و مرشد کا ادب کرتے ہیں' اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کرتے ہیں گویا ادب ہماری گھٹی میں رچا بسا ہے' ادب ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے' ادب ہمارے مذہب میں اولین فرض ہے۔ لہٰذا میرے پیر بھائیو! میں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ادب اس کے محبوب ﷺ کا ادب اور اپنے پیر و مرشد کا ادب اپنے اوپر فرض کر لو۔ رب کا اتنا ادب کرو کہ کسی آدمی کے نام میں بھی رب تعالیٰ کا کوئی نام آئے تو اس کو بگاڑ کر نہ بلاؤ۔ یہ جہالت ہے کہ جس شخص کا نام خدا

بخش ہوتا ہے ایسے لوگ ''کھدا'' کہہ کر پکارتے ہیں' جس کا نام عبدالرزاق ہے اس کو ''زاقی'' کہتے ہیں' جس کا نام عبدالحکیم ہے اس کو ''کیموں'' کہہ کر بلاتے ہیں اور جس کا نام عبدالرب ہو اس کو ''ربو'' کہا جاتا ہے۔ ایسا کہنا جہالت ہے' بے ادبی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے باقی سب اس کے صفاتی نام ہیں۔ جب تم اس کا ذاتی نام لو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا اللہ جلالہٗ' اللہ کریم یا اللہ پاک بولا کرو۔ اور جو اللہ کے صفاتی نام ہیں اگر انہیں صرف اسی صفاتی نام کے ساتھ کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں جیسے رب، خالق، مالک، خدا وغیرہ کہہ دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام ''اللہ'' کو اکیلا نہ پکارا جائے کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اس طرح جب تمہاری زبان پر رسول اللہ ﷺ کا ذاتی نام ''محمد'' آئے تو تم پر لازم ہے کہ ساتھ ﷺ کہو۔ صرف ''محمد'' کہنا بے ادبی ہے۔ اس نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے درود کو واجب کر دیا ہے اور جو حضور ﷺ کے صفاتی نام ہیں اگر وہ اکیلے کہہ دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں جیسے مصطفیٰ ﷺ بشیر' نذیر' سراجاً منیرا وغیرہ۔ اس طرح ہم لوگ اپنی جہالت کے باعث حضور ﷺ کے ذاتی و صفاتی نام کی بھی بے ادبی کرتے ہیں مثلاً جس شخص کا نام ''محمد'' ہو معاذ اللہ ہم اس آدمی کو مموں اور جس کا نام احمد ہو ہم اس کو احموں کہہ کر پکارتے ہیں یہ نہ صرف بے ادبی ہے بلکہ گناہِ عظیم ہے۔

سلطان محمود غزنویؒ بڑا پیر پرست بادشاہ تھا۔ اہل اللہ کا عاشق تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام تھا اور اس کا دِل حضور ﷺ کے ادب سے منور تھا۔ ایک روز دربار لگا کر بیٹھا تھا کہ اپنے پیارے وزیر ایاز کے بیٹے کو بلایا اور کہا او ایاز کے بیٹے! ادھر آؤ۔ اس سے قبل سلطان نے کبھی ان الفاظ کے ساتھ اسے نہ پکارا تھا۔ ایاز ڈر گیا اور عرض کی اے بادشاہ سلامت! کیا ہم سے کوئی غلطی ہوئی یا ہمارے سلطان میرے بیٹے پر ناراض ہیں۔ کیا سبب ہے آج آپ نے میرے بیٹے کو ایک عجیب نام سے پکارا ہے۔ سلطان محمود غزنوی نے کہا کچہری برخاست ہونے کے بعد تمہیں وجہ بتاؤں گا۔ مجلس ختم ہوئی تو ایاز پھر حاضر ہوا۔ وجہ دریافت کی تو سلطان محمود غزنوی نے کہا اے ایاز! تیرے بیٹے کا نام ''محمد'' ہے اور میں نے محمد ﷺ کا نام کبھی بغیر وضو نہیں لیا۔ اس وقت میرا وضو نہ تھا اس لیے میں نے تیرے بیٹے کو ایاز کا بیٹا کہہ کر پکارا۔ یہ تجھ سے ناراضگی کا اظہار نہیں بلکہ اپنے محبوب کے نام کا ادب ہے۔ ایک دِن محمود غزنوی کو سفر میں کسی کے گھر رہنا پڑا۔ جس کمرے میں ٹھہرا تو دیکھا کہ قرآن مجید رکھا ہوا ہے۔ محمود نے قرآن اٹھایا اور تلاوت کرنے لگا۔ جب تھک گیا تو اسے قرآن مجید رکھنے کی کوئی مناسب جگہ نہ ملی۔ اس کے دِل میں خیال آیا کہ اگر قرآن مجید کو یوں ہی رکھ کر میں سو گیا تو غفلت کے باعث اور حالتِ نیند میں بدبودار ہوا خارج ہوئی اور میں نے ٹانگیں پھیلائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی بے ادبی ہو گی۔ تو پھر خود کو محمود نے کہا۔ اے محمود! تو جب سے دُنیا میں آیا ہے ہر رات کو سوتا ہے ساری عمر تو نے عیش کی اگر ایک رات اللہ تعالیٰ کے کلام کے ادب میں گزار دی تو کیا حرج ہے۔ محمود ساری رات جاگتا رہا۔ ایک لمحہ کے لیے بھی آنکھ نہ لگائی۔ محمود شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کا مُرید تھا جب اس کا وصال ہوا تو شیخ نے مراقبہ کیا۔ دیکھا تو محمود جنت میں سیر کر رہا ہے۔ آپ نے پوچھا اے محمود! اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ بلند مرتبہ کیوں عطا کیا ہے؟ محمود نے عرض کی میرے مالک کی رحمت کا کچھ نہ پوچھیں ساری دُنیا روزِ قیامت حساب و

کتاب دے کر بہشت میں جائے گی لیکن مجھے میرے مالک نے پہلے بھیج دیا۔ فرمایا کس خوشی میں۔ محمود نے عرض کی جناب ایک دن میں نے اپنے نبی ﷺ کا نام بے وضو نہ لیا تھا اور ایک دن کلام پاک کے ادب میں ساری رات جاگتا رہا اللہ تعالیٰ کو یہ دو باتیں اتنی پسند آئیں اور فرمایا محمود! جاؤ تم جنت میں بے حساب چلے جاؤ۔ تو نے میرے کلام کے ادب میں اپنی نیند گنوا دی اور میرے محبوب کا نام بے وضو نہ لیا میں نے تجھے جنت کا حق دار بنا دیا۔

ہزار بار بشویم دہن زِعرقِ گلاب ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی

عاشق تو کہتے ہیں کہ محبوب کا نام تب لو جب اس کو ہزار بار عرقِ گلاب اور مشک و کافور سے دھولو پھر بھی ان کی تسلی نہیں ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ زُباں اب بھی اس قابل نہیں کہ محبوب کا نام لے۔ اس لیے آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ اگر کسی کا نام محمد بخش، احمد بخش، اللہ بخش اور خدا بخش ہو تو کوشش کرو کہ اس کو پورے نام سے پکارو کیونکہ روزِ محشر ان ناموں پر بھی بخشش و عنایت ہوگی۔ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے ناموں کا ادب کرنا ہر مسلماں کا اولین فرض ہے۔ ایک شرابی تھا اس کا نام حاتم تھا۔ ایک روز شراب خانے میں بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ زمین پر قرآن مجید کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہے۔ دل میں سوچا اے حاتم! تو اب گناہ و کفر کی اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ ایک طرف تو شراب پی رہا ہے اور دوسری طرف قرآن مجید کے ٹکڑے تیرے پاؤں تلے آ رہے ہیں اس احساس ندامت میں وہ اٹھا نہا دھو کر نئے کپڑے پہنے۔ آ کر وہ کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا چوم کر آنکھوں پر لگایا پھر اس کو عطر و خوشبو لگا کر مسجد میں رکھ آیا۔ رات کو جب سویا تو خواب میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے حاتم! تجھے مبارک ہو۔ تو نے اللہ تعالیٰ کے کلام کے ایک ٹکڑے کی تعظیم کی، قرآن پاک کا ادب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گناہ بخش دیے۔ صبح حاتم جب بیدار ہوا تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حاتم دروازہ پر گیا تو اس نے گاؤں میں رہنے والے ایک ولی اللہ کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا۔ ششدر رہ گیا اور عرض کی حضور میں گناہگار شرابی اور آپ اللہ تعالیٰ کے ولی۔ مجھ گناہ گار کے دروازے پر آپ کا قدم کیسے آیا۔ آپ تو مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ میری اس گلی محلہ سے بھی نہ گزرتے تھے۔ آج یہاں آنے کا کیا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا کل تم نے قرآن مجید کے ایک کاغذ کا ادب و احترام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے آج رات مجھے حکم دیا کہ حاتم کو مبارک اور بشارت دو۔ تم کو مبارک ہو کہ تم جنتی ہو۔ تھوڑی دیر گزری تو ایک اور ولی اللہ یہی پیغام لے کر حاتم کے دروازہ پر آیا۔ اس گاؤں میں سات ولی اللہ رہتے تھے ساتوں یہ پیغام لے کر آئے تو حاتم تڑپ اُٹھا اور بولا کہ اے میرے رحیم و کریم خدا! تو کتنا مہربان ہے اتنی سی نیکی پر اتنی مہربانی۔ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اے کریم ذات جب تو کرم پہ آئے تو مجھ جیسے گناہ گار کو بھی بخش دے۔ اس شرابی کی بخشش کسی عبادت و ریاضت کے باعث نہ ہوئی بلکہ ادب کی وجہ سے جنت کا مستحق بنا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں ایک عیسائی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک عورت پر

عاشق تھا۔ ایک جادوگر کے پاس گیا کہ مجھے کوئی ایسا جادو سکھا جس سے میں اپنی محبوبہ کو پالوں۔ جادوگر نے کہا جادو کا اثر تب ہوتا ہے جب انسان نیکی چھوڑ دے‘ کلمہ چھوڑ دے۔ اگر جادو سیکھنا ہے تو حضرت عیسیٰ کا کلمہ اور انجیل کو پڑھنا چھوڑ دو‘ اللہ کی نمازیں چھوڑ دو‘ اس کی بندگی سے ہٹ جاؤ‘ چالیس دن تک یہ کفر اختیار کرو پھر تمہیں جادو سکھاؤں گا اور تب تم پر جادو اثر کرے گا۔

عورت پر فریفتہ اس شخص نے جادوگر کی ہدایت پر اپنا دین و ایمان چھوڑ دیا۔ چالیس روز اسی حالت میں گزار دیے۔ پھر جادوگر کے پاس آیا۔ جادوگر نے منتر پڑھا لیکن اس شخص پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جادوگر نے کہا میرا منتر تم پر اثر نہیں کرتا کیونکہ تو نے میری ہدایات پر عمل نہیں کیا۔ اس نے کہا میں نے تمہاری ہدایات پر مکمل عمل کیا ہے۔ جو کچھ تم نے کہا تھا چالیس دنوں تک چھوڑے رکھا۔ جادوگر نے کہا چالیس دنوں کی حالت بیان کرو‘ اعمال بیان کرو اور کیفیت بیان کرو۔ اس نے کہا ان چالیس دنوں میں میں نے ایک نیکی بھی نہیں کی البتہ ایک دن راستہ پر پڑے ہوئے کانٹے کو میں نے اس لیے اٹھالیا کہ کہیں یہ لوگوں کو تکلیف نہ دے‘ کسی بغیر جوتے پہنے والے شخص کو لگ نہ جائے۔ آگے گیا تو ایک کُتیا پیاس سے مر رہی تھی میں نے سوچا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تو پہلے ہی دُور ہو گیا ہوں سب نیکیاں چھوڑ دی ہیں چلو اس کو تو پانی پلا دوں۔ میں نے اپنے جوتے میں پانی ڈال کر کتیا کی پیاس بجھائی۔ جب وہ سیراب ہوئی تو اس نے ایک دو دفعہ اوپر نیچے دیکھا جس سے میرے دل کو بڑی تسکین ہوئی‘ میری رُوح خوش ہوئی۔ جادوگر بولا ابھی تک تمہارا ایمان زائل نہیں ہوا اب بھی تمہارے اندر ایمان کی کرن چمک رہی ہے اس لیے تم پر جادو اثر نہیں کرسکتا۔ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام بے ایمان نہیں لکھا۔

غور کرو! اُس شخص نے نمازیں نہیں پڑھیں‘ کلمہ چھوڑ دیا‘ ایمان کو ایک عورت پر قربان کر دیا لیکن ابھی تک اللہ تعالیٰ نے اسے بے ایمانوں میں شمار نہیں کیا۔ یہ الفاظ سننے تھے کہ اس شخص کے ضمیر نے اس کو جھنجھوڑا۔ اس کے دِل میں خیال آیا کہ میں تو نافرمان ہوں‘ وہ گناہ گار ہوں جس نے ایک عورت کے پیچھے اپنے رب کو چھوڑ دیا لیکن میرا رب کتنا مہربان ہے جس نے آج تک مجھے نہیں چھوڑا۔ میرا نام بے ایمانوں میں نہیں شُمار کیا اس نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور صراطِ مستقیم پر آ گیا۔

لوگو! میرا رب بڑا کریم ہے‘ میرا رب بہت مہربان‘ میرا خدا میرا رسول اندک پذیر اور بسیار بخش ہے لیکن کس کے لیے صرف ادب والوں کے لیے۔ صحابہ کرامؓ میرے آقا ﷺ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب کوئی صحابی حضور ﷺ کو بلاتا تو کہتا ''فِداک امی و ابی و روحی و جسدی یا رسول اللہ ﷺ۔ وہابیوں سے پوچھو‘ شیعوں سے پوچھو سنیوں سے پوچھو کہ تمہاری کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ حضور ﷺ کو صحابی کس طرح بلاتے تھے؟

قرآن مجید اعلان کرتا ہے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا (پ 1 ع 13) اے لوگو! جب تم میرے محبوب سے مخاطب ہو تو راعنا نہ کہا کرو بلکہ کہا کرو اُنْظُرْنَا یعنی ہم پر نظر کرم فرمائیں۔ ہماری طرف توجہ فرمائیں۔ اس لیے صحابہ کرامؓ جب بھی کبھی اپنے محبوب ﷺ کو بلاتے تو کہتے میرے ماں باپ‘ میری جسم و جاں‘ میرے آقا ﷺ پر قربان یا

رسول اللہ ﷺ میری عرض سُنیں ۔ ہمارے صحابہ کرام کا یہ طریقہ تھا' حضور ﷺ کے عاشقوں کا یہ طریقہ تھا جب تک اپنا سب کچھ فدا کرنے کا عہد نہ کرتے اس وقت تک نہ پکارتے ۔حضور ﷺ کو کبھی ذاتی نام سے نہ پکارتے ۔حضور ﷺ کا ادب صحابہ کی رگ رگ اور لوں لوں میں بسا ہوا تھا۔ ہر صحابی سراپا ادب تھا اور حضور ﷺ کی ہر نسبت اور ہر چیز کا ادب کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ میں حضور ﷺ نے حجامت کروانی تھی ۔سیدنا عمر فاروقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں بڑی اچھی حجامت کر لیتا ہوں یہ شرف مجھے بخشیے ۔فرمایا ٹھیک ہے تم ہی حجامت بناؤ۔ حضرت عمرؓ آقا ﷺ کی حجامت بنانے لگے اس وقت چودہ پندرہ سو کے قریب صحابہ کرام موجود تھے۔ حضور ﷺ کے گرد دائرہ بنا کر جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہو گئے ۔حضور ﷺ کے سرِ انور سے بال مبارک کٹتے تو صحابہ زمین پر نہ گرنے دیتے ۔ پہلے جھپٹ لیتے تھے ایک دوسرے سے پہلے بال پر ٹوٹ پڑتے تھے جس کسی کو حضور ﷺ کا موئے مبارک مل جاتا خوشی سے جھوم اُٹھتا ۔چُوم کر آنکھوں سے لگاتا یوں لگتا جیسے اسے دنیا جہاں کی دولت مل گئی ہے ۔صحابہ کرام نے زندگی بھر ان موئے مبارک کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ کئی صحابہ نے اپنے کفن میں یہ موئے مبارک سلوا کر رکھ دیے تا کہ قبر میں بھی ان کا ساتھ نصیب ہو۔

حضور ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہؓ نے آپ کے وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیا۔ وہ پانی اپنے ہاتھوں پر ملتے' اپنے چہرہ پر مَلتے ۔غور کرو ایک لوٹا پانی کا تھا۔ پندرہ سو صحابہ تھے ہر ایک پر پانی کیسے پُورا آتا۔ لیکن عُشاقِ رسول ﷺ کا عشق دیکھو جس کسی کو پانی ملتا وہ تو اپنے ہاتھ منہ پر مل لیتا لیکن جس کو وہ پانی نہ ملتا وہ اس مبارک پانی والے ہاتھ پر ہاتھ لگا کر اپنے چہرے پر مَل لیتا۔

مکہ سے آیا ہوا وفد یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا واپس گیا تو وفد کے سردار نے کہا اے مکہ والو! اس نبی ﷺ کے ساتھ جنگ کا اردہ ترک کر دو۔ تم ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔اس کے ساتھی اس پر ایسے دل و جان سے فدا ہیں کہ اس کے وضو کا پانی' اس کی تھوک' اس کے ناخن اور اس کے بال بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے ۔ یہ لوگ اپنے نبی ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے تمہیں اس کے خون کے ایک ایک قطرہ کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ لڑائی کا خیال دِل سے نکال دو۔ مکہ والوں نے صُلح کر لی اور لڑائی نہ لڑی۔ اس صُلح کو صُلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

دوستو! ہمارا مذہب سراپا ادب ہے اس لیے حضور ﷺ کے صحابہ کا بھی دل و جان سے ادب کیا کرو اور جب کسی صحابی کا نام پکارو تو رضی اللہ عنہ ساتھ پُکارو۔ اللہ کے ولیوں کا ادب کرو اور جب کسی اللہ کے ولی کا نام پکارو تو ساتھ رحمتہ اللہ علیہ کہا کرو یا پھر مرشد پاک' ولی اللہ پاک کے نام سے پکارا کرو۔

ہمیں اپنے بزرگوں نے مشائخ عظام نے ادب کا درس دیا ہے۔ میرے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ کے مُرشد کا نام حضرت سید سردار علی شاہ بخاریؒ تھا آپ اپنے شیخ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ اگر کوئی سردار کے نام والا شخص آپ کے پاس مرید ہونے کے لیے آتا تو آپ فرماتے اگر میرا مرید ہونا ہے تو پہلے نام تبدیل کرو۔ یہاں مدّ و میں

ایک لگڑانہ شخص تھا جس کا نام سردار تھا۔ جب وہ حضور کا مرید ہونے کے لیے آیا تو آپ نے فرمایا میاں! تیرا نام ادب والا ہے۔ میں تو سردار کا ادب کرتا ہوں پھر میں تجھے مرید کیسے کرسکتا ہوں۔ اگر میرا مرید ہونا ہے تو پھر آج کے بعد تمہارا نام ''مبر اج'' ہوگا۔ حضور کا مرید ہوا اور اپنا نام بدل دیا۔ وہ تمہارے علاقے کا رہنے والا ہے اسے میرے حضور سردار نہیں بلکہ سراج پکارتے تھے۔ اس لیے کہ اپنے شیخ کی نام کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا ہماری مائیں ہماری بیویوں کو خاوند کے ادب کی تعلیم دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خاوند کا نام لے کر نہ پکارو بلکہ کہو کہ فلاں کا ابا' فلاں کا بابا جیسے عربوں کا طریقہ تھا۔ میں نے سُنا ہے کہ حضرت میاں عبدالحکیمؒ کا ایک مرید کہیں جارہا تھا۔ راستہ میں لوگ چڑھوے سانپ کو مار رہے تھے (سانپوں کی ایک قسم کا نام ہے) اور چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے مارو یہ چڑھویا سانپ ہے۔ ساتھ ہی گالیاں بھی دے رہے تھے۔ مرید نے سوچا میرا شیخ بھی تو چڑھویا ہے یہ گالیاں تو میرے پیر کو دی جارہی ہیں وہ دوڑ کر گیا اور سانپ کے اُوپر گر پڑا اور کہا کہ میں اس سانپ کو نہیں مارنے دوں گا۔ لوگوں نے اس پر بھی ڈنڈے برسائے۔ اس نے نہ تو ڈنڈوں کی پرواہ کی اور نہ ہی سانپ کے ڈسنے کا خوف اس کے دل میں آیا۔ لوگ اس سے الجھے تو سانپ بچ کر نکل گیا۔ لوگوں نے کہا بے وقوف! تو نے سانپ کو بچایا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ کتنا زہریلا اور انسان دشمن ہے۔ اس نے کہا لوگو! مجھے سانپ سے غرض نہیں۔ تم نے کہا یہ چڑھویا ہے اور گالیاں دیں تم نہیں جانتے کہ میرے مُرشد کی ذات بھی چڑھویا ہے اس لیے میں کیسے برداشت کرسکتا تھا کہ تم چڑھوئے کا نام لے کر گالیاں دو اور مارو خواہ وہ سانپ ہی کیوں نہ ہو۔

جب وہ شخص اپنے مرشد کے پاس گیا۔ حضرت میاں عبدالحکیم کھڑے ہو گئے اس کو گلے سے لگایا اور اس پر توجہ کی۔ فقیر کی نظرِ کرم سے اُسے ولایت عطا ہوگئی۔ اسے چودہ طبقوں کا وارث بنا دیا۔ فرمایا تو نے میرے ذات کا ادب کیا تو نے اللہ کے ولی کا ادب کیا۔ اس لیے مالک یہ نہیں چاہتا کہ تو دوسرے لوگوں کی طرح دھکے کھاتا پھرے۔ اب سارا جہان تیرا ادب کرے گا اور سن! جو تو نے اپنی پیٹھ پر ڈنڈے کھائے تھے میری پیٹھ کا کپڑا اُٹھا کر دیکھ لے اس کے نشان لگے ہوئے ہیں۔ ڈنڈے تجھے پڑے لیکن زخم میں نے کھائے میں نہ تو تیرے درد سے غافل تھا اور نہ تیرے ادب سے بے خبر تھا۔

ادب ایک تاج ہے لطفِ خُدا تو رکھ سر پر جہاں چاہے چلا جا

اَز خُدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

(ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں۔ بے ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہا) با ادب بانصیب' بے ادب بے نصیب۔ ہمارے مذہب میں تو نو حصے ادب اور ایک حصہ عمل ہے۔ کیونکہ اگر تم ساری ساری رات نماز پڑھتے رہو' سارا دن روزہ رکھتے رہو' زندگی بھر خانہ کعبہ میں بیٹھے رہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بے ادب ہو' اُس کے پیاروں نبیوں' ولیوں کے بے ادب ہو تو پھر اس کے بندے نہیں ہو بلکہ شیطان اور ابلیس ہو۔ اگر گناہ گار ہو لیکن بے ادب نہیں ہو تو پھر اس کے دَر سے کبھی محروم نہیں لوٹو گے۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ ایک کتا اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ چلا ان کی چوکھٹ پر بیٹھا

رہا' ان کا ادب کیا مالک نے نہ صرف اس کا کلام پاک میں ذکر کیا بلکہ اس نجس کو پاک کر کے بخش بھی دیا۔ کیا یہ ادب واحترام کی جزاء کی حد نہیں ہے۔

دوستو! اپنے نبی ﷺ کے نام کا' اپنے رب کے نام کا' اپنے بزرگوں کے نام کا اور اپنے شیخ کے نام کا ادب کیا کرو۔ جب تم اللہ اور اس کے رسول اور اس کے محبوب بندوں کا نام لو تو ادب واحترام کو ملحوظ رکھا کرو۔ ان ناموں کا ادب بظاہر ایک چھوٹی سی بندگی ہے' ایک چھوٹا سا ادب ہے لیکن یہ ادب بہت بڑا اجر عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیر ومرشد کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے اللہ! ہمیں ادب' علم' اور اخلاص عطا فرما۔ محشر میں ہمیں بے ادبوں میں نہ اُٹھانا۔ ہمیں بے ادبوں کے ٹولہ سے دور رکھنا اور ہمیں ادب والوں کی سنگت عطا فرمانا۔

وَما عَلینآ اِلّا البلٰغُ المُبین

خطاب عرس مبارک

حضور قبلہ عالم منگانویؒ نے 15 ستمبر 1985ء کو آستانہ شریف پر یارانِ طریقت کے عظیم الشان اجتماع سے مُخاطب ہو کر فرمایا۔

سب مل کر کلمہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یہ کلمہ گواہ ہے کہ میں نے اپنے ضمیر اور سمجھ کے مطابق ایک دینی اجتماع منعقد کیا ہے اس اجتماع کا مقصد آپ سب کی روحانی تربیت ہے۔ میرا مرشد دین و دنیا میں کمال راہبر تھا' شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت کا استاد تھا' تصوف کا لیکچرار تھا' روحانی علم کا معلم تھا بلکہ عینی مشاہدے کروانے والا تھا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کریں۔ ہمارا اکٹھا ہونے کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے سبق اور مشن کو دُہرا لیں اور اگر اس میں کچھ غلطیاں ہوں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر نکال لیں۔ اس وقت کم از کم دو ہزار کا مجمع ہے لیکن نماز میں اتنا اجتماع دکھائی نہیں د... بات نوٹ کر لو کہ اگر نماز' روزہ نہیں تو مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ درویشی تو نماز' روزہ میں تکمیل سے آگے شروع ...

میرے والد ماجد (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ) شریعت و طریقت میں ایسا ... تھے کہ زندگی کے آخری لمحات میں بھی نماز تہجد پڑھ کر رب کے حضور حاضر ہوئے۔ شریعت میں ایسے کامل تھے کہ آخری وقت میں بھی چارپائی سے اتر کر مصلّے پر بیٹھ کر نمازِ تہجد ادا کی۔ طریقت میں ایسے پختہ تھے کہ فرمایا مجھے اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ یہ سارا ... میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور چند گواہ اس وقت بھی میرے پاس بیٹھے ہیں۔ حضور کے حکم پر آپ کو چار آدمیوں نے اٹھ... رات کا پچھلا پہر اور سخت سردی تھی۔ اذان کا وقت قریب تھا۔ باہر لائے تو آپ نے فرمایا میرا چہرہ دہڑ شریف کی طرف ر... دو۔ جب دہڑ شریف کی طرف آپ کا چہرہ مبارک کیا گیا تو کلمہ شریف کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میرے والد ماجد نے اپنے دونوں دست انور ماتھے پر رکھے اور اس طرف جھک گئے نفل تہجد تو کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھے تھے لیکن عشق و شوق کا سجدہ اپنے پیرو مرشد کی طرف منہ کر کے ادا کیا یہ سب لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے والد ماجد نے اپنے اس عمل سے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر تم میرے ہم مسلک و ہم مشرب ہو میرے مشن کے ساتھ منسلک ہو میری معیت اور محبت تمہیں حاصل ہے تو شریعت اور طریقت کو دل میں بسا کر آخری وقت تک اس طرح عمل پیرا رہنا۔ وہ ہم سے زیادہ توحید پرست بھی تھے اور توحید شناسا بھی معرفت میں بھی کامل تھے اور عشق و مستی کی منزلیں طے کر چکے تھے جب انھوں نے آخری وقت بھی نماز نہ چھوڑی تو ہمیں بھی نہیں چھوڑنی چاہیے بالخصوص یہاں پر موجود میں اپنی ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تم میری کلمہ کی دوست ہو' میری عقیدت مند ہو تو نماز کبھی نہ چھوڑنا۔ جنہیں میرے باپ دادا کے ساتھ عقیدت ہے ہرگز نماز نہ چھوڑنا اور عورتوں سے میں یہ بھی اپیل کروں گا کہ بچوں والی عورتیں عرس مبارک پر نہ آیا کریں کیونکہ اس سے نہ صرف آپ کو اور آپ کے بچوں کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ آپ اپنے اصلی مقاصد حاصل نہیں کر پاتے۔ عرس مبارک پر آنے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ آپ پانچ وقت نماز پڑھیں' کلمہ پڑھیں اور تربیت حاصل کریں لیکن معصوم بچوں کے باعث نہ تو آپ کے

کپڑے پاک رہتے ہیں اور نہ آپ وقت پر نماز ادا کر سکتی ہیں اور نہ ہی مجلس میں بیٹھ سکتی ہیں۔ دین میں جبر نہیں ہے جس کے پاس رقم نہ ہو اسے حج معاف ہے' بیمار کو نماز میں رعایت ہے' غریب کی زکوٰۃ معاف ہے اس لیے معصوم بچے آپ کی مجبوری ہیں لہٰذا عرس پاک کی حاضری سے آپ مستثنٰی ہیں اور میں مردوں سے بھی ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں کہ غور سے سُن لو جو شخص میرا مرید ہو کر نماز نہیں پڑھتا وہ آئندہ عرس پر نہ آئے کیونکہ ہمیں تو ایسے آدمی درکار ہیں جن کے دیکھنے سے ہمارے ایمان میں ترقی ہو' اضافہ ہو اور جو شخص کلمہ' نماز سے تارک ہے اس سے ہم نے اپنے پیر کے عشق کا کیا سبق لینا ہے؟ ہمارے شیخ نماز کے پابند تھے۔ تمام اولیائے کرام نے نماز میں کمال حاصل کیا۔ ہر نبی نے امت سے بڑھ کر اضافی نمازیں پڑھیں۔ تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جو تم میں سے میرا دوست ہے نماز ہرگز نہ چھوڑے۔ اس عرس مبارک کے موقع پر میں تم سے یہ عہد لیتا ہوں کہ ساری زندگی نماز نہ چھوڑنا اور ایک عہد تم سے میں بھی کرتا ہوں کہ یا تو خدا اتنا قہر میں ہوگا کہ کسی کی بھی نہیں سنے گا پھر وہاں ہماری کیا مجال۔ جب کسی نبی ولی کی نہ سنے تو میری کیا مجال۔ یا پھر میرا رب سراپا رحمت دکھائی دے گا اور اگر میرا رب صفتِ رحمت میں ہوا تو کلمہ شریف کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے اور میرے دل جس طرح جڑے ہوئے ہیں جس طرح اس دنیا میں سنگت نصیب ہے اس کلمہ پر اعتبار کر لو اس طرح محشر میں بھی اکٹھے رہیں گے۔ جس طرح تمہیں کلمہ پر یقین ہے مجھے اسی طرح اپنے رب کی رحمت پر یقین ہے انشاء اللہ سب مل کر کلمہ پڑھتے ہوئے جنت میں جائیں گے اور جس طرح یہاں اکٹھے ہیں جنت میں بھی اکٹھے رہیں گے یہ میں نہیں کہتا یہ دونوں جہاں کے محبوب ﷺ کا اعلان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ''جو جس سے محبت رکھتا ہے محشر میں اس کے ساتھ ہوگا۔''

میں نے تمہیں اپنے والد گرامی کی دو باتیں بتائی ہیں کہ وہ خود مریض تھے' بہت زیادہ بیمار تھے لیکن آخری لمحہ بھی نماز تہجد نہیں چھوڑی۔ فرض تو ایک طرف نوافل بھی نہیں چھوڑے اور عشق کا یہ عالم تھا کہ آخری سلام دہڑ شریف کو کیا پھر اس کے بعد نہیں بولے۔ آپ جب دہڑ شریف کو سلام کر چکے تو ہاتھ اٹھائے دعا مانگی۔ ہم نے بھی ساتھ ساتھ اٹھائے لیکن ہمیں پتہ نہ چلا کہ آپ نے کیا پڑھا اور کیا مانگا پھر اشارہ کر کے فرمایا مجھے چارپائی پر لٹا دو۔ جب پلنگ مبارک پر لٹایا گیا تو شیخ احمد درویش نے پکار کر کہا حضور کے سرانور سے سرہانہ نکال دو اور کلمہ پڑھو۔ مجھے اس وقت پتہ چلا کہ میرے والد صاحب اللہ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔ میری عمر اس وقت بہت کم تھی بمشکل چودہ برس کا تھا۔ میں نے عرض کیا ابا جی! ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ خدا واحد جانتا ہے کہ نزع کے وقت مرنے والے کے چہرے پر درد کی کیفیت نمایاں ہوتی ہے لیکن اللہ کے فقیر موت کی تکلیف سے مبرّا ہوتے ہیں اس لمحے بھی مسکرائے اور اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی سے اوپر اشارہ فرمایا جس کا مطلب تھا بیٹا! پرواہ نہ کر تیرا اللہ تیرے لیے کافی ہے اس اشارہ سے میں نے یہ سمجھا کہ تم اللہ پر بھروسہ رکھو وہ تمہارا بہتر نگہبان ہے۔ دنیا کے کسی بشر کا تمہیں دستِ نگر ہونے کی ضرورت نہیں' کسی کا محتاج ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم کسی چیز کی پرواہ نہ کرنا میرا مالک تمہیں سب کچھ عطا کر دے گا اور آج تک یہ میرے مولا کا کرم ہے اور میرے والد ماجد کی دُعا ہے نہ تو کسی کے محتاج ہیں نہ دستِ نگر اور نہ ہی کسی کی پرواہ ہے۔

میرے دوستو! اپنے اندر ایسا کمالِ عشق پیدا کرو کہ اس عشق پر سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور تمہارے دل میں ملال نہ آئے۔ دل میں اپنے مرشد کا اتنا شوق اور محبت ہو کہ دل چاہے اپنے بیٹے بیٹیاں اور اپنی جان بھی اس پر قربان کر دوں کیونکہ کاملِ عشق تب ہوتا ہے جب اپنے یار کو ماں باپ اپنی جان حتیٰ کہ سارے جہان سے محبوب جانا جائے لَا یُوْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (الحدیث) اور شریعت میں تمہارا ظاہر ایسا ہو کہ لوگ تمہیں مولوی کہیں۔ تمہارا ہر عمل' تمہاری ہر ادا' تمہاری ہر چیز شریعت کے مطابق ہو لیکن باطن میں منصورِ حال ہو جاؤ۔ سوائے اپنے مرشد کے اور اس کی محبت کے کوئی چیز تمہارے دل میں نہ سما سکے۔

''تذکرۃ الاولیاء'' میں میں نے پڑھا ہے کہ حضرت رابعہ بصریؒ کو رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے رابعہ! کیا تجھے مجھ سے عشق و محبت ہے تو انہوں نے عرض کیا جی نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ رابعہ بولیں میرے آقا! یہ کس کی مجال ہے کہ اپنے دل میں آپ ﷺ کا عشق و محبت نہ رکھے لیکن کیا کروں میں توحید میں اس طرح غرق ہوئی ہوں کہ اب باقی گنجائش نہیں رہی۔

حضرت امیر خسروؒ جس وقت ہو کرتے تھے تو قمیض کا کپڑا دِل کی جگہ پر جل جاتا تھا عموماً اس جگہ پر کپڑا پھٹا رہتا تھا اس لیے اپنی قمیض کو اس جگہ پر تاروں سے ٹانک کر رکھتے اس وجہ سے آپ کو امیر خسرو زری زربفت کہتے ہیں۔ اسمِ اعظم کا اتنا سوز اور اتنا وجد تھا کہ قلب کی ہو سے کپڑا جل جاتا تھا یا پھٹ جاتا تھا۔ آپ کو رسولِ خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا آؤ خسرو! مجھے ملو تو آپ نے حضور کو اپنا بایاں ہاتھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا! مجھے بایاں ہاتھ کیوں دیا ہے تو امیر خسروؒ نے عرض کی اللہ کے محبوب ﷺ میں نے اپنا دایاں ہاتھ نظام الدین کو دے دیا ہے۔

امیر خسروؒ کا طریقت میں یہ مقام ہے' اپنے مرشد کی اتنی محبت ہے کہ جس ہاتھ پر اس سے بیعت کی وہ ہاتھ رحمت العالمین ﷺ کو بھی نہیں دیا اور کمال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا اے خسرو! تو مُشرک ہو گیا ہے بلکہ گلے لگا کر فرمایا تجھے تیرا پیرا اور یہ عشق مبارک ہو۔ بلاشبہ اپنے پیرو مرشد سے عشق کی یہ حد ہے محبت کی یہ انتہا ہے اور عشق و محبت کی انتہا ایمان کا بھی اعلیٰ ترین مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے مرشد اور ہادی کا ذوق و شوق نصیب فرمائے اور ان کی ظاہری باطنی سُنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو۔ ہر وقت اپنے مرشد کے قواعد کو' احکام کو مدنظر رکھا کرو' اس کے تصور کو مدنظر رکھا کرو۔ یہ دُنیا ہماری نہیں ہے۔ ہمارے باپ دادا کی میراث نہیں ہے۔ دیکھو! ہزاروں قبروں میں پڑے ہیں اور اب ترس رہے ہیں کہ ہائے! دُنیا میں کچھ اللہ اللہ کر لیتے اور ہمارے پاس تو سب کچھ موجود ہے۔ آج تم خدا کو راضی کر سکتے ہو اس کے رسول ﷺ کو راضی کر سکتے ہو۔ دنیا میں جو کچھ کرنا چاہو کر سکتے ہو لیکن وقت کو خالی نہ جانے دینا اور ایک ایک لمحہ اس کی محبت و معرفت میں گزارنا۔ وَما عَلینآ اِلا البلٰغُ المُبین

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ جمعہ

پہلا خُطبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَ مَولٰنَا مُحمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلیٰ العٰلَمِینَ جَمِیعاً وَّاَقَامَہ' یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِلْمُذْنِبِینَ شَفِیْعاً فَضَّلَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوب'' وَّ مَرْضِیّ'' لَدَیْہِ صَلوٰۃً تَبْقیٰ وَ تَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّومِ وَاَشْھَدُاَنْ لَا اِلٰہَ اِلاّٰللّٰہُ وَحْدَہ' لاَ شَرِیْکَ لَہ' وَ اَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہ' وَ رَسُولُہ' اَمّا بَعْدُ فَیآ اَیُّھَا الْمُومِنُونَ رَحِمَنَا وَ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اُو صِیْکُمْ وَ نَفْسِیْ بِتَقْوٰیٰ اللہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ فَاِنَّ التَّقْوٰیٰ سَنَامُ ذُرَیٰ الْاِیْمَان رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارْ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرآنِ الْعَظِیْم وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِالاٰیٰاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہ، تَعَالیٰ مَلِک'' کَرِیم'' جَوَاد'' بَرُّوْف'' الرحیم''.

دوسرا خُطبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ' وَ نَسْتَعِینُہ' وَ نَسْتَغْفِرُہ' وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ' وَ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّآتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلا مُضِلَّ لَہ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہ' وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہ' لَاشَرِیْکَ لَہ' وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّداً عَبْدُہ' وَ رَسُوْلُہ' فَضَّلَ اللّٰہُ تَعَالیٰ علیٰ رَسُولِ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ اولیاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِین خَصُوصاً علیٰ اَوَّلِھِمْ بِالْتَّصْدِیقِ وَ اَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا اَبِی بَکْرِنِ الْصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللہ تَعَالیٰ عنہ وَ عَلیٰ مُزَیِّنِ المنبروَ الْمِحْرَابِ سَیِّدِنَا وَ مَولٰنَا عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عنہ وَعَلیٰ جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَالْاِیمَانِ سَیِّدِنَا وَ مَولٰنَا عُثْمَانَ ابنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنہ وَ عَلیٰ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبُ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبْ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیم وَعَلیٰ ابنیہِ السَّعِیدَینِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَینِ وَ علی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ فَاطِمَۃُ الزَّھرَآءِ .رَضِیَ اللہ تَعَالیٰ عنھَا .

اُذْکُرِ اللہ یَذْکُرْ کُمْ وَادْعُوْہ' یَسْتَجِبْلَکُمْ ط وَلَذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَعْلیٰ وَ اَوْلیٰ وَاَعَزُّوَاَجَلُّ وَاَتَمُّ واعظَمُ و اَکْبَرُو اللہ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُونَ.

اقوال وارشادات حضرت قبلہ عالم منگانویؒ

1- اے دُرویش! زُہد کی ابتداء لا الہ الا اللہ ہے جبکہ زہد کی انتہا پتھر اور ڈھیلے کا یکساں ہو جانا ہے۔ شریعت میں لا الہ الا اللہ، طریقت میں لا مطلوب الا اللہ، حقیقت میں لا مقصود الا اللہ اور معرفت میں لا موجود الا اللہ ہے۔

2- الست بر بکم محبت کا عہد و پیماں ہے اور قالو بلیٰ سوزِ دوام، امانت رکھنے کی صدا اور ایفائے عہد ہے۔

3- فقرِ محمدی ﷺ کا حامل سوال نہیں کرتا۔

4- ولی اور نبی میں بھی تمام بشری تقاضے پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ تمام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے تمام کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔

5- حیف ہے اس شخص پر جو بے عشق مر جائے۔

6- ذکر و وظائف اور اسمِ اعظم سے دِل تو صاف ہو جاتا ہے لیکن پہچانِ حق کچھ اور چیز ہے۔ دل کی صفائی ہو جائے، پوشیدہ حالات نظر آنے لگیں، جو منہ سے کہے پورا ہو جائے اور لوگوں کی مشکل کشائی بھی کرے لیکن پہچان حق پھر بھی کچھ اور چیز ہے۔

7- ولی اللہ اور اللہ کی معیت کی کوئی حد مقرر نہیں۔

8- ظاہر کو شریعت محمدی ﷺ کے سانچے میں ڈھال لو تمہارے قلب میں نورانیت پیدا ہو گی اور تمہارا باطن حقیقت و معرفت کے مطابق ہو جائے گا۔

9- جو نماز نہیں پڑھتا وہ میرا مرید نہیں۔

10- اے انسان! تو اس جہان میں صرف عبادات کے لیے نہیں آیا تیرا مقصدِ حیات تو معرفتِ حق ہے جس وقت تو اپنے آپ کو پہچان لے گا تو تجھے معرفتِ حق حاصل ہو جائے گی۔ سب کچھ تیرے اندر ہے تجھ سے باہر کچھ نہیں۔

11- خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو عورت و دیوار میں فرق نظر نہ آئے یعنی شیطانی وسوسہ سے پاک ہو۔

12- اس دنیا میں مسافر ہو کر زندگی بسر کریں اور زیادہ وقت ذکر و فکر میں گزارا کریں۔

13- زُبان سے عقل میں علم ہزار گُنا زیادہ ہے اور عقل سے قلب میں علم لاکھ درجہ زیادہ ہے اور قلب سے رُوح میں علم کروڑ درجہ زیادہ ہے۔

14- ہر قسم کے تفکرات پر ضبط و قبضہ رکھا کریں۔ بادِ مخالف اور بادِ موافق زندگی میں دونوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

15- احوالِ شیخ پر ہر ادنیٰ سا شک و شبہ اور چون و چرا کو دخل نہ دے بلکہ اپنے عقل کو کارِ شیخ سے ندامت کر۔

16- اتنا اور کوئی گناہ نہیں جتنا انسان کی انا میں ہے۔

17- صِدق اور تقدیر کے گُرزوں پر صبر کرنے سے منزِل حاصل ہوتی ہے نہ کہ بناوٹ سے۔

18- محبت کا تقاضا ہے کہ اپنے آپ کو مُرشد کامل کا ہم شکل بناؤ تا کہ قول وفعل میں یکسانیت پیدا ہو۔

19- راہِ فقر میں کرامت پندرواں (15) مقام ہے اور قُرب ناواں (99) مقام ہے اگر تو کرامت پر ہی رُک گیا تو مقرب کب ہوگا۔

20- دِل سے اُٹھنے والی دلیل کی مُخالفت اور مقابلہ کرنا مجاہدہ کہلاتا ہے لیکن جب وہ اس میں کامیاب ہو جائے تو اسے مکاشفہ ہو جاتا ہے۔

21- ہمارے مذہب میں نو (9) حصے ادب اور ایک (1) حصہ عمل ہے۔

22- سماع شہوت پرست کے لیے حرام اور وحدت پرست کے لیے حلال ہے۔

23- عاشقوں کی خاکِ پا کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بناؤ اور اِن کا دامن صدق سے تھام لو۔

24- اگر نماز میں دلیل آئے تو نماز سے پہلے ذکر نفی اثبات کر لیا کرو۔

25- تجلیاتِ ذات کے لیے پانچ چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔ کبر' کینہ' حرص' ہوا' لہو۔

26- اے عزیز جس قدر ہو سکے اپنی انا ختم کر کیونکہ نیستی ہی میں دراصل ہستی ہے۔

27- یہ دُنیا بہت پرانی ہے تقریباً ہر بالشت کے درمیان ایک آدمی دفن ہے مگر سوائے نیک اعمال کے ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔

28- مال' اولاد اور رشتہ دار دُنیا نہیں ہیں بلکہ جو چیز تجھے اپنے رب سے غافل کر دے وہ دنیا ہے۔

29- زِندگی کے کُل تین دن ہیں۔ ایک جستجو کا' دوسرا ملاقات کا' تیسرا عیش ووصال کا۔ لیکن جس نے پہلا دِن سستی وغفلت میں گزارا اس کو ملاقات اور وصال حاصل نہیں ہو سکتا۔

30- عاجزی وانکساری اور مسکینی' درویشی کی صفات ہیں۔ فقیر وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آ جائے اور دُنیا بھول جائے۔

31- تصورِ شیخ اور نفس کی مُخالفت سے منزلِ مقصود تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

32- اے دُرویش! تجھے زندگی میں جو گھڑی بھی میسر ہو اپنے شیخ کی خدمت میں گزار اور جان لے کہ زاہدوں کا قبلہ بیت اللہ' فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور' عرش والوں کا قبلہ عرشِ معلیٰ لیکن عاشقوں اور عارفوں کا قبلہ ذاتِ حق ہے۔ ذاتِ حق کا جلوہ تجھے اپنے شیخ میں نظر آئے گا۔

33- ہماری شریعت وطریقت اپنے پیر کامل کا بتایا ہوا سبق' اس کی خدمت اور اس کی نظر ہے۔ تیرا دِل اصلی کتاب ہے تجھے اور کسی علم کی ضرورت نہیں۔

34- فقر کی صرف ایک نظر جس پہ پڑ گئی تو اس کی سب منزلیں آسان ہو گئیں۔

35- رُوح وجسم ایک دُوسرے سے علیحدہ نہیں لیکن رُوح کو ہم نہیں دیکھ سکتے اس طرح ذاتِ حق بھی ہمارے اندر موجود ہے لیکن بغیر مُرشد کے دیکھنا ناممکن ہے۔

36- اے درویش! دُنیا کو دل سے نکال دے پھر میرے پاس آ تجھے دین ودنیا سے مالا مال کر دوں۔

37- ہماری زبان کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے پیاروں کی تعریف ہے۔

38- اے لوگو! پہلے انسان بنو، پھر مسلمان اور پھر درویش بنو۔

39- معجزہ یا کرامت حق ہے اس کا انکار کفر ہے۔ معجزہ یا کرامت کے سامنے عقل عاجز آ جاتی ہے اس لیے کہ یہ صرف اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

40- دل لگا کر کلمہ طیبہ پڑھنے سے تمام گناہ دور اور کفر جھڑ جاتا ہے۔

41- اگر تمہارے سینہ میں اپنے مرشد کامل کا تصور، محبت موجود ہے تو تیرے اندر ہی محبتِ رسول اور محبتِ الٰہی ہے اسی کو پکڑے رکھ یہی ایک سیدھا اور مکمل راستہ ہے۔

42- ہمارا مذہب جماعتِ اہل سنت الف سے لے کر ے تک ادب ہی ادب ہے۔

43- اے درویش! تمام مدارج طے کرنے کے بعد بھی شیطان کے مکروں سے غافل نہ ہونا۔ تجھے یہ مقامات مجاہدۂ نفس سے ہی حاصل ہوں گے نہ کہ ورد و وظائف کرنے سے۔

44- جب دنیا گزشتنی اور گزاشتی ہے تو ہمیں چاہیے کہ اس سے دل نہ لگائیں۔ یارانِ طریقت جا رہے ہیں اور ہم بھی چلنے والے ہیں۔

45- دوستو! دل کے اندر عشق منصور جیسا ہونا چاہیے تاکہ یہ دل کہے کہ یار پر مال، اولاد، جان سب کچھ قربان کر دے۔

46- جو کہے میں سب کچھ ہوں وہ کچھ بھی نہیں اور جو کہے میں کچھ بھی نہیں وہ سب کچھ ہے۔

47- روزِ میثاق اللہ تعالیٰ کو سب نے دیکھا اور قالو بلیٰ کہا لہٰذا روزِ محشر بھی سب دیکھیں گے۔

48- اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو سنبھال لے، صاف کر لے، اپنی صلاحیت کو اجاگر کر لے، رذیل اور زہریلی چیزوں کو نکال دے تو پھر تو خدا کا نور ہے۔ تو وہ روشنی ہے جس کو فرشتے بھی جھکتے ہیں۔ تیرے پاس ایسا علم ہے جسے صرف تو اور تیرا خدا جانتا ہے۔

49- جب تک مرید فنافی الشیخ نہ ہو جائے اسے کسی کی مجلس میں نہیں بیٹھنا چاہیے لیکن جب فنافی الشیخ ہو جائے تو وہ خود پیر کامل ہوتا ہے۔

50- فقیر وہ ہے جس کا ضبط حال اور ظرف اتنا اعلیٰ ہو کہ توحید کے سات سمندر بھی پی جائے تو ہمسائے کو خبر تک نہ ہو۔

51- اے درویش! جب تک تو درویشوں کی خدمت نہیں کرے گا کسی مقام پر نہیں پہنچ سکے گا۔

52- ہمارا جسم فانی ہے' کیڑوں کی خوراک ہے' مٹی کے ساتھ مٹی ہو جانے والا ہے لہٰذا اسے محبوبِ حقیقی کے عشق کی بھٹی میں اس طرح جلاؤ کہ پھر اسے مٹی نہ کھا سکے کیونکہ مقبولانِ حق کا جسم مٹی پر حرام ہے۔

53- اگر نماز' روزہ نہیں تو مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ درویشی تو نماز' روزہ کے بعد شروع ہوتی ہے۔

54- ریاست اور بادشاہی اکثر کافروں کو ملی ہے۔ روپے پیسے' مال و متاع' نوکری وافسری اور تجارت امیروں کو ملی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی میراث علم ہے۔

55- اے مرید! اس جہاں میں کوئی ایسا دروازہ یا راستہ نہیں جس پر تو چل کر اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکے بجز اس کے کہ تو اپنے مرشد کا عاشق نہ ہو اور اس کو اپنا آقا و ضامن نہ بنالے۔

56- ذکر با تصورِ شیخ ذکر بلا فکر سے ہزار گناہ بہتر ہے بلکہ فکر کے بغیر ذکر جانوروں کے بولنے کی طرح ہے۔

57- اپنے پیر کے نام کا' نبی کے نام کا اور خدا کے نام کا ادب کیا کرو یہ نام بغیر آداب کے نہ پکارا کرو۔

58- دُرویشوں کے بچے ٹکڑے کھانا حضرت علی احمد صابرؒ کا مقام ہے۔

59- حیف ہے ان لوگوں پر جو اپنے شیخ کی مجلس میں ادھر ادھر دیکھتے ہیں یا سر جھکا کر بیٹھتے ہیں درویش کو چاہیے کہ نظریں جما کر اپنے شیخ کا چہرہ دیکھتا رہے۔

60- ہمارا سلسلہ قادری قلندری ہے۔ ہم باطنی طور پر شہ منصور حلاجؒ اور شہ شمس تبریزؒ کے پیروکار ہیں لیکن ظاہری طور پر ہمارا اوڑھنا بچھونا شریعتِ محمد ﷺ ہے۔

61- اے طالب حق! تجھے نصیحت کرتا ہوں اس پر عمل کرے گا تو مُراد پائے گا۔ حرص وہوا سے بچ' تزکیۂ نفس کر اور کسی پر ناراض نہ ہو۔

62- حق تعالیٰ کو ماننا' اس کے بندوں' اس کے فرشتوں' خانہ کعبہ کو ماننا سب توحید ہی توحید ہے۔

63- آستانِ شیخ پر کلمہ پڑھتے آیا کرو اور کلمہ پڑھتے جایا کرو۔ ہر وقت اپنے مرشد کے احکامات اور تصور کو سامنے رکھا کرو۔

64- اگر کسی ایک شخص نے بھی میرا بتایا ہوا سبق یاد کر لیا تو میرے لیے کافی ہے۔

65- جن لوگوں نے اپنے آپ کو سنوارا' جہان کی ہر شئے' ہر مخلوق ان کے سامنے جھکی اور جنہوں نے اپنے آپ کو نہ سنوارا وہ مکھی اور مچھر سے بھی کمزور ہو گئے۔

66- دین کے متعلق مذہب حنفی اور شریعت سیکھو۔ طریقت میں مسلکِ قادری پر کاربند رہو۔

67- اے درویش! اسمِ اعظم کرتے وقت تمہیں غیر کی دلیل آنے لگے تو چار پانچ دفعہ ذکر نفی اثبات کر لیا کرے اس سے دو جہان اور ان کے درمیان ہر چیز معدوم ہو جائے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ باقی رہ جائے گا اور تیرا ذوق وشوق مزید

بڑھے گا۔

68- کچھ وظائف ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پڑھنے سے وقتی طور پر اثر نہیں ہوتا لیکن یہ بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوتے ہیں اور ان کا صلہ دنیا میں نہ ملے تو آخرت میں ضرور ملتا ہے۔

69- اے درویش! اس چیز سے محبت نہ کر جو تمہیں خدا اور رسول سے دُور لے جائے۔

70- دُنیا کا جتنا مال و متاع جمع کر لیا جائے وہ گنج قارون کی طرح ہلاکت کا سبب اور فانی ہونے والا ہے۔ اس کے مقابلے میں صرف ایک دفعہ کلمہ طیبہ باعشقِ الٰہی پڑھ لینا اچھا ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رہے گا اور ہمیشہ تمہیں کام آئے گا۔

71- جیسے شریعت کے اعمال سے ظاہر صاف ستھرا ہو گا ایسے ہی طریقت کے اعمال سے باطن شفاف اور پاکیزگی حاصل کرے گا۔

72- نفس کی شرارت سے محفوظ رہنے کے لیے اور شیطان سے بچنے کے لیے عالمِ ربانی کی ہر وقت ہر حال میں ضرورت ہے۔ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ہر لحظہ پیروی پیر اور ظلِ مُرشد کی اشد ضرورت ہے۔

73- درویش کے پیچھے نماز ادا کرو خواہ وہ جنگل ہی میں کیوں نہ پڑھائے کیونکہ سوائے درویش کے بغیر دلیل کے نماز کوئی نہیں پڑھا سکتا۔

74- ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اسمِ اعظم کا وِرد جاری رکھا جائے چلتے پھرتے' اُٹھتے بیٹھتے ہر کاروبار میں اسمِ اعظم جاری رہے۔ "ہتھ کار ول' دل یار ول۔"

75- یہ دنیا ساری کی ساری قبرستان ہے جس کے اوپر ہم خنداں وشاداں پھرتے ہیں۔

76- اے انسان! اگر تیرا سارا وقت گناہوں میں صرف ہوتا ہے اور تو نیکی اور جنت کی امید رکھتا ہے تو یہ تیری بے وقوفی ہے۔

77- وہی کچھ ہمارا ہے جو ہم نے نیک راستہ میں خرچ کر دیا باقی سب ٹھاٹھ یہیں پڑا رہ جائے گا۔

78- محبت کے دو نام ہیں مجاز یا حقیقت' فانی یا باقی لیکن اگر راہبر میسر آ جائے تو مخلوق کی محبت یعنی مجاز بھی حقیقت میں مددگار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مخلوق بھی حاصل میں خالقِ حقیقی کی ایک صفت ہے اگر اس صفت سے محبت اس ذات کی خاطر ہو تو یہی عین ہے۔

79- تمام مشائخ عظام کا طریقہ ہی صراطِ مستقیم ہے اس کے سوا سب طریقے گمراہی کا سبب ہیں۔

80- اس دُنیا کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے تاکہ یہ دنیا دل میں گھر نہ کر بیٹھے۔ دُنیا جیب میں رکھنا' ہاتھوں میں رکھنا' سر پر رکھنا حلال اور باعثِ برکت ہے لیکن دل میں رکھنا حرام اور باعثِ عذاب ہے۔

81- اے مُرید! تو بظاہر مولوی دکھائی دے لیکن باطن میں قلندر ہو تب میں راضی ہوں۔

82- وہ مومن جس کا توحید و رسالت پر مکمل ایمان ہے گناہ کرنے سے کافر نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ مرید جس کا اعتقاد

درست ہے اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو طریقت میں وہ محرم نہیں بن سکتا بلکہ اعتقاد کی برکت سے اسے وہ بات نصیب ہو سکتی ہے۔

-83 یہ زندگی صرف چند روزہ ہے جس میں ہمیں قبر کے لیے توشہ کر لینا چاہیے کیونکہ منزلِ قبر بڑی طویل ہے۔

-84 رب اور رسول ﷺ کے نام کا اتنا ادب کرو کہ کسی آدمی کے نام کے ساتھ ان کا کوئی صفاتی نام بھی آئے تو اسے بگاڑ کر نہ بلاؤ۔

-85 لوگو! وقت کو غنیمت جانو۔ خدا، اس کے رسول ﷺ اور پیشوا کو راضی کر لو پھر یہ وقت تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔

-86 بزرگانِ دین کو یومِ ولادت اور یومِ وصال منانے میں بڑی برکات ہیں جن دنوں میں اللہ کریم[1] نے اپنے بندوں کو انعامات سے نوازا۔ ان دنوں کی یاد تازہ کرنا اور خوشی منانا سنت ہے۔

-87 جو روپیہ پیسہ کو راہِ حق میں ختم کرتا ہے وہ اپنے نامہ اعمال میں سے لفظ جہنم کو ختم کرتا ہے۔

-88 مرشد یا پیر وہ ہے جس کی اپنی مرضی یا خواہش جاتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو سراپا بنا لے۔ مرشد کا شیشہ دل اتنا صاف ہو کہ جملہ اخلاق و اوصافِ نبوی ﷺ جلوہ گر ہوں۔

-89 اگر مرید یہ خیال کرے کہ میرے پیر کے سوا اور بھی کوئی شخص دنیا میں ہے جو خدا رسیدہ بنا سکتا ہے تو شیطان ملعون اس کے اعتقاد پر قابض ہو جاتا ہے۔

-90 اے انسان! اگر تو اپنے آپ کو صاف کر لے پھر تو وہی ہے جس نے آگ میں چھلانگ لگائی تو آگ گلزار ہو گئی۔ تیرے نزدیک پانی نہ آئے، تجھے ہوا کچھ نہ کہے، تجھے بجلی کوئی نقصان نہ پہنچا سکے، بلکہ ہر شئے تیرے ہاتھ میں ہے کیونکہ یہ سب کچھ تیرے لیے بنایا گیا ہے۔

-91 کلمہ طیبہ با معنی پڑھنے سے غیر دلیلیں نہیں آتیں یعنی زبان کلمہ پڑھے اور دل معنی کرے۔

-92 توحید سراسر خاموشی کا نام ہے۔

-93 اے درویش! تم سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو ایک بار توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی رحیم و کریم ہے کہ تمہیں معاف فرما دے گی لیکن اگر کوئی نیکی کرو تو دس مرتبہ توبہ کرو تاکہ تمہارے دل میں کہیں تکبر پیدا نہ ہو جائے۔

-94 مختلف جھروکوں سے طرح طرح کے روزنوں سے وہ ذاتِ حقیقت پردۂ مجاز میں عالم کو اپنا فریفتہ کیے ہوئے ہے۔

-95 اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے انسان چند گھڑیوں کے لیے اس جہان کے بازار میں حصولِ حسنات طیبات کے لیے بمنزلہ مسافر آج آیا ہے اور کل عالمِ آخرت کو چلا جائے گا۔

-96 مرید کو اپنے پیر کی ولایت اور کمال کا اس قدر مشتاق اور معتقد ہونا چاہیے کہ تھوڑے عمل اور زیادہ نیاز سے جلدی مطلب حاصل کرے اور حضرت عشق کی برق رفتار سواری پر بیٹھ کر مقامِ لاہوت میں یکسو ہو جائے۔

-97 رات کا کھانا دِل کو مردہ کر دیتا ہے اور پچھلی رات کو اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ درویش کے لیے ضروری اور حضوری کا وقت ہوتا ہے۔

-98 مسلمان پاک باز یا گناہ گار کی بعد از وفات ترقی درجات' عفو تقصیر اور مغفرت' اہل حیات کی دُعا' تلاوت' سخاوت' عبادت' حسناتِ طیبات کے ایصال سے اہل موتی کی نجات ہو سکتی ہے۔

-99 اے درویش! ظاہر میں نفل ہو' باطن میں وصل ہو' ظاہر با کار باطن بایار۔ الاختصار! تھوڑے کو بہت سمجھو۔

-100 انسان اس زندگی مستعار کو دنیا کے کھیل تماشے اور غفلت وعصیاں کے جال سے بچتے بچاتے ایک لمحہ کو بھی ضائع ہونے سے بچائے اور ایک ایک گھڑی کو شغلِ حق میں صرف کرے۔

-101 طریقت کے وِرد و وظائف کرنے والے درویش صادق الیقین پر واضح ہو کہ شریعتِ محمد ﷺ پر کامل' عامل' دنیا کے مکر و فریب اور رذائل سے دور ہو کر وظیفہ کرے پھر اس کے انوار دیکھے انشاء اللہ العزیز ہماری قبر کو بھی دعا دے گا۔

-102 دُنیا ہاتھ کی چیز ہے۔ ہاتھ میں آئے اور ہاتھ ہی سے چلی جائے۔ دل صرف خانہ خدا ہے یہ صرف یادِ حق' ذکرِ حق اور مشاہدہ حق کیلئے ہے۔

-103 جب تک مرید فنافی الشیخ کی منزل کو قول و فعل سے حاصل نہین کر لیتا اسے کوئی کرامت حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فنافی الرسول ہو سکتا ہے۔

-104 اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت اور پہاڑ سے خدا کو دیکھ سکتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ وہ ذات ہر صفات میں نظر آ سکتی ہے۔

-105 سب سے افضل عبادت خدا' اس کے رسول ﷺ اور اس کے پیاروں سے جنون کی حد تک عشق و محبت کرنا ہے اور ان سے ظاہری' باطنی' قلبی' روحی لگاؤ رکھنا ہے۔

-106 درویش کے لیے دنیاوی لغویات سے اجتناب فرض ہے۔

-107 ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ولایت عامہ اور دوسری ولایت خاصہ۔ ولایت عامہ میں تمام مومن شریک ہیں جبکہ ولایت خاصہ میں صرف اہل سلوک ہیں۔

-108 اولیاء اللہ کے اجسامِ مبارکہ سے نورانی کرنیں پھوٹتی ہیں جو سارے جہان کو منور کرتی ہیں ان کرنوں کو کرامات اولیاء کہتے ہیں۔

-109 کرامات اولیاء برحق ہیں۔ اس پر کتاب اللہ اور احادیث نبویہ اجماع اہل سنت شاہد ہیں۔

-110 کرامات کی اقسام خرق عادات پر مشتمل ہوتی ہیں جو کہ قانون فطرت کے خلاف کسی چیز کا ظہور ہوتا ہے۔

-111 جو شخص دوسروں کی عادات کو ترک کر دے اور اپنی عادات سے بھی دست بردار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے

میں اس کو ایسی ہی خرقِ عادات فرما دیتا ہے۔

112- اولیاء اللہ کو مراتب اس لیے عطا کیے جاتے ہیں تا کہ وہ کرامات کا اظہار کر کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لائیں۔

113- فقیر کی مجلس میں بیٹھ کر غلط خیالات اپنے دل میں نہ لایا کرو۔

114- اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول ندامت' دوم ترکِ گناہ' سوم اپنے آپ کو ظلم اور جھگڑے سے پاک رکھے۔

115- درویشی تین چیزوں کا نام ہے۔ طمع ترک کر دینا' کوئی چیز آ جائے تو اس کو ردنہ کرنا' کچھ مل جائے تو جمع نہ کرنا۔

116- جسے محبت دی گئی اسے فقر و حشمت بھی دی گئی تا کہ دنیا اس پر فریفتہ نہ ہو جائے۔

117- رضائے الٰہی صرف اس قلب کو میسر ہوتی ہے جس میں کدورت نہ ہو۔

118- صوفیاء کے نزدیک زندگی اور موت کا فلسفہ یہ ہے کہ ذاکر زندہ ہے اور غافل مردہ ہے چاہے ذاکر مَر جائے اور غافل زندہ ہو۔

119- اے درویش! تیرا رب تجھ سے تیری ایک ایک سانس کے بارے میں پوچھے گا کہ بتا تو نے میری محبت و معرفت میں کتنی سانسیں گزاریں۔

120- ہر انسان کو اپنے آپ سے بہتر سمجھ کیونکہ بزرگانِ اولین تو کم تر سے کم تر مخلوق کا بھی ادب کیا کرتے تھے۔

121- چار چیزیں نہایت قیمتی گوہر ہیں۔ اول وہ درویش جو اپنے آپ کو دولت مند ظاہر کرے۔ دوم وہ بھوکا جو اپنے تئیں پیٹ بھرا ظاہر کرے۔ سوم وہ غمناک جو اپنے آپ کو خوش و خرم ظاہر کرے۔ چہارم جس سے دشمنی ہو اسے بھی دوست دکھائی دے۔

122- سیدنا عثمانِ غنیؓ سے بغض رکھنے والوں کا جنازہ جائز نہیں۔

123- درویشی ابتلاء کا نام ہے۔ اللہ کریم اپنے بندے کو اس کی جان' مال اور اولاد سے آزماتا ہے کہ میری محبت میں کہیں دروغ گو تو نہیں۔

124- درویش ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہتا ہے۔

125- فقط دعویٰ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جس طرح پانی کا تصور پیاس نہیں بجھا سکتا اور آگ کا خیال حرارت نہیں پہنچا سکتا اسی طرح طلب کا دعویٰ محبوب تک نہیں پہنچا سکتا۔

126- اگر طعام پر کلامِ الٰہی پڑھ لیا جائے تو اس کو کھا لیا کرو اور اس کے کھانے سے انکار نہ کرو یہ حکم الٰہی ہے۔

127- عاشقوں کی چھ نشانیاں ہیں۔ آہیں بھرنا۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ آنکھوں کا پرنم رہنا۔ کم کھانا۔ کم بولنا۔ کم سونا۔

128- زندہ رہنے کے لیے کچھ کھانا چاہیے نہ کہ صرف کھانے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔

129- شکم سیری (پیٹ بھر کر کھانا) چھ خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ 1- عبادت میں دل نہ لگنا۔ 2- حکمت کی باتیں یاد نہ رہنا۔ 3- شفقت سے محروم ہو جانا۔ 4- نفسانی خواہشات میں اضافہ ہو جانا۔ 5- پاخانہ سے اتنی مہلت نہ ملنا کہ مسجد میں جا کر عبادت کر سکے۔ 6- ذکر و وظائف کا بارِ خاطر بن جانا۔

130- اپنی نظروں کی حفاظت کرو یہ فقط یار کو دیکھنے کے لیے ہیں نہ کہ غیر کے لیے۔

131- عشق ہی سے آدمی انسان بنتا ہے کیونکہ ایمان کی اصل بھی عشق ہے۔

132- اگر جان کے بدلے دیدارِ یار نصیب ہو جائے تو یہ سودا بڑا سستا ہے۔

133- احکامِ الٰہی دو قسم کے ہیں۔

1- امورِ تکوینہ (حیات و ممات، دُکھ سُکھ، پست و کُشاد، فتح و شکست وغیرہ)

2- امورِ تشریعیہ (افعال تشریعی یعنی فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح وغیرہ)۔ ان ہر دو افعال و احکام میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی رضا و رغبت کو ترجیح دیتا ہے۔

134- مشائخ کی زیارت اور خدمت حضرات صوفیاء پر فرض ہے۔

135- معرفت کے طریقے کی پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں جہانوں کو ترک کر دینا اور پشتِ پا سے ٹھکرا دینا۔

136- فقیری صرف یہی نہیں کہ کسی کے حال سے واقف ہو جانا، زبان سے جو نکلنا اس کا فوراً پورا ہو جانا، کسی کو مسلمان بنا لینا، ہوا میں اُڑنا، بلکہ فقیری صبر و استقامت کا نام ہے۔

137- درویشوں کے گروہ میں جب کچھ نہ رہے تب "کچھ" بچتا ہے۔ لیکن جو کچھ بچتا ہے وہ اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔

138- حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ تصوف کے چار سلسلے ہیں۔ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی۔ ارشاد ہوا بلکہ یوں کہو محبت کے چار سلسلے ہیں کیونکہ محبت کے حروف بھی تو چار ہیں۔

139- اپنی زبان کی حفاظت کرو یہ بہشت میں بھی لے جاتی ہے اور دوزخ میں بھی کیونکہ یہ ایک ہی لفظ سے محرم کو مجرم بنا دیتی ہے۔

140- اہل اللہ کے تمام درجات اپنی اپنی جگہ بجا ہیں لیکن میرے نزدیک آج کے دور میں اس درویش کا مقام بلند ہے جو اللہ کا ذکر کرے یا کسی سے سنے تو اس کی آنکھوں میں چمک، دل میں تڑپ اور محبت و الفت سے آنسو بہہ نکلیں۔

141- درد و سوز، ہجر و فراق ایک بے بہا خزانہ ہے اس میں اتنی لذت ہے جس کے سامنے تمام عبادات ہیچ ہیں۔

142- اے لوگو! تمہارے نزدیک اہل بیت کا محبّ اگر شیعہ ہوتا ہے تو میں سب سے بڑا شیعہ ہوں۔ شیعہ اہل بیت کو اس قدر نہ مانتے ہوں گے جتنا میں مانتا ہوں اور اگر وہابی ہونا فقط خدا تعالیٰ کے ماننے کا نام ہے تو میں سب سے بڑا وہابی ہوں۔ وہابی اس قدر توحید پرست نہ ہوں گے جس قدر میں ہوں۔ اگر سنی ہونا سرکارِ دو عالم ﷺ سے والہانہ

عشق و محبت رکھنے کا نام ہے تو یاد رکھو سب سے بڑا سنی بھی میں ہوں۔

143- درویش کو ہرگز غریب نہ کہو۔

ع اتوں طبع غریب ہے عاشقاں دی وچوں ریس نہ کرن نواب بیلی

144- دربار ایک ساز کی مانند ہے اور صاحبِ سجادہ اس ساز کو بجانے والے کی طرح ہے۔ ساز خواہ کتنا ہی قیمتی ہو اور اگر اس کو کوئی ڈھنگ سے بجانے والا نہ ہو تو یہ ساز بے سر و آواز ہے اور اگر اس ساز کو کوئی بجانے والا ماہر مل جائے تو اس کی دھوم چار دانگِ عالم میں پھیل جاتی ہے۔

145- درویش آستانِ شیخ پر اپنا غصہ مٹانے کے لیے آتے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کا غصہ یہاں اور کیوں بڑھ جاتا ہے۔؟

146- جب بیمار کے پاس جائیں تو اسے صدقہ دینے کی ترغیب دیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ صدقہ دینے سے بلا ٹل جاتی ہے اور ثواب میں بھی کمی نہیں آتی۔ صدقہ سے غضبِ الٰہی فرو ہو جاتا ہے اور اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

147- جب کسی بیمار کے پاس جائیں تو اسے بتا دیں کہ جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا اسے بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ یہ سعادت صرف اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جسے بیماری میں مبتلا کرتا ہے۔ بیماری دراصل گناہوں کا کفارہ ہے۔

148- علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے عالم کو اس کا علم تب فائدہ دیتا ہے جب وہ اس پر عمل کرتا ہے۔

149- کھانے سے پہلے اور آخر میں تھوڑا سا نمک کھا لیا کرو اس میں ستر امراض کی شفا ہے جس میں ادنیٰ، کوڑھ، جذام اور برص وغیرہ شامل ہیں۔

150- جو بندہ نمازِ عصر سے مغرب تک ذکرِ حق میں مشغول رہے اور کچھ کھائے پیئے نہیں اللہ تعالیٰ اسے تمام دن کے روزہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

151- اہلِ توحید کی زبانوں پر تالے لگے ہوتے ہیں جن کی نظروں میں غیر ہے ہی نہیں وہ کلام کس سے کریں۔

152- شریعت میں خواہ دل حاضر ہو یا نہ ہو نماز درست ہوتی ہے مگر طریقت میں جب دل حاضر نہ ہو حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خیال دل میں آئے تو نماز درست نہیں ہوتی اسے پھر دوبارہ پڑھنا چاہیے کیونکہ طریقت میں خیالات کا آنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

153- اہلِ سنت والجماعت کے اوقاتِ نماز میں ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے۔ فجر کی اذان طلوعِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے، ظہر کی اذان دوپہر بارہ بجے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد، عصر کی اذان غروبِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اور عشاء کی اذان غروبِ آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد دی جاتی ہے۔

154- اے درویش! اس دنیا میں کوئی سڑک راستہ یا دروازہ ایسا نہیں ہے کہ جس کو تو پکڑے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لے سوائے اس کے کہ تو کامل مرشد کے دَر کا سگ ہو' اس کا عاشق ہو' اس کو اپنا آقا' مالک اور نفع نقصان کا ذمہ دار بنا لے۔

155- محبتِ الٰہی میں سرشار ہو کر کیا گیا ایک سجدہ سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

156- نہ اَمر کو ادب پر فوقیت ہے نہ ہی ادب کو امر پر۔ یہ موقع و مناسبت کی بات ہے۔ کسی جگہ پر امر کو فوقیت دینی پڑتی ہے تو کہیں ادب کو برتری حاصل ہے۔ جس امر میں شیخ کی بے ادبی ہو اس امر پر ادب کو فوقیت دی جائے اور جہاں شیخ کا نقصان ہو وہاں ادب پر امر کو فوقیت دی جائے۔

157- اولیاء اللہ کی لمحہ بھر کی عبادت ہماری ہزار ہا برسوں کی عبادتوں سے افضل ہے۔

158- اے درویش! محبت الٰہی کے بغیر عبادت بے فائدہ ہے۔

159- اے عزیز! تیرے دل پر اثر اور تیرے قلب میں شوق پیدا کرنے والی چیز صحبت اولیاء ہے۔

160- راہِ سلوک کی چار منازل ہیں۔

1- منذرات: اس کا تعلق نفس سے ہے۔

2- مبشرات: اس کا تعلق قلب سے ہے۔

3- مکاشفات: اس کا تعلق رُوح سے ہے۔

4- مشاہدات: اس کا تعلق سر (راز) سے ہے۔

161 سخاوت وہ ہے جس میں غرور نہ ہو۔

162 مؤمن کی موت اسطرح آتی ہے جیسے کوئی انسان بہت تھکا ہوا ہو اور کسی گھنے درخت کے سائے میں گہری نیند سویا ہوا ہو کہ اسکا سب سے پیارا (محبوب) آ کر جگا دے۔

163- واضح ہو کہ یہ زندگی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیک عمل کرنے کے لیے مستعار دی اور وقتِ وداع تاکیداً فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یاد رکھنا میں ہی تمہارا رب ہوں مجھے مت بھولنا۔ تو اب ہم نے اس قول کو بطریق احسن نبھانا ہے ہم سے کوئی ایسی لغزش نہ ہو جس میں ہم منشائے ایزدی کے خلاف چل نکلیں بلکہ ہر وقت ہر قول و فعل میں رضائے الٰہی' منشائے رسالت پناہی کو ملحوظ خاطر اور مدنظر رکھنا چاہیے اور اس صراطِ مستقیم پر چلنا چاہیے جس پر اسلافِ مُکرّمین رہرو منزل ہے۔

آمین بجاہ حبیبه الامین طٰهٰ و یٰسین صلّی اللہ علیه و آله و اصحابه
و اولیاء اُمته و علماءِ ملّته اجمعین الٰی یوم الدّین.

باب (17)

اقرباء اور اولاد

حضرت مائی صاحبہ علیہ الرحمت

(والدہ ماجدہ حضور قبلہ عالم منگانویؒ)

انسانی تاریخ کے عظیم ترین لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی عظمت کے اسباب کا سراغ لگایا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انہیں عظمت کے اس روشن مینار تک لے جانے والی اصل سیڑھی وہ عظیم عورت ہے جو ان کی ماں تھی یا بیوی، اگرچہ عورت کا کردار ہمیشہ پس پردہ رہا لیکن اس عظیم کردار سے کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

قادریہ سلسلہ کے اولیائے کرام نے نہ صرف جھنگ بلکہ پاکستان کے گوشہ گوشہ میں نور معرفت کے چراغ روشن کیے۔ حضرت خواجہ حافظ گل محمد قطبی قادریؒ نے جھنگ کی دھرتی کو فیضِ ولایت کی ایسی مشعل عطا کی جس کی چمک، دمک نصف صدی گزرنے کے باوجود ماند نہیں پڑی۔ پھر ان کے بعد غوثِ زماں، مجددِ دوراں حضرت قبلہ عالم منگانویؒ نے امینِ ولایت کا حق یوں ادا کیا کہ حضرت خواجہ نے نورِ ہدایت کی تقسیم کا کام جہاں چھوڑا تھا حضور قبلہ عالم غریب نوازؒ نے وہیں سے شروع کیا اور چراغِ ولایت کی روشنیوں اور کرنوں کو اسطرح پھیلایا کہ ہزاروں لوگوں کے دل نورِ معرفت سے منور ہو گئے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی ولایت اور زمانہ اقدس کا سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ فیضانِ کرم کے امین حضرت اخی قبلہ تقسیم نور کے عظیم قاسم کی صورت میں سامنے آئے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قادریہ سلسلہ کے نور معرفت اور ہدایت وراہنمائی کا سورج نصف النہار پر ہے۔ آج اس کی چمک دمک پاکستان سے نکل کر سارے ورلڈ میں پھیل گئی ہے اور انشاء اللہ پھیلتی ہی چلی جائے گی۔

ان اولیائے کرام کے روشن ستاروں کو کس نے چمک بخشی اور کس نے دریائے فیض سے سیراب کیا کس نے نور سے نورانیت عطا کی۔ جی ہاں۔ ان عظیم ترین ہستیوں کے پیچھے بھی ایک ولی کاملہ عورت کا پس پردہ کردار ہے جس نے پردہ میں رہ کر بھی نور ولایت سے جہاں بھر کو روشنی بخشی۔ وہ عظیم ترین عورت حضور قبلہ عالم منگانویؒ کی والدہ ماجدہ حضرت مائی صاحبہ علیہ الرحمت تھیں۔

ضلع میانوالی کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''جھور'' میں غالباً 1909ء میں میاں طالع وند ولد میاں محمد اسحٰق کے گھر پیدا ہوئیں ابھی کم سنی کا عالم تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ صرف ایک بھائی تھا وہ بھی عمر میں آپ سے چھوٹا تھا۔

یتیم بچوں کو عظمتوں کی معراج عطا کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ والدہ ماجدہ نے بچوں کی خاطر نکاح نہ کیا وہ اسقدر غیور اور صابر خاتون تھیں کہ بیوہ اور غریب ہو کو بھی ساری زندگی کسی سے کچھ نہ مانگا اور نہ ہی اپنے گھر سے باہر قدم رکھا۔ رات دن چرخہ کات کر بچوں کو رزق حلال کھلایا اور نہایت صبر وشکر سے زندگی گزار دی۔ انکی تربیت اور صبر وشکر کا اثر بچوں پر یوں پڑا کہ دونوں بچے نہایت صابر، متقی، خداترس اور سادگی کی مثال بن گئے۔

تعلیم وتربیت: بیسویں صدی شروع ہوتے ہی برصغیر کے مسلمانوں پر آزمائش وابتلا کا ایک سخت ترین دور شروع ہوا۔ مسلمان ایک کڑے امتحان سے گزر رہے تھے اور جہالت وپسماندگی کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے ان کیلئے نہ تو کوئی سکول تھے اور نہ مدرسے۔ ضلع میانوالی کے دیہاتوں کی حالت اور بھی ابتر تھی۔ خصوصاً لڑکیوں کی تعلیم کا تو تصور بھی محال تھا۔ البتہ مسجدوں میں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی تھی۔ حسب روایت آپ کو بھی والدہ نے قرآن مجید کی تعلیم دلوائی اور خانہ داری کے امور سکھائے۔

حضرت خواجہ سے شادی: حضرت خواجہ سے ننھیال کی رشتہ داری تھی۔ آپ کی شرافت و نیک نامی سن کر حضرت خواجہ کے والدین نے آپ کا رشتہ طے کیا۔ آپ کے بطن مبارک سے اولاد میں سب سے بڑے بیٹے حضور قبلہ عالمؒ تھے۔ آپ فرمایا کرتیں۔ میں نے ماہِ صیام کے سارے روزے رکھے حالانکہ ان ایام میں مجھ پر روزے فرض نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عید کے مبارک دن مجھے اپنا کرم ''کرم حسین'' کی صورت میں عطا فرمایا۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ پر آزمائشوں کا نیا اور کٹھن دور شروع ہوا۔ حضرت خواجہ پر مجذوبی کیفیت طاری ہوئی اور آپ نے جنگلوں اور پہاڑوں کو اپنا بسیرا بنالیا۔ اس زمانہ میں آپ کے تین بچے تھے۔ غربت وتنگدستی کا زمانہ تھا۔ تحریک پاکستان عروج پر تھی ملک میں افراتفری کے باعث اناج اور ضروریات زندگی کی بے حد قلت تھی۔ گھر میں کوئی کمانے والا فرد نہیں تھا۔ حضرت مائی صاحبہ ایک دن تینوں بچوں کو ساتھ لیکر حضرت خواجہ کی چلہ گاہ (کڈھی کے چشمہ) پر حاضر ہوئیں اور فقر وتنگدستی کا ذکر کر کے رو پڑیں۔ آپ نے فرمایا ''رحمت خاتوں! ان بچوں کو لیکر میرے پیر کے دربار پر چلی جاؤ وہاں یہ بھوکے نہیں رہیں گے یا پھر صبر کر اللہ تجھے صبر کا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو چاہے تو میں تجھے آزاد کرنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ ان میں سے جس چیز کا چاہے انتخاب کرلے۔ آپ نے عرض کی میں انشاء اللہ صبر کروں گی۔ حضرت خواجہ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ! انہیں صبر پر قائم رکھ اور صبر کا اجر عطا فرما''

ملک مہر خان اعوان بیان کرتے ہیں جب حضرت خواجہ نے یہ الفاظ ادا فرمائے تو میں اس وقت موجود تھا حضرت خواجہ جھنگ چلے گئے ایک عرصہ بیت گیا ایک دن میں اپنے ڈیرہ پر بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا ''ریلوے اسٹیشن مسان'' کے راستہ پر اونٹوں کی قطار ہے اور مردوں، عورتوں کا ایک جمِ غفیر چلا آرہا ہے۔ میں نے حیرانگی سے پوچھا اے گاؤں والو! کہاں جارہے ہو۔ تو انہوں نے بتایا آج حضور اماں سین جھنگ سے آرہی ہیں ہم انہیں لینے کیلئے اسٹیشن جارہے ہیں۔ پھر واپسی پر میں نے حضور اماں سین کو ایک کجاوے میں سوار دیکھا اور مرد وزن کو کلمہ کی صدا لگاتے سنا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ سب اس صبر کا نتیجہ ہے اور حضرت خواجہ کی دعا کا ثمر ہے۔

حضرت مائی صاحبہ اپنے شوہر حضرت خواجہ کے ساتھ جھنگ ہجرت کر آئیں تو دن رات مخلوق خدا کی خدمت اور لنگر خانے کے انتظامات میں یوں مگن ہوئیں کہ اپنے میکے تک بھول گئیں۔ بیسیوں خادماؤں کے باوجود لنگر خود اپنے ہاتھوں سے پکاتیں اور تقسیم کرتیں۔

حضرت خواجہ کا وصال ہوا تو ایک اور مصیبت کا ثقیل پہاڑ آپ پر ٹوٹ پڑا۔ عالم جوانی میں اپنے شفیق و مہربان رفیق حیات اور مرشدِ کامل سے محروم ہوگئیں۔ آٹھ معصوم بچوں کا بوجھ، حضرت خواجہ کا وسیع سلسلہء ارادت اور وطن سے سینکڑوں میل دوری مگر حضور مائی صاحبہ کے صبر و استقامت میں ذرا بھی لرزش نہ آئی۔ آپ بچوں کے ساتھ حضرت خواجہ کے مزار اقدس پر بیٹھ گئیں اور توکل کا وہ کامل ترین مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال آج کے دور میں ناممکن ہے آپ نے اپنے فرزند جلیل حضرت قبلہ عالم منگانویؒ کے ساتھ تمام مریدین کی تسلی و تشفی فرمائی اور چراغ ولایت کی حفاظت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد تقریباً اٹھائیس سال تک بلوآنہ شریف میں رونق افروز رہیں۔ پھر حضرت قبلہ عالم منگانویؒ کے پاس 1982ء میں منگانی شریف ہجرت کر آئیں۔

زہد و تقویٰ: حضرت مائی صاحبہ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھیں وہ ایسی ذاکرہ تھیں کہ جس دن سے اپنے عظیم خاوند کے ہاتھ پر بیعت کی اس دن سے "اللہ ہو" کا وظیفہ ایسا قلب و ذہن میں بسایا کہ دن ہو یا رات، ہر وقت اللہ ہو کا ذکر ان کی زبان سے جاری رہتا نہ صرف خود یہ ذکر کرتیں بلکہ جو بھی عورت مرید ہوتی اسے آپ ہی ذکر اذکار کی تعلیم دیتیں۔ ساری زندگی نماز تہجد نہ قضا نہ کی۔ اکثر یہ شعر پڑھا کرتیں۔

قرآن کتاباں بہتیاں پڑھیاں کجھ ہتھے نہ آیا اک نقطہ کامل پیر پڑھایا سب کجھ دل وچ آیا

صبر و استقامت کا ایسا پہاڑ تھیں کہ زندگی میں جتنی بھی آزمائشیں اور مصیبتیں آئیں کبھی زبان سے فریاد نہ کی ایک صدی کے نزدیک عمر پائی لیکن ایک لمحہ کیلئے بھی پردہ ترک نہ کیا۔ ساری زندگی نہ تو کسی کے سامنے تنگی و ضرورت بیان کی اور نہ کسی سے کچھ مانگا۔ بلکہ دل کی ایسی فیاض تھیں جس درویش یا درویشنی نے جو چیز مانگی کبھی "ناں" نہیں کی۔

حضرت خواجہ ایک دن دہڑ شریف سے واپس آئے تو انتہائی افسردہ معلوم ہوئے حضرت مائی صاحبہ نے پوچھا کہ چن کرمائے کے ابا (آپ حضور قبلہ عالم کو چن کرما پکارتی تھیں) آپ دہڑ شریف سے جب بھی لوٹتے ہیں آپ کے چہرہ سے خوشی اور فیض کا نور چمکتا ہے اب کی بار آپ پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حج پر جا رہے تھے۔ تمام پیر بھائیوں نے بڑھ چڑھ کر لنگر شریف کی خدمت کی۔ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں تھا لہٰذا میں اس سعادت سے محروم رہا۔ مجھے علم ہے کہ گھر میں بھی کچھ نہیں بس میری پریشانی کا یہی سبب ہے۔ حضور مائی صاحبہ اٹھیں اور اپنے زیورات لا کر حضرت خواجہ کے قدموں میں رکھ دیئے اور عرض کیا یہ میرے زیور حضور کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کر دیں۔

حضرت خواجہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اسی وقت تیاری کی زیورات لئے اور چل دیئے۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ اس وقت کراچی جا چکے تھے۔ آپ کراچی جا پہنچے اور وہ زیورات بیچ کر روپے حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ تو آپ نے فرمایا تمہاری بیوی نے میرے حج کیلئے زیورات دیئے۔ میرا مالک اسے بھی حجاز مقدس میں حاضری نصیب کرائے گا۔ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کی

دعا کا صدقہ آپ کے بیٹے قبلہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب نے 1981ء میں آپ کو عمرہ شریف کروایا۔

ذوق عبادت: آپ کا ذوق عبادت فطری تھا آخری عمر میں جب یاداشت بہت کمزور ہوگئی تب بھی اذان سن کر نماز کی نیت باندھ لیتی لیکن بعض اوقات رخ کا تعین نہ کر پاتیں جدھر بیٹھی ہوتیں ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھ لیتیں میں حاضر خدمت ہوتا تو بلند آواز سے کہتا۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

وصال سے کچھ روز پہلے کی بات ہے مجھ سے فرمانے لگیں بیٹا! مجھے سب کچھ بھول جاتا ہے نماز کی رکعت کا بھی کچھ پتہ نہیں چلتا تم میرے آگے بیٹھ کر بلند آواز سے نماز پڑھو اور میں تمہارے پیچھے ادا کروں گی اسطرح ظہر کی نماز پڑھی گئی کہ میں بولتا جاتا اور وہ پڑھتی جاتیں۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت باوقت وصال برقرار رہی۔ دن میں کئی کئی بار وضو فرماتیں۔

کشف و کرامات: دادی اماں کا قلب انتہائی روشن و منور اور پاکیزہ تھا۔ آپ کا آئینہ قلب اسقدر شفاف تھا کہ کئی ایسی باتیں آپ کو معلوم ہو جاتیں جن تک لوگوں کے فہم و ادراک کی رسائی نہ ہوتی۔

1- راقم السطور نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ دادا بزرگوار (حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادری) ہمارے گھر میں تشریف لائے اور میری والدہ صاحبہ سے باتیں کرنے لگے اتنے میں باہر سے میں بھی گھر آیا اور شرفِ قدم بوسی حاصل کیا آپ نے میرے بازوؤں سے پکڑ کر مجھے اپنے سینہ سے لگا لیا اور پوچھا تمہاری دادی اماں کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی۔ اندر کمرے میں آرام فرما رہی ہیں۔ فرمایا جاؤ انہیں بلا لاؤ۔ جب میں جانے لگا تو فرمایا اچھا اُنہیں سونے دو اور باہر تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو مجھے دادی اماں ؒ نے گھر بلایا اور فرمایا میں نے تیرے لئے ایک چیز ڈھونڈ کر رکھی ہے آؤ تجھے دوں۔ پھر اپنے صندوق سے حضرت خواجہ کی دستار مبارک نکال کر دی کہ اسے تبرکات میں رکھ لو پھر فرمایا ذرا قریب آؤ۔ میں قریب ہوا تو میرے کان کے ساتھ منہ لگا کر فرمایا۔ رات کو تمہارے دادا آئے تھے اور تم سے باتیں کر رہے تھے۔ میں اس وقت وہ باتیں سن رہی تھی اور جب میرے بارے میں پوچھا تو میں اندر جاگ رہی تھی۔ میں بڑا حیران ہوا کہ جو منظر میں نے خواب میں دیکھا دادی اماں نے وہ سب کچھ جاگتی آنکھوں سے دیکھا۔

2- میاں جمال سکنہ موضع نکہ دولتانہ بیان کرتا ہے۔ حضرت مائی صاحبہ کے وصال سے قبل میں نے ایک خادمہ کے ذریعے کچھ نذر آپ کی خدمت میں بھیجی پھر کچھ دنوں بعد مجھے خیال آیا چونکہ آپ بہت عمر رسیدہ ہو چکی ہیں کیا خبر وہ نذر اس خادمہ نے آپ کی بارگاہ میں پیش بھی کی یا نہیں۔ چند روز بعد میری بیٹی منگانی شریف حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ اپنے والد سے کہنا جو نذر تو نے بھیجی تھی وہ مجھے مل گئی ہے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے سنا تو حیران رہ گیا کہ اللہ کریم نے میرے خیال سے بھی انہیں آگاہ فرما دیا۔

حضور قبلہ عالمؒ سے محبت: حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد آپ بے حد افسردہ رہتیں، اکثر روتی رہتیں اور فرماتیں"

چن کر مایا! میں نے سب مصائب اور دکھ برداشت کر لئے لیکن تیری فرقت کا غم مجھ سے برداشت نہ ہوا۔ تیری جدائی نے مجھے بوڑھا کر دیا'' صبح وشام حضور قبلہ عالمؒ کو یاد کرتیں۔ اس غم نے آپ کے ذہن پر شدید اثر کیا جس کے نتیجہ میں نسیان کا مرض لاحق ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ مرض طویل ہوتا گیا۔ اگر چہ آپ کو نسیان کی تکلیف بہت زیادہ ہو گئی تھی ہر بات بھول جاتی تھی لیکن اللہ اللہ اور مرشد کامل کا وظیفہ ایک لمحہ کے لئے نہ بھولیں۔ جب بھی کوئی مرشد کامل کا ذکر کرتا تو یوں باتیں کرتیں جیسے انہیں سب کچھ یاد ہو لیکن دنیا کی باتیں ہوتیں تو اولاد کے نام تک یاد نہ رہتے۔

حضور قبلہ عالمؒ سے بڑا بیٹا ہونے کے باعث خاص محبت تھی اور حضور بھی آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے جب کبھی حضور کو دوران علالت زیادہ تکلیف محسوس ہوتی تو فرماتے ''اماں مجھے دم کرو'' دادی اماں دم فرماتیں اور اپنے رحمت بھرے ہاتھ حضور کی پیٹھ مبارک پر پھیرتیں جس سے حضور بہت اطمینان محسوس فرماتے اور چند ہی لمحوں میں آپ کے چہرہ انور پر آرام وسکون کے آثار نمایاں ہو جاتے۔

آخری ایام اور وصال: عمر کی طوالت سے بدن مسلسل کمزور ہوتا گیا اور اب تو ایسا معلوم ہوتا جیسے جسمانی سکت بالکل ختم ہو گئی ہے فقط نور کا ایک پیکر رہ گیا ہے 24 جنوری بعد از نماز فجر میں اپنے کمرہ میں تھا کہ گھر سے پیغام آیا دادی اماں کی طبیعت اچانک ناساز ہو گئی ہے جلدی سے گھر پہنچا میرے آنے سے پہلے قبلہ والدہ صاحبہ اور حضرت اخی قبلہ ان کے پاس کھڑے تھے۔ حضرت اخی قبلہ بلڈ پریشر مشین سے ان کے دل کی دھڑکن چیک کر رہے تھے اول تو دل کی دھڑکن ہی محسوس نہ ہوئی جیسے بند ہو چکا ہو۔ دو گولیاں ڈسپرین والدہ صاحبہ نے آب زم زم میں ملا کر دیں اور دل پر بار بار ہاتھ ملنے سے آخر دل کی دھڑکن محسوس ہوئی اتنے میں دادی اماں فرمانے لگیں ''بیٹا! آج مجھے ساتھ لے جانے والے آ گئے تھے لیکن میں نے ابھی انکار کر دیا (ان کے الفاظ تھے اونٹوں پر سبز لباس میں ملبوس لوگ) بعد ازاں ان کی چارپائی ہال کمرہ میں لائی گئی پھر آہستہ آہستہ ان پر غنودگی طاری ہو گئی ہم نے ان کی سب اولاد کو اطلاع کر دی تا کہ انہیں دیکھ جائیں۔

حضرت اخی قبلہ فوراً موچیوالہ ہسپتال سے ڈاکٹر لے آئے انہوں نے بتایا تشویش کی بات نہیں، انہیں کمزوری کی وجہ سے فالج کا اٹیک ہوا ہے اور علاج معالجہ شروع ہوا۔ حضرت اخی قبلہ نے دن رات ان کی تیمارداری میں ایک کر دیا روزانہ کئی ڈاکٹروں کو چیک اپ کیلئے لاتے علاج کیلئے جھنگ بھی لے گئے مگر معالجین کی تسلیوں کے باوجود انکا مقررہ وقت قریب سے قریب آتا گیا۔ اللہ کریم نے اپنے خاص فضل وکرم سے ہمیں ان کی خدمت کرنے کا وافر موقع عطا فرمایا اور ہمارے تمام گھر والوں نے بھرپور انداز سے انکی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس عرصہ میں انہوں نے ہمیں اپنی خصوصی دعاؤں سے شادکام رکھا۔ پیار بھرے الفاظ سے یاد فرماتیں قبلہ والدہ صاحبہ حالانکہ ان کی بہو تھیں لیکن انہیں ''اماں'' کے پیارے لفظ سے بلایا کرتیں کہ یہ میری ماں کی طرح خدمت کرتی ہے۔ آخری چند روز قبلہ پیرزادہ صاحب کو اکثر یاد فرماتیں لیکن وہ بیرون ملک تھے اس لیے بروقت نہ پہنچ سکے۔

وصال سے دو دن قبل راقم السطور، قبلہ والدہ صاحبہ اور بڑی پھوپھی صاحبہ حاضرِ خدمت تھے مجھے یاد کیا اور فرمایا بیٹا! جو کچھ میرے پاس تھا میں نے تجھے دیا'' میں ہنس پڑا اور عرض کی ''قبول کیا'' حتیٰ کہ تین بار یہی ارشاد فرمایا اور میں بھی بار کہہ دیتا کہ میں نے قبول کیا۔ ان دنوں قبلہ دادی اماں کی طبیعت مسلسل روبصحت ہونے لگی پہلے دن جب وہ بیمار ہوئیں تو ہم انہیں ہال کمرہ میں لے آئے تا کہ ان کے کمرہ میں رش سے تکلیف نہ ہو۔ لیکن آخری روز ہم نے سمجھا چونکہ روبصحت ہو رہی ہیں پھر انہیں اپنے کمرہ میں لے آئے رات کو میں نے خود انہیں دوائی پلائی اور کافی دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا بعد ازاں اپنے کمرہ میں آ کر سو گیا۔ اذان فجر کے بعد مجھے حضرت اخی قبلہ نے بیدار کیا اور بتایا دادی اماں کا وصال ہو گیا ہے میں نے قبلہ والدہ صاحبہ اور دیگر خواتین سے وصال کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے بتایا اذان فجر ہوئی تو بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا اور خود ہی اپنا چہرہ روبقبلہ کر لیا۔ سب خواتین اس وقت وضو کیلئے آ گئیں فقط ایک خادمہ اور قبلہ والدہ صاحبہ موجود تھیں قبلہ والدہ صاحبہ نے ان کا سرانور اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور اسی حالت میں واصل بحق ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون o تاریخ وصال 10 فروری بروز منگل 2004ء بمطابق ۱۸ ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ۔ بوقت آذان فجر ہے۔ نماز فجر سے قبل ہی تمام عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بذریعہ ٹیلی فون اطلاع کر دی گئی۔ شام 5 بجکر 15 منٹ پر صحنِ مسجد میں حضرت اخی قبلہ کے حسب الارشاد نماز جنازہ چچا حافظ عبدالغفور صاحب نے پڑھایا۔ اور اذان عشاء کے قریب جامع مسجد سے جنوب کی طرف تدفین ہوئی۔

مبلغِ اسلام، مفسرِ قرآن حضرت پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب

دامت برکاتہ العالیہ

کتابُ اللہ کے نامی مفسر　　　　محقق، عالم و عارف، مُدّبر
جناب امداد حسین پیرزادہ　　　　فقیہ و عصرِ حاضر کے مُفکر

ولادت: آپ کے ولادت 12 - اپریل 1946ء میں ضلع جھنگ کے گاؤں بلوآنہ شریف میں ہوئی - قدوۃ الاولیاء خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ کے گھر ہجرت کے بعد یہ پہلی ولادت تھی - گورا رنگ، خوبصورت چمکتا چہرہ دیکھ کر حضرت خواجہ نے فرمایا ''ہمارے گھر عالمِ دین اور غنی پیدا ہوا ہے'' - بڑے بھائی اور ولی کامل حضور قبلہ عالمؒ سے گھٹی دلوائی گئی - حضرت خواجہ کے مرشدِ کریم کے ہاں مبارک بھیجی گئی تو حضرت اعلیٰ دہڑویؒ نے ''امداد محمد'' نام تجویز فرمایا - عارف کامل کے گھر پیدائش، ولی کامل کی گھٹی اور سردار الاصفیاء کا نام رکھنا یہ تمام سعادتیں قبلہ پیرزادہ صاحب کے مقدر میں آئیں -

تعلیم وتربیت: جب پیرزادہ صاحب نے ہوش سنبھالا تو اُس وقت آپ کے والد گرامی کی ولایت کا آفتاب پورے جوبن پر تھا - صبح و شام نہ صرف آپ کے گھر سے کلمہ کی صدائیں آتی تھیں بلکہ اردگرد کا تمام ماحول کلمہ کے نُور سے منور تھا - آپ کی والدہ ماجدہ کی زبانِ اقدس سے ہر وقت کلمہ کا وردر ہتا - گھر کے اندر دُرویشیاں ساری ساری رات کلمہ پڑھتیں، گھر میں چکی چل رہی ہوتی، دودھ والی مدھانی کی آواز آ رہی ہوتی یا جھاڑو دیا جا رہا ہوتا، ساتھ ساتھ کلمہ کی صدائیں آ رہی ہوتیں - گھر کے باہر اور گاؤں کے اندر کلمہ ہی کلمہ تھا - کلمہ کے ماحول میں جنم لینے والے بچے کی ابتدائی تعلیم وتربیت کلمہ طیبہ سے ہوئی -

ابتدائی تعلیم گاؤں کے پرائمری سکول میں حاصل کی ابھی آپ پرائمری کی ابتدائی کلاسوں میں تھے کہ والد ماجد حضرت خواجہ کا 1954ء میں وصال ہو گیا - والد گرامی کے بعد آپ کے بڑے بھائی حضور قبلہ عالمؒ نے آپ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سنبھالی - مڈل کا امتحان چک نمبر 175 کے سکول سے پاس کیا اور میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ سے پاس کیا - میٹرک کے بعد کچھ عرصہ جامع محمدی شریف میں مجاہد ملت حضرت مولٰنا محمد ذاکر کے پاس زیرِ تعلیم رہے اور پھر وہاں سے بھیرہ شریف میں داخلہ لیا -

اہلِ سنت کی مایہ ناز درسگاہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سے ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، ایف - اے اور بی - اے کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کیے - 1966ء میں عالم عربی کے امتحان میں پورے پنجاب میں اول پوزیشن حاصل کی اور 1970ء میں حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سے سند فراغت حاصل کی -

1971ء میں ایم- اے عربی، ایم- او- ایل اور 1972ء مین ایم- اے اسلامیات کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی سے پاس کئے- یہاں علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب اور آپ کچھ عرصہ اکٹھے پڑھتے رہے- پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران آپ جامع مسجد نوری بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے- اس دوران ہر جمعرات کو بعد از نماز عصر حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار اقدس پر ''درس قرآن'' دیا کرتے تھے-

بیعت وخلافت: حضرت ضیاء الامت کی مختلف تحریروں اور تقریروں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو پیرزادہ صاحب سے خاص اُنس ومحبت تھا- اکثر فرمایا کرتے ''پیرزادہ تو میری مراد ہے'' حضرت ضیاء الامت نہ صرف آپ کی صلاحیتوں اور ذہانت کی بلندیوں سے آشنا تھے بلکہ آپ کی پیشانی میں چمکنے والے اُس منور ستارے سے بھی آگاہ تھے کہ جس نے آگے چل کر یورپ کی سرزمین کو نُورِ اسلام کی روشنی عطا کرنی تھی- اسی لیے حضور قبلہ عالمؒ کو فرمایا تھا ''پیرزادہ وہ درخت ہے جس کا پھل نہ مجھ سے ختم ہوگا اور نہ آپ سے''

پیرزادہ صاحب کے والدِ ماجد دھڑ شریف والے حضرت سردار الاصفیاءؒ کے خلیفہ مجاز تھے یوں آپ کا سارا گھرانہ قادریہ سلسلہ میں بیعت تھا- 1970ء میں آپ نے حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا- آپ کے پیر ومرشد کی خصوصی محبت وعنایت اس بات سے عیاں ہے کہ صرف ایک سال بعد 1971ء میں خرقہء خلافت بھی عطا کر دیا گیا-

برطانیہ روانگی: 1973ء میں ہائی ویکمب بکس برطانیہ کی مسجد کمیٹی نے حضرت ضیاء الامت سے درخواست کی کہ انہیں امامت وخطابت کیلئے کوئی اپنا شاگردِ خاص برطانیہ روانہ کریں- تو آپ نے پیرزادہ صاحب کا نام منتخب کیا اور 1974ء میں آپ حجازِ مقدس سے شرف زیارت وعمرہ ادا کر کے برطانیہ روانہ ہوئے- 1974ء سے لے کر 1982ء تک آپ جامع مسجد ہائی ویکمب میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے- اس دوران آپ مرکزی جماعت اہلسنت برطانیہ کی صدارت اور نظامت کے عہدوں پر بھی فائز رہے-

1985ء میں ملٹن کینز کے نوآباد شہر میں ''جامعہ الکرم'' کے نام سے ایک دینی مدرسہ کا آغاز کیا ایک چھوٹا سا مکان لے کر چند طلبہ سے ابتدا کی جو آج عالم بن کر استاذ اور خطیب کے عہدوں پر فائز ہیں- دن بدن طلبہ کی تعداد بڑھتی گئی اور مدرسہ کی جگہ کم پڑ گئی چنانچہ 1995ء میں تیس ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک عظیم الشان کالج ایک ملین پونڈ کا خریدا- جس میں تین سو سے زائد کمرے، تیس کلاس رومز، مسجد، اسمبلی ہال، لائبریری، ٹی وی لاؤنج، کنٹین، سپورٹس ہال، اساتذہ کیلئے مکانات، کار پارک، ٹینس کورٹس، کرکٹ اور فٹ بال گراؤنڈ، کمپیوٹر روم وغیرہ شامل ہیں- اس عظیم الشان کالج میں اس وقت الکرم سیکنڈری بورڈنگ سکول اور درسِ نظامی کیلئے دار العلوم قائم ہے-

بلاشبہ یورپ میں عالمِ اسلام کا یہ سب سے بڑا اور قابلِ فخر ادارہ ہے جو کہ نورِ دین کو تمام یورپ میں پھیلا رہا ہے-

اس ادارے کا قیام نہ صرف اہلِ برطانیہ پر قبلہ پیرزادہ صاحب کا ایک عظیم احسان ہے۔ بلکہ فقہا و علماء اور صاحبِ استطاعت لوگوں کیلئے دینِ متین کی صحیح خدمت کرنے کا ایک بے مثال نمونہ بھی ہے۔

دینی و ملی خدمات: پیرزادہ صاحب کی دینی خدمات میں سب سے بڑا کارنامہ ''جامعہ الکرم'' ہے بلاشبہ یہ ایک عظیم درسگاہ اور اسلامی مرکز ہے کہ جس کا نور تمام یورپ کو انشاءاللہ اسلام کے حقیقی رنگ میں رنگ دے گا۔ ''جامعہ الکرم'' کے روپ میں مسلمانوں کو ایسی درسگاہ میسر آئی ہے جو کہ ان کی دینی اور دنیوی دونوں ضرورتوں کو کماحقہ پورا کرتی ہے۔ یورپ کے پراگندہ اور فحش ماحول میں بھی مسلمانوں کے بچوں کو اسلامی تربیت کے رنگ میں رنگ رہی ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب یورپ کے تمام مسلمانوں کا اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے واحد انتخاب ''جامعہ الکرم'' ہوگا۔

قبلہ پیرزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہمہ جہت خوبیوں سے نوازا ہے کہ آپ کی دینی و ملی خدمات کسی خاص شعبے تک محدود نہیں بلکہ آپ کے پُرعزم جذبوں نے ہر سطح پر مسلمانوں کی خدمات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ ایک طرف آپ نے مسلمانوں کی مذہبی ضرورت کو دیکھتے ہوئے عظیم الشان درسگاہ قائم کی تو دوسری طرف ان کی روحوں تک اسلام کی حقانیت اتارنے کیلئے بے مثال تصانیف تالیف کیں۔ قرآن مجید کی تفسیر ''امداد الکرم'' کی پہلی جلد آپ کا نہ صرف علمی شاہکار ہے بلکہ جدید دور کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے تمام علمی کمالات سے مزین ہے۔ آپ کی ہر تصنیف جدید دور کی ضرورت کے عین مطابق ہے۔ پیرزادہ صاحب کی تصانیف کی انفرادیت یہ ہے کہ آپ کا فوکس اختلافی مسائل نہیں بلکہ تمام عالمِ اسلام کے مسلمانوں اور خصوصاً یورپ کے مسلمانوں کی علمی، روحانی اور جدید ضرورت پر ہے۔

قبلہ پیرزادہ صاحب کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی خدمات کا دائرہ علماء کی طرح صرف مسجد و منبر تک محدود نہیں رکھا بلکہ جہاں بھی اور جس شعبہ میں بھی مسلمانوں کی خدمت درکار تھی وہاں پیرزادہ صاحب ہمیشہ صفِ اوّل میں نظر آئے۔

فتنہ مرزائیت کے خلاف جہاد: جون 1978ء میں مرزائیوں نے لندن میں ''وفاتِ مسیح'' کے نام سے ایک انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کی جس میں خلیفہ مرزا ناصر احمد سمیت جملہ اکابر جماعتِ احمدیہ نے شمولیت کی۔ مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنے کے لیے انکار حیات مسیح کی ناکام کوشش کی اور اخبارات میں اس کی تشہیر کرائی گئی۔

انگلینڈ میں قبلہ پیرزادہ صاحب وہ پہلے عالم دین ہیں جنہوں نے بروقت اس کا نوٹس لیا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں حیات مسیح پر ایک جامع مضمون اخبارات میں بھجوایا۔ جو روزنامہ جنگ لندن میں 20 جون 1978ء کو شائع ہوا۔ اس پر امیر جماعت احمدیہ (لندن) بشیر احمد رفیق امام مسجد فضل لندن نے کچھ اعتراضات شائع کروائے جس کے جواب میں آپ نے 27 نکات پر مشتمل ایک تفصیلی مضمون ''جواب الجواب'' اخبارات کو بھجوایا جو روزنامہ جنگ لندن میں 17 اگست 1978ء سے قسط وار شائع ہوا۔ اس جواب الجواب نے مرزائیوں کے پیدا کردہ جملہ شکوک وشبہات کو رفع کر

دیا- ان اقساط کو بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا گیا اور سراہا گیا- مگر مرزائی لوگ آج تک ان اقساط کا جواب نہیں دے سکے-

تبلیغی خدمات: خواجہ خواجگاں حضرت خواجہؒ سے نسبتِ اولاد کا شرف، حضور قبلہ عالم سے نُورِ بصیرت اور حضرت ضیاء الامت کی تعلیم و تربیت کا اثر آپ کی فطرت و جبلت میں ایسا جاگزیں ہوا کہ آپ دنیا بھر کے اُن چند علماء میں سے ایک ہیں جو اپنی تحریر و تقریر کا کوئی معاوضہ یا نذرانہ وغیرہ نہیں لیتے- آپ نے دنیا بھر کے دورے کیے- عالمِ اسلام کے تمام بڑے مراکز میں خطابات کیے لیکن نہ تو کوئی نذرانہ لیا اور نہ ہی سفر کا خرچ- بلکہ آپ جب سے U.K گئے 1974ء سے لے کر 1982ء تک جامع مسجد ہائی ویکمب میں خطیب اور امام رہے اس عرصہ میں بھی آپ نے برطانیہ کے اندر لاتعداد خطاب کیے- یہ وہ زمانہ تھا جب آپ دنیا کے چند صفِ اولین کے خطیبوں میں شمار ہوتے تھے- ان دنوں آپ کی مالی حالت بھی اسقدر مستحکم نہ تھی لیکن صوفیاءِ کرام کی اولاد نے دین کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ ہرگز نہ بنایا اور آج تک خطبات کا ایک روپیہ بھی کسی سے نہیں لیا- یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے موجودہ ادارہ خریدنا چاہا اور برطانیہ کے اندر اپیل شائع کی تو یورپ کے مسلمانوں نے آپ کی ایک اپیل پر سب کچھ نچھاور کر دیا-

آپ کی پُرخلوص دعوتِ حق سے نہ صرف بھولے بھٹکے مسلمان راہِ راست پر آئے بلکہ کئی غیر مسلموں نے بھی اسلام کی حقانیت کو قبول کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا- برطانیہ میں تو ایک پورا عیسائی گھرانہ بیوی بچوں سمیت آپ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو چکا ہے-

خدمتِ خلق: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے **"خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاس"** لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچائے-

پیرزادہ صاحب نے غریب، دکھی، نادار اور ضرورت مند انسانوں کی خدمات کا قابلِ فخر کارنامہ سرانجام دیا ہے- خدمتِ خلق میں آپ کا ماٹو (Helping The Needy) ہے- اور اس کا دائرہ بھی کسی خاص علاقہ یا کسی خاص ملک تک محدود نہیں بلکہ دنیا بھر میں جہاں بھی نادار اور بے سہارا ضرورت مندوں کو کسی بھی سطح پر اور کسی بھی مصیبت یا ناگہانی آفت میں ضرورت پیش آئی قبلہ پیرزادہ صاحب سب سے آگے نظر آئے-

مسلم چیرٹی کا قیام: انسانیت کی خدمت کے پُرعزم جذبے اور آپ کے تدبّر و تفکر کا منہ بولتا ثبوت ہے- انسانیت کی خدمات میں بھی آپ کو نمایاں مقام اس لیے حاصل ہے کہ مسلم چیرٹی کے تمام پروگرام، جامع، مسلسل، پریکٹیکل اور ٹھوس بنیادوں پر ہوتے ہیں- آپ کی خدمات کا مقصد وقتی واہ واہ کرانا ہرگز نہیں- مظلوم و مجبور انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنے کیلئے آپ نے یہ تنظیم 31 اکتوبر 1999ء میں قائم کی- صرف آٹھ سال کے مختصر عرصہ میں دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کی خدمات کے روشن مینار نظر آنے لگے ہیں- انڈونیشیا کا سمندری طوفان ہو یا پاکستان میں زلزلہ کی تباہ کاری، فلسطین و چیچنیا کے بے یار و مددگار مسلمان ہوں یا پاکستان کے دیہی علاقوں کی مجبور و بے بس عورتیں، غریب طلباء ہوں یا آلِ محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کے بے گھر افراد، یتیموں کی کفالت ہو یا بوڑھے اپاہج لوگوں کو سہارا دینا، گائنی ہسپتالوں کا ایک وسیع منصوبہ ہو یا صاف پانی مہیا کرنے کا پروگرام، ان شعبوں میں دنیا بھر میں ہر جگہ پیرزادہ صاحب کی خدمات کا رحمت بھرا دریا بہہ رہا ہے اور فقط جھنگ، فیصل آباد کے عالی شان گائنی ہسپتال ہی نہیں بلکہ زلزلہ زدگان کیلئے ''الکرم ٹاؤن'' اور انڈونیشیا کے سمندری طوفان میں قائم رہنے والی جامع مسجد بھی آپ کی خدمات کی گواہی دے رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم چیریٹی پریکٹیکل طور پر خدمات سرانجام دینے کا مسلمانوں کا سب سے قابل اعتماد ادارہ بنتا جارہا ہے اور دنیا بھر کے صاحب استطاعت لوگ جو بھی رقم خرچ کرنا چاہتے ہیں اسی ادارے کا انتخاب کرتے ہیں۔

اسبابِ عظمت: پیرزادہ صاحب کی اعلیٰ ترین خدمات، امتیازی خصوصیات اور اخلاص وعمل جب بھی کوئی دیکھتا ہے تو حیرانگی سے پکار اٹھتا ہے کہ چودھویں صدی میں کسی ایک انسان کے اندر اتنی خصوصیات کیسے یکجا ہو گئیں کہ اتنا بلند پایہ عالم بھی ہو اور عاجز بھی، بے مثال خطیب بھی ہو اور غنی بھی، مدرس، مصنف، مفسر بھی ہو اور دُرویش بھی، تمام عالم میں مسلمانوں کے بے لوث خدمت بھی کرے اور صلہ بھی نہ مانگے، کروڑوں، اربوں روپیہ بھی ہاتھ آئے اور ذاتی جائیداد بھی نہ بنائے۔ رفاعی اداروں کا بھی جال بچھائے اور سیاست بھی نہ کرے۔ قریبی رشتہ داروں اور احباب کے نام سے بھی واقف نہ ہو لیکن دنیا بھر کے مسلمانوں کے دکھوں، تکلیفوں اور ضروریات سے آگاہ ہو۔ یورپ کے پراگندہ اور فحش طوفانوں کے اندر رہ کر بھی اللہ اکبر کی صدائیں لگائے۔ دنیا بھر میں اُس کی تصانیف اور رفاعی ادارے نظر آئیں لیکن خود ایسا گوشہ نشین ہو کہ دنیا کے کسی ٹیلی ویژن اور میڈیا میں بہت کم نظر آئے۔ اِس پُرفتن اور مادی دور میں ایسی خصوصیات کی حامل کسی شخصیت کا موجود ہونا ناقابل یقین ہے لیکن جن لوگوں نے قبلہ پیرزادہ صاحب کو قریب سے دیکھا، پرکھا اور ساتھ کام کیا وہ کہتے ہیں کہ پیرزادہ صاحب کی جو صفات عیاں ہیں ان سے بھی بڑھ کر وہ عظیم انسان ہیں۔ پیرزادہ صاحب ان صفات کا حسین گلدستہ کیوں ہیں؟ کس سیڑھی نے انہیں عظمتوں کے مینار پر پہنچا دیا؟ کس نسبت نے ان کے اندر صبغت اللہ کے رنگ نکھار دیئے؟ اور کس رشتے اور تعلق نے دنیا کے سمندر میں رہ کر بھی دنیا کی محبت سے انہیں دور رکھا؟

یقیناً آج تک اُن کے قریبی لوگ ان کی عظمت کے اصل سبب سے ناواقف ہیں کیونکہ پیرزادہ صاحب نے اپنی عاجز طبع اور انکسار پسندی کے باعث کسی تحریر وتقریر میں اس کا برملا اظہار نہیں کیا۔ میرے نزدیک قبلہ پیرزادہ صاحب کی بلند مرتبت شخصیت کے تین بڑے اسباب ہیں۔

حضرت خواجہ کی اولاد اور پیشنگوئی: پیرزادہ صاحب کی ذات کو سب سے بڑا شرف یہ حاصل ہے کہ آپ ایک ایسے ولیء کامل، مردِ حق کے فرزند ہیں جن کو ولایت میں اللہ تعالیٰ نے وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ خود ان کے مرشدِ کامل سردار الاصفیاء حضرت سید سردار علی شاہؒ نے فرمایا۔ ''افسوس اس جوان کی زندگی بہت کم تھی اگر کچھ عرصہ اور یہ

زندہ رہتا تو دھرتی پر صرف میرے پیر کے مرید ہوتے" اور اُنکی مزارِ اقدس پر ہاتھ رکھ کر کہا "یا خواجہ صاحب! ہماری لاج بھی رکھنا"

اگرچہ آپ کے والد گرامی کا زمانہ ولایت صرف دس، گیارہ سال پر محیط ہے لیکن آپ کی ولایت کا فیض قیامت تک ہر زمانہ مین انشاء اللہ جاری وساری رہے گا۔ اِس مردِ حق پر ولایت کے اسرار کی جب عجیب کیفیت کا نزول تھا انہی ایام میں پیرزادہ صاحب کا جنم ان کے گھر میں ہوا۔ پھر اِس ولایت کی گود میں پیرزادہ صاحب نے سات سال کا عرصہ گزارا۔ جس چہرۂ انور کو ولی اللہ نے دن میں کئی بار بوسہ دیا۔ اگر آج اس کے نام کو ہزار ہا لوگ چوم رہے ہیں تو کوئی انوکھی بات ہرگز نہیں۔ جس کی والدہ نے کلمہ پڑھتے ہوئے انہیں بیدار کیا، کلمہ پڑھتے ہوئے لنگر پکایا اور ذکر کرتے ہوئے انہیں کھلایا اگر اُس کا بیٹا آج یورپ میں کلمہ کا نُور پھیلا رہا ہے تو یہ اُس کے والدین کی تربیت کا صلہ ہے۔ اگر آج پیرزادہ صاحب کو دین و دنیا میں ممتاز مقام حاصل ہے تو اس کا سب سے بڑا سبب وہ پیشین گوئی ہے جو کہ حضرت خواجہ آپ کو دیکھتے ہی فرماتے "ہم لوگ تو فقیر تھے لیکن ہمارے گھر میں عالمِ دین اور غنی بیٹا پیدا ہوا ہے" یہ الفاظ حضرت خواجہ نے اتنی بار دہرائے کہ آج ہر شخص آپ کے کارنامے دیکھ کر کہتا ہے۔ سبحان اللہ حضرت خواجہ نے سچ فرمایا تھا گویا آپ اپنے والد ماجدہ کی زندہ کرامت ہیں۔

دوسرا سبب: پیرزادہ صاحب کی عظمتوں کو مینارۂ نور عطا کرنے والی دوسری اہم ہستی حضور قبلہ عالمؒ تھے۔ بچپن ہی میں پیرزادہ صاحب کے والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ آپ ایک پُرشفیق اور ولیءِ کامل باپ کی شفقت سے محروم ہو گئے لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے بڑے بھائی ہونے کے ناطے آپ کی تعلیم وتربیت کا حق ادا کیا۔ نہ صرف یہ کہ آپ کی شہزادوں کی طرح پرورش کی بلکہ آپ کی ہر تعلیمی ضرورت کو پورا کیا۔ بچپن ہی سے آپ کے قلب وذہن میں دینی خدمات کے جذبے کو اُتار دیا اور آپ کے قلب وذہن میں یہ بات بٹھادی کہ تم کوئی عام انسان نہیں ہو بلکہ ایک عظیم ولی اللہ کے عظیم بیٹے ہو۔ حضور قبلہ عالمؒ کی تربیت نے آپ کے اندر، خودداری، محنت ولگن، دن سے محبت اور دُرویشی کی اعلیٰ صفات پیدا کر دیں۔ حضور نے آپ کی تعلیم وتربیت کیلئے ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ ادارے کا انتخاب کیا اور کبھی کسی چیز کی کمی نہ آنے دی۔ حضور قبلہ عالم کو اپنے اس بھائی پر اسقدر فخر وناز تھا کہ 25 دسمبر 1985ء کے ایک خط میں آپ کا ذکرِ خیر کچھ ان الفاظ میں فرماتے ہیں "میرے لیے اللہ، رسول، مرشد، والدین کے بعد پیارے بیٹوں کی جگہ علامہ امداد حسین ہیں وہ بچپن سے خوش نصیب انسان ہیں۔ پڑھائی میں بی۔ اے تک اُس نے میری نافرمانی نہیں کی۔ جس مدرسہ یا کالج میں دھکیل دیتا بے چون وچرا حکم مان کر روانہ ہو جاتا۔ بی۔ اے کے بعد وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا۔ اس کا ستارہ اور اقبال بلند تھا اور آئے دن ترقی کرتا گیا۔ اب علامہ صاحب کے متعلق تو میں یہ کہتا ہوں کہ نہ وہ میرے بیٹے ہیں اور نہ بھائی ہیں بلکہ ایک نہایت کریم النفس اور باطنی حالات میں بہت پاکیزہ شخص ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہے"

تیسرا سبب: پیرزادہ صاحب کی عظمت کا تیسرا بڑا سبب حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی

نگاہِ انتخاب ہے۔ انہوں نے آپ کو نہ صرف دینِ متین کے علم سے فیض یاب کیا بلکہ اپنی دانائی، تفکر، تدبر اور روحانیت کے نُور سے بھی مالا مال کر دیا۔

سلسلہ قادریہ کے اس عظیم انسان کے اندر قادریہ سلسلہ کے عشق و محبت کا نرالا رنگ موجود تھا۔ اِس کو حضرت ضیاء الامت نے چشتیہ سلسلہ کے عظیم علمی رنگ سے نکھار دیا اور جب قادریہ اور چشتیہ سلسلہ کی تمام علمی و روحانی عظمتیں یکجا ہوئیں تو قبلہ پیرزادہ صاحب کی صورت میں ماہتاب بن کر چمکنے لگیں جس سے ایک عالم بقعۂ نُور بنا ہوا ہے۔

تصنیفاتِ عالیہ

1- تفسیر امداد الکرم۔ (اردو + انگلش)

2- المنتخبات الاِمدادیۃ من الأحادیثِ المصطفویۃ (عربی+انگلش)

3- امداد الفقہ فی العبادات۔ (عربی) اس کا اردو ترجمہ ''اسلامی عبادات'' کے نام سے مشہور ہے۔

4- گلدستۂ عقائد (اردو +انگلش)

5- اسلامی عقائد (اردو+انگلش)

6- جمالِ سیرۃ النبیؐ (اردو+انگلش)

7- تفسیر سورۃ الفاتحہ (عربی)

8- قصیدۃ البرُدہ (انگلش)

9- امدادُ العربیۃ (عربی+انگلش)

10- امدادُ الصرَّفِ (عربی+اردو+انگلش)

11- اِمدادُ النَّحوِ (اردو+انگلش)

12- The Islamic way of worship

13- Islamic Belief

14- Muslims in a multicultural society

15- Islam for young boys

16- Islam for young girls

17- The Ideal Mother

پیرزادہ صاحب..........مشاہیر کی نظر میں

قائدِ اہلسنت حضرت مولٰینا شاہ احمد نورانیؒ: ''جامعہ الکرم'' میں حاضر ہوا حضرت علامہ پیرزادہ امداد حسین صاحب زید مجدھم کے قائم کردہ اِس ادارہ کو دیکھنے اور طلباء کو سُننے کا موقع ملا۔

یہ ادارہ قابلِ قدر کام کر رہا ہے اور انشاء اللہ مستقبل میں یورپ کیلئے مینارۂ نور ہوگا۔ مولیٰ عزوجل اس عظیم علمی و روحانی مرکز کو تا قیامت سلامت رکھے۔ آمین۔

مجاہدِ ملت حضرت مولٰینا عبدالستار خاں نیازیؒ: ''جامعہ الکرم'' میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ پرنسپل جامعہ جناب پیرزادہ امداد حسین کی مساعی جمیلہ کا زندہ شاہکار ''جامعہ الکرم'' کی عظیم الشان عمارت ہر لحاظ سے مکمل اور وسعت کے اعتبار سے بے نظیر ہے اور U.K کے اندر ایک مینارۂ نور ہے بقول حکیم الامتؒ

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے | تنے محکم تراز سنگین حصارے
درونِ او دلِ درد آشنائے | چو جُوئے در کنارِ کوہسارے

انشاء اللہ اس محکم عمارت کے اندر ''دلِ درد آشنا'' کے مصداق ''مادی نظام'' کو روحانی نظام کے نفاذ کا سامان ہوگا اور انسانیت کے لئے کامل ہدایت رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہوگی۔

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ: عزیز القدر علامہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب جھنگ سے میٹرک کرنے کے بعد 1964ء میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنی ذہانت و فطانت، شرافت ونجابت کے باعث اپنے اساتذہ کی نگاہوں میں بہت جلد ایک ممتاز مقام حاصل کرلیا۔

ہم عزیزم پیرزادہ صاحب کی خدمت میں عظیم علمی کارناموں پر تہہ دل سے ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتے ہیں اور بصد عجز و نیاز بارگاہِ رب العالمین میں ان کی درازی عمر، ان کے فیوضات کی وسعت اور ان کے اعلیٰ عزائم میں ان کی شاندار کامیابی کیلئے دُعا گو ہیں۔ ان کا وجود مسعود، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کیلئے باعث صد افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تعلیمی ادارہ ''جامعہ الکرم'' کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس کو رشد و ہدایت کا ایسا مرکز بنائے جہاں سے تا قیامت ایسے علماء ربانیین تیار ہوتے رہیں جو دلوں کے ظلمت کدوں کو بقعہ نور بناتے رہیں۔

حضرت علامہ پیر حبیب الرحمٰن صاحب محبوبی (بریڈفورڈ): میں نے برطانیہ بھر میں امت مسلمہ کا حضرت مفکرِ ملت علامہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب مدظلہ سے بہتر کوئی مصلح نہیں دیکھا۔ آپ جامع صفات شخصیت ہیں۔ عربی، اردو اور انگریزی کتابوں کے قابل رشک مصنف، شہرہ آفاق خطیب، ممتاز عالمِ دین اور لائق افتخار مدرس ہونے کے علاوہ انتہائی خلیق، بے حد درجہ مہمان نواز، ملنسار اور وسیع الظرف شخصیت کے مالک ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں ارسال کردہ خطوط

(1)

انگلینڈ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

22-10-75

واجب الاحترام برادرِ بزرگوار قبلہ پیر محمد کرم حسین صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خیریت جانبین نیک مطلوب۔ کافی دن انتظار کرنے کے بعد آج خود قلم اٹھایا ہے۔ اگرچہ عبدالباری اور عابد حسین کے وسیلہ سے گھر کی خیریت تو نگاہوں سے گزر چکی ہے مگر براہ راست آپ کی طرف سے کوئی خیریت نامہ موصول نہیں ہوا۔ غالباً اعتکاف سے قبل میں نے عریضہ ارسالِ خدمت کیا تھا۔ جو کہ عید رمضان سے پہلے آپ کو مل گیا ہوگا۔

ہوسکتا ہے آپ نے جواب لکھا ہو مگر ڈاک کی سستی کی وجہ سے مجھ تک نہ پہنچ سکا ہو اب تو پاکستان میں بھی سردیوں کا آغاز ہوچکا ہوگا۔ کماد اور کپاس کی فصل پکنے کے قریب ہوگی مگر یہاں تو اس قسم کی فصلیں کبھی نظر نہیں آتیں۔ جدھر جائیں آلو اور سیب ہی دکھائی دیتے ہیں۔

عبدالباری نے لکھا ہے کہ اب آپ کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے خدا کرے آپ ... کرامت رہیں۔ آمین ثمہ آمین۔

میری طرف سے امی جان اور دربار شریف کی قدم بوسی کے بعد تمام حاضرین وسامعین اندرونِ خانہ، مریدین، چھوٹے بڑے تمام کو درجہ بدرجہ آداب وسلام و پیار عرض ہے۔

والسلام مع الاکرام

محمد امداد حسین پیرزادہ

(2)

محترم المقام حضرت پیر محمد کرم حسین صاحب دامت برکاتہ العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج شریف

عزیزم مظہر حسین کے ہاں محمد زین العابدین کی آمد سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی دراز فرمائے اور والدین کیلئے ہر لمحہ خوشی وسکون کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

میری طرف سے اور بیوی بچوں کی طرف سے آپ کو، مظہر حسین اینڈ فیملی اور امی جان، گل فردوس، تمام افرادِ خانہ کو مبارک اور سلام بآداب

والسلام مع غایۃ الاحترام

محمد امداد حسین پیرزادہ

مردِ قلندر حضرت پیر گل فردوس صاحب قادری مدظلہ العالی

آپ خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں آپ کی ولادت 19 دسمبر 1954ء بروز پیر بمطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ بوقت تہجد بلوآنہ شریف میں ہوئی۔ جس کی بشارت حضرت خواجہ قبل از وصال ہی فرما چکے تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ سے دُرویشوں نے عرض کی ''مشائخ کے خانوادوں میں کوئی نہ کوئی مجذوب اور مست فقیر بھی ہوتا ہے جبکہ آپ کے فرزندوں میں ایسا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں بھی کوئی ایسا فقیر چاہیے؟ دُرویشوں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا ''جس دن میں سفر (بمعنی سفرِ آخرت) پر جاؤں گا اس شب میرے گھر میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو نہ بولے گا اور نہ سُنے گا البتہ تمہاری خواہش کے مطابق ہوگا''

حضرت خواجہ کی جس روز تدفین ہوئی اُسی شب آپ کی ولادت ہوئی۔ حضرت خواجہ کے جہلم پر بلوآنہ شریف

جب حضرت اعلیٰ دھڑوئی تشریف لائے تو حضور قبلہ عالمؒ آپ کو اُٹھا کر حضور کی خدمت میں لائے حضرت اعلیٰ مسکرائے اور فرمایا "کرم حسین! تمہارے باپ نے ہمارے ساتھ ڈھنگ لگایا ہے دیکھو! بھیس بدل کر اس صورت میں پھر آ گیا ہے لہذا اَب اس کا نام گُل فردوس رکھتے ہیں"

پیر گُل فردوس صاحب اپنے والدِ ماجد کی پیشین گوئی اور حقیقی مردِ قلندر ہیں- زبان سے بولتے نہیں، کانوں سے سُنتے نہیں لیکن جو کچھ آنکھ سے دیکھتے ہیں وجدان میں اُتار لیتے ہیں- ہر وقت اپنے جذب میں مست رہتے ہیں- کسی سے کوئی سروکار نہیں- تادمِ تحریر کبوتر پالتے ہیں، اُن کو اڑاتے ہیں اور اُن کی بلند پرواز میں محو رہتے ہیں- خود اپنے آپ سے عجیب زبان میں باتیں کرتے ہیں- رات کو بہت کم سوتے ہیں اور دن کو بھی مخلوقِ خدا سے الگ تھلگ رہتے ہیں- البتہ خوش مزاج ہیں- جو کوئی ملتا ہے اُس کے ساتھ مسکرا کر پیش آتے ہیں-

حضور قبلہ عالمؒ نے آپ کی شادی کے سلسلہ میں بہت کوشش کی- کئی رشتے طے کیے لیکن آپ شادی پر راضی نہ ہوئے- اپنی والدہ صاحبہ، حضور قبلہ عالمؒ، پیرزادہ صاحب اور حضرت اخی قبلہ سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں- حضرت اخی قبلہ کی ہر بات مان لیتے ہیں اور جو کچھ درکار ہو فقط اُن سے کہتے ہیں- اپنے رشتہ داروں اور احباب کی خوب پہچان رکھتے ہیں لیکن کسی کے ہاں آتے جاتے نہیں- حضور قبلہ عالمؒ پر ہجرت کے زمانہ میں ساری ساری رات پہرہ دیا کرتے- پہلے بلوآنہ شریف رہتے تھے- 1982ء میں اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ حضور قبلہ عالمؒ کے پاس منگانی شریف ہجرت کر آئے- آپ سے کئی کرامات منسوب ہیں- مگر اُن میں سے ایک زندہ کرامت کا تذکرہ کرتا ہوں- آپ ابھی ایامِ طفولیت میں تھے کہ چک نمبر 169 سے اللہ دتہ گرواہ کی بیوی حاضرِ خدمت ہوئی اور اشاروں سے عرض کی- میں بے اولاد ہوں میرے لیے دعا فرمائیں- لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی- اُس نے جب مسلسل اصرار کیا تو آپ نے اُس عورت کے پیٹ پر انگلی سے لکیر لگائی اور اشارہ سے فرمایا جاؤ تمہیں بیٹا ہوگا- اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کو بیٹا عطا فرمایا- دیکھا تو اُس کے پیٹ پر بھی لکیر کا نشان موجود تھا- آج تک اُس کا وہ بیٹا محمد اسلم زندہ ہے اور گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 169 گرواہ میں لیب اسسٹنٹ ہے- حضور قبلہ عالمؒ کے دستِ کرم سے وابستہ ہے اور اُس کے پیٹ پر آج بھی پیر گُل فردوس صاحب کی کرامت کا نشان موجود ہے-

حضور قبلہ عالم کو پیر گُل فردوس صاحب سے بہت محبت تھی- ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے اور فرماتے مجھے قبلہ والد صاحب نے وصیت فرمائی تھی کہ "میرے انتقال کے بعد تمہارا ایک بھائی پیدا ہوگا اس کا خیال رکھنا وہ جیسا کرے اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دینا" حضور قبلہ عالمؒ نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ "گُل فردوس اور پیرزادہ کو میرے پہلو میں دفن کرنا"- اِس سے حضور کی محبت والفت اور آپ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے-

میری والدہ صاحبہ

(اللہ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے)

1947ء کا سال برصغیر کے مسلمانوں کیلئے انعام اور رحمت کا سال تھا۔ اسی سال اللہ تعالیٰ نے پاک و ہند کے مسلمانوں کو ایک عظیم مملکت ''پاکستان'' سے نوازا اور کمال یہ ہے کہ جو اس سال مسلمانوں کے ہاں بچے یا بچیاں پیدا ہوئیں وہ بھی انعام اور رحمت ثابت ہوئے۔

قبلہ والدہ صاحبہ کی ولادت بھی 1947ء میں ضلع منڈی بہاؤالدین کے ایک گاؤں کوٹ بلوچ میں ہوئی۔ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک رواں دریا ہیں جس سے ہزاروں لوگوں کی روحانی تشنگی دور ہوئی ہے۔

''رحمت'' آغوشِ رحمت میں: قبلہ والدہ صاحبہ کے والد جہاں خان کوٹ بلوچ کے نمبردار تھے۔ آپ کی پیدائش کے صرف چار سال بعد ان کا انتقال ہوگیا تو والدہ نے پرورش کا ذمہ لیا لیکن صرف آٹھ سال کی عمر میں والدہ بھی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ قانون قدرت ہے کہ جب بچے یتیم ہو جائیں اور ان کے سر سے ہر طرح کا سایہ اٹھ جائے تو پھر رحیم و کریم مولیٰ ان کی پرورش رحمت بھری گود میں فرماتا ہے۔ پھر جن کی پرورش رحمت بھری گود میں ہوتی ہے وہ ایک عالم کیلئے رحمت کا سائبان ثابت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا فرما دیئے کہ شفیق بھائیوں نے خصوصاً بڑے بھائی منظور حسین نے محبت و شفقت اور تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہ آنے دی اور باپ کی طرح آپ کی پرورش کی۔

تعلیم و تربیت: جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو دیہاتوں میں سکول اور اساتذہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ خصوصاً بچیوں کی تعلیم کا تو کوئی تصور ہی نہ ہوتا تھا۔ مسلمان اپنی بچیوں کو صرف قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے جو مساجد تک ہی محدود تھی۔ قبلہ والدہ صاحبہ نے بھی حسب روایت مسجد میں قرآن مجید پڑھا اور گھر میں خانہ داری کی تربیت حاصل کی۔

حضور قبلہ عالمؒ سے شادی:۔ (نانی اماں کے خواب): ابھی والدہ ماجدہ کا بچپن تھا کہ جب نانی اماں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنی بیٹی کے پاس کھڑی ہیں۔ کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت حافظ پاک تشریف لائے۔ میری نانی اماں سے فرمایا یہ تو ہماری بیٹی ہے اور والدہ صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر چل دیئے پھر نانی اماں نے کیا دیکھا کہ درمیان میں اچانک ایک دریا آ گیا۔ والدہ صاحبہ اور حضرت حافظ پاک دریا کے پار ہو گئے۔ نانی اماں تنہا دوسرے کنارے پر کھڑی رہیں صبح آنکھ کھلی تو بہت متعجب ہوئیں حالانکہ اس وقت تک وہ مرید بھی نہ ہوئی تھیں نانی اماں کا تو کچھ عرصہ بعد انتقال ہوگیا لیکن خواب کی عملی تعبیر 31 مارچ 1960ء کو ظاہر ہوئی جب والدہ صاحبہ کی شادی حضور قبلہ عالم سے ہوئی۔

☆ نانی اماں یہ بھی فرماتی تھیں کہ اس خواب کے بعد میں نے ایک اور خواب دیکھا کیا دیکھتی ہوں کہ ایک کنواں ہے اس پر حضرت حافظ پاک کھڑے ہیں مخلوق کی ایک کثیر تعداد ان کے پاس کھڑی ہے آپ کنویں سے پانی کے ڈول بھر بھر کر

نکال رہے ہیں اور مخلوق کو پلائے جا رہے ہیں۔ جب میں حضور کے پاس پہنچی تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سردار بیگم !تم ادھر آؤ یہ ڈول پانی سے بھر کر نکالو اور مخلوق خدا کو سیراب کرو۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے صبح کو یہ خواب اپنے بڑے بیٹے منظور حسین کو بتایا تو اس نے جواب دیا ہاں میرے مرشد کے دربار پر ایک کنواں موجود ہے۔

ان دنوں تو اس خواب کی تعبیر کا کسی کو کچھ پتہ نہ چلا لیکن جب والدہ صاحبہ کی حضور قبلہ عالمؒ سے شادی ہوئی اور فیضان کرم سے ایک جہان فیض پانے لگا تو پھر معلوم ہوا کہ جس فیض سے حضرت خواجہ ایک عالم کو سیراب کرتے رہے اس کی وراثت وعطا والدہ صاحبہ کو نصیب ہوئی۔

والدہ ماجدہ کی امتیازی خصوصیات

بزرگوں کی خدمت: والدہ ماجدہ کی زندگی کا ہر دن سخاوت، صبر، قناعت، غریب پروری اور بزرگوں کی بے مثال خدمت پر شاہد ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیات آپ کی فطرت میں رکھی ہیں۔ ہزاروں مشکلات، مصائب اور تنگیوں میں بھی ان فطری خوبیوں میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ کے سسر حضور حافظ پاک کے والد بزرگوار قبلہ بابا جی یار محمد صاحب کی کوئی بیٹی نہ تھی۔ والدہ ماجدہ نے ان کی خدمت حقیقی بیٹی سے بھی بڑھ کر کی۔ وہ نہ صرف ان کی خدمت کا اعتراف کرتے بلکہ نہایت محبت وشفقت کے ساتھ دعائیں دیتے یہ بھی فرماتے ''بیٹی تمہیں بہت رنگ لگیں گے لیکن میں نہیں دیکھوں گا'' قبلہ والدہ صاحبہ کو آپ نے کئی وظائف اور دم بھی سکھائے اور انہیں اجازت بخشی کہ اس فیض کو عام کریں۔ حضور قبلہ عالم کی والدہ محترمہ حضور مائی صاحبہ علیہ الرحمت کی دیکھ بھال اور خدمت کی آپ نے حد کر دی اپنی ساس کو ہمیشہ صرف اماں کہہ کر ہی نہیں پکارا بلکہ ہمیشہ ''اماں سین'' کہہ کر پکارتیں ان کا ادب، احترام نگہداشت اور خدمت کی ایسی مثال قائم کی جو تمام بہوؤں کیلئے مشعلِ راہ ہے۔

دادی اماں حضور کی عمر تقریباً سو سال تھی۔ آپ عمر کے آخری حصہ میں مسلسل کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھی تھیں۔ آپ بغیر خدمت کے ایک لمحہ نہیں رہ سکتی تھیں لیکن آپ نے چوبیس گھنٹے ان کی خدمت کیلئے وقف کئے ہوئے تھے۔ قرآن مجید کے اس فرمان پر کہ ''انہیں اُف تک نہ کہو'' کا عملی مظاہرہ کیا۔ دادی اماں کو اتنا پیار دیا کہ وہ آخری عمر میں انہیں ''اماں'' کہہ کر پکارتی تھیں ان کا وصال بھی آپ ہی کی گود مبارک میں ہوا۔

حضور قبلہ عالمؒ کا حق معیت: مثل مشہور ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک دانا عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد ﷺ کو جب اعلان نبوت کا حکم ملا اور پہلی وحی کا نزول ہوا تو آپ اس حالت میں گھر تشریف لائے۔ چہرہ انور پر اس بار گراں کے آثار نمایاں تھے۔ فرماتے تھے مجھے چادر اوڑھا دو۔ اس وقت رحمت عالم ﷺ کو تسلی وتشفی دینے والی ام المومنین حضرت خدیجہؓ تھیں جنہوں نے اطمینان اور سکون کیلئے وہ فرحت بخش الفاظ ادا کئے جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں'' آپ کا رب آپ کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑے گا'' پھر عمر بھر مشکلات کی ہر گھڑی سرکار دو عالمؐ کا ساتھ

نہیں چھوڑا، یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور قبلہ عالم کا شجرِ ولایت یوں بار آور نہ ہوتا اگر قبلہ والدہ صاحبہ اپنے استقامت، سخاوت اور قناعت سے آبیاری نہ کی ہوتی۔ حضور قبلہ عالمؒ خود فرماتے تھے کہ ''مجھے جو کچھ ملا اس میں ان کے صبر وقناعت اور توکل کا بڑا حصہ ہے۔ اس نے طلبِ مولیٰ کی راہ میں مجھے آزاد چھوڑ دیا۔ اور کبھی بھی اپنے مطالبات کے ساتھ میری راہ میں حائل نہیں ہوئی۔ میرے لئے سب کچھ برداشت کیا اور ہمیشہ میری منشاء کو مقدم جانا۔ کبھی بھی میری خدمت میں کمی نہ آنے دی''۔

قبلہ والدہ صاحبہ نے حضور قبلہ عالمؒ سے بیعت کی تھی اس لئے آپ کے حضور سے دو رشتے تھے۔ ایک پیر و مرشد کا اور دوسرا شوہر کا۔ لیکن آپ نے اپنے آپ کو ہمیشہ مرید ہی بنا کر رکھا۔ بحیثیت بیوی ساری زندگی کسی چیز کا مطالبہ نہ کیا۔ حضور کی مرضی کے خلاف ایک حرف تک نہ کہا رشتہ داروں کے معاملات ہوں یا بیٹوں کے رشتے گھر کے معاملات ہوں یا لین دین کے مسائل اپنی مرضی پر ہمیشہ حضور قبلہ عالمؒ کے فرمان کو ترجیح دی۔ اس لئے آپ نے نہ صرف ایک وفا شعار بیوی کا عملی مظاہرہ کیا بلکہ ایک کامل مرید ہونے کی بھی مثال قائم کی۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ یہی تربیت دی کہ ''حضور کے حکم اور فیصلہ کے سامنے کبھی سر نہ اٹھانا۔ جو کچھ آپ فرمائیں وہی صحیح ہوتا ہے'' یعنی والد سے بڑھ کر پیر و مرشد سمجھنے کی تلقین فرماتیں۔

دہڑوی سرکارؒ کی نوازشات: ہمارے گھرانے سے حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کو خاص شفقت و محبت اور لگاؤ تھا۔ اس لئے اس گھرانے کے ہر فرد سے ایک انوکھا پیار و محبت تھا۔ حضور حافظ پاک کی اولاد کو اپنی اولاد کی طرح چاہتے۔ اپنے محبوب خلیفہ کی بہو کو بھی اپنی بیٹی کی طرح پیار کرتے والدہ ماجدہ بتاتی ہیں کہ ''مجھے اپنے شوہر حضور قبلہ عالمؒ سے ڈر لگتا تھا لیکن انتہائی پرشفیق ہونے کے باعث دہڑوی سرکار سے ہرگز خوف محسوس نہیں ہوتا تھا''۔ جو بات کرنا ہوتی بلا جھجک حضور سے کر دیتی۔ آپ بڑی توجہ سے سنتے اور نہایت شفقت فرماتے۔ پاس بٹھا کر ایک ایک بات سمجھاتے۔ ایک مرتبہ بلوآنہ شریف میں ایک عورت سے لنگر کے برتن ٹوٹ گئے۔ حضرت اعلیٰ دہڑوی موجود تھے آپ اس سے ناراض ہوئے اور فرمایا ''مائی! اگلا جہان بڑا مشکل ہے اس گھر کی مالکہ سے برتنوں کی معافی مانگ لے'' فرمایا جاؤ گھر کی مالکہ کو بلا لاؤ۔ وہ گئی اور دادی اماں کو بلا لائی فرمایا ان کا دور گزر گیا اب اس گھر کی مالکہ مظہر اختر کی ماں ہے اسے بلا لاؤ والدہ صاحبہ حاضر خدمت ہوئیں انہوں نے اس عورت کو برتنوں کی معافی دی تب حضور دہڑوی سرکار مطمئن ہوئے۔

دہڑوی سرکارؒ جب بلوآنہ شریف تشریف لاتے تو اندر آتے ہی تمام گھر والوں کو بلاتے، ہر فرد کی خیریت دریافت کرتے۔ لنگر سے متعلقہ ہر چیز کے بارے پوچھتے اور انتظامات کیلئے خاص ہدایات دیتے یہ ان کی شفقت، محبت اور تربیت کا اثر ہے کہ قبلہ والدہ صاحبہ کی شخصیت عورتوں میں ممیز و ممتاز ہے۔

مقصدِ حیات (خدمت ہی خدمت): اولیائے کاملین کی قربت و معیت نے قبلہ والدہ صاحبہ کے دل میں مخلوق خدا کی خدمت کا ایسا جذبہ اور لگن پیدا کی آپ نے خدمت کو مقصدِ حیات بنا لیا۔ ہر وقت دربار شریف پر آنے والے

بیٹیوں، درویشنیوں کے باوجود لنگر شریف کا تمام کام اپنے ہاتھ سے کیا۔ دن رات لنگر شریف کے انتظامات میں مصروف رہتی ہیں سارا دن کام کرنے کے باوجود اگر آدھی رات کو کسی نے دستک دی اور پیغام دیا کہ درویش آیا ہے اسے کھانا دینا ہے تو قبلہ والدہ صاحبہ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ لنگر نہیں ہے۔ اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا کہ کسی خدمتگار سے فرمایا کہ جاؤ لنگر دے دو۔ نہ ہی کسی درویش کو باسی لنگر دیا خود اٹھتی ہیں لنگر گرم کر کے اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں۔ لنگر پکانا، تقسیم کرنا بستروں کا اہتمام کرنا اور ان کو سنبھالنا، گھر کی صفائی اور لنگر کے تمام انتظامات کی نگرانی کرنا، حتیٰ کہ لنگر شریف کے چھوٹے برتنوں تک کی خبر گیری اور سنبھال اپنے فرائض کا حصہ سمجھتی ہیں۔ کئی بار ہم تینوں بھائیوں نے اصرار کیا کہ اب آپ کام نہ کیا کریں۔ کیونکہ آپ کی صحت اجازت نہیں دیتی لیکن تادمِ تحریر ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اکثر نہایت پرعزم لہجے میں فرماتی ہیں "جب تک میں زندہ ہوں لنگر شریف کی خدمت سے ہرگز دستبردار نہیں ہوں گی۔ کیونکہ لنگر شریف کے کام میں میرے لئے راحت و سکون ہے۔"

لنگر شریف کے انتظامات کے علاوہ دربار شریف پر رہنے والے درویشوں کا اس قدر خیال رکھتی ہیں کہ حقیقی ماں بھی اس قدر اولاد کا خیال نہیں رکھ سکتی۔ دربار شریف پر مستقل رہنے والے درویش ہر عمر اور مختلف مزاج رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان میں بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی، بچے، بچیاں اور عورتیں بھی ہیں۔ انتہائی غریب والدین کی اولاد بھی اور صاحب استطاعت لوگوں کے بچے بچیاں بھی رہتے ہیں۔ ہر فرد کے کھانے کی پسند الگ ہے۔ کوئی موٹی روٹی کھاتا ہے تو کوئی پتلی کوئی چاول کھاتا ہے تو کوئی دلیہ۔ کوئی دودھ پیتا ہے اور کوئی چائے۔ درویشوں کی کثیر تعداد ہونے کے باوجود ہر ایک کی پسند کا خود خیال رکھتی ہیں۔ ان کیلئے الگ الگ لنگر بھیجتی ہیں۔ ہر ایک کو صبح دہی اور شام کو دودھ ضرور ملتا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی درویش جو چیز طلب کرے اسے نصیب ہو جاتی ہے۔ آپ کی زبان اطہر سے کبھی "نہیں" نہیں سنی گئی۔ بہتے دریا کی طرح دن رات بانٹتی رہتی ہیں گویا "نہیں اور بس" کے الفاظ سے ناآشنا معلوم ہوتی ہیں۔ اخلاق و محبت کا یہ عالم ہے کہ جو عورت ایک لمحہ آپ کے پاس بیٹھ جائے زندگی بھر یاد رکھتی ہے۔ دور دراز سے آنے والے درویشوں کی عورتوں اور ان کے بچوں کی دیکھ بھال اور اس قدر مہمان نوازی کرتی ہیں کہ عورتیں حیران رہ جاتی ہیں۔ دربار شریف پر رہنے والی بچیوں سے اسقدر پیار ہے کہ کسی کو کبھی نہ تو جھڑکتی ہیں اور نہ کسی سے ناراض ہوتی ہیں۔ اگر ہم کسی بات پر کسی خدمت گار عورت یا بچی کو ڈانٹ دیں تو ہم سے ناراض ہو جاتی ہیں۔ فرماتی ہیں" تم درویشوں سے کام رکھو گھر کے اندر میری ذمہ داری ہے" گھر کے اندر بھی ہر عمر کی عورتیں موجود رہتی ہیں۔

جو بچیاں آپ کے پاس رہیں جب ان کی شادی ہوئی تو انہیں اپنی بیٹیوں کی طرح جہیز دیا۔ کئی لڑکیوں کی شادی اپنے ہاتھ سے کی۔ گھروں سے ٹھکرائی ہوئی عورتیں جن کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا ایسی بے سہارا عورتوں کا قبلہ والدہ صاحبہ سب سے بڑا سہارا ہیں انہیں گھر میں اس طرح رکھتی ہیں کہ وہ سارے دکھ درد بھول جاتی ہیں۔ سینکڑوں عورتیں روزانہ آپ کو اپنے

غم اور مصیبتیں سناتی ہیں۔ آپ انہیں تسلی دیتی ہیں ان کیلئے دعائیں مانگتی ہیں اور انہیں گھر سے خالی ہاتھ نہیں جانے دیتیں ہمارے سلسلہ ءطریقت میں قبلہ والدہ صاحبہ کا وجود ایک رحمت خداوندی اور حسن خلق کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔ تمام خواتین آپ کا ذکر نہایت محبت کے ساتھ دوسری عورتوں اور گھر والوں کے ساتھ کرتی ہیں جب تک گھر رہتی ہیں ان سے ملنے کیلئے بے تاب رہتی ہیں اور جب دربار شریف پر ان کے پاس آتی ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی۔ دربار شریف سے رخصت ہونے والی ہر عورت رو کر جاتی ہے۔ یہ کہ پتہ نہیں پھر کب واپس آؤں گی۔ یہ قبلہ والدہ صاحبہ کے مثالی پیار اور کریمانہ شفقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

دربار شریف پر جو مرد یا جو عورت کچھ عرصہ رہے پھر انہیں کہیں چین نہ آیا۔ حتی کہ اپنا گھر بھی بھول گئے انہیں جو راحت، سکون اور پیار و محبت دربار شریف سے ملی کہیں سے نہ مل سکی۔ جہاں بھی گئے پھر لوٹ کر دربار شریف پر آئے۔

نورِ فراست: بزرگوں کی خدمت، اولیائے کرام کی معیت و نسبت اور مخلوق خدا کی خدمت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ صلہ عطا فرمایا ہے کہ آپ خواتین کی محبوب اور آئیڈیل بن گئی ہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا نور فراست عطا فرمایا ہے کہ کئی باتیں قبل از وقت جان لیتی ہیں۔ جب ہم کسی بات پر آپ سے مشورہ کرتے ہیں تو فرماتی ہیں کہ یہ کام یا یہ بات یوں ہو گی تو وہ بالکل اسی طرح ہوتی ہے جیسے آپ فرماتی ہیں۔

میں ایک دفعہ گھر کے برآمدہ میں چھری سے ناریل کاٹ رہا تھا۔ مجھے دیکھا تو فرمایا بیٹا تجھے چھری لگ جائے گی۔ کسی اور سے کہو تمہیں کاٹ دے۔ میں نے عرض کی میں خود کاٹ لوں گا۔ بھلا چھری کیسے لگے گی انہوں نے فرمایا بیٹا! تجھے چھری لگ جائے گی اور مجھ سے دیکھا نہ جائے گا۔ یہ فرماتی ہوئی کمرے کی طرف چل دیں کہ میں تو جاتی ہوں میں نے دھیان نہ دیا۔ ابھی وہ اٹھ کر چلی ہی تھیں کہ مجھے چھری لگ گئی۔ گہرا زخم آیا جس سے خون جاری ہو گیا پھر جلدی سے میرے پاس آئیں فرمایا تجھے تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ چھری لگ جائیگی۔ میں ناریل کاٹ رہا تھا اور قبلہ والدہ صاحبہ نور فراست سے اس کا انجام دیکھ رہی تھیں اور بار بار پریشانی کے عالم میں مجھے منع کر رہی تھیں۔ جس عورت کو جس کام سے منع کریں اس کام میں کبھی خیر نہیں ہوتی۔ اور جس کام کا حکم دیں اس کے کرنے میں ہزاروں برکتیں ہوتی ہیں۔ گھر کی درویشنیاں تمام کام آپ سے پوچھ کر کرتی ہیں حتی کہ گھر کے روزمرہ کے کام بھی آپ کی اجازت سے ہوتے ہیں۔

بہوؤں کے ساتھ کمال شفقت: بہو اور ساس کا رشتہ بڑا عجیب ہوتا ہے۔ اس رشتہ کی باہمی محبت کی کبھی مثال نہیں رہی۔ لیکن قبلہ والدہ صاحبہ اور آپ کی بہوؤں کا رشتہ اور اس رشتہ کی باہمی محبت حیرت انگیز طور پر مثالی ہے۔ چونکہ قبلہ والدہ صاحبہ کی کوئی بیٹی نہیں ہے لہٰذا انہوں نے بہوؤں کو اپنی بیٹیوں کا مقام دیا ہوا ہے۔ وہ بھی آپ کو ایک دوسرے سے بڑھ کر چاہتی ہیں۔ وہ نہ صرف آپ کو اماں جی کہہ کر پکارتی ہیں بلکہ حقیقی ماؤں کی طرح آپ سے عقیدت و الفت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی اگر اپنی بیوی سے سخت بات کرے تو ہمیں بولنے نہیں دیتیں اور ان کی وجہ سے ہمیں جھڑک لیتی

ہیں لیکن اپنی بہوؤں کو ایک لفظ بھی نہیں کہنے دیتیں۔

آج تک انہوں نے جو کچھ مانگا ہمیں انکار نہیں کرنے دیا بلکہ ان کی ہر ضرورت کا خود خیال رکھتی ہیں۔ان سے محبت وشفقت کا یہ عالم ہے کہ انہیں جو کچھ میسر آئے وہ سب کچھ بہوؤں کو دینے کا خیال رہتا ہے۔میری شادی کے موقع پر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ خالی کر لئے جو کچھ تھا چوڑیاں بنوا کر میری بیوی کو پہنا دیں۔کوئی انگوٹھی پسند آئی تو فرمایا یہ میں نے فلاں بہو کیلئے رکھی ہوئی ہے اسے دینی ہے۔ہمیشہ ان کی پسند کا خیال رکھتی ہیں جو چیز سب سے اچھی لگے بہوؤں کیلئے سنبھال کر رکھتی ہیں۔یہی وجہ کہ بہوئیں آپ سے مل کر واپس جانے لگتی ہیں تو زار وقطار روتی ہیں ہمیشہ آپ کے پاؤں چوم کر آپ کا ادب واحترام کرتی ہیں بڑے فخر سے کہتی ہیں کہ جہاں بھر میں ہماری ساس کے مقابلے میں ساس تو بجا کوئی حقیقی ماں بھی نہیں۔ہمیں آج تک کسی بات پر جھڑکا نہیں۔بلا شبہ یہ سب کچھ آپ کی شفیق وکریم فطرت کا اظہار ہے۔ الغرض یہاں جو تعلق ہے وہ ہمارے تمام سلسلہ طریقت میں بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔یہاں بہو اور ساس کا رشتہ ایک انفرادیت کے ساتھ محسوس ہوتا ہے کہ ماں بیٹی سے بڑھ کر پیار ومحبت کا تعلق ہے۔

حضور کی رشتہ دار خواتین سے حسنِ سلوک: حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ آپ کا تعلق پہلے میں لکھ چکا ہوں۔حضور کی بہنوں اور دوسری رشتہ دار خواتین کے ساتھ آپ کا حسن سلوک بھی درجہ کمال رکھتا ہے آپ حضور کی بہنوں کیساتھ زندگی بھر کبھی ناراض نہیں ہوئیں انہیں اسقدر عزت وتوقیر دیتی ہیں کہ وہ انہیں سگی بہنوں سے بڑھ کر چاہتی ہیں۔ وہ جب بھی ہمارے گھر تشریف لاتی ہیں ان کی اور ان کی اولاد کی بے حد خدمت کرتی ہیں انہیں چارپائی سے نیچے پاؤں نہیں رکھنے دیتیں اور ہر وقت ان کی خدمت کیلئے کمر بستہ رہتی ہیں کبھی بھی انہیں گھر سے خالی ہاتھ نہیں بھیجا۔فرماتی ہیں یہ اس گھر کی بیٹیاں ہیں۔آپ ان کے ساتھ بہت کریمانہ برتاؤ کرتی ہیں۔جب ان کے بیٹے بیٹیوں کی شادیاں ہوتی ہیں تو ننھیال کی طرف سے بھی حق ادا کرتی ہیں۔ان کی بیٹیوں کو جہیز، کپڑے اور دوسری اشیاء نہایت فراخدلی اور محبت سے عطا کرتی ہیں۔ آپ کا یہ حسن سلوک فقط حضور قبلہ عالم کی بہنوں تک محدود نہیں بلکہ حضور کی جو بھی رشتہ دار خواتین دربار شریف پر آتی ہیں ان کے ساتھ آپ کا رویہ اور حسن سلوک مثالی ہوتا ہے۔جسب مراتب تمام رشتہ دار خواتین کا خیال اور لحاظ رکھا جاتا ہے۔

سادگی وانکساری: قبلہ والدہ صاحبہ اگرچہ ایک اچھے زمیندار گھرانے کی بیٹی ہیں اور حضور قبلہ عالم کی بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے کسی دنیاوی چیز اور ضرورت سے محروم نہیں رکھا۔لیکن آپ کی فطرت و جبلت میں سادگی رچی بسی ہوئی ہے۔نفاست وصفائی کو بے حد پسند کرتی ہیں کبھی گھر میں کسی چیز کو میلا نہیں رہنے دیا۔لیکن ہر چیز نمود ونمائش سے پاک ہوتی ہے۔کپڑے اور جوتے ہمیشہ سادہ پسند فرمائے، عمر بھر بناؤ سنگھار سے پرہیز کیا۔حضور قبلہ عالم خود فرماتے کہ اچھے جوتے اور اچھے کپڑے پہنا کرو لیکن آپ عام سی چپل پاؤں میں ڈال کر گزارا کر لیتی ہیں۔کپڑے اور جوتے خریدنے کا شوق نہیں رکھتیں۔طبیعت میں انکساری کا یہ عالم ہے کہ کبھی کسی چیز پر فخر نہیں کیا۔البتہ اپنے شوہر کے فقر پر ہمیشہ فخر کیا۔مال،

دولت کی نمائش انہیں پسند نہیں اور نہ ہی کسی کو اپنی چیزیں دکھا کر فخر کیا ہمیشہ شکر کے کلمات وردِ زباں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب کچھ دے رکھا ہے۔

نماز پنجگانہ کی بچپن سے عادی تھیں اور حضور قبلہ عالم کے ساتھ تعلق نے ذوق عبادت میں اور اضافہ کر دیا صبح سب سے پہلے بیدار ہونا آپ کا معمول رہا ہے۔ ماہ صیام کے روزے کبھی قضا نہیں ہوئے۔ پاس رہنے والی عورتوں کو نماز کی بے حد تلقین کرتی ہیں۔ صبح کی نماز سے پہلے گھر کا کوئی کام شروع نہیں کرتیں، نماز اذکار کے بعد عورتوں کو بھی کام کی اجازت دیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہر کام میں برکت ڈال دی ہے۔

خانہ خدا اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری: دسمبر 2000ء میں راقم السطور کو یہ شرف حاصل ہوا کہ قبلہ والدہ صاحبہ میرے ساتھ عمرہ شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہوئیں۔ جس کا مفصل ذکر میرے سفرنامہ ''متاعِ دید'' میں موجود ہے۔ عمرہ کی سعادت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کو آج بھی نہایت محبت بھرے الفاظ سے یاد کرتی ہیں۔ ایک ایک جگہ اور مقام آپ کو خوب یاد ہے۔ قبلہ والدہ صاحبہ کا سایہ ہمارے لئے سائبان رحمت ہے۔

انہی کے دم سے دربار شریف میں روحانیت کی شمعیں روشن ہیں یہ آپ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ ایک عالم ہم سے دل و جان سے بڑھ کر محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت و بحفاظت رکھے آمین ثم آمین۔

مظہر الانوار حضرت علامہ قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب

حنفی القادری دامت برکاتہٗ العالیہ

اے ولی ابنِ ولی مظہر حسین — کشتۂ عشقِ نبی مظہر حسین
عاشق و عارف جمالِ لم یزلْ — مظہرِ غوثِ جلی مظہر حسین

ولادت باسعادت: قبلہ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں ایک رات بلوآنہ شریف میں حضرت قبلہ عالمؒ نے خواب دیکھا کہ ہمارے گھر کے برآمدہ کے مغربی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ایک بچے کو پنگھوڑے میں ہلا رہے ہیں۔ آپ نے اس کی تعبیر یہ لی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا۔ یہ سعادت منداور خوش بخت فرزند ارجمند حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کی صورت میں 25 نومبر 1963ء بروز پیر بعد از نماز عشاء بمطابق 8 رجب المرجب 1383ھ میں پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ پہلے بیٹے تھے اسلئے گھر میں آپ کی پیدائش نے عجب خوشی کا سماں پیدا کر دیا

ولادت ننھیال کے ہاں کوٹ بلوچ ضلع منڈی بہاؤ الدین میں ہوئی تھی لہٰذا تمام گھر والے بڑی بیتابی سے انتظار کرنے لگے۔ ولادت کے اکیس ۲۱ دن بعد تیرہ دسمبر آپ کو بلوآنہ شریف لایا گیا تو گھر میں گویا عید کا چاند طلوع ہو گیا۔ حضور قبلہء عالم اور تمام عزیز واقارب آپ سے از حد پیار کرتے۔ آپ اہل خاندان اور مریدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک تھے بچپن کے ایام آغوش ولایت میں بڑے ناز ونعم کے ساتھ گزارے۔

تعلیم وتربیت: پہلی جماعت بلوآنہ شریف کے پرائمری سکول سے پاس کر لی یہاں دیہاتی علاقہ ہونے کی وجہ سے تعلیم کا معیار اچھا نہ تھا۔ حضور قبلہ عالم نے اپنی ایک عقیدت مند ٹیچر کی تجویز پر آپ کو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شورکوٹ کینٹ (جہاں وہ خود ٹیچر تھیں) میں داخل کروا دیا۔ چار جماعتیں وہاں پڑھیں تو ان کا تبادلہ ہو گیا۔ پانچویں جماعت پھر بلوآنہ کے پرائمری سکول سے پاس کی۔ اس عرصہ میں عم محترم قبلہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب لاہور شفٹ ہو چکے تھے۔ اور نوری مسجد ریلوے اسٹیشن پر خطیب تھے۔ لہٰذا آپ کو ان کے پاس لاہور بھیج دیا گیا۔ چھٹی کلاس مسلم لیگ ہائی سکول نزد ریلوے اسٹیشن' گورنر ہاؤس روڈ لاہور سے پاس کی۔ اسی اثناء میں قبلہ پیرزادہ صاحب برطانیہ چلے گئے اور آپ واپس گھر آ گئے۔ پھر گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 175 میں داخلہ لے لیا اور میٹرک تک تعلیم اسی سکول سے حاصل کی۔

دینی تعلیم: قرآن مجید کا ابتدائی قاعدہ اپنے پردادا حضرت خواجہ یار محمد صاحب سے پڑھا ناظرہ کا آغاز پیر بخش حسین صاحب سے کیا۔ پھر نماز و تجوید کا درس نوری مسجد لاہور میں حضرت قاری غلام رسول صاحب سے لیا۔ قرآن مجید کے چار پارے حافظ محمد شریف صاحب سے منگانی شریف میں حفظ کئے۔ میٹرک کے بعد کچھ عرصہ جامعہ محمدی شریف میں زیر تعلیم رہے لیکن آپ کی دینی تعلیم کے سب سے بڑے استاد حضرت قبلہ عالمؒ ہی تھے۔ جنہوں نے آپ کو علوم تصوف کے معارف سے مالا مال کر کے علوم بحر بیکراں عطا فرما دیئے۔ شب وروز کے چوبیس گھنٹے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں رکھا اور دین متین کی ایک ایک چیز اس طرح سکھائی کہ آپ کے قلب و ذہن میں راسخ ہو گئی اور آج جو مسئلہ آپ سے پوچھا جائے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور قبلہ عالم سے یوں سنا تھا۔ نہ تو آپ نے کبھی یہ فرمایا کہ یہ مسئلہ مجھے نہیں آتا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ میں نے یہ مسئلہ فلاں کتاب میں پڑھا ہے۔ آپ کی سب سے بڑی کتاب، سب سے بڑا حوالہ آپ کے شیخ طریقت حضور قبلہ عالم ہیں۔

پہلا خطاب جمعہ: حضرت اخی قبلہ فرماتے ہیں میں نے شادی سے پہلے جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ غالباً 1983ء سے آپ نے جمعہ پر وعظ کا آغاز کیا حضور قبلہ عالم نے جب جمعہ شریف پڑھانے کی ذمہ داری حضرت اخی قبلہ کو سونپی تو فرمایا بیٹا! منبر پر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو حضرت اخی قبلہ نے عرض کیا حضور میں نہ تو عالم ہوں اور نہ ہی خطیب یہ کام کیسے کر سکتا ہوں فرمایا ہم تمہیں یہ کام سونپ رہے ہیں تو منبر پر بیٹھ جا اور بولتا چلا جا یہ تیرے مرید ہیں تو جو الفاظ منہ سے نکالے گا واہ واہ کی صدائیں آئیں گی۔ آپ حضور قبلہ عالم کے حکم سے سٹیج پر بیٹھ گئے۔ ایسی تقریر کی کہ لوگوں کی واہ واہ تو ایک طرف خود حضور قبلہ عالم کی زبان اقدس سے واہ واہ اور سبحان اللہ کے مبارک الفاظ نکل رہے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد حضور نے

بلوایا ڈھیر ساری دعائیں دیں اور نقد انعام بھی عطا فرمایا۔ شیخ کے حکم پر منبر رسول پر بیٹھے شیخ کی زبان سے واہ واہ اور سبحان اللہ کے الفاظ نکلے۔ شیخ نے آپ کے وعظ پر فخر اور خوشی محسوس کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب وذہن کو کھول دیا۔ اور علوم ومعارف کے خزانے عطا فرمادیے۔ زبان مبارک میں ایسا اثر پیدا ہوا کہ جب قال اللہ اور قال رسول اللہ کی صدا لگاتے ہیں تو لوگوں کے قلب وروح کی گہرائی تک یہ صدا اترتی چلی جاتی ہے۔ حضور قبلہ عالم نے آپ کو حکم دیا تھا بیٹا زندگی بھر دربار شریف پر جمعہ قضاء نہ کرنا ملک کے جس کونے میں بھی ہو جمعہ منگانی شریف پڑھانا ہے آپ نے حضور کی اس نصیحت پر عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج دربار شریف پر جمعہ کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ خطبات اس قدر جامع ہوتے ہیں کہ دور دور سے زائرین جمعہ کیلئے دربار شریف پر چلے آتے ہیں۔ دیگر جلسوں اور محفلوں میں آپ بہت کم وعظ فرماتے ہیں لیکن دربار شریف پر جمعہ اکثر خود پڑھاتے ہیں آپ کے خطبات کی پہلی جلد جو تقریباً 28 مواعظ پر مشتمل ہے "مظہر المواعظ" کے نام سے شائع ہو چکی ہے اور اہل علم وفضل سے خوب پذیرائی حاصل کر چکی ہے۔

بیعت وخلافت: آپ غالباً 1978ء میں حضور کی دست بیعت سے مشرف ہوئے۔ خود بیان فرماتے ہیں منگانی شریف آمد کے بعد گھر میں حضور سے بیعت ہوا حضور نے خلیفہ قاضی میاں غلام رسول صاحب کو فرمایا اسے وظائف سمجھاؤ وہ مجھے اس کمرہ سے ملحقہ پیر یحیٰ حسین صاحب کے پاس لائے اور میرے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے پہلے رونے لگے پھر فرمایا "جناب میں آپ کا ادنیٰ غلام ہوں میری کیا مجال ہے آپ کو وظائف سمجھاؤں" پھر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر توقف کے بعد ڈوبتی ہوئی آواز میں فرمایا البتہ جس طرح آپ کے باپ دادا نے مجھے سمجھایا ہے وہ آپ کے سامنے دہراتا ہوں۔ اور پھر وظائف قادریہ بتائے۔ کچھ ہی عرصے کے بعد حضور نے بیعت کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اب تم تبلیغی دوروں پر جایا کرو جب آپ کے سر پر خلافت کا تاج سجایا گیا اور سلسلہ طریقت کی امانت کا امین بنایا تو کسی کو کیا خبر تھی کہ ولایت کے افق پر ایک ایسا چاند چمکنے والا ہے جس کی چاندنی سے ایک عالم کو ضیاء پاشیاں ملیں گی۔ تبلیغی دوروں کی تربیت حضور قبلہ عالم خود فرماتے تمام تبلیغی دوروں پر حضور آپ کو ساتھ رکھتے، مجلس کے آداب لوگوں کی تعلیم وتربیت کا ایک ایک انداز حضور نے اپنے عمل سے سکھایا۔

پہلے پہل حضور آپ کے ساتھ پیر یحیٰ حسین کو بھیجا کرتے تھے پھر اکیلا جانا شروع کیا اور جب واپس آتے تو وہاں ایک ایک دن کی مصروفیات اور ہر درویش کے بارے میں حضور تفصیل سے روداد سنتے۔

شادی خانہ آبادی: حضور قبلہ عالم کی خواہش تھی کہ آپ کی شادی اپنے بھائیوں کے ہاں کی جائے لیکن بعض گھریلو وجوہات کے باعث ایسا نہ ہو سکا حضور نے آپ کا رشتہ ایک صادق الیقین درویش میاں گل شیر احمد (سابق ایکسین واپڈا ملتان کینٹ) کے ہاں طے فرمایا 23 مارچ 1984ء بروز جمعۃ المبارک آپ کی شادی انجام پذیر ہوئی۔ حضور قبلہ عالم نے خود نکاح پڑھایا۔ تمام احباب، رشتہ داروں، مریدین کو اس شادی پر بلایا اور بڑے وسیع انتظامات کیے گئے۔

برطانیہ روانگی: شادی کے چند ماہ بعد محترم پیرزادہ صاحب نے برطانیہ کا ویزہ بھیج کر سیر و سیاحت کیلئے آپ کو وہاں بلوالیا آپ دو ماہ تک وہیں رہے انگلینڈ کے اکثر دینی مراکز کا دورہ کیا اور قل سیروفی الارض پر عمل کرتے ہوئے خوبصورت مقامات کی سیر کی۔

حج بیت اللہ: انگلینڈ سے واپسی پر آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں مدینہ شریف حاضری دی۔ واپسی پر جدہ میں پیر بھائیوں کے ہاں کچھ دن قیام کیا۔ اور 24 ستمبر 1984ء کو واپس پاکستان تشریف لائے۔ حضور قبلہ عالمؒ آپ کے لئے بیتاب تھے۔ اکثر آپ کو یاد فرماتے رہتے جب آپ واپس آئے حضور بے حد خوش ہوئے۔ انگلینڈ کی نسبت عرب شریف کے حالات زیادہ پوچھتے جب مدینہ شریف کا تذکرہ چھیڑتے تو گھنٹوں تک یہی موضوع رہتا۔ ایک ایک چیز دریافت کرتے۔ ہر مقام کی فضیلت بیان کرتے۔ اور حضور قبلہ عالمؒ کی آنکھوں میں ذکر مدینہ پر اکثر آنسو چمک اٹھتے۔ عین شباب کے عالم میں حج بیت اللہ کی سعادت اور روضہ الرسول پر حاضری نے آپ کی متصوفانہ فطرت میں عشق و محبت کو پروان چڑھایا اور عشق رسول کی شمع روشن سے روشن تر ہوتی گئی۔

حضور قبلہ عالمؒ کی شفقت و محبت: حضرت اخی پر حضور قبلہ عالم کی بچپن ہی سے نظر تھی۔ آپ نہ صرف آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے بلکہ تعلیم و تربیت پر کڑی نگاہ رکھتے۔ جب حضرت اخی جوان ہوئے تو حضور انہیں بطور ڈرائیور ساتھ رکھتے اور سفر و حضر میں ایک ایک بات کی تعلیم دیتے انہیں گھنٹوں تصوف کے لیکچر دیتے ان کے ہر سوال کا جواب تفصیلاً دیتے اور جب تک حضرت اخی مطمئن نہ ہو جاتے حضور قبلہ عالم دلائل دیتے رہتے۔ دین متین اور تصوف کے علاوہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ اور عزت و وقار کے ساتھ رہنے کے سلیقے سکھائے۔ حضرت اخی فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم کے بعد جو زندگی ہم گزار رہے ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں یہ سب ایک ایک لمحہ حضور کی اس تربیت و نصیحت کا عملی ثبوت ہے۔ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ حضور کا ارادہ اور حکم ہے۔ حضور کے یہی پروگرام اور منصوبے ہیں۔ ہم تو فقط خادم ہیں اور خدمت کر رہے ہیں۔ حضرت اخی قبلہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ دربار شریف پر ایک بڑی اسلامی اکیڈمی حضور قبلہ عالمؒ کا خواب تھا اس کی تعمیر میری زندگی کا سب سے بڑا مشن ہے۔ زندگی نے وفا کی تو انشاءاللہ اس کا جلد کام شروع ہو جائے گا۔ حضور قبلہ عالم آپ کو ایک لمحہ بھی آنکھوں سے دور نہ رکھتے تھے۔ جب آپ تبلیغی دوروں پر جاتے تو ایک ایک گھنٹہ اور ایک ایک دن گنتے۔ جب واپس آتے تو بے حد خوش ہو جاتے۔ حضرت اخی فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھے جماعت کروانے کا طریقہ فرائض اور واجبات خود سکھائے اور پھر ہمیشہ مجھے جماعت کروانے کا حکم دیتے اور میری اقتداء میں نماز پڑھتے۔ قبلہ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ جھنگ شہر میں مہر لٹیین کے مکان پر آپ تینوں بھائی سوئے ہوئے تھے رات کو موسم خراب ہو گیا تیز آندھی چلی حضور قبلہ عالمؒ اٹھ کر تمہاری چارپائیوں کے قریب آئے تینوں بیٹوں کو چوما پھر فرمایا آج تو میرے بچے آرام سے سو رہے ہیں۔ لیکن بعد میں انہیں بہت ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔ میں حیران ہوئی کہ ویسے تو حضور بچوں پر کچھ سختی کرتے ہیں لیکن آج بے حد پیار و محبت کر رہے ہیں۔

☆ حضرت اخی قبلہ جب آستانہ عالیہ سے باہر جانے لگتے تو حضور نہ صرف خود انہیں ملتے بلکہ مریدین کو بھی حکم دیتے کہ جاؤ اپنے پیر سے مل لو جو مرید حضرت اخی سے محبت رکھتا حضور قبلہ عالم بھی اس سے بہت پیار کرتے جو آپ کا دوست ہوتا اس سے صرف حضرت اخی کی باتیں کرتے کچھ باتیں آپ کے دوستوں کے ذریعے آپ کو ان ڈائریکٹ (Indirect) سمجھاتے۔

☆ حضرت اخی کو اپنڈکس کا درد ہوا تو فرمایا فوراً فیصل آباد اچھے سے اچھے پرائیویٹ ہسپتال جا کر آپریشن کرواؤ حضرت قبلہ اخی نے عرض کی حضور اب درد ٹھیک ہے آپریشن کی کیا ضرورت ہے فرمایا نہیں یہ درد پھر کسی وقت ہو سکتا ہے اور جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے تمہاری جان ہمیں بہت عزیز ہے پھر عرض کی حضور اگر آپریشن ضروری ہے تو جھنگ سے کسی ڈاکٹر سے کروا لیتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ آپریشن فیصل آباد سے اور کسی اچھے سے اچھے ڈاکٹر سے کروانا ہے۔ حضرت اخی قبلہ نے آپ کے حکم سے آپریشن کروایا۔ آپ کے نام کے کئی صدقات دیئے گئے۔ آپ کے دوستوں کے علاوہ کئی درویش بھیجے جو حضرت اخی کی خدمت کرتے اور آپ کو خوش رکھتے تھے

☆ کبھی کبھی حضور آپ سے دل لگی اور ہنسی مذاق بھی کرتے اور پھر کافی دیر تک ایسی باتیں ہوتی رہتیں۔ ایک دن حضور نے فرمایا مظہر حسین! لنگر شریف کے مال کا بھی خیال رکھا کرو روزانہ مال مویشیوں میں ایک آدھ چکر لگا لیا کرو۔ آپ نے عرض کی حضور! ہم درویش آدمی ہیں ہمیں دنیاوی کاموں سے کیا واسطہ؟ حضور ہنس پڑے اور فرمایا اچھا تو پھر دنیا دار میں ہی ہوں جو تمہاری ہر چیز کا خیال رکھتا ہوں۔ حضرت اخی اور تمام درویش حضور کے اس برجستہ جواب پر بے حد مسکرائے۔ اور حضرت اخی آج تک یہ بات یاد کر کے مسکرانے لگتے ہیں۔

☆ میاں محمد حسین کلس نے ایک دن حضور کی زبان اقدس سے دنیا کی بے ثباتی اور اس دنیا کو خیر باد کہنے کی باتیں سنیں تو عرض کیا حضور آپ کے جانے کے بعد ہمارا کیا بنے گا۔ فرمایا! تمہیں ایسا شفیق پیر دے کر جا رہا ہوں کہ جہاں بھر میں تمہیں ایسا پیر کہیں نہیں ملے گا

☆ حضرت اخی قبلہ فرماتے ہیں جب حضور نے مجھے پہلی مرتبہ تبلیغی دوروں پر بھیجا۔ تو میں نے عرض کی حضور آپ تو ولی اللہ ہیں جبکہ میں اپنا حال خود جانتا ہوں میں کسی کو دھوکہ میں کیوں رکھوں میں فقیر ہی نہیں لوگ کہیں گے دعا کریں ہمارا یہ کام ہو جائے وہ ہو جائے میں کیا کر سکتا ہوں لہٰذا میں نہیں جاؤں گا۔ آخر حضور نے فرمایا تو منہ سے نکالتے رہنا بقیہ مدینے والے اور غوث پاک کو لاج ہے اور ہمیشہ اسی طرح ہوا۔

مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی کی تشفی: مولانا صاحب حضور کے پیر بھائی اور ایک فاضل شخص تھے حضرت اعلیٰ دھڑوی سے انہیں خلافت بھی عطا ہوئی تھی۔ حضرت اعلیٰ کے وصال کے بعد آپ حضور قبلہ عالم سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے۔ جب دربار شریف پر حاضر ہوتے گھنٹوں علمی موضوعات اور تصوف پر حضور سے باتیں کرتے حضور بھی ان سے بڑی عنایت و محبت کرتے ایک دن کہنے لگے حضور! آج کئی آستانے اجڑ گئے ہیں اور اولیاء کرام کی ناخلف اولاد نے ان کے مزاروں کی

رونقیں ختم کردی ہیں۔آپ ہمارے سلسلہ کے سرتاج اور فخر ہیں آپ اس سلسلہ پر مہربانی فرمائیں تا کہ یہ خوشبو یہ فیض اور یہ ضیاء پاشیاں ہمیشہ قائم رہیں آپ مہربانی فرمائیں اور قبلہ صاحبزادہ صاحب کو میرے پاس بھیج دیں میں ان کی علمی و روحانی تربیت کروں گا اور انہیں دین متین کا عالم بنا کر حضور کی خدمت میں پیش کروں گا حضور نے فرمایا مولانا صاحب! ہمارا وقت قریب ہے اس لئے ہم نے انہیں کسی مدرسہ میں نہیں بھیجا۔جبکہ جو کچھ خود جانتے ہیں ان کو سکھا دیا ہے پھر فرمایا آج تمہیں ان کا وعظ سناتے ہیں۔اس دن پندرہ (۱۵) جون والا ختم شریف مدرسہ قرآن محل میں دلوایا حضور نے حضرت اخی کو بلوایا اور فرمایا کہ آج ختم شریف پر تم نے وعظ کرنا ہے جب حضرت اخی نے تقریر شروع کی تو مولانا صاحب بہت توجہ سے تقریر سننے لگے۔حضرت اخی قبلہ نے علم و حکمت کا ایسا چشمہ رواں کیا۔اتنے مدلل انداز میں خطاب لاجواب کیا کہ دوران وعظ مولانا کی آنکھیں آنسوؤں سے خشک نہ ہوئیں پھر تقریر کے بعد حضور قبلہ عالم کو روتے ہوئے عرض کی حضور انشاء اللہ اس سلسلہء عالیہ کا فیض یونہی جاری و ساری رہے گا آپ کے علم و حکمت کے فیضان سے ایک جہاں فیض یاب ہوتا رہے گا۔حضور نے ہم پر بے حد احسان فرمایا ہے ہمارے سلسلہ کو ایسا تربیت یافتہ فرزند عطا کیا ہے۔جو کہ اس سلسلہء عالیہ کی عظمت کو چار چاند لگائے گا حضور اب میری تشفی ہوگئی ہے علم و حکمت کے سمندر کو میرے علم کی چند بوندوں کی ضرورت نہیں اور نہ ہی انہیں کسی مدرسہ میں بھیجنے کی ضرورت ہے جو کچھ ہم نے مدتوں میں مدرسوں سے پڑھا وہ انہیں آپ کی نگاہ کرم نے گھر بیٹھے عطا کردیا۔

جانشین قبلہ عالمؒ: حضور قبلہ عالم کا وصال عقیدت مندوں کیلئے ایک دردناک المیہ تھا۔محبت و عقیدت رکھنے والے لوگوں کے جسم و قلب پر ایک دفعہ غم ناک آندھی کی گھٹا چھا گئی۔حضرت قبلہ اخی جب مسند سجادگی پر متمکن ہوئے تو اس کرب ناک المیہ میں آپ کا وجود مسعود زخمی دلوں کیلئے تسکین کا بہت بڑا سامان مرہم تھا آپ نے نہ صرف مایوس اور غم ناک دلوں کو امید اور تسکین دلائی بلکہ آستانہ عالیہ کی سجادہ نشینی کو جس جواں مردی اولوالعزمی،صبر،دانائی اور حکمت سے ان گراں قدر ذمہ داریوں کو نبھایا کہ آپ کی ہستی خوابیدہ روحوں،زنگ آلودہ دلوں،شکست حوصلوں اور پژمردہ ذہنوں کا درماں بن گئی بندگان خدا کیلئے آپ کی ذات شفیق ماں کی گود سے زیادہ پرتسکین ہے۔وہ عمر کے جس حصہ میں بھی ہوں آپ کی شفقت، محبت،عنائت اور انوکھا پیار ہر ایک کیلئے یکساں ہے۔حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے دینی مشن کو جہاں چھوڑا تھا حضرت اخی قبلہ نے وہیں سے شروع کر کے اس مشن عظیم کو رواں دواں رکھا۔حضور کے وصال کے بعد آپ نے کسی بھی شعبے میں حضور قبلہ عالمؒ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔سچ تو یہ ہے کہ آپ حضور قبلہ عالمؒ کی ایک عملی تصویر ہیں آپ کے اندر وہ تمام اوصاف جلوہ افروز ہیں جو حضور قبلہ عالمؒ کا خاصہ تھے۔

اخلاق و مروت: سرکار دو عالم کا ارشاد مبارک ہے تم میں سے قیامت کے دن میرے قریب سب سے زیادہ وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے حضرت اخی قبلہ اخلاق و مروت کا ایک کامل نمونہ ہیں سفر و حضر میں اور ہر مشکل و آسانی میں غصہ میں ہوں یا خوشی میں آپ کے اخلاق حسنہ کے نکھار میں کبھی کمی نہیں آئی۔لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا ایسا کریمانہ برتاؤ کرتے

ہیں جس کی مثال نہیں ملتی۔ اپنے پرائے چھوٹے بڑے کے ساتھ انتہائی خلیق ہیں۔ ایک دفعہ اہل حدیث علماء کا ایک وفد آپ سے کسی کام کے سلسلہ میں ملنے آیا۔ آپ کا برتاؤ اور اخلاق کریمانہ دیکھا تو واپس جا کر ساتھ آنے والے شخص کو کہا ہمارے اذہان میں آج کل کے پیروں کا ایک عجیب تصور ہے لیکن یہ پیر ہمارے تصورات سے بالاتر ہے ہم سمجھتے ہیں کہ پیر تو مغرور ہوتے ہیں اور لوگوں سے بہت کم ملتے ہیں ان تک عام لوگوں کی رسائی ناممکن ہے لیکن اس پیر کی انکساری ملنساری اور اخلاق دیکھ کر ہمارے نظریات بدل رہے ہیں۔ ہر مخالف نظریات وخیالات کو بدل کرر کھ دینا آپ کے اعلیٰ اخلاق کا کمال ہے۔

اخفائے حال: قرآن مجید، احادیث نبوی اور مشائخ کرام نے اولیائے اللہ کی جو صفات بیان کی ہیں ان کی نشانیاں ان کے عمل ان کے اخلاق ان کی روشن پیشانیاں اور کشف و کرامات بیان کر کے بتایا ہے کہ اولیائے کرام کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ولی اللہ کی ہر صفت آپ کے اندر موجود ہے۔ ولایت کے جس پیمانے پر بھی آپ کو پرکھا جائے آپ کی ذات پوری اترتی ہے آپ تمام صفات کا مجموعہ ہیں جو کہ اولیائے کرام کا خاصہ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلبی نور اور کشفی بصارت سے مزین کرر کھا ہے لوگوں کے قلوب آپ کے سامنے ایک آئینہ کی مانند ہیں۔ ہر بات کی قبل از وقت خبر آپ کے چہرے کے بدلے ہوئے اثرات سے عیاں ہوتی ہے لیکن اپنا حال کبھی کسی کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اگر آپ کا کوئی کمال کسی پر ظاہر ہو بھی گیا تو آپ نے اس پر پردہ ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ کئی مایوس ترین لوگوں کی زندگیوں میں آپ کی دعاؤں نے انقلاب برپا کیا۔ انہیں زندگی عطا کی وہ جب بھی آپ کے احسان کا ذکر کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں یہ سب کچھ بیلی کا ہے۔ میرا تو کوئی کمال نہیں آپ کی زبان مبارک لسان حق ہے جو کچھ آپ کی زبان سے نکلا اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا۔ آپ کی زبان سے الفاظ تقدیر الٰہی بن کر نکلتے ہیں۔ حضور قبلہ عالم نے وصال کے دن آپ کو بلایا اور فرمایا میرے سامنے چارپائی پر بیٹھو اور میری آنکھوں میں دیکھنا ہرگز آنکھیں نہ جھپکنا حضور قبلہ عالم کچھ دیر آپ کو توجہ سے دیکھتے رہے پھر مسکرادیئے۔ آپ نے اس بات کا کبھی کسی سے تذکرہ تک نہ کیا عرصہ گزرنے کے بعد ایک روز ہم حضور کے متعلق باتیں کر رہے تھے کہ بے ساختہ منہ سے یہ بات نکل گئی ہمیں اشارہ مل گیا پھر تو میں نے اور لالہ محمد رفیق نے بار ہا دریافت کیا کہ آپ نے حضور کی آنکھوں میں کیا دیکھا تو فرماتے ہیں بس دیکھا اور کیا بات ہے آخر ایک روز اتنا فرمایا حضور کی آنکھوں میں سفیدی غالب تھی۔ آپ کچھ دیر مجھے توجہ سے دیکھتے رہے پھر مسکرادیئے میں نے کہا یہ بتائیں حضور مسکرائے کیوں تھے؟ فرمایا مجھے کیا معلوم اور جواب نہ دارد۔

حضور قبلہ عالم کا آخری وقت بلانا اور اس میں یوں نظر کرم کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی بلاشبہ یہ عطا سب سے بڑی عطا تھی۔ لیکن حضرت اخی قبلہ کا اعلیٰ ظرف سمندر کی مانند ہے کہ کبھی اس کا اظہار نہ کیا۔

آپ کبھی اپنے متعلق کچھ سننا پسند نہیں کرتے۔ ہمارے دربار شریف کے مجلّہ "آئینہ کرم" میں آپ کو معلوم ہو جائے کہ یاران طریقت میں سے کسی نے میرے متعلق کچھ لکھا ہے تو فوراً منع کر دیتے ہیں کہ یہ مضمون رسالہ میں شائع نہ کیا

جائے۔ جو ایک آدھ شائع ہوا ہے وہ آپ کی اطلاع کے بغیر ہی دے دیا گیا ہے۔ ورنہ بڑی سختی سے منع کر دیتے ہیں راقم السطور سے بھی فرمایا کہ سوانح حیات میں میرے متعلق کچھ نہ لکھنا لیکن میں نے عرض کی جناب وہ میں لکھ رہا ہوں جو صحیح سمجھوں گا لکھ دوں گا۔ فرمایا میں کون ہوتا ہوں کہ میرے متعلق کچھ لکھا جائے۔

کشف و کرامات

اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود مبارک کو کرامات کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ ہر لمحے آپ سے کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ روزانہ کئی احباب آپ کی کراماتیں بیان کرتے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ کے ہر مرید کے ساتھ آپ کی ایک نہ ایک کرامت منسوب ہے۔ اس مضمون کی تکمیل کیلئے صرف چند ایک واقعات پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

1۔ نگہبان آقا: محمد فضیل قادری سکنہ چک نمبر 175 بیان کرتا ہے میری ہمشیرہ احمد پور سیال (جھنگ) میں مقیم ہے ان کا ایک کتا تھا جسے خون کا چسکا پڑ گیا وہ کبھی کسی گائے یا بھینس کی دُم کاٹ لیتا اور کبھی کسی بکرے بکری کو کاٹتا تھا۔ میرا بہنوئی منظور حسین بلوچ بتاتا ہے کہ ایک رات ہم گھر میں سوئے ہوئے تھے اور ساتھ ہی میرے بال بچے سو رہے تھے ہماری دو ماہ کی بچی تھی جو کہ ماں کے ساتھ سوئی ہوئی تھی رات کو وہ خونی کتا آیا اور اس نے وہ بچی اٹھائی ہمیں کچھ خبر نہ ہوئی میں اس وقت ایک خواب دیکھ رہا تھا دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اپنی گاڑی (Surf) میں بالکل اکیلے سوار ہیں اور گاڑی بہت تیز چلا رہے ہیں میں سوچتا ہوں حضور آج اکیلے کیسے گاڑی میں سوار ہیں آپ کے ساتھ تو ہمیشہ درویش ہوتے ہیں اور گاڑی بھی حضور کا ڈرائیور چلاتا ہے آج اکیلے اور اتنی تیز گاڑی میری سمجھ سے بالاتر تھی۔

گاڑی میرے سرہانے آ کر رکی میں سمجھا کہ گاڑی ہماری چارپائیوں کے اوپر چڑھتی ہے۔ میں اس خوف کے عالم میں یکدم بیدار ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سامنے کھڑے ہیں اور کتے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! ادھر دیکھو میں نے کتے کو للکارا تو کتے نے بچی پھینک دی اور اس اثناء میں میری بیوی اٹھی اس نے پوچھا کیا بات ہے پھر بچی پر ہاتھ رکھا تو چیخ پڑی کہ بچی کدھر ہے میں نے کہا کہ وہ دیکھو کتا اٹھا کر لے جا رہا تھا۔ وہ گئی بچی کو اٹھایا تو بچی بالکل سلامت تھی۔ معصوم بچی کا نرم و نازک جسم کا کتے کے تیز دانتوں سے محفوظ رہنا ایک کرامت سے کم نہ تھا۔ جب ہم نے کہا حضور پیر محمد مظہر حسین صاحب اس نے کہا وہ اس وقت یہاں کدھر؟ میں نے کہا ابھی تو وہ یہاں تھے اور مجھے جگا کر فرمایا وہ دیکھو۔ اس نے کہا شاید تم نے خواب دیکھا ہے میں نے کہا ہاں میں نے خواب دیکھا مگر بتاؤ یہ دھول کیسی ہے جواب تک ہمارے سرہانے سے اڑ رہی ہے کیا یہ گاڑی کی دھول نہیں۔ ہم ششدر وحیران تھے خوش بھی تھے۔ ایک عجیب کیفیت بھی ہم پر طاری تھی ساری رات ہمیں نیند نہ آئی صبح سب سے پہلے ہم نے کتے کو مارا پھر دربار شریف کی طرف چل پڑے جب دربار شریف میں داخل ہوئے تو قبلہ حضور سامنے پلنگ پر براجمان تھے ہمیں دیکھ کر مسکرائے ہم قریب آ گئے تو دونوں میاں بیوی رونے لگے فرمایا کیا بات ہے، ہم

نے عرض کیا حضور بہتر جانتے ہیں فرمایا...... ''بچے ہمارے ہوں اور کتے لے جائیں''

آپ کے ہوتے ہوئے کس چیز کی خواہش کریں   آپ کے ہوتے ہوئے دونوں جہاں موجود ہیں

نوٹ والا کون؟: سکنہ بیان کرتا ہے کہ میں کراچی میں رہتا تھا اور گنڈیریاں بیچا کرتا تھا اکتوبر 2002ء والا عرس پاک قریب تھا کراچی کے تمام پیر بھائی منگانی شریف جانے کی تیاری کر رہے تھے گیارہویں شریف پر جب ہم اکٹھے ہوئے تو مجھے پیر بھائیوں نے کہا اگر تم نے جانا ہے تو نام لکھواؤ اور فلاں تاریخ تک ٹکٹ کے پیسے جمع کروا دو تاکہ ریل گاڑی پر ٹکٹیں بک ہو سکیں۔

پیر بھائیوں نے ریل گاڑی کا ڈبہ بک کروا لیا لیکن میرے پاس خرچ کرایہ کیلئے رقم نہ تھی جوں جوں دن قریب آ رہے تھے میری پریشانی بڑھتی چلی جا رہی تھی ایک دن مایوسی کی حالت میں میں نے حضور پیر محمد مظہر حسین صاحب کو فون کیا اور عرض کی جناب میں نے عرس پر آنا ہے لیکن کرایہ خرچ نہیں ہے آپ نے فرمایا ''تو تیاری رکھ بیلی خرچ بھی دے گا''

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میرا ارادہ عزم مصمم میں بدل گیا میرے دل کو اطمینان و یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ میرے خرچ کا انتظام ہو جائے گا۔

قافلہ روانہ ہونے کا وقت قریب آ گیا لیکن رقم کا انتظام نہ ہوا مگر میرے یقین میں کوئی کمی نہ ہوئی صرف ایک دن قبل میں نے حسب معمول گنڈیریوں کی ریڑھی لگائی شام تک گنڈیریاں بیچیں۔ شام کو ریڑھی بند کی اور واپس جانے لگا کہ ایک شخص آ گیا۔ بولا: گنڈیریاں ہیں؟ میں نے کہا! ہاں- کلو کتنے کا ہے؟ میں نے کہا بیس روپے کا- کہنے لگا! ایک کلو دے دو- پھر پوچھتا ہے کہ یہ کل کتنی گنڈیریاں ہیں میں نے کہا تقریباً چھ کلو کہنے لگا تمام کتنے کی دو گے؟ میں نے کہا سو روپے کی- بولا: دے دو۔

میں نے گنڈیریاں تول کر دیں تو اس نے مجھے ایک ہزار کا نوٹ دیا اور کہا باقی واپس کر دو- میں نے کہا میرے پاس تو ہزار کا چینج نہیں بولا: میرے پاس اور رقم نہیں-

اب قریب نہ تو کوئی دکان تھی اور نہ ہی نوٹ چینج ہو سکتا تھا میں نے کہا تم نوٹ واپس لے لو اور گنڈیریاں رکھ دو۔ پھر میں نے اسے بطور مذاق کہا بھائی تمہارا نوٹ جعلی ہے اور یہ پھٹا ہوا بھی ہے وہ مسکرایا اور بولا یہ جعلی نہیں ہے اچھا یہ بتاؤ کہ تم کتنے کا یہ نوٹ لو گے میں سمجھا اب وہ بھی مذاق کر رہا ہے میں نے کہا گنڈیریاں تم لے جاؤ اور نوٹ مجھے دے دو کہنے لگا گنڈیریوں کی تو مجھے ضرورت نہیں تم یہ بتاؤ کہ نقد کتنے دو گے میں نے کہا سو روپے۔

کہتا ہے: دو۔ میں نے اسے سو کا نوٹ دیا وہ لیکر چل پڑا میں سمجھا کہ یہ دور جا کر واپس آئے گا اور مجھے کوئی بات بھی کرے گا۔ وہ چلتا رہا اور میں اسے دیکھتا رہا اب لوٹا کہ اب؟ لیکن وہ نہ لوٹا میں نے کچھ دیر انتظار کیا وہ نہ آیا میں وہ رقم لیکر پیر بھائیوں کے پاس پہنچا ٹکٹ لیا اور عرس پر منگانی شریف آ گیا۔

لیکن مجھے آج تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ وہ نوٹ والا کون تھا اگر اس نے گنڈیریاں خریدنی تھیں تو گنڈیریاں کیوں نہ لیں۔ مجھ سے زیادہ اسے علم تھا کہ اس کا نوٹ جعلی نہیں۔ پھر واپس کیوں نہ آیا۔ البتہ میرے سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ "تو تیاری رکھ بیلی خرچ بھی دے گا"۔

دستِ انور کا اعجاز: میاں مشتاق احمد گل (شورکوٹ) بیان کرتے ہیں میرا ایک بھتیجا اکثر ہماری جیب سے پیسے نکال لیتا اس کے والد نے کئی دفعہ اسے مارا پیٹا بھی لیکن وہ باز نہ آیا۔ حضور قبلہ پیر مظہر حسین صاحب ایک مرتبہ ہمارے ہاں تشریف لے گئے۔ تو اس کے والد نے آپ کی بارگاہ میں اسے پیش کیا اور عرض کی جناب یہ اپنے چچاؤں کے پیسے نکال لیتا ہے۔ فرمایا خیر ہے ابھی بچہ ہے بچے ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرتے رہے اس دن کے بعد اس نے پیسے نکالنا چھوڑ دیئے ایک دن میں نے پوچھا تم نے پیسے کبھی نہیں نکالے اس نے جواب دیا جس دن حضور پیر محمد مظہر حسین ساحب نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا تھا اس دن کے بعد میرا جی ہی نہیں کرتا کہ کسی کے پیسے نکالوں میں نے پوچھا جب آپ نے تیرے سینے پر ہاتھ پھیرا تجھے کیا محسوس ہوتا تھا کہنے لگا! دل پر ایک عجیب سی حالت محسوس ہوئی جو میں بیان نہیں کرسکتا۔ یوں آپ کے ہاتھ نے دل کی حالت بدل دی اور بچہ پیسے چرانے سے باز آ گیا۔

ایک غریب کی امداد: گل محمد عرف گلشن بھٹی سکنہ منگانی شریف بیان کرتا ہے میرے دماغ میں ایک خطرناک پھوڑا نکل آیا جو بعد ازاں پیشانی پر باہر آ گیا۔ میں بڑا پریشان ہوا ڈاکٹروں نے کہا تم نشتر ہسپتال ملتان چلے جاؤ شاید وہاں اس کا علاج ہو سکے۔ یہاں ناممکن ہے۔ میں دربار شریف پر حاضر ہوا حضور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب تشریف فرما تھے میں نے تمام صورتحال عرض کی اور کہا جناب یا ٹھیک کریں یا امداد کریں۔ آپ نے فرمایا کل آنا۔ میں دوسرے روز حاضر خدمت ہوا تو آپ نے دعا فرمائی اور مجھے سو روپیہ دیا کہ جاؤ نشتر ہسپتال چلے جاؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ وہاں تو ہزاروں کا علاج ہوگا۔ اور آپ نے مجھے صرف سو روپیہ دیا ہے آخر حسب الارشاد ملتان چلا گیا ابھی نشتر ہسپتال کے باہر کھڑا تھا کہ ایک نوجوان سیاہ ریش میرے پاس آیا اور بڑے رعب سے پوچھا کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا بھٹی ہوں اور منگانی شریف ضلع جھنگ کا رہنے والا ہوں اس نے پوچھا کسی بزرگ کے مرید بھی ہو میں نے کہا ہاں حضور قبلہ عالم منگانوی کا دست بیعت ہوں۔ یہاں انہی کے صاحبزادے قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کے حکم پر آیا ہوں اس نے مجھے سینہ سے لگایا اور میرا ہاتھ چوما حسب دستور میں نے بھی اس کا ہاتھ چوما اور اس نے مجھے قریبی پڑے ایک بنچ پر بٹھا دیا اور خود اندر ہسپتال چلا گیا تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب کو میرے پاس لے آیا اور کہا یہ میرا ذاتی مریض ہے اسے چیک کریں اس کا تمام خرچہ میرے ذمہ ہے انہوں نے وہیں باہر کھڑے کھڑے مجھے چیک کیا اور کہا یہ تو بڑا خطرناک پھوڑا (کاک) ہے اس سے زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ بڑا مشکل مرحلہ ہے لیکن لانے والے نے کہا آپ اسے دوائی دیں ڈاکٹر صاحب نے دس دن کی دوائی دی اور کہا اگر ٹھیک نہ ہو تو پھر آنا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ اسے پیسے دوں لیکن اس نے کچھ نہ لیا اور مزید ڈاکٹر

صاحب سے کہا اس کا نام لکھ لیں دوبارہ آئے تو دوائی دے دینا اس کے پیسے میں دوں گا۔ میں حیران ہوا اور کہا آپ کا نام کیا ہے میں حضور کو عرض کروں گا اس نے مجھے اپنا نام نہ بتایا صرف یہی کہا انہیں میرے بارے میں علم ہے صرف دعا کروا دینا چنانچہ میں اسی دوائی سے ٹھیک ہو گیا وہ سو روپیہ جو حضور نے مجھے عطا فرمایا تھا میرے پاس ہی رہا۔

بنی آدم کے زمرہ میں آنا چاہتے ہو تو ''درِ کرم'' پہ آ کے صدا دو

پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر (شورکوٹ) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ''حضرت قبلہ عالم منگانوی کے دربار پر انوار پر حاضری انسان کو بنی آدم کے زمرہ میں شامل کر دیتی ہے فکر انسانی منفی سمت سے مثبت سمت بدل جاتی ہے سحر بھی جن کے دکھوں کا مداوا نہ کر سکے وہ یہاں آ کے صدا تو دے پھر دیکھے بگڑی کیسے بنتی ہے دل کی کایا کیسے بدلتی ہے زندگی کیسے سنورتی ہے غم چھٹ جاتے ہیں خوشیاں پلٹ آتی ہیں تحدیث نعمت کے طور پر ایک تازہ واقعہ بیان کرتا ہوں۔

میرے سگے بھائی کو 14 اگست 2004ء کو کسی ایجنسی نے روپوش کر لیا۔ سارا شہر بالعموم سارا خاندان، بالخصوص غم و اندوہ میں ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور والدین کی آہ وزاریاں شہر کی بیٹیوں کی التجائیں شب و روز جاری رہیں سات دن اسی حال میں گزر گئے۔ ہر بندہ اپنے حال میں سوچتا کوئی کچھ کہتا، کوئی کچھ کہتا آٹھویں دن عزیزم محمد مشتاق گل افسوس کیلئے آئے اور کہا کہ آپ اس موبائل نمبر پر حضور پیر محمد مظہر حسین صاحب سے دعا کرائیں میں نے ذہن میں پختہ ارادہ کر لیا کہ کل بروز جمعۃ المبارک دربار منگانی شریف حاضری دوں گا صرف آدھا گھنٹہ گزرا کہ ہمیں ٹیلیفون پر بھائی کی بازیابی کی خبریں موصول ہونے لگیں پھر ہمارے گھر والوں سے ٹیلی فون پر محسن عباس کی گفتگو ہوئی وہ رات ہماری خوشی اور اللہ کی بارگاہ میں شکرانے کی رات تھی بندہ نے حسب ارادہ دربار پاک پر حاضری دی۔

توکل واستغناء: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

ترجمہ ''اور وہ اس کو رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اُسے کافی ہے''

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اگر تم ایسا توکل کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے۔

پلے بنھ نہیں تردے پنچھی تے دُرویش جنہاں تکیہ رب تے انہاں رزق ہمیش

اللہ تعالیٰ کے ولی نہ صرف توکل واستغناء کی تعلیم دیتے ہیں بلکہ ان کے ہر عمل سے توکل اور استغناء کا رنگ جھلکتا ہے۔ حضرت اخی قبلہ توکل واستغناء کی ایک کامل تصویر ہیں۔ آپ کو رب کریم کی ذات پر بے حد توکل ہے آپ کے تمام کام اور انتظام توکل پر چل رہے ہیں لنگر شریف کا لاکھوں کا خرچ ہے اور ذاتی اکاؤنٹ میں کوئی بیلنس نہیں ہوتا لیکن ایک لمحہ کے

لئے کبھی فکر مند نہیں ہوئے اور نہ ہی آئندہ کیلئے کبھی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ جو آیا لگا دیا بچا کر رکھنا آپ کی فطرت میں نہیں۔ عرس مبارک پر ہزار ہا آدمیوں کے لئے لنگر اور ضروریات کی دیگر اشیاء کا انتظام کرنا پڑتا ہے لیکن توکل کے باعث ہر چیز کا انتظام خود بخود ہوتا چلا جاتا ہے یوں لگتا ہے جیسے کوئی غیبی قوت ان ضروریات کی تکمیل کر رہی ہے۔

بھائی جان پیر محمد اختر حسین صاحب جب کوئی رقم بھیجتے ہیں یا پھر لنگر شریف کی زمینوں سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ راقم السطور کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتے ہیں بینک میں اپنا ذاتی کوئی بیلنس نہیں جیسے ہی میرے اکاؤنٹ میں رقم اس قدر ہو جائے کہ اس کے ساتھ دربار شریف کا کوئی تعمیراتی کام شروع ہو سکتا ہو فوراً اس کام کا آغاز کر دیتے ہیں عم محترم قبلہ پیرزادہ صاحب نے برطانیہ میں مسلم چیرٹی کی بنیاد رکھی تو پاکستان میں آپ کی ذات پر ہی اعتماد ٹھہرا سب کچھ انہیں ارسال فرماتے ہیں جو آپ خیراتی امور میں خرچ کرتے ہیں لیکن ہر چیز کا بڑا سخت حساب کتاب رکھتے ہیں گائنی ہسپتال سسٹم اور دیگر رفاہی منصوبے آپ کی زیر نگرانی تعمیر و ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔ قبلہ پیرزادہ صاحب نے اپنے دورہ پاکستان کے موقع پر حضرت اخی قبلہ کی بے لوث خدمات کو بارہا اپنے احباب کے سامنے خراج تحسین پیش کیا کہ "پاکستان میں یہ ایک واحد آدمی ہیں جنہیں دولت کی پروا نہیں فقط رضائے الٰہی کے لئے شب و روز غریب ہم وطنوں کے لئے کوشاں ہیں"۔ ملک میں دہشت گردی کے باعث پھیلتی ہوئی بدامنی کے پیش نظر کئی بار احباب نے آپ کو اپنے ساتھ محافظ رکھنے کے لئے عرض کیا لیکن اس مرد فقیر کا ہمیشہ یہی جواب ہوتا "اللہ سب سے بڑا محافظ ہے مجھے اپنے ساتھ محافظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

آپ فرماتے ہیں میں جب بھی مسجد مدرسہ اور لنگر کی تعمیر کے لئے کام کا آغاز کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ غیب سے میرے لئے خزانے کھول دیتا ہے اور چاہے جتنی بھی رقم سے کام شروع کروں کبھی کمی نہیں ہوتی۔ دنیا کے ہر معاملے میں آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اللہ ہی آپ کے لئے کافی ہے۔

الحب للہ والبغض للہ: حضرت اخی قبلہ ہمیشہ دنیاوی مسائل و سیاست سے اجتناب کرتے ہیں لیکن جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہو تو پھر آپ کی کیفیت اور عمل و کردار مختلف ہوتا ہے جب ڈنمارک کے اخبارات نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی تو آپ کی غیرت ایمانی کا جوش قابل دید تھا آپ جب بھی ان گستاخوں کا ذکر کرتے تو آنکھوں میں خون اتر آتا اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے کئی گھنٹوں سلسلہ جاری رہتا۔ مسلمان حکومتوں کے ردعمل سے آپ مطمئن نہیں اور ہمیشہ ان حکومتوں کی کمزور جذبہ ایمانی پر افسوس کرتے ہیں۔ کبھی کسی اخبار میں بیان نہیں دیا لیکن مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو بیدار کرنے کے لئے تمام اخبارات میں بیان شائع کروایا۔ عامر چیمہ شہید کے جذبہء ایمانی کو بے حد سراہا اور اس کے لئے دعائیں کیں۔ جب ڈنمارک کا گستاخ رسول جل کر مرا تو خوشی کے عالم میں فرمایا اللہ نے اپنے محبوب کے گستاخوں کو کبھی معاف نہیں کیا وہ مسلمانوں سے تو بچ گیا لیکن اللہ کے قہر سے کیسے بچ سکتا تھا۔ کاش وہ مسلمانوں کی گولی سے مرا ہوتا اس دور کے تمام مسلمانوں پر یہ فرض تھا جو ادا نہ ہو سکا ایک فرض تھا جو پورا نہ

ہو سکا۔ ہم سب اللہ کے محبوب کے سامنے شرمندہ ہیں۔ آپ نے ڈنمارک والے سانحہ پر باقاعدہ ایک مضمون قلمبند کیا دیگر آپ کے مزمتی بیانات مختلف اخباروں میں بھی شائع ہوئے 23 فروری 2006ء کے روزنامہ خبریں کا ایک اخباری تراشہ بطور نمونہ تحریر کرتا ہوں۔

'توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ممالک سے تعلقات ختم کئے جائیں۔ پیر محمد مظہر حسین'

''جھنگ (ڈسٹرکٹ رپورٹر) یورپی ممالک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکے شائع کر کے مسلمانوں کے ایمان کو للکارا گیا ہے سجادہ نشیں دربار عالیہ منگانی شریف پیر محمد مظہر حسین حنفی القادری نے ایک بیان میں امریکہ اور یورپی ممالک کی طرف سے ان اخبارات کی پشت پناہی کرنے پر ان کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ انہوں نے مذکورہ ممالک سے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کرنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ گستاخوں کو سزا دی جائے، انہوں نے پرامن احتجاج کرنے کا مطالبہ دہرایا اور توڑ پھوڑ کرنے کی مذمت کی''

حضرت اخی قبلہ کی محبت بھی اللہ کیلئے ہے اور دشمنی بھی اللہ کیلئے آپ انسانوں سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی مخلوق ہیں اور جن لوگوں سے دشمنی اور نفرت رکھتے ہیں محض اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔

تقویٰ و پرہیز گاری: ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ O (۲۶: سورہ حجرات) بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں متقی کی عزت ہے۔

تقویٰ و پرہیز گاری حضرت اخی کی عمدہ ترین اور نمایاں صفت ہے شریعت محمدی ﷺ کی پابندی اور خوف الٰہی آپ کے عمل سے جھلکتا ہے صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے علاوہ تمام فرائض کی کما حقہ پابندی کا آپ ایک عملی نمونہ ہیں اپنے مشائخ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تمام مسنون نوافل تہجد، اوابین، صلواۃ النور، تکمیل الفرائض، حفظ الایمان، حقوق الشیخ، حقوق الوالدین وغیرہ پابندی سے پڑھتے ہیں۔ صدقات و خیرات اور ادائیگی زکوٰۃ باقاعدگی اور اہتمام کے ساتھ دیتے ہیں اپنے شیخ کامل اور والد کریم کو جو کچھ کرتے دیکھا اس پر سختی سے عمل پیرا ہیں آپ ایک کامل متقی کی پہچان ہیں بلکہ آپ اپنے شیخ کی ایک زندہ کرامت اور نمونہ بھی ہیں۔

ریاکاری سے اس قدر نفرت ہے کہ ایک مرتبہ ماتھے پر سجدہ کے نشان آنے لگے تو پریشان رہتے تھے کہ لوگ کیا سمجھیں گے اس کے ماتھے پر محراب کا نشان ہے اور بڑی دعاؤں کے بعد نشان ختم ہوا آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کام وہ ہے جس میں کسی قسم کی تشہیر اور دکھلاوا نہ ہو۔ آپ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل کو حرز جاں بنا رکھا ہے ہر کام سے پہلے حضور اقدس ؐ کا فرمان معلوم کرتے ہیں اور اپنے ہر کام کو سرکار ؐ کے کاموں کی سنت سمجھ کر کرتے ہیں۔ تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ کسی بھی مشکوک چیز کے قریب تک نہیں جاتے لاکھوں روپے مسجد پر جیب سے لگاتے اور اب بھی مسجد کی ہر چیز خود

خریدتے ہیں لیکن جمعہ شریف پر جو مسجد کی آمدن ہوتی ہے اس کا الگ حساب رکھا جاتا ہے اور انہیں مسجد پر خرچ کیا جاتا ہے تمام زندگی کبھی کسی مرید، دوست احباب سے کوئی چیز نہیں مانگی بلکہ فرماتے ہیں مجھے میرے شیخ کریم کا حکم ہے "بیٹا! کبھی کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا، ہمیشہ مٹھی بند رکھنا اور جب تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو میری قبر پر آ جانا" آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آج تک مجھے ضرورت مند نہیں بنایا۔ بلکہ ہر ضرورت سے پہلے سامان مہیا کر دیتا ہے۔

مسلم چیرٹی کا آپ پر بے پناہ اعتماد ہے۔ پاکستان کے اندر تمام منصوبے آپ کی نگرانی میں چل رہے ہیں کروڑوں کی رقم آپ کے ہاتھوں ہسپتالوں اور دوسرے فلاحی کاموں پر خرچ ہو رہے ہیں لیکن روزانہ ایک ایک چیز کا حساب کرتے ہیں اور اپنے احباب جن کے ذمے اس امانت کے کچھ کام کر رکھے ہیں سختی سے حساب لیتے ہیں اور ہمیشہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس امانت ہے۔ خبردار اس میں ایک روپے کی بھی خیانت نہ کرنا اور خود اپنی ذات پر بھی چیرٹی کا ایک پیسہ تک خرچ نہیں ہونے دیتے۔

سخاوت اور لنگرِ غوثیہ: قرآن مجید میں فرمان خداوندی ہے " اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ o

وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں رزق دیا گیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں سخاوت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ o محبوب! کسی سوالی کو نہ جھڑکنا جو کوئی مانگے، جب مانگے، جتنا مانگے ہر وقت تیری سخاوت کا دریا رواں رہے سرکار دو عالم ﷺ نے ایسی بے مثال سخاوت کی کہ حاتم طائی کی سخاوت بھی آپ کے سامنے ماند پڑ گئی اور ساری زندگی کبھی لا نہیں فرمایا یعنی کسی سائل کو نہ نہیں کی سخاوت اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی سب سے بڑی نشانی ہے حضرت اخی قبلہ اپنے والد کریم کی طرح سخاوت کا ابر کرم ہیں جو ہمہ وقت برستا رہتا ہے آپ کے ہاتھ اپنے احباب، مریدین اور غرباء و مساکین کے لئے ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کی طرح چلتے رہتے ہیں اور ہر ایک پر اتنے مہربان ہیں کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی

حضورِ ساقیِ رعنا سے التماس کرو ۔۔۔ کہ فصلِ گل میں نہ ہو بند بابِ میخانہ

رات دن لنگر شریف زائرین پر کھلا رہتا ہے جس وقت کوئی آئے لنگر ملتا ہے لنگر کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اور جو کوئی جہاں سے آئے اسے لنگر ضرور ملتا ہے لنگر شریف میں استعمال ہونے والی ہر چیز حضرت اخی قبلہ خود خرید کر لاتے ہیں اور ہمیشہ وافر مقدار میں چیزیں لاتے ہیں۔ ہر روز کئی مرتبہ دریافت کرتے ہیں اس وقت لنگر میں کیا پکا ہے۔ اکثر لنگر میں پکی ہوئی چیزیں بڑے شوق سے تناول فرماتے ہیں۔ مریض زائرین کو ان کی مرضی اور طبیعت کے موافق لنگر پیش کیا جاتا ہے۔

احباب خاص اور قریبی عزیزوں کو تحفہ کے طور پر لنگر شریف کے مویشی تک دیتے رہتے ہیں اکثر متوسلین اور

ضرورت مندوں کی خدمت بھی حسب توفیق ہوتی رہتی ہے لیکن اصول یہ ہے کہ سخاوت اسطرح کی جائے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔

صبر واستقامت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَo بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک صابرین کا مقام بہت بلند ہے جبریل امین نے ایک دن آ کر عرض کی: یا محمد ان اللّٰہ یامرک ان تصل من قطعک و تعطی من حرمک و تعفو عمّن ظلمکo

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جو آپ سے قطع رحمی کرے اس سے آپ صلہ رحمی کریں جو آپ کو محروم رکھے اس کو آپ عطا کریں اور جو آپ پر ظلم کرے اس سے آپ درگزر کریں۔

جنگ احد میں سرکار دو عالمؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کفار کیلئے بددعا کیجئے رحمت عالمؐ نے فرمایا فقال انی لم ابعث لعنة ولکنی بعثت داعیا و رحمة o "میرے صحابہ میں لعنت بھیجنے کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کا داعی اور سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے" پھر اللہ تعالی کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ اللّٰھمّ اھد قومی فانّھم لا یعلمون o یااللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے نہیں جانتے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ "اگر مخلوق کی طرف سے مصائب پر صبر کرنا نہ ہوتا تو ہر ایک شخص ولایت کا دعویٰ کرتا" گویا مخلوق کی اذیتوں پر صبر کرنا صرف ولایت کی سب سے بڑی علامت ہے بلکہ صبر ولائت کا فخر ہے حضرت اخی قبلہ صبر واستقامت کا پہاڑ ہیں جوں جوں مشکلات بڑھتی چلی جاتی ہیں آپ کا صبر بھی بڑھتا چلا جاتا ہے لوگوں کے طعنے اور نازیبا باتیں بھی نہایت خاموشی اور صبر سے سن لیتے ہیں۔ تمام پرانے درویش یہ بات کہتے ہیں کہ اس خانقاہ کے اکابر بزرگوں حضرت حافظ پاک اور حضور قبلہ عالم کے سامنے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ کوئی بات کر سکے لیکن آپ کی طبیعت مبارک انتہائی حلیم اور کریم ہے آپ نہ تو کسی سے سختی کرتے ہیں اور نہ ہی سزا دیتے ہیں۔ درویش خواہ کتنا ہی نقصان کر دے لیکن اگر معافی مانگے تو کبھی دھتکارا نہیں حد تو یہ ہے کہ آپ درویشوں کے ناز نخرے تک اٹھاتے ہیں اور آپ کے نزدیک کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں ہے زندگی کے نشیب وفراز میں بادِ مخالف اور بادِ موافق دونوں سے واسطہ پڑتا ہے آپ کبھی گھبرائے نہیں اور ہر حال کا نہایت جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہیں دربار شریف پر کوئی کام آپ کی اطلاع کے بغیر کیا جائے تو ظاہر ہے گرانی محسوس ہوتی ہے لیکن صبر کا دامن ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں ہمارے خاندان میں آپ کا صبر وتحمل اور قوت برداشت ایک نادر نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ جو فیصلہ کر لیں پھر اس پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں آپ کی عادت مبارک ہے کہ مشورہ تمام لوگوں سے لیتے ہیں حتی کہ جو درویش ہم اس قابل بھی نہیں سمجھتے آپ ان سے بھی مشورہ کرتے ہیں۔ لیکن فیصلہ خود کرتے ہیں اور ہر معاملے میں صبر اور دیر کرتے ہیں۔ کسی کام میں جلدی اور بے صبری نہیں ہوتی۔ کئی لوگوں نے لنگر شریف کے معاملات میں خُرد بُرد کی اور آپ جانتے بھی ہیں لیکن آپ نے ہمیشہ درگزر سے کام لیا

اور کسی شخص کو بھی کسی معاملہ میں سزا نہیں دی۔

☆ ایک بار جمعہ شریف کے بعد قریبی دیہات سے چند اوباش اور مفرور افراد آئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور ایک مخصوص گھر کی شہ پر بدزبانی کیلئے دربار شریف سے ملحقہ سڑک پر کھڑے ہو کر توہین آمیز باتیں کرنے لگے۔ جمعہ شریف کا دن تھا تمام درویش اُنکی باتوں پر مشتعل ہو گئے عرض کی جناب! یہ باتیں ہماری برداشت سے باہر ہیں۔ اجازت فرمائیں ان کے ساتھ نمٹا جائے کہ انہیں جرأت کیسے ہوئی۔ آپ نے تمام درویشوں کو لڑنے سے منع کیا صبر کی تلقین فرمائی اور اس عرصہ میں متواتر مسجد میں بیٹھے رہے۔ فرمایا ''یہ ان بدقماشوں کی فطرت ہے ہماری نہیں۔ تمام پیر بھائی صبر کریں اور اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کریں ہم فقط اس کی طرف دیکھ رہے ہیں'' پھر کیا تھا چند ہی دنوں میں ان کا بھیانک انجام آج بھی تمام علاقہ جانتا ہے پھر ان کے گھر والے دربار شریف پر حاضر ہوئے اور معافی کے علاوہ دست بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔

میں کبھی آپ سے لوگوں کی تلخ باتوں کا ذکر کروں تو فرماتے ہیں انہیں کہنے دو ہمارا مشن اور ہے لنگر شریف کے معاملات میں کئی مرتبہ خرد برد کے واقعات ہوئے تو ہمیشہ صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔

آپ ہمیشہ اپنے رشتہ داروں، رفقا اور متوسلین کی اسطرح پردہ داری کرتے ہیں کہ کبھی کسی کو سرِ عام رسوا نہیں کرتے۔ سب کچھ جاننے کے باوجود اسطرح پیش آتے ہیں جیسے کچھ بھی نہ جانتے ہوں۔ ہاں جہاں مناسب ہوتا ہے اشارے کنائے میں متعلقہ شخص کو نصیحت بھی فرماتے ہیں اور اس کی عزتِ نفس بھی مجروح نہیں کرتے۔

احباب سے وفاداری : حضرت اخی قبلہ میں احباب سے وفاداری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے کوئی لاکھ تعلق توڑے یہ ہمیشہ جوڑنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

آپ اکثر مجالس میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی ایک حکایت بیان کرتے رہتے ہیں کہ ''بابا صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے بطور تحفہ ایک قینچی پیش کی آپ نے لینے سے انکار فرما دیا کہ یہ ایک کو دو کرتی ہے اگر ہماری خدمت کرنا چاہتا ہے تو ایک سوئی لا کر دو کیونکہ وہ دو کو ایک کرتی ہے'' سبحان اللہ یہی فقیر کامل کی پہچان ہے فقیر مخلوق کے لئے رحمت ہوتا ہے نا کہ زحمت۔ اکثر جب عرض کیا جائے کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور وہ کیا کرتے ہیں تو فرماتے ہیں ''یہ ہماری فطرت ہے اور وہ ان کی'' کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اے جنسِ وفاداری قیمت ہے گراں تیری　　کم مایہ ہیں سوداگر اس دیس میں ارزاں ہو

کئی ایسے مریدین بھی ہیں جو کہ لاکھوں روپے لنگر شریف سے بطور قرض لے گئے لیکن پھر کبھی واپسی کی نوبت نہ آئی بعض احباب نے ان کے خلاف کاروائی کا بھی متعدد مرتبہ عرض کیا لیکن ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیا کہ بے چاروں کے پاس ہیں نہیں۔ جب کبھی ہوں گے دے ہی دیں گے آج کل لوگ پیرزادوں کے خلاف باتیں اور شکایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے مریدین سے بھاری رقمیں بٹورتے ہیں مگر یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کئی مرید لنگر شریف کے مقروض ہیں۔

سیاست اور تنظیموں سے بیزاری: حضرت اخی نے آج تک نہ تو کسی جماعت اور تنظیم میں شمولیت اختیار کی اور نہ ہی خود سیاست میں حصہ لیا۔ موجودہ دور کی سیاست سے سخت بیزار ہیں کسی سیاستدان کے لئے کبھی ووٹ نہیں مانگے تمام سیاستدان ہر الیکشن میں آپ کی سپورٹ کے متمنی رہتے ہیں اور ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح آپ ہمارا ساتھ دیں کیونکہ آپ کا تھوڑا سا اشارہ بھی سیاستدانوں کی کامیابی کی ضمانت ہے لیکن آپ صرف دعا تک اکتفا کرتے ہیں کسی سیاستدان کے پاس کسی کام کے لئے جانا بھی ہرگز پسند نہیں کرتے مذہبی تنظیموں کے ساتھ لگاؤ رکھتے ہیں منہاج القرآن اور جماعت اہلسنت سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی کامیابی اور ترقی کے لئے دعا گو رہتے ہیں لیکن خود کسی تنظیم میں شمولیت اختیار کر کے آج تک کام نہیں کیا۔ حالانکہ بارہا ان تنظیموں نے آپ کو شمولیت کی دعوت دی لیکن آپ نے معذرت کر لی ایک مرتبہ ضلع جھنگ کے علماء کا ایک وفد دربار شریف پر آیا اور عرض کی جناب اس وقت جماعت اہلسنت کی تنظیمیں بے حد کمزور ہیں بلکہ جھنگ میں بری طرح ناکام ہیں ہم آپ کی سربراہی میں اہلسنت کی تنظیم بنا کر کام کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسلک کو تقویت ملے آپ نے فرمایا ''میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس لائق سمجھا لیکن آپ لوگوں کی سربراہی کے لئے میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا ہمارے آباء و اجداد جنگلوں میں رہنے والے فقیر لوگ تھے انہوں نے مخلوق سے منہ موڑ کر اللہ سے لو لگائی اور دنیا کے کسی دھندے میں نہ پڑے دنیا کی ہر چیز کو ترک کیا ہم ان کے خادم ہیں ان کی اقتداء میں یہاں ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں اور دنیا کے کسی چنگل میں خود کو نہیں پھنسانا چاہتے آپ میرے لئے قابل احترام ہیں میں تو اس قابل نہیں البتہ آپ جیسے مخلص کارکنان کے لئے ہمیشہ دعا گو ہوں''

کئی نامور احباب نے سیاست میں آنے کی پیش کش کی اور ایم۔ این۔ اے۔ (M.N.A) کی سیٹ پر الیکشن لڑنے پر زور دیا لیکن آپ نے فرمایا ''ہمارے بزرگوں نے ہمیں جس مصلّٰی پر بٹھایا ہے میں تو ابھی تک اس سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکا کوئی اور کام کیسے کروں''

☆ دربار شریف سے شائع ہونے والے مجلّٰی '' آئینہ کرم'' (ستمبر 2002) کے شمارہ میں اپنے اداریہ میں متوسلین و متعلقین آستانہ کو کچھ اس انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

''میری اولین گزارش یہ ہے کہ اکتوبر میں الیکشن ہوئے تو یقیناً پورا ملک سیاست کے بخار میں مبتلا ہوگا۔ مگر آپ پر واضح کروں کہ اس فقیر کا نہ تو سیاست سے کوئی تعلق تھا نہ ہے اور نہ ہوگا لیکن یاد رکھیں ووٹ ایک قومی امانت ہے اور ہم سب نے اس قومی امانت کو صرف صالح، دیندار، اور اہل لوگوں کو پہنچانا ہے۔ تاکہ ملک پاکستان کو اچھی اور صالح قیادت میسر آئے اور اس ملک کے باسی امن و سکون سے زندگی بسر کر سکیں اللہ تعالیٰ ملک و قوم پر اپنے حبیب ﷺ کے صدقے فضل و کرم فرمائے۔ آمین۔

اہلیان آستانہ سے وفاداری: جو لوگ دربار شریف پر رہتے ہیں ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں خانقاہی

نظام میں احسان کی بنیاد پر رونقیں ہوا کرتی ہیں غیر ہنرمند، لاوارث، غریب، مساکین محتاج اور بے کار قسم کے لوگوں کو قیام وطعام اور ادویات جوتے کپڑے، اور نقد رقم کامل جانا احسان ہی کا کرشمہ ہے۔ یہاں پر ایسے نظام کی بنیاد رکھی گئی ہے کہ در پر آئے ہر مستحق فرد کی ضروریات زندگی پوری کرنی ہیں فقط درویشوں کے علاج معالجہ کا خرچہ ماہانہ ہزاروں روپے ہو جاتا ہے لیکن کبھی تنگ اور افسردہ نہیں ہوئے لوگ لاوارث ہو کر درگاہ پر آتے ہیں مختلف علاج کرواتے ہیں۔ بعض ٹھیک ہو کر چلے جاتے ہیں اور بعض ہمیشہ کیلئے یہیں رہ جاتے ہیں۔

ان کے سائے کو خدا وند سلامت رکھے — کہ اسی سائے میں محفوظ ہیں بے کس بندے

اہلیان درگاہ کی ایک شکایت پر اکثر نوٹس لیتے ہیں۔ کہ کسی زائر کے ساتھ کوئی مقامی درویش بدتمیزی سے پیش آیا ہو یا کسی اجنبی کی دل شکنی کی ہو یہاں کے بعض مقامی افراد سے آپ اکثر اس لئے نالاں رہتے ہیں کہ وہ آنے والے پیر بھائیوں کو بے کار سمجھتے ہیں اور ان کی دل شکنی کرتے ہیں۔

عمرہ وزیارت: حضور اخی قبلہ نے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت 1984ء میں حاصل کی۔

☆ پھر باقاعدہ عمرہ شریف کا پروگرام اور قافلے کا آغاز 2 جولائی 2000ء سے ہوا قافلہ 19 افراد پر مشتمل تھا۔

☆ دوسری مرتبہ یکم ستمبر 2001 کو تشریف لے گئے اس مرتبہ 13 افراد آپ کی معیت میں گئے۔

☆ تیسری مرتبہ 10 اگست 2002ء کو گئے اس مرتبہ راقم السطور بھی ہمراہ تھا اور قافلہ 27 افراد پر مشتمل تھا۔

☆ چوتھی مرتبہ قافلہ دو گروپوں کی صورت میں 26 اگست اور 6 ستمبر 2003 کو چلا گیا لیکن حضرت اخی قبلہ اور چند ایک پیر بھائی اسلام آباد کے طاہر بیگ ایجنٹ کے دھوکہ اور فراڈ کی وجہ سے نہ جا سکے۔ اس مرتبہ قافلہ 31 افراد پر مشتمل تھا۔

☆ پانچویں مرتبہ 22 اگست 2004 کو عازم حجاز ہوئے اس مرتبہ قافلہ 33 افراد پر مشتمل تھا آپ کے اہل خانہ کے علاوہ عزیزی محمد شمس العارفین بھی ساتھ تھا۔

☆ چھٹی مرتبہ 13 ستمبر 2005 کو گئے اس مرتبہ قافلہ صرف مخصوص 7 افراد پر مشتمل تھا۔

☆ ساتویں مرتبہ 28 جولائی 2006ء کو گئے اس مرتبہ راقم السطور اور عزیزی محمد زین العابدین بھی ہمراہ تھے اور قافلہ 46 افراد پر مشتمل تھا۔

ایک عیسائی گھرانہ کا قبول اسلام: 5 جولائی 2002 بروز جمعۃ المبارک بوقت [illegible] ایک عیسائی گھرانے کے [illegible] افراد نے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب حنفی القادری کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ آپ نے بوٹا مسیح کو کلمہ پڑھاتے ہوئے فرمایا۔ اب تو مسیح کا بوٹا نہیں بلکہ میرے آقا محمد ﷺ کا بوٹا ہے۔ محمد بوٹا نے اسلام قبول کرنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ بچپن ہی سے مجھے کامل یقین تھا کہ مذہب اسلام ہی اللہ کا سچا دین ہے۔ اور میری دلی آرزو تھی کہ

میں اسلام قبول کروں کیونکہ میرے والدین نے مجھے بتایا کہ ہماری اولاد بچپن ہی میں فوت ہو جاتی تھی ہم پیر لنگر شاہ آف وزیر آباد کے پاس گئے انہوں نے دعا فرمائی اور میں والدین کے گھر پیدا ہوا۔ میں نے سوچا کہ جب میں اللہ کے ولی کی دعا ہوں اور ایک زندہ کرامت ہوں تو مجھے ان کا دین کیوں نہ قبول کرنا چاہئے؟ لیکن مجھے میرے گھر والے جن کے سامنے میں اسلام قبول کرنے کا اظہار کر چکا تھا اسلام قبول کرنے سے روکے ہوئے تھے۔ حالانکہ میں نے اپنے بچوں کے بچپن میں ختنے بھی کروائے تھے جس کی وجہ سے میری ہم مذہب برادری مجھے اچھا نہیں سمجھتی تھی اب کافی عرصہ سے میں خواب دیکھ رہا تھا اور اس خواب میں ایک بزرگ اللہ والے کو دیکھتا جو مجھے قبول اسلام کی دعوت دیتے۔ پھر اسی قسم کا خواب میرے گھرانہ کے دوسرے افراد بھی دیکھنے لگے۔ ہم شیخو پورہ میں رہتے تھے مزدوری کے سلسلہ میں موچی والا کے نزدیک بھٹہ پر کام کرنے آئے میرے گھر والے کام کر رہے تھے کہ ایک دن قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب بھٹہ پر تشریف لے گئے جب میرے گھر والوں نے انہیں دیکھا تو مجھے بتایا کہ جو بزرگ ہم خواب میں دیکھا کرتے تھے آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں تمام گھر والوں کو لے کر دربار عالیہ منگانی شریف پر حاضر ہوا حضور کی زیارت کی اپنے خواب کو حقیقت کے جامہ میں دیکھا مگر میری دلی تمناؤں کے سامنے میرے گھر والوں کی ضد تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یوں کرم کیا کہ جب ہم سب گھر واپس گئے تو تمام گھر والوں نے بیوی اور بچوں سمیت کہا کہ ہم اس اللہ کے پیارے کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی میں صبح سویرے تمام گھر والوں کو لے کر دربار شریف پر حاضر ہو گیا۔ حضور نے میرے تمام گھر والوں کو کلمہ پڑھایا جب دربار شریف پر کلمہ کی صدا اٹھی تو مجھے یوں لگا جیسے زمین و آسمان کی ہر چیز کلمہ محمدیؐ پڑھ رہی ہے اور مجھے مبارک باد دے رہی ہے۔ اب اس کلمہ کی برکتوں اور رحمتوں کی ٹھنڈک جب سینہ میں محسوس کرتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے کہ پہلے اپنی عمر کیوں ضائع کی! اس کلمہ پر میرا سب کچھ قربان، مجھے بھائی، بہنیں، رشتہ دار، سب چھوڑ چکے ہیں مگر ان کے چھوڑنے کا مجھے ذرا بھی کوئی صدمہ و تکلیف نہیں کیونکہ اس کلمہ کی نسبت سے مجھے ایسا محبوب، ایسا یار، ایسا پیر ملا جس کی سنگت دونوں جہان کی ہر چیز سے افضل ہے۔ آخر میں محمد بوٹا نے کہا کہ میری اپنے تمام پیر بھائیوں سے اپیل ہے کہ میرے لئے خصوصی دعا کریں اللہ تعالیٰ میرا اسلام قبول کرے اور اپنے حضور قبول و منظور فرمائے اور تا زندگی مذہب اسلام پر قائم رکھے۔ آمین۔

تصنیفات: خانقاہی اور گھریلو مصروفیات کے باوجود آپ کے خطبات حسنہ کی پہلی جلد ''مظہر المواعظ'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے جبکہ دوسری جلد پر کام ہو رہا ہے دیگر مجلّہ ''آئینہ کرم'' میں آپکے مضامین ''حدیث عشق'' کے عنوان سے شائع ہوتے رہے جنہیں ایک کتاب کی صورت میں یکجا کیا جا رہا ہے۔

شعر و شاعری: آپ نے اپنے والد گرامی (حضور قبلہ عالم منگانویؒ) اور دادا بزرگوار (حضرت حافظ پاکؒ) کی تقلید میں شعر و شاعری کا پاکیزہ ذوق بھی پایا۔ اور کبھی کبھار متصوفانہ اشعار کہتے رہے ہیں راقم السطور نے کتاب ''آیات کرم'' میں آپ کا منظوم کلام جمع کر دیا ہے۔ ذیل میں بطور نمونہ کچھ منظومات سپرد قلم کرتا ہوں دیگر اس کتاب کے آخر باب ''مناقب

کرم" میں بھی آپ کی تحریر فرمودہ بعض مناقب درج ہیں۔

لے عبادت کا مزا

اٹھ کے پچھلی رات آ اور کر یادِ خدا
لے عبادت کا مزا لے عبادت کا مزا

نہ نمازیں کر قضا ہونگی پھر یہ کب ادا
ہے اک صدا لے عبادت کا مزا

پوچھ ہو گی سختی سے تیرے دل کی تختی سے
حشر کو نہ بھول جا لے عبادت کا مزا

دنیا میں تو خان ہے اس پہ تجھ کو مان ہے
ہے یہ شیطاں کی ادا لے عبادت کا مزا

جس کے دل میں غرور ہے وہ خدا سے دور ہے
سر کو اپنے لے جھکا لے عبادت کا مزا

دنیا میں تو ہے مگن تجھ کو کر دے گی دفن
اس میں دل کو نہ لگا لے عبادت کا مزا

دنیا کو تو چھوڑ کر اس سے منہ کو موڑ کر
رب کو اپنے لے منا لے عبادت کا مزا

رب کو تجھ سے پیار ہے تجھ کو کیوں انکار ہے
موت کو نہ بھول جا لے عبادت کا مزا

یہ جن جو ہیں تیرے سب ہی دشمن ہیں تیرے
ہیں سبھی یہ بے وفا لے عبادت کا مزا

سجدہ جو تو کرتا ہے اپنے رب سے ڈرتا ہے
ہو گیا راضی خدا لے عبادت کا مزا

جو خدا کی ذات ہے ایک سجدہ کی بات ہے
بخش دے تیری خطا لے عبادت کا مزا

جس کے دل میں یاد ہے دل وہی آباد ہے
ہے یہ دل عرش خدا لے عبادت کا مزا

ہو نہ تو بے عمل چھوڑ دنیا جا سنبھل
ہو جا منظور خدا لے عبادت کا مزا

حشر کا میدان ہو کیوں تو پریشان ہو
مصطفیٰ کا ہو گدا لے عبادت کا مزا

جو نبی کا غلام ہو اس کا چرچا عام ہو
بنتا ہے وہ اولیاء لے عبادت کا مزا

حشر میں ہو کیوں فکر جب شفاعت پر نظر
ہو گا سب تیرا بھلا لے عبادت کا مزا

جو نبی کا ہو گیا سب گناہ کو دھو گیا
ہے وہ محبوب خدا لے عبادت کا مزا

اللہ اللہ کیا کر جام عشق پیا کر
عشق ہے سب کی دوا لے عبادت کا مزا

وقت نہ برباد کر اپنے رب کی یاد کر
ہے یہ مظہر کی صدا لے عبادت کا مزا

نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

خدا دے بندے خدا دی قسم / خدا نبی توں جدا نہیں اے

نبی نوں سمجھیں تو اپنے ورگا / تینوں ایہہ گل روا نہیں اے

نبی دے ہتھ، من خدا دے ہتھ، قرآن پڑھ کے وی سمجھیں وکھ / وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ قرآن دے وچہ لکھا نہیں اے

بیعت رضوان پڑھ کے ویکھیں، توں رب دا قرآن پڑھ کے ویکھیں / خدا جے فرماوے میرے ہتھ من، تے من لے رب توں جدا نہیں اے

قرآن وچ وَرَفَعْنَا آیا، نبیؐ دی شان نوں جس گھٹایا / نبیؐ دا پلہ توں چھوڑ دیسیں، خدا وی تیرا خدا نہیں اے

حضور میرے دا شان وکھرا، تے اس تے رب مہربان وکھرا / حضور جس نوں پناہ چا دیون، خدا وی دیندا سزا نہیں اے

درود جس تے خدا بھیجیندا اے، جہان سارا اسلامی دیندا اے / یُصَلُّو فرمان مومناں لئی، خدا دی طرفوں ہوا نہیں اے

مظہر حسین غلام تیرا، لباں تے جسدے ہے نام تیرا
حضورؐ دے باجھ میرے دل وچ، تے ہور کجھ ماسوا نہیں اے

کافی

سوہنا توں لجپال وے لڑ لگ گئی تیرے
رہبر بے مثال وے لڑ لگ گئی تیرے

کوجھی کملی نہ کسے کم دی، آس ہے سانول تیڈے دم دی / لویں توں آپ سنبھال وے لڑ لگ گئی تیرے

عملوں خالی جھولی میری، پر ہاں سانول گولی تیری / رکھیں توں اپنے نال وے لڑ لگ گئی تیرے

عیبی پاپی بھاویں گندیاں، چنگیاں مندیاں تیری بندیاں / نہ کوئی حسن جمال وے لڑ لگ گئی تیرے

نفس قفس وچہ ہر دم پیاں، حرص ہوس وچہ چولا دھیاں / نہ کوئی حال نہ قال وے لڑ لگ گئی تیرے

سکھیاں ساریاں تیں در آئیاں، دکھاں درداں توں گھبرائیاں / غم مصیبت ٹال وے لڑ لگ گئی تیرے

باندی بردی تیئں دلبر دی، جھاڑو کس میں تیرے در دی / نظر مہر دی بھال وے لڑ لگ گئی تیرے

تیں بن ہور میرا کوئی ناہیں، لگڑی سانول توڑ نبھائیں / لائیاں دی لج پال وے لڑ لگ گئی تیرے

گاون یار میں تیرے گاواں، ہر دم تیرے در تے آواں / کریں کرم کمال وے لڑ لگ گئی تیرے

مظہر حسین تے کرم کماویں، سنگیاں ساتھیاں نال لے جاویں
نہ کوئی ہور سوال وے لڑ لگ گئی تیرے

رباعیات

رات دن بھی جستجو رہتی ہے تیرے ملنے کی آرزو رہتی ہے
مظہر کے لب پہ صبح شام اے دوست! تیری گفتگو رہتی ہے

ہم نے تو حسنِ یار کا دیدار کر لیا آنکھوں کے ساتھ دل نے بھی اقرار کر لیا
ساقی کی چشمِ ناز اٹھی تو کیا ہوا مظہر کو اپنے عشق میں سرشار کر لیا

مکتوب نگاری

آپ حضور قبلہ عالمؒ کے زمانہ مبارک سے یارانِ طریقت کے خطوط کے جوابات لکھتے چلے آرہے ہیں آج کل تو مکتوب نگاری ختم ہو رہی ہے لہٰذا تادمِ تحریر بہت کم خط لکھتے ہیں۔ البتہ کچھ عرصہ قبل تک ہمیشہ پہلی فرصت میں خط کا جواب دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی خطوط کا جواب صرف ایک شعر میں بھی ارسال فرما دیتے ہیں۔ مثلاً ایک حکیم صاحب نے اڈا چمرانوالی سے اپنے عریضہ میں ایک شعر لکھا۔

جاؤں کہاں شعورِ ہنر کس کے پاس ہے آنکھیں ہیں سب کے پاس نظر کس کے پاس ہے

حضرت اخی قبلہ نے جواب میں علامہ اقبالؒ کا یہ شعر رقم فرمایا۔

کھولی ہیں ذوقِ دید نے آنکھیں تری اگر ہر رہ گزر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ

ذیل میں بطور نمونہ آپ کے دو خطوط درج کئے جاتے ہیں۔

قبلہ پیر اختر حسین صاحب کے نام

1-1-92

میرے پیارے بھائی اختر حسین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

سدا خوش رہو پھولوں کی طرح مسکراتے رہو۔ سلامت تا قیامت رہو۔ صورت حال آنکہ آپ کا نوازش نامہ ملا پڑھ کر حالات سے آگاہی ہوئی۔

آپ نے لکھا کہ ہمارے شفیق باپ نے ہمیں شہزادوں کی طرح پالا۔ تمام فکر و اندیشہ سے ہمیں دور رکھا یہ بالکل

حقیقت تھی کہ ہمیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور یہ آپ کی سوچ بھی حقیقت ہے اور مجھے بھی اس کا شدید احساس ہے لیکن کیا کیا جائے جیسے خدا کو منظور ہو۔

یہاں پر سردیوں کی چھٹیاں ختم ہوگئی ہیں طاہر حسین اور اس کی پارٹی سکول گئی ہوئی ہے آج یکم جنوری ہے میری طرف سے نئے سال کی مبارک قبول ہو اللہ کرے یہ سال ہم اور آپ کیلئے خوشیاں ہی خوشیاں لائے۔ آمین۔

بادل میاں احمد بخش کے گھر سے ہماری طرف لپک رہے ہیں کافی سردی ہے۔ اور آج کل بجلی لینے کیلئے کافی کوشش کر رہا ہوں انشاء اللہ عنقریب یا آئندہ جب آپ دربار شریف پر تشریف لائیں گے تو ہمارے ہاں روشنی ہی روشنی ہوگی۔

میری طرف سے مہ جبین کو بہت بہت پیار قبلہ پیرزادہ صاحب اور سب اہل وعیال کی خدمت میں آداب و سلام عرض ہیں۔

والسلام

زیادہ دعا فقیر مظہر حسین حنفی القادری منگانی شریف

حاجی محمد نواز قادری کے نام

30-5-94

گل گلستانِ غوثیہ محمد نواز قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خیریت موجود عافیت مطلوب یہاں پر ہر طرح کی خیریت ہے اور آپ کی خیریت از درگاہ ایزدی مطلوب و مقصود ہے۔

آپ نے میاں گل شیر صاحب کی بہت اچھی میزبانی کی ہے جس کیلئے ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہیں

''ہر چہ خدمت کردہ ای مخدوم شد''

مخدوم وہی بنتا ہے جو پہلے خدمت کرتا ہے اللہ سائیں آپ کی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین دربار شریف کا کام عرس مبارک کی وجہ سے بند کیا ہے آج 30 مئی ہے کل عرس مبارک شروع ہو رہا ہے دو جون کو ختم ہوگا۔

سائیں آپ کو دونوں جہاں کی خوشیاں نصیب فرمائے آمین۔ اپنے زیر سایہ رکھے اپنی محبت سے نوازے اس لئے کہ یہی سب سے بڑی دعا ہے۔ حضرت بابا فریدؒ کے پاس کوئی دعا لینے کی غرض سے حاضر ہوتا تو فرماتے بیٹا! جا تجھے اللہ درد نصیب کرے وہ آدمی حیران رہ جاتا آپ فرماتے بیٹا! یہی عشق ومحبت، درد والی دعا ہی سب سے بڑی اور پسندیدہ دعا ہے۔''

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو''

عقل والے تیری دنیا سے پریشان گئے — عشق والے تجھے ہر رنگ میں پہچان گئے
عقل دیتی رہی مجھ کو دھوکہ سدا — عشق تھا جس نے منزل پہ پہنچا دیا

پیر گل فردوس خیریت سے ہیں۔ پیر طاہر حسین کی طرف سے ڈھیروں سلام۔ زین، شمس یہیں آئے ہوئے ہیں خیریت سے ہیں تمام درویشوں کی طرف سے آپ کو ڈھیروں سلام

والسلام مع الاکرام

احقر الحقیر فقیر مظہر حسین حنفی القادری منگانی شریف۔

فرمودات عالیہ

1- محبت ایمان کی علامت اور بنیاد ہے اگر کسی شخص میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت اور علامتیں دکھائی نہ دیں تو اس کے ایمان کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

2- محبت کے بغیر انسان نہ صرف بے ایمان ہے بلکہ بے روح اور مردہ ہے

3- مخلوق کی تخلیق کا مقصد بھی محبت، اس کی ابتداء بھی محبت اور انسان کی زندگی کا مقصد بھی محبت ہے۔

4- معرفت کیا ہے؟ معرفت ذات حق کی پہچان ہے پہچان چاہت کے بغیر ناممکن ہے اور چاہت کا نام محبت ہے۔

5- دنیا اور عقبیٰ کی طلب مرد مومن کی شان نہیں اس کی شان وعظمت یہ ہے کہ وہ فقط مولیٰ کا طالب اور محب ہو۔

6- عشق ومحبت کے باعث دل کو جسم کی سرداری اور مرکزیت حاصل ہے۔

7- دل کی زندگی عشق ومحبت سے وابستہ ہے۔ اگر دل اپنا اصلی کام نہ کرے یعنی اگر عشق ومحبت چھوڑ دے تو یہ مردہ اور مردود ہے۔

8- محبت تو وہ ہے جو محض اللہ کی ہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہو

9- مومن کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

10- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور غلامی کے بغیر اللہ کی محبت کا دعویٰ جھوٹا اور فریب ہے۔

11- تزکیہ نفس اور دل کی پاکیزگی کے بغیر ذکر الٰہی اور یاد الٰہی مقبول ومنظور نہیں۔

12- ایک گھڑی کی فکر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

13- اس دل کو پاکیزہ کر کے اُس کی طرف لگا لو۔ دونوں جہان میں فلاح پا جاؤ گے۔

14- اگر تو اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتا ہے اور اپنے رب کا ذکر کرنا چاہتا ہے تو پھر دل کو پاکیزہ رکھ کیونکہ دل کی صفائی

کے بغیر اور اخلاص کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

15- اپنے ظاہر کو سنوارنے کی بجائے اپنے باطن کو سنوارو اور اللہ کی یاد کے نور سے دل کو منور کرو۔

16- دوستو! محبت اور عشق کے معنی میں لطیف سا فرق ہے۔
یار کو دل میں رکھنے کا نام محبت ہے اور یار کے سوا دل میں کچھ نہ رکھنے کا نام عشق ہے۔

17- عشق ایسی آگ ہے جس کا دھواں نہیں نکلتا لیکن اس کی حرارت سات آسمانوں تک جاتی ہے۔

18- عشق کی علامت یہ ہے کہ لوگ عاشق کو دیکھیں تو انہیں اس کا معشوق یاد آ جائے۔

19- عشق کی نشانی یہ ہے کہ یار کی محبت میں خود کو بھی بھول جائے۔

20- اللہ کا بندہ جنت و دوزخ کی فکر سے دور اس کے دیدار کا طالب ہوتا ہے اور اس کے عشق میں تن کی ہڈیاں اور من کا گوشت جلاتا رہتا ہے۔

21- محبت ایک معلوماتی کیفیت کا نام ہے جس کا مطلب الفاظ میں نہیں بیان کیا جا سکتا۔

22- محبت کی تعریف کا تعلق کلام و الفاظ سے نہیں بلکہ وجدان سے ہے۔

23- محبوب کے ہر حکم کی تعمیل کرنا محبت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

24- محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار رکھنا محبت کا تقاضا ہے۔

25- ہر دل کے اندر محبت کا ایک بہت بڑا خزانہ موجود ہے اور کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اس خزانہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے وقف کر دیا۔

26- انسان کی پیدائش سے امتحان شروع ہو جاتا ہے اور سب کچھ اس کے نامہء اعمال میں نوٹ کیا جاتا ہے۔

27- اللہ کے پیاروں نے سب کچھ اس کی راہ پہ قربان کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت کے دونوں جہانوں میں جھنڈے گاڑ دیئے۔

28- جب تم کسی کی تعریف کرو تو اس کے بنانے والے کی تعریف کرو مصنوع کی تعریف بھی دراصل صانع کی تعریف ہے۔

29- ہماری طلب نے ہمیں پریشان کیا ہوا ہے۔ ہم دولت ایمان کے نہیں بلکہ دولت دنیا کے طالب ہو گئے ہیں۔

30- دنیا کی مثال ایک لونڈی کی سی ہے اور ایمان مثل بادشاہ کے ہے۔

31- دوستو! طالب دنیا نہ بنو۔ دنیا کے مالک کی طلب کرو۔ اگر دنیا کا مالک تمہیں مل گیا تو پھر دنیا تمہاری ہے۔

32- دوستو! دنیا کی محبت تمام پریشانیوں کی جڑ ہے۔

33- دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں۔ ان میں سے ایک راضی رہ سکتی ہے دو نہیں اب تیری مرضی ہے کہ تو کس کو

راضی رکھتا ہے۔

-34 دنیا پریشانی ختم نہیں کرتی۔فکروغم دور نہیں کرتی بلکہ جتنی زیادہ آتی ہے حرص کو بڑھادیتی ہے۔

-35 جواللہ کے ذکر میں مشغول ہوگیا دنیا کی کوئی طاقت اسے پریشان نہیں کرسکتی۔

-36 سارے زمانے پر حضرت عمر فاروقؓ کی ہیبت تھی۔لیکن آپؓ پر قرآن اور صاحب قرآن کی ہیبت تھی۔

-37 اللہ تعالیٰ اپنا تعارف اپنے بندے کے ذریعے کرواتا ہے کیونکہ یہ اس کی تخلیق کا سب سے بڑا شاہکار ہے۔

-38 اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔

-39 درویش کی زبان اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہوا کرتی ہے۔

-40 تمام بیماریوں کا علاج پچھلی رات کا کلمہ پڑھنا ہے۔

-41 اللہ کے ولی لجپال ہوتے ہیں جوان کے ساتھ جڑ جاتے ہیں پھر اس کے عمل کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ اپنی لج پالتے ہیں۔

-42 آگ کے اثر سے پانی آگ کی طرح گرم ہوجاتا ہے اور برف کے اثر سے برف کی طرح ٹھنڈا ہوجاتا ہے بعینہٖ تو اللہ کے ولی کی صحبت میں رہے تو تو بھی اللہ والا بن جائے۔

-43 درویش کا ذکر دل کا ذکر ہے۔زبان کا ذکر نہیں۔

-44 اپنی عقل کو سرکار دوعالم ﷺ پر قربان کردینے کا نام ایمان ہے۔

-45 جس نے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ لیا بلائیں مصیبتیں اور سائے اس کے نام سے ڈرتے ہیں۔

-46 پانی جب دودھ میں مل جاتا ہے تو دودھ کے بھاؤ بکتا ہے۔

-47 شیطان کی ''میں'' نے ہزاروں سال کی عبادت تباہ کردی۔

-48 کتا پلید ہے لیکن جس کتے کو یار کی گلی سے نسبت ہو جائے عاشقوں کے نزدیک وہ قابل احترام بن جاتا ہے۔

-49 کسی کو اپنے سے کمتر نہ سمجھو حتیٰ کہ کافر کو بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے اور سیدھا جنت میں چلا جائے۔

-50 فصل کے ساتھ جڑی بوٹیاں اگتی ہیں انہیں بھی ہر وہ خوراک ملتی ہے جو فصل کو ملتی ہے۔حالانکہ وہ فصل کیلئے نقصان دہ ہیں لیکن فصل کی نسبت کے باعث پل بڑھ رہی ہوتی ہیں۔

-51 یہ ہو بھی نہیں سکتا کہ تو اللہ والوں کے پاس جائے اور اللہ والا نہ بن سکے۔

حضرت صاحبزادہ پیر محمد اختر حسین صاحب

اے اخی ، محترم اختر حسین صاحبِ جاہ وحشم اختر حسین

خسروِ خوباں، نگاہِ پاکباز اخترِ جو دو کرم اختر حسین

ولادت وتعلیم: آپ حضور قبلہ عالمؒ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ ولادت 15 مئی 1965ء بروز ہفتہ بمطابق 14 محرم الحرام 1385ھ بوقت دو پہر قبل از ظہر بمقام بلوآنہ شریف ہوئی ابتدائی نام حضور نے ''اظہر حسین'' تجویز فرمایا جو کہ اڑھائی تین برس تک یہی نام معروف رہا لیکن نہ جانے حضور کے قلب وذہن پر کیا وارد ہوا کہ چچا میاں غلام رسول صاحب سے مشورہ فرما کر اظہر حسین کی بجائے اختر حسین رکھ دیا۔ ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر بلوآنہ شریف ہوئی۔ حضور قبلہ عالمؒ کی منگانی شریف ہجرت کے بعد سیکنڈری سکول کی تعلیم چک نمبر 175 میں حاصل کی۔

پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں میں بچپن میں رات کو سوئے ہوئے ڈر جاتا تھا ایک دفعہ میں نے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کی جناب! کبھی کبھی میں رات کو سوئے ہوئے ڈر جاتا ہوں اس وقت زور سے منہ سے آواز نکالتا ہوں لیکن میرے منہ سے آواز نہیں نکلتی حضور نے فرمایا تم رات کو دائیاں ہاتھ چہرہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رو ہو کر سویا کرو پھر کبھی ڈر نہ لگے گا لہٰذا اس طرح کرنے سے پھر مجھے کبھی ڈر تک محسوس نہ ہوا۔

شادی خانہ آبادی: آپ کی شادی اپنے چھوٹے چچا قبلہ پیر زادہ محمد امداد حسین صاحب کے ہاں 14 جون 1990ء کو انجام پذیر ہوئی خطبہ نکاح جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ نے پڑھایا اس مبارک تقریب میں دیگر مشائخ کے علاوہ جناب خواجہ محمد حمید الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف نے بھی شرکت فرمائی۔

برطانیہ روانگی: شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد قبلہ پیر زادہ صاحب نے آپ کو برطانیہ بلوالیا لہٰذا آپ 22 جنوری 1991ء کو برطانیہ کے لیے عازم سفر ہوئے اور تا حال برطانیہ کے شہر برمنگھم میں اپنے بچوں سمیت قیام پذیر ہیں بلا ناغہ ہر سال بڑے عرس مبارک میں شرکت کے لیے پاکستان تشریف لاتے ہیں۔

حضور کی نوازشات: حضور قبلہ عالمؒ ہم بھائیوں میں سے آپ کے لیے خصوصی شفقت ورعایت فرماتے اور آپ کے لیے کسی بات پر کبھی حضور نے پابندی نہ لگائی۔ جب حضور کے سامنے سے گزرتے تو آپ نہایت محبت کے ساتھ فرماتے ''پیر صاحب! کدی ساڈے کول وی بہہ لیا کرو۔'' (کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھ جایا کرو)۔ محبت وعنایت کا یہ عالم تھا کہ ان کی ہر خواہش کی تکمیل کی جاتی۔

ایک روز حضرت اخی پیر مظہر حسین صاحب نے حضور کی خدمت میں عرض کی اختر حسین والی بال کھیلنے کے لیے گاؤں میں چلا جاتا ہے وہاں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں مبادا کوئی شخص بات بنائے حضور اسے منع فرمائیں کہ گاؤں نہ جایا

کرے حضور نے فرمایا اسے جانے دیا کرو اس کا دل بہت صاف ستھرا ہے۔

اکثر حضرتِ اخی قبلہ اور راقم السطور سے فرماتے تم دونوں سے اختر حسین زیادہ مَرد (بمعنی بہادر) ہے جب پیر اختر حسین برطانیہ جانے لگے تو انہیں رخصت کرتے ہوئے حضور کے آنسو بہنے لگے۔ دولت علی خان بلوچ نے عرض کی حضور! مظہر حسین اور طاہر حسین تو ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ اختر حسین تو نہیں۔

وہ خود فرماتے ہیں جب میں برطانیہ جانے لگا تو حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے فرمایا ''میرے پاس چارپائی پر بیٹھو۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو فرمایا مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے زندگی میں کبھی تمہارا منہ چوما ہو۔ آج تجھے بتا کر چومتا ہوں شاید پھر ایسا نہ ہو سکے حضور نے میرا منہ چوما تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جس سے ریش مبارک تر ہوگئی۔ گویا حضور کی بے پناہ محبت کا یہ ایک اظہار تھا پھر مجھے رخصت کیا اور میں برطانیہ چلا آیا حضور سے بظاہر یہ میری آخری ملاقات تھی۔

وصایا شریف: برطانیہ روانگی سے قبل حضور نے فرمایا ''بیٹا! اب جتنے دن تمہارے جانے میں باقی ہیں میرے پاس ہی بیٹھا کرو شاید زندگی میں پھر ملاقات نہ ہو سکے۔ بیٹا! تو جہاں رہے گا میں ہی تمہارا باپ ہوں۔ اپنے دل میں کسی کو میری جگہ نہ دینا۔ اپنے بڑے بھائی کو مت بھولنا۔ اس کی خدمت خود بخود کرتے رہنا۔ اسے کبھی مریدوں کی طرف نہ دیکھنے دینا۔ دنیاوی کاموں میں دین کو ہرگز نہ بھولنا۔ کیونکہ دین کی خدمت ہی ہمارا مشن ہے۔ پیر اختر حسین صاحب یہ بھی بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے فرمایا۔ فقیر کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی۔ ہماری اصل وراثت بس لوٹا اور مصلّٰی ہے۔ اس کو ساری زندگی نہ چھوڑنا۔

بیعت ارادت وصحبت: پیر اختر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں مرید ہونے کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا ''ابھی وقت نہیں آیا۔ جب وقت آئے گا تو تجھے مرید کر لیں گے۔ پھر میں برطانیہ چلا گیا۔ جس رات حضور قبلہ عالمؒ کا وصال ہوا۔ اسی رات مجھے زیارت سے فیض یاب فرمایا اور ارشاد ہوا۔ آؤ بیٹا! آج تمہیں بیعت کریں۔ حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور مرید کیا۔ خود وظیفہ سمجھایا پھر فرمایا آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ اب کھولو میں نے کھول دیں۔ جب میں نے آنکھیں بند کیں تو مجھے وہ سب کچھ نظر آ رہا تھا جو کچھ میں نے آنکھیں کھولنے کے بعد دیکھا۔ میں دل ہی دل میں بڑا خوش ہوا کہ حضور نے مجھے بہت بڑی نعمت عطا کی ہے۔ صبح اٹھا تو پتہ چلا کہ حضور تو وصال فرما گئے ہیں اور اپنا وعدہ وفا کیا ہے۔ حضور کے بعد از وصال حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے دوبارہ بیعت صحبت کی اور انہیں کبھی اپنا بڑا بھائی نہیں سمجھا بلکہ والد ماجد اور پیر و مرشد کا مقام دیا اور ہمیشہ ادب واحترام اور بے مثال محبت وارادت کا اظہار کیا۔

حضور کی خدمت میں پہلا خط: برطانیہ جانے کے بعد پیر اختر حسین نے حضور کی خدمت عالیہ میں جو خط لکھا وہ میرے پیش نظر ہے ریکارڈ کے طور پر یہاں تحریر کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمتِ اقدس جناب قبلہ وکعبہ حضور سائیں

آداب عرض! اِس جگہ خریت ہے صرف آپ کی خریت کے طلب گار ہیں۔ ماموں سرفراز کا ٹیلی فون آیا ہے کہ آپ نے خط کیوں نہیں لکھا میں نے طاہر حسین کے پتہ پر خط لکھا مگر آپ کو نہ مل سکا۔ آپ کو میری وجہ سے جو پریشانی ہوئی اس کی معافی چاہتا ہوں۔

میں نے ادھر فیکٹری میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ کام آسان ہے تقریباً تین ہفتے ہو گئے ہیں۔ دو دِن چھٹی ہوتی ہے۔ ہفتہ اتوار آٹھ گھنٹے کام ہوتا ہے۔

سخی حسین خیریت سے ہیں۔ اب اجازت دیں خط میں اگر کوئی غلطی ہو تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔ صرف آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔

ع یاری یا روالی شالا رہے قائم عمر تیک نہ پوے خطا بیلی

قبلہ پیر مظہر حسین کو آداب پیر طاہر حسین کو سلام، امی جان، دادی اماں کو سلام۔ امی جان کی صحت کیسی ہے زین العابدین کو بہت بہت پیار۔ طاہر حسین سے گزارش ہے کہ ایک کیسٹ نعتوں کی بھر کر بھیج دیں مہربانی ہوگی۔

میری طرف سے حضور قبلہ کی قدم بوسی اور دُعا کی التجاء۔

والسلام

اختر حسین

ایک خط کا اقتباس:

حضور قبلہ عالم کے بعد از وصال قبلہ پیر اختر حسین صاحب نے راقم السطور کے نام جو خط تحریر کیا اُس کا ایک اقتباس یہاں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از ملٹن کینز

8 - 12 - 91

میرے پیارے بھائی طاہر حسین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیریت موجود عافیت مطلوب صورت احوال آنکہ آپ کا خط ملا پڑھ کر حالات سے آگاہی ہوئی آپ کا بہت بہت شکریہ۔

اس زندگی میں نہ جانے کتنے نشیب وفراز آئے ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہمارے ساتھ ایسا ہوگا۔ ہمارا شفیق باپ ہم سے جُدا ہو جائے گا جس نے ہمیں سب کچھ دیا۔ ہماری پرورش شہزادوں کی طرح کی ہمیں اپنے باپ پر فخر ہے کہ رب نے ہمیں اپنے پیارے بندے کے گھر پیدا کیا۔ خدا ہمیں ان کے بتائے ہوئے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین ثمہ آمین۔

عمرہ وزیارت: آپ کئی مرتبہ عمرہ شریف اور روضۃ الرسول علیہ السلام کی زیارت سے فیض یاب ہو چکے ہیں ایک مرتبہ برادرم پیر یحییٰ حسین صاحب کے ہمراہ دمشق (شام) بھی تشریف لے گئے اور وہاں موذنِ رسول اللہ سیدنا بلال حبشیؓ ازواج مطہرات میں سے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ، ام المومنین حضرت ام حبیبہ اور حضرت سیدہ زینبؓ (ہمشیرہ محترمہ حضرت امام حسینؓ) کے مزاراتِ مقدسہ پر حاضری دی۔

لنگر شریف کے لیے خدمات

1- روضہ شریف کی تعمیر: حضور قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال سالانہ بڑے عرس شریف پر بعض خاص خاص احباب نے روضہ شریف کی تعمیر سے متعلق مشورہ کیا اور درگاہوں کے دستور کے مطابق یہ اظہار کیا گیا کہ ختم شریف سے قبل حضور کے روضہ شریف کی تعمیر سے متعلق اعلان کیا جائے جو پیر بھائی اِس کارِ خیر میں حصہ ڈالنا چاہتے ہیں بخوشی ڈال سکتے ہیں۔ جب محفل میں یہ بات ہمارے روبرو بطور مشورہ کی گئی تو پیر اختر حسین صاحب نے فرمایا اعلان کرنا ہمارے مشن کے خلاف ہے اور نہ حضور نے ہمیں اس چیز کا درس دیا۔ ہم کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے خود صاحبِ استطاعت ہیں بنوائیں گے اگر کوئی اپنے طور پر خدمت کرنا چاہے تو یہ اس کی مرضی ہے ورنہ دربار شریف کی تعمیر کے لیے کوئی اعلان نہ کرے اور سب نے ان کے مشورہ کو پسند کیا کہ حضور قبلہ عالمؒ کا منشور بھی یہی تھا کہ مانگنا درویش کی توہین ہے۔ الغرض روضہ شریف کی تعمیر میں انہوں نے سب سے زیادہ خدمت کی اور اس عمارت پر کم وبیش گیارہ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

2- موجودہ جامعہ مسجد کی تعمیر: حضور قبلہ عالمؒ کے زمانہ میں تعمیر شدہ جامع مسجد آخر ایک وقت گزرنے کے بعد کم پڑ گئی اور جمعہ پر باہر ٹینٹ لگانے پڑتے لہٰذا موجودہ جامع مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا۔ یہاں بھی خدمت کا وافر حصہ پیر اختر حسین صاحب کو میسر آیا۔ موجودہ مسجد کے صرف ہال میں ساڑھے گیارہ سو آدمی بیک وقت نماز ادا کر سکتا ہے جبکہ صحن میں تو کئی ہزاروں کی گنجائش ہے تا دمِ تحریر اس مسجد پر تقریباً 17 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

3- لنگر کے لیے ایک مربع اراضی کا حصول: لنگر شریف میں آئے دن مہمانوں کی کثرت اور خرچ وضرورت کے پیشِ نظر مزید ایک مربع اراضی کے حصول کا پروگرام بنا۔ تاکہ لنگر شریف بعد میں بوجھ نہ بنے یہاں بھی اکثر ان کی مساعی جمیلہ کام آئی اور مزید ایک مربع اراضی حاصل کی گئی جو ہم تینوں بھائیوں کے نام ہے۔

حضرت اخی قبلہ کا ارشاد: حضرت اخی قبلہ اکثر فرماتے ہیں لنگر شریف کا سارا خرچ سرکار غوث پاکؓ کے صدقہ سے

بھائی اختر حسین کی خدمت اور تعاون سے چل رہا ہے کئی مرتبہ حضرت اخی قبلہ نے انہیں فرمایا کہ اب ضرورت نہیں ہے ۔آپ جو کچھ وہاں کماتے ہیں ہمارے ہاں بھیج دیتے ہیں کوئی مکان وغیرہ لے لیں یا اپنا بزنس شروع کر لیں۔ مگر اُن سے جو بچ رہتا ہے لنگر شریف میں بھیج دیتے ہیں کہ مجھے حضور قبلہ عالمؒ کی یہی وصیت ہے۔ لنگر شریف کی خدمت ہی میری زندگی کا مشن اور سب سے بڑا اعزاز ہے۔ حضرت اخی قبلہ بعض دفعہ فرماتے ہیں لنگر شریف تو ایک کنوئیں کی مثال ہے یہاں مہینہ میں ایک کروڑ بھی ارسال کریں تو لگ جائے گا آپ پیسے نہ بھیجا کریں لیکن ان کے اخلاص میں فرق نہیں آیا اور انہوں نے ہمیں دنیاوی عوارضات سے آزاد رکھا ہوا ہے۔ انگلینڈ میں اچھی نوکری اور معقول آمدنی کے باوجود آج تک وہاں مکان تک نہیں بنایا۔ جو کچھ بچوں کے خرچ سے بچتا ہے لنگر شریف میں روانہ کر دیتے ہیں۔

اس سے بڑی درویشی اور فقیری کیا ہو سکتی ہے آج بہت نازک دور ہے بھائی' بھائی کا دشمن ہے۔ دولت نے خون کے رشتے ختم کر دیئے ہیں مگر حضور علیہ السلام کے نعلینِ پاک کے تصدق سے یہاں ایک نمونہ ابھی موجود ہے۔

پیر اختر حسین صاحب لاکھوں روپے ہر سال لنگر شریف میں بھیجتے ہیں ہم جدھر چاہیں خرچ کریں پھر انہوں نے کبھی پوچھا تک نہیں کہ کہاں خرچ کیے ہیں۔ ان کی یہ ایثار والی صفت ہمارے سارے خاندان پر بھاری ہے یعنی ہاتھ سے کما کر اہلِ آستانہ کی خدمت کرنا بہت بڑی فضیلت ہے۔

شجرۂ اولاد حضور قبلہ عالم منگانویؒ

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ

المشہور حضور قبلہ عالم منگانویؒ

- حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین قادری
  - [illegible]
  - [illegible]
  - [illegible]
- جناب پیر محمد اختر حسین قادری
  - پیرزادہ اسامہ علی اختر
- جناب پیر محمد طاہر حسین قادری
  - پیرزادہ حسن محی الدین
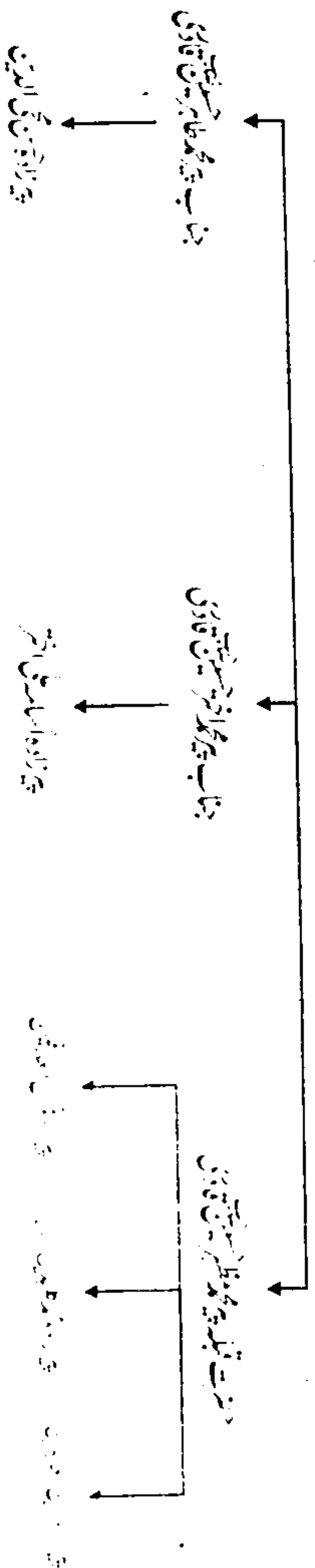
رہے کرم سے گلستاں میں نیکی و تطہیر ہمارے زین و شمس سے رہے سدا توقیر

اسامہ اور حسن ہوں محبتوں کے سفیر مرے مولیٰ انہیں اسلاف کی بنا تصویر

دربار شریف کی تعمیر وترقی اور منصوبے

1- جامعہ مسجد: روضہ شریف سے متصل سابقہ مسجد شہید کروا کر پچھلی جانب ذرا فاصلہ پر ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کے ہال میں بیک وقت 1150 آدمی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کی تعمیر پر کم وبیش سترہ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

2- مینار مسجد: جامعہ مسجد سے متصل شمالی جانب ایک بلند وبالا مینار تعمیر کیا گیا ہے اس کی بلندی 155 فٹ ہے اس مینار کا ڈیزائن اور نقشہ مسجد نبوی کے جدید میناروں پر رکھا گیا ہے۔ جو کہ فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے۔ پورے ضلع جھنگ میں یہ ایک طرح کا منفرد اور نادر حیثیت کا حامل ہے۔ تقریباً بارہ لاکھ روپے اس کی تعمیر پر خرچ ہو چکے ہیں۔

3- روضہ شریف: حضور کے روضہ مبارک کی تعمیر بھی خوبصورتی اور ندرتِ تعمیر کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کی بلندی 72 فٹ ہے گنبد کے اندرونی حصہ میں شیشہ کاری کا عمدہ کام کیا گیا ہے۔ دیگر عمارت پر زیادہ تر چینی کی پلیٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ اس کی تعمیر پر بھی تقریباً گیارہ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

4- مدرسہ محمدیہ غوثیہ دارالکرم: دربار شریف کے پرائمری سکول کے ساتھ مدرسہ کی علیحدہ عمارت تعمیر کروائی گئی۔ جہاں سے طلباء کی کثیر تعداد قرآن مجید حفظ کر چکی ہے اور بیشتر زیر تعلیم ہیں بچوں کیلئے دو حافظ بطور مدرس موجود ہیں۔

5- مہمان خانہ اور برآمدے: جامعہ مسجد کے ساتھ ہی جنوبی جانب مہمانوں اور زائرین کیلئے کمروں کی ایک قطار ہے جس کے آگے برآمدہ کی عمارت نہایت خوبصورت ہے جس میں مہمانوں کی رہائش وآرام کا مکمل انتظام کیا گیا ہے۔

6- تبرکات: مسجد سے ملحقہ ایک کمرہ ''ایوانِ کرم'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس میں مشائخ سلسلہ طریقت کے تبرکات اقدس شیشہ دار الماریوں میں محفوظ کئے گئے ہیں حضور قبلہ عالم منگانوی' آپ کے والد ماجد (حضور حافظ پاک) دادا بزرگوار (خواجہ یار محمد صاحب) مرشد گرامی (حضرت سید سردار علی شاہ صاحب) پردادا مرشد (حضور قطب الاقطاب پیر محلویؒ) کے استعمال شدہ تبرکات۔ موئے مبارک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، موئے مبارک حضرت سیدنا حسن مجتبیٰؓ، موئے مبارک حضور سیدنا غوث الاعظمؒ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کی ٹوپی مبارک کا ٹکڑا اور کئی اکابرین کے تبرکات ونوادرات محفوظ ہیں۔

7- الکرم اسلامک لائبریری: ایوانِ کرم سے ملحقہ ایک عالیشان اسلامک لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس میں اپنے سلسلہ طریقت کے علاوہ کم وبیش سولہ سو ۱۶۰۰ کتابیں رکھی گئی ہیں۔ یہ اس پسماندہ علاقہ میں کسی طرح سے بھی ایک لائبریری سے کم نہیں۔ یہاں بیٹھ کر احباب تحقیق اور حوالہ جات تلاش کر سکتے ہیں۔

8- آڈیو وڈیو لائبریری: لائبریری میں ہی ایک الماری میں دربار شریف سے متعلقہ آڈیو وڈیو کیسٹیں محفوظ کی گئی ہیں مختلف عراس کے علاوہ حضور قبلہ عالم منگانوی کی مجالس وخطبات کی کیسٹیں کئی دیگر حضرات ونامور خلفاء کے خطابات موجود ہیں۔

9-اخباری تراشے: لائبریری کے ایک حصہ میں وہ تمام اخبارات اور تراشے موجود ہیں جو پاکستان کے مختلف اخبارات میں دربار شریف کے حوالہ سے شائع ہوئے۔

10-قادریہ آرگنائزیشن: 1999ء میں دربار شریف کے متوسلین نے قادریہ آرگنائزیشن کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔ یہ تنظیم لنگر شریف کے کاموں میں بطور معاون کام کرتی ہے مطبوعات، رسالہ جات، اشتہارات اور دیگر فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے اس تنظیم کے منتظم اعلیٰ پیر سید رفاقت علیشاہ صاحب ہیں۔

11-مجلّہ آئینہ کرم: (دربار شریف کا ترجمان رسالہ): اکتوبر 1999 سے ہم نے دربار شریف سے ایک مجلّہ کا اجراء کیا۔ جو تادم تحریر اسی آن بان سے جاری ہے۔ مزید خیال ہے کہ اسے ماہنامہ کر دیا جائے۔ انشاء اللہ توفیق ایزدی سے کچھ بعید نہیں۔

12-مطبوعات: تادمِ تحریر لنگر شریف سے جو کتابیں شائع ہو چکی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) دیوانِ قطبیہ (منظوم کلام حضرت قطب الاقطاب پیر مکلوی) مرتب:۔ پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری۔

(۲) تنویر الابرار مع اوراد قادریہ (افادات عالیہ حضور قبلہ عالم منگانویؒ) مرتب۔ پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۳) لمحات کرم (سوانح حیات حضور قبلہ عالم منگانویؒ) مرتب پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۴) ابر کرم (مکتوبات عالیہ حضور قبلہ عالم منگانویؒ) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۵) فیضانِ کرم (ملفوظات عالیہ حضور قبلہ عالم منگانویؒ) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۶) سفر حجاز (سفر نامہ حضور قبلہ عالم منگانویؒ) مرتب: ملک رب نواز صاحب قادری

(۷) مظہر المواعظ جلد اوّل (خطبات عالیہ قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب) مرتب: لالہ محمد رفیق طاہر صاحب قادری

(۸) متاعِ دید (سفر نامہ حجاز مقدس) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۹) دست کرم (منظوم کلام) ریختہ قلم۔ پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۱۰) حضور قبلہ عالم منگانویؒ نمبر مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۱۱) حضور قبلہ عالم سیمینار وغیرہ مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۱۲) وظائف قادریہ (پاکٹ سائز) آستانہ عالیہ منگانی شریف

(۱۳) گلدستہ منگانوی (پاکٹ سائز) منظوم کلام پیران منگانی شریف

(ب) زیرِ طبع کتب

(۱۴) ہدیۃ النبی ﷺ (عظمتِ بارگاہِ رسالت ؐ سے متعلق وہ مضامین جو آئینہ کرم میں شائع ہوئے)

مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۱۵) خیابانِ کرم (اصلاحی بیانات قبلہ پیر محمد طاہر حسین صاحب) مرتب: مولانا محمد اکرم قادری - ساہیوال

(۱۶) بارانِ کرم (ملفوظات و مجالس قبلہ پیر محمد طاہر حسین صاحب) مرتب: مولوی منیر احمد قادری - منڈی بہاؤالدین

(ج) زیرِ ترتیب مسودے

(۱۷) مراث الرحمٰن فی حقیقۃ الانسان مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۱۸) مرآتِ غوثیہ (تذکرہ مشائخ قادریہ قطبیہ) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۱۹) جمالِ حافظؒ (سوانح حیات حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۲۰) آیاتِ کرم (منظوم کلام خواجہ حافظ گل محمد قادری، حضور قبلہ عالم پیر محمد کرم حسینؒ اور قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب)

مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۲۱) افکارِ کرم (شرح منظوم کلام حضور قبلہ عالم منگانویؒ) مرتب: مولانا شیر محمد صاحب قادری

(۲۲) مظہر المواعظ جلد دوم (خطبات عالیہ قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب) مرتب: لالہ محمد رفیق طاہر صاحب قادری

(۲۳) حدیثِ عشق (وہ مقالات جو آئینہ کرم میں شائع ہوئے) مرتب: حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب

(۲۴) کاروانِ شوق (دوسرا سفرنامہ حجاز) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۲۵) جادۂ محبت (تیسرا سفرنامہ حجاز) مرتب: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۲۶) آس - (اردو غزلیات و رباعیات کا مجموعہ) ریختۂ قلم: پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری

(۲۷) مشکوٰۃ عشق (پنجابی سی حرفی قبلہ پیر محمد طاہر حسین صاحب) مرتب: مولانا شیر محمد صاحب قادری

13- تبلیغی دورہ جات: دربار شریف سے منسلک احباب کے علاقوں میں ہر سال ایک تبلیغی دورہ ہوتا ہے جس سے سلسلہ طریقت کی توسیع کا کام نہایت موثر اور شاندار انداز میں ہو رہا ہے۔

14- جمعۃ المبارک: حضور قبلہ عالم منگانویؒ فرمایا کرتے تھے ہفتہ کے چھ دن آپ نے جہاں جانا ہے جائیں لیکن جمعۃ المبارک دربار شریف پر پڑھائیں آپ کے ارشاد میں اس قدر برکت تھی کہ آج دربار شریف پر جمعہ کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے حالانکہ ارد گرد کوئی شہر اور قصبہ بھی نہیں دور و نزدیک سے اکثر پیر بھائی حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین

صاحب کی اقتداء میں جمعۃ المبارک ادا کرنے کیلئے دربار شریف پر حاضر ہوتے ہیں۔

15- اعراس اور مذہبی تہوار

(الف)۔ بڑا عرس: یکم و دو نومبر کو ہوتا ہے۔ دو نومبر ویسے بھی حضور قبلہ عالم کا یوم ولادت ہے اس پر مخلوق خدا ہزاروں کی تعداد میں دربار شریف پر حاضر ہوتی ہے اندرونِ ملک کے علاوہ بیرون ملک سے بھی کافی احباب اس عرس میں خصوصی طور پر شرکت کرتے ہیں۔

(ب)۔عرس وصال: یکم و دو جون کو ہوتا ہے۔ دو جون کو حضور کا وصال ہوا۔ اسی نسبت سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس کی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے اس عرس میں بھی مخلوق کا ایک جم غفیر حاضری دیتا ہے۔

(ج)۔جلوس عید میلاد النبیؐ: اس کا انعقاد بڑے اہتمام کے ساتھ کیا جاتا ہے کاریں، بسیں، ویگنیں، موٹر سائیکلیں اور ٹریکٹر ٹرالی وغیرہ اکثر پیر بھائی سجا کر لاتے ہیں یہ جلوس تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے تک پھیل جاتا ہے اور سینکڑوں آدمی شریک ہوتے ہیں صبح نو بجے تقریباً دربار شریف سے یہ جلوس روانہ ہوتا ہے اور پورے علاقہ کا دورہ کر کے نماز ظہر واپس دربار شریف پر ادا ہوتی ہے نعت خوانی و تقاریر کے بعد عصر کے قریب ختم شریف پڑھا جاتا ہے اور تمام شرکاء کو میلاد النبی کا خصوصی لنگر پیش کیا جاتا ہے۔

(د)۔دس محرم الحرام: شہدائے کربلا کا سالانہ ختم بعد از نماز ظہر پڑھایا جاتا ہے۔

(ر)۔ پندرہ دسمبر حضور قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار حضرت حافظ پاک کا سالانہ ختم شریف دلوایا جاتا ہے۔

(س)۔دس فروری: اس تاریخ کو حضور قبلہ عالمؒ کی والدہ صاحبہ حضرت مائی صاحبہ علیہ الرحمت کا ختم دلوایا جاتا ہے

(ط)۔شب بیداری: (۱) پندرہ شعبان المعظم۔ (۲) ستائیں رمضان المبارک۔ ان دو راتوں کو دربار شریف پر شب بیداری کا اہتمام ہوتا ہے سو رکعت نوافل با جماعت ادا کئے جاتے ہیں۔ معمولات غوثیہ کے مطابق ہر رکعت میں بعد از فاتحہ دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے آخر میں صلوٰۃ التسبیح کی جماعت ہوتی ہے۔

(ع)۔جمعۃ الوداع: ماہِ رمضان کے آخری جمعہ پر دربار شریف پر قابل دید رش ہوتا ہے۔ تمام راہ گزر اور سڑکیں لوگوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ بعد از نماز جمعہ چار رکعت نوافل کی جماعت ہوتی ہے ہر رکعت میں بعد از فاتحہ سورہ یٰسین پڑھی جاتی ہے

16- الکرم اسلامک اکیڈمی: (ایک خواب): درگاہ پر اسلامک اکیڈمی کا قیام ہمارا دیرینہ خواب ہے جو انشاءاللہ العزیز پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ اس کیلئے دربار شریف کے بالکل نزدیک اراضی خرید لی گئی ہے۔

اللہ کریم بجاہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسے شرمندہ تعبیر فرمائے۔ آمین۔

باب (18)

معاصرین کرام

معاصرین کرام

اس باب میں حضور قبلہ عالمؒ کے ہم عصر مشائخ وصوفیا کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن کے ساتھ حضور کی ملاقات یا دیگر تعلقات سے متعلق اطلاع ملتی ہے تا کہ یارانِ تصوف پر واضح ہو کہ یہ حضرات کس قدر ایک دوسرے سے محبت فرماتے اور اخلاص ومودت سے پیش آتے جبکہ آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ صحیح معنوں میں اللہ والے تھے ان کی آپس میں محبت اور مودت فقط اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کے لیے تھی۔ پہلے دور میں بطور مثال کہا جاتا کہ ''ایک برتن میں 100 سوفقیر ہی مل کر کھا سکتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کرسکتا۔'' جبکہ آج رقابت کا دور دورہ ہے اللہ کریم اِن پاکباز لوگوں کے تصدق سے اہل طریقت کے دلوں کو اس آگ سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالویؒ: (سیال شریف) المتوفی 20 جولائی 1981ء خواجہ صاحب بڑے باکمال بزرگ تھے سلسلہ چشتیہ میں اُن کے مرتبے کا بعد میں کوئی ولی اللہ نہیں گزرا علم وفضل اور عجز وانکساری میں اپنی مثال آپ تھے مشہور ہے ''علم ہو اور تکبر نہ ہو بہت مشکل ہے'' لیکن اس دور میں ایسا عالم باللہ گزرا ہے جس کے سامنے تمام علمائے پاکستان نے سرتسلیم خم کیا لیکن ان کی منکسر المزاجی میں فرق نہ آیا۔

حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام کے بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے ملاقاتوں کا سلسلہ عرصہ بیس 20 سال پر محیط ہے اس کتاب کے پچھلے ابواب میں بھی بعض ملاقاتوں کا ذکر اپنی اپنی جگہ پر موجود ہے منگانی شریف ہجرت کے حوالہ سے اُن کا ایک فرمان جو بعد از اں اسی طرح رونما ہوا اور شیشم کے درخت کے نیچے جمعہ پڑھانے سے متعلق ارشاد باب ہجرت میں درج ہے جس میں حضرت شیخ الاسلام نے معترض کو تنبیہہ فرمائی اور ارشاد ہوا ''فقیر جہاں چاہے جمعہ پڑھائے جائز ہے یاد رکھو فقیر کے پیچھے جمعہ ادا کرنا دیگر مساجد میں جمعہ ادا کرنے سے سو درجہ افضل ہے اگر پیر کرم حسین کے پیچھے جمعہ پڑھو گے تو سو جمعہ کا ثواب ملے گا'' وغیرہ۔

حضور قبلہ عالمؒ کو بھی آپ کی ذات بابرکات سے والہانہ محبت وعقیدت تھی اکثر مجالس میں بھی ان کا ذکر خیر فرماتے رہے۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ میں حضور کی ہمراہی میں منڈی بہاؤ الدین جا رہا تھا۔ جب سیال شریف سے گزر ہوا تو حضور نے فرمایا کار کو دربار شریف کی طرف موڑلو ہم دربار شریف پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت شیخ الاسلام اکیلے بنگلہ شریف کے آگے منتظر کھڑے تھے حضور قبلہ عالمؒ کار سے جلدی میں اترے اور ان سے بغل گیر ہوئے، انہوں نے فرمایا میں آپ کے لیے ہی کھڑا تھا بعد از اں حضور نے عرض کی جناب ہم تو لنگر کھانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں انہوں نے فرمایا میں ابھی گھر سے تیار کروا دیتا ہوں لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا نہیں ہم وہ لنگر کھائیں گے جو درویشوں کے لیے تیار ہے فوراً ایک دو آدمی لنگر کی روٹیوں پر دال رکھ کر لے آئے جو حضور واپسی پر کار میں تناول فرماتے

آئے۔ ابتداء میں کئی بار بس میں بھی ملاقات ہو جایا کرتی برادرم پیر جاوید اقبال بیان کرتے ہیں ایک دفعہ سرگودھا سے حضور بس میں سوار ہوئے تو حضرت شیخ الاسلام کافی سارے درویشوں کے ساتھ پہلے ہی براجمان تھے لہذا انہوں نے اپنے ساتھ والی سیٹ پر حضور کو بٹھایا اور سیال شریف تک بڑی راز و نیاز کی باتیں کرتے آئے۔

میرے عمِ محترم قبلہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب کی شادی پر حضور نے حضرت شیخ الاسلام کو بھی مدعو فرمایا لیکن تونسہ شریف سے کسی حکم نامہ کے سلسلہ میں انہیں وہاں جانا پڑا اور شمولیت کے لیے اپنے برادرِ خورد جناب خواجہ غلام فخر الدین صاحب کو بلوآنہ شریف بھیجا اور وہ بارات کے ساتھ تشریف لے گئے جب بارات اڈا چنڈ بھروآنہ کے نزدیک پہنچی تو آگے سے حضرت شیخ الاسلام کی گاڑی آ رہی تھی حضور بھی گاڑی سے اتر آئے بڑی محبت سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا۔"میں خود شادی پر حاضر ہونے کے لیے تیار تھا اور پیرزادہ صاحب کی بارات کے ساتھ جانا چاہتا تھا لیکن پیر خانے سے حکم آ گیا وہاں حاضری کے لیے جا رہا ہوں اس لیے جناب کے پاس غلام فخر الدین کو بھیجا ہے تا کہ میری حاضری ہو جائے حضرت شیخ الاسلام عجز و انکساری میں اپنی مثال آپ تھے۔شیرِ پنجاب مولانا قطب الدین صاحب علیہ الرحمہ کی فاتحہ خوانی پر حضرت شیخ الاسلام کی باتیں حضور قبلہ عالمؒ خود بیان فرمایا کرتے تھے۔کیونکہ آپ بھی وہاں تشریف لے گئے تھے۔(یاد رہے مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ مجاز اور شیخ الحدیث مولانا عبدالرشیدی رضوی کے والدِ بزرگوار تھے) علامہ ہیبت خان سیالوی نے راقم السطور کو بتایا ہمارے گاؤں "فلوری دی جھوک" سے ایک بلوچ نے حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حضور قبلہ عالمؒ سے متعلق شکایت کی تو آپ نے اسے رُوک دیا اور فرمایا "پیر کرم حسین کامل ولی اللہ ہیں" لہذا اس کے بعد وہ شخص باز آ گیا۔

سیال شریف میں حضور قبلہ عالمؒ کا ایک نہایت مسکین درویش محمد خان بلوچ رہتا تھا جب وہ فوت ہوا تو حضرت شیخ الاسلام اس کی تعزیت کے لیے خود تشریف لے گئے۔بعض مقرب درویشوں نے عرض کی غریب نواز آپ فاتحہ خوانی پر عموماً بہت کم تشریف لے جاتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی درویش کو بھیج دیتے ہیں لیکن محمد خان کے لیے خود تشریف لے گئے۔آپ نے فرمایا "میاں! وہ ہمارے پاس ایک فقیر کی امانت تھی اس لیے خود گئے" ڈاکٹر امیر الدین سکنہ اڈا اکڑیانوالہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام اپنے ایک درویش حاجی علی بگھیلیرا کی دعوت پر تشریف لے آئے راستہ میں پانی کی وجہ سے کار پھنس گئی میرا بیٹا محمد یعقوب اپنے چند دوستوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور کار کو اس پانی سے نکالا اچانک اس کے دل میں خیال گزرا میں تو منگانی شریف بیعت ہوں۔یہاں ایسے وقت ضائع کیا حضرت شیخ الاسلام اس کے خیال سے آگاہ تھے فوراً اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا یعقوب خان! تیرا پیر بڑا سوہنا ہے لیکن یاد رکھو ہم سب ایک ہیں شک میں نہ پڑنا یہ سب فیضانِ مصطفیٰ ﷺ ہے جیسے نیچے ہر طرف پانی ہے کوئی نلکا کسی جگہ پر لگا ہوا ہے اور کوئی کسی جگہ پر۔سبحان اللہ۔

راقم السطور نے بعض احباب خاص کی زبانی سنا ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام کی مجلس میں فراخی قلب سے متعلق

گفتگو ہو رہی تھی حضور قبلہ عالمؒ بھی حاضر مجلس تھے حضرت شیخ الاسلام نے حضور سے دریافت کیا آپ کیا فرماتے ہیں لیکن حضور نے فرمایا جناب! آپ بڑے ہیں ہم آپ کی موجودگی میں کیا کہیں لیکن انہوں نے فرمایا میں آپ کی زبانی سننا چاہتا ہوں تب حضور نے فرمایا ''دل اتنا وسیع وعریض اور بڑا ہے کہ دنیا و مافیھا اور جملہ عالمین بھی اس میں اگر ڈال دیئے جائیں تو گم ہو جائیں گے اور کبھی نہ ملیں گے اس لیے کہ حدیث قدسی میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ (فیضان کرم ص 192) لہٰذا جس میں حق سبحانہ تعالیٰ سما جائے وہ حدود میں نہیں آ سکتی بلکہ لامحدود ہے حضرت شیخ الاسلام بہت محظوظ ہوئے۔

مولانا حافظ علی محمد صاحب بیان کرتے ہیں ایک روز میں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کھجوریں تناول فرما رہے تھے مجھ سے فرمانے لگے ''ایک دفعہ مجھے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ چونکہ بیمار رہتے ہیں لہٰذا کھجور کھایا کریں۔ اُس روز سے اکثر کھجور استعمال کرتا ہوں۔''

ایک روز حضور قبلہ عالمؒ فرمانے لگے ''آج شب مجھے حضرت خواجہ صاحب کی زیارت ہوئی مجھ سے الوداعی معانقہ کیا اور فرمایا ہمارا دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ پہنچا ہے آپ سے ملنے آیا ہوں نیز میرے جو مریدین آپ کے علاقہ میں ہیں انہیں آپ کے سپرد کرتا ہوں اُن کا خیال رکھنا۔''

ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اطلاع ملی حضرت شیخ الاسلام کا وصال ہو گیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام کے مبارک وعظ کی ایک کیسٹ حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پیش کی گئی جسے آپ اکثر سماعت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام کے فرزند اکبر اور سیال شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ حمید الدین صاحب بھی متعدد بار حضرت قبلہ عالم کے پاس تشریف لے آئے۔ یہاں منگانی شریف بھی آئے' جھنگ کوٹھی پر عیادت کے لیے بھی تشریف لائے علاوہ ازیں میرے بڑے بھائی قبلہ پیر اختر حسین صاحب کی شادی پر شمولیت فرمائی۔ میرے عم محترم قبلہ پیر زادہ محمد امداد حسین صاحب سے انہیں بہت لگاؤ ہے جس کا تذکرہ اکثر محافل میں بھی فرماتے رہتے ہیں ایک دفعہ قبلہ پیرزادہ صاحب برطانیہ سے تشریف لائے تو کار گھر پر نہ تھی لہٰذا بذریعہ بس سیال شریف گئے خواجہ صاحب کو ناگوار گزرا کہ آپ بس پر کیوں آئے۔ فوراً انہیں گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھا کر سرگودھا لے گئے اور ایک کار خرید کر دی کہ آپ بس پر کیوں آئے ہیں۔ جھنگ کوٹھی پر تشریف لائے تو پیر شفیع حسین کمرہ سے تصویر اتارنے لگے انہیں فرمایا تصویر ایسے نہ اتاریں میں پیرزادہ صاحب کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہوں اور آپ تصویر اتاریں اور ایسے ہی تصاویر اتاری گئیں جو لنگر شریف میں موجود ہیں۔

کئی مرتبہ قبلہ پیرزادہ صاحب کے ہاں برطانیہ ''جامعہ الکرم'' بھی تشریف لے گئے گویا دونوں طرف سے بہت محبت واخلاص ہے۔

حضرت شیخ الاسلام ہمارے حضور کے خلفاء سے بھی نہایت محبت وشفقت فرمایا کرتے خلیفہ ڈاکٹر امیر الدین

صاحب بیان کرتے ہیں بندہ کئی مرتبہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا وہ بہت کریم النفس تھے، ہمیشہ لطف و عنایت فرمایا کرتے ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو وہاں بہت رش تھا۔ اور مجھے آپ تک کسی نے پہنچنے نہ دیا۔ میں بڑا افسردہ ہوا اور مسجد میں آکر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد آپ تشریف لائے میں بھی دیگر درویشوں کے ساتھ احترام کے لیے کھڑا ہونے لگا تو فرمایا ڈاکٹر صاحب آپ بیٹھے رہیں۔ میرے پاس تشریف لیکر آئے میں نے قدم بوسی کی تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب تیرا پیر اور میں ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ یک جان دو قالب کے مترادف ہیں۔ اکثر ہمارے علاقہ میں کوئی جھگڑا یا مسئلہ پیش آتا تو آپ مجھے عنایت نامہ تحریر فرما کر اسے حل کرنے کا ارشاد فرماتے۔

خلیفہ مولانا شیر محمد قادری مہتمم دارالعلوم عطاء الاسلام اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ''میری پہلی بیعت ایک گیلانی شاہ صاحب سے تھی جب ان کی وفات ہوگئی تو میں دوبارہ بیعت ہونے کے لیے حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں سیال شریف حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا مولوی صاحب! پہلے بھی کہیں بیعت ہو میں نے ان کا نام لیا فرمایا وہ تو وہابی تھا تم اس کے مرید کیسے ہوئے میں نے عرض کی حضور غوث پاک ؓ کی نسبت کی وجہ سے فرمایا چونکہ تمہاری دلی ارادت سرکار غوث پاک ؓ سے ہے لہٰذا حضور کے سلسلہ شریف میں ہی بیعت کرو۔ میں نے عرض کی جناب! مجھے آپ ہی مرید کر لیں میں اب اور کہاں کہاں جاؤں۔ فرمایا ''تمہارے حصہ کا فیض سلسلہ قادریہ میں ہے'' لیکن جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا ''یا کریم'' کا ورد کرتے رہنا تیرا شیخ تجھے خود بلائے گا اور وہ شیخ المشائخ ہوگا۔'' میں قدرے مطمئن ہو گیا اس واقعہ کے ایک سال بعد میں جھنگ کے ایک مجذوب فقیر میاں مراد کے پاس گیا اور عرض کی دعا کریں ''میں جس شیخ کی تلاش میں ہوں وہ مجھے مل جائے'' میاں مراد نے بھی کہا ''فکر نہ کرو جلدی ملاقات ہو جائے گی'' بعد ازاں میں کئی صوفیاء سے ملا لیکن میرا دل مطمئن نہ ہوا۔ ایک دفعہ میں اور ماسٹر مانک خان اپنی برادری کے ہاں چک کھسر جا رہے تھے جب دربار شریف کے نزدیک سے گزرے تو ماسٹر مانک خان نے کہا یہ میرے پیر کا آستانہ ہے میں حضور کی خدمت میں سلام عرض کر لوں پھر آگے چلیں گے۔ میں نے کہا میں یہاں سائیکلوں کے پاس کھڑا ہوں تم سلام کر آؤ حضور قبلہ عالم ؒ سامنے جلوہ افروز تھے ماسٹر مانک حاضر خدمت ہوا تو حضور نے پوچھا تیرے ساتھ کون ہے عرض کی جناب! میرا رشتہ دار ہے فرمایا اسے بھی بلاؤ ماسٹر صاحب نے عرض کی جناب وہ مولوی آدمی ہے حضور نے فرمایا یہ مولوی ہمارا ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرما کر مجھے بلایا میں حاضر خدمت ہوا تو میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب ''عوارف المعارف'' میں پڑھا تھا ''ولی کامل حق سبحانہٗ تعالیٰ کا آئینہ ہوتا ہے'' الانسان مرات الرحمۃ میرا یقین تھا کہ ولی سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے۔

لہٰذا میں نے حضور کی دست بوسی کرنے سے پہلے دل میں یہی خیال کیا اور دستِ انور کی پشت کو غور سے دیکھا بس پھر کیا تھا حضور قبلہ عالم ؒ نے اپنا دوسرا ہاتھ میرے ماتھے پر رکھا اور فرمایا ''مولوی صاحب! خدا چمڑیوں سے نظر نہیں آتا کچھ تم ہمت کرنا کچھ ہم کریں گے مسئلہ حل ہو جائے گا۔'' حضور نے میرے دل کی بات فرما دی میں قدم بوس ہوا اور عرض کی حضور

میں نے سب کچھ دیکھ لیا۔ میری شقاوت سعادت بن گئی اور کرم سے رب کریم دیکھ لیا۔

الغرض حضرت شیخ الاسلام کا فرمان حرف بحرف پورا ہوا۔ ایک تو مجھے حضور نے خود بلایا اور دوسرا شیخ کامل نصیب ہوا۔ سبحان اللہ۔

حضرت سید غلام محی الدین گیلانی المعروف حضور بابو جیؒ (گولڑہ شریف) المتوفی 21 جون 1974ء

حضور قبلہ عالم کو حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہؒ اور قبلہ بابو جی کے ساتھ ایک خاص قلبی لگاؤ تھا۔ آپ کئی دفعہ گولڑہ شریف تشریف لے گئے اور حضور بابو جی سے ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے۔ قبلہ بابو جی آپ کے نام سے نہایت محظوظ ہوتے جب آپ قبلہ بابو جی کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ فرماتے "پیر کرم حسین آئے ہیں آج تو کرم حسین ہے" یعنی سیدنا امام حسینؓ کا کرم ہے حضور قبلہ عالمؒ اکثر مجالس میں بھی قبلہ بابو جی کا ذکر خیر فرمایا کرتے اور ارشاد ہوتا "موجودہ دور میں اگر کسی نے صحیح معنوں میں کوئی عاشقِ رسولؐ دیکھنا ہو تو قبلہ بابو جی کو دیکھ لے" قبلہ بابو جی کے پوتے اور آپ کی اولاد میں سے مشہور شخصیت جناب پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی کا فارسی کلام حضور بہت پسند فرماتے۔

راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب جب پہلی مرتبہ "قدوۃ الاولیاء سیمینار" پر لاہور گئے تو پیر نصیر الدین نصیر بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے ابھی ہم اُن کی طرف ملاقات کے لیے آ رہے تھے کہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا "آپ لوگوں سے اپنوں کی خوشبو آ رہی ہے" اور بڑی محبت سے معانقہ فرمایا میرے قبلہ محترم پیر زادہ امداد حسین صاحب کے ہاں برطانیہ میں ان کے ادارہ "جامعہ الکرم" بھی ایک مرتبہ تشریف لے گئے۔

قدوۃ الاولیاء حضرت پیر سید طاہر علاء الدین گیلانیؒ (لاہور) المتوفی۔ 7 جون 1991ء

آپ ہمہ پہلو شخصیت کے حامل ولی اللہ اور بغداد شریف درگاہِ غوثیہ کے سجادہ نشین حضرت نقیب الاشراف سید نا محمود حسام الدین گیلانیؒ کے چھوٹے فرزند ارجمند تھے۔ 1956ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور کوئٹہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کو اللہ کریم نے حسن ظاہری و باطنی سے وافر حصہ عطا فرمایا اس ظاہری و باطنی جمال اور تقویٰ وطہارت کے کمال نے آپ کو عوام و خواص کا مرجع بنایا۔ آپ کی ذات میں قدرت نے وہ تمام خوبیاں اکٹھی کر دیں جن کی وجہ سے ہمیشہ آپ مشائخ وعلماء کی محبت وعقیدت کا مرکز رہے۔

ہمارے آباؤ اجداد کی بارگاہِ غوثیہ سے محبت وعقیدت بطور مثال ہے ہمارے گھر کا غوثیہ سے والہانہ محبت ہمارے خون میں شامل ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ آپ کا ذکر خیر اپنی مجالس میں بڑی محبت وعقیدت سے فرمایا کرتے ارشاد ہوتا "موجودہ زمانہ کے اولیاء اللہ میں پیر سید طاہر علاء الدین گیلانی بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں" ایک دفعہ حضور قبلہ عالم نے ارادہ فرمایا کہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کو پندرہ دن کے لیے اُن کی خدمت میں کوئٹہ بھیجا جائے۔ فوجی شیر خان بلوچ ان دنوں وہیں ہوا کرتا تھا حضور قبلہ عالمؒ نے اس کے ذریعے ایک خط اس مقصد کے لیے ارسال فرمایا حضرت قدوۃ الاولیاء نے

اس کا جواب خود تحریر فرمایا اور حضور قبلہ عالمؒ کو لکھا ''میں آج کل بیمار ہوں اور علاج کے لیے بیرونِ ملک جا رہا ہوں واپس پہنچ کر آپ کو مطلع کروں گا لہٰذا صاحبزادہ صاحب ابھی نہ آئیں'' مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد یکے بعد دیگرے حضور قبلہ عالمؒ اور حضرت قدوۃ الاولیاء اس دارِ فانی سے حیاتِ جاودانی کی طرف تشریف لے گئے یعنی 2 جون 1991ء کو حضور قبلہ عالمؒ کا وصال ہوا اور صرف چار دن بعد 7 جون کو حضرت قدوۃ الاولیاء وصال فرما گئے۔

راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کئی مرتبہ لاہور میں ادارہ منہاج القرآن کی طرف سے ''قدوۃ الاولیاء سیمینار'' میں مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن حضرت علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی دعوت پر حاضر ہوئے وہاں حضرت قدوۃ الاولیاء کے دونوں بڑے صاحبزادگان سید محمود محی الدین اور سید عبدالقادر جمال الدین دامت برکاتہم العالیہ سے بھی ملاقات ہوتی رہی۔

شمس الملت حضرت سید پیر نور حسین شاہ جماعتیؒ (علی پور شریف) المتوفی 1979ء آپ امیرِ ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور ان کے بعد دوسرے سجادہ نشین تھے۔ آپ حلیم الطبع، خوش مزاج اور جمالِ ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ ہمارے علاقہ میں آپ کے بہت مرید تھے لہٰذا سال میں ایک دفعہ تو ضرور تشریف لاتے یہیں سے حضور قبلہ عالمؒ سے تعارف اور ملاقات کا آغاز ہوا۔ جو ایک عرصہ پر محیط ہے۔ بعض امور پر کبھی کبھی خط و کتابت بھی ہو جاتی حضور قبلہ عالمؒ آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے۔ راقم السطور سے حضرت شمس الملت کے ایک خادم مولوی صاحب نے بیان کیا مجھے ایک مسئلہ درپیش تھا میں بطور سفارش حضرت شمس الملت کا خط حضور قبلہ عالمؒ کے نام لایا۔ حضور نیر مسئلہ کے لیے خود تشریف لے گئے اور اسے حل فرمایا یعنی اس قدر ایک دوسرے کے درمیان قلبی لگاؤ تھا۔ ایک روز حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آج شب خواب میں پیر نور حسین شاہ علی پوری تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا ''میرا دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے اس لیے آپ سے ملنے آیا ہوں۔ دیگر میرے جو مریدین آپ کے علاقہ میں ہیں انہیں آپ کے سپرد کرتا ہوں میرے بعد ان کا خیال رکھنا'' اسی روز اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت شمس الملت کا وصال ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں آپ کے برادرزادے اور علی پور شریف کے تیسرے سجادہ نشین جوہرِ ملت حضرت سید پیر اختر حسین شاہ جماعتی کے ساتھ بھی مختلف مقامات پر حضور قبلہ عالمؒ سے ملاقات کی اطلاع ملتی ہے۔

غزالی زماں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی ملتانیؒ (عیدگاہ ملتان) المتوفی 4 جون 1986ء حضور قبلہ عالمؒ کی آپ سے کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران ملتان میں آپ کی زیرِ صدارت ایک عظیم الشان جہاد کانفرنس ہوئی حضور قبلہ عالمؒ بھی تشریف لے گئے حضور فرمایا کرتے ''دورانِ خطاب کاظمی شاہ صاحب نے غزوۂ ہند سے متعلق نسائی شریف کی مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ پڑھیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَاِنْ اَدْرَکْتُهَا اَنْفِقْ فِیْهَا نَفْسِیْ وَ مَالِیْ

فَاِنْ اُقْتَلْ كُنْتَ مِنْ اَفْضَلِ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ اَرْجِعْ فَاَنَا اَبُوهُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ مسلمان ہندوستان میں جہاد کریں گے اگر وہ جہاد میری موجودگی میں ہوا تو میں اپنی جان اور مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں سب سے افضل ترین شہداء میں سے ہوں گا اگر میں زندہ رہا تو میں وہ ابو ہریرہ ہونگا جو عذاب جہنم سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِيْ اَحْرَزَهُمَا اللهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ" تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ" تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

(سُنن نسائی جلد دوم ص 336 مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

سیدنا ثوبانؓ جو کہ رسول اکرم ﷺ کے غلام تھے راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے بچائے گا ان میں سے ایک ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگا۔

بعد ازاں جہاد میں شمولیت کے حوالہ سے اعلان ہوا تو پورے مجمع میں ہر طرف ہاتھ ہی ہاتھ کھڑے نظر آئے چونکہ میری نشست ان کے نزدیک ہی تھی میں نے بھی جہاد میں شامل ہونے کے لیے ہاتھ کھڑا کیا۔ آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میری طبیعت کے پیش نظر فرمایا۔ آپ صرف دُعا فرمائیں جہاد کے لیے اور بہت ہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ کی حضرت غزالی زماں سے کئی ملاقاتیں ہوئیں بعض دفعہ بابا جی سید مستان شاہ مدنیؒ بھی ساتھ ہوتے۔

حضور قبلہ عالمؒ جب عمرہ شریف سے واپسی پر ملتان تشریف لائے تو بابا جی سید مستان شاہ مدنیؒ کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت غزالی زماں کی طبیعت آج کل ناساز ہے۔ لہذا حضور قبلہ عالمؒ آپ کی عیادت کے لیے بابا جی سید مستان شاہ مدنیؒ، خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ اور حاجی گلشیر احمد کی معیت میں ان کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے بظاہر کوئی اطلاع نہیں تھی لیکن انہوں نے خاص نور فراست سے اپنے ایک صاحبزادے کو پہلے ہی گیٹ پر کھڑا کیا ہوا تھا کہ فلاں رنگ کی گاڑی میں ایک بزرگ تشریف لا رہے ہیں حضور پہنچے تو صاحبزادہ صاحب کا سہارا لے کر حضرت غزالی زماں خود استقبال کے لیے تشریف لائے بڑی محبت و عقیدت سے ایک دوسرے سے معانقہ فرمایا حضرت غزالی زماں بھی حضور قبلہ عالمؒ کی طرح کسر نفسی میں اپنی مثال آپ تھے بعد ازاں کافی دیر تک محفل رہی۔ حضور قبلہ عالمؒ اپنی مجالس میں آپ کا ذکر خیر نہایت محبت سے فرمایا کرتے حضرت غزالی زماں کے صاحبزادے حضرت سید حامد سعید کاظمی اکثر قبلہ عم محترم پیر زادہ محمد امداد حسین صاحب کے ہاں برطانیہ جامعہ الکرم کی سالانہ تقریب میں تشریف لے جاتے ہیں اور خطاب بھی فرماتے ہیں۔

ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (بھیرہ شریف) المتوفی 7 اپریل 1998ء حضرت ضیاء الامت کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ علم و فضل میں جتنے بلند مرتبہ پر فائز تھے اتنے ہی متواضع اور منکسر المزاج

تھے۔حضور قبلہ عالمؒ سے آپ کی ملاقات کا سلسلہ ایک عرصہ پر محیط ہے غالباً 1963-64ء میں حضور نے اپنے ذہین وفطین چھوٹے بھائی پیرزادہ امداد حسین صاحب کو دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف داخل کروایا قبلہ پیرزادہ صاحب نہ صرف آپ کے قابلِ فخر شاگرد رشید ہیں بلکہ خلیفہ مجاز بھی ہیں یوں اس تعلق کے باعث مزید قرابت اور ملاقاتیں بڑھیں اور حضور قبلہ عالمؒ کے وصال تک تقریباً ستائیس 27 برس کا عرصہ مختلف اوقات میں سلسلہ ملاقات جاری رہا۔حضرت ضیاء الامت کئی مرتبہ بلوآنہ شریف اور بعدازاں منگانی شریف بھی تشریف لائے۔قبلہ پیرزادہ صاحب کی شادی پر آئے تو ان کی بارات کے ساتھ بھی گئے۔پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں 1982ء کا واقعہ ہے میں دربار شریف پر موجود تھا کہ حضرت ضیاء الامت تشریف لے آئے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں اطلاع بھیجی گئی حضور تشریف لائے اور بڑی محبت سے معانقہ فرمایا۔دونوں حضرات ایک دوسرے کا بہت ادب واحترام فرمایا کرتے تھے حضور ضیاء الامت نے فرمایا جھنگ سے گزر رہا تھا سوچا آپ سے ملتا جاؤں کچھ دیر محفل جمی رہی اور پھر وہ تشریف لے گئے۔حضور قبلہ عالمؒ کئی مرتبہ بھیرہ شریف تشریف لے گئے علاوہ ازیں لاہور اور اسلام آباد میں بھی ملاقات ہوتی رہی ان ملاقاتوں میں دونوں طرف سے مہر ومحبت اور ادب واحترام کا بے مثال مظاہرہ ہوتا حضرت ضیاء الامت ہمیشہ حضور قبلہ عالمؒ کو الوداع کرنے کے لیے گاڑی تک خود تشریف لاتے اور جب تک حضور روانہ نہ ہوتے آپ وہیں کھڑے رہتے راقم السطور کے ماموں جان خلیفہ میاں نذیر احمد قادری بتاتے ہیں ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ اسلام آباد میں درویش محمد رمضان لائن سپرنٹنڈنٹ کے ہاں تشریف فرما تھے اچانک فرمایا آؤ پیر کرم شاہ صاحب سے مل آئیں۔ہم دو چار آدمی حضور کے ساتھ کار میں سوار ہوگئے ان کی رہائش گاہ پر پہنچے اور اندر اطلاع کی تو وہ خود باہر تشریف لائے حضور کی طبیعت ان دنوں کافی کمزور تھی لہذا حضرت ضیاء الامت ہی آپ کو سہارا دے کر اندر کمرہ میں لائے حضور کو چارپائی پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھنے لگے۔تو حضور کھڑے ہوگئے اور فرمایا اگر آپ نیچے بیٹھیں گے تو میں بھی نیچے بیٹھوں گا جب تک میرے پاس چارپائی پر نہیں بیٹھیں گے میں بھی نہیں بیٹھوں گا آخر دونوں اکٹھے بیٹھ گئے وہ بھی حضور قبلہ عالمؒ کی طرح بہت متواضع تھے کچھ دیر بات چیت ہوتی رہی آخر وہ خود آپ کو گاڑی میں بٹھا کر واپس ہوئے۔

پیرزادہ صاحب کی بیٹی کا انتقال ہوا تب بھی آپ فاتحہ خوانی کے لیے منگانی شریف آئے ایک دفعہ سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر میں بھی حضور کی عیادت کے لیے تشریف لائے اس موقع کی یادگار تصاویر اب بھی دربار شریف پر موجود ہیں۔

میرے بڑے بھائی قبلہ پیر اختر حسین صاحب کی شادی پر بھی آپ تشریف لائے اور خطبہ نکاح خود پڑھایا۔جب آپ رخصت ہونے لگے تو حضور قبلہ عالمؒ علالت اور کمزوری کے باوجود آپ کو الوداع کرنے کے لیے کھڑے ہوئے وہ منظر آج بھی میری نظروں کے سامنے ہے حضرت ضیاء الامت اپنے دونوں ہاتھ بار بار حضرت قبلہ عالم کے سینہ مبارک پر پھیرتے اور جواباً حضور انہیں اپنے سینہ پر پھیر لیتے اور بڑی پرلطف باتیں فرماتے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے مکتوبات عالیہ "ابر کرم" میں حضرت ضیاء الامت کے نام ایک خط بھی موجود ہے جو حضور نے

اپنے ایک مرید زادے کو بھیرہ شریف میں داخل کروانے کے لیے تحریر فرمایا۔ خط لے کر جانے والے مولوی منیر احمد سکنہ محلّہ فیض آباد منڈی بہاؤالدین بیان کرتے ہیں دارالعلوم میں داخلہ کا وقت گزر چکا تھا لیکن آپ نے انچارج صاحب سے فرمایا بیشک داخلے مکمل ہو چکے ہیں لیکن جانتے ہو یہ خط کس ہستی کا ہے اب جس طرح بھی ہو اس لڑکے کو ضرور داخل کرنا ہے اور مجھے داخلہ مل گیا۔

حامداً وّمصلّیاً باسمہ تعالیٰ

عالی جاہ بیکس پناہ پیر محمد کرم شاہ مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

بعد از بصد عجز و نیاز فقیر عرض گزار ہے کہ جسمانی کمزوری کے باعث آستانہ عالیہ کی حاضری سے معذور ہے حامل عریضہ ہذا میرا عزیز ہے۔ اس کو جناب کی خدمتِ اقدس میں بھیج رہا ہوں اگر مدرسہ میں داخلہ کی گنجائش ہو تو کرم بخشی فرمائیں۔ کوشش کروں گا گرمیوں میں خود در اقدس پر حاضر ہو کر نیاز حاصل کر سکوں انشاء اللہ العزیز زیادہ حد آداب گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر محمد کرم حسین قادری منگانی شریف۔ جھنگ

4 رمضان المبارک 90 - 3 - 31

دورِ حاضر میں رہبرانِ امت کے لیے یہ خط ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتا ہے پہلے مشائخ کس قدر آپس میں مہر و محبت اور ادب و احترام ملحوظِ خاطر رکھتے اور کسرِ نفسی کا یہ عالم ہوتا کہ اپنے مخاطب کے سامنے ہمیشہ مسکینی کا اظہار کرتے جبکہ اب تو ''ہمچو ما دیگرے نیست'' والا معاملہ ہے۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب بھی کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے خصوصاً جب قبلہ پیرزادہ امداد حسین صاحب برطانیہ سے تشریف لاتے تو وہی ان کے ساتھ بھیرہ شریف جاتے۔ وہ اکثر حضرت ضیاء الامت کی محبت بھری باتوں کا ذکر اپنی محافل میں فرماتے رہتے ہیں راقم السطور کو بھی آپ سے کئی مرتبہ نیاز حاصل ہوا۔ آخری مرتبہ جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو حاجی احمد بخش، مہر اسلام، چوہدری منیر اور مولوی شاہد بھی ہمراہ تھے آپ ان دنوں کافی علیل تھے مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور بڑی محبت سے ملے بعد ازاں فرمایا میرے پاس ہی چارپائی پر بیٹھو میں نے آپ کے مقام و احترام کے پیشِ نظر عرض کی جناب! میں نیچے ہی بیٹھوں گا لیکن آپ نے اصرار کیا اور فرمایا ''میں بیمار ہوں اگر آپ نیچے بیٹھیں گے تو مجھے بھی نیچے بیٹھنا پڑے گا اور میں نیچے بیٹھ نہیں سکتا لہذا میری بیماری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میرے پاس بیٹھیں'' لہذا میں آپ کے ساتھ ہی چارپائی پر بیٹھ گیا تمام خیر و عافیت دریافت کی اور فرمایا۔ ''آپ کے حضرت والد صاحب علیہ الرحمہ ہمہ صفت موصوف شخصیت تھے میں نے ان جیسے اولیاء اللہ بہت کم دیکھے ہیں'' اور بڑی محبت و شفقت فرمائی جب میں رخصت ہونے لگا تو کمزوری اور علالت کے باوجود کھڑے ہو کر ملے اور نہایت

رخصت کیا سبحان اللہ علم و معرفت کا نیر تاباں اور یہ کسر نفسی آپ اپنے شیخ کریم حضرت شیخ الاسلامؒ کا عکسِ جمیل تھے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے خلیفہ مجاز جناب پیر سید رفاقت علی شاہ کاظمی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ''ہم ایک مرتبہ کافی پیر بھائی جن میں چوہدری اللہ رکھا، بھائی فاروق، وارث علی، عبدالرشید اور منور حسین بھی شامل تھے دربار شریف پر حاضری دے کر واپس اسلام آباد جا رہے تھے۔ ان دنوں قاضی حسین احمد نے حکومت کے خلاف دھرنا دیا ہوا تھا لہذا پولیس نے ہمیں ملک وال سے آگے روک لیا کہ گاڑی آگے لے جانا منع ہے چنانچہ ہم سب بھیرہ شریف چلے آئے اور حضرت ضیاء الامت سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے آپ ان دنوں کافی علیل تھے بولتے بھی کم تھے مجھ سے دریافت کیا آپ کہاں سے آئے ہیں میں نے عرض کی منگانی شریف سے۔ بس پھر کیا تھا ابھی یہ الفاظ میرے منہ میں تھے کہ ہمیں معلوم بھی نہ ہوا اور آپ چارپائی سے اُتر کر نیچے ہمارے ساتھ بیٹھ گئے ہم نے بے حد اصرار کیا کہ آپ اوپر ہی تشریف رکھیں لیکن انہوں نے فرمایا ''آپ جہاں سے تشریف لائے ہیں مجھے وہاں کا بہت احترام ہے'' اور بڑے خلوص و محبت اور خصوصی شفقت سے ہمیں نوازا۔

حضرت ابو انیس محمد برکت علی لدھیانویؒ (المستفیض دارالاحسان دالووال) المتوفی، 26 جنوری 1997ء

آپ کا شمار موجودہ دور کے اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے حضور قبلہ عالمؒ آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے۔ حضور کی آپ سے ملاقات بھی ہوئی میاں سعید احمد (گارڈ محکمہ جنگلات) بیان کرتے حضور قبلہ عالمؒ کے حکم پر میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت باباجی کے فرزند ارجمند میاں محمد انورؒ سے میری دوستی تھی۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ میری دعوت پر تشریف لائے تو مجھے ساتھ لے کر حضرت باباجی کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے جب ہم دارالاحسان پہنچے تو آپ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے حضور قبلہ عالمؒ کو دیکھتے ہی لکھنا بند کر دیا اور کچھ فاصلہ آگے بڑھ کر حضور سے معانقہ فرمایا پھر اکٹھے بیٹھ گئے اور کافی دیر سلسلہ گفتگو جاری رہا آخر میں حضور قبلہ عالمؒ نے دُعا کے لیے فرمایا تو ارشاد ہوا پہلے آپ میرے لیے دُعا فرمائیں پھر میں آپ کے لیے دعا کروں گا لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے اصرار کیا تو فرمایا ''جناب! میں دیکھ رہا ہوں بڑے بڑے اکابر مشائخ قادریہ آپ کے کندھوں پر جلوہ افروز ہیں بھلا میں کیسے آپ کے لیے دعا کروں لہذا پہلے آپ میرے لیے دُعا فرمائیں'' آخر پہلے حضور قبلہ عالمؒ نے دعا فرمائی اور بعد میں انہوں نے دعا فرمائی دونوں حضرات کے درمیان کمال محبت و عقیدت دیکھنے میں آئی بعد ازاں حضرت باباجی آپ کو الوداع کرنے کے لیے گاڑی تک خود تشریف لائے اور جب تک حضور قبلہ عالمؒ رخصت نہ ہوئے آپ کھڑے رہے۔

حضور قبلہ عالمؒ بعض لوگوں کو بھی ان کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ ایک درویش (نام لینا مناسب نہیں سمجھتا) نے فقیری سے متعلق حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا ابھی صبر کرو اور ہماری مجالس میں رہو یہ نعمت بھی مل جائے گی لیکن اس کے پاس اس قدر ٹائم نہیں تھا جب اصرار کیا تو فرمایا پھر صوفی برکت علی صاحب کے پاس چلے جاؤ شاید جلدی مقصد حاصل ہو سکے اس نے خود مجھے بتایا جب میں حضرت باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی آپ نے

فرمایا "جاؤ میاں! وہی حضرت یہ نعمت مفت تقسیم کر رہے ہیں ہمارے ہاں اس قدر ارزاں نہیں" اور فوراً رخصت کر دیا حالانکہ میں نے ابھی مدعا تک عرض نہ کیا تھا آپ بڑے صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔

راقم السطور نے کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری دی اور نیاز حاصل کیا آپ بڑی محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کے آستانہ شریف کے نزدیک ہی دالووال گاؤں میں ہمارے ایک پیر بھائی نے دعوت کی حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے فرمایا مجھے حضور قبلہ عالم نے آپ سے ملاقات کے لیے فرمایا تھا لہذا حاضری بھی ہو جائے گی و دعوت پر تشریف لے گئے راقم السطور اور کافی سارے درویش بھی ہمراہ تھے۔ دعوت سے فارغ ہو کر ہم حضرت بابا جی کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ حالانکہ پیشگی کوئی اطلاع نہیں تھی لیکن انہیں نورِ فراست سے معلوم تھا۔ چند درویش وہاں الرٹ کھڑے تھے جونہی گاڑیوں سے ہم اُترے ایک درویش نے آ کر پوچھا جھنگ سے پیر صاحب آ گئے ہیں درویشوں نے اثبات میں جواب دیا تو وہ جلدی سے برآمدہ کی طرف گیا اور وہاں پر موجود ایک اور صاحب کو بتایا انہوں نے قرآن محل میں اطلاع کی ابھی ہم برآمدہ میں ہی پہنچے تھے کہ حضرت بابا جی بھی ویل چیئر پر اندر سے تشریف لے آئے۔ بڑی محبت سے ہم سب نے دست بوسی کی آپ بار بار اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیتے اور ہم نے کئی مرتبہ دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ بعد میں وہاں پر موجود لوگوں نے بتایا حضرت بابا جی کی آپ حضرات سے خصوصی محبت ہے جو بار بار اپنا ہاتھ بڑھا دیتے ورنہ یہ تو ایک بار بھی کسی کو ہاتھ نہیں چومنے دیتے۔

حضرت بابا جی نے ہم سے خیریت دریافت فرمائی اور بار بار یہی فرماتے "اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے" آپ بہت آہستہ بولتے تھے پھر حضرت اخی قبلہ سے دریافت فرمایا ہمارے لائق کوئی خدمت ہو انہوں نے عرض کی صرف زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ بڑے خوش ہوئے پھر غالباً میاں نجیب اللہ کو اپنی طرف اشارہ کرتے فرمایا "پیر صاحب سے کہیں ہم نے قرآن محل بنایا ہے اگر دیکھنا چاہیں تو دیکھیں" انہوں نے حضرت اخی قبلہ سے عرض کی اور ہم سب قرآن محل دیکھنے کے لیے اندر چلے آئے وہاں پر قرآن حکیم کے ہر قسم کے نسخہ جات بڑے ادب و احترام سے رکھے ہوئے تھے ایک صاحب ہر ایک نسخہ سے متعلق تعارف کراتے رہے سب سے وزنی قرآن حکیم کی بھی زیارت کروائی ہمارے قرآن محل سے باہر آنے تک حضرت بابا جی دروازہ پر ہی رونق افروز رہے بعد ازاں دعائے خیر ہوئی اور ہم دست بوسی کرکے رخصت ہوئے۔ حضرت اخی قبلہ نے ایک درویش کے ذریعے کچھ نیاز پیش کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا "ہمارے لیے یہی عنایت ہے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔"

یہاں حضرت بابا جی کی ایک اور کرامت بھی دیکھنے میں آئی جب ہم دالووال گاؤں میں تھے اور حضرت اخی قبلہ نے آپ کی خدمت میں حاضری سے متعلق فرمایا تو ایک صاحب نے عرض کی جناب! آپ نے بابا جی سے ملنے کیا جانا ہے وہاں تو وزیر اور مشیر آتے ہیں ہر کسی کو وہ نہیں ملتے حضرت اخی قبلہ نے اسے روک دیا اور فرمایا تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے

ہمارے حضور قبلہ عالم فرمایا کرتے ان کا شمار موجودہ دور کے اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے اور مجھے حضور نے آپ سے ملنے کے لیے بھی فرمایا تھا لہٰذا وہ خاموش ہو گیا جب ہم حضرت باباجی سے رخصت ہوئے اور آخر میں وہی معترض آپ کی دست بوسی کرنے لگا تو آپ نے اس کے کان سے پکڑ کر فرمایا ''تمہیں درویشوں کے ساتھ رہ کر درویشوں سے متعلق ایسا نہیں کہنا چاہیے'' ہم سب نہایت محظوظ ہوئے کہ حضرت باباجی نے کیا خوب اسے تنبیہہ فرمائی ہے۔

حضرت خواجہ غلام سدید الدین مرولویؒ (معظم آباد) المتوفی 23 فروری 1989ء آپ حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی کے پوتے اور خانقاہ مرولہ شریف کے تیسرے سجادہ نشین تھے حضور قبلہ عالمؒ کی ملاقات آپ سے بھی ہوئی وہ اس طرح کہ چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی حضور قبلہ عالم تشریف لے جایا کرتے تھے وہاں سے معظم آباد نزدیک ہے حضور ایک مرتبہ وہاں سے مولانا حافظ عبدالغفور صاحب اور دیگر مقربین کے ہمراہ معظم آباد تشریف لے گئے اور نماز جمعہ آپ کی اقتداء میں پڑھا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے تصوف کے حوالہ سے سیر حاصل گفتگو ہوئی پھر اسم اعظم سے متعلق بھی محققانہ نکات بیان فرمائے حضور قبلہ عالمؒ کی اسم اعظم سے متعلق عارفانہ تشریح سے نہایت محظوظ ہوئے آخر بعد از نماز عصر حضور قبلہ عالمؒ وہاں سے رخصت ہوئے اور واپس چک نمبر 14 تشریف لائے حضرت خواجہ صاحب کے بڑے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ غلام حمید الدین صاحب کی ملاقات حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے مسجد نبوی میں ہوئی وہ بھی نہایت فقیر منش اور فاضل شخصیت ہیں۔

حضرت سلطان غلام جیلانیؒ (سجادہ نشین دربار حضرت سلطان العارفینؒ) المتوفی 2001ء آپ درگاہ حضرت سلطان باہو کے دسویں سجادہ نشین تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ کو حضرت سلطان العارفین سے دلی نیاز حاصل تھا حضور جب بھی وہاں سے گزرتے دربار شریف پر ضرور حاضری دیتے بقول میاں اللہ بخش درویش ایک مرتبہ حضور غالباً پانچ روز دربار حضرت سلطان العارفین پر رہے اس دوران سلطان غلام جیلانی صاحب سے بھی آپ کی ملاقات رہی وہ حضور کا بہت ادب و احترام کیا کرتے اور فرماتے ''مجھے حضرت سلطان العارفین کی بارگاہ سے آپ کی خبر گیری اور خدمت کا فرمان ہوا ہے'' حضور بھی ان سے نہایت محبت و شفقت فرمایا کرتے۔ وہ نہایت خاموش طبع اور فقیر منش آدمی تھے۔ بہت کم دربار شریف سے باہر جایا کرتے۔ آپ کے برادر زادے حضرت سلطان عبدالمجید صاحب بھی حضور قبلہ عالمؒ سے بہت محبت رکھتے دربار شریف قیام کے دنوں میں اکثر بعد از نماز عصر حضور کی رہائش گاہ پر تشریف لے آتے۔ اور کافی دیر تک وہیں چٹائی پر حضور کے ساتھ بڑی پُر لطف باتیں کرتے۔ کئی بار وہیں اکٹھے کھانا بھی تناول فرماتے وہ بھی حضور کی طرح نہایت متواضع ہیں۔

علامہ ڈاکٹر فرید الدین صاحب قادریؒ (جامعہ فریدیہ جھنگ) آپ کی حضور قبلہ عالمؒ سے کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے۔ آپ مشہور مفسر و مفکر علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے والد بزرگوار، نامور طبیب، خطیب اور فقیر منش آدمی

تھے اکثر جھنگ میں اور دیگر مقامات پر بھی ملاقات کا سلسلہ رہا دونوں اطراف سے اخلاص و محبت کا تعلق ہمیشہ برقرار رہا حضور قبلہ عالمؒ آپ کی تعریف فرمایا کرتے غالباً پہلی ملاقات جھنگ میں ہوئی تھی۔ حضور فرماتے شیر پنجاب مولانا قطب الدین علیہ الرحمتہ کے جہلم پر کافی علماء نے خطاب یا لیکن ڈاکٹر فرید الدین صاحب کا خطاب لاجواب تھا حضور ان کی تقریر کے بعض نکات بھی بیان فرمایا کرتے۔ ہم اکثر عرض کرتے عصر حاضر میں علامہ طاہر القادری صاحب کا خطاب لاجواب ہوتا ہے۔ تو حضور فرماتے میں نے ان کے والد کی تقریریں سُنی ہیں وہ بھی بڑے نامور خطیب تھے۔

مفکر اسلام مفسرِ قرآن حضرت العلامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

دنیائے اہل سنت میں اعلیٰ حضرت بریلویؒ کے بعد جس قدر خدمات علامہ طاہر القادری صاحب نے سرانجام دیں وہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ میرے خیال کے مطابق اس وقت برصغیر پاک و ہند میں آپ کے پایہ کا اور کوئی عالم دین نہیں۔

علامہ صاحب کے خطبات حضور بڑے شوق سے سماعت فرماتے کئی مرتبہ جلسہ میں بھی تشریف لے گئے لیکن مسلسل علالت کے پیش نظر جلسہ گاہ کے نزدیک ہی کار کھڑی کروا دیتے اور خطاب سنتے۔ رش اور مجمع میں گرد و غبار سے دمہ کی تکلیف ہوتی تھی۔

منہاج القرآن تنظیم بنی تو حضور نے اکثر و بیشتر احباب و متوسلین کو اس کا رُکن بننے کے لیے ارشاد فرمایا آپ چاہتے تھے یہ تنظیم دنیائے اہل سنت کی ترجمان ہو اور یہ بھی چاہتے تھے کہ اس میں کسی اور مسلک کا فرد شامل نہ ہو۔ ایک مرتبہ چرچ گراؤنڈ جھنگ میں جلسہ پر علامہ صاحب کا خطاب تھا حضور بنفسِ نفیس میرے بھائی قبلہ پیر اختر حسین صاحب کے ہمراہ جلسہ گاہ سے کچھ فاصلہ پر کار کھڑی کروا کر تشریف فرما رہے اور خطاب سنتے رہے واپسی پر مجھ سے بیان فرمایا "میں نے ساری عمر کسی تنظیم میں شمولیت اختیار نہیں کی ڈاکٹر فرید الدین صاحب سے راہ و ربط تھا اور علامہ طاہر القادری کے خطابات بھی سنتا رہا ہوں آج میرا خیال تھا سٹیج پر جا کر سب کے سامنے منہاج القرآن میں شمولیت کا اعلان کروں لیکن علامہ صاحب کے خطاب کے فوراً بعد فقیر سے تعلق رکھنے والے جھنگ کے بعض افراد جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں نے تنظیم میں شمولیت کا اعلان کیا لہذا میں سٹیج پر نہ گیا اور واپس چلا آیا۔ وہ مفاد پرست لوگ ہیں نہ علامہ صاحب [illegible] کے خیر خواہ ہیں اور نہ منہاج القرآن کے۔ البتہ پڑھے لکھے تمام افراد کو حضور نے منہاج القرآن میں شمولیت کے لیے پہلے ہی ارشاد فرمایا تھا۔ کراچی پی۔آئی۔اے کالونی کے بعض آفیسر پیر بھائی [illegible] صاحب [illegible] کے علاوہ [illegible] گھونکی اور دیگر اضلاع میں بھی پیر بھائیوں نے منہاج القرآن کے لیے نمایاں [illegible] تھے۔ منہاج القرآن صرف اہلسنت کی ترجمان کے طور پر متعارف ہو۔ علامہ صاحب کے سیاست میں [illegible] تھے لیکن یہ خیال نہ رکھا کہ وہ تنظیم کے ساتھ [illegible] آج علامہ صاحب سے جو [illegible] ہیں [illegible] باتیں

گے اور اس فیصلہ پر علامہ صاحب کو ایک نہ ایک دن نظر ثانی ضرور کرنی پڑے گی۔

موجودہ سیاست سے حضور نالاں تھے جہاں تک علامہ صاحب کا تعلق تھا حضور آپ کو علمائے اہلسنت کا سرمایہ سمجھتے' گھنٹوں آپ کے خطابات سماعت فرماتے اور خوب سراہتے۔ علامہ صاحب کئی مرتبہ منگانی شریف بھی تشریف لائے۔ ہم بھائیوں سے بڑی محبت فرماتے ہیں اکتوبر 1999ء کے عرس پر خطاب کے بعد سپیکر پر ہی فرمانے لگے۔ ''بھئی یہ جو گھر ہے منگانی شریف' میں اپنے آپ کو یہاں مہمان نہیں سمجھتا۔ حضرت پیر مظہر حسین صاحب اور ان کے بھائی میرے یہ سگے بھائی ہیں اور میں اپنے گھر آیا ہوں مہمان نہیں آیا۔ یہاں میں ایسا تعلق محسوس کرتا ہوں اور ان کی محبت بھی اس طرح کی ہے۔ مشن کا تعلق اپنی جگہ مگر محبت کا تعلق ایسا ہے کہ ہم بھائی ہیں۔'' علامہ صاحب کا مشہور و معروف اور پہلا پنجابی خطاب جس کا عنوان تھا ''اولیاء نال نسبت کیوں'' بھی منگانی شریف ہی عرس پر ہوا۔

ویسے بھی جھنگ آئیں تو گاہے بگاہے یہاں بھی تشریف لاتے ہیں۔ راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر مظہر حسین صاحب بھی کئی مرتبہ لاہور مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن گئے دو تین مرتبہ ''قدوۃ الاولیاء سیمینار'' کے موقع پر اور ایک مرتبہ آل پاکستان مشائخ کنونشن پر۔ علامہ صاحب سے جب بھی ملاقات ہوتی ہے بڑی محبت سے پیش آتے ہیں اور ہر بات کھل کر بیان کرتے ہیں۔ چونکہ میرا نام اور ان کا نام ایک ہے آگے میرے بیٹے کا نام بھی حسن محی الدین ہے اور ان کے صاحبزادے کا بھی یہی نام ہے ملاقات پر بڑے محظوظ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں ''آپ کے ساتھ ہماری کافی نسبتیں ہے' ایک عرصہ سے تعلق' ایک ہی شہر' ناموں کی نسبت اور خاص کر قادری سلسلہ طریقت'' آپ کے خاندان کے بیشتر حضرات خصوصاً ننھیال حضور قطب الاقطاب پیر محلویؒ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد بھی اسی بارگاہ سے فیض یاب ہیں۔

2 جون 2004ء حضور کے عرس وصال پر ختم شریف سے قبل آپ کے صاحبزادے جناب حسن محی الدین صاحب تشریف لائے اور خطاب کیا ان کا خطاب اپنے والد مکرم اور دادا بزرگوار کے خطابات کا عکس جمیل تھا تمام احباب نے بہت پسند کیا اور تحسین فرمائی۔

وہ قبلہ علامہ صاحب کے ایماء پر اپنے ساتھ حضور کے مزار شریف کے لیے ایک چادر بھی لائے اور بتایا قبلہ والد مکرم نے مجھے یہ چادر لاہور سے بھجوائی ہے کہ منگانی شریف جاؤ تو اسے مزار اقدس پر چڑھانا لہذا کافی سارے علماء و خلفاء کی ہمراہی میں چادر پوشی کی گئی۔

-5 ہم لوگ سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیتے لیکن جب علامہ صاحب اور آپ کے صاحبزادے جھنگ میں الیکشن پر کھڑے ہوئے تو باقاعدہ پیر بھائیوں اور تعلق داروں کو آپ کی حمایت کے لیے مطلع کیا گیا۔ علامہ صاحب جماعت اہلسنت کے لیے بہت گراں مایہ کام کر رہے ہیں اللہ کریم اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے تصدق سے آپ کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے ہمکنار فرمائے اور اس مقصد عظیم میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

عصرِ حاضر میں جماعت اہل سنت میں ان کے پایہ کا عالم دین اور کوئی نہیں۔علمائے اہل سنت میں اُن کا وجود غنیمت ہے۔ہمارے تمام پیر بھائی اور احباب علامہ صاحب کے مشن میں ان کے ہمنوا ہیں۔آخر میں رسالہ ''آئینہ کرم'' کے حضور قبلہ عالمؒ منگانوی نمبر'' سے علامہ صاحب کے وہ الفاظ جو پہلی مرتبہ روضہ شریف حاضری کے موقع پر فرمائے تحریر کر کے ختم کرتا ہوں ورنہ تفصیل را دفترے دیگر والا معاملہ ہے۔

''اولیائے کرام میں بیشتر حضرات گوشہ نشینی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اُن میں سے چند اولوالعزم افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو یادِ حق' متوجہ الی اللہ کے علاوہ جہادی طبیعت رکھتے ہیں۔بے شک حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری قدس سرہ العزیز کا شمار بھی اسی پاک طائفہ میں ہوتا ہے۔''

حضرت خواجہ محمد یوسف چشتیؒ (ڈمپال شریف) المتوفی 28 اکتوبر 1992ء آپ کے آباؤ اجداد حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ سے مجاز تھے۔حضور قبلہ عالمؒ کے ساتھ کافی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ آپ کی دعوت پر ڈمپال شریف عُرس پر بھی تشریف لے گئے حضور آپ کی تعریف فرمایا کرتے آپ ہمیشہ باوضو سماع سُنا کرتے تھے۔حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں۔حضور قبلہ عالمؒ ایک مرتبہ گڑھ موڑ میاں جیون علی درویش کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔رات کو وہاں محفل سماع تھی اس نے حضرت خواجہ صاحب کو بھی مدعو کیا تھا لہذا وہ تشریف لائے حضور قبلہ عالمؒ اور آپ کے مابین گہری محبت و یگانگت تھی۔ان کی طبیعت بھی حضور کی طرح کافی کمزور تھی۔رات گئے تک محفل سماع ہوتی رہی میں حضور قبلہ عالمؒ اور آپ کے ہمراہ سٹیج پر بیٹھا تھا میں نے دیکھا آپ سماع میں نہایت ساکت ہو کر بیٹھے رہے۔

حضرت خواجہ صاحب حکمت سے بھی شغف رکھتے تھے۔راقم السطور کو بچپن میں ایک عارضہ لاحق ہوا تو حضور نے مجھے انہیں کے پاس بھیجا اور ان کے تجویز کردہ نسخہ سے مجھے کافی افاقہ ہوا۔

حضرت خواجہ محمد سعد الدین المعروف شیخ صادقؒ (ڈالانوالہ موڑ) آپ کا شمار حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے حضور قبلہ عالمؒ سے کئی ملاقات کا تذکرہ ملتا ہے آپ بلوآنہ شریف کے علاوہ متعدد بار مدرسہ قرآن محل (جھنگ) بھی تشریف لاتے رہے۔بعض مقربین کے حوالہ سے خط و کتابت کی بھی اطلاع ملتی ہے۔راقم السطور سے درویش فلک شیر کھرل نے بیان کیا ہمیں ایک مسئلہ درپیش تھا جب ہم بطور سفارش ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا مجھے اس مسئلہ کے لیے پیر کرم حسین صاحب کا رقعہ بھی موصول ہوا ہے اور ہماری بھرپور اعانت فرمائی۔

آپ کے اکلوتے صاحبزادے خواجہ عبدالخالق صاحب بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اُن سے خصوصی شفقت و محبت فرمایا کرتے وہ اکثر حضور کو ''چاچا جی'' کہہ کر بُلاتے حضرت شیخ صاحب کے بعد از وصال بھی ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ ان کے آستانہ پر تشریف لے گئے۔لیکن خواجہ عبدالخالق صاحب گھر پر نہیں تھے کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے حضور کچھ

دیر وہاں رونق افروز رہے اور فرمایا ''مجھے اس ڈبہ سے بہشت کی ہوا آ رہی ہے'' خواجہ عبدالخالق اور ہمارے مابین نہایت محبت بھرا تعلق ہے اور گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

حضرت خواجہ محمد مدنی مجددی نقشبندی (وادی عزیز شریف) آپ کا شمار حضرت خواجہ نواب الدین صاحبؒ موہری شریف کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے آپ بڑے باکمال بزرگ تھے اپنے پیر و مرشد کے سلسلہ طریقت کو بہت حد تک وسعت دی آپ کے ساتھ حضور قبلہ عالم کے بڑے دوستانہ مراسم تھے حضور کئی مرتبہ آپ کے ہاں تشریف لے گئے بقول خواجہ محبوب الٰہی صاحب ہمارے حضرت باباجی کو حضور قبلہ عالمؒ سے بڑی محبت تھی۔ ایک شخص نے حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں آپ سے متعلق اعتراض کیا تو حضور نے فوراً روک دیا اور فرمایا ''میرے سامنے ان کے بارے میں کوئی بات نہ کہو وہ کامل ولی اللہ ہیں۔'' حضور قبلہ عالمؒ اور حضرت خواجہ صاحب کے مابین جو محبت بھرا تعلق تھا وہ آپ کے صاحبزادگان اور ہمارے درمیان بھی موجود ہے آپ کے دونوں صاحبزادگان منگانی شریف آتے رہتے ہیں اور ہم بھی گاہے بگاہے وہاں حاضری دیتے ہیں۔ صاحب سجادہ خواجہ محبوب الٰہی صاحب بہت نیک دل، خاموش طبع اور بڑے مہمان نواز ہیں ہمارے ساتھ بڑی گہری دوستی ہے حضرت ثانی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اور راقم السطور جب بھی مدینہ شریف حاضری کے لیے جاتے ہیں تو وہاں اکثر آپ سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے اور ایک وقت کھانے کی دعوت وہ ضرور کرتے ہیں۔ آپ سال میں کئی مرتبہ حرمین شریفین حاضری دیتے ہیں۔

حضرت باباجی سید مستان شاہ مدنیؒ (بھٹہ کالونی نزد قاسم بیلا) المتوفیٰ 10-اپریل 1997ء آپ کا شمار حضور قبلہ عالمؒ کے بہت قریبی دوستوں میں ہوتا ہے۔ عرصہ حیات تک ملاقات کا سلسلہ برقرار رہا۔ باباجی کا آبائی وطن مدینہ منورہ تھا۔ ہندوستان سے ایک بزرگ سید یعقوب علی شاہ جو غالباً حیدرآباد دکن میں رہتے تھے وہ مدینہ شریف حاضر ہوئے تو وہیں ان کے دست بیعت ہوئے۔ اور پھر پیر و مرشد کے ساتھ ہی مدینہ شریف سے ہندوستان تشریف لے آئے۔ کافی عرصہ شیخ کی خدمت میں گذارا۔ ایک مرتبہ راقم السطور سے فرمایا میرے پیر و مرشد کسی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے۔ میں نے دل میں سوچا وطن اور گھربار شیخ کے لیے چھوڑا اب وہ بھی ناراض ہو جائے تو دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ اس علاقہ میں ببر شیروں کی ایک غار مشہور تھی۔ میں اس غار کے دہانے پر آ کر لیٹ گیا۔ تاکہ وہ باہر نکل کر میرا خاتمہ کر دیں۔ کچھ دیر بعد شیر اور شیرنی دونوں غار سے باہر آئے۔ میں نے دل میں کہا کہ چلو اس زندگی کے عذاب سے تو جان چھوٹ جائے گی۔ لیکن وہ ٹھہر گئے۔ اور مجھے سونگھ کر واپس چلے گئے۔ نزدیک سے ایک دریا گذرتا تھا۔ پھر میں نے چاہا دریا میں ڈوب مروں۔ اسی نیت سے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ لیکن دریا کی موجوں نے مجھے ڈوبنے نہ دیا۔ اور باہر پھینک دیا۔ آخر تنگ آ کر شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ تو میرے پیر و مرشد سامنے کھڑے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا ''مستان شاہ! کسی کی مجال ہے جو ہماری امانت کو ہاتھ لگائے'' پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ کو ملتان جانے کا حکم ہوا۔ غالباً جو تیسری ٹرین لاہور آئی تھی

اس میں آپ ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے۔ میں نے بعض احباب خاص کی زبانی سُنا بابا جی فرمایا کرتے جب میں ہندوستان سے پاکستان آیا تو دل میں ایک تمنا تھی کہ حق تعالیٰ اپنا کوئی مقرب بندہ ملائے جس کی معیت میں زندگی کے بقیہ ایام بھی اسی ذوق وشوق میں گزر جائیں۔ ہم نے طلب مولا میں زندگی بھر نہ شادی کی نہ کوئی گھر بنایا۔ تمام عزیز واقارب اور وطن بھی چھوڑ دیا۔ ہمارے مزاج کے کسی عارف باللہ سے ملاقات ہو جائے تو زہے نصیب کچھ عرصہ بعد آخر ایک روز عالم غیب سے امر ہوا جھنگ کے علاقہ میں ایک لڑکا ہے گو اس کی عمر بہت تھوڑی ہے لیکن عشقِ حقیقی کا جوہر اس میں مادری ہے اور اپنے ہم عمر اشخاص میں اس کی مثل دنیا میں اور کوئی نہیں۔ پھر حضور کی شکل وصورت اور جائے مسکن بھی دکھایا گیا۔ وہ اس طرح کہ آپ کی ریش مبارک ابھی پیدا ہو رہی ہے۔ زلفیں کانوں کی نچلی لَو تک دراز ہیں۔ اور والدِ بزرگوار کی خانقاہ کے سامنے چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ بابا جی کے پاس جھنگ سے ایک قریشی صاحب آیا کرتے تھے۔ آپ نے انہیں حضور قبلہ عالمؒ کو تلاش کرنے کے لیے فرمایا۔ آپ کی شکل وصورت اور جائے مسکن کے متعلق بھی بتایا کہ وہ ایک خانقاہ کے سجادہ نشین بھی ہوں گے۔ قریشی صاحب جھنگ میں کئی جگہ پھرتے رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ایک دن تھانہ موچیوالہ کسی کام کے سلسلہ میں گئے تو وہاں پر کلمہ شریف کا ذکر سُنا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا یہاں نزدیک ہی سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ کا آستانہ ہے اور یہ ذکر وہیں ہو رہا ہے۔ قریشی صاحب اپنے کام سے فارغ ہو کر دربار شریف پر آئے تو بابا جی کا بتایا ہوا منظر سامنے پایا۔ حضور ابھی نوجوان تھے۔ ریش پیدا ہو رہی تھی۔ زلفیں کانوں کی نچلی لَو تک دراز تھیں۔ اور روضہ شریف کے سامنے تشریف فرما تھے۔ ہر چیز کو ہو بہو پایا۔ تو بابا جی کو مطلع فرمایا اور پہلی ملاقات جھنگ میں قریشی صاحب کے مکان پر ہوئی۔ جس کی تفصیل مائی صابرہ بی بی نے مجھے کچھ اس طرح بتائی۔ کہ بابا جی نے حضور سے پہلی ملاقات کے بارے میں فرمایا سائیں کرم حسین ابھی نَوعمر تھے۔ بمشکل بیس اکیس سال کی عمر ہوگی۔ ملاقات کچھ اس طرح ہوئی کہ ہم جھنگ قریشی صاحب کے مکان پر بالوں میں کنگھی کر رہے تھے وہ آئے اور پوچھا کیا ہو رہا ہے ہم نے کہا خدا کی کھیتی کی دیکھ بھال ہو رہی ہے۔ بس انہی الفاظ پر انہیں وجد ہو گیا۔ ہم حیران رہ گئے کہ عمر کیا ہے اور حال کیا ہے۔'' پھر وہاں سے بابا جی دربار شریف پر تشریف لائے۔ اس وقت حضور قبلہ عالمؒ نوجوان تھے اور بابا جی پر بڑھاپے کا آغاز ہو چکا تھا۔ حضور سے بابا جی کم از کم پچاس ساٹھ برس عمر میں بڑے تھے۔

پھر ملاقات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ کئی مرتبہ بابا جی مہینہ مہینہ بلوآنہ شریف رہتے۔ وہ ساری رات جاگتے رہتے البتہ دن کو ضرور قیلولہ فرماتے۔ ہمارے تمام گھر والوں سے ان کا قریبی رشتہ داروں جیسا تعلق رہا۔ ہر ایک سے بہت محبت فرمایا کرتے۔ دربار شریف کو اپنا ہی گھر سمجھتے۔ کئی مرتبہ تشریف لاتے تو حضور گھر پر نہ ہوتے تو جہاں کہیں حضور ہوتے پیچھے تشریف لے جاتے۔ منڈی بہاؤالدین بھی حضور کے ساتھ کچھ عرصہ رہے۔ حضور جھنگ ڈیرہ پر ہوتے تو بابا جی وہاں بھی کئی مرتبہ حضور کے ہمراہ رہے۔ بابا جی تشریف لاتے تو معرفت الٰہی اور ذوق وشوق کی محفلیں اپنے عروج پر ہوتیں۔ وہ

عربی فارسی اور اردو میں کلام کرتے۔ البتہ پنجابی سے نابلد تھے۔ اگر کوئی پنجابی میں بات کرتا تو حضور انہیں اردو میں اس کا مطلب سمجھاتے۔ وہ حضور کو ''سائیں جی'' کہہ کر بلاتے۔ کبھی حضور بطور مزاح فرماتے ''سائیں تو خاوند کو کہتے ہیں'' تو بابا جی نہایت محظوظ ہوتے۔

غالباً ایک دو مرتبہ حضور ان کے پیرومرشد کے صاحبزادہ صاحب سے بھی ملے وہ ہندوستان سے بابا جی کے ہاں تشریف لائے تھے۔ میں نے محمد نواز خان آہنی کی زبانی سنا وہ بھی حضور کے ساتھ گئے تھے۔ وہاں ساری رات محفل سماع رہی۔ حضور قبلہ عالمؒ منگانی شریف ہجرت کر آئے تو یہاں بھی تین چار مرتبہ تشریف لائے۔ علاوہ ازیں خط و کتابت کا سلسلہ بھی رہا۔ مجھے ایک درویش نے بتایا حضور قبلہ عالمؒ نے جب منگانی شریف ہجرت فرمائی تو بابا جی نے حضور کو ایک خط تحریر کیا۔ جو صرف ایک ہی جملہ پر مشتمل تھا۔ یعنی ''اے بُتِ رفیقہ ء منچہ شکار دارد'' حضور قبلہ عالمؒ نے خط پڑھا تو ذوق وشوق میں بے حد مسرور ہوئے۔ برادرم بیرسخی صاحب بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا جاؤ گوجرہ موڑ سے تین چار کلو گوشت لے آؤ۔ جب گوشت لایا گیا تو فرمایا اسے پکانا نہیں بلکہ گھر میں رکھ دو۔ ہم سب حیران تھے کہ منگوایا ہے لیکن پکانے کا حکم نہیں۔ رات تقریباً گیارہ بجے بابا جی بغیر کسی اطلاع کے دس بارہ مریدین کے ہمراہ تشریف لائے تو حضور نے فرمایا جو گوشت دن کو منگوایا تھا جلدی سے تیار کرو۔ میں نے ان کے لیے ہی منگوایا تھا۔ تب گھر والوں کو ماجرا معلوم ہوا۔

رات کو بابا جی نے حضور سے کہا جھنگ کے ڈھول اور دھمال ڈالنے والے بہت مشہور ہیں۔ میرا بھی دیکھنے کو جی چاہ رہا ہے۔ صبح ہوئی تو مدوکی سے درویشوں کی ایک جماعت ڈھول کے ساتھ دھمال ڈالتی ہوئی دربار شریف پر آئی کیونکہ محمد وارث موچی کے ہاں کئی بیٹیوں کے بعد بیٹا پیدا ہوا تھا لہذا وہ خوشیاں مناتے ہوئے دربار شریف پر مبارکباد عرض کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ پھر کیا تھا باہر صحن میں دو کرسیاں رکھی گئیں ایک پر حضور اور دوسری پر بابا جی بیٹھ گئے اور خوب محظوظ ہوئے۔ بابا جی اپنے مخصوص انداز میں ایک ایک روپیہ اپنی جیب سے نکالتے اور حضور کے سَر سے وار کر ڈھول والے کو دیتے بعد ازاں اکٹھے دربار حضرت سلطان باہوؒ حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ بابا جی کے ایک مرید نعت خوان جن کا مزار بھی اب وہیں پر ہے۔ نے مجھے بتایا ''حضرت بابا جی سوائے عرس کے سماع نہیں سنتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ ملتان تشریف لائے تو بابا جی نے مجھے فرمایا جاؤ قوال بُلا لاؤ۔ اور ساری رات محفلِ سماع رہی۔'' حضور قبلہ عالمؒ جب بھی ملتان تشریف لے جاتے تو بابا جی آپ کو اپنا تمام آستانہ، وہاں کا ایک ایک کمرہ اور لنگر کے برتنوں تک دکھاتے۔ انہوں نے کافی تبرکات اکٹھے کر رکھے تھے جو ان کا ذاتی شوق تھا۔ جن کی زیارات صرف مخصوص ایام میں کرواتے لیکن حضور تشریف لے جاتے تو ہر ایک چیز کھول کھول کر دکھاتے۔

خلیفہ پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ''میری موجودگی میں کئی مرتبہ بابا جی کی حضور سے ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ حضور پر عاشق تھے۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے ''سائیں کرم حسین اور ہماری ایک جان ہے اور

اس وقت دنیا میں سائیں کرم حسین سے بڑھ کر کوئی ولی اللہ نہیں'' حضور قبلہ عالمؒ بھی آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے۔ کہ ''یہ میرا بچپن کا ساتھی ہے۔'' بابا جی بہت صفائی پسند تھے۔ ہر چیز سلیقہ وقرینہ سے رکھتے۔ اپنے نظام میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہ دیتے۔ ویسے بھی مرضی کے مالک تھے۔ مرید بہت کم کرتے تھے وہ بھی زیادہ تر آخری عمر میں کئے ورنہ پہلی عمر میں تو بالکل آزاد رہے۔ پودوں اور پھولوں سے بہت لگاؤ تھا اور ان کی دیکھ بھال کا کام خود اپنے ہاتھوں سے فرماتے۔ سابق صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے ملتان کے دورہ پر ایک مرتبہ کہلا بھیجا کہ زیارت کے لیے آنا چاہتا ہوں تو بابا جی نے فرمایا اسے پیغام دینا۔ ہمارے پاس اتنا فارغ وقت نہیں کہ ہر کسی کو منہ لگاتے پھریں اور اسے آنے سے روک دیا۔

ایک واپڈا کا ایس۔ ڈی۔ او آپ کا مرید تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنا ہم منصب ساتھی مرید کروانے کے لیے آیا بابا نے اسے مرید نہ کیا اور فرمایا پھر کبھی آنا۔ جب وہ چلا گیا تو اپنے مرید ایس۔ ڈی۔ او سے خفا ہوئے کہ ہم نے تجھے مرید کر لیا شکر نہیں کرتا۔ اب ہم اور کس کس کو مرید کرتے رہیں۔ وہ بے چارہ قدموں میں گرا ہوا تھا لیکن بابا کی طبیعت میں قدرے شدت تھی۔ آخر اس نے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے معافی لے دینے کے لیے عرض کی۔ تب ان کی سفارش سے بابا جی نے معافی عنایت فرمائی۔

حضور قبلہ عالمؒ ایک مرتبہ ملتان سے گذرتے ہوئے چند درگاہوں پر حسبِ معمول حاضری کے لیے تشریف لے گئے جب غوث بہاؤ الدین زکریاؒ کے روضہ شریف سے باہر نکلے تو حضرت بابا جی بھی تانگہ پر آ گئے اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا ''آج ہم نے چھاپہ مارا ہے۔ آپ کو جلدی تھی اور بغیر ملاقات کے واپس جا رہے تھے دیکھ لیں مجھے بخار تھا اور اب بھی ہے۔ میں نے کہا آپ کو جلدی ہے تو میں ہی مل آتا ہوں اور پھر درگاہوں پر اکٹھے حاضری دی۔

حضور قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال بھی آپ منگانی شریف آئے۔ ایک مرتبہ حضور نے خواب میں حضرت اخی قبلہ سے فرمایا ''مستان شاہ! سے کہو اب ہمارے پاس آ جائے۔ دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے۔'' راقم السطور ملتان حاضر ہوا تو حضرت اخی قبلہ کا خواب عرض کیا آپ افسردہ ہو گئے اور فرمایا ''بیٹا ہم تو کب سے تیار ہو کر بیٹھے ہیں فقط امرِ الٰہی کے پابند ہیں''

بابا جی ہمارے ساتھ اپنے بچوں کی طرح پیار و محبت فرمایا کرتے تھے۔ میں ان سے ذرا ڈرتا تھا۔ لیکن حضرت اخی قبلہ ہر بات اُن سے کھل کر کہہ لیتے تھے۔ جب بھی ہم جاتے تو حضور قبلہ عالمؒ کی طرح عصا پکڑ کر آگے آگے چل پڑتے اور پورے دربار کا ہمیں چکر لگواتے' ہر ایک کمرہ دکھاتے پودے اور لنگر کے مویشیوں تک دکھاتے' پھر اپنے مخصوص کمرہ میں لے آتے اور تمام تبرکات کی زیارت کرواتے۔

ان کے حجرہ میں بہت سے بزرگوں کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ یعنی چاروں اطراف سے کمرہ میں تصاویر ہی تصاویر تھیں۔ جہاں ان کا بستر ہوتا تھا وہاں حضور قبلہ عالمؒ کی نوجوانی کی ایک تصویر جس زمانہ میں پہلی ملاقات ہوئی وہ بھی آویزاں تھی۔ حضرت اخی قبلہ نے ایک مرتبہ بابا جی سے کہا ''آپ نے تمام اولیاء اللہ کی تصاویر اوپر لگائی ہوئی ہیں اور ہمارے حضور کی نیچے والی لائن میں''

تو باباجی نے فرمایا یہ تو ہمارے دوست ہیں۔ ہم نے ان کی تصویر اپنے بستر کے ساتھ لگائی ہوئی ہے۔ رات بھر انہیں دیکھتے اور ان سے باتیں کرتے ہیں ورنہ یہ کسی سے کم نہیں ان کا مرتبہ ہم جانتے ہیں۔''

میاں سلطان محمود کٹھوڑی سکنہ میرک شریف بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ باباجی نے مجھے کہا'' پیر کرم حسین بیمار نہیں ان پر بہت بوجھ ہے' جتنا بوجھ انہوں نے اُٹھایا ہوا ہے اتنا آج کل کوئی نہیں اُٹھا سکتا'' پھر فرمایا'' جب ان کے والد بزرگوار اس دنیا سے جانے لگے تو انہوں نے اپنے متعلقین میں سب کو دیکھا لیکن نظر انہی پر ٹھہری۔ جو کچھ اُن کے پاس تھا انہی کو سونپ دیا۔ گویا ابھی چھوٹے تھے لیکن ظرف اس قدر وسیع تھا کہ سب کچھ برداشت کر گئے۔ پھر جب پیرومرشد دنیا سے سفر کرنے لگے تو ان کی نگاہِ انتخاب بھی انہیں پر آ کر رُکی۔ انہوں نے بھی اپنا سب کچھ ان کے سپرد کیا۔ حوصلہ اور ظرف کامل تھا سب کچھ برداشت کر لیا۔ لیکن جسم برداشت نہ کر سکا جو فقر کے بارِ امانت سے جل گیا۔ اب یہ زندگی بھر ہرا نہ ہوگا۔ ان جیسا عالی ظرف روز روز پیدا نہیں ہوتا۔''

حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد حضرت اخی قبلہ کا بہت احترام فرماتے۔ وہ جب بھی ملتان حاضر ہوتے ہر طرح سے ان کا خیال رکھتے۔ جو کچھ اپنے پاس ہوتا عنایت فرماتے۔ کئی دفعہ بستر' کپڑے اور دستاریں (پٹھانوں کی مخصوص پگڑیاں) بھی ساتھ دیتے۔ آخر وہ کہتے باباجی! آپ اتنا تکلف کرتے ہیں کہ میں آیا ہی نہ کروں۔ تو فرماتے یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ آپ کو نہ دیں تو اور کسے دیں۔ ایک مرتبہ حضرت اخی قبلہ کو ایک سونے کی انگوٹھی بنوا کر پہنائی تو انہوں نے بطور دِل لگی کہا بابا! یہ اصلی ہے کہ نقلی تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا'' بیٹا! ہم غوث پاکؓ کے مرید ہیں ہمارے ہاں ہر چیز اصل ہوتی ہے نقل نہیں'' حضرت اخی قبلہ جب آخری مرتبہ تشریف لے گئے تو باباجی نے اپنے پاؤں سے جوتا اُتار کر انہیں دیا اور فرمایا'' بیٹا! تمہارا گھر ہی میرا گھر ہے۔ یہ میرا جوتا وہیں رکھ دینا۔''

راقم السطور بھی ایک عرصہ باباجی کی خدمت میں حاضری دیتا رہا۔ وہ ہم سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ جب میں حاضر ہوتا تو فرماتے بیٹا! سائیں کرم حسینؒ نے آپ کو میری طرف بھیجا اور ہم نے بُلایا ہے۔'' کبھی کبھی میرے ساتھ عزیزی محمد زین العابدین ہوتا۔ اُسے بھی پیار فرماتے چومتے اور گود میں اٹھا لیتے۔ مجھے ڈر رہتا کہ بچہ ہے کہیں تنگ نہ کرے۔ تو فرماتے کوئی بات نہیں۔ اسے کھیلنے دیں جیسے چاہے کھیلے کودے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال ایک مرتبہ میں نے عرض کی'' باباجی! آپ ہمارے پاس منگانی شریف کیوں نہیں آ جاتے تو فرمایا'' بیٹا! منگانی شریف ہی میرا گھر ہے یہاں تو فقط پیرومرشد کے فرمان پر رہتا ہوں۔'' آپ نے سائیں کرم حسین کا روضہ بڑا عالی شان بنایا ہے۔ میں روزانہ وہاں جاتا ہوں۔ آپ لوگ نہیں دیکھتے۔'' میں بڑا حیران ہوا حالانکہ روضہ شریف کی تکمیل کے بعد وہ یہاں نہیں آئے تھے۔ میں باباجی کے پاس حاضر ہوتا۔ تو باتوں باتوں میں مختلف موضوعات پر اکثر فارسی اشعار پڑھتا رہتا۔ ایک روز مجھے فرمانے لگے'' بیٹا! تجھے فارسی آتی ہے۔ میں نے کہا ہم نے سکول

میں نہیں پڑھی البتہ میرا شوق ہے۔ جو فارسی اشعار پڑھتا ہوں ان کا مطلب بھی یاد کر لیتا ہوں۔ فرمایا تو ان اشعار کو بطور وظیفہ پڑھا کر تجھے فارسی خود بخود آ جائے گی۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما که هستم اسیر کمند هوا

نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

نگہدار مارا زراہِ خطا خطا در گزار و صوابم نما

اور بھی وظائف بتاتے رہتے۔ ایک مرتبہ مجھے فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بھی بطور وظیفہ کبھی کبھی پڑھ لیا کرو۔ حضرت باباجی کے وصال کے بعد بھی کئی مرتبہ حضرت اخی قبلہ اور راقم السطور آپ کے آستانہ شریف پر حاضری دے چکے ہیں۔

حضرت میاں غلام رسول صاحب نیکوکارہؒ (موضع باغ۔ جھنگ) آپ کا شمار حضور قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار (حضرت حافظ پاکؒ) کے چند قریبی دوستوں میں ہوتا ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے اس پیار و محبت بھرے سلسلہ کی خوب آبیاری فرمائی اور تاحیات اِس تعلق کو برقرار رکھا حضرت میاں صاحب کی نمازِ جنازہ بھی حضور قبلہ عالمؒ نے پڑھائی۔ آپ کے بڑے فرزند اور سجادہ نشین پیر شیر شاہ صاحب اور ایک فیض یافتہ مرید سائیں قائم دین فیصل آبادی بھی حضور کے ساتھ دلی نیاز رکھتے اور ملاقات کی اطلاع ملتی ہے حضور ایک مرتبہ فیصل آباد تشریف لے گئے کسی نے بابا قائم سائیں سے اس کا ذکر کیا تو وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور بار بار یہی عرض کرتے ''حضور! کچھ ہمیں بھی تلقین فرماتے جائیں'' آپ ان کے حال پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت پیر برکت علی صاحب بلوچؒ (کنجوانی شریف) المتوفی 17 جولائی 1973ء آپ کا شمار بھی حضور قبلہ عالمؒ کے والدِ بزرگوار (حضرت حافظ پاکؒ) کے دوستوں میں ہوتا ہے اور گاہے بگاہے ملاقات کی بھی اطلاع ملتی ہے ایک مرتبہ حضور اپنے برادرِ خورد پیر نور حسین صاحب اور میاں احمد شاہ صاحب نیکوکارہ کے ہمراہ آپ کے ہاں بستی علی آرائیں تشریف لے گئے آپ اس وقت شہتوت کے نیچے چارپائی پر دراز تھے حضور قبلہ عالمؒ کو دیکھتے ہی اٹھ بیٹھے اور بڑی محبت سے معانقہ فرمایا جب حضور نے حال احوال دریافت کیا تو فرمانے لگے ''سائیں! یہی وظیفہ کر رہا ہوں دعا کریں پورا ہو جائے اور سب کو یہی تاکید کرتا ہوں'' پھر ساتھ ہی ہندی کا یہ بیت پڑھا۔

ہم جھوٹے ہر بات میں تم سچے ہو مہاراج اپنا کر کے راکھیو بانہہ پکڑے کی لاج

اور کافی دیر اہل اللہ کی محفل جمی رہی۔ 1962ء میں جب حضور نے ان کی جائے رہائش کے نزدیک ہی تقریبا ساٹھ کنال رقبہ آباد کیا اور وہاں ڈیرہ بنایا تو گاہے بگاہے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا وہ حضور سے بڑی محبت رکھتے تھے آپ کے اکثر خلفاء بھی حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضری دیتے اور نیاز حاصل کرتے خصوصاً میاں سخی محمد اعوان اور میاں گل محمد

بلوچ نہایت درویش منش اور منکسر المزاج تھے دولت علیخان بیان کرتے ایک مرتبہ خلیفہ میاں عمر حیات علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پر حضور نے بطور تبرک ایک کیلا میاں گل محمد بلوچ کو عنایت فرمایا جوانہوں نے چھلکے سمیت کھالیا۔ میں نے چھلکا نہ اتارنے کا سبب پوچھا تو کہا حضور کے دستِ انور چھلکے سے لگے ہیں میں یہ برکت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا سبحان اللہ کیا عقیدت تھی حضرت صاحب کے داماد اور خلیفہ میاں نور سلطان بلوچ بھی کئی مرتبہ دربار شریف پر حاضرِ خدمت ہوئے۔

حضرت پیر حیدر شاہ صاحب (کوٹلہ شریف) آپ کی حضور قبلہ عالمؒ سے کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے باؤ نذیر احمد قادری بیان کرتے ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ ایک مرتبہ ہماری دعوت پر اپنے خلفاء اور کافی سارے درویشوں کے ساتھ ہمارے گھر لالہ پنڈی ضلع منڈی بہاؤالدین تشریف لائے ہم نے بطور سجاوٹ سڑک پر چونا ڈالا اور جھنڈیاں لگائیں۔ قدرتی طور پر اس روز میرے والد مرزا خاں کے مرشد پیر حیدر شاہ صاحب بھی اچانک تشریف لے آئے۔ چونا اور جھنڈیاں دیکھ کر لوگوں سے پوچھا یہاں کیا معاملہ ہے تو بتایا گیا جھنگ سے باؤ نذیر احمد کے پیرو مرشد آئے ہیں آپ نے فرمایا۔ پھر چلو ہم بھی زیارت کرلیں چونکہ حضور قبلہ عالمؒ اندر کمرہ میں آرام فرما تھے۔ لہذا باہر ہی ایک چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اندر سے حضور نے اپنے خلفاء میاں نذیر احمد و میاں غلام علی اور دیگر درویشوں سے فرمایا باہر پیر حیدر شاہ صاحب آئے ہیں جاؤ ان کی زیارت کرو۔ وہ بڑے کامل ولی اللہ ہیں۔ درویش باہر آئے اور آپ کی دست بوسی کرنے لگے تو میرے والد سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا دیکھ مرزا! شیروں کے بچے بھی شیر ہوتے ہیں۔ دیکھا ان کے ملنے کا انداز کیسا ہے اور بہت خوش ہوئے پھر حضور کے پاس اندر تشریف لے گئے اور کچھ دیر حضور کے پاس بیٹھے رہے حضور بڑی محبت سے انہیں ملے وہ حضور کا احترام کرتے اور حضور ان کا ہم نے کہا یہاں آپ کے لیے بھی چارپائی لے آتے ہیں لہذا یہیں تشریف فرما ہیں لیکن آپ نے کہا میں باہر صحن میں ہی بیٹھوں گا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا باؤ نذیر! غوث وقت کے سامنے بیٹھنا ایسی ویسی بات نہیں۔ بس نیاز حاصل ہو گیا اب باہر ہی بیٹھیں گے۔ اور کچھ دیر بعد باہر تشریف لے آئے حضور قبلہ عالمؒ اُن سے خصوصی محبت فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں پیر حیدر شاہ صاحب اکثر میرے والد سے فرماتے "مرزا! میں اور تو بس یار دوست ہی تھے پیری مریدی تو ہمیں جھنگ والوں نے سکھائی ہے۔ آپ بڑے خدارسیدہ اور مردِ قلندر بزرگ تھے حضور قبلہ عالمؒ کے خلفاء کا بھی از حد احترام کرتے خصوصاً میاں غلام علی صاحب سے نہایت محبت بھرے مراسم تھے۔

حضرت میاں گہنہ فقیرؒ صاحب (جڑانوالا) آپ کا شمار بھی حضور قبلہ عالمؒ کے والدِ بزرگوار (حضرت حافظ پاکؒ) کے دوستوں میں ہوتا ہے اور کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے آپ جب بھی اِس علاقہ میں تشریف لاتے تو بلوآنہ شریف ضرور حاضری دیتے حضور قبلہ عالمؒ سے بڑی محبت تھی ایک مرتبہ بلوآنہ شریف اپنے ایک درویش کی دعوت پر تشریف لائے حضور قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے رات کو وہ لوگ مجھے بھی لے گئے جب میں وہاں پہنچا تو میاں گہنہ فقیر ایک مکان کے اندر بیٹھے تھے جہاں پر کوئی چراغ بھی نہ تھا لیکن اُن کا چہرہ اس قدر روشن تھا کہ کمرے میں پڑی ہر چیز دکھائی دے رہی تھی۔ آپ نے

عمر بھر شادی نہ کی اور مجرد ہی رہے آپ کے بعد از وصال آپ کے بھتیجے میاں بشیر احمد صاحب سجادہ نشین مقرر ہوئے وہ بھی حضور قبلہ عالمؒ سے نہایت محبت وعقیدت رکھتے اور اپنے عمِ محترم حضرت فقیر صاحب کے حسب معمول جب بھی اس علاقہ میں تشریف لاتے دربار شریف پر ضرور حاضری دیتے۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ کی موجودگی میں بلوآنہ شریف عرس پر بھی اپنی جماعت کے ساتھ تشریف لائے۔

حضرت مولانا محمد ذاکر صاحبؒ (محمدی شریف) آپ کا شمار ضلع جھنگ کے اکابر علماء میں ہوتا ہے نہایت علم پرور، فقیر منش، کم گو اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے حضور قبلہ عالمؒ سے کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے حضور کے چھوٹے بھائی پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب بھی کچھ عرصہ آپ کے پاس پڑھتے رہے قبلہ پیرزادہ صاحب کے ساتھ بھی آپ خصوصی محبت وشفقت فرمایا کرتے۔ آپ کی نسبت ارادت وخلافت اپنے آباؤ اجداد کی طرح سیال شریف سے تھی۔ آپ کے اکلوتے فرزند اور سجادہ نشین جناب مولانا محمد رحمت اللہ صاحب بھی اکثر منگانی شریف حاضر ہوتے رہے وہ ہمارے حلقہ سے متعدد بار ایم، این، اے منتخب ہوئے حضور قبلہ عالمؒ ان کے ساتھ خصوصی محبت وشفقت فرمایا کرتے اور اکثر ان کی حمایت فرماتے۔ وہ حضور کے بعد از وصال بھی منگانی شریف کئی مرتبہ آئے۔

حضرت خواجہ عبدالقدوس ملتانیؒ حضور قبلہ عالمؒ کی آپ سے کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے علاوہ ازیں حضور کے والدِ بزرگوار (حضرت حافظ پاکؒ) سے بھی آپ کی ملاقات رہی آپ صاحبِ علم وفضل اور نہایت منکسر المزاج تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے خواجہ عبدالواسع عتیقی بھی ایک مرتبہ منگانی شریف آئے وہ عادات واطوار میں اپنے والدِ ماجد کا عکسِ جمیل ہیں۔

حضرت پیر سراج الحق شاہ صاحب ہمدانی (لکھی وال شریف) آپ کی حضور قبلہ عالمؒ سے بھی ملاقات ہوئی غالباً 1977-78ء میں ایک مرتبہ منگانی شریف حاضر خدمت ہوئے۔ حضور اس وقت پرانی مسجد سے متصل حجرہ شریف میں تشریف فرما تھے جہاں آج کل آپ کا روضہ مبارک ہے حضور نہایت محبت وشفقت سے ملے اور آپ کے اخلاص و نیاز سے بہت خوش ہوئے جس کا تذکرہ بعد میں بھی فرماتے رہے۔

(سلسلہ طریقت قادریہ، قطبیہ کے بعض نامور بزرگ)

حضرت سائیں جیون سلطانؒ قادری (میرک شریف) آپ ایک طویل عرصہ میرک شریف کی مسندِ سجادگی پر رونق افروز رہے۔ مشرب قلندرانہ تھا۔ حضور قبلہ عالمؒ سے خاص قلبی لگاؤ تھا۔ حضرت حافظ پاکؒ کے بعد از وصال حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے ایما پر حضور قبلہ عالمؒ کی دستار بندی بھی فرمائی۔ کئی مرتبہ بلوآنہ شریف آئے علاوہ ازیں میرک شریف حاضری کے موقع پر بھی ملاقات ہوتی رہی آپ کے ایک ہی فرزند سائیں امیر سلطان تھے ان کے صاحبزادوں میں سائیں بہادر سلطان

کئی مرتبہ حضور کے پاس منگانی شریف اور مدرسہ قرآن محل تشریف لائے۔ اب بھی تمام صاحبزادگان ہمارے ساتھ حسنِ محبت رکھتے ہیں۔

حضرت سائیں نذر سلطان قادریؒ (درگاہ سلطان باتھیوان جھنگ سٹی) آپ سائیں جیون سلطان کے چھوٹے بھائی تھے اور ایک عرصہ اپنے جد امجد حضرت سلطان باتھیوانؒ کی خانقاہ کے سجادہ نشین رہے حضور قبلہ عالمؒ سے خصوصی محبت وشفقت فرماتے اور کئی مرتبہ بلوآنہ شریف آئے اور یہاں قیام بھی فرمایا۔ حضور بھی گاہے بگاہے دربار حضرت سلطان باتھیوان حاضری دیتے رہے۔ ایک مرتبہ راقم السطور اور کافی سارے درویش بھی ہمراہ تھے حضور وہاں عرس پر تشریف لے گئے خواجہ محمد قمر الدین صاحب لکھنانہ بھی آئے ہوئے تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین سائیں جیب سلطان بھی حضور سے بڑی محبت رکھتے کئی مرتبہ منگانی شریف اور مدرسہ قرآن محل تشریف لاتے رہے حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کی شادی پر بھی تشریف لائے آپ کے چھوٹے بھائی سائیں نادر سلطان بھی منگانی شریف آتے رہتے ہیں اور دونوں بھائی ہم لوگوں سے خصوصی محبت فرماتے ہیں۔

خُسر وِخوباں حضرت سید پیر غلام رسول شاہ گیلانیؒ (کھوہ پاک) المتوفی 9 جولائی 1966ء آپ حضرت شیرِ یزدانی فتح پوریؒ کے اکلوتے فرزند ارجمند اور اپنے عہد میں کثیر الفیض مردِ قلندر ہوئے ہیں۔ لوگوں سے میل جول بہت کم تھا اکثریت صرف زیارت سے ہی فیض یاب ہوئی میرے دادا بزرگوار (حضرت حافظ پاک) سے خصوصی لطف وعنایت فرمایا کرتے اُن کے بعد از وصال حضور قبلہ عالمؒ بھی جناب کی خدمت میں خاضوی سے فیض یاب رہے آپ کے وصال اور جہلم شریف کے ختم پر بھی حاضر ہوئے اس کے علاوہ بھی متعدد بار کھوہ پاکؒ حاضری دیتے رہے ایک مرتبہ راقم السطور بھی حضور کی معیت میں حاضری سے مستفید ہوا۔ آپ کے فرزند اکبر اور موجودہ سجادہ نشین حضرت سید پیر محمد عارف گیلانی کی خدمت میں راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کئی مرتبہ حاضر ہوئے وہ صورت وسیرت میں اپنے والدِ ماجد کا عکس جمیل اور نہایت مشفق ومہربان ہیں ہم لوگوں سے ہمیشہ بڑی محبت وشفقت فرمایا کرتے ہیں۔

مخدوم ملت حضرت پیر سید اسرار حسین شاہ بخاریؒ (سندیلیانوالی شریف) المتوفی 18 جون 1998ء

آپ حضرت قطب العالم کے پوتے اور ایک طویل عرصہ دربارِ قطبیہ کی مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز رہے حضور قبلہ عالمؒ کی سندیلیانوالی شریف حاضری کے موقع پر کئی مرتبہ جناب کی زیارت وملاقات رہی آپ بھی حضور سے بڑی محبت وعنایت فرمایا کرتے۔ آپ کے ایک مرید میاں احمد بخش سکنہ چک نمبر 167 نے راقم السطور سے بیان کیا "میرے والد کی دستِ بیعت حضرت قطب العالم سے تھی اور میں بچپن ہی میں حضور پیر سید اسرار حسین شاہ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ حضور سالانہ دعوتوں پر بھی کچھ وقفہ کے لیے ضرور میرے ہاں قدم رنجہ فرماتے۔ ایک مرتبہ بعض گھریلو پریشانیوں کی وجہ سے میں اس قدر [illegible] کہ ایک شب حضور کو بہت یاد کیا اور روتے روتے سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور پیر سید اسرار حسین شاہ تشریف

لائے اور مجھے فرمایا ''تو پریشان کیوں ہوتا ہے سندیلیانوالی شریف دور ہے تو منگانی شریف تو نزدیک ہے۔ تیرے پاس کرایہ نہ ہو تو پیر کرم حسین کے پاس چلا جایا کر۔ تیرے لیے کرم حسین ہی اسرار حسین ہے۔ تیری پریشانیوں کا مداوا کر دیں گے'' لہذا میں صبح سویرے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام صورت حال عرض کی آپ نے خاص توجہ فرمائی اور کچھ ہی دنوں میں میری وہ تمام پریشانیاں ختم ہوگئیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب میں دوبارہ سندیلیانوالی شریف حاضر خدمت ہوا تو حضور پیر سید اسرار حسین شاہؒ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ''پیر کرم حسین کے پاس جاتے ہو'' میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو فرمایا '' جاتے رہا کرو'' سبحان اللہ کیا فراست تھی۔ راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب بھی کئی مرتبہ آپ کی زیارت وملاقات سے مستفید ہوئے۔ آپ کم گو، متحمل مزاج، خوش اخلاق اور وضعدار شخصیت کے مالک تھے۔ ایک عرصہ مسلم لیگ کی طرف سے سینیٹر رہے۔ حضرت قطب العالم سے لے کر موجودہ سجادہ نشین تک ابھی ایک ہی فرزند چلا آ رہا ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت پیر سید ابرار حسین شاہ اور پوتے پیر سید قطب علی عرف علی بابا کی خدمت میں سندیلیانوالی شریف اکثر حاضری ہوتی رہتی ہے وہ بھی راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے بڑی محبت وشفقت فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ بشیر احمد صاحب قادری (جلال پور کملانہ) المتوفی 1986ء آپ حضرت خواجہ اللہ یار صاحب جلال پوریؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور نہایت کامل بزرگ تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ اور آپ کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے۔ شیخ محمد شفیع سکنہ گاڈیاں کے ہاں سالانہ محفل پر تو اکثر ملاقات رہتی اور سارا سارا دن حضرات کی محفل جمی رہتی۔ دو تین مرتبہ آپ منگانی شریف بھی تشریف لائے ایک مرتبہ راقم السطور کی موجودگی میں آپ ایک درویش کے ہمراہ موٹر سائیکل پر تشریف لائے میں نے حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں عرض کی لہذا پرانے حجرہ میں جہاں حضور کے بعد از وصال تبرکات رکھے گئے کافی دیر اکٹھے بیٹھے رہے اور اہل اللہ کی محفل جمی رہی حضور قبلہ عالمؒ کی طرح آپ بھی بہت متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین حضرت خواجہ فیاض النصیر صاحب گاہے بگاہے منگانی شریف تشریف لے آتے ہیں ان کے ساتھ ہمارے گہرے دوستانہ مراسم ہیں۔ وہ صورت وسیرت میں اپنے والد ماجد کا مکمل عکس جمیل ہیں۔

حضرت پیر محمد نواز شاہ صاحب قادریؒ (قادر بخش شریف) المتوفی 4 مارچ 1997ء آپ حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے اور ان کے بعد از وصال پہلے سجادہ نشین ہوئے آپ نے سلسلہ شریف کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں بڑی خدمات سرانجام دیں دربار شریف پر مدرسہ مرضیۃ الحق اور حزب الرحمن اسلامی اکیڈمی آپ کی علمی یادگاریں ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ سے کئی مرتبہ ملاقات کی اطلاع ملتی ہے قادر بخش شریف بھی حضور تشریف لے گئے ایک مرتبہ راقم السطور بھی حضور کی معیت میں تھا آپ کے چھوٹے بھائی پیر محمد ظفر شاہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی حضور ان کے مواعظ کی تعریف فرمایا کرتے۔ راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب بھی کئی مرتبہ قادر بخش شریف گئے

آپ کے بڑے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شیراز شاہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی وہ بھی بڑی محبت فرماتے ہیں۔ صاحبِ علم وفضل اور وضعدار شخصیت کے مالک ہیں۔

صاحبزادگان سردار الاصفیاء حضرت اعلیٰ دہڑویؒ

حضور قبلہ عالمؒ کے پیر و مرشد کے چار صاحبزادے تھے۔ دہڑ شریف حاضری کے موقع پر حضور ہمیشہ ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ نیاز اور خدمت کرتے رہے دہڑ شریف کے علاوہ حضور اور کسی مقام پر نہ گئے اور نہ صاحبزادوں کے معاملات میں کسی کے فریق بنے اور یہ سلسلہ تادمِ وصال برقرار رہا۔

1۔ حضرت پیر سید غلام غوث شاہ بخاریؒ آپ حضرت اعلیٰ دہڑوی کے بڑے صاحبزادے تھے ابتداء میں دہڑ شریف رہائش پذیر تھے وصال سے کچھ عرصہ قبل بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر وہاں سے ہجرت فرما کر چک نمبر 510 گ۔ب ماموں کانجن سکونت پذیر ہوئے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے بعد از وصال راقم السطور اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب جب دہڑ شریف حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ "پیر کرم حسین کو ہم نے دہڑ شریف میں کبھی سوتے نہیں دیکھا وہ ساری ساری رات اپنے پیر کی چوکھٹ کے پاس نوافل ادا کرنے میں گزار دیتے اگر آخرت عبادت گزاروں کی ہے تو ہم میں سب سے پہلے پیر کرم حسین بہشت جائیں گے۔ ان کے وصال پر جب فاتحہ خوانی کے لیے میرا بیٹا منگانی شریف گیا تو واپس آ کر مجھے کہنے لگا۔ میں نے دادا جی کا اگر کہیں رنگ اور فیض دیکھا ہے تو وہ منگانی شریف میں ہے وہاں بڑی رونق تھی میں بڑا خوش ہوا اور کہا بیٹا! انہوں نے محنت بھی ایسے کی تھی" اور کافی دیر تک حضور سے متعلق اس طرح کی محبت بھری باتیں کرتے رہے۔

2۔ حضرت پیر سید غلام اصغر شاہ بخاریؒ آپ حضرت اعلیٰ دہڑوی کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ رہائش دہڑ شریف گاؤں میں حضور کے آبائی گھر میں تھی اور وہیں بعد از اں روضہ شریف تعمیر ہوا۔ حضور قبلہ عالمؒ کے آپ سے نہایت دوستانہ مراسم تھے۔ بڑی محبت سے پیش آتے۔ جب بھی ملاقات ہوتی دونوں اطراف سے بے مثال محبت وعقیدت کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا۔ حضور کے علاوہ آپ ہم لوگوں کو بھی نیچے صف پر نہ بیٹھنے دیتے بلکہ اپنے پاس بٹھاتے اور بچوں کی طرح محبت وشفقت فرماتے۔ بڑے فقیر منش اور صابر وشاکر بزرگ تھے دہڑ شریف حاضری کے علاوہ بھی حضور کسی نہ کسی آدمی کو بھیج کر ان کی خدمت فرماتے رہتے۔

3۔ حضرت پیر سید اظہار محمد شاہ بخاری آپ حضرت اعلیٰ دہڑوی کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ابتداء میں دہڑ شریف رہائش پذیر تھے بعد از اں ناگزیر وجوہات کی بنا پر وہاں سے ہجرت کر کے چک نمبر 40 K-B ساہوکا (بورے والا) سکونت پذیر ہوئے حضور قبلہ عالمؒ کی حیاتِ مبارکہ میں اکثر منگانی شریف تشریف لایا کرتے حضور سے گہرا ربط وتعلق تھا

حتیٰ کہ گھریلو معاملات سے متعلق بھی حضور سے مشورہ لیا کرتے۔

4- حضرت پیر سید گفتار محمد شاہ بخاری آپ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ دہڑ شریف اپنے والدِ بزرگوار کے روضہ مبارک پر رہائش پذیر ہیں۔ حضور کے ساتھ نہایت محبت‘ عقیدت رکھتے اور گاہے بگاہے منگانی شریف بھی آتے رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ لالہ محمد اشرف صاحب قادریؒ (کھر پیڑ شریف) المتوفیٰ 1995ء آپ حضرت مولانا خواجہ محمد عظیم علیہ الرحمتہ کے بڑے صاحبزادے اور ان کے بعد از وصال پہلے سجادہ نشین ہوئے۔ سراپا علم و فضل اور اپنے عہد میں مثنوی عارفِ روم کے بڑے باکمال مدرس تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ سے دربار فتح پور شریف اور کھوہ پاک ملاقات کی اطلاع ملتی ہے البتہ تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ حضور قبلہ عالمؒ اپنی مجالس میں ان کی تعریف فرمایا کرتے کہ مثنوی شریف کا درس ان کے بعد ختم ہے۔ وصال شریف سے قبل ایک مرتبہ حضور نے فرمایا ارادہ ہے لالہ محمد اشرف صاحب کو یہاں دعوت دی جائے اور مثنوی شریف کا درس سنا جائے لیکن وہ عام مجالس میں جاتے نہیں اگر میں چلا جاؤں تو ضرور آئیں گے۔ جبکہ علالت کی وجہ سے میں سفر نہیں کر سکتا۔“ آپ کے فرزند اکبر اور موجودہ سجادہ نشین حضرت علامہ پیر سردار احمد صاحب بڑے فاضل اور فقیہ منش بزرگ ہیں یہاں منگانی شریف بھی تشریف لائے اور ہم لوگوں سے خصوصی محبت رکھتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ میں اس وقت انکا وجود غنیمت ہے۔

ابوالحقائق حضرت صاحبزادہ پیر محمد انوار حسین صاحب قادری (جلوآنہ شریف) آپ مشہور عارف کامل حضرت خواجہ غلام محمد جلوآنویؒ کے فرزند اکبر اور ان کے بعد از وصال پہلے سجادہ نشین ہوئے آپ کا شمار ملک کے نامور خطیب میں ہوتا ہے تصوف و سلوک پر آپ کے مواعظ لاجواب ہوتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ سے آپ کی پہلی ملاقات جون 1957ء کے سالانہ عرس مبارک پر بلوآنہ شریف میں ہوئی۔ حضرت اعلیٰ دہڑوی نے حضور سے فرمایا کہ ہمارے پیر بھائی خواجہ غلام محمد جلوآنویؒ کے بیٹے سنا ہے وعظ کرتے ہیں لہذا عرس پر انہیں بھی دعوت دیں“ اس پہلی ملاقات کا حال آپ خود بیان کرتے ہیں کہ ”میں نے حضرت پیر سید سردار علیشاہ صاحب کی موجودگی میں الانسان سری وانا سرہ کے موضوع پر بلوآنہ شریف وعظ کیا جو آپ نے بہت پسند فرمایا“ پھر تو ملاقات کا سلسلہ حضور قبلہ عالمؒ سے تا وقت وصال تقریباً پینتیس سال تک برقرار رہا۔ حضور کے آپ کے ساتھ بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ کی پختہ اور گہری علمی و عارفانہ گفتگو سے حضور نہایت محظوظ ہوتے اور دونوں اطراف سے یہ باہمی رشتہ محبت ہمیشہ برقرار رہا۔ حضور کئی مرتبہ جلوآنہ شریف بھی گئے۔ وہاں اگر آپ موجود ہوتے تو کافی دیر محفل جمی رہتی۔ حضور نے منگانی شریف ہجرت فرمائی تو پھر یہاں بھی سالانہ عرس مبارک پر تشریف لاتے رہے علاوہ ازیں جھنگ‘ سرگودھا مختلف مقامات پر یارانِ طریقت کی طرف سے منعقد محفلوں پر بھی خصوصی طور پر آپ کو مدعو کیا جاتا۔ ایک مرتبہ حضور کی موجودگی میں جھنگ، سرگودھا روڈ اڈا قبہ پر عرس کی ایک محفل میں آپ نے

حضرت حافظ شیرازیؒ کا یہ شعر معمولی ترمیم کے ساتھ پڑھا۔

اے صبا مکن مشوش سر زلف آں پری را　　　　کہ ہزار جانِ حافظ بستہ بہ تار موئے

(اے صبا! اس محبوب کی زلفوں کو پریشان نہ کر اس لیے کہ حافظ کی ہزار جانیں اس کے ایک بال سے بندھی ہوئی ہیں) تو حضور اس قدر محظوظ ہوئے کہ بعد میں بھی کئی دنوں تک یہ شعر حضور کے وردِ زباں رہا۔ صاحبزادہ صاحب اسرار و رموز اور حقائق و دقائق عارفانہ مدلل و مفصل بیان کرنے میں ایک منفرد حیثیت کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داودی عطا فرما رکھی ہے۔ آپ کا خطاب بڑا پُر تاثیر ہوتا ہے ایک مرتبہ چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی میں عرس کے موقع پر صاحبزادہ صاحب نے جب ابتداء میں عربی خطبہ کا آغاز کیا تو حضور قبلہ عالمؒ نہایت مسرور ہوئے اور حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب سے فرمایا ''آنکھیں بند کر کے سنو تو معلوم ہوگا جیسے قاری عبدالباسط پڑھ رہے ہیں۔'' حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کی خبر ملی تو فوراً دربار شریف پر تعزیت کے لیے آئے ویسے بھی حضور قبلہ عالمؒ کے سالانہ عرس وصال کی آخری محفل میں ختم شریف سے قبل صرف آپ کا خطاب ہوتا ہے ہمیشہ باقاعدگی سے تشریف لاتے ہیں کئی مرتبہ اپنے بیٹوں کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ ہم لوگوں سے خصوصی طور پر محبت رکھتے ہیں اور منگانی شریف کو اپنا ہی گھر سمجھتے ہیں۔ گاہے بگاہے ملاقات بھی ہوتی رہتی ہے۔ دربار شریف سے شائع ہونے والے مجلّہ ''آئینہ کرم'' میں بھی آپ کے مضامین اور کلام شائع ہوتا رہتا ہیں۔ جون 2000 کے سالانہ عرس وصال پر حضور قبلہ عالمؒ کے بارے میں ''آئینہ کرم'' کا جو خصوصی نمبر شائع ہوا اُس میں حضور کے بارے میں آپ کا ایک مضمون بھی شائع ہوا جو بطور تبرک من وعن یہاں بھی تحریر کیا جاتا ہے۔

''حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین صاحب حنفی القادری سلسلہ عالیہ قادریہ، قطبیہ، شیریہ کے ایک روشن چراغ اور مہکتے ہوئے پھول تھے جن کی چمک و دمک اور مہک سے ایک عالم کے دل و دماغ منور، معطر اور معنبر ہوئے اور ظاہر و باطن مزیّن، مرصّع، مصقل اور معلّی مجلّی ہوئے۔

وہ صحرائے بسیط عالم میں نور کا مینار تھے خود ہی مرکز خود ہی دائرہ اور خود ہی پرکار تھے۔ شرابِ عشق کے میخوار تھے، سب کے یار تھے، دلدار تھے، غم خوار تھے خود برق تجلّی تھے خود محو تماشا تھے۔

خود رند تھے خود ساقی خود بادہ و پیمانہ　　　　خود عاقل و دیوانہ خود بیخود و فرزانہ

خود عاشق و جانانہ خود مسجد و بت خانہ　　　　خود کعبہ و میخانہ الآن کما کان

خواجہ صاحب حسن پرست حقیقت آشنا تھے، صاحبِ ذوق و شوق مالک فقر و فنا تھے عارف حقیقت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تھے اور واصل ذات کبریا تھے۔

وہ عالم علم شریعت تھے یہ ان کے اقوال تھے　　　　وہ واقف راہ طریقت تھے یہ اُن کے افعال تھے

وہ کاشف حقائق حقیقت تھے یہ ان کے اخلاق تھے　　　　وہ واصل انوار معرفت تھے یہ ان کے احوال تھے

وہ سراپا کرم تھے کریم کی صفات سے متصف تھے اسم با مسمیٰ تھے اسماء الٰہی سے متحقق تھے حق کے اخلاق سے متخلق تھے محسن کے محاسن سے حسین تھے۔ علیم کے علوم سے عالم تھے ذات پاک سے واصل تھے۔ حضرت انسانِ کامل تھے۔

ایک دفعہ خواجہ صاحبؒ راقم الحروف کے ہاں جلوآنہ شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک سرّ فقر پہ بحث چھیڑ ی اور مجھ سے اس کا انکشاف چاہا۔ یہ وہ سرّ حقیقت تھا جسے میرے آقا و مولا ہادی برحق حضور پُر نور حضرت سائیں پاک سیدنا و مولنا غلام محمد قادری پیر جلوآنوی قدس اللہ سرہ المعنوی نے اپنے وصال با کمال سے چند روز قبل گوشہ تنہائی میں خاص طور پہ کرم نوازی اور کرم گستری فرماتے ہوئے مجھے ارشاد فرمایا تھا اور یہ شعر بھی فرمایا تھا۔

آں راز کہ در سینہ نہاں است نہ وعظ است بردار تواں گفت بہ منبر نتواں گفت

(یعنی وہ راز جو میرے سینہ میں چھپا ہوا ہے وعظ نہیں۔ سولی پہ چڑھ کے بیان کیا جاتا ہے منبر پہ بیٹھ کے بیان نہیں کیا جاتا)

خواجہ صاحبؒ نے مجھے ایسے کچوکے لگائے۔ باتوں ہی باتوں میں اس قدر مست و بیخود مسحور کیا کہ آنسوؤں کی جھڑی میں سوز و گداز کی فضا میں بے ساختگی اور بے تکلفی میں بے جھجک اور بے دھڑک میں نے وہ سرّ ذات وا کر دیا۔ اب کیا تھا۔ بے حد خوش ہوئے اور جو کہا سو کہا۔ کیا کہوں۔ وجد کی کیفیت والہانہ میں کبھی میرے ہاتھوں کو کبھی کندھوں کو چوما کیے بار بار لپٹ لپٹ جاتے سسکیاں بندھی تھیں آواز رندھی تھی لرزہ براندام تھے ان کے کیسے مقام تھے۔

میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ خواجہ صاحبؒ اس سرّ حقیقت ذات سے پہلے ہی صرف واقف ہی نہ تھے بلکہ آپ کا مشاہدہ اور مقام تھا۔

بس وہ ہمراز اور راز داں تھے محبت کے پیکر تھے عشق سراپا تھے خواجہ صاحبؒ سب کچھ تھے۔ اب ایسے کہاں۔

وہ نازنین عشق و محبت کا شہر یار سرتا قدم کرم کی حقیقت سے ہمکنار
اذواق اور اشواق کے گلنار کی بہار ابرار اور اقطاب اور اغواث کا نکھار
عشقِ رسول پاک کی شمع تھے بے دھواں
انوارؔ ایسی چشم کرم بار اب کہاں

صاحبزادہ محمد انوار حسین قادری جلوآنوی

27 - 2 - 2000

حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب قادری (ماہنی شریف) حضور قبلہ عالم اور آپ کے مابین تعلق خاطر حضور کے والد بزرگوار حضرت حافظ پاک اور آپ کے والد ماجد خواجہ سراج الدین صاحب سے یہ دوستانہ مراسم چ

آ رہے ہیں حضور قبلہ عالمؒ کی خواجہ سراج الدین صاحب سے بھی کئی ملاقاتوں کی اطلاع ملتی ہے جبکہ آپ کے ساتھ تو یہ سلسلہ تاوقت وصال برقرار رہا۔ آپ کئی مرتبہ بلوآنہ شریف اور بعد میں منگانی شریف آتے جاتے رہے۔ حضور بھی کئی مرتبہ آپ کے ہاں مانی شریف گئے۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات مثلاً حضرت سلطان باتھیوانؒ کے عرس پر جھنگ شہر، حاجی اللہ دتہ گھمنانہ کے ہاں عرس پر موضع گھمنانہ (باجے والہ)، شیخ محمد شفیع کے ہاں عرس پر چک گاڈیاں بھی ملاقات کا سلسلہ رہا۔ شیخ محمد شفیع اپنے ہاں عرس پر حضور قبلہ عالمؒ کے علاوہ دیگر احباب طریقت کو بھی دعوت دیتے اور اس اجتماع میں گاہے بگاہے پیر سید اظہار محمد شاہ بخاری خواجہ بشیر احمد صاحب، پیر انوار حسین جلوآنوی، خواجہ قمر الدین صاحب، پیر لعل شاہ بخاری اور حاجی اللہ دتہ صاحب بھی آتے رہے۔

تصوف و سلوک پر وہاں خاص محفلیں ہوتیں ایک مرتبہ دورانِ سماع خواجہ صاحب کو حال بھی ہوا۔ کتاب فیضان کرم میں وہاں پر ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ کے فرمائے گئے چند ارشادات بھی نقل ہیں۔ خواجہ صاحب حضور سے نہایت محبت و عقیدت رکھتے حضور بھی آپ سے بڑی محبت سے پیش آتے اور بے تکلف گفتگو فرماتے۔ کبھی کبھی مزاح بھی ہو جاتا۔ خود بیان کرتے ہیں "ایک مرتبہ میں نیا شہر جھنگ حاضر خدمت ہوا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور مجھے دس روپے دیئے۔ میں نے سو روپیہ پیش کیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا یہ تو خدا والا معاملہ ہو گیا میں نے دس روپے دیئے اور آپ نے سو۔ اور کافی دیر محظوظ ہوتے رہے۔ میں جب بھی منگانی شریف آتا۔ کسی نہ کسی کام کی وجہ سے جلدی ہوتی اور آپ ٹھہرنے کا فرماتے۔ ایک مرتبہ مجھے جلدی تھی۔ خیال تھا ملنے کے بعد اجازت لے لوں گا لیکن دربار شریف کے نزدیک ہی ہمارا موٹر سائیکل ایک کھال میں جا گرا۔ جس سے ہمارے کپڑے خراب ہو گئے۔ آپ دیکھ رہے تھے ہم آئے تو مسکرائے جاتے اور فرمانے لگے آپ نے مل لیا اب اجازت ہے آپ کو جلدی ہوتی ہے میں نے کہا اب کہاں جائیں کپڑے خراب ہو گئے ہیں اور کافی دیر لطف و محبت بھری باتیں فرماتے رہے آخر اپنے کپڑے گھر سے منگوا کر مجھے پہنائے اور میرے کپڑے دھلوانے کے لیے بھجوائے جب تک کپڑے خشک نہ ہوئے ہم آپ کے پاس ہی رہے حضور بڑے پیار و محبت سے گفتگو فرماتے اور ایسا کلام فرماتے کہ حاضرین مجلس حیران رہ جاتے۔ آپ کے ملفوظات ذومعنی ہوتے جس سے ہر کوئی محظوظ ہوتا۔ جب آپ منگانی شریف ہجرت کر آئے تو مجھے وہاں پہنچ کر ایک خط لکھا جس کے آغاز میں لکھا تھا "از مہاجر کیمپ منگانی شریف۔"

حضور قبلہ عالمؒ کے وصال پر آپ تعزیت کے لیے بھی آئے۔ ویسے گاہے بگاہے بھی منگانی شریف آتے رہتے ہیں۔ ہم لوگ بھی مانی شریف جاتے رہتے ہیں۔ جب ہم وہاں جاتے ہیں تو بہت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں "آپ تشریف لائیں تو مجھے دلی مسرت ہوتی ہے۔ جب میں یہاں نہیں ہوتا ... مدرسہ یا دیگر امور پر بات ہو تو فرماتے ہیں "ہم نے تو یہ سب کچھ آپ کے والد گرامی سے سیکھا ہے اور انہی کو دیکھ رہے ہیں۔" ابھی چند ماہ پہلے خواجہ صاحب کے بڑے بیٹے صاحبزادہ محمد سلیمان کی شادی پر بھی راقم السطور اور حضرت ... پیر محمد ... حسین صاحب گئے وہاں کافی سارے مشائخ

، حضرات مثلاً دیوان بختیار سید محمد (پاکپتن شریف) صاحبزادہ نادر سلطان (دربار سلطان باھو) پیر امین الحسنات شاہ (بھیرہ شریف) صاحبزادہ فیاض النصیر (جلالپور شریف کملانہ) پیر سردار احمد صاحب (کھر پیڑ شریف) اور خواجہ قطب الدین فریدی (گڑھی اختیار خان) بھی آئے ہوئے تھے خواجہ صاحب کے والدِ ماجد خواجہ سراج الدین صاحب کے خلفاء میں سے پیر لعل شاہ بخاری سکنہ موچیوالہ بھی حضور سے نہایت عقیدت و محبت رکھتے اور دو تین بار یہاں منگانی شریف زیارت کے لیے بھی آئے دیگر حاجی اللہ دتہ صاحب گھمنانہ بھی حضور سے بہت محبت و عقیدت رکھتے تھے اور گاہے بگاہے منگانی شریف آتے رہتے ایک دو مرتبہ حضور کو اپنے ہاں عرس پر بھی دعوت دی اور آپ وہاں تشریف لے گئے۔ وہ جب بھی آتے گھنٹوں حضور کی مجلس میں بیٹھے رہتے اور بڑی پر لطف باتیں ہوتیں۔ اکثر کہا کرتے "جناب کا علم و فقر ایسا کمال کا ہے جیسے کسی نے گھوڑے کو سکھا' سجا کے تیار کیا اور اوپر آپ کو بٹھا دیا آپ کے ارشادات میں براہِ راست علم لدنی کا بیان ہوتا ہے۔" حاجی صاحب کے ساتھ حضور خصوصی محبت فرمایا کرتے تھے اور وہ بھی تا وقتِ وصال منگانی شریف آتے رہے۔

تتمہ محاصرین کرام

(وہ علمائے دین جو حضور قبلہ عالمؒ کے زمانہ حیات میں عرس کی محافل پر تشریف لاتے رہے)

ہمارے حضرات 1944ء میں ہجرت فرما کر جھنگ تشریف لائے۔ ابتداء میں عرس کی محافل پر خطاب کے لیے شیر پنجاب حضرت مولانا قطب الدین علیہ الرحمہ تشریف لایا کرتے۔ جو شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید رضوی کے والد بزرگوار تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ ان کے چہلم کے ختم شریف پر بھی تشریف لے گئے۔ پھر حضرت مولانا محمد عمر اچھروی (لاہور) تشریف لاتے۔ ان کے ساتھ ہمارے حضرات کے بہت گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ بیک وقت عالم و عارف اور بے مثال خطیب تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ سے خصوصی تعلق تھا۔ حتیٰ کہ جو بھی کتاب تالیف فرماتے اس کا ایک نسخہ حضور کی خدمت میں بطور تحفہ ضرور پیش کرتے۔ اب بھی منگانی شریف کے کتب خانہ میں آپ کی عنایت فرمودہ ایک کتاب "مقیاس حنفیت" یادگار موجود ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ آپ کی اکثر تعریف فرمایا کرتے۔ آپ تا وقت وصال دربار شریف پر حاضری دیتے رہے۔ آپ کے بعد حضرت مولانا غلام حسین صاحب گوجرہ والے عرس شریف کی محافل پر خطاب کیا کرتے۔ وہ بڑے ندر عالم دین اور مسلک حق اہل سنت والجماعت کے نامور ترجمان تھے۔ مجھے حضور قبلہ عالمؒ کے کتب خانہ سے ان کا ایک خط بھی ملا ہے جسے قارئین کے ذوق کے پیش نظر یہاں سپرد قلم کرتا ہوں......

ھوالقادر

گوجرہ

4 - 6 - 76

حضرت فیض درجات قبلہ پیر صاحب مدظلہ العالی

سلام مسنون۔ مزاج اقدس

دعوات صالحہ۔ المرام اینکہ برادرم صوفی غلام محمد صاحب تشریف لائے۔ حسب الارشاد والفرمان انشاء اللہ العزیز مورخہ یکم ہاڑ مطابق 14 جون بروز پیر صبح 8/9 بجے کے قریب اڈہ موچیوالا ہسپتال حاضر خدمت اقدس ہونگا۔ نیک دعائیں فرماتے رہیں۔ تمام برادرانِ کرام دیگر حاشیہ نشینان وابستگان سلسلہ عالیہ قادریہ کی خدمتِ اقدس میں بصد خلوص ومحبت ہدیہ سلام نیاز وعرضِ دعا

والسلام مع الکرام

خیر طلب دعاجو

غلام حسین نقشبندی مسجد نور

گوجرہ منڈی۔

حضور قبلہ عالمؒ جب بلوآنہ شریف سے منگانی شریف ہجرت کر آئے تو یہاں بھی آپ کافی عرصہ آتے رہے ان کے علاوہ مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی اور قصبہ پیر عبدالرحمان کے مشہور واعظ پیر شیرشاہ قریشی بھی اپنا زمانہ حیات عرس شریف پر حاضری دیتے رہے پھر ایک عرصہ مولانا صوفی محمد انور قادری (گوجرہ) مولانا فتح دین (فیصل آباد) مولانا اللہ بخش نیر (لیہ) اور مولانا فاروق سلطان الازہری (جھنگ) بھی مختلف محافل پر حاضری دیتے رہے۔ اور بھی کافی سارے علماء مختلف عرائس میں تشریف لاتے رہے راقم السطور کو جن کے متعلق ذاتی طور پر علم تھا ان کے نام تحریر کیے ہیں۔ شاید اور بھی کئی حضرات ہوں جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں۔

باب(19)

خلفاء

خُلفائے کرام

حضور قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار حضرت حافظ پاک اپنے مرشد کامل کے عاشق صادق تھے اور آپ کی تبلیغ کا مرکز و محور بھی مرشد کامل تھا۔ ولایت کا نور جو آپ کی پیشانی مبارک میں چمکتا تھا اور زبان کی تاثیر جو زنگ آلودہ دلوں کو لمحہ بھر میں روشن کر دیتی یہ سب کچھ مرشد کامل کی عطا سمجھتے تھے۔ زبان اقدس میں کمال کی تاثیر تھی جس شخص کے ساتھ چند لمحے مجلس فرماتے وہ شخص آپ کا گرویدہ بن جاتا اور چند مجالس میں شمولیت کے بعد مرید ہونے کا تقاضا کرتا۔ لیکن حضرت خواجہ کا معمول یہ تھا کہ جو شخص بھی آپ سے زیادہ متاثر ہوتا یا جس کو آپ نے نظرِ ولایت سے رام کیا ہوتا اسے بھی اور خصوصاً اپنے قریبی رشتہ داروں اور گہرے دوستوں کو بار ہا اصرار کے باوجود اپنا مرید نہ کیا بلکہ انہیں حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کا مرید کروایا۔

میاں غلام حسین لوہار حضور کا بچپن کا دوست تھا وہ ہتھوڑی سے لوہا کوٹ رہا تھا حضور اس گلی میں سے گزرے اس کی جانب نظر ولایت سے دیکھا اور فرمایا ''چلواک سٹ ساڈی وی سہی'' (چلو اک ضرب ہم بھی لگا دیتے ہیں) بس اتنا فرمانے کی دیر تھی کہ میاں غلام حسین بتاتا تھا کہ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا کچھ ہوش نہ رہا اور جب حالت سنبھلی تو قدموں میں گر کر عرض کی حضور! مجھے مرید کر لیں۔ فرمایا تو ہمارا دوست ہے اور ہمارا ہی شکار ہے لیکن ہم تجھے مرید اپنے شیخ کامل کا کروائیں گے۔ حضور اسے اپنے ساتھ دہڑ شریف لے گئے اور مرید کروایا۔

حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے والد ماجد کی سنت و روایت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اطاعت و محبت کی اس شیرینی میں اور زیادہ رس گھولا اور عصر حاضر میں ایک مثال قائم فرمادی۔ حضور اپنے شیخ کامل کی موجودگی میں کم و بیش چودہ برس مسند ارشاد پر متمکن رہے اس عرصہ دراز میں بہت کم لوگوں کو بیعت فرمایا۔ بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو اصرار کے ساتھ حضرت اعلیٰ دہڑویؒ کا مرید کروایا۔ جن قریبی دوستوں نے آپ کا مرید ہونے کیلئے اصرار کیا ان کے ساتھ ناراض ہوتے اور یہاں تک فرماتے ''یا میرے شیخ کے مرید ہو جاؤ یا میرے ساتھ تعلق چھوڑ دو'' گویا آپ کی تبلیغ کا مرکز و محور بھی مرشد کریم کی ذات اقدس تھی۔ کئی اشخاص نے مجھے بذات خود بتایا کہ ہم بیعت کیلئے حاضر ہوئے لیکن حضور کو اپنے شیخ کے ساتھ اسقدر والہانہ لگاؤ تھا کہ ہمیں اپنے ساتھ لے جا کر حضرت اعلیٰ دہڑوی کا مرید کروایا جب میں نے حضور کے خلفاء پر لکھنا چاہا اور ان کو عطا کردہ خرقہ ہائے خلافت کی تاریخوں پر تحقیق کی تو مجھ پر ایک اور حیران کن حقیقت عیاں ہوئی کہ حضور نے اپنے شیخ کامل کی تاحین حیات کسی ایک شخص کو بھی خرقہ ءخلافت عطا نہ فرمایا گویا پیر، مرید کا تعلق ایسا ہی ہونا چاہیے یک جان دو قالب، اپنی ظاہری و باطنی توجہ اپنے شیخ پر مرکوز رکھی اور جہاں بھر کو یہ تعلیم دی کہ اس وقت شیخ کامل صرف اور صرف ایک ذات ہے اور وہ میرے آقائے نعمت حضرت اعلیٰ دہڑوی۔ کمال یہ ہے کہ زندگی بھر اس بات کا اظہار بھی نہ فرمایا تا کہ کوئی مرید اس کو احسان نہ سمجھ بیٹھے۔ حضرت اعلیٰ دہڑوی کا وصال 1968ء میں ہوا۔ اس کے عرصہ تین سال بعد حضور نے اپنے مصاحبین

خاص کو وقتاً فوقتاً خرقہء خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضور قبلہ عالمؒ عطائے خلافت میں کسی رسم و روایت کے پابند نہ تھے۔ نہ تو خرقہء خلافت کسی خاص موقع یا خاص تقریب میں عطا فرماتے اور نہ ہی اس کے لیے خصوصی اہتمام کی پابندی کرتے بلکہ جب بھی کسی کو اجازت و خلافت عطا فرمائی ہر ایک کو انوکھے رنگ میں عنایت فرمائی۔ کسی کو اپنی طرف سے دستار عنایت کی تو کسی کو چار کونی ٹوپی عطا کی اور کسی کو چادر مبارک الغرض جو کچھ اس وقت پاس ہوتا عطا فرما دیتے۔ لیکن بعض کو صرف اسقدر فرمایا ہماری طرف سے تمہیں بیعت کی اجازت ہے جو بھی اللہ اللہ پوچھے بتا دینا۔

☆ (عرصہ قیام بلوآنہ شریف 1971ء کے بعد جنہیں خلافت ہوئی بابا میاں محمد رمضان، میاں غلام علی قادری، میاں نذیر احمد، میاں غلام رسول مستری، پیر سید رسول شاہ، میاں لال قادری' میاں ظہور احمد بلوچ)

☆ (عرصہ قیام منگانی شریف 1976ء کے بعد پیر سخی حسین صاحب، مولانا خان محمد گرواہ، پیر سید مطیع اللہ شاہ، ذاکر امیر الدین، میاں محمد علی بلوچ، پیر سید رفاقت علی شاہ)

☆ 1980ء کے بعد پیر شیر شاہ قریشی، میاں احمد بخش، مولانا شیر محمد قادری)

☆ (1986ء کے بعد پیر سید جعفر حسین شاہ، میاں محمد یار نصر، میاں محمد بخش بھٹی)

اس باب میں ہم ان خوش نصیب احباب کے حالات و کوائف نہایت اختصار کے ساتھ سپرد قلم کرتے ہیں جنہیں حضور قبلہ عالم نے اپنی حیات مبارکہ میں بیعت توبہ لینے کی اجازت فرمائی۔

پیر سخی حسین صاحب قادری: حضور قبلہ عالمؒ کے سب سے بڑے بھانجے، صادق الیقین مرید اور خصوصی تعلیم و تربیت کے حامل درویش کامل ہیں۔ حضور کی معیت و خدمت میں انہوں نے ایک طویل عرصہ گزارا۔ بچپن سے لیکر جوانی تک حضور نے انہیں اپنی نگہداشت میں رکھا اور خرقہء خلافت سے سرفراز فرمایا۔ پیر سخی حسین اس قدر خوش نصیب انسان ہیں کہ انہیں حضور حافظ پاک [illegible]، پیار کرتے اور سینہ پر لٹا کر دعائیں دیتے۔ حضور حافظ پاک کو اس نواسے سے اسقدر محبت تھی کہ [illegible] کے جسم کے ایک ایک عضو (ہاتھ پاؤں، سر، منہ وغیرہ) پر ماہیئے بناتے اور بطور دل کی [illegible] پڑھتے جاتے۔ ان میں سے یہ ماہیا تو بڑا مشہور ہے۔

سخی [illegible] دیاں تے سخی وے انہاں دیاں دی خیر ہووے

پیر سخی حسین صاحب [illegible] بتاتے ہیں کہ مجھے بچپن سے حضور قبلہ عالمؒ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ میں ایک لمحہ بھی آپ کو دیکھے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ صبح سے شام تک حضور کی مجلس میں رہتا اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے میں ابھی بالکل چھوٹا تھا پہلی مرتبہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور اگر میرے دل کو دیکھ رہے ہیں اور دل کی بات سے واقف ہیں تو مجھے ابھی فرمائیں کہ میں آپ کیلئے پانی کا گلاس لے آؤں۔ یہ خواہش کرنے کی دیر تھی کہ حضور نے فر[illegible]

کر دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اچھا ٹھیک ہے جاؤ پانی کا گلاس لے آؤ۔

میں نے بچپن میں کئی مرتبہ دستِ بیعت ہونے کیلئے عرض کیا۔ لیکن حضور فرماتے جلدی کیا ہے مرید کر لیں گے۔
ایک مرتبہ بلوآنہ شریف حضور نے نماز کی امامت فرمائی۔ میں بھی جماعت میں شامل تھا۔ دوران نماز جب میں سجدہ میں گیا تو ایک شخص حامد ماچھی نے میرے اوپر اپنی ٹانگ رکھ دی جس کے سبب میں سجدہ سے سر نہ اٹھا سکا۔ نماز کے بعد میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی جناب! بندہ سجدہ میں جائے اور کوئی شخص بطور شرارت اس پر اپنی ٹانگ رکھ دے جس کے سبب وہ سجدہ سے اٹھ نہ سکے تو کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے؟

حضور کو معلوم ہو گیا تو آپ اس شخص سے بہت ناراض ہوئے۔ بعد ازاں مجھے مخاطب ہو کر بڑے پیار سے فرمایا آج تمہارا وقت آ گیا ہے آؤ تجھے ایسی نماز سکھائیں کہ بے شک کوئی آدمی تجھے کچھ کہتا رہے تجھے خبر ہی نہ ہو۔ اور پھر شرف بیعت سے نوازا۔ چچا میاں غلام رسول صاحب نے اوراد و وظائف سمجھائے۔ حضور کی مجھ پر شفقت و محبت اور بے انتہا کرم نوازی دیکھتے ہوئے چچا میاں غلام رسول صاحب نے حامد ماچھی سے کہا یار! جب میں نماز پڑھوں تو میرے ساتھ بھی ایسا کرنا۔ تیری شرارت سے اسقدر لطف و عنایت اور انعام ملتا ہے تو ہم کیوں محروم رہیں۔

میرے حضور نے اخلاق، شریعت کی پاسداری اور نگاہِ کامل سے اپنے سلسلہء قادریہ کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ کے اخلاق و پیار کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک یہی سمجھتا سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت و شفقت فرماتے ہیں اور صرف میرے ہی ہیں۔ میرے حضور کے پیر بھائی بھی آپ کے پاس آ کر دل کی پیاس بجھاتے تھے۔ نماز پنجگانہ اوابین، اشراق، چاشت اور نماز تہجد کے علاوہ بھی بہت سارے نوافل ادا فرماتے تھے۔ کمزوری و بیماری کے باوجود بھی مسجد میں باجماعت نماز ادا ہوتی اگر چل نہ سکتے تو اپنی چارپائی ہی کو اٹھوا کر مسجد کے ایک کونے میں رکھوا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔

بلوآنہ شریف میں حضور ایک مدت تک مسجد میں ہر شب اعتکاف میں گزارتے مجھے حکم تھا کہ میرا اور اپنا بستر لے آؤ۔ ہم رات کو مسجد ہی میں ٹھہرا کریں گے۔ مسجد کے ایک کونہ میں حضور کیلئے بستر بنا دیا جاتا اور دوسرے کونہ میں میرا بستر ہوتا۔ میں تو رات کو سوتا جاگتا رہتا لیکن حضور تمام رات بیدار رہتے اور ایسا ایسا کلام فرماتے جو میری سمجھ سے باہر ہوتا۔ بعض اوقات ایسا لگتا کہ کوئی روحانی طور پر آپ سے ہمکلام ہے۔ یا آپ کسی سے کلام فرما رہے ہیں۔

حضور بلوآنہ شریف سے منگانی شریف ہجرت کر آئے تو پیر سخی حسین بھی ساتھ آ گئے اور ہمیشہ حضور کی رفاقت کو سعادت سمجھا۔ حضور کے خاندان میں سے سب سے زیادہ خدمت کا شرف انہی کو حاصل رہا۔ جس طرح انہوں نے حضور کی خدمت میں کمی نہ چھوڑی اسی طرح حضور نے بھی انہیں نوازنے میں کوئی کسر نہ رہنے دی۔

برادرم پیر سخی حسین صاحب کو شاعری سے بھی ایک عرصہ شغف رہا۔ اپنے مرشد و مربی حضور قبلہ عالم منگانویؒ کی محبت و الفت میں مخمور کافیاں، رباعیات اور سی حرفی کے انداز میں اپنے ذوق کی تسکین کرتے تھے۔ بطور نمونہ دو رباعیات

درج کی جاتی ہیں۔

میتھے کرم کریں سوہنا کرم سائیں کرم باجھ پئی جند ترساوندی اے
کرم،کرم کرساں جاں تائیں جیوساں میں کرم باجھ نہ کائی شے بھاوندی اے

جھب ملیں او میریا کرم ماہی تیری سک پئی نت سکاوندی اے
ہویا یحیٰ حسین بے چین یارا تیری تاہنگ پئی جان جلاوندی اے

رہساں میں غلام مدام تیری نام تیرے دا ورد پکاوساں میں
رہسی سر میرا تیرے جوڑیاں تے سوہنا کدی وی سر نہ چاوساں میں

میرے گل مالا تیرے نام والی سدا گاون پیا دے گاوساں میں
سگ یحیٰ حسین سوہنے یار سندا بوہے یار دے بھج بھج آوساں میں

حضور کے زمانہ میں بچپن سے لیکر منگانی شریف قیام تک لنگر شریف کا مکمل انتظام انہی کے سپرد تھا۔ درویشوں کا قیام وطعام اور ان کے ساتھ مجلس کی ذمہ داری بھی انہوں نے خوب نبھائی۔ جمعہ شریف پر تقریر بھی اکثر و بیشتر آپ ہی کرتے۔ عصر کے وقت فیض سبحانی پڑھتے جس کی تشریح وتوضیح حضور قبلہ عالم خود فرمایا کرتے۔ آپ حضور کی بے شمار کرامتوں کے چشم دید گواہ ہیں۔ 1985ء میں قبلہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب کے بے حد اصرار پر حضور قبلہ عالم نے انہیں برطانیہ بھیج دیا اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔ حج بیت اللہ اور بارہا عمرہ شریف کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ حضور قبلہ عالم نے وصال سے چند ہفتے قبل پیر یحیٰ حسین صاحب کا ہاتھ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کے ہاتھ میں پکڑایا اور فرمایا مظہر حسین ایک وقت آئے گا کہ تیرے خاندان والے تجھے کہیں گے کہ یحیٰ حسین کو چھوڑ دے لیکن تو کبھی اسے نہ چھوڑنا پھر پیر یحیٰ حسین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تجھے مظہر حسین پر جان بھی قربان کرنی پڑے تو دریغ نہ کرنا۔ ہر سال بڑے عرس مبارک پر طور خاص برطانیہ سے منگانی شریف آتے ہیں اور تقریباً ایک ماہ دربار شریف پر رہتے ہیں۔ آج بھی ان سے حضور قبلہ عالم کی تعلیم و تربیت کی روح پرور خوشبو آتی ہے۔

پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب: شاہ صاحب والد کی طرف سے مشہدی کاظمی اور والدہ کی طرف سے رزاقی گیلانی یعنی نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں۔ والد کا نام پیر سید اصغر علیشاہ عرف بڑے شاہ صاحب تھا۔ ان کی ابتدائی بیعت حضرت امیر بادشاہ چورہ شریف سے تھی۔ بعد ازاں شاہ صاحب کے ایماء پر بیعت صحبت حضور قبلہ عالم سے کی 31 دسمبر 1995ء کو انتقال فرمایا اور منگانی شریف حضرت پیر سید مطیع اللہ شاہ صاحب کے مزار سے متصل مشرقی جانب مدفون ہوئے۔

پیر سید رفاقت علی شاہ صاحب ابھی لڑکپن میں تھے حضور قبلہ عالم اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی تشریف لائے پہلی مرتبہ نیاز حاصل ہوا تو حضور کی نگاہِ فیض بار دل میں اتر گئی مزید باریابی کے محرک حضرت بابا جی علی گل علیہ الرحمت اور حافظ عبدالغفور صاحب بنے۔ لالہ محمد حنیف کے ہمراہ منگانی شریف حاضر خدمت ہوئے اور 25 نومبر 1977ء بروز جمعۃ المبارک حضور کی دست بیعت سے مشرف ہوئے۔

شاہ صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ”حضور کے ارشاد پر مجھے اوراد و وظائف پیر یحیٰ حسین صاحب نے

تلقین فرمائے۔ مجھ پر وجد طاری ہو گیا اور کچھ ہوش نہ رہا کافی دیر بعد درویش مجھے اٹھا کر حضور کی خدمت میں لائے جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا کا خوف تو ایک طرف بلکہ آخرت کا خوف بھی میرے دل و دماغ سے جاتا رہا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے بارِ گراں کو حضور نے اتار کر مجھ سے الگ کر دیا ہو میرے شیخ کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو نمایاں خصوصیات رکھی تھیں میں نے اپنی زندگی میں وہ اور کسی بزرگ میں نہیں دیکھیں۔ میں مہینہ مہینہ حضور کی خدمت میں حاضر رہا میں نے حضور کے ظاہر و باطن کو ہمیشہ یکساں پایا۔ آپ کا لحہ لحہ سراپا کرامت تھا۔ ایک مرتبہ ملتان میں میاں گلشیر احمد کے مکان پر میں ستائیس دن اور ستائیس راتیں رمضان شریف کے دوران اکیلا حضور کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس عرصہ میں مجھے ایک لحہ کیلئے بھی نیند نہ آئی میرے لئے یہ حضور کی بہت بڑی کرامت تھی۔

میں نے بارہا حضور کی توجہ (نگاہِ ولایت) کا خود بھی مشاہدہ کیا اور یارانِ طریقت پر بھی اس کے اثرات دیکھے ایک مرتبہ عرس کے موقع پر چچا میاں غلام رسول صاحب نے اپنے بیٹے پیر محمد مبارک کو حضور کے سامنے پیش کیا اور عرض کی جناب! اس پر تھوڑی سی توجہ فرمائیں میں ہمیشہ اس بات کی کھوج میں رہتا کہ حضور جب کسی پر نظر کرم فرمائیں تو میں سب سے آگے ہوں آپ نے انہیں جونہی دیکھا تو میں نے ایک دو مرتبہ اپنا سر آگے کیا تاکہ پیر مبارک پر نظر نہ پڑے بلکہ مجھ پر ہی پڑے۔ آخر پیر مبارک پر حضور نے توجہ فرمائی چونکہ مقصود وہی تھا لیکن جونہی وہ ایک طرف ہوئے میں بھی ٹکٹکی باندھ کر حضور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپ مسکرائے اور مجھ پر بھی توجہ فرمائی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ بجلی کی لہر میرے جسم میں سرایت کر گئی ہے۔ پیر مبارک تھوڑی میرے کندھے پر تھی اور ان پر گریہ طاری تھا اس کے علاوہ بھی حضور نے کئی بار مجھ پر توجہ فرمائی لیکن وصال کے بعد حضور کی توجہ کا عالم ہی کچھ اور ہے یہ بات کئی بار میرے مشاہدہ میں آ چکی ہے۔

14 جون 1979ء عرس مبارک کے موقع پر حضور قبلہ عالمؒ نے صاحبزادہ پیر سید اظہار محمد شاہ صاحب سجادہ نشین دربار شریف کے ہاتھوں شاہ صاحب کی دستار بندی کروائی۔ شاہ صاحب پر حضور تا دمِ وصال بہت خوش رہے۔ گو حضور نے اپنے وصال شریف سے تقریباً 12 برس قبل انہیں اجازت بیعت اور خرقہءِ خلافت عطا فرما دیا تھا لیکن انہوں نے کسی کو بیعت نہ کیا۔ جو شخص بھی ان کے پاس آیا اسے حضور کی خدمت میں لا کر بیعت کروا دیا۔ درویشوں کی ایک بہت بڑی تعداد شاہ صاحب کی وساطت سے حضور کی بیعت سے مشرف ہوئی حضور کے وصال کے بعد بھی ان کے اخلاص میں فرق نہ آیا بلکہ حضرت ثانی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے بارہا مجھ سے فرمایا حضور کے خلفاء میں سے جس قدر خدمت شاہ صاحب نے کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب جا کے ہمارے بار بار اصرار پر گذشتہ چند برسوں سے بیعت پر آمادہ ہوئے اور لوگوں کو مرید کرنا شروع کیا پھر کیا تھا ان کے اخلاص محبت اور حضور قبلہ عالم کے فیضانِ کرم کے بحرِ بے کنار سے چند ہی سالوں میں اس قدر مخلوق خدا ان کی مرید ہوئی کہ حضور کے خلفاء میں سے سب سے زیادہ آپ ہی کا سلسلہ بیعت جاری ہوا۔ شاہ صاحب کا ذوق و شوق اور جذبہ خدمت ان کے مریدین میں بھی وافر پایا جاتا ہے۔

دربار شریف کی خدمت اور تعمیر و ترقی کے ساتھ انہیں جنون کی حد تک لگاؤ ہے قادریہ آرگنائزیشن جو دربار شریف سے ایک جماعت بنائی گئی ہے اس کے روح رواں اور منتظم اعلیٰ بھی آپ ہیں۔ دربار شریف کا ہر حکم ان کیلئے حرف آخر ہوتا ہے پھر وہ اس کے برخلاف کچھ اور نہیں دیکھ سکتے پہلے راولپنڈی میں حضور قبلہ عالم کا عرس لگوایا کرتے تھے 2005ء میں ایک مرتبہ راقم السطور نے کہا ہمیں حضور کی شخصیت کے حوالہ سے ایک سیمینار منعقد کرنا چاہیے تو فوراً آمادہ ہو گئے اور جنوری 2006ء میں پہلا سیمینار منعقد ہوا جو کہ درگاہ شریف کے حوالہ سے بلکہ ہمارے سلسلہ طریقت کے حوالہ سے بھی ایک عظیم پروگرام تھا (مجلّہ آئینہ کرم جون 2006ء ''سیمینار نمبر'' شائع کیا گیا جس میں سیمینار کی روداد اور تمام مقالہ جات شائع کئے گئے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے)

لالہ محمد رفیق صاحب نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ میں راولپنڈی گیا وہاں ''آئینہ کرم'' کی کمپوزنگ ہو رہی تھی۔ آپ نے مضمون میں جہاں پیرا ختم کرنے کے بعد ڈیش کا نشان لگایا شاہ صاحب کمپوزنگ والے سے کہہ رہے تھے ''جہاں انہوں نے نشان لگایا ہے وہیں نشان ہونا چاہیے۔''

میں نے کہاں کوئی ضروری نہیں ہے دوبارہ پیرابندی کر دیں گے لیکن وہ اپنی بات پر مصر تھے کہ ''جو کچھ دربار شریف سے لکھا ہوا آئے وہ ہمارے لئے حرف آخر ہے۔ ہم نے اس میں ایک ڈیش کی بھی تبدیلی نہیں کرنی''

شاہ صاحب کی زندگی کا سب سے محبوب ترین مشغلہ اپنے پیرخانہ کی خدمت اور منگانی شریف حاضری ہے۔ انہیں جب اور جونہی موقع ملے خواہ چند گھنٹے ہی کیوں نہ ہوں ان کا رخ دیار یار کی طرف ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا بلکہ یہ اشعار شاہ صاحب کی شخصیت و مزاج پر صادق آتے ہیں۔

نقاب چہرے سے خورشید جب اُٹھاتا ہے	کوئی حرم کو، کوئی بتکدے کو جاتا ہے
جو دل کو پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے	تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علی الصبح چوں مردم بہ کاروبار روند	بلا کشان محبت بکوئے یار روند

شاہ صاحب نے اپنے پیرخانہ کی خدمت کیلئے عزت، جان، اولاد اور مال کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ان کا اخلاص و محبت، ذوق و شوق، خدمت و وارفتگی اور یقین و ایقان یاران سلسلہ کیلئے مشعل راہ ہے شاہ صاحب ہمارے دربار شریف کی عزت ہیں۔ اللہ کریم انہیں تادیر سلامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ احباب کو ان سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔

میاں نذیر احمد قادری: کوٹ بلوچ ضلع منڈی بہاؤالدین میں رہائش پذیر راقم السطور کے حقیقی ماموں اور حضور کے دیرینہ عقیدت مند ہیں غالباً 58-1957ء میں دست بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضور کی ان پر خاص شفقت اور نگاہ تھی لہٰذا ان کی تربیت سلوک بھی خصوصی انداز سے فرمائی حضور کے بڑے عاشق زار اور جاں نثار غلام ہیں۔ آج بھی جب حضور کا

ذکرِ خیر کریں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام واقعات میں انہیں سامنے بٹھا کر تحریر کر رہا ہوں۔

بیان کرتے ہیں غالباً 71-1970 کا واقعہ ہے چونکہ میں گاؤں کا نمبردار بھی تھا۔ ایک دفعہ میاں خان گجر کے پاس معاملہ (لگان) لینے کیلئے چیلیانوالی گیا۔ اس نے کہا نمبردار شام ہو رہی ہے۔ آج رات یہیں میرے پاس رہیں اکٹھے باتیں کریں گے۔ صبح میں آپ کو معاملہ دے دوں گا۔ لہٰذا میں اور میرا ساتھی جو میرا پیر بھائی نور حسین چوکیدار تھا ہم دونوں وہیں رہے رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم تشریف لائے آپ کے ہاتھوں میں ایک آئینہ تھا اور مجھے فرمایا اس میں اپنا چہرہ دیکھو میں نے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا تو حیران رہ گیا کہ میں نے داڑھی رکھی ہوئی ہے پھر میری آنکھ کھل گئی صبح واپس آتے ہوئے راستہ میں نور حسین سے میں نے کہا کہ آج رات میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے اس نے مجھے کہا حضور کی منشاء مبارک ہے آپ داڑھی رکھ لیں۔ لیکن میں نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور کہا، خواب خیال بھی تو ہوتا ہے۔ اور گھر چلا آیا۔ دوسری رات پھر مجھے خواب میں حضور کی زیارت ہوئی آپ بڑے جلال میں تھے اور فرما رہے تھے "بیوقوف آدمی میں تجھے کہتا ہوں داڑھی رکھ لے اور تو کہتا ہے خواب خیال ہے اور سختی سے حکم دیا تب میں نے گھر والوں کو بتایا اور اس روز سے داڑھی رکھ لی۔

ایک مرتبہ حضور نے کوٹ بلوچ پیغام بھیجا کہ خاص خاص آدمی مثلاً میاں سید رسول سیال، میاں غلام رسول مستری، میاں جان محمد، میاں غلام علی وغیرہ بلوآنہ شریف آئیں وہاں سے اکٹھے اپنے پیران کی درگاہوں پر حاضری کیلئے جائیں گے۔ جب میں نے سنا تو میں بھی تیار ہو گیا میں نے میاں سید رسول سے کہا میں خاص درویش تو نہیں البتہ میرا شوق ہے آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ آخر ہم سب اکٹھے بلوآنہ شریف حاضرِ خدمت ہوئے حضور نے ایک بس کرایہ پر حاصل کر رکھی تھی۔ لیکن سواریاں بس سے زیادہ ہو گئیں تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کی حضور میری جگہ پر گھر والے (یعنی حضور کی اہلیہ محترمہ) چلے جائیں حضور نے فرمایا دوسرا کوئی جائے نہ جائے تجھے ہم نے ضرور لے جانا ہے وہاں سے روانہ ہوئے، پہلے جھنگ شہر میں حضور سلطان باتھیوان کی درگاہ پر حاضری دی پھر میرک شریف اور سندیلیانوالی شریف سے ہوتے ہوئے رات دہڑ شریف حاضر ہوئے دوسرے دن ہم براستہ لاہور واپس منڈی بہاؤالدین آئے اور حضور سیدھے بلوآنہ شریف چلے گئے۔ گھر واپس پہنچنے کے بعد میں نے اسی شب ان تمام مشائخ عظام کی زیارت کا شرف حاصل کیا جن کے آستانوں پر حضور کی معیت میں حاضری دی تھی۔ آخر میں حضور قطب الاقطاب پیر محلویؒ نے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔

"حوصلہ رکھ جلد ہی تمہارا کام بھی ہو جائے گا"

لہٰذا کوئی چھ ماہ ہی گزرے ہوں گے کہ بلوآنہ شریف غالباً 74-1973ء میں حضور نے مجھے خرقہ خلافت عطا فرمایا میں نے عرض کی حضور! مجھے لوگ اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے بلکہ جیرو نمبردار کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے لوگ میاں نذیر کہیں گے۔ میں نے دوبارہ عرض کی جناب میں اس قابل نہیں یہ بار امانت کیسے اٹھا سکوں گا۔ فرمایا "میں اس جہان میں بھی تمہارا وارث ہوں اور اگلے جہاں بھی فکر نہ کرنا" مجھے خلافت ہوئی تو میری بیوی نے عرض کی حضور! ہمیں فقر و فاقہ والی

فقیری نہیں چاہیے حضور نے فرمایا جاؤ! اسے ہم نے امیری بھی دی اور فقیری بھی'' تادم تحریر وہ بڑے خوشحال ہیں اور پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ دونوں بڑے بیٹے اور بیٹیاں یورپی ممالک میں سکونت پذیر ہیں اور اپنے والدین کے بہت فرماں بردار ہیں۔

بیان کرتے ہیں میری شادی ہوئی تو میری بیوی کو بچپن سے دمہ کی شکایت تھی لیکن مجھے علم نہ تھا۔ اور شادی کے بعد مجھے معلوم ہوا تو میں کافی پریشان رہنے لگا منڈی بہاؤالدین میں ایک ڈاکٹر مقبول صاحب میرے دوست تھے میں اپنی بیوی کو اس کے پاس لے گیا اس نے مجھے کہا نمبردار! یہ تو نے بہت برا کیا اس لڑکی سے شادی نہیں کرنی تھی۔ اسے دمہ ہے اور دمہ تو دم (سانس) کے ساتھ رہتا ہے۔ میں اور پریشان ہوا اور آخر اسے لے کر حضور کی خدمت میں بلوآنہ شریف حاضر ہوا۔ صبح دن کے وقت تقریباً دس بجے حضور بڑے خوشگوار انداز میں تشریف فرما تھے۔ اور ذوق وشوق میں بزرگانِ دین کے اشعار پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا حضور بڑے مسرور انداز میں بیٹھے ہیں آؤ تمہاری بیماری کیلئے عرض کریں۔ ہم دونوں حاضر خدمت ہوئے میں نے عرض کی حضور! اسے دمہ ہے حضور نے فرمایا'' دمہ نے ہم سے کیا لینا ہے جاؤ کچھ نہیں ہے'' اس نے عرض کی مجھے تعویذ دیں فرمایا میری بات پر تجھے اعتبار نہیں ہے کہ تعویز مانگتی ہے پھر بابا خادم حسین درویش سے فرمایا عورتوں کا اعتبار تعویذ پر ہوتا ہے اسے کوئی تعویذ لکھ کر دے دو۔ پھر کیا تھا یہ واقعہ 1973-74ء کا ہے اور تادم تحریر 2006ء تک پھر اسے کبھی دمہ کی شکایت نہیں ہوئی۔

میرا پہلا بیٹا فوت ہوا تو چونکہ وہی ایک تھا۔ میں بہت افسردہ رہنے لگا۔ انہی دنوں میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ'' میں بڑا پریشان ہوں ادھر ادھر دوڑ رہا ہوں اور حضور کو تلاش کر رہا ہوں آخر میں حضور کو تلاش کرتا ہوا ٹلہ والی پہاڑی (جو دینہ ضلع جہلم میں ہے اور بہت بلند ہے) وہاں پہنچتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ پہاڑی کے اوپر کافی سارے اولیاء اللہ تشریف فرما ہیں۔ ایک بڑا خوبصورت قالین بچھا ہوا ہے جس پر تقریباً 30-25 بزرگ دوزانو (تشہد والی شکل میں) تشریف فرما ہیں جی (دائیں) طرف سے شروع میں حضور قبلہ عالمؒ تشریف فرما ہیں حضور نے مجھے روتا ہوا دیکھا تو دور سے اشارہ فرما کر اپنے پاس بلایا میں قدم بوس ہوا آپ نے مجھے تسلی دی اور فرمایا بیٹا! رو نہیں اللہ کریم اور دے گا۔ پھر مجھے اپنے پاس بٹھا لیا یہ میرے ساتھ جو بزرگ بیٹھے ہیں، حضور غوث پاکؒ ہیں۔ پھر دیگر جو حضرات قطار میں بیٹھے تھے ہر ایک کا خود تعارف کروایا کوئی 30-25 بزرگ تھے لیکن جن کے نام اب مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں حضور فرماتے جاتے یہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ہیں۔ یہ بابا فریدؒ ہیں۔ یہ مولانا رومؒ ہیں۔ یہ بوعلی قلندرؒ ہیں۔ یہ نظام الدین اولیاءؒ ہیں۔ یہ شہباز قلندرؒ ہیں وغیرہ بالآخر میں ان سب کی زیارت سے مستفید ہوا۔

استقدر قرابت داری کے باوجود انکی تواضع اور عجز وانکساری میں کبھی فرق نہیں آیا، خلافت کے بعد حضور نے انہیں حکم فرمایا کہ گاؤں کی آبادی چھوڑ کر اڈا ۸۱۔ آر۔ ڈی کے نزدیک اپنی زرعی زمین پر منتقل ہو جاؤ ان دنوں جگہ نہایت غیر آباد

اور ویران تھی۔ تمام رشتہ داروں نے بار ہا منع کیا لیکن انہوں نے کسی کی ایک نہ سنی اور وہاں منتقل ہو گئے حضور قبلہ عالم کی دعا سے وہ ویرانہ اس قدر آباد ہوا کہ گاؤں سے بھی اس کی آبادی بڑھ گئی ہے اب اردگرد کالونیاں بننے کی وجہ سے شہر کا گمان ہوتا ہے وہاں پر انہوں نے حضور کے حکم سے ایک جامع مسجد تعمیر کی اس جگہ کا نام "قادری آستانہ کرم آباد" رکھا۔

میاں غلام رسول قادریؒ: محلہ شفقت آباد ضلع منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے حضور کے دیرینہ نیاز مند اور عاشق صادق کوٹ بلوچ میں حضرت حافظ پاک سے دست بیعت ہوئے پھر بقیہ عمر حضور قبلہ عالمؒ کی غلامی اور معیت میں گزار دی۔ بڑے قابل اور ماہر تعمیرات تھے۔ بلوآنہ شریف اور منگانہ شریف میں تعمیر کی گئی تمام عمارات کی ایک ایک اینٹ ان کی محبت وعقیدت کی شاہد ہے۔ بلوآنہ شریف میں رہائش کے تمام مکانات، پرانی مسجد اور روضہ مبارک انہی کے پرسعادت ہاتھوں کی زندہ یادگاریں ہیں۔ منگانی شریف میں پرانی مسجد، لنگر خانہ وغیرہ بھی ان کی قابلیت کا مظہر ہے۔ اس درویش کامل نے اپنی عمر وفن کو اپنے پیر کامل کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ اگر اسے حضور کا درباری مستری کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اگرچہ ان تعمیرات کے عوض اس نے مادی طور پر تو کچھ نہ لیا لیکن اللہ کے ولی نے ان کی مزدوری کا حق روحانیت میں ادا فرما دیا نگاہ ولایت سے انہیں ایک کامل، صادق الیقین اور صاحب کرامت درویش بنا دیا۔ ان کی خدمات کے صلہ میں حضور قبلہ عالم نے انہیں خرقہ خلافت جیسی عظیم نعمت سے بھی نوازا۔ انہیں کشف القبور کا علم وعمل سکھایا اور روحانی تربیت فرمائی۔ حضور انہیں کئی مشائخ کی مزارات پر کشف کرنے اور احوال معلوم کرنے کیلئے بھیجا کرتے تھے۔ پھر ان مشائخ کے احوال سن کر مزید رہنمائی فرماتے۔ ایک دفعہ راقم السطور کو بابا مستری نے خود بتایا تھا کہ حضور قبلہ عالم نے مجھے حضرت داتا گنج بخشؒ کے دربار پر سلام دے کر بھیجا۔ میں جیسے ہی داتا صاحب کے دربار پہنچا، سیڑھیاں چڑھا دیکھا تو سامنے حضرت داتا گنج بخش کھڑے ہیں میں نے حضور کا سلام پہنچایا تو فرمایا مستری صاحب پیر کرم حسینؒ کا کیا حال ہے۔ میرا بھی انہیں محبت بھرا سلام پہنچانا۔ میں سیڑھیوں ہی سے واپس پلٹ آیا۔ بعد ازاں حضور قبلہ عالم نے انہیں جھنگ، سرگودھا روڈ اڈا قبہ پر درویشوں کی تعلیم وتربیت کیلئے بھیج دیا بابا مستری نے وہاں ایک قطعہ زمین خرید ا اپنا حجرہ ومسکن بنایا پھر ساتھ ہی حضور قبلہ عالم نے مسجد بھی تعمیر کروادی اللہ کا یہ بندہ اس حجرہ میں ذکر الٰہی اور دینی تعلیم وتربیت میں مشغول ہو گیا تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو بھاگ لگا دیئے درویش کا نور چاروں سمت پھیلنے لگا۔ فیض کا چشمہ ابل پڑا اور اردگرد کے لوگ درویش کی تعلیم وتربیت سے فیض یاب ہونے لگے۔ وہاں پر بابا مستری نے باقاعدہ سالانہ ختم شریف کا انعقاد شروع کر دیا جس میں حضور قبلہ عالمؒ خود بھی تشریف لے جاتے اور ملک کے نامور علماء کا خطاب ہوا کرتا تھا۔ ماسٹر میاں محمد نواز نے بابا مستری کی خدمت کا حق ادا کیا۔ 9 جون بروز ہفتہ 1990ء کو بابا مستری حضور قبلہ عالمؒ کی زیارت کیلئے مدرسۃ القرآن محل جھنگ میں حاضر تھے رات کو پچھلے پہر اٹھ کر نماز تہجد ادا کی اور کافی دیر تک کلمہ شریف کا ذکر کرتے کرتے سو گئے اور سوتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے وہ جارہا ہے کوئی شب غم گزار کے

صبح حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہ ایک مرد کامل تھا اور اس کے سینہ میں ایسا پر جلال نور تھا کہ عزرائیل بھی اس کی جان لینے سامنے نہ آیا بلکہ حالت بلکہ حالت خواب میں اس کی جان قبض کی۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے نماز جنازہ پڑھ لیا۔ اور منگانی شریف تدفین کی گئی۔

میاں غلام علی قادریؒ: حضور قبلہ عالمؒ کے عاشق صادق اور جاں نثار عقیدت کیش تھے۔ ابتداء میں حضور حافظ پاک کے دست کرم سے وابستہ ہوئے خرقہ خلافت حضور قبلہ عالم سے عطا ہوا۔ بظاہر امی تھے اور پڑھنا لکھنا نہ جانتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ پنجابی میں اشعار بنا کر حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور نے دریافت فرمایا کچھ پڑھے لکھے بھی ہو عرض کی بالکل نہیں فرمایا پھر دو کان کیسے چلا رہے ہو عرض کی جناب اپنے حساب سے کچھ لکیریں مار لیتا ہوں جو میرے علاوہ اور کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ حضور ہنس پڑے اور فرمایا۔

''لکھے موسیٰ پڑھے خود آ'' والا معاملہ ہے۔ پھر اپنے کان مبارک سے عطر میں بھیگا ہوا روئی کا ٹکڑا عنایت کیا کہ اپنے کان میں رکھ لو اور فرمایا اب جو تیری زبان سے نکلے وہ پہلے خود لکھنا پھر کسی پڑھے ہوئے کو بلوا کر لکھوا لینا۔ چنانچہ جونہی انہوں نے وہ عطر میں بھیگا ہوا روئی کا ٹکڑا کان میں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے زبان و وجدان کو کھول دیا اور پنجابی کا باکمال شاعر بنا دیا انکی متصوفانہ شاعرہ پر مشتمل دو تصانیف ''بحر توحید'' اور ''گل طریقت'' یادگار ہیں۔

کتاب ''گل طریقت'' کی سی حرفی اول میں اس بے نظیر فیض کا ذکر وہ کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

ن۔ نہیں ایہہ قلم، کلام میری آپے بولدا بول بولان والا میرے ساز دے وچہ آواز ماہی آپے وجدا آپ وجان والا

وچہ لام دے الف مقام کیتا، اوہا الف ہے لام سدان والا میں کون غلام، غلام علی کرے آپ فرمان فرمان والا

ابتدا کے حال میں گجرات والی جماعت کے ساتھ ڈھول بجاتے، کافیاں پڑھتے، خود روتے، دوسروں کو بھی رلاتے تھے ایک روز حضور قبلہ عالم نے وجہ دریافت کی تو عشق و محبت کا عذر پیش کیا فرمایا ہمارے ساتھ عشق و محبت ہو اور پھر ڈھول بجائے۔ اسی وقت ڈھول گلے سے نکال کر پھینک دو۔ انہوں نے حکم کی تعمیل فرمائی ارشاد ہوا تو نے ہمارے سامنے ڈھول بجایا اب جا دنیا تیرے سامنے ڈھول بجائے گی۔

راقم السطور نے خود مشاہدہ کیا ان کی آنکھوں سے کبھی آنسو خشک نہ ہوتے تھے۔ ہمیشہ گریہ طاری رہتا۔ حضور سے والہانہ عشق و محبت کا یہ عالم تھا جب بھی حضور کا ذکر خیر ہوتا، حضوں خود بھی روتے اور دوسرے کو بھی رلاتے۔ میں شک نہیں کرتا انہیں یہ گریہ حضور سے بطور نعمت کے ملا ہے۔ آخر ایک روز ان کے اکلوتے بیٹے میاں محمد اشرف نے مجھے یہ بتایا کہ کو خلافت عطا ہونے کا واقعہ سنایا تو میرے اس حال کو مزید تقویت ملی۔ وہ اس طرح کہ بلوآنہ شریف غالباً 1972ء

حضور قبلہ عالمؒ ایک روز بوہڑ کے نیچے آرام فرما تھے۔ میں صاحب لنگر شریف کا آٹا سر پر اٹھا کر چکی سے لائے کپڑے خاک آلودہ تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے چہرہ سے چادر ہٹائی اور ایک درویش سے فرمایا آج صبح سے مجھ پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہے اس نے عرض کی حضور یہ تو نعمت ہے فرمایا پھر ہم اس نعمت کو عطا کیوں نہ کریں۔ اور میاں صاحب کو بلوا کر فرمایا آج سے دنیا کو تین طلاق دے دو۔ اب تو نے کوئی دنیا کا کام نہیں کرنا۔ بلکہ گھر بیٹھ کر مشائخ کے مشن کی خدمت کرنی ہے۔ انہوں نے عرض کی حضور اور کوئی کام تو نہ کروں گا حضور فرمائیں تو گھر میں ایک دوکان بنالوں گا تا کہ گھر کا دال دلیا چلتا رہے کسی سے مانگنا نہ پڑے فرمایا جسے طلاق دے دی جائے وہ حلال نہیں ہوسکتی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا چونکہ جس وقت حضور نے انہیں خرقہ خلافت عطا فرمایا اس وقت حضور پر خود وجد و حال کی کیفیت طاری تھی لہٰذا یہ نعمت انہیں خاص طور پر عطا ہوئی کہ پھر ساری زندگی آنکھوں سے آنسو خشک نہ ہوئے گویا وہ اس کیفیت کی زندہ تصویر تھے۔

میاں صاحب بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ بلوآنہ شریف میں لنگر کا کام کر رہا تھا۔ میاں غلام رسول مستری جو میں گارا لاتا نیچے گرا دیتا اور کہتا یہ اچھا نہیں اور لے آؤ میں دل ہی دل میں بڑا خفا ہوا کہ اگر تو منڈی بہاؤالدین میں ہوتا تو پھر تجھ سے پوچھتا جو تو مجھے پریشان کر رہا ہے اتنے میں حضور قبلہ عالمؒ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا ''مستری غلام رسول اس کے نفس کی خوب مرمت کرو'' تب مجھے سمجھ آئی کہ حضور تو میرے نفس کی مرمت کروا رہے ہیں اور میں ایسے ناراض ہو رہا ہوں۔

میاں صاحب بیان کرتے ایک مرتبہ دربار شریف پر عرس تھا۔ میری چھوٹی بیٹی اس قدر بیمار ہوئی کہ مجھے یقین ہونے لگا کہ اب یہ زندہ نہ رہے گی۔ گھر والے پریشان تھے۔ تمام پیر بھائی عرس کیلئے تیار تھے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہیں یہ میرا امتحان تو نہیں کہ میں اس وجہ سے عرس شریف کی حاضری سے رہ جاؤں میں نے گھر والوں سے کہا اگر بچی فوت ہو جائے تو پڑوس والوں سے کہہ کر دفنا دینا۔ میں تو عرس پر جا رہا ہوں دربار شریف حاضر ہوا تو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا میاں! تمہارے گھر میں بچی بیمار تھی میں نے عرض کی عرس بھی تو تھا فرمایا چلو خیر ہے اسے کچھ نہ ہوگا میں واپس منڈی بہاؤالدین گیا تو گھر والوں نے بتایا جب آپ دربار شریف کیلئے چل پڑے تو کچھ ہی دیر بعد بچی بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ خلافت کے بعد حضور نے ایک خط میں انہیں فرمایا اپنی زندگی میں ماہانہ ختم شریف کا ناغہ نہ کرنا اگر گھر میں کچھ بھی نہ ہو تو 5 دانے چنے کے لے کر اسی پر ختم شریف دلوا دینا۔

حضور نے انہیں ہر ماہ کی سترہ تاریخ کو ختم غوثیہ کے انعقاد کی اجازت فرمائی تھی کیونکہ اکابر مشائخ قادریہ کی تصانیف میں حضور غوث پاکؓ کی صحیح تاریخ وصال ۱۷ ربیع الثانی ہے میاں صاحب تمام عمر اس ڈیوٹی پر کاربند رہے حتیٰ کہ وصال بھی چاند کی سترہ تاریخ کو بروز جمعۃ المبارک بمطابق 5 اپریل 1996ء میں عین جمعہ کے وقت ہوا دوسرے روز راقم السطور نے جنازہ پڑھایا اور محلہ منظور آباد (منڈی بہاؤالدین شہر) میں آپ کا دربار مرجع خلائق ہے میاں صاحب کا حلقہ ارادت کافی وسیع ہے اگر انہیں حضور کا درباری شاعر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ تمام عمر اپنے پیر کی مدح سرائی میں گزاری حتیٰ

کہ زندگی کے آخری ایام میں بھی لکھی گئی ایک کافی اپنے شیخ کامل سے والہانہ محبت وعقیدت کی غماز ہے جس کے بول کچھ اس طرح ہیں۔

میرے آقا منگانی والڑیا تیری یاد اندر دن لہہ جاوے میں ہور نہیں کجھ منگدی وے میری تیئں ولوں ریہہ رہ جاوے

پیر سید مطیع اللہ شاہ قادریؒ: شاہ صاحب قبلہ بڑی بزرگ ہستی تھے۔ چکریاں نزد مگھوال (گجرات) میں رہائش تھی خلیفہ میاں غلام علی قادری کی وساطت سے حضور قبلہ عالم سے ملاقات ہوئی آپ کے عرصہ قیام بلوآنہ شریف میں ہی دست بیعت سے مشرف ہوئے، ابتداء میں کسی اور جگہ بیعت تھے فرمایا کرتے مجھے انہوں نے تمیں سال اللہ الصمد کا ذکر کروایا اور ساتھ ہی روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا لیکن میں نے اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس نہ کی اور اس بیعت کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا، آخر ایک روز میں نے ان سے ذکر کیا اور کہا میرا دامن ابھی تک خالی ہے لہٰذا مجھے رخصت دی جائے، پھر کچھ عرصہ بعد بلوآنہ شریف حاضر خدمت ہوا تو فقط حضور کے دیکھنے سے ہی میرا کام ہو گیا۔ مرید ہونے کیلئے عرض کی تو حضور نے فرمایا آپ فلاں بزرگ کے پاس چلے جائیں لیکن میرا دل مانتا نہیں تھا۔ واپس منڈی بہاؤالدین آیا تو میاں غلام علی صاحب نے کہا شاہ جی! آپ کنوئیں پر جا کر پیاسے لوٹ آئے ہیں۔ کچھ دنوں بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوا، حضور نے فرمایا، شاہ صاحب! آپ سید ہیں میں آپ کو مرید نہیں کروں گا، میں نے عرض کی جناب جو سید تھا میں اسے چکریوں کے کیچڑ میں لت پت چھوڑ آیا ہوں تاکہ میرے ساتھ سید نہ چلے، اس قدر عجز وانکسار تھا ان کا بے پناہ اخلاص دیکھ کر حضور نے دست بیعت سے مشرف فرمایا پھر کیا تھا دل ہمیشہ کیلئے اسم اعظم سے جاری ہو گیا حتیٰ کہ بعد از وصال بھی کافی دیر تک دل کی دھڑکن بدستور جاری رہی۔ کافی عمر رسیدہ تھے اور 100 سال کے لگ بھگ عمر ہوئی یہاں دربار شریف پر سارا سارا دن قرآن شریف کی تلاوت فرمایا کرتے ہمیشہ تلاوت آہستہ اور اونچی آواز سے کرتے۔ سرخ رنگت، بقدر سنت سفید ریش، آنکھیں ہمیشہ گہری سرخ رہتیں، چہرہ انور پر جلال تھا۔ عام لوگوں کو گفتگو کی ہمت نہ پڑتی۔

بلند قامت اور کمزور بدن تھے، طبیعت بڑی بے نیاز تھی۔ اگر کوئی کہتا شاہ صاحب! دم فرما دیں تو فرماتے، گاؤں میں جوگی (نوکر) رکھا ہوا ہے اس سے کرواؤ۔ لوگ پوچھتے شاہ جی وہ کمی کون ہے فرماتے یہی امام مسجد جو روٹی لے کر نماز پڑھاتے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی لیکن زندگی میں ہی ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ سید رفاقت علی شاہ صاحب سے چونکہ بڑی محبت تھی، اکثر انہیں کے پاس رہائش رکھتے۔ فرمایا کرتے جب سے حضور کا مرید ہوا ہوں ہاتھ کانپتے ہیں۔ دربار شریف اعراس کے موقع پر ان کا ایک معمول تھا۔ مدوکی، سرگودھا، منڈی بہاؤالدین اور گجرات وغیرہ سے جو درویشوں کی جماعتیں آتیں، آپ ہر جماعت کیلئے آگے جاتے اور ان کے ساتھ مل کر ذکر کرتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ملا کرتے۔

شاہ صاحب جب مرید ہوئے تو حضور سے درخواست کی، جناب ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں اور دربار شریف پر

قبر کی جگہ عنایت فرمائیں، حضور نے وعدہ فرمایا کہ شاہ جی! آپ جہاں کہیں ہو ناوفات سے پہلے یہاں چلے آنا۔ اورانہوں نے ایسا ہی کیا، وصال سے ہفتہ عشرہ پہلے منگانی شریف آ گئے اور عرض کی میرا وقت آخر قریب آ گیا ہے لہٰذا حاضر خدمت ہو گیا ہوں بظاہر کینسر کی شکایت ہوگئی تھی یہاں قبل ازظہر ماہ دسمبر کے پہلے عشرہ 1985ء میں آپ کا وصال ہوا۔ حضور قبلہ عالم چند روز قبل ملتان تشریف لے گئے تھے۔ شاہ صاحب سے متعلق حضور قبلہ عالم کو حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا والا خواب سابقہ ابواب میں گزر چکا ہے۔ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد از نماز عصر تدفین کی گئی۔ حضور قبلہ عالم اپنی حیات مبارکہ میں کبھی کبھی ویل چیئر پر شاہ صاحب کے مزار پر تشریف لے جایا کرتے۔ آج کل آپ کا مزار حضور کے روضہ شریف سے متصل باہر شمالی جانب ہے۔

تا زِ میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود سرِ ما خاک رہِ پیر مغاں خواہد بود

حلقہء پیر مغانم زِ ازل درگوش است ماہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود

اجازت بیعت سے متعلق وہ خود فرمایا کرتے، ایک روز میں نے حضور کی خدمت عرض کی چکریاں میں چند آدمی اور عورتیں ہیں انہیں لا کر حضور کے بیعت کروانا ہے۔ آپ نے فرمایا انہیں میرے پاس نہ لائیں بلکہ خود ہی مرید کر لیں میں نے عرض کی جناب میں کیسے مرید کروں فرمایا میرا حکم ہے جو بھی تم سے اللہ کا نام پوچھے اسے بتا دیا کریں۔

میاں محمد رمضان قادریؒ: قیام پاکستان کے بعد کا واقعہ ہے۔ میاں شیخ احمد پٹھان آپ کو اور میاں وریام کو مرید کروانے کیلئے بلوآنہ شریف حاضر خدمت ہوا۔ حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ اسوقت آرام دہ کرسی پر تشریف فرما تھے۔ قدم بوسی کے بعد میاں شیخ احمد نے عرض کی حضور! ان دونوں کو مرید فرمالیں۔ لیکن میاں محمد رمضان کے دل میں خیال آیا کہ میں تو کسی بڑے سید کا مرید ہوں گا۔ حضرت حافظ پاکؒ نے فوراً میاں شیخ احمد سے فرمایا وریام کو تو ہم مرید کر لیتے ہیں لیکن یہ جو آرائیں ہے دل میں کہہ رہا ہے کہ میں تو کسی بڑے سید کا مرید ہوں گا۔ لہٰذا ہم اسے مرید نہیں کرتے۔ حضور کا یہی فرمانا تھا کہ ان پر رقت طاری ہوگئی قدموں میں گر پڑے اور زاروقطار رونے لگے۔ حضور نے پکڑ کر سینہ سے لگا لیا، تسلی دی اور فرمایا ''بیٹا! فقیر دو دانے او پر سید ہے'' اوران کے اصرار پر مرید فرمالیا۔ کافی عرصہ حضور حافظ پاکؒ اور حضرت قبلہ عالمؒ کی معیت میں رہے۔ حضرت اعلیٰ دھڑویؒ انہیں بطور مزاح فرمایا کرتے کہ تمہاری قوم کے حضرت شاہ عنایت آرائیں نے ہمارے ایک بزرگ پیر سید بلھے شاہ سے جو سلوک کیا ہم ان کی ایک ایک چیز کا بدلہ تجھ سے لیں گے اور مسکرا دیتے۔

حضور قبلہ عالمؒ نے عرصہ قیام بلوآنہ شریف انہیں خرقہء خلافت عطا کیا۔ فرمایا اب گھر جا کر بیٹھ جاؤ اور دنیاداری کے کاموں سے الگ ہو جاؤ وہ خود بیان کرتے میں گھر پہنچا تو دوسرے دن میرے بڑے لڑکے نے مجھے مویشیوں کے چارے کے لئے کہا۔ میں نے کہا پہلے فاتحہ پڑھ لو جو تمہارا باپ تھا وہ مر گیا ہے۔ اب مجھ سے دنیاوی کام کی توقع نہ رکھنا۔

میں نے دنیاداری سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ آپ بیوی بچوں سے الگ ہو گئے۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر ایک قطعہ زمین خرید کر قادری دربار کی بنیاد رکھی۔ چند ایک کمرے تعمیر کر کے بقیہ زندگی وہیں گزار دی۔ ہر آٹھویں دن دربار شریف پر حاضری دیتے۔ اکثر دعوتوں پر حضور قبلہ عالمؒ کے ہمراہ رہتے۔ حضور کے بعد از وصال حضرت اخی قبلہ اور راقم السطور کے ہمراہ اپنے فرائض ادا کرتے رہے حضور کے عاشق صادق، ہنس مکھ اور درویش کامل تھے۔ بیشتر اوقات آنکھیں اشکبار رہتی تھیں۔ کمزور بدن، نازک اندام، ہر دیکھنے والا شخصیت اور وجاہت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ سرخ وسفید رنگ، بقدر سنت سفید ریش، کانوں کی لو تک دراز زلفیں جن پر مہندی لگائے رکھتے۔ صاحبِ ذوق وشوق تھے۔ ہندی، فارسی، اردو اور پنجابی اشعار کا ایک ذخیرہ آپکے ذہن میں محفوظ تھا جو موقع بہ موقع بیان کر کے مجلس کی رونق بنے رہتے۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئی۔ کئی لوگوں کو اجازت بیعت بھی دی۔

8 اپریل 2005ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 28 صفر بوقت تہجد اسم ذات کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ اسی روز بعد از نماز جمعہ شام ساڑھے پانچ بجے حضرت اخی قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں ان کے حجرہ میں قصبہ علی پور نزد چنڈ بھروانہ سپرد خاک کیا گیا۔ ان کے بیٹے میاں محمد مشتاق بیان کرتے ہیں کہ میٹرک کے بعد میں پولیس میں بطور سپاہی بھرتی ہوا میرے والد مجھے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں لائے اور مرید کروایا۔ حضور نے فرمایا ہم نے تمہیں تھانیدار بنا دیا۔ میں حیران ہوا کہ ابھی تو سپاہی بھرتی ہوا ہوں پھر میرے والد سے فرمایا میاں رمضان! ہم نے اسے تھانیدار بنا دیا ہے انہوں نے عرض کی جیسے حضور کی مرضی۔ آج الحمدللہ حضور کے حسب الارشاد میں تھانیدار ہوں۔

مولانا شیر محمد قادری: مولانا صاحب کے مرید ہونے کا واقعہ اور دیگر واقعات ابوابِ سابقہ میں گزر چکے ہیں ماہ ستمبر 1979ء بروز جمعۃ المبارک کو حضور کے دست کرم سے وابستہ ہوئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ آپ فقیر منش۔ درویش اور عالم باعمل ہیں۔ اپنے گاؤں میں دارالعلوم قادریہ، کرمیہ عطاء الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور الکرم ماڈل ہائی سکول کے بانی اور مہتمم بھی ہیں۔ حضور کے جاں نثار محبّ اور صاحب علم وفضل ہیں چنانچہ حضور کی موجودگی میں وعظ فرمایا کرتے۔ اب بھی ہر عرس شریف کے آخری دن بعد از نماز فجر انہیں کا متصوفانہ اور عاشقانہ خطاب ہوتا ہے۔ ذوقِ لطیف کے حامل ہیں۔ کبھی کبھار فارسی اور پنجابی میں اشعار بھی کہتے ہیں۔

مولانا صاحب کی زندگی کا ایک واقعہ جو کہ قارئین کی دلچسپی اور پیر بھائیوں کیلئے نہایت سبق آموز ہے سپرد قلم کرتا ہوں وہ بیان کرتے ہیں۔ موضع شیخ چوہڑ سے ایک شخص یوسف شاہ (جو ویہا فیملی سے تعلق رکھتا تھا) میرا دوست تھا۔ اس نے ایک روز کتاب ''شمع شبستانِ رضا'' میرے حوالہ کی اور اس میں سے ایک خاص عمل کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ یہ وظیفہ کرو۔ چند دنوں کے بعد تمہارے سامنے ایک بہت بڑا بت (ہمزاد) ظاہر ہوگا۔ پھر کسی شیخ کامل سے اجازت لیکر اگلا وظیفہ شروع کرنا۔ جو اسی کتاب میں درج تھا۔ مجھے بتایا کہ وظیفہ مکمل کرنے کے بعد تو اس بت سے جو بات کہے گا وہ پوری کرے گا۔

میں گھر آیا اور وظیفہ شروع کر دیا۔ واقعی ایک بہت بڑا دہشت ناک بت جس کا سر آسمان تک بلند تھا میرے سامنے حاضر ہو گیا۔ مجھے خوف تو آیا لیکن میں نے پروانہ کی۔ دوسرے دن صبح سویرے میں وہ کتاب ہاتھ میں لئے منگانی شریف حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا بیٹھتے ہی حضور نے فرمایا کتاب مجھے دو۔ میں نے پیش کر دی اور تمام واقعہ بھی عرض کیا حضور نے کتاب سے وہ عمل خود بھی پڑھا۔ فرمایا میں تو اجازت دیتا ہوں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تیرا کام بھی ہو جائے گا۔ تیرے بے شمار مرید بھی ہوں گے۔ آگے تو ہو گا پیچھے مخلوق ہو گی۔ تیرے پاس کار بھی ہو گی تیرا روضہ بھی بنے گا۔ اس جہان میں تیرا خوب چرچا اور دھوم دھام ہو گی۔ لیکن اگلے جہان کا ذمہ ہم نہیں اٹھاتے یہ عمل کرنے سے تیری اولاد بدکردار اور خراب ہو جائیگی۔ میں نے عرض کی اگلے جہان کا ذمہ آپ اٹھائیں تو وظیفہ کرتا ہوں ورنہ نہیں کروں گا۔ کافی سارے درویش حاضر مجلس تھے شاید پیر گامے شاہ اور دولت علیخان بلوچ نے کہا حضور! اسے اجازت دیں اس جہان میں تو دھوم ہو۔ اگلا جہان دیکھا جائے گا پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ کرتو آنہ ہے مرقوم سے تعلق رکھتا ہے مانگ اجازت حضور سے اس جہان میں تو عیش کرے گا۔ حضور نے فرمایا یہ مانگے میں اجازت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کی حضور اگلے جہان ساتھ رکھیں تو اجازت مانگتا ہوں ورنہ نہیں۔ آخر کچھ دیر کے بعد حضور نے فرمایا یہ کام ہمارا نہیں ہمارا کام تو معرفتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے ہماری دولت تو فقر ہے ہمیں تو اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لینا ہے جو کام خود نہیں کیا دوسروں کو کیسے کہیں۔ نہ ہم نے خود عمل کیا ہے نہ کسی کو اجازت دیتے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور! پھر مجھے بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ نے میری بات سن کر مجھے اپنے پاس بٹھا کر نہایت خوشی اور مسرت کے عالم میں مجھے اپنی بانہوں میں لے کر سینے سے لگا لیا۔ بعد ازاں اہل مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے درویشو! سن لو ابھی قیامت بہت دور ہے۔ قیامت تب قائم ہو گی جب اس جیسا ایک بندہ بھی نہیں رہیگا۔ جو اپنے پیر و مرشد کو پسند کرے، اور دنیا کو ناپسند کرے، حضور بے حد خوش ہوئے اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ فرمایا جاؤ اللہ تمہیں بھلائی عطا فرمائے گا۔ کبھی تنگ دستی نہ ہو گی۔ تیری اولاد بھی اچھی ہو گی۔ لوگ تیرے مرید بھی ہوں گے۔ آپ کی دعا حرف بہ حرف میرے حق میں پوری ہوئی۔ اور اس کے ثمرات آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

مولانا صاحب کی علمی و ادبی خدمات میں سے تا دم تحریر حضور قبلہ عالمؒ منگانوی کے منظوم کلام اور راقم السطور کی ایک پنجابی سی حرفی ''مشکوٰۃ عشق'' کی شرح تحریر کی ہے۔ دیگر دربار شریف کے مجلّہ ''آئینہ کرم'' میں ''درس مثنوی'' کے نام سے ایک عرصہ تک ان کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

میاں محمد بخش قادری: ابتداء میں حضور حافظ پاکؒ کے دست بیعت ہو کر عرصہ سات برس آپ کی خدمت میں رہے۔ بعد ازاں حضور قبلہ عالم سے شرف نسبت حاصل ہوا اور حضور کے وصال تک زندگی کا بیشتر حصہ دربار شریف پر خدمت اقدس میں گزارا۔ ان کے بیان کردہ حضور کے کئی واقعات سابقہ ابواب میں گزر چکے ہیں میاں صاحب نہایت متوکل، عاشق صادق اور فقیہ صفت درویش ہیں 30 ستمبر 1990 کو حضور نے اجازت بیعت عطا فرمائی۔ حلقہ ارادت کافی

وسیع ہے۔ کئی لوگ آگے مجاز بھی ہیں۔ آج کل چک نمبر 50 / 49 نزد سھاگہ ریلوے اسٹیشن رہائش پذیر ہیں۔

مولینا خان محمد قادری: حضور کے دیرینہ نیاز مند اور وفادار غلام عرصہ قیام بلوآنہ شریف دست بیعت سے مشرف ہوئے۔ پیرسخی حسین صاحب اور انہیں ایک ہی مجلس میں حضور نے خرقہ خلافت سے نوازا۔ ہمیشہ دربارشریف کی خدمت سے ہی کام رکھا حضور تادم وصال ہمیشہ ان پر راضی رہے۔ شادی بھی حضور نے خود ایک درویش گھرانہ میں طے فرمائی۔ اپنے گاؤں کے ہائی سکول میں عربی ٹیچر اور جامعہ مسجد میں خطیب بھی ہیں لیکن جمعہ کے فوراً بعد دربار شریف پر حاضر ہو جاتے ہیں مرید ہونے کے بعد کچھ اشعار اور پنجابی سی حرفیاں لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کیں لیکن حضور نے شعروشاعری سے منع فرما دیا۔ بڑے صادق الیقین اور منکسر المزاج درویش ہیں اللہ کریم ان کے ذوق وشوق اور اخلاص ومحبت کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

ماسٹر مانک خان کرتو آنہ بیان کرتے ہیں مجھے بچپن ہی سے کامل مرشد کی تلاش تھی ایک دفعہ گھر جاتے ہوئے میں چک گرواہ کی جامعہ مسجد میں کچھ دیر کیلئے ٹھہرا تو میں نے ایک درویش صورت آدمی دیکھا جو بچوں کو قرآن پڑھا رہا تھا۔ میں نہ پہچان سکا۔ لیکن اس نے میرے پاس پہنچ کر کہا مانک خان تیرا کیا حال ہے تو میں حیران رہ گیا کہ وہ تو میرا کلاس فیلو خان محمد گرواہ تھا۔ سکول کے دور میں وہ کبڈی اور فٹ بال کا زبردست کھلاڑی تھا۔ بعد ازاں مختلف میلوں پر میری اس سے ملاقات ہوتی رہی لیکن آج صورتحال بالکل برعکس تھی۔ نیچی نظریں، پروقار چہرہ، بقدرسنت ریش میں نے پوچھا تمہاری کایا کیسے اچانک پلٹ گئی ہے۔ تو اُس نے کہا یہ سارا کرم اور لطف وعنایت میرے پیرومرشد حضرت پیر محمد کرم حسین منگانوئی کا ہے۔ میرے دل نے گواہی دی جس پیر نے خان محمد کی زندگی بدل دی ہے یقیناً وہ کامل ولی اللہ ہے میں نے کہا میری خواہش ہے میں بھی حضور کی زیارت کروں۔ اُس نے بتایا آج جمعہ ہے اور میں اپنے پیرومرشد کے فرمان کے مطابق یہاں گاؤں کی مسجد میں جمعہ پڑھاتا ہوں لہٰذا آج تمہارے ساتھ نہیں آسکتا تم خود ہی زیارت کر لینا۔ کچھ دنوں بعد یکم ہاڑ (15 جون) کو دربار شریف پر عرس ہے وہاں ملاقات ہوگی- واپسی پر میں دربار شریف حاضر ہوا تو پیرسخی حسین صاحب سے میری ملاقات ہو گئی۔ وہ بھی ہمارے کلاس فیلو تھے۔ میں نے حضور کی زیارت کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور کو آرام فرما ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے، میاں خان محمد کو دیکھ کر مجھے اسقدر اشتیاق ہوا کہ عرض کی آپ مجھے آرام کی حالت میں ہی زیارت کروادیں۔ انہوں نے سامنے حجرہ مبارک کی طرف اشارہ کیا میں نے دیکھا ایک نحیف ونا تواں وجود جو چارپائی پر معلوم ہی نہیں ہوتا تھا سفید چادر اوڑھے آرام فرما ہیں پھر کیا تھا۔ میری پہلی نظر حضور قبلہ عالم پر پڑی تو جناب کی جسمانی کیفیت دیکھ کر مجھے حضرت سلطان باہوؒ کا یہ شعر یاد آ گیا۔

اندر میرا حق تپایا اساں کھلیاں راتیں کڈھیاں ہو تن تھیں ماس جدا ہویا باہو سوکھ جھلارے ہڈیاں ہو

میں واپس گھر چلا گیا اور یکم ہاڑ 15 جون 1979ء کو عرس شریف پر حاضر ہو کر دست بیعت سے مشرف ہوا۔

پیر سید رسول شاہ قادری: انہیں میاں شیخ احمد پٹھان نے مرید ہونے کیلئے بلوآنہ شریف بھیجا چھ روز حضور قبلہ عالم کی

خدمت میں رہے بعدازاں حضور نے تربیت کیلئے خلیفہ حاجی محمد کبیر کے سپرد کر دیا۔ تھوڑے عرصہ بعد بیعت کی اجازت سے مشرف ہوئے۔ اکوڑہ خٹک (صوبہ سرحد) سے چند کلومیٹر دور درگاہ حضرت کا کا صاحب کے نزدیک ہی ایک گاؤں میں رہائش پذیر ہیں عمر رسیدہ ہونے کے سبب کبھی کبھار عرس پر حاضر ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب، راقم السطور اور سید رفاقت علی شاہ کافی سارے درویشوں کے ہمراہ ان کی دعوت پر گئے وہاں شاہ صاحب نے بعض متوسلین کو ہمارے ذریعہ سے خلافت بھی دلوائی۔

ڈاکٹر امیر الدین قادری: ڈاکٹر صاحب اپنے والدین کے ہمراہ قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ حافظ گل محمد قادریؒ سے دست بیعت ہوئے بیعتِ صحبت بلوآنہ شریف میں ہی حضور قبلہ عالم سے کی۔ یوں انکا گھرانہ ایک زمانہ سے حضور کے دامن کرم سے وابستہ ہے۔ حکمت کے پیشہ سے منسلک ہیں اور جھنگ، سرگودھا روڈ پر اڈا اکڑیانوالہ مطب کھولا ہوا ہے پہلے اتوانہ گاؤں کی مسجد سے متصل رہائش تھی۔ آذان سے قبل مسجد میں جب یہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے تو وہاں کے دیوبندیوں پر گراں گزرتا اور کئی مرتبہ لڑائی، جھگڑے تک نوبت آئی آخر ایک روز حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا۔ گاؤں چھوڑ دو اور اپنی زرعی اراضی پر ڈیرہ لگاؤ جہاں تمہارے والد میاں دانا قادری کا مزار ہے اور بطور نصیحت یہ شعر پڑھا۔

دھڑیاں دے وچ رہن دھڑواہی، ٹھاکر دوارے ٹھگ درساں دے وچ رہن کوستی، عاشق رہن الگ

اور یہ اپنی زرعی اراضی میں رہائش پذیر ہوئے۔ ابتدا میں شعروشاعری سے شغف تھا کئی کافیاں بنا کر حضور کی خدمت میں عرض کیں لیکن حضور نے منع فرمادیا کہ شعروشاعری کرنے والےاور بہت ہیں تم نے آئندہ کچھ نہیں لکھنا۔ ہمیشہ درویشوں سے مسائل سنا کرنا۔ کسی کو سنانے کا خیال نہ کرنا۔ درویش حال مست ہوتا ہے نا کہ قالؔ مست منگانی شریف ہجرت کے بعد 1977ء میں حضور نے خرقہ خلافت سے نوازا۔

میاں محمد علی قادریؒ: آپ بلوآنہ شریف گاؤں کے رہائشی حضور قبلہ عالمؒ کے ہم عمر و ہم جلیس اور لڑکپن ہی سے دامن کرم سے وابستہ ہوئے۔ پیرومرشد کے بڑے والہ وشیدا تھے۔ حضور فرمایا کرتے یہ بچپن میں مجھ سے منسلک ہوا میں نے داڑھی چھوٹی کروائی تو اس نے بھی چھوٹی کروالی۔ بڑی کروائی تو اس نے بھی بڑی رکھ لی۔ میں نے پگڑی باندھی تو اس نے بھی باندھ لی۔ میں نے ٹوپی پہنی تو اس نے بھی ویسی ہی پہن لی۔ جیسا میرا لباس دیکھا ویسا لباس پہن لیا۔ میں نے کہا تو نے میری ظاہری مطابقت کی آؤ تجھے باطنی طریقہ کی اجازت بھی دیتے ہیں اور خرقہ خلافت عطا فرمادیا۔

میاں صاحب بیان کرتے حضور قبلہ عالم ایک مرتبہ کمالیہ تشریف لے گئے۔ کمالیہ کے جنگلات میں متعین سرکاری گارڈ حضور کا مرید تھا۔ چند دن بعد میرے دل میں حضور کی زیارت کا شوق اس قدر بڑھا کہ میں اکیلا کمالیہ چلا آیا۔ شام ہو چکی تھی۔ میں جنگل میں داخل ہوا تو مجھے گارڈ حضرات کے کوارٹروں کا رستہ بھول گیا۔ چونکہ جنگل وسیع وعریض رقبہ پر پھیلا ہو

اتھا اس لئے مجھے کوارٹر تلاش کرتے کرتے رات کے بارہ بج گئے۔ سردیوں کی خنک رات، آدھی رات کا وقت، جنگلی جانوروں کی بہتات اس صورتحال میں مَیں بے حد پریشان ہوا۔ تھک ہار کر بیٹھ گیا اور حضور کو اعانت کیلئے یاد کرنے لگا۔ عین اسی لمحے ایک شخص میرے سامنے نمودار ہوا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے تو اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے۔ میں نے کہا ایک گارڈ کے ہاں میرے پیرومرشد تشریف لائے ہوئے ہیں جھنگ سے اسے ملنے آیا ہوں۔ اس نے کہا میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم اس مکان کے سامنے پہنچ گئے اس نے کہا حضور یہاں تشریف فرما ہیں جا کر مل لیں۔ میں جائے مقصود پر پہنچ چکا تھا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو راستہ بتانے والا غائب تھا۔ حضور کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا میاں ٹائم سے چلا کرو۔ اپنے ساتھ ہمیں بھی بے آرام کرتے ہو۔

گارڈ صاحب بڑے حیران تھے کہ اس جنگل میں شام کے بعد کوئی نہیں آتا لیکن تو آدھی رات کو چلا آیا۔ میں نے کہا اگر حضور مہربانی نہ فرماتے تو ساری رات جنگل میں بھٹکتا رہتا۔

میاں محمد علی نے زندگی کا بیشتر حصہ حضور کی معیت و خدمت میں بسر کیا۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا "بندہ جس قدر پیرخانہ آتا جاتا رہے فقر وولایت بڑھتا ہے، کم نہیں ہوتا۔ جس نے آنا جانا چھوڑ دیا سمجھو کہ وہ پیچھے رہ گیا"

میاں صاحب نے کئی لوگوں کو مرید کیا۔ 29 دسمبر 2003 بروز پیر وفات پائی اور اپنے ہی ڈیرہ پر تدفین ہوئی۔

مولانا پیر شیر شاہ قریشیؒ: آپ مشہور تابعی بزرگ حضرت پیر عبدالرحمٰن ہاشمیؒ کی اولاد میں سے تھے اپنے دور کے نامور خطیب اور شیریں بیان واعظ تھے۔ منگانی شریف ہجرت کے بعد حضور قبلہ عالم کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد حضور نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا بقیہ زندگی منگانی شریف اعراس پر ہمیشہ وعظ کرتے رہے۔ صاحبِ علم وفضل اور حضور کے عاشق زار تھے۔

ایک مرتبہ حجام نے حضور قبلہ عالمؒ کی ریش مبارک درست کرتے ہوئے کچھ زیادہ تراش لی۔ مولانا صاحب حاضر خدمت ہوئے تو ان کی ریش حضور سے بڑی تھی فوراً حجام کو بلوایا اور کہا میں نہیں چاہتا محفل شریف میں میری داڑھی حضور قبلہ عالمؒ کی ریش مبارک سے بڑی ہو بلکہ آپ سے بھی قدرے چھوٹی کر دے جو اس نے فوراً کر دی ہم سب ان کے اسقدر اخلاص اور والہانہ عقیدت سے بڑے متاثر ہوئے۔ اس موقع کی ایک یادگار تصویر اب بھی دربار شریف کے تبرکات میں موجود ہے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی حیات مبارکہ میں ہی انتقال فرمایا اور حضرت پیر عبدالرحمٰنؒ کے روضہ شریف سے مغربی جانب کچھ فاصلہ پر حسب وصیت مدفون ہوئے۔

میاں ظہور احمد قادریؒ: آپ خلیفہ میاں عمر حیات خان کے اکلوتے بیٹے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ کی دست بیعت سے مشرف ہوئے ابتدائے حال میں درویشی کی طرف مائل نہ تھے جب ان کے والد صاحب کا انتقال ہوا اور حضور قبلہ عالم نے انہیں خرقۂ خلافت عطا فرمایا تو یکسر حالت بدل گئی پھر تو لوگ ان کی مثال دیا کرتے تھے۔ حضور کے بڑے عاشق صادق اور

خدمت گزار درویش تھے۔ 1976ء میں حضور قبلہ عالم کے منگانی شریف ہجرت کرنے کے چند ماہ بعد لا ولد انتقال کر گئے۔ اور اپنے والد کے روضہ میں مدفون ہوئے ان کا مزار دربار میاں عمر حیات چک نمبر 215 میں ہے۔

میاں احمد بخش قادریؒ: حضور سے والہانہ ارادت وعقیدت کا حامل ایک فقیر منش درویش کامل۔ عمر کا بیشتر حصہ دربار شریف کی خدمت میں بسر کیا۔ حضور قبلہ عالم کے اولین مریدین میں سے تھے ان کا تمام گھرانہ حضور کے دامن کرم سے وابستہ ہے۔ پہلے اڈا شبیر آباد پر رہائش تھی بعد ازاں حضور نے دربار شریف کے نزدیک انہیں دو کنال اراضی عنایت فرمائی جہاں مستقل طور پر رہائش پذیر ہوئے۔ لنگر شریف کا غلہ پیسنے کی خدمت انہی حضرات کے حصہ میں رہی۔ منگانی شریف آمد کے بعد حضور نے بیعت کی اجازت عطا فرمائی کئی لوگوں کو ارشاد بھی سمجھایا لیکن اکثر دربار شریف کی خدمت میں وقت بسر ہوا۔ 21 اپریل 1998ء بروز منگل وفات ہوئی حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب نے جنازہ پڑھایا اور حضور کے روضہ شریف سے باہر قدموں کی طرف اپنے والد میاں اللہ بخش کے نزدیک مدفون ہوئے۔

پیر سید جعفر حسین شاہ بخاری: جھنگ فیصل آباد روڈ پر موچیوالہ گاؤں کے رہائشی، بخاری سادات کے چشم و چراغ شیعہ مسلک سے وابستہ رہے ان کے تفصیلی واقعات گذشتہ ابواب میں درج ہو چکے ہیں عرصہ تین سال حضور انہیں ٹالتے رہے اور مرید نہ کیا آخر کار 3 شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک بمطابق 3 اپریل 1987ء میں دست بیعت سے مشرف ہوئے۔ آج کل دربار شریف پر اپنے ذمہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں راقم السطور سے بیان کیا ایک مرتبہ حضور نے مجھے فرمایا جعفر شاہ! اگر کوئی اللہ کا نام پوچھے تو بتا دیا کرنا یعنی مرید کر لینا۔

میاں لال قادریؒ: بلوآنہ شریف گاؤں کی ایک اضافی آبادی میں رہائش پذیر تھے۔ حضور قبلہ عالم کے لڑکپن سے ہی دست بیعت سے مشرف ہوئے حضور کے محبّ صادق اور وفادار غلام تھے کئی مرتبہ سفر میں بھی حضور کی معیت میں رہے۔ آواز قدرتی طور پر بھاری اور بلند تھی جب کلمہ شریف پڑھتے تو بہت دور تک آواز سنائی دیتی۔ بڑا مشہور واقعہ ہے سردیوں کی ایک خنک رات عشاء کے بعد دربار شریف پر حاضر ہوئے لیکن اسوقت تک حضور قبلہ عالم کے حجرہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اب بے ادبی کی وجہ سے نہ آواز دی اور نہ دروازہ پر دستک دی اور ساری رات چوکھٹ پر گزار دی صبح تہجد کے وقت حضور نے دروازہ کھولا تو سخت سردی کی وجہ سے کہر کی ایک تہہ اس مرد درویش پر جم چکی تھی حضور نے پکڑ کر سینہ سے لگایا اور دستار خلافت عطا فرمائی۔ بہت کم لوگوں کو انہوں نے ارشاد سمجھایا اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حضور کی خدمت وغلامی میں بسر کیا۔

21 جولائی 1976ء میں وفات ہوئی حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب اور پیر سخی حسین صاحب جنازہ میں شامل ہوئے اور وہیں ان کے ڈیرہ پر مسجد سے متصل شمالی جانب تدفین کی گئی۔

مولانا محمد یار نصر: مولانا صاحب اپنے ایک مضمون میں بارگاہ کرم میں شرف یابی سے متعلق لکھتے ہیں۔

''خاکسار نے تقریباً دس 10 برس دھڑوی سرکار حضرت سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں رہ کر مواعظ و

مجالس کا مشاہدہ کیا۔ گھریلو ماحول دینی ہونے کی وجہ سے ایک ایک بات قولی و عملی یاد تھی۔ حضور کی ظاہری جدائی کے بعد دل ہمیشہ آپ کا سا ماحول تلاش کرتا تھا۔ اسی تلاش میں کہاں کہاں میں سرگرداں پھرتا رہا وہ ایک علیحدہ باب ہے آخر کار 16 سال بعد وہ مقصد حضور قبلہ عالمؒ کے روپ میں منگانی شریف میں حاصل ہوا''۔

برادرم محمد حنیف کے ہمراہ 1984 میں لاہور سے واپسی پر زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جہاں پر اب مدرسہ کی عمارت تعمیر شدہ ہے اس جگہ حضور کچے مکان میں تشریف فرما تھے۔ بظاہر طبع مبارک علیل تھی اسلئے باہر تشریف نہ لائے اور ہمیں پردہ کروا کر اپنے پاس بلوایا۔

حضور کی نازک طبع شریف دیکھ کر محمد حنیف کی آنکھوں میں آنسو آ گئے حضور قبلہ عالم نے بھائی صاحب کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا ''ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں اگر محبت کامل ہو تو کبھی جدائی نہیں ہوسکتی''

تین 3 سال بندہ نے بیعت کیلئے عرض کی حضور قبلہ عالم نے فرمایا ضرورت تو نہیں اچھا اگر تیری منشاء ہے تو بیعت صحبت میں داخل کر لیتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی یہ امانت دہڑوی سرکار کی ہے۔ حضور نے میرا ہاتھ اپنے دست انور میں لیا کلمہ طیبہ پڑھایا اور فرمایا بقیہ اذکار وہی ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پھر دعا فرمائی ''یا غوث پاک اس پر دوبارہ نظر کرم فرمائی جائے'' تقریباً سال بعد سورہ مزمل شریف اور کشف القبور کا وظیفہ کروایا۔ اور فرمایا دوران وظیفہ جو کچھ القا ہو یا خواب آئے لکھتے رہنا۔ دوران وظیفہ کچھ مشکل پیش آئی حضور کی خدمت میں عرض کی تو یہ شعر ارشاد فرمایا۔

خیر پاوے یا نہ پاوے مرضی اس دی آپ دی   تو گدائی اس دے دَر دی کردی رہو و بلی نہ بہو

جب بھی منگانی شریف حضور کی خدمت میں حاضری ہوئی تو اکثر حضور رات کو مجھے اپنی خدمت میں رکھتے۔ حضور نماز تہجد کافی طویل پڑھتے۔ اکثر صوفی شعراء کا منظوم فارسی، اردو اور پنجابی کلام جذباتی اور مترنم آواز میں پڑھتے۔ ایک بار میرے والدین بھی ہمراہ تھے حضور نے فرمایا ''اپنے پیران عظام یا دیگر صوفیا حضرات کا منظوم کلام سوتے جاگتے، صبح و شام پڑھا کرو۔ اس سے روح کو تازگی ملتی ہے اور مشاہدات پر آنکھیں کھلتی ہیں۔

بندہ کو 14 جون 1990ء عصر کے وقت حضور نے قبلہ پیر طاہر حسین صاحب اور مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی کی موجودگی میں اجازت بیعت ارشاد فرمائی۔ اسی رات خلوت میں حضور نے فرمایا۔ (1)۔ اپنے ہمراز پیر بھائیوں کی صحبت میں بیٹھا کر۔ (2)۔ شادی اور موت کی تقریبات کے کھانوں سے پرہیز کرو یہ دل کو سیاہ کرتے ہیں (3)۔ اگر دلی کیفیت کی (روحانیت میں) کبھی قبض واقع ہو تو روزے رکھا کرو۔ روزہ نفس کی اصلاح کا بہترین ہتھیار ہے۔ جو نفس کو لگام اور روح کو پرواز بخشتا ہے۔ (4)۔ تین چیزوں کا خیال رکھو کامیاب ہو جاؤ گے۔ تکبر، حرص و ہوا اور تزکیہ نفس۔

1991ء میں ہم دربار اقدس پر حاضر ہوئے میرا بڑا بیٹا صفدر حسین بھی ہمراہ تھا حضور نے دریافت فرمایا تیرے کتنے بچے ہیں۔ عرض کی چھ بچے ہیں۔ فرمایا لڑکے کتنے ہیں عرض کی چار ہیں۔ حضور قبلہ عالم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا''

تمہارے تین لڑکے ہیں''تو بندہ کو یقین ہو گیا کہ ایک لڑکا چاروں میں نہیں ہے۔ بعدازاں بندہ اپنے بچوں کو دیکھ کر خیال کیا کرتا کہ ان چاروں میں کون سا لڑکا نہیں ہوگا۔ چنانچہ کچھ ہی ماہ بعد وہ لڑکا جو میرے ہمراہ آیا تھا فوت ہو گیا اور حضور کا فرمان پورا ہوا۔ آخری مرتبہ بندہ جب حاضرِ خدمت ہوا تو میرے والدین بھی ہمراہ تھے دو دن بعد اجازت مانگی تو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔''ابھی نہ جاؤ شاید دوبارہ ملاقات نہ ہو سکے۔ مل بیٹھنے کو غنیمت جانو۔ کہ اب جدائی کے لمحات سر پر آنے والے ہیں''۔ پھر حضور نے میرے والد صاحب (جو کہ حضور کے پیر بھائی اور حضرتِ اعلیٰ دہڑوی سے خلافت یافتہ بھی تھے) سے ارشاد فرمایا میاں نور محمد! ہمارے درویشوں کو بھی وہ طریقہ سکھایئے جیسے آپ دہڑ شریف اپنے پیر خانہ کام کرتے تھے۔ اس وقت پرانی مسجد کی بیرونی شرقی دیوار از سرِ نو تعمیر ہوئی تھی۔ اور دیوار کے ساتھ ابھی مٹی وغیرہ ڈالنے والی تھی۔ چنانچہ والد صاحب حضور کے حسب الارشاد خود بھی کام کرتے اور ہمیں بھی بتاتے کہ پیر خانہ میں خلوص کے ساتھ کام کرنے سے روحانیت کو زندگی اور تازگی ملتی ہے۔ مرشد سے جس نے بھی فیض پایا تابعداری سے پایا۔ اپنے پیر کے جانوروں کے بول و براز صاف کرنا بہت بڑا رتبہ ہے۔ حضور ان دنوں رات گئے تک اپنے پیر و مرشد حضرتِ اعلیٰ دہڑوی اور والدِ گرامی حضور حافظ پاک کی باتیں کرتے رہتے۔ چھ دن رہنے کے بعد حضور نے اجازت مرحمت فرمائی۔ اس ملاقات کے اکیس 21 دن بعد حضور قبلہ عالم واصل بحق ہوئے۔

باب (20)

کراماتِ کرم

ولایت کرمؒ

(پروفیسر شیخ محمد اقبال طاہر شورکوٹ)

ولی کی جمع اولیاء: اصل میں ''ولی یلی'' کے مادہ سے لیا گیا ہے جو دو چیزوں کے نزدیک واسطہ نہ ہونے اور ان کے ایک دوسرے کے نزدیک پے در پے ہونے کے معنی میں ہے۔ لہذا ہر اس چیز کو جو دوسری سے مکان، زبان، نسب یا مقام کے لحاظ سے قرابت رکھتی ہو ''ولی'' کہا جاتا ہے۔ عام طور پر لفظ ''وِلایت'' (واؤ کے نیچے زیر کے ساتھ) دوستی کے معنی میں ہے اور ''وَلایت'' (واؤ کے نیچے زیر نہیں بلکہ واؤ پر زبر کے ساتھ) سرپرستی اور اختیار پر تصرف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سورہ کہف آیت نمبر 44 میں ہے۔ ھنالک الولایۃ للہ الحق ......اور کبھی کبھی دونوں لفظ دونوں معنی بھی دیتے ہیں۔ اس لیے اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کے اور اللہ کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔ اولیاء اللہ معرفت اور ایمان کے نور سے اور اپنے پاک عمل کی بناء پر خدا کو دل کی آنکھ سے اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان کے دل میں کسی قسم کا کوئی شک اور تردّد پیدا نہیں ہوتا۔

جہاں تک دوسرے معانی کا تعلق ہے خواص تو کجا عوام بھی لفظ ولایت کو حکومت (ریاست) کے معنی میں استعمال کرتے رہتے ہیں اور صوبہ کے حاکم کو والی (گورنر) کہتے رہے ہیں۔

''ولایت تشریعی وتکوینی'': دوستانِ خدا کے معنوی وروحانی مقامات کو ''ولایت تکوینی'' اور ان کے مناسب رسمی مقامات کو ''ولایت تشریعی'' کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

''ولایت تشریعی'': ولایت تشریعی سے مراد وہ قانونی مقام ومنصب ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی شخص کو اس کے قانونی مقام کے عنوان سے عطا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ''ولایت تشریعی'' ایک وضع ومقرر شدہ مقام ہے جس کا نتیجہ مسلمانوں کے امور شرعیہ پر تسلط قائم کرنا ہے۔ یہ ولایت وہبی ہوتی ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ باپ' بچے اور کنواری بیٹی پر ولایت شرعی رکھتا ہے اسی طرح حاکم شرع عمومی اموال مثلاً سرکاری زمینوں، صدقات اور زکوٰۃ پر ولایت شرعی رکھتا ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ کا ایام بیض کے روزے، شعبان کے روزے مستحب قرار دینا اور ہر مست کرنے والی شے کو حرام قرار دینا ولایت تشریعی ہے۔

''ولایت تکوینی'': ولایت تکوینی کا تعلق کمال روحانی وخصوصیت وجودی سے ہے جس کا نتیجہ ایک طرح ''کون ومکان'' پر تسلط ہوتا ہے۔ یعنی کوئی شخص بندگی کی منازل طے کر کے اس قدر کمال وقرب معنوی حاصل کر لے کہ پھر اللہ تعالیٰ کے فرمان واجازت سے جہان وانسان میں تصرف کر سکے۔ یہ ولایت ''اکتسابی'' کمال وواقفیت کی حامل ہوتی ہے۔

''ولایت تکوینی'' ایک کمال روحانی ومعنوی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دانائے رموز افراد اور قوانین شرع کے زیر سایہ عمل کرنے والے انسانوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جس سے انسان خرق عادت اعمال کے ایک مجموعہ کا منبع بن جاتا ہے

پیغمبر اکرم ﷺ ارشاد باری تعالیٰ کو اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

"ماتقرب الی عبدابشی احب الی مما افترضت علیه و انه یستقرب الی بالنافلة حتی حببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه ولسانه الذی ینطق به ویده التی یبطش بها ان دعانی اجبته و ان سالنی اعطیته"

"کوئی بندہ اپنے کسی عمل کے ذریعہ مجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا جو مجھے فرائض کی ادائیگی سے زیادہ محبوب ہو (پھر فرمایا) میرا بندہ نافلہ نمازوں کی ادائیگی سے مجھ سے اس قدر نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ چیزوں کو اٹھاتا ہے۔ جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے میں جواب دیتا ہوں اور مجھ سے جو کچھ مانگتا ہے میں اسے عطا کرتا ہوں"

حدیث قدسی میں غور وفکر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہو جاتا ہے اس کا عمل خدا کا عمل کہلانے لگتا ہے، وہ خاص سماعت، خاص بصارت اور خاص قدرت حاصل کر لیتا ہے آخر کار اس کی خواہشات عملی جامہ پہن لیتی ہیں اور اس کی حاجات پوری ہو جاتی ہیں۔

"عبودیت کے عجیب اثرات: عبودیت و بندگی سات واضح اثرات پیدا کرتی ہے۔

1- نفس پر حکمرانی **2-** بصیرت خاص **3-** انتشارِ افکار پر تسلط **4-** جسم کی روح سے رہائی **5-** بدن میں تصرف **6-** تصرف در جہاں **7-** اجسامِ لطیفہ کا مشاہدہ۔

(الف) "نفس پر حکمرانی": عبودیت کا سب سے پہلا اثر انسان کا خواہشات نفسانی پر تسلط ہے۔ اس تسلط کے نتیجہ میں نفس امارہ کو لگام دی جاتی ہے۔ کمال کی اس منزل کو نفس پر حکمرانی کہتے ہیں۔ اس منزل کی طرف قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (عنکبوت 45) یقیناً نماز انسانوں کو برائیوں اور منکرات سے روکتی ہے۔ یعنی نماز انسان کے اندر وہ کیفیت پیدا کر دیتی ہے جس کے زیر سایہ نماز گزار اپنے آپ کو گناہ سے روک لیتا ہے۔ اسی طرح ارشاد ہوتا ہے۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (بقرہ 1830)

"ہم نے تم پر سابقہ لوگوں کی طرح روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ" صاف ظاہر ہے کہ روزہ تقویٰ، ضبطِ نفس، اور انسان کو گناہ سے روکنے کی کیفیت پیدا کرتا ہے جس کا نتیجہ نفس پر حکمرانی اور ہوا و ہوس پر قابو حاصل کرنا ہے۔

(ب) "بصیرت خاص": عبودیت کی اقدار بلند میں سے ایک یہ ہے کہ خلوص و روشنی قلب سے [illegible] انسان ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل کر لیتا ہے اور حق و باطل میں واضح امتیاز کر لینے کی صلاحیت کی وجہ سے [illegible]

ہوتا، ارشاد ہے۔ یـا یھـاالذین آمنو ان تتقو اللہ یجعل لکم فرقانا (انفال:29) اے ایمان والو! اگر تم پرہیز گار ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی قوت عطا فرمائے گا جس سے تم حق و باطل کے درمیان تمیز کر سکو گے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ "یـایھـا الـذیـن آمـنـوا اتقوا اللہ وامنو برسولہ یوتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا عشرن بہ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے ایک نور مقرر فرمائے گا جس کے ذریعے راستہ پاؤ گے۔

معلوم ہوا تقویٰ وایمان رسالت اس دنیا مین ہی نور فراہم کرتے ہیں اور یہ نور طہارت کی طرف انسان کی راہبری کرتا ہے۔

(ج) انتشار افکار پر تسلط'': مقبولان الٰہی دوران عبادت اسی طرح مرکز فکر و حضوری قلب پیدا کر لیتے ہیں کہ وہ غیر خدا سے ہر طرح غافل ہو کر اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال میں اس طرح مستغرق ہو جاتے ہیں کہ حالت نماز میں اگر تیر کی نوک ان کے پاؤں سے نکال لی جائے تب بھی ان کی توجہ پریشان نہیں ہوتی۔

(د) ''جسم کی روح سے رہائی'': عالم طبیعی میں روح و جسم ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ مستحکم رکھتے ہیں لیکن روح جب عبادت کی لذت سے پوری طرح سیراب ہوتی ہے تو جسم سے بے نیاز ہو جاتی ہے۔ راہ حق پر چلنے والوں کے لیے یہ کام اس قدر آسان ہے کہ جب چاہیں اپنے آپ کو خواہشات جسم سے علیحدہ کر سکتے ہیں۔

(ر) ''بدن میں تصرف'': عبادت انسان کو ایسی طاقت عطا کرتی ہے کہ اس کا جسم انسان کامل ﷺ کے فرمان وارادہ کے ماتحت ہو جاتا ہے۔ پھر انسان خود اپنے جسم کے دائرہ اختیار میں بھی اور بلکہ دوسروں کے بارے میں بھی خارق العادت افعال انجام دینے لگ جاتا ہے۔ اس بارے میں بہت سے شواہد ہیں جن کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔

(س) ''تصرف در جہاں'': بندگی کے ذریعے تمام عالم طبیعی انسان کا مطیع و فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ پھر پروردگار کے اذن سے اس قوت وقدرت کے زیر سایہ جو تقرب خدا سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ عالم طبیعی میں تصرف کرتا ہے اور سلسلہ کرامات کا وجود بن کر عالم تکوین و فطرت میں تصرف کرنے کی قابلیت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ مباحث ان لوگوں کے لیے ہیں قرآن کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کی تعلیمات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ یقیناً ہم ایمان رکھتے ہیں کہ

(الف) حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی خواہش کے مطابق دوبارہ بینائی حاصل کر لیتے ہیں۔ (یوسف 93 تا 96)

(ب) ہوا حضرت سلمانؑ کے حکم سے حرکت میں آ جاتی ہے یا رک جاتی ہے اور تانبے کا چشمہ حکم سلیمانی سے آب رواں بن جاتا ہے۔ یقیناً صحابی سلیمان اپنی قوت کا مظاہرہ یوں کرتا ہے کہ سلیمانؑ کی آنکھ جھپکنے سے قبل ملک یمن سے تخت لاتا ہے (الانبیاء 81)

(ج) چاند یقیناً پیغمبر اکرم ﷺ کی خواہش پر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے (قمر:1/2)

(د) حضرت موسیٰ کے عالم تکوین میں تصرف کو قرآن بقرہ آیت نمبر 60 میں بیان کرتا ہے۔

(ر) تصرفات حضرت عیسیٰ کو آلِ عمران آیت نمبر 49 اور المائدہ آیت نمبر 110 میں بیان کرتا ہے۔

(ط) ''اجسامِ لطیفہ کا مشاہدہ'': آثار ولایت میں سے ہے کہ اجسام لطیفہ کو دیکھنے کی قوت پیدا ہو اور آوازوں کو بھی سننے کے قابل ہو۔ جیسا کہ سورہ نجم آیت 14/13 میں ہے کہ جبرئیل امین کو سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک دیکھا حالانکہ وہ ابتداء سے ساتھ تھے۔ یقیناً؟ آپ نے کدا کا مشود کامل حاصل کیا۔ حضرت مریمؑ فرشتہ کو دیکھنے پر قادر تھیں انہوں نے فرشتہ سے باتیں کیں۔ یہ سب تصرفات روحانی کمال کا نتیجہ ہیں۔

عبادت کے ان اثرات کا مشاہدہ کرنا ہو تو حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادریؒ کی ذات ایک نمونہ تھی۔ آپ کی ہر بات درس اور ہر عمل اسوہ تھا۔ آپ کا دل حوادث آئندہ کا آئینہ تھا۔ آپ کا سینہ علم الٰہی کا گنجینہ تھا۔ اور آپ کا چہرہ نور خدا سے ضوفشاں تھا۔ آپ کا سراپا خود تبلیغ تھا۔ جس نے دنیا کو بدل دیا۔

نفس پر حکمرانی کا یہ عالم تھا کہ فرماتے ہیں ''جس تندرستی مین تہجد قضا ہو جائے ایسی صحت سے بیماری اچھی ہے جس میں یار تو یاد رہتا ہے'' بصیرت خاص کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی پانی پلانے کی خواہش دل میں لاتا تو بلا توقف فرما دیتے کہ ''جاؤ پانی کا گلاس لے ہی آؤ'' کسی کا دل بچپنے پر مطمئن نہ ہو تو قبضہ بھر ریش دکھا دیتے ہیں اور یوں ارشاد فرماتے ہیں ''میاں اب تو دیکھ لی ہے'' بصیرت خاص دیکھ کر شیخ زادے حلقہ ارادت میں آجاتے ہیں۔ اجسام لطیفہ کے مشاہدے کے لیے بستر پر بیٹھے بیٹھے غائب ہو جاتے۔

تصرف در جہاں یوں ہے کہ ویرانی کو منگانی میں بدل دیتے ہیں۔ یہاں کی ظلمات کو نور میں بدل دیتے ہیں۔

منگانی شریف: ہدایت کے طالبوں کے لیے علم و عرفان کا مرکز ہے۔ طالبان دنیا و آخرت کے لیے تعلیم و تربیت اور دین و ایمان کا محور ہے۔ اب جو اس بارگاہ کا مرید ہوگا وہی تو بامراد ہوگا کیونکہ کبھی

اس کی نگاہ مظہر ذاتِ کرم پر پڑے گی
کبھی اس پر نگاہ طاہر صفات کرم کی پڑے گی
یوں دلوں کی ممات اختر حیات کرم میں بدلے گی

ولایت کرمؒ کا برزخ میں منتقل ہونے کا لمحہ: یہ مرحلہ اتنا دردناک تھا کہ مریدین جو معنوی اولاد تھے نے پورے ماحول پر رقت طاری کر دی۔ آنسو بہہ رہے تھے۔ آوازیں رندھی ہوئی تھیں۔ بیٹے ہچکیوں کو روک روک کر کہہ رہے تھے۔

یہ روشنی کا مینار تھا　　یہ استقامت کا پہاڑ تھا　　یہ صبر و ثبات کا پیکر تھا

ہمارا مرشد تھا، حق گو تھا، حق شناس تھا، خود شناس تھا، یہ خدا شناس تھا ان جملوں میں مبالغہ تو ذرا نہیں تھا مگر درد و سوز اور کرب' اضطراب کا ایک طوفان لرز رہا تھا۔ ایسے ہی کئی اور جملے جو آنسوؤں میں بھیگ کر اور ہچکیوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔ لطف و کرم کا یہ چراغ انشاء اللہ ہمیشہ روشن رہے گا۔

کل اس کی سادگی پہ تھے سو بانکپن نثار　　آج اس کی خامشی پہ ہزاروں سخن نثار

کراماتِ اولیاء

خادمِ دُرویشاں و خاکِ پائے ایشاں، خوشہ چیں، خرمنِ اہلِ یقیں ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری عفی عنہ، یارانِ شریعت و طریقت کی خدمت میں عرض رساں ہے

تاریخِ انساں گواہ ہے کہ جب بھی کسی زمانہ میں اللہ کے پیغمبروں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی پیروری کی تلقین کی تو اس زمانہ کے لوگوں نے دعویٰ نبوت کا ثبوت مانگا۔ اللہ کے پیغمبروں نے معجزے دکھا کر نہ صرف اپنی نبوت کا ثبوت پیش کر دیا بلکہ لوگوں کو بھی عاجز کر دیا۔

معجزہ خرقِ عادت کا وہ فعل ہے جو کہ کسی عام انسان کی قوت و استعداد اور عقل و فہم سے بالاتر ہوتا ہے۔ یہ صرف انبیاء کیلئے مخصوص ہے۔ جبکہ کرامت وہ فعل ہے جو کہ انبیاء کے متبع کامل لوگوں سے خرقِ عادت فعل صادر ہوتا ہے۔ سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیریؒ فرماتے ہیں "عارف کا درجہ کمال یہ ہے کہ اگر اُس کے سامنے کوئی دعویٰ کرے تو کرامت کی طاقت سے اسے خاموش کرا دے۔" قرآن مجید گواہ ہے کہ جہاں دیو قامت جنوں کی طاقتیں جواب دے گئیں وہاں ولی اللہ کی کرامت کام آئی اور پلک جھپکنے میں حضرت آصف نے بلقیس کا تخت لا کر رکھ دیا۔

کرامت اولیا نہ صرف لوگوں کو عاجز اور تابع کر دیتی ہیں بلکہ یہ اولیاء اللہ کی ولایت کی سب سے بڑی علامت اور ثبوت ہوتی ہیں۔ تاریخ انسانیت میں کوئی ایسا ولی اللہ نہیں گزرا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کرامت کی شان عطا نہ کی ہو۔ حضور غوث الاعظمؒ منبعِ کرامت تھے اور آپ سے ہر روز ہر لمحے کئی کئی کرامتوں کا ظہور ہوتا تھا۔ برصغیر میں ایسے کئی ولی اللہ گزرے ہیں جن سے ایک ایک دن میں کئی کرامتوں کا ظہور ہوتا تھا۔

اولیائے کرام سے کرامتوں کا ظہور کیوں نہ ہو جب ان کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ، ان کے کان اللہ کے کان، ان کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں اور پاؤں میں اللہ کی قوت ہو تو ایسے ہاتھوں، ایسی آنکھوں اور، ایسے کانوں اور ایسے قدموں سے کرامتوں کا ظہور کیونکر ممکن نہیں۔

حضور قبلہ عالمؒ بھی ان اولیائے کرام میں سے تھے جن کے وجودِ اقدس سے کرامات کا چشمہ پھوٹا۔ جن کی زندگی میں لاتعداد کرامتوں کا ظہور ہوا اور ان کی کئی کرامتیں آج بھی زندہ و جاوید ہیں۔ آپ کی تمام کرامتوں کا نہ تو احاطہ ممکن ہے اور نہ ہی میں ان کو مجتمع کر سکا۔ صرف کچھ کرامات کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ریل گاڑی کا حضور کے فرمان پر رکنا

خلیفہ میاں نذیر احمد قادری بیان کرتے ہیں حضور قبلہ عالمؒ ابتدا میں کوٹ بلوچ تشریف لاتے تو ہم گھوڑی پر آپ کو

8-RD تک چھوڑنے آتے یہاں سے حضور ٹھیلہ پر سوار ہوتے اس وقت منڈی بہاؤالدین تک ٹھیلہ کا کرایہ آٹھ آنے ہوتا تھا۔ان دنوں میں آٹھ بجے جھنگ کے لیے ریل گاڑی جاتی تھی۔ایک مرتبہ حضور کوٹ بلوچ سے رخصت ہوئے اور ٹھیلہ پر سوار ہوئے۔ابھی ٹھیلہ کھٹائی (پست جگہ) جہاں اب کالونیاں بن چکی ہیں' میں ہوگا۔کہ گاڑی ریلوے اسٹیشن پر آ گئی اور ہارن بجانے لگی۔اس وقت ٹھیلہ والے بگے خان عرف بگوسکنہ کٹھڑہ نے کہا اب جتنا بھی جلدی کریں حضور آپ گاڑی پر سوار نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اسٹیشن پر صرف دو چار منٹ ہی ٹھہرتی ہے۔اور ہمارا فاصلہ پورے دو میل ہے۔حضور نے فرمایا جب تک ہم سوار نہیں ہوں گے گاڑی نہیں چل سکتی۔اور ہمیں لے کر ہی جائے گی۔بگے خان نے خود ہمیں بتایا میں نے آزمائش کے لیے ٹھیلہ بالکل آہستہ کرلیا' کہ دیکھتے ہیں گاڑی کیسے رُکی رہتی ہے۔اور قدم بقدم چلنے لگے۔ہماری حیرت کی انتہا تھی۔ کہ گاڑی ہارن بجاتی تھی لیکن چلتی نہیں تھی۔جب ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو بگے خان دوڑتا ہوا ریل گاڑی کے عملہ کے پاس پہنچا وہ اس کے واقف کار تھے۔اوران سے پوچھا آج گاڑی کو کیا ہوا ہے ہارن بجاتی ہے لیکن چلتی نہیں تو انہوں نے کہا۔ہم خود حیران ہیں گاڑی تو ٹھیک ہے ہم نے معائنہ بھی کیا ہے لیکن جب بھی ریس دیں چلنے کے لیے تو ریس نہیں پکڑتی۔اس نے کہا بات یہ ہے گاڑی چلانے والا اب آیا ہے۔انہوں نے کہا وہ کون ہیں اس نے کہا پیر کرم حسینؒ جھنگ والے۔عملہ والے اس کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔اور بڑی نیاز مندی سے پیش آئے۔حضور گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور عملہ سے فرمایا اب جاؤ اور اسٹارٹ کرو گاڑی چل جائے گی۔پھر جونہی اسٹارٹ کی تو گاڑی چل پڑی حضور قبلہ عالمؒ نے ایک بار خود فرمایا کہ راستہ بھر ریل گاڑی کا عملہ ہماری خاطر مدارت میں مصروف رہا۔

ایک چوری کا برآمد ہونا

باؤ نذیر احمد قادری سکنہ فیض آباد منڈی بہاؤالدین بیان کرتے ہیں۔حضور پہلی دفعہ میرے گھر لالہ پنڈی دعوت پر تشریف لے گئے۔تو کچھ عرصہ بعد میری ایک گھوڑی چوری ہوگئی۔ہم نے بڑی تلاش کی لیکن گھوڑی نہ ملی۔میرے گاؤں والے مجھے طعنہ دیتے اچھا اپنے پیر کو گھر لایا ہے یہ ان کی برکت ہے۔جب میں ہر طرف سے مایوس ہؤا تو حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میرے گاؤں والے مجھے ایسا ویسا کہتے ہیں۔

کچھ عرصہ بعد خلیفہ میاں غلام علی اور میں دربار شریف پر حاضر ہوئے۔حضور جمعہ پر خطاب فرمارہے تھے۔خطاب کے بعد آپ نے سپیکر پر ہی درویشوں سے فرمایا منڈی بہاؤالدین سے میرے ایک مرید نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کی دعوت کے بعد میری گھوڑی چوری ہوگئی ہے اور میرے گاؤں والے مجھے ایسا ویسا کہتے ہیں۔پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے تجھے خدا کا بندہ بنایا تھا۔اور تو مال مویشی کا بندہ بن گیا۔پھر دعا کی اور فرمایا اگر تمہاری گھوڑی نہ ملی تو میں کبھی منڈی بہاؤالدین نہ آؤں گا۔جب ہم دربار شریف سے رخصت ہوئے تو سارا راستہ خلیفہ میاں غلام علی میرے

ساتھ لڑتے آئے کہ تجھے ایسا خط نہیں لکھنا چاہیے تھا۔ دوسرے روز ہم صبح سویرے منڈی بہاؤالدین پہنچے میں ابھی اپنے دفتر میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ ایک سپاہی آ گیا۔ اور پوچھا باؤ نذیر احمد کون ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا ہم نے ڈنگہ سے ایک چور بمعہ گھوڑی پکڑا ہے۔ وہ کہتا ہے یہ گھوڑی میں نے لالہ پنڈی سے باؤ نذیر احمد کی چرائی ہے۔ آ ؤ اپنی گھوڑی پہچان لو۔ میں اس کے ہمراہ تھانہ گیا اور اپنی گھوڑی لے آیا۔ سبحان اللہ۔ حضور کے فرمان کے دوسرے ہی روز گھوڑی مجھے مل گئی۔

مرتے وقت مریدین کی اعانت

حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد جھنگ کے علاقوں میں سیلاب کا بڑا ریلا آیا ایک روز راقم السطور دربار شریف پر بیٹھا تھا کہ محمد صدیق ولد میاں ولی داد سیال سکنہ کابلی آیا اور مجھے بتانے لگا۔ اس دفعہ ہمارے ہاں بڑا سیلاب آیا ہے اور کافی وبائی بیماریاں پھیلی ہیں۔ ہماری والدہ بھی بیمار ہوگئی۔ جب اس کی حالت نازک ہوئی تو ہم نے تمام اقارب اور رشتہ داروں کو بلوا لیا۔ ہمارے رشتہ دار ہم سے بدظن رہتے تھے کہ تم کلمہکیوں زور سے پڑھتے ہو آج کل فقیر تو رہا کوئی نہیں۔ ایسے مرید ہوتے پھر رہے ہو وغیرہ وغیرہ۔ جب میری والدہ پر نزع کے آثار نمودار ہوئے تو وہ سب موجود تھے۔ میری والدہ نے بلند آواز سے کہا پیر کرم حسینؒ آئے ہیں۔ حضور مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے جائیں۔ یہی الفاظ کہے اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ اب اکثر ہمارے رشتہ دار دربار شریف کے معتقد ہیں۔

ایک مردہ بچی کا زندہ ہونا

حضور قبلہ عالمؒ غالباً 1978ء میں خلیفہ میاں نذیر احمد اور خلیفہ میاں غلام علی کے ہمراہ ضلع گھوٹکی بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی کے پاس تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو ان کی اکلوتی بیٹی سخت بیمار تھی۔ شام کے وقت وہ بچی آپ کی بارگاہ میں لائی گئی کہ دعا فرمائیں۔ لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا شاید یہ زکوٰۃ نکلواتی ہے۔ (یعنی مرتی ہے) انہوں نے عرض کی پھر جتنی دیر تک حضور یہاں تشریف فرما ہیں اس وقت تک تو نہ مرے اس کے بعد جیسا آپ کو منظور ہو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا یہ نظام قدرت ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا اور وہ بچی اسی رات تقریباً 9 بجے فوت ہوگئی بابا ڈاکٹر نے اپنی دونوں بیویوں سے کہا رونے کی ضرورت نہیں جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوگیا اب صبر سے کام لو کیونکہ اندر حضور قبلہ عالمؒ تشریف رکھتے ہیں کہیں یہ خبر آپ تک نہ پہنچے میں صبح کے وقت حضور سے کوئی بہانہ کر کے باہر آؤں گا اور بچی کا جنازہ پڑھا دوں گا۔ تم دو آدمی بھیج کر دفن کرا دینا اور خود آپ کی بارگاہ میں آ کر بیٹھ گئے حضور قبلہ عالمؒ اس وقت ہندی اور فارسی کے مختلف اشعار پڑھ رہے تھے رات تقریباً بارہ بجے آپ نے بابا ڈاکٹر سے فرمایا جاؤ بچی کو دیکھ آؤ کس حال میں ہے تو انہوں نے آپ کی توجہ دوسری

طرف ہٹانے کے لیے یہ شعر پڑھا۔

لکڑی جل کوئلہ بھئی کوئلہ بھیو راکھ میں پاپن ایسی جلی نہ کوئلہ نہ راکھ

حضور قبلہ عالمؒ پھر اشعار پڑھنے میں مصروف ہو گئے بعد ازاں پھر فرمایا بچی کو دیکھنے کیوں نہیں جاتے؟ ابھی وہ کوئی اور شعر پڑھنے ہی والے تھے کہ آپ کی توجہ کسی اور طرف مبذول کرائی جائے لیکن حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا تو نے مجھے بچہ سمجھ رکھا ہے جسے بہلانے کی کوشش کر رہے ہو تو انہوں نے عرض کی حضور ہم ڈاکٹر ہیں۔ جس نے مرجانا ہو ہمیں تین گھنٹے پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے اور ہم اسے دوائی نہیں دیتے یہ سن کر حضور قبلہ عالمؒ جلال میں آئے اپنا دایاں بازو ہوا میں اونچا کیا اور بلند آواز سے نعرہ لگایا پھر اشعار پڑھنے لگے صبح کے وقت جب وہ آپ سے کوئی عذر کر کے بچی کا جنازہ پڑھانے کے لیے باہر آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ بچی تو زندہ ہو گئی ہے۔ لہذا صورتِ حال دریافت کی تو بتایا گیا ہم بچی کو غسل دے رہے تھے کہ حضور قبلہ عالمؒ کا نعرہ سنا بس اسی وقت بچی زندہ ہو گئی۔ اور تڑپنے لگی صبح کو بچی حضور کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا ''بھائی علی محمد یہ بچی گذشتہ رات مرچکی تھی لیکن تو نے ہمیں فریب دیا اور وہ جو تو نے منصوبہ بنایا کہ صبح ہونے سے قبل ہی جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر آئیں گے مجھے رات ہی پتہ چل گیا تھا۔ کہ بچی فوت ہو گئی ہے۔ میں تجھے اس لیے دیکھ آنے کو کہتا کہ اکلوتی بیٹی تھی شاید تو رو پڑے گا لیکن تو بڑا پکا نکلا'' حضور قبلہ عالمؒ جب صبح کو جانے لگے تو بابا ڈاکٹر کی بیویوں نے ان سے کہا آپ حضور کے ساتھ نہ جائیں بچی بہت کمزور ہے شاید پھر نہ مرجائے اتنے میں حضور قبلہ عالمؒ تقریباً ایک ایکٹر دور کھڑی گاڑی میں سوار ہو رہے تھے آپ نے بلند آواز سے ان کی بیویوں کو فرمایا ''علی محمد کو میرے ساتھ آنے دو یہ بچی فقیروں کی زندہ کی ہوئی ہے اسے کچھ نہیں ہو گا۔ اسے کوئی دوائی نہ دو یہ تیسرے دن ٹھیک ہو کر دوڑنے لگے گی'' بابا ڈاکٹر نے راقم السطور کو بتایا کہ میں حضور کے ہمراہ گھونکی تک آیا آپ نے تقریباً دو گھنٹے بھائی محمد محسن کے ہاں آرام فرمایا اور پھر ملتان والی ریل گاڑی میں سوار ہو کر واپس تشریف لے آئے لہذا میں تیسرے روز جب واپس گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فرمان حضور قبلہ عالمؒ کے مطابق بچی گھر میں کھیل رہی تھی۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات تیرے سینہ میں اگر ہے تو مسیحائی کر

لنگر کے بکرے پر چھری کا اثر نہ کرنا

محمد اشرف قادری جو کہ بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی کا بھانجا ہے نے راقم السطور کو بتایا، میری بکری نے دو بچے جنے ایک بچہ مرنے لگا تو میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ بڑا ہو گا تو اسے منگانی شریف لنگر میں پیش کروں گا۔ پھر میں کسی کام کے سلسلے میں شہر چلا گیا۔ بعد ازاں میرے بھائی نے یہ سمجھا کہ بکرا مر نہ جائے۔ اس نے چھری منگوائی اور ذبح کرنا چاہا لیکن چھری نے کوئی اثر نہ کیا۔ تمام گھر والے اکٹھے ہو گئے۔ اور اسے ذبح کرنے کے درپے ہوئے لیکن کوئی بھی چھری اس کے گلے پر اثر

اندازنہ ہوئی۔شام کو جب میں گھر آیا تو سب نے حیرانگی کے عالم میں مجھے بتایا کہ یہ بکرا تو کوئی کرامت ہے کوئی بھی چھری اس کی گردن پر اثر نہیں کرتی۔تب میں نے انہیں بتایا شہر جانے سے قبل میں نے ارادہ کیا تھا۔کہ یہ بکرا لنگر شریف میں پیش کروں گا۔سب بڑے حیران ہوئے آخر جب وہ بڑا ہوا تو محمد اشرف اسے دربار شریف پر لایا اور عیدالاضحیٰ 1993ء میں حضور کی طرف سے بطور قربانی ذبح کیا گیا۔

زبانِ فقیر، اللہ کی تقدیر

حاجی احمد بخش سکنہ اڈا شبیر آباد بیان کرتے ہیں۔1977ء میں ہمارا ایک بھٹی کے ساتھ اراضی کا کیس ہائی کورٹ میں چل رہا تھا قبضہ ان کے پاس تھا۔ہر طرف سے مایوس ہو جانے کے بعد میں حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی حضور تاریخوں پر جا جا کر تنگ آ چکا ہوں آپ مہربانی فرمائیں تا کہ فیصلہ ہمارے حق میں جلدی ہو جائے ہماری تاریخ قریب تھی۔چونکہ یکم مئی کو ''یومِ مزدوراں'' تھا۔لہذا ہمیں دو تاریخ ملی تھی۔حضور قبلہ عالمؒ نے تاریخ پر جانے سے قبل مجھے اپنے اوڑھنے والی ایک چادر بطورِ تبرک عطا فرمائی اور میری گھبراہٹ دور کرنے کے لیے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب جن کی عمر اس وقت بمشکل تیرہ، چودہ برس تھی میرے ساتھ روانہ کیے اور فرمایا ''جاؤ اسی دفعہ تمہارے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔لاہور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یکم مئی کو چونکہ جمعہ تھا اور جمعہ کو ویسے چھٹی ہوتی ہے لہذا مزدوروں کی ہڑتال پر حکومت نے دو مئی کو چھٹی کر دی ہے۔وکیل نے کہا اب ہفتہ ڈیڑھ بعد آنا پھر تاریخ ملے گی لیکن مجھے بار بار حضور قبلہ عالمؒ کا فرمان یاد آتا کہ ''جاؤ اسی دفعہ تمہارے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔'' بوجہ چھٹی دوسرا فریق تو واپس گھر آ گیا لیکن ہم نے رات حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے حضور بسر کی کیونکہ مجھے یقین تھا۔فرمانِ حضور قبلہ عالمؒ کے مطابق ہم اپنے حق میں فیصلہ کروا کر ہی واپس جائیں گے۔دوسرے روز میں نے عدالت میں جا کر لسٹ دیکھی تو میرا نام تین تاریخ میں لکھا ہوا تھا۔مجھے بڑی خوشی ہوئی اور دوڑ کر وکیل کے پاس گیا لیکن وکیل نہ مانا۔آخر اس نے اپنا ایک آدمی بھیج کر لسٹ کی جانچ پڑتال کروائی تو میرا نام موجود پایا تب وکیل میرے ساتھ آیا۔چونکہ مخالف فریق تھا ہی نہیں لہذا فیصلہ میرے حق میں ہو گیا حالانکہ تاریخ دو مئی تھی۔لیکن حضور قبلہ عالمؒ کی کرامت سے جج کی ڈائری پر تین لکھی گئی تھی۔الغرض ایک دو روز میں ہم نے تمام کارروائی مکمل کروالی اور تحصیلدار وغیرہ کو لے کر زمین پر قابض ہو گئے۔بھٹیوں کو پتہ چلا تو چونکہ کاغذات پر دو تاریخ لکھی ہوئی تھی وہ عدالت میں پیش ہونے کے لیے دوڑے ابھی پہنچے ہی نہ تھے کہ جنرل ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جتنے دن وہ جیل میں رہا عدالتیں بند رہیں بعد ازاں ملک میں مارشل لا کا نفاذ ہو گیا۔اور حضور قبلہ عالمؒ کے فرمان کے مطابق وہی فیصلہ برقرار رہا۔

تیری بندہ نوازی ہفت کشور بخش دیتی ہے — جو تو میرا، جہاں میرا، عرب میرا، عجم میرا

حضور کا فیضانِ نظر اور برائی سے محفوظ رہنا

دولت علی خان بلوچ سکنہ بلوآنہ شریف ابھی لڑکا تھا کہ حضور کی بیعت سے مشرف ہوا لیکن بعدازاں حضور پر اعتراض کرنے لگا کہ لوگ آپ کے قدموں پر سر کیوں رکھتے ہیں۔ سر فقط رب کے سامنے جھکانا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ ایک دن حضور قبلہ عالمؒ دربار شریف پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سامنے مسجد کا بڑا دروازہ کھلا تھا۔ یہ مسجد کے سامنے سے گزرا پس حضور نے نگاہِ ولایت سے ایک نظر دیکھا پھر کیا تھا بے خود ہوگیا۔ جوتے وہیں پڑے رہ گئے اور گرتے پڑتے حضور کے قدموں سے لپٹ گیا۔

ہر نظر برقِ تجلی ، ہر تبسم رشکِ طُور   نُورِ باطن ہے عیاں خود چہرۂ پر نُور سے

پھر ساری زندگی حضور کی غلامی میں بسر کی انہیں دنوں حضور نے فرمایا بلوچا! ہم نے تیرے بال بال سے زنا کی بے حیائی نکال دی ہے جا! ساری دنیا پڑی ہے کوشش کر کے دیکھ لے۔ جب یہ فعل تجھ سے سرزد ہو جائے تو کسی اور کا مرید ہو جانا ہمیں فقیر ہی نہ کہنا۔ لیکن یہ بلوچ کب باز آنے والا تھا غالباً جڑانوالہ منڈی پر گیا۔ ایک شب سونے کے لیے اسے ہوٹل کا ایسا کمرہ ملا جس میں ایک عورت نے بھی رات گزارنا تھی چنانچہ دونوں کی نیت میں فتور پیدا ہوا۔ دولت علی نے کہا سو (100) میل کے فاصلے سے بھلا مُرشد دیکھ سکتا ہے؟ بس فعل بد کے ارادہ سے اپنے بستر کو چھوڑ کر عورت کے پاس گیا لیکن اپنے آپ کو نامردی کی حالت میں پایا واپس لوٹا تو تندرست۔ دوبارہ اپنے بستر کو چھوڑا لیکن پھر وہی حالت حتیٰ کہ ساری رات کی کوشش کے باوجود اس سے فعلِ بد سرزد نہ ہوسکا۔ بالآخر عورت نے پوچھا تو نامرد تو نہیں؟ کہنے لگا میرا پیر مجھ سے یہ فعل نہیں ہونے دیتا۔ کچھ دنوں کے بعد دربار شریف پر حاضر ہوا ابھی ذرا فاصلہ پر تھا کہ حضور نے فرمایا سو (100) میل دور کوئی پیر دیکھ رہا ہوتا ہے؟ یہ انجان بن گیا اور پوچھا وہ کیسے جناب! حضور نے خود ہی تمام واقعہ بیان فرمادیا تو یہ قدموں پر گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔ حضور نے فرمایا جا! ساری دنیا پڑی ہے جس دن تجھ سے یہ فعل سرزد ہو جائے اُس دن ہمیں فقیر نہ کہنا۔

آگ کا ہاتھوں پر اُٹھانا

دولت علی خان بلوچ کا ایک شیعہ سے مناظرہ ہوگیا وہ خلفائے ثلاثہ کو نہ مانتا اور برا بھلا کہتا جب کہ دولت اسے منع کرتا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں اپنے ہاتھوں پر آگ اٹھائیں جس کے ہاتھ جل جائیں وہ خود بھی جھوٹا اور اس کا مذہب بھی جھوٹا ہوگا۔ سیہلا خان بلوچ نے دونوں کے ہاتھوں پر آگ ڈالی لیکن جو شیعہ تھا اس کے ہاتھ جلنے لگے اور اس نے آگ پھینک دی جبکہ دولت علی نے آگ اٹھائے رکھی اور اس کے ہاتھوں کو ذرہ برابر نہ تکلیف ہوئی اور نہ جلنے پائے۔ تب وہ شیعہ عاجز آکر کہنے لگا میاں! تم بھی سچے اور تمہارا مذہب بھی سچا ہے دولت علی نے کہا اب خلفائے ثلاثہ کو مانو گے یا نہیں تو اس

نے جواب دیا اب اگر تم پچاس کے متعلق بھی کہو تو ماننے کو تیار ہوں۔ اگلے روز جب دولت علی حضور قبلہ عالمؒ کے حضور حاضر ہوا تو ابھی کچھ فاصلہ پر ہی تھا کہ آپ نے فرمایا "میاں! آگ تو ہاتھوں پر اٹھا لیتے ہو لیکن تکلیف تو ہمیں ہوتی ہے،،وہ فوراً قدموں پر گر پڑا اور زبانِ حال سے کچھ یوں عرض کیا۔

تیری نسبت کا ہے فیضان وگرنہ شاہا اِک سیاہ کار میں ہیں ایسی کراماتیں کیا

ایک مرید کے ایمان کی حفاظت

صوفی حق نواز موچی بیان کرتا ہے۔ میں ایک کام کے سلسلے میں جھنگ آیا۔ واپسی پر مجھے دن شہر میں ہی غروب ہو گیا۔ اور میں رات گئے مدّ وکی ریلوے اسٹیشن اترا۔ وہاں سے گھر کو چل پڑا۔ راستے میں خیال آیا، بچوں کے لیے کوئی چیز لے کر جاتا ہوں لیکن جیب میں کوئی پیسہ نہ بچا تھا۔ راستہ میں کماد کی فصل تھی میں نے کہا یہاں سے چند گنے توڑ لیتا ہوں تا کہ بچے خوش ہو جائیں گے۔ رات کافی تاریک تھی۔ لہذا میں کماد میں داخل ہوا۔ اور ابھی ایک گنا توڑنے کے لیے پکڑا ہی تھا۔ کہ غیب سے حضور قبلہ عالمؒ ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا حق نواز! شرم نہیں آتی، ایک گنے کے پیچھے اپنا ایمان ضائع کرتا ہے۔ میرے ہاتھ سے گنا چھوٹ گیا اور بڑا شرمسار ہوا۔ حضور یہی فرما کر غائب ہو گئے۔ آج تک میرے دل میں جب بھی کوئی غلط خیال آتا ہے تو حضور قبلہ عالمؒ کا چہرہ انور میرے سامنے آجاتا ہے۔ مجھے حضور سے بہت ڈر لگتا تھا۔ کبھی کھل کر بات نہ کی۔ اگر کوئی بات پوچھتے تو بتا دیتا ورنہ خاموش ہی رہتا۔ لیکن حضور کا یہ خاص کرم تھا جب بھی میں حاضر ہوتا آپ خود بخود میرے مسائل کا حل فرما دیتے۔ اور مجھے زبان سے کہنا ہی نہ پڑتا۔

ایک شخص سے فرمایا تو شیطان کا مرید ہوگا

میاں محمد حسین کلس بیان کرتے ہیں۔ میں ایک شخص جو لانگ قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کو مرید کروانے کے لیے دربار شریف پر لایا، وہ اپنے آپ کو بزرگ سمجھتا اور کہتا، مجھے رسول اللہ ﷺ اور حسنین کریمین کی اکثر زیارت ہوتی ہے۔ اور گاہے بگاہے میرے گھر بھی تشریف لاتے ہیں، ان باتوں کا ذکر اس نے حضور سے بھی کیا، آپ نے اسے مرید نہ فرمایا بلکہ اجازت دے کر رخصت کر دیا، بعد ازاں ہم سے ارشاد فرمایا یہ شخص اپنے آپ کو بزرگ سمجھتا ہے، اگر اسے کچھ فقیری دیں تو کہے گا میں پہلے ہی فقیر تھا۔ اگر نہ دیں تو کہے گا ان کے پاس کچھ نہیں یہ ضرور ایک دفعہ شیطان کا مرید ہوگا، پھر خدا جانے، میاں محمد حسین کہتے ہیں، میں جب گھر واپس گیا تو وہ شخص میرے پاس آیا اور پوچھا، حضور قبلہ عالمؒ نے میرے بارے بھی کچھ فرمایا میں نے حضور کا فرمان من وعن اسے سنا دیا، وہ غصہ میں آ گیا اور کہا۔ میں ابھی سیال شریف جا کر خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کا مرید ہوتا ہوں جب حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا، میاں یہاں ہفتہ عشرہ رہو پھر

تمہیں مرید کریں گے۔ اس نے کہا میرے گھر میں کافی مال مویشی ہیں۔ میں اتنے دن نہیں رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا پھر جا انہی مویشیوں کا مرید ہو۔ پھر وہ ڈالاں والا موڑ تھل حضرت شیخ محمد صادق نقشبندی کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے بھی رہنے کا فرمایا۔ مال مویشی کا عذر کیا تو فرمایا جا انہیں کا مرید ہو۔ آخر ہائی سکول لانگ شمالی میں ایک چپڑاسی نے اسے اپنے مرشد جس کا نام قمر شاہ تھا کا مرید کروایا۔ ابھی پندرہ دن نہ گزرے تھے کہ اسی چپڑاسی کی لڑکی قمر شاہ لے کر فرار ہو گیا۔ ایک روز وہ لانگ جارہا تھا تو میں نے اسے کہا یار سنا ہے تیرا پیر حج پر گیا ہوا ہے اس نے کہا نہ وہ میرا پیر ہے نہ میں اس کا مرید ہوں۔ میں نے کہا دیکھو ہمارے حضور قبلہ عالمؒ کا فرمان تو پورا ہو گیا اور تو ایک مرتبہ شیطان کا مرید ہو گیا۔ اب آگے تیری قسمت۔

ایک ہانڈی، کثیر درویشوں کا کھانا

1- میاں روشن علی سکنہ کوٹ بلوچ سے روایت ہے 61-1960 کی بات ہے مجھ پر بڑے مفلسی کے دن تھے حضور کوٹ بلوچ تشریف لائے تمام پیر بھائی بڑے شوق سے آپ کی دعوتیں پکاتے لیکن میرے پاس تو تھا کچھ نہیں میں اپنی مفلسی پر افسردہ خاطر رہتا۔ روزانہ حضور کی مجلس میں حاضری ہوتی تب بھی انہی خیالات میں گم رہتا۔ ایک دن حضور نے مجھ سے دریافت کیا روشن! پریشان کیوں ہے۔ میں نے آپ کو صورت حال نہ بتائی اور کہا حضور خاص پریشانی تو کوئی نہیں۔ حالانکہ دل میں بہت افسردہ تھا۔ دوسرے دن حضور نے مجھے مجلس میں فرمایا! روشن جاؤ گھر میں میرا بستر بناؤ، میں نے تمہاری دعوت لینی ہے۔ تب میں نے عرض کی حضور میرے گھر میں تو کچھ بھی نہیں میں کیسے دعوت کر سکتا ہوں۔ حضور نے فرمایا، تمہارے گھر میں جو کچھ بھی ہو تیار کر دینا۔ باقی میرا کام ہے میں دوڑتا ہوا گھر آیا۔ ایک پرانی چارپائی تھی۔ اس پر بستر بنایا۔ ایک ہانڈی میں تھوڑا سا سالن اور ایک میں تھوڑے سے چاول بنائے۔ اتنے میں حضور آ گئے، میں حیران رہ گیا کہ حضور کے ساتھ کافی تعداد میں درویش تھے اور آتے ہوئے مسجد سے دس مسافر پٹھانوں کو بھی آپ اپنے ساتھ لے آئے کہ ہماری دعوت ہے آپ بھی وہاں کھانا کھائیں۔ تشریف فرما ہوئے تو مجھے فرمایا، درویشوں اور مہمانوں کو کھانا کھلاؤ، میں پشیمانی سے کھڑا ہو گیا۔ آپ میری حالت سے باخبر تھے۔ مجھے قریب بلا کر فرمایا ہانڈی سے کپڑا نہ اٹھانا اور لوگوں کو کھلاتے جانا، میں نے اپنی بیوی کو بتایا اور لوگوں کو کھلانا شروع کر دیا۔ لوگ کھا رہے تھے لیکن سالن اور چاول ختم ہونے کو نہ تھے۔ ہم بڑے حیران تھے جب سب لوگ کھا چکے تو حضور نے فرمایا اب ہمارے لیے کھانا لاؤ، حضور کے لیے کھانا لایا گیا تب ہانڈی سے کپڑا اٹھایا تو وہ ابھی ویسی کی ویسی بھری ہوئی تھی جیسے اس سے کسی نے کچھ نہ نکالا ہو۔

2- اسی طرح کا ایک اور واقعہ خلیفہ میاں محمد بخش بھٹی بیان کرتا ہے کہ حضور قبلہ عالمؒ موضع حویلی لال میں حاجی عبدالمجید ہراج کے ہاں تشریف فرما تھے، ہمیں ارشاد ہوا تم سب کچے پکے موڑ میاں بہادر سنپال کے ہاں چلو میں نے راستہ میں ایک جگہ کچھ دیر ٹھہرنا ہے ہم سب حاجی عبدالمجید کے ٹریکٹر، ٹرالی پر سوار ہوئے ہم کم از کم 50 کے قریب آدمی ہونگے۔ راستہ میں

ایک جگہ سڑک سے ہٹ کر کچھ فاصلہ پر ایک مکان تھا حافظ اللہ دتہ سیال نے کہا حضور نے یہیں کچھ دیر رُکنا تھا چلو زیارت کرتے چلیں لہذا ڈرائیور نے ٹریکٹر کا رُخ اُدھر موڑ دیا۔ حضور ہمارے آنے سے تھوڑی دیر قبل اپنی کار پر وہاں تشریف لائے تھے ہم نے کلمہ شریف پڑھا اور خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور فرمایا میں نے تمہیں سیدھا میاں بہادر سنپال کے ہاں جانے کو کہا تھا اور تم ادھر آ گئے چونکہ صاحبِ دعوت نہایت غریب درویش تھا اور اس نے صرف حضور اور آپ کے ہمراہ دو تین درویشوں کے لیے کھانا تیار کیا تھا حضور نے صاحبِ دعوت کو فرمایا سالن اور روٹیوں پر کپڑا ڈال دو اور ان سب میں تقسیم کرو اس نے عرض کی حضور میں نے صرف ایک مرغا پکایا تھا مجھے اس قدر پیر بھائیوں کا معلوم نہ تھا آپ نے فرمایا فکر نہ کرو میرا رب اگر امت موسیٰ علیٰ نبینا کو من و سلویٰ دے سکتا ہے تو امت محمدی ﷺ کے لیے کم نہیں پڑے گا تم لنگر تقسیم کرنا شروع کر دو۔ حضور کے حسب فرمان لنگر جاری ہوا ہر ایک نے دو دو پلیٹیں مرغا کی کھائیں لیکن کوئی بھی چیز ختم نہ ہوئی جب سب کھا کر فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا میاں! فقیروں کو آزمانا نہیں چاہیے۔ ہماری لاج تو ہمارے رب نے رکھ لی اگر تم ساری زندگی اس جنگل میں رہو تو بھی دو وقت کا کھانا اس کمرہ سے ملتا رہے گا۔ آخر میں حضور نے کھانا تناول فرمایا جب سالن اور روٹیوں سے کپڑا اٹھایا گیا تو وہ سب کچھ ویسے کا ویسا ہی تھا جیسے کسی نے کھایا ہی نہ ہو۔

پانی کے اندر حضور کی مجلس

منگانی شریف ہجرت کے بعد یہاں پر کنوئیں کی کھدائی جاری تھی۔ میاں رمضان ملاح اپنے ایک ساتھی کے ساتھ کنواں کھود رہا تھا کہ ایک روز اس کا ساتھی دوڑتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب میاں رمضان کسّی کے ساتھ پانی میں اترا کافی دیر گزر گئی باہر نہیں آیا، میں نے رسی بھی بہت ہلائی ہے لیکن وہ شاید کنوئیں کی نچلی تہہ میں کسی مٹی کے تودے کے نیچے دب گیا ہے لہذا اس کی لاش نکلوانے کا بندوبست کیا جائے۔ حضور قبلہ عالم مسکرائے اور فرمایا، گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ زندہ ہے اور ابھی نکل آئے گا۔ آخر کچھ دیر بعد میاں رمضان باہر نکلا تو اس پر شوق کا غلبہ تھا۔ رقص کرتا ہوا حضور کے قدم بوس ہوا۔ آپ نے فرمایا تو اتنا ٹائم وہاں کیا کرتا رہا ہے تیرا ساتھی گھبرا گیا تھا۔ وہ رو پڑا اور عرض کی جناب! میں کنوئیں میں اترا تو کیا دیکھا۔ پانی کے اندر حضور تشریف فرما تھے میں وہیں کچھ دیر بیٹھ گیا۔ اب اوپر سے شور سنا تو باہر آ گیا لیکن حیرانگی یہ ہے کہ باہر بھی آپ تشریف فرما ہیں اور اندر بھی آپ تشریف فرما ہیں۔ لیکن پوچھتے مجھ غریب سے ہیں۔

مرگی کا مرض چلا گیا

حاجی احمد بخش سکنہ اڈہ شبیر آباد کو مرگی کا مرض موروثی تھا یعنی اس کے والد اور چچا کو بھی یہ مرض تھا کچھ عرصہ بعد اس کو بھی شکایت ہوگئی وہ رات کو گھر سے نکل کھڑا ہوتا اور بازاروں، گندی نالیوں میں پھرتا رہتا اور کوئی ہوش نہ رہتا۔ جب

مرگی کے دورے زیادہ پڑنے شروع ہوئے تو گھر والے بڑے پریشان ہوئے اور اسے ایک حکیم کے پاس لے گئے۔ حکیم نے کہا اسے ابھی شکایت ہو رہی ہے۔ یہ اپنا کاروبار چھوڑ دے اور متواتر چھ ماہ اس کا علاج کروائے۔ ورنہ بعد میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ بڑے پریشان ہوئے اور حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ حضور جوش میں آئے اور فرمایا جو ہمارے لنگر کی خدمت کرے اور اسے کچھ ہو جائے تو ہم کس کام کے لیے ہیں۔ حضور نے دعا فرمائی۔ اور انہیں اس مرض سے نجات ملی۔

لنگر کا اچار کھانے سے دمہ چلا گیا

صوفی محمد نواز موچی سکنہ مدّوکی کو دمہ کی تکلیف تھی۔ ایک دفعہ دربار شریف پر حاضر ہوا۔ حضور نے اسے ایک پیالہ اچار سے بھرا ہوا کھانے کو فرمایا، وہ دل ہی دل میں بیماری کا عذر کرنے لگا حضور نے فرمایا محمد نواز یہ لنگر کا اچار ہے اسے کھائے گا تو دمہ چلا جائے گا۔ وہ اچار کھانے لگا تو اس کا دمہ رکنا شروع ہو گیا۔ ادھر اچار کا پیالہ ختم ہوا، ادھر دَمہ ختم ہو گیا۔ پھر حضور نے اسے چند اشیاء کے پرہیز کے متعلق فرمایا۔ اس نے سات آٹھ سال پرہیز کیا تو کبھی دمہ کی شکایت نہ ہوئی۔ جب پرہیز توڑی تو پھر کبھی کبھی حرکت ہو جاتی۔

دماغی توازن درست ہونا

میاں محمد حسین کلس بیان کرتے ہیں میرا بیٹا مشتاق حسین فوج سے چھٹی پر گھر آیا تو اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا۔ ہم نے اسے سرگودھا ائیر فورس ہسپتال کے مینٹل وارڈ میں داخل کرا دیا۔ دوسرے دن دربار شریف پہ عرس تھا۔ میں نے گھر والوں سے کہا تم لوگ اس کا خیال رکھنا اور میں عرس پر جا رہا ہوں۔ انہوں نے اصرار کیا کہ بیٹا بیمار ہے لیکن میں اپنی بات پر مصر رہا۔ جب دربار شریف پر حاضر ہوا تو کلمہ شریف کا ذکر شروع کیا۔ لیکن پریشانی کے سبب رونے لگا۔ حضور سامنے پلاٹ میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ گلے لگایا اور یہ شعر پڑھا۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب   یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

اور مجھے فرمایا درویشوں کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ یہ ایک آزمائش تھی۔ تم یاد رکھنا چالیسویں دن وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے حضور کا فرمان یاد رکھا۔ واقعی چالیسویں دن میرا بیٹا ٹھیک ہو گیا۔

ایک شخص کو خواب میں بُلا کر مرید فرمانا

میاں ربنواز ہراج سکنہ حویلی لال بیان کرتا ہے۔ میاں رمضان ملاح مجھے مرید ہونے کے لیے ترغیب دیتا لیکن میں ہر بار اسے کہتا، مرید میں ضرور ہوں گا لیکن اس پیر کا مرید ہوں گا جو مجھے خواب میں اپنے پاس بلائے۔ کچھ عرصہ بعد میں

نے حضور قبلہ عالمؒ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے فرماتے ہیں تو ہمارا مرید ہو چکا ہے لٰہذا ہمارے پاس آ جاؤ۔ میں صبح سویرے گھر سے دربار شریف کے لیے روانہ ہوا۔ حویلی لعل والی نہر پر ہاتھ منہ دھویا تو وہاں میری ملاقات ایک ہراج سے ہوئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو میں نے کہا، منگانی شریف مرید ہونے کے لیے اس نے مجھے بتایا حضور قبلہ عالمؒ تو یہیں مہر عبدالمجید ہراج کے ڈیرہ پر تشریف فرما ہیں میں اس ڈیرہ پر پہنچا حضور اندر کمرے میں تشریف فرما تھے۔ ڈاکٹر امیر الدین سے فرمایا، باہر جو نیا آدمی آیا ہے اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں حاضر خدمت ہوا اور دست بیعت سے مشرف ہوا۔

دربار شریف پر حاضری اور دلی کیفیت کا اظہار

میاں رب نواز ہراج بیان کرتا ہے مرید ہونے کے بعد حضور نے مجھے فرمایا دربار شریف پر جلدی آنا۔ لیکن میں گھریلو معاملات میں اس طرح گھرا کہ سال کا عرصہ بیت گیا۔ ایک دن میاں حق نواز موچی میرے پاس آیا۔ اور کہا دربار شریف پر آنا ہے۔ میں نے کہا آنا بھی ہے اور نہیں بھی آنا۔ اس نے کہا ایک ہی بات کرو میں نے اسے کہا نہ میرے پاس کرایہ ہے نہ کپڑے ہیں اور گھر میں کوئی بچہ تک نہیں۔ اگر تمام انتظامات ابھی ہو جائیں تو تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر کیا تھا اسی لمحے کرایہ بھی مل گیا کپڑے بھی مل گئے۔ گھر کی چابیاں اور مال کی ذمہ داری ایک نامعلوم شخص نے اٹھالی جسے میں جانتا تک نہ تھا۔ اور مجھے کہا تم دربار شریف پر چلے جاؤ۔ میں روانہ ہوا، راستہ میں میاں حق نواز سے میں نے کہا کہ کیا وہاں مجھے چار پائی اور بستر ملے گا، میں حقہ پینے کا عادی ہوں۔ وہ بھی ملے گا یا نہیں۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تو جانے اور تیرا پیر۔ ایک تیسرا خیال بھی میرے ذہن میں آیا لیکن میں نے اسے بتایا نہیں۔ حضورؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ تو ایک درویش سے فرمایا رب نواز کے لیے چار پائی اور بستر منگواؤ۔ پھر بابا علی شیر سے فرمایا یہ حقہ کا عادی ہے۔ ایسا حقہ تیار کرو جو ساری رات بجھے نہ۔ میرے دونوں خیالات سے متعلق حضور نے فرمان جاری کیا تھا۔ صبح کو جب ہم رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا رب نواز تیری دو باتیں تو پوری ہو گئیں۔ اب تیسری جو تو نے صرف دل میں رکھی ہوئی ہے وہ بھی بیان کر دیں۔ میں نے عرض کی فرمائیں ارشاد ہوا تو نے دل میں خیال کیا ہے کہ میرا پیر میری دعوت منظور کرے، تمہاری ایسی دعوت لیں گے کہ جہان دیکھے گا۔

میاں رب نواز کی دعوت

میاں رب نواز بیان کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد مہر عبدالمجید ہراج اور میں نے حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں دعوت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے صرف ایک گھنٹہ کے لیے دعوت منظور فرمائی۔ پہلے آپ مہر عبدالمجید کے گھر تشریف لائے۔ میں اپنے گھر تک کار کا راستہ بنا کر وہاں حاضر خدمت ہوا لیکن حضور نے فرمایا تمہارے گھر تک کار کا راستہ نہیں اور وہاں پانی ہی

پانی کھڑا ہے۔ ہماری کار وہاں سے نہیں گزر سکتی۔ میں نے عرض کی جناب بارش بھی نہیں ہوئی اور میں ابھی راستہ بنا کر آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری دعوت پھر کبھی لیں گے۔ واپسی پر راستہ کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ دعوت کی تاریخ مقرر ہوئی۔ لیکن اس سے ایک دن پہلے اس قدر بارش ہوئی۔ کہ اتنی بڑی بارش میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ میں گھبرا گیا۔ اور دل میں خیال کیا اب حضور پھر تاریخ بڑھائیں گے لہذا راستہ خراب ہو جانے کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کوئی اور تاریخ مقرر فرمائیں ابھی کچھ فاصلہ پر ہی تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ نے دست انور دراز کیا اور فرمایا ربنواز! اب روکنے کے لیے آیا ہے۔ میں آیا تو روکنے کے لیے تھا لیکن عرض کی جناب نہیں بارش کیوجہ سے صرف پتہ کرنے کے لیے آیا ہوں آگے جس طرح حضور کی منشاء فرمایا تو گھبرا گیا ہے یہ تو بارش کا پانی ہے آج اگر سمندر کا پانی بھی تیرے رستہ میں حائل ہوتا تو میں ضرور جاتا۔ تو گھر پہنچ اور ایک دیگ کا انتظام کر۔ وہی کافی ہو جائے گی۔ لیکن میں نے رش کی وجہ سے ایک دیگ سے زائد انتظام کیا لیکن بروقت وہی ایک دیگ کا سامان میسر آیا، حضور تشریف لائے، بہت رش تھا۔ سارا دن لوگ اسی دیگ سے کھاتے رہے شام کو جب میں نے دیکھا تو ابھی کافی سالن بچا ہوا تھا۔ اور حضور کی کرامت سے ایک دیگ ہی ہزاروں آدمیوں پر کافی ہوگئی۔

جگر کا درد چلا گیا

میاں اللہ دتہ موچی سکنہ حویلی لعل بیان کرتا ہے ایک دفعہ میرے جگر میں درد ہوا۔ کافی علاج معالجہ کرایا لیکن شفاء نہ ہوئی۔ ڈاکٹر رفیع کو اپنی طبیعت دکھانے کے لیے جھنگ روانہ ہوا۔ راستہ میں میاں رمضان ملاح سے ملاقات ہوئی اور ہم دونوں دربار شریف پر آ گئے۔ حضور فیصل آباد گئے ہوئے تھے۔ تین چار گھنٹے دربار شریف پر رہے، اور واپس ہوئے راستہ میں ہی حضور سے ملاقات ہوگئی۔ حضور نے اپنا دست انور میری درد والی جگہ پر رکھا۔ پھر کیا تھا اسی لمحہ درد بالکل ختم ہو گیا۔ رات ہم نے دربار شریف پر بسر کی۔ صبح جب رخصت ہونے لگے تو حضور نے مجھ سے پوچھا تمہارے قصبہ میں کیا ہے۔ میں نے عرض کی بوتل ہے کل ڈاکٹر رفیع سے دوائی لینے آیا تھا لیکن میاں رمضان کے ساتھ دربار شریف پر آ گیا۔ آپ نے فرمایا بوتل نکال کر یہیں توڑ دے، میں نے فوراً توڑ دی۔ فرمایا اب گھر چلے جاؤ کسی دوائی کی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ کبھی درد نہ ہوگا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔

انی عبداللہ

خلیفہ مولانا شیر محمد بیان کرتے ہیں۔ میں حضور قبلہ عالمؒ کا ابھی مرید نہیں ہوا تھا۔ کہ میرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام رکھنے کے لیے قرآن مجید سے فال نکالی تو لفظ انی عبداللہ نکلا، میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر میں

جب حضور کا مرید ہوا تو ایک مرتبہ اسے اپنے ہمراہ دربار شریف پر لایا۔ ابھی میں کچھ فاصلے پر ہی تھا کہ حضور نے میرے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ انی عبداللہ میں بڑا حیران ہوا کہ آپ میرے بچے کو کیسے جانتے ہیں۔ حالانکہ تھوڑے دن پہلے میں مرید ہوا تھا۔ اور حضور کو بتایا بھی نہ تھا۔

خواب میں دوائی سے متعلق آگاہ کرنا

سلطان محمود بھٹی ولد خلیفہ میاں محمد بخش بیان کرتا ہے ایک مرتبہ میں حضور سے اجازت لے کر واپس گھر آنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا جب دوبارہ آ ؤ تو ڈاکٹر امیر الدین سے فلاں دوائی لیتے آنا۔ گھر آیا تو غفلت کیوجہ سے میں وہ نام بھول گیا میں بڑا پریشان ہوا۔ آخر ایک روز نماز فجر کے بعد گھر میں بیٹھے بیٹھے مجھ پر کچھ دیر کے لیے غنودگی چھا گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ عالم تشریف لائے اور مجھے فرمایا تو نے دوائی کا نام بھلا دیا ہے۔ اب یاد رکھ لو یہ نام ہے۔ اس کی رنگت سیاہ ہے اور ڈاکٹر صاحب کے دواخانہ میں فلاں جگہ پڑی ہے۔ اسی لمحے میں بیدار ہو گیا۔ فوراً ڈاکٹر صاحب کے مطب پر آیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ دوائی اسی جگہ پڑی تھی جس کا آپ نے خواب میں فرمایا تھا۔ میں نے دوائی لی اور دربار شریف پر حاضر ہوا۔

باؤلے کتے کا کاٹا بچ گیا

1- محمد نواز ولد مہر غلام محمد ہراج سکنہ بستی حویلی لال بیان کرتا ہے۔ میرے چھوٹے بھائی ذوالفقار کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ ہم اسے چک نورنگ جہانیاں دم کروانے کے لیے لے گئے۔ انہوں نے دم کیا اور کہا اسے اڑھائی ماہ مٹی کے برتن میں کھلانا ہے۔ روشنی کی طرف نہ دیکھے، گوشت نہ کھائے۔ شیشہ نہ دیکھے وغیرہ یعنی مکمل اڑھائی ماہ اس طرح پرہیز رکھے۔ ہم اسے واپس گھر لائے۔ یہاں سے ایک درویش حضور کو ملنے کے لیے گیا۔ حضور ان دنوں مدرسہ قرآن محل تشریف فرما تھے آپ نے اس سے حویلی لال والے درویشوں سے متعلق خیر و عافیت دریافت کی تو اس نے میرے بھائی کی تکلیف کے متعلق بھی عرض کیا۔

حضور نے فرمایا تم نے گھر بعد میں جانا ہے پہلے مہر غلام محمد کے پاس جانا اور اسے میرا پیغام دینا کہ اپنے بچہ کو لے کر فوراً میرے پاس چلا آئے اور گھر میں عورتوں کا کہنا نہ مانے وہ طرح طرح کی باتیں کریں گی۔ جونہی پیغام پہنچا میرے والد تیار ہو پڑے۔ عورتوں نے بہت کچھ کہا کہ یہ اب نہ بچے گا۔ لیکن میرے والد نے کہا کہ مجھے حضور نے بلایا ہے اور وہ سب جانتے ہیں۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ساتھ ہی پانی تازہ چل رہا تھا۔ حضور نے آتے ہی فرمایا بچے کو کیوں لپیٹا ہوا ہے اسے کھول دو اور ذوالفقار سے کہا یہاں تازہ پانی میں نہالو۔ حالانکہ پرہیز تھی۔ وہ نہایا پھر اپنے پاس پڑا شیشہ

اسے اٹھا کر دیا کہ خوب اچھی طرح سے دیکھو پھر لنگر کھلایا گیا۔ اس دن لنگر میں گوشت پکا ہوا تھا۔ یعنی تمام پرہیز والی اشیاء استعمال کی گئیں۔ پھر خلال کے لیے لکڑی کا تنکا خود عطا فرمایا۔ اور ارشاد ہوا۔ اگر ہم سے ایک باؤلے کتے کا کاٹا نہیں بچ سکتا تو پھر ہزاروں مرید کرنے کا کیا فائدہ، حضور نے فرمایا ہمیں ملتے رہا کرو۔ یہ میرے ذمہ ہے اور غوث اعظمؒ کے ذمہ ہے۔ جو جی میں اسے کھلاؤ کسی پرہیز کی ضرورت نہیں۔ اور میرا بھائی مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔

-2 میاں حق نواز موچی بیان کرتا ہے۔ میرے بیٹے محمد فاروق کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ میں اسے لے کر دربار شریف پر حاضر ہوا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے دم کیا۔ اور فرمایا جاؤ اب اسے کچھ نہ ہوگا۔ ہم دونوں باپ بیٹا تقریباً تین دن دربار شریف پر رہے اور تینوں دن لنگر میں گوشت کھاتے رہے واپس گھر آئے تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں شروع کر دیں۔ میری بیوی نے بھی مجھے مجبور کیا۔ آخر میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر دربار شریف پر حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا چونکہ تمہیں شک ہو گیا ہے اب ٹیکے لگواؤ ورنہ نقصان ہوگا۔ لیکن خرچہ پچاس روپے ضرور ہو جائے گا۔ میں اپنے لڑکے کو ہسپتال لایا، چودہ روز مسلسل ٹیکے لگواتے رہے۔ حضور کے فرمان کے مطابق واقعی پچاس روپے خرچ ہوئے۔ ہسپتال سے فارغ ہوئے تو سیدھے دربار شریف پر آئے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا حق نواز! اگر میں تمہیں ایک باؤلے کتے سے نہیں بچا سکتا تو آخرت میں مجھ سے کیا امید رکھ سکتے ہو۔ میں قدموں پر گر پڑا اور معافی کا طلب گار رہا۔

مقدمہ سے چھڑانا

اسلم خان ولد معمور بلوچ سکنہ بلوآنہ شریف بیان کرتا ہے۔ میں مانسہرہ میں تھا کہ -/54000 روپے کے کیس میں مجھے کچھ لوگوں نے جیل میں کروا دیا۔ میں بالکل بے قصور تھا۔ ان لوگوں کے پاس جنرل ایوب خان کے بیٹے گوہر ایوب کا رقعہ تھا۔ مجھے جیل میں جب ایک ماہ اور چھ دن گزر گئے۔ تو ایک رات میں نے حضور قبلہ عالمؒ کو امداد کے لیے پکارا۔ کہ میں آپ کا مرید ہوں۔ بغیر کسی گناہ کے یہاں پڑا ہوں میری اعانت فرمائیں رات کو سویا تو دیکھتا ہوں حضور قبلہ عالمؒ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور مجھے اپنے گھوڑے کے ساتھ باندھ کر گھوڑا دوڑا دیا۔ کہیں سے گھوڑا دوڑتا ہے۔ اور کہیں سے اڑتا ہے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نے اسی وقت اپنے ساتھی کو بیدار کیا۔ اور کہا مجھے ابھی اپنے پیر کی زیارت ہوئی ہے لہذا میں آج رہا ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا تو پاگل تو نہیں ہو گیا۔ میں نے کہا جو بھی سمجھ میں کل رہا ہو جاؤں گا۔ صبح مجھے پیشی کے لیے لے جانے لگے۔ تو میں نے اپنے مخالفین کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ تھانے دار نے مجھے منع کیا تو میں نے کہا میں بے قصور ہوں۔ انہیں برا بھلا نہ کہوں تو کیا کہوں۔ تھانے دار نے کہا صدر نادر خان پٹھان تیری صفائی دے سکتا ہے۔ میں نے ہاں کہہ دی حالانکہ میں اس کا واقف بھی نہ تھا۔ اس نے اپنا ایک سپاہی میرے ہمراہ کیا۔ میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے فوراً میری صفائی دے دی۔ اور میں اس دن جیل سے رہا ہو کر واپس اپنے گھر آ گیا۔

اکیس دشمن ایک دُرویش کا بال بیکا نہ کر سکے

میاں اللہ دتہ اور میاں حق نواز موچی نے اپنی بہن کا رشتہ ایک جگہ طے کیا۔ جس سے ان کی تمام برادری مخالف ہوگئی۔ حتیٰ کہ میاں اللہ دتہ کو مارنے کے درپے ہو گئے۔ ایک دفعہ میاں اللہ دتہ جھنگ آیا حضور قبلہ عالمؒ ان دنوں جھنگ ہی تشریف فرما تھے۔ وہ حضور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ اتنے میں میاں رمضان ملاح آ پہنچا اور حضور کی خدمت میں عرض کی جناب میں آج اللہ دتہ کے اکیس دشمن اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ وہ ریلوے اسٹیشن پر اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہر آدمی کے پاس کوئی نہ کوئی ہتھیار بھی ہے۔ لہٰذا میاں اللہ دتہ ریل گاڑی پر سفر نہ کرے۔ اگر حضور اجازت دیں تو میں خود اسے سائیکل پر چھوڑ آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا آج یہ ریل گاڑی پر ہی جائے گا۔ میاں رمضان نے عرض کی جناب میں اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ آیا ہوں، وہ آج اسے مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ آج اس کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ جب ریل گاڑی کا وقت ہوا تو حضور نے گھڑی دیکھ کر میاں اللہ دتہ کو فرمایا ٹکٹ لے کر گاڑی میں سوار ہو جانا۔ اور کوئی فکر نہ کرنا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں وہ ریلوے اسٹیشن پہنچا تو واقعی اس کے مخالفین وہاں موجود تھے۔ سب نے ایک ہی ڈبے میں سفر کیا، ریلوے اسٹیشن مدوکی پہنچ کر میاں اللہ دتہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ اسٹیشن سے میاں اللہ دتہ کا گھر تقریباً اڑھائی میل کا فاصلہ تھا اور راستہ بھی سنسان تھا۔ لیکن سارا راستہ کسی کو جرات نہ ہوئی۔ اور نہ ہی میاں اللہ دتہ کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔

جیل سے رہا ہونا اور ملازمت بھی بحال ہونا

دولت علی خان بلوچ بیان کرتے۔ مہر اسلام پٹواری کو ایک مرزائی جج نے تین سال تین ماہ قید کی سزا سنائی لہٰذا اسے جیل جانا پڑا اور ملازمت سے بھی معطل کر دیئے گئے۔ میں روزانہ حضور کی خدمت میں رہائی کے لیے عرض کرتا۔ آخر ایک روز حضور نے فرمایا جاؤ کل مہر اسلام رہا ہو جائے گا۔ اور اس کی ملازمت بھی بحال ہو جائے گی۔ لہٰذا دوسرے ہی دن مہر اسلام رہا ہو گیا اور ملازمت بھی بحال ہو گئی۔

کام وہ بنتے ہیں، بنا جنکا ممکن ہی نہ ہو چپکے چپکے جا کے کر لیتے ہیں وہ تدبیر کیا

ایک درویش کو بیٹے کی بشارت

میاں لنگر خان بلوچ بیان کرتا ہے میں ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کی خدمتِ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی جناب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ایک بیٹا عطا فرمائے۔ آپ بلوآنہ شریف بوہڑ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ارشاد ہوا۔ اندر روضہ میں چلے جاؤ اور میرے والد کے مزار پر جو غلاف پڑا ہے اس کے ساتھ ایک دھاگہ باندھ آؤ۔ میں روضہ شریف میں گیا اور ایک

دھاگہ غلاف کے ساتھ باندھ دیا۔ جب باہر نکلنے لگا تو دل میں خیال آیا آج فقیر موج میں بیٹھا ہے ایک دھاگہ اور بھی باندھ دوں تا کہ دو بیٹے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ لہذا میں نے ایک اور دھاگہ باندھا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مجھے دیکھ کر ہنس پڑے اور فرمایا۔ ہم نے اللہ کریم سے ایک ہی لڑکا لے کر دیا ہے تم نے پہلے ایک دھاگہ باندھا پھر لالچ میں آ کر دوسرا بھی باندھ دیا۔ لہٰذا دوسرا بیٹا بھی پیدا ضرور ہوگا۔ لیکن زندہ نہ رہے گا۔ حضور کے حسب فرمان مجھے پہلے محمد شفیع پیدا ہوا۔ پھر ایک اور بیٹا بھی پیدا ہوا جو زندہ نہ رہا اور فوت ہو گیا۔

امتحان میں کامیابی

1- ڈاکٹر محمد اقبال ولد شیخ محمد شفیع سکنہ گاڈیاں بیان کرتے۔ میرا سیکنڈ ائیر کا امتحان تھا۔ اسی روز منگانی شریف عرس بھی تھا۔ میں نے وہ پرچہ چھوڑ دیا اور عرس مبارک پر حاضر ہوا۔ حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا آج تمہارا پرچہ نہیں تھا۔ میں نے عرض کی حضور عرس بھی تو تھا۔ فرمایا سالانہ امتحان تھا عرض کی سالانہ عرس مبارک بھی تھا۔ حضور خوش ہوئے اور فرمایا تو نے اچھا کیا ہے دوسرے روز میں کالج گیا تو اس روز وہی پرچہ تھا۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کل نقل چلی جس کی وجہ سے پرچہ کینسل ہو گیا۔ لہذا میں امتحان میں بیٹھا اور توقع سے زیادہ نمبر حاصل کیے۔

2- اسی طرح لالہ محمد اقبال سکنہ چودہ چک لوکڑی (سرگودھا) نے مجھے بتایا میرے سیکنڈ ائیر کے امتحان ہو رہے تھے۔ حضور قبلہ عالمؒ ہمارے ہاں تشریف لائے دوسرے دن میرا اسلامیات (اختیاری) کا پرچہ تھا۔ حضور نے فرمایا تیاری کر رہے ہو۔ میں نے عرض کی سرکار کا کرم چاہیے فرمایا جاؤ اسلامیات کی کتاب لے آؤ میں نے پیش کی حضور نے چند سوالات پر نشان لگا دیئے اور میں نے وہی یاد کر لیے۔ دوسرے روز جو پرچہ دیکھا تو اس میں وہی سوالات تھے جن پر کل حضور قبلہ عالمؒ نے نشان لگایا تھا۔

ایک بھینس کی طرف حضور کا پیغام

نواب ہراج سکنہ بستی حویلی لال جسے حضور قبلہ عالمؒ نواب ملنگ کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ غریب و مسکین آدمی تھا۔ ایک دفعہ حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کی جناب ایک بھینس پالی تھی اب جبکہ اس نے بچہ دیا ہے تو دودھ نہیں دیتی۔ اس نے بہت کوشش کی بڑے دم کروائے دوائیاں دیں لیکن بے فائدہ آخر حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب میری ایک بھینس ہے اور وہ بھی نہیں ملتی (یعنی دودھ نہیں دیتی) آپ نے فرمایا اب جب گھر جاؤ تو اس بھینس کا کان پکڑ کر کہنا میرا پیر تجھے کہہ رہا ہے کہ دنیا تو ملنے (اس کا ایک معنیٰ ملاقات بھی ہے) کے لیے ترستی ہے اور تو ملتی نہیں کہیں وبائی تو نہیں ہو گئی مالک کو اس کا حق دینا چاہیے۔

واپسی پر نواب ملنگ نے بھینس کا کان پکڑ کر جونہی فقیر کا پیغام دیا پھر بعد میں وہ کبھی ایسی نہ ہوئی ہمیشہ دودھ دیتی تھی گویا جانور بھی اللہ کے فقیر کا احترام کرتے ہیں اور ان کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

دو جانوروں کا تندرست ہونا

موضع حویلی لال میں صوفی محمد بخش جنجوعہ اکثر و بیشتر حضرت حافظ پاک کی مجلس میں حاضر رہتا۔ ایک دفعہ اس کی دو بھینسیں خطرناک مرض (جس سے منکا ٹوٹ جاتا ہے) میں مبتلا ہو گئیں۔ وہ غریب بہت پریشان ہوا۔ کسی نے بتایا حضور قبلہ عالمؒ آج مہر عبدالمجید ہراج کے ڈیرہ پر تشریف لے آئے ہیں۔ اسے ایک امید کی کرن نظر آئی وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور گذارش عرض کی۔ آپ نے فرمایا اپنی ان بھینسوں سے کہنا حافظ گل محمد کا بیٹا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ٹھیک ہو جاؤ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ صوفی محمد بخش چونکہ آپ کی مجالس میں بیٹھتا اٹھتا تھا لہذا ازراہ بے باک تھا عرض کی حضور آپ خود ہی ٹھیک نہیں کر سکتے جو حافظ گل محمد کا بیٹا ہو کر حکم دے رہے ہیں۔

آپ ہنس پڑے اور فرمایا ایک بھینس پر میرا نام لے کر ہاتھ رکھنا اور دوسری پر میرے والد صاحب کا نام لے کر ہاتھ رکھنا جس پر میرا نام لے کر ہاتھ رکھو گے وہ کل ٹھیک ہو جائے گی اور جس پر میرے والد صاحب کا نام لے کر ہاتھ رکھو گے وہ پرسوں ٹھیک ہو گی۔ اس نے کہا۔ اب بات ہوئی ناں۔ راقم السطور نے خود اسی کی زبانی سنا میں نے اسی طرح کہا جس پر حضور قبلہ عالمؒ کا نام لے کر ہاتھ رکھا وہ دوسرے دن ٹھیک ہو گئی۔ اور جس پر آپ کے والد کا نام لے کر ہاتھ رکھا وہ تیسرے دن ٹھیک ہوئی۔ میں حیران ہوا کہ باپ بیٹا میں اب تو کچھ فرق ہی نہیں رہا۔

ایک غیبی ضیافت کا اظہار

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ مدّ وکی خواجہ نور محمد درویش کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ وہ حضور کے لیے ایک مرغی پکڑ کر ذبح کرنے لگے۔ تو مرغی حضور قبلہ عالمؒ کے پلنگ مبارک کے نیچے دوڑ آئی آپ نے فرمایا میاں نور! اس مرغی نے ہماری پناہ لی ہے لہذا میں یہ نہیں کھاؤں گا پھر ساتھ ہی فرمایا آج ہم کیا کھائیں گے؟ تمہیں پتہ ہے؟ اس نے عرض کی فرمائیں ارشاد ہوا گائے کا بچھڑا کھائیں گے۔ جو وزن میں دو من ہو اور اس کا رنگ سیاہ ہو۔ منہ سے کھیرا ہو۔ خواجہ نور محمد حیران ہوا کہ اب یہ انتظام کہاں سے کیا جائے جو اوصاف حضور نے بیان فرمائے ہیں۔ اب انہیں کہاں سے تلاش کروں آخر اس پریشانی میں باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں گھمنڈی سے مہر کالے خان ولد کرم ہراج حاضر خدمت ہوا اور خواجہ نور سے کہا میں نے سنا ہے آج تمہارے پیر آئے ہیں۔ کیا میں ان کی زیارت کر سکتا ہوں خواجہ نور اسے حضور کی خدمت میں لایا وہ حضور کے قدم بوس ہوا اور عرض کی جناب میں نے آج ایک گائے کا بچھڑا ذبح کیا ہے اس کا رنگ سیاہ ہے وزن تقریباً دو من ہو گا۔ منہ سے کھیرا ہے آپ سے اجازت لینے آیا ہوں کہ اس کا گوشت آپ کے لنگر میں نذر کرنا چاہتا ہوں۔ حضور ہنس پڑے، خواجہ نور کی

پریشانی ختم ہوئی۔ لہٰذا گوشت لایا گیا اور سب پیر بھائیوں کی تواضع کی گئی۔ خواجہ نور محمد حضور کی کرامت بڑی محبت سے بیان کرتا کہ مجھ سے غلطی ہوئی میں پریشان ہو گیا حالانکہ حضور خود ہی پہلے سے انتظام فرما چکے تھے۔

دو لڑکوں کی بشارت

چوہدری سکندر حیات سکنہ کوٹ بلوچ حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب کے لڑکپن کے دوست اور مرید ہیں وہ بیان کرتے ہیں شادی کے بعد مجھے یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں میرے تمام گھر والوں نے مجھے کہا تمہیں دو بیٹیاں ہوئی ہیں۔ کوئی بیٹا نہیں ہوا تم جا کر اپنے پیر کی خدمت میں عرض کرو۔ میں نے کہا اگر وہ میرے پیر ہیں تو عرض کیا کرنا سب کچھ وہ پہلے دیکھ رہے ہیں آخر ایک دفعہ میں اپنی فیملی سمیت دربار شریف حاضری کے لیے روانہ ہوا میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی محمد اشرف اور شان محمد سنگھیانہ بھی تھا ہم نے اڈہ شبیر آباد سے دربار شریف پر آنا تھا۔ چونکہ پہلی دفعہ اکیلے کار پر سفر کر رہے تھے پہلے ہمیشہ جماعت کے ساتھ آتے تھے۔ راستہ بھول گئے۔ اور سیدھے جھنگ چلے گئے اور پھر براستہ موچیوالہ دربار شریف پر آئے۔ ابھی دربار شریف پر پہنچے ہی تھے۔ کہ مائی جنت درویشنی نے ہمیں بتایا گجرات سے تم لوگ آئے ہو ہم نے اثبات میں جواب دیا پھر کہا تم راستہ بھی بھول گئے تھے۔ ہم نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو انہوں نے کہا حضور اپنی حجرہ شریف میں بیٹھے بیٹھے ایک دم فرمانے لگے کسی کے پیارے مرید راستہ بھول گئے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب انہیں راستہ مل گیا ہے۔ پھر مجھے فرمایا گجرات سے درویش آ رہے ہیں ان کے ساتھ بچے بھی ہیں۔ لہٰذا ان کا کھانا تیار کرو۔ ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر کھانا کھایا۔ حضور نے فرمایا تم لوگ کیسے آئے ہو ہم نے عرض کیا صرف زیارت کے لیے حضور نے پھر پوچھا ہم نے پھر بھی زیارت کا عرض کیا حالانکہ بچوں کے لیے آئے تھے۔ پھر فرمایا تمہارا پیر مظہر حسین تو ملتان اپنے سسرال کے ہاں گیا ہوا ہے چلو اس بوڑھے کو ہی سلام کر لو، رات ہم سو رہے، صبح حاضری ہوئی تو فرمایا جلدی جلدی غسل کر وا اور ناشتہ کرو چونکہ تمہارے ساتھ بچے ہیں تمہیں اجازت دیں گے تا کہ وقت پر گھر پہنچ جاؤ۔ سردیوں کے دن تھے جب ہم حضور کی خدمت میں رخصت کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا سکندر! یہ بچیاں کس کی ہیں؟ میں نے عرض کی حضور میری ہیں تو فرمایا پھر یہ کیوں نہیں کہتے کہ بیٹے لینے آیا ہوں، حالانکہ میں آیا اسی غرض کے لیے تھا لیکن پھر بھی منہ سے زیارت کا نکل گیا۔ حضور نے فرمایا چلو دو بیٹیاں ہیں اب دو بیٹے کافی ہیں میں نے عرض کی جناب کی عنایت ہے فرمایا اگر تیرا پیر ہوتا تو پتہ نہیں تجھے کیا کچھ دیتا لیکن میں اپنے حصے کے دو بیٹے تمہیں دیتا ہوں بڑے لڑکے کا نام حسن ضرور رکھنا میں نے عرض کی جب پیدا ہوئے تو حضور ہی سے دریافت کر لیں گے فرمایا بڑے لڑکے کا نام حسن ضرور رکھنا البتہ چھوٹے کا نام، تم لوگ گھوڑوں کے شوقین ہو، اپنی مرضی سے رکھنا جو پیکر پر بڑا رعب دار ہو وہ تم خود ہی رکھ لینا۔ یوں اس کے بعد میرے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے جن کی بشارت حضور نے فرمائی تھی۔

موت سے آگاہی

مولوی محمد اشرف سکنہ کوٹ بلوچ بیان کرتے ہیں ہمارے گاؤں کے غلام حیدر مکین حضور کے دست بیعت تھے۔ پھر آنا جانا نہ ہوا ایک دفعہ مجھے بلا کر کہا میں حضور کا مرید ہوں لیکن ذکر اذکار بھلا بیٹھا ہوں۔ اب حضور کے صاحبزادگان کے روبرو شرم سے پیش نہیں ہوتا۔ آپ مجھے اذکار دوبارہ سمجھا دیں۔ میں نے کہا کبھی مسجد میں آجانا سمجھا دوں گا۔ کچھ دنوں بعد ایک دن میں نے اس کے پوتے ثاقب سے پوچھا بتا تیرے دادا کا کیا حال ہے تو اس نے بتایا کہ وہ کہتا ہے مجھے جھنگ والے پیر خواب میں ملے ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے گیارہویں دن تجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ لہٰذا تیار رہنا اب وہ کہتا ہے میں گیارہویں دن مر جاؤں گا۔ میں نے کہا شاید بچہ ہے، جھوٹ بولتا ہو۔ میں نے اس کی والدہ سے پوچھا۔ اس نے بھی تصدیق کی۔ غلام رسول عرف سائیں مولا نے بھی اس امر کی تصدیق کی اور بالکل گیارہویں دن اس کی وفات ہوئی۔

ٹانگ کی تکلیف سے آرام

قمر حسین ولد میاں روشن علی درویش بیان کرتا ہے۔ میری ٹانگ میں تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹروں نے کہا اس کا آپریشن کرنا پڑتا ہے میرے والد مجھے دربار شریف پر لے آئے۔ حضور نے فرمایا دوائی لے لینا آپریشن نہیں ہوگا۔ ہم ایک دو مرتبہ راولپنڈی آپریشن کے لیے گئے لیکن ڈاکٹر ہر بار دوائی دے دیتا اور کہتا اگلی بار اپریشن کروں گا۔ لیکن نہ ہوا اور حضور کی دعا سے تکلیف جاتی رہی۔

ایک مریض کی شفایابی

میاں روشن علی درویش سکنہ کوٹ بلوچ بیان کرتے۔ میری بیوی اس قدر بیمار ہوئی کہ اس کے ہاتھ پاؤں جُڑ گئے۔ اور چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہوگئی۔ اس نے مجھے دربار شریف لے جانے کے لیے کہا۔ لیکن انہی دنوں حضور قبلہ عالم کوٹ بلوچ تشریف لانے والے تھے۔ میں نے اسے یہی بتایا۔ حضور تشریف لے آئے تو میں نے بیوی کی بیماری کا ذکر کیا کہ آپ کی زیارت کرنا چاہتی ہے لیکن حضور نے توجہ نہ دی بلکہ ایک درویش سے کہا پانی دم کر دیں اس نے دم کر دیا میں نے اسے جا کر دیا میری بیوی نے کہا حضور دَم فرماتے تو اور بات تھی میں انہی کی مرید ہوں کسی اور کا دم کیا ہوا پانی نہ پیوں گی۔ موت قبول ہے لیکن کسی کا دم کیا ہوا پانی نہ پیوں گی۔ حتیٰ کہ بہت لاچار ہوگئی۔ ایک دن حضور نے ہمارے گھر سے گزرنا تھا میری بیوی نے کہا میری چارپائی دروازہ سے باہر رکھ دو تاکہ میں حضور کی زیارت کر سکوں۔ ہم نے رکھ دی۔ حضور وہاں سے گذرے تو میری بیوی نے سلام عرض کیا آپ رک گئے اور فرمایا اس کی چارپائی اندر رکھو۔ درویش باہر کھڑے رہے پھر مجھے فرمایا میرا پردہ فاش نہ کرواسے ایک دفعہ کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ یہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے عرض کی۔ میں نے اسے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں لے

جاتا۔ اگر حضور کے قدموں میں موت آ جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہے حضور نے سمجھایا یہ ٹھیک نہیں تم ایک دفعہ ضرور لے جاؤ۔ ہم نے اس کی چار پائی اٹھائی اور چل پڑے۔ ابھی لولیانوالی سے پیچھے ہی تھے کہ میری بیوی نے کہا میری چار پائی نیچے رکھ دو میں نے چلنا ہے۔ میں نے کہا حضور کا فرمان ہے ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے تو نیچے نہیں اتر سکتی حتی کہ اس نے کہا میں نیچے خود چھلانگ لگا دوں گی۔ تب ہم نے چار پائی نیچے رکھی اور کافی دنوں کی چل پھر نہ سکنے والی عورت اس طرح چلنے لگی جیسے اسے کچھ ہوا بھی نہیں اور دوائی کا بہانہ بنا کر ہم واپس آ گئے اور پھر اسے وہ تکلیف نہ ہوئی۔

ایک درویش کی فریاد رسی

میاں جیون علی سکنہ گڑھ موڑ بیان کرتا ہے۔ میں ایک دفعہ سبی، بلوچستان مال کی خریداری کے لیے گیا۔ میرے پاس ایک لاکھ روپیہ بھی تھا۔ ایک ہندو آڑھتی کے پاس پہنچا اس نے مال دکھایا مجھے پسند نہ آیا۔ میں وہیں رہا وہ مجھے روزانہ مال دکھاتا جو مجھے پسند نہ آتا۔ تین دن گزر گئے آخر ایک رات میں بہت پریشانی کے عالم میں حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں فریاد کرتے کرتے سو گیا خواب میں دیکھا حضور کار میں سوار وہیں سبی اسی بازار میں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیوں گھبرایا ہے کل تیری پسند کا مال بھی آ جائے گا۔ اور تو بھی گھر پہنچ جائے گا۔ صبح میں اسی ہندو آڑھتی کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا تمہارا مال آ گیا ہے پسند کر لو۔ میں نے دیکھا تو مجھے بہت پسند آیا میں نے ٹرک میں لوڈ کروایا اور اسے رقم دے کر اسی روز گھر آ گیا پھر بیوی بچوں سمیت حضور کی بارگاہ میں حاضری دی۔

ولی اللہ سے سودا

خلیفہ مولانا شیر محمد اپنے ایک مضمون ''بحر کرم'' میں لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ دوران تلاوت قرآن مجید میں نے یہ آیت کریمہ پڑھی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (پ 11 ع 3) تو سوچا اللہ تعالیٰ بھی سودا کرتا ہے۔ مجھے تو آج تک اپنے حضور سے بغیر بدلہ کے اتنا ملا ہے اب کچھ لنگر میں جا کر دوں تو دیکھوں کتنا ملتا ہے۔ الغرض میں نے اپنے کھیت سے گاجروں کا تھیلہ بھرا پھر اپنی زوجہ سے کہا میرے پاس ایک روپیہ ہے۔ اگر تیرے پاس بھی کچھ ہو تو مجھے دے دو تاکہ میں لنگر میں جا کر پیش کروں اس نے کہا میرے پاس صرف تین روپے ہیں اور مجھے تیس روپے کی ضرورت ہے اگر کل تیس روپے دینے کا وعدہ کرو تو تین روپے دیتی ہوں۔ میں نے وعدہ کیا اور تین روپے اور گاجروں کا تھیلہ لے کر دربار شریف پر حاضر ہوا وہ دونوں چیزیں پیش خدمت کیں۔ حضور نے گاجریں تو منظور فرما لیں مگر تین روپے کے ساتھ تیس روپے اپنی جیب سے ملا کر مجھے عطا کیے اور فرمایا میاں شیر محمد تیس روپے گھر رکھ لینا اور تین روپے اپنے درس میں دے دینا تم مجھ سے لیا کرو۔ دیا نہ کرو کیونکہ تمہارے پاس صدقات ہوتے ہیں۔ اور صدقہ کا پیسہ ہمارے اوپر جائز نہیں

لہذا میں نے وہ تیس روپے لا کر اپنی زوجہ کو دیئے اور وعدہ پورا ہو گیا۔ گویا آپ ہماری تمام گفتگو اور ضرورتوں سے بغیر بتائے پہلے ہی واقف تھے۔

دعوت کی منظوری

خلیفہ مولانا شیر محمد بیان کرتے ہیں ایک رات دیر تک ماسٹر مانک خان اور میں اپنے درس میں بیٹھ کر حضور کی باتیں کرتے رہے اور جناب کی دعوت کا پروگرام بناتے رہے۔ رات تقریباً دس بجے کے قریب ہمارا پروگرام بنا اور ہم منگانی شریف آپ سے ملنے کے لیے سائیکلوں پر چل پڑے جب ہم دربار شریف پر پہنچے تو غیر معمولی طور پر گیٹ کھلا تھا اور ابھی ہم باہر ہی تھے کہ اندر سے ایک درویش دوڑتا ہوا گیٹ پر آیا اور کہا صوفی شیر محمد اور مانک خان کو حضور قبلہ عالمؒ بلا رہے ہیں۔ جب آپ نے ہمیں دیکھا تو بلند آواز سے پڑھا ''کدی ساڈے ول پھیرا پا کملی والے'' تو میں نے مانک خان سے کہا کہ اس کا مطلب ہے ہماری دعوت قبول ہو گئی۔ ہم حاضر خدمت ہوئے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو حضور نے فرمایا میاں وقت سے چلا کرو ہمیں بھی آرام کرنے دیا کرو اور خود بھی وقت پر آرام کیا کرو کیونکہ ہمیں تمہارے لیے جاگنا پڑتا ہے گویا آپ ہمارے تمام سفر سے واقف تھے اور ہماری حفاظت فرما رہے تھے۔ کیونکہ ان دنوں راستہ پُر خطر تھا۔

فراستِ اولیاء

مہر محمد اسماعیل ڈب اپنے ایک مضمون میں فراستِ اولیاء سے متعلق لکھتے ہیں۔

کسی وجہ سے کافی دن گزر گئے شرفِ ملاقات حاصل نہ ہو سکا۔ بندہ کے ایک شیر خوار نواسہ نے رونا شروع کر دیا۔ ہر حیلہ کیا چپ ہی نہیں کرتا تھا۔ میں نے حضرت قبلہ عالمؒ سے دم کروانے کی ترغیب دی۔ بچہ کو آستانہ عالیہ پر لے کر حاضر ہوئے۔ حضور نے بچے پر دم کیا اور پیار بھرے انداز میں فرمایا ''میاں! تجھے تو بہت بڑا آدمی بننا ہے اب مت رونا''۔ بچہ کو بفضل تعالیٰ سکون آ گیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے از راہ تفنن فرمایا۔ ''یہ بات اس کے نانا اسماعیل کو نہ بتانا۔'' گویا آستانہ عالیہ پر حاضری کے احساس دلانے کا یہ ایک نرالا انداز تھا۔ بندہ اسی روز شام کو حاضر ہوا۔ ولی اللہ گفتہ نوشتہ تقدیر بن گیا۔ بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے۔ (ترجمہ) تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔''

یعنی اس بندے کی سماعت، بصارت، گرفت اور رفتار میں نور الٰہی کے جلوے ہوتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے۔ (ترجمہ) مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ وہی بچہ بفضل تعالیٰ جوان ہوا۔ صوم وصلوٰۃ کا

پابند بنا۔ انتہائی نیک سیرت ہے۔ گریجوایٹ ہوا ایل ایل بی کیا اور اب نیک دل پولیس آفیسر ہے۔

سروری زیبا بس اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے　　　کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بینا

تبادلہ کا رکنا

ماسٹر مانک خان سکنہ چک پاتو آنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنا تبادلہ چک 262 شمالی سے اپنی بستی کے مکتب سکول میں کرایا تو کچھ لوگوں نے میرے خلاف محکمہ کو شکایت کی۔ میرا تبادلہ اس مکتب سکول سے کہیں اور کر دیا جائے۔ محکمہ کی طرف سے میرے پاس چٹھی آئی کہ تبادلہ کے سلسلے میں دفتر میں حاضر ہوں۔ جس دن دفتر حاضر ہونا تھا میں نے اپنے بھائی احمد نواز کو حضور قبلہ عالمؒ سے دعا کرانے کے لیے بھیجا اور خود دفتر چلا گیا۔ جب احمد نواز نے حضور سے دعا کے لیے عرض کی تو آپ نے فرمایا یہ تبادلہ نہیں ہوگا۔ نہیں ہوگا نہیں ہوگا۔ ادھر دفتر میں تمام تر کارروائی میرے حق میں ہوئی اور میرا تبادلہ نہ ہوا۔

بارش کا کپڑوں پر اثر نہ کرنا

ماسٹر مانک خان بیان کرتے ہیں۔ میرا بھائی ڈاکٹر محمد نواز ایک مرتبہ ماہ رمضان کا آخری عشرہ حضور قبلہ عالمؒ کے حکم سے دربار شریف کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا۔ اعتکاف کے بعد عیدالفطر کی نماز بھی وہیں ادا کی دن تقریباً 12 بجے حضور نے اسے حکم فرمایا محمد نواز ابھی گھر چلے جاؤ۔ اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ محمد نواز نے عرض کی حضور ابھی بارش ہو رہی ہے میں بھیگ جاؤں گا۔ لہٰذا میں بارش رکنے کے بعد چلا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا بارش رات تک نہیں رکے گی۔ آپ چلے جائیں بارش سے نہیں بھیگو گے۔ محمد نواز گھر چلا آیا۔ میں نے دیکھا کہ محمد نواز بارش میں آ رہا تھا لیکن اس کے کپڑے خشک تھے۔ پوچھنے پر اس نے سب کچھ بتایا اور کہا سارے راستے میرے اردگرد کچھ فاصلے پر بارش ہوتی رہی ہے۔ لیکن میرے اوپر نہیں ہوئی۔ اور میں بالکل خشک حالت میں پہنچ آیا ہوں۔

دل کی باتیں جاننا

1- ایک دفعہ حضور نے اہل مجلس سے فرمایا! ''تم اپنے دل میں کوئی خیال رکھو میں تمہیں بتاؤں گا۔ پیر اختر حسین صاحب پیر یحییٰ حسین صاحب، دولت علی خان بلوچ اور بندہ (محمد نواز) ہم چار آدمی حاضر خدمت تھے ہم سب نے اپنے اپنے دل میں خیال رکھا حضور قبلہ عالمؒ نے ہم میں سے ہر ایک کا خیال اس کے سامنے ظاہر فرمایا تو ہم حیران رہ گئے۔

2- (پانچ روپے کے بدلے پانچ ہزار) مرید ہونے کے بعد میں اکثر ہر جمعہ کو حاضرِ خدمت ہوتا اور پانچ روپے کا ایک نیا نوٹ لنگر شریف میں پیش کرتا۔ ایک روز حضور نے فرمایا! تو ہر جمعہ کو نیا نوٹ کہاں سے لیتا ہے دولت علی خان نے عرض کی یہ منڈی مویشیاں کے بیوپاریوں سے صرف حضور کی خدمت کے لیے لیتا ہے۔ حضور مسکرائے اور فرمایا! اللہ کریم

ان پانچ روپے کے بدلے میں تجھے پانچ ہزار دے گا الحمدللہ ان پانچ روپے کے بدلے کئی ہزار مل رہے ہیں۔ میں اکثر دل میں ارادہ رکھتا کوئی اچھی نوکری مل جائے درویش بھی حضور کی خدمت میں عرض کرتے کہ دُعا فرمائیں۔ ایک دن حضور نے بڑے جُوش سے فرمایا! ''دعا کرم حسینؒ مانگے اور پوری نہ ہو۔ دعا تو میری قبول ہوگئی ہے لیکن ابھی کچھ دیر ہے صبر کرو۔''

شیخ محمد شفیع کو پوتوں کی بشارت

ماسٹر شیخ محمد شفیع سکنہ گاڈیاں حضور کے دیرینہ نیاز مند تھے اگرچہ بیعت طریقت ایک اور جگہ پر تھی لیکن حضور سے بھی مجاز تھے۔ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ میں نے کافی مشائخ کی صحبت پائی لیکن رنگ مجھ پر حضور قبلہ عالمؒ کا چڑھا اور میرا بیٹا ڈاکٹر محمد اقبال بھی یہی کہا کرتا تھا وہ حضور کی دست بیعت سے مشرف تھا ایک مرتبہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی جناب دعا فرمائیں میرے دونوں بیٹوں کے آگے کوئی بیٹا نہیں حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد ہوا دونوں کو بیٹے ہونگے لیکن جو میرا مرید ہے اُسے پہلے بیٹا ہوگا اور دوسرے کو بعد میں جو بعد از اں اسی طرح ہوا۔

خواب سے بیدار کر کے درویش کو آگاہ فرمانا

1- میاں محمد نواز سکنہ قبھیان کرتا ہے حضور قبلہ عالمؒ کے دست بیعت ہونے سے کچھ عرصہ بعد کا واقعہ ہے گرمیوں میں ایک دفعہ میں گھر سویا ہوا تھا پاس ہی میرا بیٹا محمد سلیم سویا ہوا تھا رات تقریباً بارہ بجے حضور قبلہ عالمؒ اپنے خلیفہ میاں غلام رسول مستری صاحب کے ہمراہ تشریف لائے اور مجھے بیدار کرتے ہوئے فرمایا ''تو اتنا بے ہوش سو رہا ہے کہ سلیم شدت بخار اور سانس کی تکلیف میں بے سدھ پڑا ہے لیکن تجھے خبر تک نہیں اٹھ تیرے گھر میں جو گولیاں پڑی ہیں اسے دے'' میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے بیٹے کو دیکھا تو واقعی شدت بخار اور سانس کی تکلیف میں بے سدھ پڑا تھا۔ میرے ہوش اڑ گئے فوراً لالٹین روشن کیا اور جو گولیاں حضور نے بتائی تھیں دیکھا تو وہیں پڑی تھیں وہ پانی کے ساتھ بچے کو دیں تھوڑی ہی دیر میں بخار بھی اتر گیا اور سانس کی تکلیف بھی ختم ہوگئی۔

2- بابا خوشی محمد گُجر بیان کرتے تھے ایک رات میں گہری نیند سویا ہوا تھا خواب میں حضور قبلہ عالمؒ کی زیارت ہوئی فرمایا! تیری گندم چوری ہو رہی ہے میری آنکھ کھلی لیکن خیال جان کر سو گیا دوبارہ پھر حضور کی زیارت ہوئی آپ نے بطور تنبیہ مجھے فرمایا! تیری چوری ہو رہی ہے اور تو خیال تصور کر رہا ہے۔ لہذا میں اُٹھ کر کھیت میں گیا تو چور میری گندم کاٹ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر بھاگ گئے۔

میجر نور محمد بھروآنہ کا مرید ہونا

حاجی محمد نواز بیان کرتے ہیں! میجر نور محمد بھروآنہ جو حضور کے پڑوس میں رہتا تھا اکثر حضور کی خدمت میں دُعا کے لیے عرض کرتا حضور فرماتے! تسلی رکھ تو ضرور بیرون مُلک جائے گا اور آج کل وہ سپین میں اپنی فیملی سمیت سیٹل ہے۔ ایک دن جمعہ کی نماز کے لیے گھر سے نکلا تو دِل میں ارادہ کیا آج اگر جمعہ کی نماز میں حضور فلاں فلاں دو صورتیں پڑھوائیں تو میں مرید ہو جاؤں گا۔ غالباً ایک سورہ فیل تھی اور دوسری سورہ قریش جماعت کھڑی ہونے لگی تو حضور نے قبلہ پیر مظہر حسین صاحب سے فرمایا آج یہ دو سورتیں پڑھنا۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو میجر نور محمد حاضرِ خدمت ہوا اور مرید ہونے کے لیے عرض کی حضور نے فرمایا! اب تو کُرسی پر بیٹھتا ہے پھر نیچے بیٹھنا پڑے گا برادری والے باتیں کریں گے لیکن اُس کا اصرار بڑھتا گیا۔ آخر حضور نے اسے مرید کیا۔ پھر اس نے یہ سورتوں والا واقعہ خود بیان کیا۔

خیالاتِ قلبی سے آگاہی

محمد بخش ڈاکیا سکنہ رانا کالونی جھنگ بیان کرتا ہے۔ میں خواجہ نور محمد کی وساطت سے پندرہ شعبان 1987ء میں حضور قبلہ عالمؒ کے دست بیعت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد عرس مبارک پر میں لنگر شریف میں کام کر رہا تھا۔ ابھی میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ میرے ساتھ جو پیر بھائی کام کر رہے تھے۔ ان کے بچے آتے اور اپنے والدین سے پیسے مانگتے میں نے دل میں خیال کیا اگر میرے بیوی بچے بھی ہوتے تو مجھ سے پیسے مانگتے انہی خیالوں میں گم تھا کہ میرے پاس خلیفہ میاں محمد رمضان اور میاں محمد علی بلوچ آئے اور کہا ہمیں حضور نے بھیجا ہے۔ محمد بخش ڈاکیا کی شادی کریں۔ مجھے بہت تعجب ہوا کہ یہ بات تو میرے دل میں تھی لیکن حضور کو کیسے علم ہو گیا۔ میں حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور نے دعا فرمائی اور آٹھ دن بعد میری شادی ہو گئی۔

حضور کی زیارت

محمد بخش ڈاکیا بیان کرتا ہے ایک مرتبہ میں حضور کی زیارت کے لیے منگانی شریف حاضر ہوا لیکن حضور دربار شریف پر نہیں تھے۔ میں واپس لوٹ آیا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ منگانی شریف روانہ ہوا تو راستے میں خیال کیا اگر حضور آج بھی مجھے نہ ملے تو میں دربار شریف پر نہیں آؤں گا۔ لیکن جب میں دربار شریف پر پہنچا تو حضور تشریف فرما تھے۔ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا محمد بخش آج میں یہیں ہوں کہیں نہیں گیا۔ اس وقت رفیق چشتی نے مجھے کہا حضور بالکل تیار تھے اور مدّوکی جا رہے تھے۔ لیکن پھر فرمایا کچھ دیر ٹھہر کر پھر جائیں گے۔ لہذا حضور کی زیارت کے بعد میں نے لنگر کھایا اور آپ مدّوکی تشریف لے گئے۔

ڈیوٹی پر پہنچنا

محمد بخش ڈا کیا بیان کرتا ہے۔حضور قبلہ عالمؒ ایک دفعہ چک میاں ولی شاہ میں پیر گامے شاہ کی دعوت پر تھے۔وہاں سے مجھے بلانے کے لیے آپ نے میاں اللہ دتہ بلوچ کو بھیجا۔میں حاضر خدمت ہوا تو فرایا سرگودھا روڈ پر ایک اڈہ قبہ ہے وہاں سے حافظ الطاف حسین کلس کو لے آؤ میں پہلے وہاں کبھی نہ گیا تھا۔دن تقریباً 9 بجے میں روانہ ہوا دو گھنٹے میں کبّہ پہنچا۔حافظ الطاف حسین کو حضور کا پیغام سنایا۔اس نے تیار ہوتے ہوتے گھنٹہ لگا دیا۔ہم دونوں بس پر سوار ہوئے۔تو بسوں کا مقابلہ لگ گیا۔بس نے ہمیں ایک گھنٹے میں جھنگ پہنچا دیا۔اور ہم دو بجے پیر گامے شاہ کے ڈیرہ پر پہنچ گئے۔حضور نماز پڑھ رہے تھے۔بعدازاں میں نے اجازت لی اور عرض کی جناب میں نے دو بجے دفتر میں پہنچنا تھا۔لیکن دو یہیں بج گئے ہیں۔حضور نے دعا فرمائی۔میں تقریباً تین بجے دفتر پہنچا۔تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ابھی کوئی ملازم دفتر میں نہیں پہنچا تھا۔لہذا سب میرے بعد آئے۔

حضور کی نگہبانی

1- محمد بخش ڈا کیا بیان کرتا ہے۔ایک مرتبہ میری بڑی ہمشیرہ میرے گھر آئی اور مجھے کہا میں نے حضور کی زیارت کرنی ہے۔ہم تیار ہو گئے۔میں نے اپنی بیوی کو گھر اکیلا چھوڑا اور کہا حضور آج موضع باغ میں تشریف فرما ہیں ہم شام تک زیارت کر کے واپس آجائیں گے۔لیکن وہاں پہنچے تو معلوم ہوا حضور مدّو کی تشریف لے گئے ہیں۔ہم مدّو کی حاضر خدمت ہوئے تو شام ہو گئی۔حضور نے فرمایا محمد بخش آج ادھر رہو کل چلے جانا۔ہم وہیں رہ گئے۔جب رات ہوئی تو میری بیوی چونکہ گھر میں اکیلی تھی اس وجہ سے ڈرنے لگی۔اور طرح طرح کے خیالات آنے لگے۔اچانک میری بیوی نے جب دروازہ کی طرف دیکھا تو حضور قبلہ عالمؒ تشریف لے آئے اور فرمایا بیٹی پریشان نہ ہو میں تمہارا نگہبان ہوں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔اور بے خوف ہو کر سو جاؤ۔تمہارا خاوند اور اس کی بہن صبح واپس آجائیں گے۔بس پھر کیا تھا اس کا تمام خوف اور فکر جاتا رہا۔اتنا فرما کر حضور غائب ہو گئے۔اور میرے گھر والوں کی رات اطمینان سے گزری۔

2- بھائی محمد فاروق، (ڈھوک کشمیریاں، راولپنڈی) بیان کرتے ہیں۔جب میں پہلی دفعہ دربار شریف گیا تو میری بیوی گھر میں اکیلی تھی۔شہری ماحول تھا، وہ اکیلی کہیں ڈر گئی۔رات کو جب سوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ جہاں سے میں ویگن میں روانہ ہوا، راستہ میں فیصل آباد جہاں روٹی کھائی حتیٰ کہ موچیوالہ ہسپتال میں ہم نے چائے پی اور مسجد میں وضو کیا۔اور دربار شریف میں حاضری تک اور جو لنگر ہم نے دربار شریف پر کھایا سب تفصیل مجھے بتائی۔میری تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کبھی گھر سے باہر تک نہیں گئی۔وہ کہنے لگی جب میں گھبرائی تو حضور قبلہ عالمؒ نے یہ سب کچھ مجھے بتایا تب میرے دل کو سکون ملا۔

تیرے آنے سے پہلے ہم جا چکے ہونگے

حاجی محمد بخش ماچھی سکنہ بلوآنہ شریف بیان کرتا ہے۔ 12 مئی 1991ء کو بندہ نے حج پر جانا تھا۔لہذا 11 مئی کو حضور قبلہ عالم کی زیارت کے لئے مدرسہ قرآن محل حاضر خدمت ہوا۔حضور نے مجھے حج پر جانے کی مبارک دی کہ تو خوش نصیب ہے۔غریب آدمی تھا اللہ کریم نے وہاں کی حاضری کا شرف بخشا۔حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں جو کچھ کرسکو کرنا سب کو وہیں سے خیرات عطا ہوتی ہے وہی قاسمِ رزقِ الٰہی ہیں۔پھر 10 روپے اپنی جیب سے نکال کر مجھے عطا فرمائے کہ مدینہ شریف کبوتروں کو دانہ ڈال دینا۔میں نے عرض کی میرے لئے کوئی خدمت ہو۔حضور کوئی چیز فرمائیں۔میں لے آؤں گا۔فرمایا کسی چیز کی ضرورت نہیں۔میں نے عرض کی۔حضور مجھ سے ناراض ہیں کہ خدمت نہیں کروانا چاہتے۔فرمایا میں تجھ پر راضی ہوں لیکن زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں تو غریب آدمی ہے خرچ کرے اور ہم تیرے آنے سے پہلے آخرت کو سدھار جائیں پھر کیا فائدہ۔لہذا میں خاموش ہوگیا۔میں حج پر تھا مجھ کو وہاں بذریعہ فون اطلاع ملی حضور کا وصال ہوگیا ہے۔

پتھری ختم ہوگئی

چوہدری عابد حسین چیمہ سکنہ چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی (سرگودھا) بیان کرتے ہیں میرے ایک بھانجے طاہر حسین کی عمر بمشکل پانچ ماہ تھی کہ اسے پتھری کی شکایت ہوگئی اور اس کا پیشاب بند ہوگیا وہ بچہ تھا ساری رات روتا رہا۔صبح میرے والد صاحب نے مجھے کہا اس بچہ کو ''پیر دا کھارا'' لے جاؤ کیونکہ وہاں کی درگاہ اس مرض کیلئے بہت مشہور تھی اکثر پتھری والے مریض ان کے دربار پر سلام کرنے سے ٹھیک ہوجاتے میرے دل میں خیال آیا یہ میری عقیدت کا امتحان ہے میرا پیر تو منگانی شریف والا ہے میں اسے کسی اور درگاہ پر کیوں لے جاؤں اور میں اسے وہاں نہ لے گیا بچے کو سخت تکلیف تھی میرے والد مجھ سے ناراض ہونے لگے آخر میں بچے کو لیکر اپنے کمرہ میں آیا جہاں حضور قبلہ عالمؒ سے لیکر حضور قطب الاقطابؒ تک تمام پیران سلسلہ کی تصاویر لگی تھیں اور بچے کو ایک چارپائی پر لٹا کر دل ہی دل میں کہا حضور! میرے گناہ ہونگے ،میرے گھر والوں کے ہونگے مگر یہ تو معصوم جان ہے، اسے ہمارے گناہوں کی سزا نہ ملے اب میں اسے آپ کے در کے علاوہ اور کہاں لے جاؤں۔بس اسی لمحے بچے نے کھل کر پیشاب کیا یہ حال دیکھ کر میری چیخ نکل گئی کہ ابھی عرض کی اور ابھی شفا ہوگئی۔

اور اپنے والد صاحب سے کہا ہمارا کام ہوگیا ہے اب بچے کو اور کہیں لے جانے کی ضرورت نہیں لیکن والد صاحب کہنے لگے پھر بھی اسے ڈاکٹر کو تو دکھاؤ۔میں بھلوال شہر لے گیا ڈاکٹر نے نالی لگائی لیکن بچہ تو پیشاب کر چکا تھا۔پھر اس نے ایکسرے کیا تو پتہ چلا بچہ کے مثانے میں پتھری موجود ہے میں واپس گھر آگیا اسی رات خواب میں دیکھا حضور قبلہ عالم تشریف فرما ہیں اور مجھے فرمایا بچے کو میرے پاس لے آؤ میں نے حاضر خدمت کیا،حضور نے بچے کے چہرہ پر ایک پھونک

ماری اور فرمایا یہ اب ٹھیک ہے اسے لے جاؤ۔ اب وہ جوان ہے ایک سال ہوا ہے ہم نے اس کی شادی بھی کر دی ہے لیکن پھر کبھی اسے پتھری کی شکایت نہیں ہوئی۔

جانوروں پر حکومت

حضور قبلہ عالمؒ ایک مرتبہ منڈی بہاؤالدین تبلیغی دورہ کیلئے تیار ہوئے۔ خلیفہ میاں ماچھیا خان کو اپنے ہمراہ چلنے کیلئے فرمایا۔ انہوں نے عرض کی میرے گھر میں اس وقت اور کوئی آدمی نہیں اور میری بھینس آج کل بچہ دینے والی ہے۔ چونکہ پہلے وہ ہمیشہ حضور کی معیت کا شرف پاتے تھے۔ فرمایا چلو جیسے تمہاری مرضی اور آپ منڈی بہاؤالدین چلے گئے۔ ایک ماہ بعد واپس آئے تو میاں ماچھیا حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضور نے بھینس کے متعلق پوچھا تو ہنس پڑے اور عرض کی۔ جناب کی معیت سے بھی محروم رہا اور بھینس نے بھی کچھ نہیں جنا۔ حضور بھی مسکرا پڑے اور فرمایا اب میں آ گیا ہوں اس کے کان میں میر اپیغام دینا کہ وہ اب آ گیا ہے لہٰذا بچہ دے دو۔ میاں صاحب نے گھر پہنچ کر پیغام دیا تو اسی روز بھینس نے بھی بچہ جنا۔

من صاف کیا تو کرم ہو گیا

مولوی عطا محمد قادری سکنہ چک پاتو آنہ بیان کرتے ہیں۔ میرے بھائی اور عزیز و اقارب حضور قبلہ عالم کے دست کرم سے وابستہ ہوئے تو میرے دل میں بھی زیارت کا شوق پیدا ہوا میں کئی مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن چونکہ خشک مولوی تھا میرا دل مطمئن نہ ہوتا اور ہر بار دل میں کوئی نہ کوئی اعتراض کرتا کچھ عرصہ بعد میں نے مرید ہونے کے لئے عرض کی تو حضور نے مجھے مرید نہ کیا۔ پھر تو کئی بار عرض کی لیکن قبول نہ فرمایا اسی کشمکش میں ڈیڑھ سال کا عرصہ بیت گیا ایک مرتبہ میں نے اصرار کیا تو فرمایا ہمارا عرس قریب ہے اس پر آنا۔ تو مولوی آدمی ہے پہلے ہمارا طریقہ دیکھنا پھر مرید ہونا۔ میں عرس پر حاضر ہوا اور حضور کی زیارت کے بعد دربار شریف کی پرانی مسجد میں آ بیٹھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا عطا محمد! آنکھ تمہاری میلی ہے اور اعتراض فقیر پر کرتا ہے اور اپنے آپ کو بہت لعن طعن (برا بھلا) کہا۔ بس اسی لمحے پیر سخی حسین صاحب مسجد میں آئے اور فرمایا مولوی عطاء محمد! تجھے حضور یاد فرما رہے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آتے ہی حضور نے فرمایا ''میاں عطا محمد! آج فیصلہ کر لیا ہے'' میں حضور کے قدموں میں گر پڑا اور دست بیعت سے مشرف ہوا۔

مرض اپنے لیے شفا دوسروں کیلئے

مولوی عطا محمد قادری سکنہ چک پاتو آنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں حاضر خدمت ہوا تو حضور نے ایک بزرگ میاں میر قادری لاہوریؒ کا واقعہ بیان فرمایا کہ ''وہ دمہ کے مریض تھے لیکن اس مرض میں مبتلا جو شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ کی دعا سے شفایاب ہو جاتا'' میں بڑا حیران ہوا کہ خود مریض تھے اور لوگوں کو اس مرض سے شفایاب کرتے۔ واپسی پر میں سارا راستہ اس واقعہ پر غور کرتا گیا۔ گھر پہنچا تو مجھے بخار ہو گیا۔ پھر کیا تھا بخار اُترنے کا نام نہ لیتا۔ دس

بارہ روز میں میرا یہ حال ہو گیا کہ چلنا پھرنا محال ہو گیا اور مجھے اپنی زندگی کے لالے پڑ گئے۔ آخر ایک روز میں نے اپنے بھائی مولانا شیر محمد قادری سے کہا زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں میری خواہش ہے مرنے سے پہلے حضور کی زیارت کرلوں وہ مجھے دربار شریف پر لائے رات ہم یہیں رہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا سحری کے وقت حضور نے فرمایا۔

''میاں عطا محمد! کو بھی بیدار کرواور روزہ رکھواؤ۔ حاضر خدمت درویشوں نے عرض کی جناب وہ بیچارہ بیمار ہے اس کا پہلے کوئی حال نہیں اور آپ روزہ رکھنے کا فرما رہے ہیں ارشاد ہوا۔ کچھ نہیں ہوگا جونہی میں نے روزہ رکھا میری طبیعت سنبھلنے لگی اس روزہ سے مجھے وہ لطف آیا جو بعد میں پھر کبھی نہ آیا۔ مجھے سارا دن کسی چیز کی پرواہ تک نہ رہی۔ پھر حضور نے مجھے ایک وظیفہ ارشاد فرمایا کہ آج نماز عصر سے افطاری تک مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا ہے میں پڑھتا رہا۔ میرا بخار بھی اتر گیا اور میں اپنے قدموں چل کر واپس گھر آیا۔ پھر آج تک یعنی تادم تحریر 2006ء پھر مجھے کبھی بخار کی شکایت نہیں ہوئی۔

لعابِ دہن کی برکت

میاں نور محمد لوہار سکنہ چک (چھوٹے ڈب) بیان کرتا ہے ایک مرتبہ گیس لیمپ کا ڈھکن کھلنے سے اسقدر گیس باہر نکلا کہ میرا تمام چہرہ جھلس گیا آنکھوں پر چونکہ عینک تھی وہ محفوظ رہیں ورنہ ختم ہو جاتیں پھر اس میں پیپ پڑ گئی میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ ہر وقت منہ کپڑے سے چھپائے رکھتا۔ انہی دنوں اپنے چچا میاں زاہد لوہار کی معیت میں حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔ حضور نے فرمایا منہ کیوں چھپایا ہوا ہے۔ میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ جوش میں آئے اور فرمایا کپڑا اہٹاؤ۔ میں نے کپڑا اہٹایا تو حضور نے اپنا لعاب دہن میرے منہ پر لگایا اور فرمایا اب تجھے منہ چھپانا نہ پڑے گا۔ میں گھر چلا آیا۔ کچھ ہی دنوں میں میرا چہرہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور نشان تک نہ رہا۔ میں آج بھی لوگوں کو یہ واقعہ سنا کر کہتا ہوں دیکھو میرے چہرہ پر ذرہ برابر بھی اس حادثہ کا نشان نہیں ہے۔ یہ سب میرے پیر کا فیض و کرم ہے۔

ریل گاڑی کا رکنا

پیر محمد مبارک صاحب بیان کرتے ہیں ''میں چلتی ٹرین میں حضور قبلہ عالم کی دست بیعت سے مشرف ہوا۔ واقعہ کچھ اسطرح ہے فروری 1977ء میں میرے والد گرامی قاضی پیر غلام رسول صاحب۔ میانوالی سے میرے پاس سرگودھا تشریف لائے اور فرمایا حضور قبلہ عالم بھی رات کو جھنگ سے روانہ ہونگے۔ میں نے حضور کی معیت میں منڈی بہاؤالدین جانا ہے۔ صبح ریلوے اسٹیشن پر گاڑی میں حضور کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ میرے والد صاحب نے عرض کی حضور میرے بیٹے کو غلامی سے مشرف فرمائیں۔ اتنے میں گاڑی چل پڑی حضور نے بیعت فرمایا اور وظائف خود تلقین فرمائے یہ بھی حضور کی کرامت تھی کہ جونہی مجھے اوراد سلسلہ فرما دیئے آگے پھاٹک پر گاڑی بالکل آہستہ ہوگئی اور میں حضور کے حکم سے نیچے اتر گیا۔

زبانِ کرم تقدیرِ کریم

پیر محمد مبارک صاحب بیان کرتے ہیں حضور قبلہ عالم میرے چھوٹے بھائی محمد طارق کو اس کے بچپن سے ہی ''بجلی'' کے نام سے بلاتے تھے۔ آج وہ گریڈ اسٹیشن پر S.S.O. ایس ایس او انچارج ہے۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ حقائق پر مبنی ہوتا تھا جو کچھ زبان سے نکلا وہی پورا ہوا۔

؎ تمہارے منہ سے نکلی جو بات ہو کے رہی ۔

حضور کا فرمان جو سولہ سال بعد پورا ہوا

پیر محمد مبارک صاحب بیان کرتے ہیں میرے والد صاحب (قاضی پیر غلام رسول قادریؒ) نے 4 جنوری 1988ء میں وصال فرمایا۔ تو اہل خاندان نے انہیں ''نواں شریف'' میں ہی سپرد خاک کر دیا۔ حالانکہ ان کی وصیت تھی مجھے بھکر دفن کیا جائے۔ ان کے چالیسواں کے بعد میں اور خلیفہ محمد رمضان ملتانی۔ دربار منگانی شریف حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا'' اپنے والد کی نصیحت پر تم نے عمل کیوں نہ کیا'' میں نے عرض کی حضور تمام خویش واقارب آڑے آ گئے۔ فرمایا'' ایک چار پائی لیکر جاؤ اور انکی قبر کے ساتھ رکھ دو۔ میں کہتا ہوں تمہارا والد قبر سے باہر نکل کر چار پائی پر آ جائے گا''۔ میں نے عرض کی۔ جناب برادری بہت سخت ہے ایسا نہیں کر سکتے۔ فرمایا پھر ان کی قبر سے ایک پتھر اٹھا کر لاؤ اور بھکر دفن کر دو۔ وہ خود بخود وہیں آ جائیں گے۔ میں نے عرض کی حضور ہم تو لے آئیں گے لیکن لوگ باتیں کریں گے کہ ایک پتھر پر مزار بنا دیا ہے۔ فرمایا اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو مصمم ارادہ کر لو۔ تمہارا باپ فقیر آدمی تھا وہ خود ہی بھکر آ جائے گا''

میں نے ''مصمم'' کا لفظ اس دن پہلی مرتبہ حضور سے ہی سنا تھا۔ میں نے بھکر پہنچ کر دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ حضور کا فرمان کچھ اس طرح پورا ہوا کہ عرصہ سولہ سال کے بعد کچھ اسطرح حالات پیدا ہوئے کہ ہم تینوں بھائی برضا ورغبت 4 جنوری 2004ء کو ان کا جسد انور بھکر لے آئے جو کہ بالکل صحیح تھا اور حضور قبلہ عالم کے فرمان پر انہیں قادری آستانہ محلّہ عالم آباد بھکر شہر سپرد خاک کیا یوں سولہ سال کے بعد بھی آپ کا فرمان پورا ہو کر رہا۔

قلبی کیفیات سے آگاہی

بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی بیان کرتے ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمؒ کی مجلس میں حُسنِ یوسف کا تذکرہ ہوا- آپ نے فرمایا ''حسن یوسف آج بھی موجود ہے- میں نے عرض کیا نہیں ہے- میرا خیال تھا اگر میں نے کہدیا'' ہے'' تو فرمائیں گے کہاں ہے لیکن حضور نے فرمایا'' ہے'' میرے دل میں خیال آیا کہ عرض کرتا ہوں دکھائیں کہاں ہے؟ پھر میں نے سوچا جنہوں نے حسن یوسف دیکھا وہ واپس نہ جا سکے اس لیے عرض نہ کر سکا- مجھے گھر جانا ہے حضور میرا جواب سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا

دل تو حُسنِ یوسف دیکھنے کا متمنی ہے لیکن زبان پر انکار ہے۔ گویا میرے تمام قلبی خیالات سے حضور آگاہ تھے۔ میں اپنی زندگی میں کئی اولیائے کاملین کی مجلس سے فیض یاب ہوا لیکن قلبی کیفیات کا برملا اظہار جس طرح حضور قبلہ عالمؒ فرما دیتے یہ اپنی مثال آپ تھا۔

ایک مسئلہ کی دریافت اور حضور پر وجد کی کیفیات

بابا ڈاکٹر علی محمد سندھی بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ منگانی شریف نماز عصر کے بعد حضور قبلہ عالم نے مجھے مخاطب ہو کر ایک مسئلہ طریقت سے متعلق ارشاد فرمایا۔ میں نے حسبِ توفیق جو کچھ میرے علم میں تھا عرض کیا۔ حضور بہت مسرور ہوئے اور جناب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ چارپائی پر چارزانو یعنی چوکڑی مار کر تشریف فرما تھے اچانک حق کی آواز آئی اور آپ کا وجود چارپائی سے آٹھ، دس فٹ بلند ہوا لیکن بیٹھے چارزانو ہی تھے پھر وہاں حق کی صدا آئی اور جسم اطہر چارپائی پر تھا اسی طرح پانچ، سات مرتبہ ہوا۔ کافی سارے دُرویش حاضر خدمت تھے۔ گو حضور کے جسم اطہر کا ہوا میں بلند ہونا اور چارپائی پر موجود ہونا تو ان کے مشاہدہ میں بھی آیا البتہ اس مسئلہ طریقت سے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ حالانکہ میں اونچی آواز سے عرض کر رہا تھا اور حضور نے بھی کوئی آہستہ نہیں فرمایا تھا۔ گویا حضور انہیں بتانا نہیں چاہتے تھے کہ حاضر خدمت بھی رہے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی۔

حضور کی تشریف آوری اور قبر کی جُنبش

بابا احمد دین درویش حضور کے بہت پیارے مرید تھے۔ ان کی وفات ہوئی تو حضور فاتحہ خوانی کیلئے ان کے بیٹوں لالہ محمد لطیف و لالہ محمد حنیف کے ہاں چک نمبر 14 جنوبی لوکڑی (سرگودھا) تشریف لے گئے۔ وہاں سے لالہ محمد حنیف اور دیگر درویشوں کے ہمراہ بابا مرحوم کی قبر پر تشریف لائے۔ جب حضور مزار پر پہنچے تو مزار ہلنا شروع ہوگئی۔ حضور نے اپنا پائے اقدس زمین پر دبایا اور فرمایا بس بابا بس! تب مزار نے ہلنا بند کیا۔ بعد ازاں حضور نے فرمایا۔ بابا احمد دین قبر سے باہر نکل کر ہمیں ملنا چاہتا تھا لیکن ہم نے احترام شریعت کی وجہ سے اسے روک دیا۔ سبحان اللہ

ع قدم زندہ دِلیں جس خاک پر وہ زندہ ہو جائے

اِدھر تحت الثریٰ تک ہے اُدھر عرشِ علیٰ تک ہے

ڈاکٹر محمد رفیق صاحب (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) بیان کرتے ہیں۔ کہ میں حضور قبلہ عالمؒ کے علاج کے سلسلہ میں حاضرِ خدمت ہوتا رہا۔ آپ کی محبت بھری مجالس نے مجھے عقیدت مند بنا دیا۔ ایک دن میں نلہ منڈی والے ڈیرہ پر [illegible] اور عرض کی۔ حضور! میرا بھائی ایم۔ ایس۔ سی ہے اور میری سالی (بیوی کی بہن) بھی ایم۔ ایس۔ سی ہے۔ میں چاہتا [illegible]

کہ میرے بھائی کا رشتہ میری سالی سے ہو جائے وہ لوگ نہیں مان رہے۔ دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے پھر نگاہِ ولایت سے اوپر دیکھا اور مجھے فرمایا۔ ''ڈاکٹر صاحب! تو ہمارا دوست ہے ہم نے تیرے کہنے پر دعا کی لیکن ہم نے لوحِ محفوظ پر دیکھا تیرے بھائی کا یہ رشتہ لکھا ہوا نہیں ہے''۔

اِدھر تحت الثریٰ تک اُدھر عرشِ علیٰ تک ہے　　رسائی اہلِ حق کی ابتدا سے انتہا تک ہے

میں خاموش ہو گیا اس کے بعد میں نے اس رشتہ کے لئے سرتوڑ کوشش کی لیکن یہ رشتہ نہ ہو سکا۔ سچ تو یہ ہے مجھے فقیر سے مانگنے کا ڈھنگ نہیں آیا۔

اگر اس لمحے عرض کر دیتا کہ جناب کیا آپ کی دعا سے لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا قادر کریم نہیں بدلتا؟ یا یہ کہہ دیتا کہ جناب اگر تقدیر میں ہوتا تو آپ کے پاس کیوں آتا تو یقیناً میرا کام ہو جاتا۔

پلاٹ کی عطا صرف آٹھ آنے میں

مدرسہ انوار العلوم گھوٹکی (سندھ) کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا عبدالستار صاحب نے ایک مرتبہ گھوٹکی میں خود مجھے یہ واقعہ سنایا حضور قبلہ عالمؒ ایک بار چوہدری محمد یوسف آڑھتی کے ہاں تشریف فرما تھے، میں حاضر خدمت ہوا اور اپنے مدرسہ میں قدم مبارک کے لیے عرض کی، حضور میرے مدرسہ میں تشریف لائے تو ایک سرکاری پلاٹ مدرسہ سے متصل شمالی جانب خالی پڑا تھا۔ میں نے عرض کی حضور یہ پلاٹ مجھے مدرسہ کے لیے دیتے جائیں۔ آپ نے فرمایا مولانا یہ آپ ہی کا ہے صرف آٹھ آنہ کی درخواست دے دینا۔ میں نے حکومت کو درخواست دی حالانکہ پورے شہر نے مخالفت کی کہ شہر میں سیر و تفریح کے لیے یہاں پارک ہونا چاہیے لیکن حضور کی دعا سے وہ مجھے مدرسہ کے لیے مل گیا۔

حضور کی دُعا سے رقبہ مل جانا

حاجی محمد یار جوئیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کچھ زمین لی تھی۔ جس کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ زمین 5 مربع پر مشتمل تھی۔ جو کہ میں نے 5 سال کے لیے ٹھیکہ پر لی تھی۔ لیکن بعد میں وہ کینسل ہو گئی۔ زمین کے اصل مالک گوجرانوالہ کے تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور زمین کے کینسل ہونے سے مطلع کیا انہوں نے کہا کہ آپ فلاں تاریخ کو گھوٹکی آ جائیں۔ وہاں ایک آڑھتی ہے جو کمیشن پر کام کرتا تھا۔ زمین کے مالک وعدے کے مطابق اس آڑھتی کے پاس پہنچے لہٰذا آڑھتی نے ہماری طرف آدمی بلوانے کے قصد سے بھیجا۔ بعض شرائط کے بل بوتے پر مالکوں نے مختارِ عام دے دیا۔ لیکن مخالفین کا بہنوئی کرنل تھا۔ اس نے ہمارا انتقال کینسل کروا دیا۔ لہٰذا ہم تحصیلدار کے دفتر گئے۔ اس نے کہا میں نے آپ کا رقبہ کینسل کر دیا ہے۔ آپ سول کوٹ میں کیس کریں۔ تمام ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد میں نے سوچا کہ اب پیر کامل کے سوا کوئی سہارا نہیں۔ میں

پہلے بھی ایک ناحق قتل کیس سے دکھی تھا۔ اوپر سے یہ زمین کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ میں اور ڈاکٹر علی محمد سندھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رات گزاری دوسرے دِن بعد از نمازِ ظہر میں آپ کی بارگاہ میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا۔ قدرتاً مائی صاباں درویشنی آئی۔ اس نے عرض کی یہ جوان جہان آدمی آپ کی بارگاہ میں رو رہا ہے۔ یا تو اس کا رونا بند کریں۔ یا اسے کوئی اور در بتا دیں جہاں یہ جا کر روئے۔ حضور نے حاضرین سے کلمہ پڑھنے کو کہا۔ اور مجھے اپنے پاس چارپائی پر بٹھالیا۔ اور فرمانے لگے تمہارا کلمہ پر ایمان ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں پھر فرمایا تمہارا مجھ پر ایمان ہے میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اگر تیرا مجھ پر ایمان ہے تو یقین رکھ کہ تیری زمین کہیں نہیں جائے گی۔ اور تمہارے مخالفین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور تمہیں چارپائی پر موت آئے گی۔ اگر تمہیں کوئی فائر مار دے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد مجھ پر بھی ایمان نہ رکھنا۔ تمہارے قتل کے کیس والے مخالفین تمہیں خود بلا کر صلح کریں گے۔ بعد از اں حضور نے دعا فرمائی کہ اے اللہ عزوجل میں کون ہوں تیرے نظام میں دخل دینے والا۔ بس میرے ان سفید بالوں کی لاج رکھ لے۔ اے مالک یہ تیری مخلوق ہے۔ اس پر رحم فرما۔ آمین ساری جماعت نے مجھے مبارک باد دی۔ کہ حضور نے آج تم پر خصوصی مہربانی فرمائی ہے۔ لیکن یہ بات میرے حلق سے نیچے نہ جائے۔ کہ ادھر تو رقبہ کینسل ہوا پڑا ہے۔ اور مخالفین بھی اثر و رسوخ والے ہیں یہ کیسے ممکن ہوگا۔ لہٰذا میں گھر واپس آ گیا۔ ایک ہفتے بعد میں گھونگی گیا۔ تو تحصیلدار کے دفتر کے باہر آدمی جمع تھے۔ میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ اچانک تحصیلدار باہر آیا۔ اور بازو سے پکڑ کر مجھے اندر لے گیا۔ اور کہنے لگا یار تم اس دِن کے بعد آئے ہی نہیں میں نے کہا اب ہم نے سول کوٹ کیا ہے خدا بھلی کرے گا چنانچہ تحصیلدار نے نائب کو بلوایا اور کہا کہ کیا میں یہ رقبہ بحال کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اس کی بحالی کے لیے آپ کو DC آفس جانا پڑے گا۔ لہٰذا ہم DC آفس گئے۔ نائب تحصیلدار DC آفس کے اندر چلا گیا۔ اور ہم باہر بیٹھ گئے۔ اب میرے دِل کو تسلی ہوگئی کہ پیر کامل نے یہ زمین لوحِ محفوظ پر میرے نام کر دی ہے۔ اس واقعہ کے چوتھے یا پانچویں روز کوتوال آیا اور کہا کہ آپ کو تحصیلدار بلا رہا ہے۔ ہم گئے تو اس نے کہا کہ مبارک ہو آپ کا رقبہ بحال ہوگیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ زمین میرے نام ہوگئی۔

مقدمہ قتل سے بچنا

اب دوسری طرف مقتول کے لواحقین نے پیغام بھیجا کہ ہم صلح کرنا چاہتے ہیں پہلے میں نے بارہا صلح کی کوشش کی۔ معتبر برادری کے 80,80 آدمی اکٹھے کیے۔ اور نقدی یا رشتہ کی بھی پیشکش کی لیکن وہ نہیں مانے۔ ایک دن میں ان کے گاؤں کے قریب ایک دوست کے ڈیرے پر گیا تو انہوں نے میرے خالہ زاد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم لوگ صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اور گذشتہ دِنوں سے پیغام بھیج رہے ہیں۔ لیکن آپ کی طرف سے کوئی معقول جواب موصول نہیں ہوا۔ مقتول کے بیٹے وریام نے کہا کہ ہماری دِلی خواہش ہے کہ آپ کو قتل راہ اللہ معاف کر دیں حالانکہ یہ وہی لڑکا تھا جس نے قسم کھائی ہوئی تھی کہ اس وقت تک شادی

نہیں کروں گا۔ جب تک باپ کے قتل کا بدلہ نہ لے لوں۔ لہذا میرے خالہ زاد حاجی باغ علی نے انہیں اپنے ڈیرے پر مدعو کیا۔ تقریباً 70, 80 آدمی اکٹھے ہوئے۔ مقتول کا دوسرا بیٹا جس کا نام ارشاد تھا۔ پنچائت میں اُٹھ کر کہنے لگا کہ ہم نے فی سبیل اللہ اپنے باپ کا قتل آپ کو معاف کیا۔ سبحان اللہ یہی الفاظ پیر کامل کی زبانِ مبارک سے میرے حق میں ادا ہو چکے تھے۔ جسے قادرِ مطلق نے میری تقدیر بنا دیا۔ یہ سب فقیر کی کرم نوازی ہے۔

نگاہِ یار کا مرید

محمد شعبان ولد محمد دین ڈھوٹ سکنہ I/160-9 ساہیوال بیان کرتا ہے۔ میرے والد نے جہاں وہ مرید تھے مجھے وہاں بھیجا مگر میں نے دل میں ارادہ کیا جو پیر مجھے خود مرید ہونے کو کہے اور میرا خیال جان لے اُس کا مرید ہونگا اور مرید ہوئے بغیر وہاں سے واپس آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد منگانی شریف عرس تھا میں تین دن قبل ہی حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا دو دن گزر گئے حضور نے کچھ نہ فرمایا تیسرے دن حضور نے کچھ درویشوں سے فرمایا ٹرالی ٹریکٹر تیار ہے میاں احمد بخش کی چکی سے آٹا لے آؤ۔ درویش جانے لگے تو میں نے اپنے دل میں کہا نہ تو حضور نے مجھے مرید کیا اب لنگر کا کام کرنا تو ثواب ہے یہی کر لوں اور بھاگ کر ٹرالی کے نزدیک پہنچا بس پھر کیا تھا جونہی لنگر شریف کے کام کے لیے بھاگا تو میرا قلب جاری ہو گیا اس زور سے جاری ہوا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا درویش مجھے اُٹھا کر حضور کی خدمت میں لائے حضور نے اپنے دستِ کرم میرے سینہ پر پھیرا تو مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کی حضور مجھے مرید کر لیں فرمایا وہ تو ہو چکا ہے اب کوئی کسر رہ گئی ہے پھر فرمایا تو اپنے والد کے پیر خانے بھی گیا تھا مجھے سب معلوم ہے۔

عطاءِ کرم

محمد شعبان بیان کرتا ہے ایک دفعہ میں نے اپنے والد سے منگانی شریف آنے کے لیے کرایہ مانگا انہوں نے کہا میرے پاس تو صرف 10 روپے ہیں مگر کرایہ 17 روپے لگتا تھا۔ میں نے وہی لے لیے اور چل پڑا بس والوں کو کرایہ دیتا تو کنڈیکٹر کہہ دیتا۔ تیرا کرایہ تیرے ساتھی نے دے دیا ہے آخر تانگہ والے کو تین روپے دیئے اور آستانہ عالیہ حاضری دی بقیہ جو سات روپے تھے وہ لنگر میں دے دیئے تیسرے دن بعد از نمازِ فجر حضور کی خدمت میں حاضری دی اور بغیر ناشتہ کیے واپس چل پڑا۔ جیب میں ایک پیسہ تک نہ تھا ابھی ایک ایکڑ ہی سفر کیا ہوگا کہ ایک درویش نے مجھے واپس بلایا اور کہا تمہیں حضور قبلہ عالمؒ یاد فرما رہے ہیں میں حاضرِ خدمت ہوا حضور نے فرمایا تیرے پاس تو کرایہ بھی نہیں اور ناشتہ نہیں کیا حضور نے کرایہ دیا، ناشتہ کروایا پھر دو روٹیاں ساتھ دیں کہ ایک چیچہ وطنی پہنچ کر کھا لینا اور دوسری گھر لے جانا۔

ایک لاعلاج مریض کی خواب میں شفایابی

صوفی عطا محمد کرتو آنہ سکنہ ماہی والہ بھکر روڈ (منکیرہ) بیان کرتا ہے میں ایک دفعہ اس قدر بیمار ہوا کہ صحت سے

مایوس ہوگیا کوئی کہتا تیری مرض لا علاج ہے اور کوئی کہتا تجھے وہم ہو گیا ہے ایک رات مرض کا اس قدر غلبہ ہوا کہ مجھے جان کے لالے پڑ گئے میں اولیاء اللہ کو یاد کرتا رہا میں نے سُنا ہوا تھا منگانی شریف میں بھی ایک مردِ کامل ہے لہذا حضور کو بھی یاد کیا پھر میں بے ہوش ہو گیا خواب میں دیکھا قبلہ کی طرف سے حضور قبلہ عالمؒ اپنے چار پانچ درویشوں کے ساتھ تشریف لائے سب نے سیاہ رنگ کے کمبل اوپر اوڑھے ہوئے تھے میرے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا تجھے کیا ہے میں کھڑا ہو گیا اور عرض کی جناب میں بہت بیمار ہوں بعض لا علاج مرض کہتے ہیں اور بعض میرا وہم فرمایا جاؤ گھر سے چینی لے آؤ میں جلدی سے تھوڑی سی چینی لے آیا حضور نے اُسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر دَم کیا اور مجھے فرمایا کھا لے جونہی میں نے وہ چینی کھائی میری آنکھ کھل گئی میں خوشی سے رُو پڑا بیماری سے شفا حاصل ہوئی چونکہ میں بہت لاغر ہو چکا تھا گھر والے مجھے تنہا گھر سے نکلنے نہ دیتے تھے آخر دوسرے روز میں حضور کی خدمت میں حاضری کے لیے گھر سے روانہ ہوا۔ میں ابھی دربار شریف سے کچھ فاصلہ پر تھا کہ حضور نے درویشوں سے فرمایا ہمارا ایک تھلوچی (بمعنی تھل کا رہنے والا) آ رہا ہے۔ اُس کا خیال رکھنا کہیں آگے نہ گزر جائے میں حاضر خدمت ہوا تو پہچان گیا مجھے خواب میں شفایاب کرنے والے میرے سامنے جلوہ افروز تھے مجھ پر کیفیت طاری ہوگئی گھٹنوں کے بل چلتا ہوا حضور کے قدم بوس ہوا فرمایا آ گئے ہو اور دست بیعت سے مشرف فرمایا۔

☆☆☆

مناجات

اَللّٰھُمَّ اَحْرِقْ عَوَارِضَ قَلْبِیْ بِنَارِ عِشْقِکَ وَتَزِدْ شَوْقَ اِلٰی جَمَالِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ۔ وَاقْطَعْ حِجَابًا مِنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

بار خدایا۔ میرے دل کے عارضات کو اپنے عشق کی آگ سے جلا ڈال۔ اور اپنے جمال اور محبت کے شوق کو بڑھا ڈال۔ میرے دل کو اپنی معرفت کے نور سے روشن کر۔ اور میرے اور آپ کے درمیان جو ایسے فسم کا پردہ ہے اُسے پھاڑ ڈال اے صاحب عظمت اور بزرگی کے

التماس بخدمت ناظرین کرام

توقع ز اخوانِ اہلِ صفا
بجز از دعا نیست دیگر مرا
ہر آنکس کہ خواند دعائے کند
بیامرزد او را خدائے جزا

بجز اہلِ صفا سے سوائے اِس کے اور کچھ اُمید نہیں کہ میرے حق میں دعائے خیر فرما دیں گے اور جو شخص اِس کتاب کو پڑھے اللہ تعالیٰ اُسکی بخشش فرماوے

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار آمین ثم آمین

تتمہ کراماتِ کرمؒ

عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ صوفیاء حضرات کے گھر والے اس قدر معتقد نہیں ہوتے۔ جس طرح دیگر ارادت مند اور مریدین ہوتے ہیں۔ مگر یہاں اس کے برعکس حضور کے مقام و کرامت کے سب سے زیادہ گھر والے معتقد اور معترف تھے۔ ذیل میں بطور مشتے نمونہ از خروارے گھر والوں کی بیان کردہ چند کرامات سپرد قلم کی جاتی ہیں تاکہ اہل دید صاحب فہمید پر حضور کا مقام و مرتبہ مزید واضح ہو سکے۔

سانپ کا ڈسنا اور حضور کے دم سے شفا پانا

حضرت اخی قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ نماز عشاء پڑھ کر میں مسجد ہی میں سو گیا صبح ہوئی تو برادرم پیر تخی حسین صاحب آئے اور کہا حضور نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ کہ ہم نے رات کو خواب میں دیکھا مظہر حسین کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اسے بیدار کر کے میرے پاس لے آؤ تا کہ دم کر دیں۔ میں نے کہا مجھے تو کچھ خبر نہیں بعد ازاں جب انگلی پر نظر پڑی تو اس پر ایک سیاہ چھالہ بنا ہوا تھا۔ حضور نے دم فرمایا اور مجھے کچھ بھی نہ ہوا۔

تہجد کے لیے بیدار فرمانا

حضرت اخی قبلہ مزید فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور نے مجھے فرمایا نماز تہجد پڑھا کرو میں نے عرض کیا آنکھ نہیں کھلتی فرمایا اٹھانے کا کام ہمارے ذمہ ہے اپنی چار پائی کے سرہانے پانی کا ایک لوٹا رکھ دینا اور کہنا یا غوث الاعظمؒ مجھے تہجد کے لیے اٹھانا تجھے اٹھا دیا جائے گا۔ میں نے سوچا کل سے تہجد شروع کرونگا۔ رات کو جب سویا تہجد کے وقت میرے منہ سے کسی نے کمبل کھینچ لیا۔ میں اسے تہجد کا اشارہ سمجھا لیکن پھر خیال آیا یہ میرا وہم ہے کیونکہ نہ ابھی میں نے ارادہ کیا اور نہ سرہانے لوٹا رکھا۔ یہ کہیں نیند میں پاؤں لگنے سے کمبل نیچے گر گیا ہے اور میں نے اسی خیال سے وہ کمبل اٹھا کر پھر اپنے منہ پر لے لیا۔ میں ابھی جاگ رہا تھا کسی غیبی قوت نے وہ کمبل میرے اوپر سے کھینچ کر دوسری طرف پھینک دیا میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا وضو کیا اور تہجد کے نوافل ادا کیے۔

حضور قبلہ عالمؒ کے آخری فیض یافتہ

میرے بھائی جان قبلہ پیر اختر حسین صاحب فرماتے ہیں۔ ایک روز میں اور حضرت اخی قبلہ حاضر خدمت تھے۔ فرمایا "تمہیں مرید کرنا تھا لیکن مرید کروں تو مبادا کوئی بے ادبی نہ کر بیٹھو۔ جبکہ پیری مریدی بڑا باریک اور نازک رشتہ ہوتا ہے اس میں بے ادبی یا گستاخی کبھی برداشت نہیں ہوتی۔"

میں نے کئی بار بیعت کے لیے عرض کیا لیکن فرماتے ابھی نہیں۔ جب میں برطانیہ آنے لگا تو پھر بیعت کے لیے عرض کیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا ''جب میرا آخری وقت آئے گا تمہیں اس وقت مرید کروں گا۔''

جس شب پاکستان میں حضور کا وصال ہوا میں اس شب کام سے آ کر سو گیا رات میں نے دیکھا کہ حضور تشریف لائے۔ اور مجھے فرمایا اب تمہارا مرید ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آؤ تجھے مرید کریں۔ حضور نے مجھے مرید کیا اور خود وظیفہ سمجھایا پھر مجھے فرمایا اپنی آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کیں تو بھی مجھے صاف نظر آنے لگا پھر فرمایا اب کھولو میں نے کھولیں تو وہی منظر سامنے تھا۔ مجھ سے متعدد بار اسی طرح کروایا میرے لیے آنکھیں بند کرنا اور کھولنا ایک جیسا تھا۔ میں دل ہی دل میں بڑا خوش ہوا کہ حضور نے یہ جو وظیفہ مجھے سمجھایا ہے یہ تو کسی کو بھی معلوم نہیں۔ یہ نعمت تو آج کل کے پیروں کو بھی حاصل نہ ہوگی۔ یعنی آنکھیں بند کر کے بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہوں۔ اور نہایت مسرور ہوا صبح میں کام پر چلا گیا واپس آیا تو عم محترم قبلہ پیرزادہ امداد حسین صاحب کے کمرہ میں کافی لوگ جمع تھے۔ لیکن مجھے کسی نے کچھ نہ بتایا کیونکہ انہوں نے تمام گھر والوں کو منع کر دیا تھا۔ کہ حضور کے وصال کی خبر کوئی بھی اختر حسین سے نہ کہے یہ تھکا ہوا آئے گا۔ جب سو کر اٹھے تو پھر بتا دینا۔ میں آ کر سو گیا صبح اٹھا تو پتہ چلا کہ ہماری ابھی فلیٹ ہے حضور کا وصال ہو چکا ہے اور ہم سب پاکستان جا رہے ہیں۔ میں نے راستہ میں مرید ہونے کا واقعہ پیر سخی حسین صاحب کو بھی بتایا۔

اپنی ہمشیرہ کو دو بیٹوں کی بشارت

حضور قبلہ عالمؒ اپنی چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ سے خصوصی محبت و شفقت فرمایا کرتے۔ ان کی شادی ہوئی تو کچھ عرصہ اولاد نہ ہوئی پھر اولاد ہوئی تو یکے بعد دیگرے دو بچیاں پیدا ہوئیں ایک روز منگانی شریف حضور گھر میں رونق افروز تھے از راہ دلگی ان سے فرمانے لگے جب تک میرے پاؤں نہ پڑو گی بیٹے نہیں ہوں گے۔ ان کے خاوند میاں خان محمد اور مائی صاباں فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑے لیکن حضور نے فرمایا تم لوگ تو میرے مرید ہو۔ اور یہ میری بہن ہے ہماری شرط اپنی بہن کے ساتھ ہے۔ وہ چونکہ حضور سے بہت شرم کھاتی تھیں۔ لہذا سر جھکائے بیٹھی رہی اور حضور باہر درویشوں کے پاس تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد راقم السطور کو طلب فرمایا اس وقت حضور کے تکیہ مبارک کے پاس گلاب کے دو پھول پڑے تھے۔ وہ مجھے اٹھا کر دیئے اور فرمایا جاؤ گھر میں یہ دونوں پھول اپنی پھوپھی کو دے آؤ، اور اسے کہنا یہ کھا لے تجھے دو بیٹے پیدا ہونگے۔ اگر تجھے لڑکیاں پیدا ہوتی رہیں تو پریشان میں نے ہونا ہے۔ کیونکہ تیری پریشانی بھی تو میری پریشانی ہے۔ میں نے وہ دونوں پھول پھوپھی صاحبہ کو دیئے۔ اور انہوں نے کھا لیے حضور کی دعا سے پھر انہیں دو ہی بیٹے عزیزی محمد عمران اور محمد رضوان پیدا ہوئے۔

حقیقت افروز فرمان اقدس

راقم السطور نے ایک روز حضور قبلہ عالمؒ کے افادات عالیہ پر مشتمل کتاب ''تنویر الابرار'' میں پڑھا ''یہ دنیا بہت پرانی ہے تقریباً بالشت (بارہ انگل کا پیمانہ) کے درمیان ایک آدمی دفن ہے۔ جنگل، دریا، آبادی، پہاڑ ہر تختہ زمین کے اندر انسانوں کی اتنی بے شمار لاشیں مدفون ہیں۔ کہ ہر چلنے والے آدمی کے پاؤں کے نیچے کئی آدمی پڑے ہوتے ہیں جواب مٹی میں مٹی ہو چکے ہیں۔''

میں بڑا متاثر ہوا کہ ایک بالشت میں کیسے آدمی دفن ہو سکتا ہے اور کافی دیر سوچ بچار کرتا رہا دو چار دنوں بعد ہمارے مدرسہ کے لڑکے چند بوسیدہ قرآنی اوراق دفن کرنے کے لیے قبرستان جا رہے تھے میں بھی ان کے ہمراہ ہو گیا قبرستان مین ایک ڈھلوان جگہ پر جہاں بارش کا پانی نیچے بہتا تھا میں نے ان سے کہا یہاں گڑھا کھود کر وہ اوراق دفن کر دو۔ کیونکہ نہ تو یہاں کوئی قبر ہے نہ لوگوں کی گزرگاہ تا کہ بے ادبی نہ ہوا نہوں نے وہاں سے صرف ایک فٹ زمین کھودی ہوگی کہ وہاں سے لحد کی اینٹیں آ گئیں میں نے کہا یہاں بھی قبر آ گئی دوسری طرف چونکہ لحد ہے تم تھوڑا سا اینٹوں کے ساتھ اس طرف ہی کھود کر اوراق دفن کر دو جب وہاں سے کھودا گیا تو نیچے سے انسانی سر کی کھوپڑی اور ٹوٹے پھوٹے دانت اور مسوڑھے ظاہر ہو گئے۔ جب میں نے اس لحد اور برآمد ہونے والی ہڈیوں کے درمیان پیمائش کی تو وہ صرف ایک بالشت کا دو انسانوں کے وجود میں فاصلہ تھا مجھے فوراً حضور کا تحریر شدہ فرمان یاد آ گیا جسے آج سے ایک عرصہ قبل حضور تحریر فرما گئے تھے میں نے عینی مشاہدہ کر لیا۔

بھری ہوئی بس میں سوار ہونے کی نعمت

کافی عرصہ کی بات ہے میں ابھی چھوٹا تھا برادرم پیر سخی حسین اور ملک رب نواز جھنگ آنے لگے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ تیار ہو گیا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے مجھے بلا کر فرمایا تم لوگ شہر جا رہے ہو تو میری ایک بات غور سے سنو بھری ہوئی بس میں ہرگز سوار نہ ہونا ہم لوگ موچیوالہ ہسپتال آئے ان دنوں بسیں اس قدر عام نہیں ہوا کرتی تھیں کافی دیر بعد ایک بس آئی اس میں سوار ہونے لگے تو میں نے برادرم پیر سخی حسین سے کہا حضور نے فرمایا تھا بھری ہوئی بس میں سوار نہ ہونا وہ رُک گئے اور کہا پہلے تو کبھی نہیں فرمایا آج اگر فرمایا ہے تو کوئی بات ضرور ہوگی لہذا ہم سوار نہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد ایک اور بس آ گئی ہم اس میں سوار ہو گئے پہلے والی بس دو کلومیٹر ہی چلی ہوگی کہ ایک درخت سے ٹکرا گئی ہم نے بس میں سے گزرتے ہوئے ایکسیڈنٹ شدہ بس کے زخمیوں کو بھی دیکھا پیر سخی حسین صاحب چونکہ حضور کے رمز شناس اور صادق الیقین مرید تھے۔ انہوں نے کہا دیکھو اس بس کا ایکسیڈنٹ ہونا تھا اس لیے حضور نے اس بھری بس میں سوار ہونے سے منع فرمایا ورنہ آج تک پہلے تو کبھی ایسا حکم نہیں فرمایا۔

عزیزی زین العابدین کی شفایابی

ایک دفعہ گھر میں اچانک عزیزی محمد زین العابدین کی طبیعت اس قدر خراب ہوئی کہ آنکھیں پھیر لیں جیسے نزع کی حالت ہوتی ہے گھر والے رونے لگے مجھے بڑی تکلیف ہوئی چونکہ ہمارے گھر میں وہی ایک بچہ تھا اور وہ بھی حضرت اخی قبلہ کے ہاں شادی کے تقریباً پانچ سال بعد پیدا ہوا میں اسی پریشانی میں گھر سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور شدت غم کی وجہ سے ایک طرف خاموشی سے بیٹھ گیا اتنے میں مائی جنت دُرویشنی روتی ہوئی آئی اس نے ہاتھوں پر زین کو اٹھایا ہوا تھا اور کہہ رہی تھی حضور دیکھیں زین کو کیا ہو گیا ہے اور حضور کے پلنگ مبارک پر قدموں کی طرف لٹا دیا میں نے دیکھا زین نے اس وقت بالکل آنکھیں پھیر لیں تھیں حضور قبلہ عالمؒ نے جب اسے دیکھا تو اسی وقت اپنا چہرہ اقدس آسمان کی طرف اٹھایا اور زبان مبارک سے فقط یہ جملہ صادر ہوا ''الٰہی! ایسا مہنگا بچہ پھر کسی اور کو نہ دینا'' بس پیچھے دیکھا تو زین نے اپنی آنکھیں کھول لیں اور ایسے معلوم ہوا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

اپنی بھاوج کو بیٹوں کی بشارت

میری چچی صاحبہ یعنی اہلیہ محترمہ پیرزادہ محمد امداد حسین صاحب نے راقم السطور سے خود بیان کیا حضور کے منگانی شریف ہجرت کرنے کے بعد جب میں برطانیہ سے پاکستان آئی تو حضور گھر میں نہیں تھے بلکہ مسجد کے ساتھ والے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ میں حاضر خدمت ہوئی فرمایا یہاں میرے سامنے کرسی پر بیٹھ جاؤ میں کبھی اس سے قبل حضور کے سامنے کرسی یا کسی اور چیز پر نہ بیٹھی تھی۔ بلکہ نیچے چٹائی پر بیٹھتی تھی مجھے بڑی شرم آئی لیکن حضور کے حسب فرمان کرسی پر بیٹھ گئی آپ نے فرمایا تیری چار بیٹیاں ہیں ان میں سے دو بیٹیاں مجھے دے دے تجھے اب کی بار بیٹا پیدا ہوگا میں نے حامی بھر لی اس واقعہ کے تقریباً 6 ماہ بعد بختیار حیدر پیدا ہوئے پھر جب میرا سب سے چھوٹا بیٹا پیدا ہونے والا تھا تو حضور نے کچھ عرصہ پہلے ہی مجھے بتا دیا کہ اس سال بھی تجھے بیٹا پیدا ہوگا اور اس کا نام معروف گل رکھنا میں نے اس کا ذکر کسی سے نہ کیا حتی کہ پیرزادہ صاحب کو بھی نہ بتایا جب معروف گل پیدا ہوا تو پیرزادہ صاحب نے حضور سے نام دریافت کرنے کے لیے فون کیا تب حضور نے ارشاد فرمایا اپنی اہلیہ سے پوچھ لیں وہ جانتی ہیں جب انہوں نے مجھ سے دریافت کیا تو پھر میں نے انہیں بتایا کہ حضور نے قبل از ولادت ہی خوشخبری اور یہ نام تجویز فرما دیا تھا۔

مرتدین کے خاتمہ کیلئے حضور کی ڈیوٹی

پیر شفیع حسین صاحب اپنے ایک مضمون ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' میں لکھتے ہیں۔ 1979ء میں جب خانہ کعبہ پر مرتدین نے قبضہ کیا۔ انہی دنوں کی بات ہے۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ عالمؒ حرم شریف میں کرسی پر

جلوہ افروز ہیں کافی سارے درویش جن میں قبلہ پیر مظہر حسین صاحب، میرے بھائی پیر نجی حسین صاحب، میاں خان محمد گرواہ اور دولت علی خان بلوچ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور نے ہمیں فرمایا میری کرسی اٹھالو۔ اور حرم شریف کے چاروں طرف جو برآمدے ہیں ان کی چھت پر لے چلو۔ ہم آپ کی کرسی کو پکڑ کر چھت پر لے آئے۔ حضور نے تمام درویشوں کو فرمایا اللہ رب العزت نے مرتدین کے خاتمہ کے لیے ہماری ڈیوٹی لگائی ہے۔ تم نیچے حرم شریف میں پھیل جاؤ اور ایک ایک مرتد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ ہم سب نیچے پھیل گئے اور ایک ایک کو پکڑ کر حضور کے سامنے لاتے گئے۔ آپ انہیں دیکھ کر فرماتے اسے نیچے زمین پر گرادو ہم سب باری باری ہر ایک کو گراتے رہے۔ جو بھی گرتا مرتا جاتا حتیٰ کہ نیچے لاشوں کے انبار لگ گئے۔ اور خانہ کعبہ مرتدین سے خالی ہو گیا۔ حضور نے فرمایا جاؤ اب دوبارہ چیک کرو کوئی رہ تو نہیں گیا۔ ہم سب نے دوبارہ چیک کیا تو کوئی بھی مرتد باقی نہ بچا تھا۔ آپ نے فرمایا چلو اب واپس چلتے ہیں۔ ہماری ڈیوٹی بااحسن سرانجام ہوئی۔

صبح آنکھ کھلی تو نماز فجر کا وقت تھا۔ میں جلدی سے اٹھا۔ وضو کیا اور مسجد میں آیا۔ جماعت سے فارغ ہو کر حسبِ معمول جب درود شریف پڑھنے لگے۔ تو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے میں نے عرض کی حضور میں نے دیکھا ہے۔ اور جو کچھ دیکھا تھا آپ کی خدمت مبارک میں عرض کر دیا حضور نے فرمایا جاؤ ریڈیو لے آؤ۔ غالباً صبح 7 بجے کی خبروں کا وقت ہو رہا تھا۔ جب ریڈیو آن کیا تو پہلی خبر یہی تھی کہ خانہ کعبہ کو قابضین سے واگزار کروالیا گیا ہے۔

خواجہ صاحب کو بیٹے کی بشارت

پیر شفیع حسین بیان کرتے ہیں۔ ماسٹر شیخ محمد شفیع سکنہ گاڈیاں عرس لگوایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خواجہ قمر الدین صاحب قادری وہاں سے حضور قبلہ عالمؒ کی ملاقات کے لیے بلوآنہ شریف آئے اور حضور کو اپنے ہاں مانی شریف دعوت کے لیے عرض کیا ان کے ایماء پر کچھ دنوں کے بعد حضور قبلہ عالمؒ کافی سارے درویشوں کے ساتھ مانی شریف تشریف لے گئے۔ وہاں بیٹھک میں حضور جلوہ افروز تھے۔ جب سب لوگ باہر چلے گئے۔ تو ہم چار آدمی رہ گئے۔ ایک حضور قبلہ عالمؒ، دوسرے خواجہ صاحب، تیسرے حاجی اللہ دتہ گھمنانہ اور چوتھا میں اس وقت خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ جناب ہم آپ کے والدِ گرامی حضور حافظ پاکؒ کی دعا سے پیدا ہوئے اب ہمارے ہاں بھی اولاد نہیں اور ہمیں دعا صرف آپ کی لگتی ہے۔ جناب دعا فرمائیں۔ مجھے بیٹا ہو حضور ہنس پڑے اور فرمایا یہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہے۔ باہر سب کے سامنے دعا کریں گے اور بھی کافی ساری باتیں ہوتی رہیں۔ پھر جب باہر مجلس برپا ہوئی تو خواجہ صاحب نے دوبارہ عرض کی۔ حضور نے بھری مجلس میں فرمایا۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ سال آپ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوگی۔ اگر بیٹا ہوا تو سمجھنا یہ فقیر کرم حسینؒ کی دعا ہے الغرض سال بعد خواجہ صاحب کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی اور وہ مبارک باد عرض کرنے کے لیے دربار شریف پر خود تشریف لائے۔

ایک مجازی عاشق کو نگاہ ولایت سے حقیقی عاشق بنا دیا

پیر شفیع حسین بیان کرتے ہیں۔ایک دفعہ خلیفہ میاں غلام علی قادری کے ساتھ گجرات سے ایک آدمی اس شرط پر مرید ہونے کے لیے آیا۔ کہ میں جس عورت سے محبت کرتا ہوں وہ مجھے مل جائے حضور نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ تم فکر نہ کرو۔ جو عشق مجازی میں مبتلا ہو اس کو عشق حقیقی کی طرف موڑنا بہت آسان ہوتا ہے۔اور ایسا ہی ہوا۔حضور نے اس آدمی کو مرید کیا اور مجھے فرمایا اس کو ذکر اذکار سمجھاؤ میں نے سبق پڑھایا تو اس پر حال طاری ہو گیا۔اس کے سفید کپڑے مٹی میں اٹ پٹ ہو گئے۔کافی دیر بعد جب اسے ہوش آیا تو فرمایا اس کو لے جاؤ اور دربار شریف کے کنوئیں پر بمعہ کپڑوں کے نہلاؤ جب اسے نہلایا گیا تو میں نے پوچھا! بتا تیری بات بنی کہ نہیں؟ اس نے کہا ہاں وہ مجھے مل گئی ہے۔اور نعرے لگانے لگا۔کہ وہ مجھے مل گئی ہے۔وہ مجھے مل گئی ہے۔ بعد میں جب نہا کر آیا تو عرض کی اب مجھے کسی کی ضرورت نہیں مجھے سب کچھ مل گیا ہے۔

بھلا کیونکر نہ ایسے پیر کا دل پر اثر بیٹھے　　　　کہیں آؤ نہ جاؤ بات بن جاتی ہے گھر بیٹھے

توں بیلی تے ہر کوئی بیلی

پیر شفیع حسین بیان کرتے ہیں۔ایک دفعہ حضور نے مجھے ایک نجی کام کے سلسلہ میں گجرات چوہدری محمد بشیر نمبر دار کے پاس بھیجا۔اس سے پہلے میں دعوتوں پر تو حضور کے ساتھ گجرات گیا تھا۔مگر اکیلے اتنا لمبا سفر کبھی نہ کیا تھا۔دل میں کافی ڈر پیدا ہوا۔ہم گاؤں کے رہائشی تھے۔طرح طرح کی باتیں سننے میں آتی تھیں۔کہ لوگ گاڑیوں میں لوٹ لیتے ہیں نشہ آور پلا کر اغوا کر لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ میں نے حضور کے خدمت میں عرض کی۔تو آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں کچھ نہیں ہوگا اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو یہ شعر پڑھ دینا۔

توں بیلی تے ہر کوئی بیلی اَن بیلی وی بیلی　　　　سجناں باجھ محمد بخشا سُنجی پئی حویلی

اس زمانہ میں رات 3 بجے جھنگ سے گجرات کے لیے ریل گاڑی چلتی تھی۔میں گاڑی میں سوار ہوا تو چونکہ میں پہلے ہی ڈرا اور سہا ہوا تھا جو مسافر بھی میرے قریب سے گذرتا مجھے طرح طرح کے خیالات آنے شروع ہو جاتے۔میں دل ہی دل میں اِس شعر کا ورد کرنے لگا۔پھر کیا تھا ہر مسافر مجھ سے بڑی محبت سے پیش آنے لگا۔راستہ میں جو بھی کسی اسٹیشن سے کوئی چیز خریدتا تو مجھے اپنے ساتھ شریک ہونے کے لیے اصرار کرتا۔اور آہستہ آہستہ میری جھجک ختم ہوتی گئی۔الغرض واپسی پر بھی ایسی ہی بے تکلفی رہی۔اس طرح معلوم ہوتا جیسے سارا ڈبہ ہی ہمارے پیر بھائیوں کا ہے۔جب میں واپس حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔سناؤ سفر کیسا رہا۔تو میں نے وہی شعر پڑھ دیا۔

توں بیلی تے ہر کوئی بیلی اَن بیلی وی بیلی　　　　سجناں باجھ محمد بخشا سُنجی پئی حویلی

خیراتِ کرم

حضور کے بھانجے پیر شفیع حسین کے ہاں ایک بیٹا زکریا ذوالقرنین پیدائشی طور پر کمزور پیدا ہوا۔ پھر وہ کافی عرصہ بیمار رہا۔ آخر ایک روز اسکی والدہ، پیر جاوید اقبال کے ہمراہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اور اس بچے کو حضور کے قدموں میں ڈال دیا کہ جناب علاج معالجہ کر کے اب ہم تنگ آ گئے ہیں۔ یہ بچہ ٹھیک ہی نہیں ہوتا اب یہ ٹھیک ہو جائے یا مر جائے۔ میں اسے اور سنبھال نہیں سکتی۔ حضور نے فرمایا۔ ''اٹھا لو اب اِسے خیر ہی خیر ہے'' بعد ازاں فرمایا'' ہم نے اس کے لئے بڑی تگ و دو کی ہے اس کی بڑی عمر ہو گی تو فکر نہ کر'' اور بطور مثال فرمایا'' یہ پتھر پر مارے بھی نہ مرے گا'' ماشاء اللہ کچھ ہی دنوں میں وہ رو بصحت ہو گیا تا دم تحریر اس کی عمر سترہ 17 سال ہے۔

دو بیٹوں کی بشارت

پیر شفیع حسین کی ایک بیٹی فوت ہو گئی تو ان کی اہلیہ حاضر خدمت ہو کر رونے لگی۔ حضور نے تسلی اور صبر کی تلقین کی مزید فرمایا'' رونا نہیں اللہ کریم تجھے جوڑی (۲ بیٹے) اور دے گا۔ بچی تمہاری بخشش کا ذریعہ ہے وہ تمہارا اگلا راستہ صاف کرے گی۔ حضور کے حسب فرمان انہیں یکے بعد دیگرے دو بیٹے پیدا ہوئے جنکی شکل و صورت بہت مشابہت رکھتی ہے اور واقعی جوڑی معلوم ہوتی ہے۔

کراچی میں پیر جاوید اقبال کی اِعانت

پیر جاوید اقبال اپنے ایک مضمون ''شہبازِ طریقت'' میں لکھتے ہیں۔ میں 1979ء میں اسٹیل مل آف پاکستان (کراچی) میں بھرتی ہوا۔ کچھ عرصہ بعد کا واقعہ ہے ایک رات میری ڈیوٹی ایک پلانٹ پر لگی جو کہ بند تھا۔ لہذا میں پلانٹ پر آ کر سو گیا۔ دو گھنٹے بعد فون پر آڈر آیا کہ بندرگاہ والے پلانٹ پر ڈیوٹی دیں میں نے صاف انکار کر دیا۔ اس نے نازیبا الفاظ اپنے منہ سے نکالے اور میں نے اس کی خوب مرمت کی۔ صبح اس نے میری رپورٹ کر دی۔ آخر کار انکوائری ہوئی اور مجھے نوکری کے لالے پڑ گئے۔ میرے دوستوں نے مجھے مشورہ دیا کہ نوکری بچانے کے لیے جھوٹ بولنا اس پر الزام لگانا کہ اس نے مجھے گالیاں دی ہیں لہذا جذبات میں آ کر میں نے ہاتھ اٹھایا۔ جس صبح مجھے نوکری سے برخاست کیا جانا تھا۔ اس رات میں پریشانی کے عالم میں چھت پر بیٹھ گیا اور رونے لگا ذہن میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ حضور قبلہ عالمؒ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اسی لمحہ اچانک میرے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔ میں سمجھا ساتھی لڑکا ہے میں نے کہا جاؤ میں نے آج کام نہیں کرنا۔ پندرہ منٹ کے بعد پھر ایسا ہی ہوا میں نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر تیسری بار پھر کندھے پر ہاتھ رکھا گیا تو غصہ کے عالم میں کھڑا ہو گیا کہ اب اس کو لگاتا ہوں مگر وہاں تو عالم ہی کچھ اور تھا۔ سامنے حضور قبلہ عالمؒ سر پر چار کونے والی ٹوپی سفید باریک

کرتا لنگی اور پاؤں میں کھسہ پہنے کھڑے ہیں۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور قدموں میں گر پڑا۔ حضور نے مجھے اٹھا کر گلے لگایا اور تین باتیں ارشاد فرمائی۔

1- گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔

2- سچ سچ بتانا جھوٹ نہ بولنا۔

3- اسٹیل مل میں تمہیں رکھنے والا میں ہوں۔ اب میرے سوا کوئی اور تمہیں نکال نہیں سکتا۔

اچھا خدا حافظ۔ میں دیکھتا ہی دیکھتا رہ گیا اور آپ غائب ہو گئے۔ پھر تو میرے سینہ میں جیسے کسی نے شیر کا دل رکھ دیا ہو۔ کیسی پریشانی اور کیسی افسردگی اگلے دن پیشی ہوئی تو میں نے من وعن بیان دے دیا۔ پھر انچارج سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا جاوید کا بیان بالکل درست ہے۔ یہ سن کر سب حیران ہو گئے۔ بورڈ نے کہا تم نوکری سے برخاست تھے مگر تمہارے سچ کہنے پر نوکری بحال کرتے ہیں۔ پھر انچارج سے مخاطب ہوئے اور اسے ڈانٹ کر کہا کہ تمہیں کام لینے کا پتہ ہی نہیں ہے۔

سعودیہ میں ملازمت کی بشارت

عزیزی طیب حسین (جدہ۔ سعودی عرب) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور قبلہ عالمؒ پرانے لنگر خانہ میں تشریف فرما تھے میں حاضر خدمت ہوا چونکہ حضور کی طبع شریف ناساز تھی اس لیے میں جناب کے پاؤں دبانے لگا میں کبھی تھک کر تھوڑی دیر کیلئے رُک جاتا اور پھر دبانا شروع کر دیتا۔ جب کافی وقت گزر گیا تو ایک کمال کا واقعہ ہوا حضور اچانک جلال میں آئے۔ اور مجھے فرمایا "بیٹا! مانگو جو مانگنا ہے" میری سمجھ میں ہی کچھ نہ آ رہا تھا حضور نے دوبارہ فرمایا "بیٹا! مانگو جو مانگنا ہے" میں چونکہ آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا میرے ذہن میں آیا امتحان کے لیے دعا کرواؤ لہذا میں نے عرض کی حضور! میرا بورڈ کا امتحان ہے جناب مہربانی فرمائیں کہ میں پاس ہو جاؤں۔ حضور نے فرمایا تم صرف پاس نہیں فسٹ آؤ گے۔ اس وقت کمرہ میں صرف میں اور محمد بوٹا درویش بیٹھے تھے۔ محمد بوٹا نے میرے کان میں کہا حضور اس وقت بڑی موج میں بیٹھے ہیں۔ میرے متعلق عرض کریں مجھے سعودیہ کا ویزہ مل جائے میں نے عرض کی حضور اپنے پیر بھائی محمد بوٹا کو سعودیہ کا ویزہ مل جائے حضور کی رحمت تو جوش پر تھی فرمایا اس کو مدینہ والے نے منظور کر لیا ہے۔ ساتھ تجھے بھی مدنی سرکارؐ نے منظور کر لیا ہے۔ اللہ اکبر۔

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کہ حضور نے اتنے بڑے بڑے فیصلے ایک لمحہ میں فرما دیئے۔ چند ہی دنوں کی بات تھی محمد بوٹا درویش سعودی عرب چلا گیا۔ اس واقعہ کے تقریباً آٹھ سال بعد اچانک کچھ ایسے حالات ہوئے کہ مجھے بھی سعودی عرب کا مفت ویزہ مل گیا۔

اب میں اور محمد بوٹا جدہ شریف میں جب اکٹھے ہوتے ہیں تو حضور کا یہ فرمان اکثر ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔

ع: میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

☆ ایک دفعہ میں نے اپنی بعض گھریلو پریشانیوں کا ذکر خدمت اقدس میں کیا تو حضور نے بہت شفقت فرمائی اور کافی

ایسی باتیں ارشاد فرمائیں جو بعد ازاں حضور کے حسب فرمان پوری ہوئیں۔ آخر میں فرمایا ''تم ہمیشہ میرے گھر کا کھاؤ گے۔ جو دل چاہے کھانا'' سبحان اللہ حضور کی دعا سے کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے۔

چچازاد کا مرید ہونا

لالہ محمد رفیق طاہر بیان کرتے ہیں۔ جب مجھے کسی ولی کامل سے بیعت ہونے کا شوق ہوا تو میں کئی ولی اللہ کے پاس گیا۔ لیکن قلبی اطمینان نہ ہوا۔ میرے دل میں ایک معیار تھا کہ میں اس کا مرید ہوں گا جو ایسا ہو گا۔ ایک دن جب میں نے یہ بات چچا میاں غلام رسولؒ صاحب سے کی تو انہوں نے فرمایا اگر کوئی اللہ کا بندہ تیری خواہش یا معیار کے مطابق مل بھی جائے اور وہ تجھے قبول نہ کرے تو پھر کیا کرو گے؟ بعد ازاں بابا علی گل صاحب سے میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا جب تم جھنگ جاؤ تو حضور حافظ پاکؒ کے مزار اقدس پر سلام کر کے عرض کرنا حضور مجھے کامل مرشد عنایت فرمائیں انشاء اللہ کام ہو جائے گا۔ کچھ عرصہ بعد جھنگ آیا تو حضور حافظ پاکؒ کے مزار اقدس پر عرض کی۔ حضور! آپ جہاں بھر کے رہبر و ہادی ہیں مگر ہم آپ کا خون ہو کر بھی کامل مرشد سے محروم ہیں۔ گھر واپس آ گیا تو ایک دن خواب میں حضور حافظ پاکؒ کو دیکھا۔ حضور ایک مکان میں چارپائی پر تشریف فرما ہیں۔ سر مبارک پر مانگ نکلی ہوئی ہے۔ میں دروازے کے سامنے سے گزرا تو مجھے آواز دی حاضر ہوا تو بائیں طرف اشارہ کر کے فرمایا جاؤ مرید ہو جاؤ۔ میں اندر گیا تو مکان میں حضور قبلہ عالمؒ تشریف فرما ہیں مجھے آپ نے بیعت کیا۔ واپس آیا تو حضور حافظ پاکؒ نے پوچھا کہ مرید ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اب چلے جاؤ۔ صبح ہوئی تو بابا جی علی گل صاحب کو خواب بتایا تو فرمایا اب جلدی جاؤ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ دوبارہ ستمبر 1985ء کے عرس مبارک پر دربار شریف حاضر ہوا حضور نے دیکھتے ہی پیر جاوید اقبال اور پیر اختر حسین سے فرمایا اپنے دوست سے کہو کہ ہمارا مرید ہو جائے۔ انہوں نے عرض کی حضور یہ تو کئی بار عرض کر چکا ہے مگر حضور نے قبول ہی نہیں فرمایا۔ میں اس سے قبل پیر جاوید اقبال اور پیر اختر حسین صاحب کے ذریعے حضور قبلہ عالمؒ کی بارگاہ میں کئی بار عرض کر چکا تھا کہ مجھے مرید کر لیں لیکن آپ فرماتے لالہ! آپ کسی بڑے پیر کا مرید ہونا۔ فلاں سید کے مرید ہو جاؤ۔ حضور ٹال دیتے اب کی بار زبان مبارک سے خود فرمایا اور میرے سفارشیوں کو ہی سفارشی بنانا ان کے لیے بھی حیرانگی کی بات تھی۔ میں اس وقت خاموش رہا۔ مجلس کے بعد میرے ان قریبی دوستوں نے دریافت کیا یہ کیا بات ہوئی پہلے تو حضور تمہیں مرید ہی نہیں کرتے تھے۔ آج خود فرما رہے ہیں اور تم خاموش رہے آگے بڑھ کر مرید کیوں نہیں ہوئے۔ میں نے کہا آپ صبر کریں بات کچھ اور ہے۔ اب کی بار میں بڑی سفارش لایا ہوں۔ دوسرے دن حضور مدرسہ قرآن محل تشریف لے گئے میں ایک دن بعد پیر اختر حسین صاحب کے ساتھ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا ابھی کچھ اور دیکھنا ہے۔ میں نے عرض کی حضور نہیں۔ فرمایا میرے قریب ہو۔ حضور نے دست بیعت کے شرف سے نوازا۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے ۔ سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

باب (21)

مناقبِ کرم

(اس باب میں حضور قبلہ عالمؒ کی شان میں لکھی گئی اردو، فارسی، ہندی اور پنجابی مناقب کا ایک انتخاب درج کیا جاتا ہے۔)

(حصہ فارسی)

بسوئے حالِ زارم نظر کن اے غوثِ دورانی

بسوئے حالِ زارم نظر کن اے غوثِ دورانی
کرم فرمودہ ای برخاکسارم کرمِ سُبحانی

شہنشاہِ تصوف، مظہرُ الانوارِ یزدانی
تو پورِ مرتضیٰؓ عکسِ محی الدین جیلانیؒ

یک از خوشہ حُسینِ قادری، دلبندِ حافظؒ را
سراپا شاہ سردارِ علیؒ اے ماہِ تابانی

تُرا شانِ چہ گویم رازِ حق فرمودہ لاخوف''
مقام او مَقْعَدِ صدقٍ تعالیٰ اللہ چہ سلطانی

بصورت شیخ دیدم مصطفیٰؐ آنکہ جمال اللہ
رُخِ خواجہء ما مثلِ تو شد اوراقِ قرآنی

دوائے کشتگانِ درد و مستاں بادہ عشقش
خطابِ قبلہ عالم را بہر یک شانِ شایانی

زمینِ پاک منگانی در آمد حضرتِ اعلیٰ
زمین و آسماں صد آفریں برخطہ منگانی

بحمد اللہ برائے چشمِ بینا بَر سرِ دَرگاہ
بلُطفِ کرمِ حق، کرمِ حسینؒ شاہِ لاثانی

کریم و چارہ گر بہرِ خدا اُمید ہا دارم
بنامِ سیدِ عالمؐ تو نو میدم مگر دانی

غیاث المستغاث خواجہ و سالارِ ازلی ما
نِگہ داری بسوئے طاہرؔے اے جانِ جانانی

(جناب پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری)

برقِ جمالِ یار مرا سوختہ است

برقِ جمالِ یار مرا سوختہ است
آن شرر دَر دلم اندوختہ است

پر سید مرا ذرہَ صحرائے وفا
درسِ جنون عشقِ تو آموختہ است

در عوض خال و عارض گیسو
جانم کہ بدست تو افروختہ است

داغِ دلم ہمچوں نجوم و خورشید
تابندہ و افروختہ است

طورؔ دانم ز لطفِ پیرِ کرمؒ
چاک دامانِ جنوں دوختہ است

(علامہ سراج الدین طورؔ نورانیؒ)

(حصہ اردو)

کرکرم اے آقا کہ تیرا نام کرمؒ ہے

کر کرم اے آقا کہ تیرا نام کرمؒ ہے
رحمت کی ہو برسات تیرا کام کرم ہے

سیہ کار ہیں، بدکار ہیں، لاچار و نکارے
ہیں پھر بھی شہا تیرے کیوں شام کرم ہے

ہر چند گناہوں سے بھرا ہے تیرا دامن
مایوس نہ ہو آ تو سبھی عام کرم ہے

آئے ساقیءِ مئے خانہ تیرے در پہ ہیں آئے
بھر بھر کے پلا سب کو تیرا جام کرم ہے

آباد یہ مئے خانہ رہے اَے میرے ساقی
رِندوں کے لئے تیرا درو بام کرم ہے

اَے حسنِ ازل عشق کی معراج ہو کیسے
ہو جاتا ہے بسمل جو تیرا دامِ کرم ہے

ہے تیرا فقیر عاجز و مسکین نِکارا
مظہر یہ وہ جس پہ تیرا ہر گام کرم ہے

(حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب قادری)

میرے سَر کی آبرو ہے تیرے دَر کی خاک پائی

میرے سرکی آبرو ہے تیرے درکی خاک پائی
تیری اک نگاہِ الفت میری عمر کی کمائی

میں جہاں کہیں بھی جاؤں رہوں گا غلام تیرا
میری لاج رکھنا یہی بے نوا کی بے نوائی

تیرے سنگِ آستاں کے نہ میری جبین لائق
یہ تیرا کرم ہے پھر بھی تیرے در تلک رسائی

بابِ کرم کھلا ہے میرے کرمؒ کے در پر
کیا خاص و عام سب نے خیراتِ کرم پائی

یہ ذوق و شوق میرا سوز و گداز میرا
تیری چشمِ لطف و احساں کی ہے معجزہ نمائی

میری خاک کو میسر نہ ملا سکوں لحد میں
تو غبار بن کے جاناں تیرے سنگِ در پہ آئی

رہے تا ابد ہمیشہ وہ نگاہِ لطف و احسان
جس نے دلِ سیاہ کو بخشی ہے پارسائی

دَیر و حرم کی خواہش میرے دل میں نہ رہی اب
تیرے آستاں کی جب سے مجھ کو ملی گدائی

دلِ من رود ز دستم ہر دم ز عشق مستم
چوں بہ طاہرؔ اثر شد بہ نگاہِ کیمیائی

(جناب پیر محمد طاہر حسین صاحب قادری)

نہاں ہو کر بھی یہ شانِ کرمؒ ہے

نہاں ہو کر بھی یہ شانِ کرمؒ ہے
نظر ہے سب پہ فیضانِ کرمؒ ہے

سراپا عشق عنوانِ کرمؒ ہے
ادب بھی اب تو دربانِ کرمؒ ہے

یقیں پختہ، عمل پیہم، محبت
یہی تقویٰ ہے عرفانِ کرمؒ ہے

خدا کا خوف اور عشقِ محمدؐ
یہی ہر اک کو فرمانِ کرمؒ ہے

بجز عشقِ نبیؐ دامن ہے خالی
سرِ محشر یہ سامانِ کرمؒ ہے

نبیؐ کی آل پر قربان سب کچھ
یہی تو جزوِ ایمانِ کرمؒ ہے

غلامیِ نبیؐ میں موت آئے
فقط اتنا ہی ارمانِ کرمؒ ہے

ہمائے عشق کا مسکن ہے سِدرہ
قرینِ رب مگر جانِ کرمؒ ہے

مشامِ جان و دل سب کے معطر
شگفتہ باغِ ریحانِ کرمؒ ہے

سبھی کا سہ بکف ہیں اہلِ محفل
کشادہ کس قدر خوانِ کرمؒ ہے

مہک ہے طورؔ جس کی چار جانب
یہ وہ شاداب بستانِ کرمؒ ہے

(علامہ سراج الدین طور تونوانیؒ)

نگاہوں میں پھرتی ہے تصویر تیری

نگاہوں میں پھرتی ہے تصویر تیری
بدلتی ہے تقدیر تصویر تیری

ملی مجھ کو اکسیر تصویر تیری
ہوئی جان و دِل میں یہ تاثیر تیری

جو دیکھی ہے جب دل میں تصویر تیری
تو دل لے گئی میرا تصویر تیری

نہ دل ہے، نہ میں ہوں، نہ جاگیر میری
جو جاگیر میری وہ جاگیر تیری

میں مکتب سے کعبے یا بت خانے جاؤں
صلاح مجھ کو درکار ہے پیر تیری

نگاہِ کرم پھر غلاموں پہ مولا
کہ چھائی ہے مجھ پہ تصویر تیری

(قاضی میاں غلام رسول صاحب قادریؒ)

پینے والے جو ہیں بھر بھر کے پیئے جاتے ہیں

پینے والے جو ہیں بھر بھر کے پیئے جاتے ہیں
حضرتِ کرم حسینؒ بن مانگے دیئے جاتے ہیں

لعل ہیں شیرنؒ کے اور غوثِ جلیؒ کے پیارے
دم بدم آپ کا ہم ذکر کیئے جاتے ہیں

ہیں سخی ابنِ سخی ' ایسے سخی کیا کہنے
کرم منگتوں پہ صبح و شام کیئے جاتے ہیں

نامِ نامی ہے تیرا ' نام سخی کرم حسینؒ
نام لے لے کے یہ دیوانے جیے جاتے ہیں

مظہر و طاہر ہیں لجپال سخی کے پیارے
ان کے قدموں میں ہم خم سر کو کیئے جاتے ہیں

اللہ اللہ میرے مرشد 'میرے ساقی کی عطا
روز دیتے ہیں وہ ہم روز پیئے جاتے ہیں

ایسے سجدوں کو ہے محمود محبت کا عروج
یار کے عشق میں جو سجدے کیئے جاتے ہیں

صوفی محمود صاحب (قادری برادران قوال اسلام آباد)

اب تو حسرت بھری آنکھوں کو سہارا دے جا

اب تو حسرت بھری آنکھوں کو سہارا دے جا
صرف اک بار رخِ زیبا کا نظارہ دے جا

کب تلک غیر کی نظروں کی رہیں گی طالب
مجھ کو بے لوث نگاہوں کا اُتارا دے جا

بڑھتی جاتی ہے منجدھار کو نیا میری
میرے ہادی یدِ بیضا کا سہارا دے جا

گر کسی اور سے مانگوں تو شرم آتی ہے
دے بنا مانگے کہ منگتا ہوں تمہارا دے جا

دیکھتی رہتی ہے اکثر تیری تصویر کو جو
دیدِ حیران کو دیدار خدا را دے جا

روبرو آؤ کہ میں پائے کرمؒ پھر چھو لوں
ایک لمحہ یہ حسیں جان سے پیارا دے جا

یا کرمؒ ہم پہ برس جائے تیرا اَبرِ کرم
پیاسے صحرا کو سمندر کا ابھارا دے جا

بھٹک رہا ہے اندھیروں میں جو ذاکر تیرا
میری بھٹکی ہوئی کشتی کو کنارا دے جا

(ذاکر حسین قادری)

اللہ اللہ تیرا دربار منگانی والے

اللہ اللہ تیرا دربار منگانی والے
چار سو آپ کے انوار منگانی والے

لِلّٰہ الحمد مجھے اتنا تو اعزاز ملا
میرے دل میں ہے تیرا پیار منگانی والے

خواہش دَیر و حرم دل سے گزرتی ہی نہیں — میں تمہارا ہوں طلب گار منگانی والے

میں تمہارا ہوں، تمہارا ہوں، تمہارا ہوں شہا — آپ کا غاشیہ بردار منگانی والے

جام نظروں کا پلا بھر کے مجھے اے ساقی — تِشنہ لب آپ کا میخوار منگانی والے

نظر رحمت کی شہا مجھ پہ کبھی ہو جائے — آپ کا ہوں سگِ دربار منگانی والے

قادریؔ کی ہے تیرے ہاتھ میں سب لاج و شرم
لاج رکھنا میری سرکار منگانی والے

(سید وقار حیدر قادری گیلانی)

(حصہ ہندی)

توری نگریا میں آئے کرم کر

توری نگر یا میں آئے کرم کر چھوٹی گگریا لائے کرم کر

کب سے ہیں آئے در پر تورے نجر کرو یا خواجہ مورے دامن ہیں پھیلائے کرم کر
ہم آئے ہیں تم رے ڈگریا اپنا کر کے رکھ لو بگریا دور نہ ہم کو ہٹائے کرم کر
ہم کو پیا جی چھوڑ نہ جانا نیّا ہمری پار لگانا ڈوب بھنور میں نہ جائے کرم کر
ڈوب نہ جاؤں بیچ میں دریا بیّاں پکڑ لو ہمرے سوریا کب سے ہیں آس لگائے کرم کر
سرسوں پھولے روج تمہاری لاج، شرم سب تم کو ہماری اپنا ہم کو بنائے کرم کر
آوت ہے وہ راج دُلارا غم جاوت ہے کر کے نظارا مکھ پہ گیسو سجائے کرم کر
ڈھونڈ تھکی میں ساری جگتیا بندیا نہ آئے ساری ساری رتیا تو جو نظر نہ آئے کرم کر
جھولی ہے خالی تُو اسے بھر دے نجر کرم اک بار تو کر دے تو سخیّن داتا اے کرم کر
تو سے لگی پیا کیسی لگن ہے کاسے کہوں لگی ایسی اگن ہے تم پہ جان فدا اے کرم کر
یاد ہیں ہم کو توری بتیاں گجری تورے سنگ ہیں جو رتیاں بھوم نہ ہم کو پائے کرم کر
مورے کھویا تو جلدی آنا مظہر تیرا ہے اسکو بچانا تجھ بن کون بچائے کرم کر

(حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب قادری)

قبلۂ عالمؒ رحم نجریا مورا کوئی غم خوار ناہیں

قبلۂ عالمؒ رحم نجریا مورا کوئی غم خوار ناہیں
بن مورے من کی بتیاں، سُنت کوئی سرکار ناہیں

تم ہو دُکھین کے مہاراجہ، کرم حسینؒ پیا مورے خواجہ
بن تورے درپن کے ہمرا، جیون اور سنسار ناہیں

جنم جنم کی پریت تورے سنگ، لاگی رہے مورے میت تورے سنگ
وہ کیا پائے ہر کی بھگت سے، تورا جو دیدار ناہیں

وحدت کے تم جام ہو خواجہ، میراںؒ کے دلآرام ہو خواجہ
توری نجر کرم بن موری، باجے من کی تار ناہیں

ایک ہی آس مورے تن، من میں، رنگ لو اپنی رنگنین میں
اکھئین رو رو نیر بہاوت، کاسے کہیں کو ہمار ناہیں

پوری ہوں یہ من کی منائیں، چرنوں میں تیرے درپن آئیں
کعبہ ہے وہ ہمرو کارن، خواجہ جی دربار ناہیں

مورے من کی آس بجھا دے، صدقہ غوث پاکؒ بجھا دے
من میں اپنا پریم جگا دے، دھن دولت درکار ناہیں

نذرانہ ہے تیرے حسن کا، صدقہ ہے میراںؒ کی گلنین کا
خاک ہے حیدرؒ کی گلنین کا، چندن ہے یو نار ناہیں

آئی تورے در پن پہ، لائی دو موری نیّا کو پار

آئی تورے در پن پہ، لائی دو میری نیّا کو پار
کرپا کرو مورے پی، عین کھڑی منجدھار

من بھاوت ہے توری صورتیا، نارائن کا رُوپ مورتیا
پریم کی پوّن چلے، دیکھ تو ہے سرکار

ارج ہے تو سے موری سنوریا، چرنوں میں تورے بیتے عُمریا
بن تورے در پن کے، کیا ہمرا سنسار

تورے پریم میں ڈوب کے دیکھا، مل گئی سُر سنگیت کی ریکھا
نجر اُٹھے جس سُو، رادھا تُو چودھار

پریت مورے پی ہر چند توری، متوالُبھائے سوگند توری
اکھیئن کو درشن، دیجو پھر کرتار

بنتی ندیؔم کی آقا سنیو، من کا منائیں پوری کریئو
یونہی مورے من میں رہے، توری نجر کا خمار

(پیر ندیم اختر ندیؔم صاحب)

(حصہ پنجابی)

سائیں کرم حسینؒ نی سوہنا کرمانوالا

سائیں کرم حسین نی سوہنا کرمانوالا — ساڈے دل دا چین نی سوہنا کرمانوالا
اول، آخر غیر نہ جانا، ظاہر باطن خوب پچھانا — کل جہاں دا عین نی سوہنا کرمانوالا
دو جگ دے وچہ دُھماں پیاں، مشرق مغرب خبراں گہیاں — کس دا ہے نور العین نی سوہنا کرمانوالا
ویہڑے ساڈے آندا ناہیں، جھات کرم دی پاندا ناہیں — روندے ساڈے نین نی سوہنا کرمانوالا
مان تراں تے زور نہ کوئی، تیئں بن ساڈا ہور نہ کوئی — نہ کوئی ساک نہ سین نی سوہنا کرمانوالا
نفی اثبات تے اسمِ اعظم، تصور شیخ پکاون لازم — ایہو سبق دن رین نی سوہنا کرمانوالا
ذکر اذکار کریندے سارے، یاد تیری وچہ رہن پیارے — نام تیرا سب لین نی سوہنا کرمانوالا
باندی، بردی تیری تھیواں، تیرے نام دی پئی سدیواں — سارے ایہو کہن نی سوہنا کرمانوالا

نوکر یار میں تیری تھیاں، تیرے در تے ہر دم پیاں
ہے خادم مظہر حسین نی سوہنا کرمانوالا

آئے نی سارے دربار میرے مرشد دے

آئے نی سارے دربار میرے مرشد دے — رحمت دی وسے پئی پھوہار میرے مرشد دے
مرشد میرا کرمانوالاؒ، دین دُنی دا ہے رکھوالا — عاشق رب غفار میرے مرشد دے
عشق تیرے نے برچھی واہی، میں وچ میں نہ رہ گئی کائی — تکیا جدوں ہک وار میرے مرشد دے
مرشد میرا غوث جلی ہے، جھکدے آن کے سب ولی ہے — ولیاں دا ہے سردار میرے مرشد دے
کرم حسینؒ دا نام ہے عالی، چُمساں روضے پاک دی جالی — سوہنا ہے تیرا دربار میرے مرشد دے
حسن تیرے دیاں لاٹاں بلیاں، سیاں رل مل ویکھن چلیاں — آیاں نی کرن دیدار میرے مرشد دے
نیناں تیریاں تیر چلائے، بھر بھر جام توحید پلائے — کلمے دا ذکر اذکار میرے مرشد دے

مظہر حسین مداحی تیرا، ہک واری پاونج ماہی پھیرا
کریں کرم سرکار میرے مرشد دے

(حضرت قبلہ پیر محمد مظہر حسین صاحب قادری)

تیرے آڈگیاں دربار منگانی والڑیا

تیرے آڈگیاں دربار منگانی والڑیا
بھاویں میں ہاں او گنہار منگانی والڑیا

عشق تیرے دیاں ڈونگیاں نہیاں، میں رکھ آس تیری ٹھل پیاں
بھاویں ڈوب تے بھاویں تار منگانی والڑیا

میں ہن آن ڈگی در تیرے، تینوں سب خصمانے میرے
بھاویں جیت ہووے، بھاویں ہار منگانی والڑیا

بن سوالی در تے آئیاں، پاوے خیر کرم دا سائیاں
تیری منگتی میں ہاں جسدھار منگانی والڑیا

ایسا شوق، شرآب پلادے، میرا نام ناموس مٹادے
من واسطہ شاہ سردارؒ منگانی والڑیا

دکھ تیرے میں لکھ دی نا ہیں، اپنے وچہ سمالے سائیں
میں۔ قطرہ تے توں منجدھار منگانی والڑیا

کر منظور میرا نذرانہ، جان، اولاد عزت آستانہ
دیواں نام تیرے توں وار منگانی والڑیا

غلام علی میں جھوٹی کوڑی، پر میں در تیرے دی چوہڑی
رکھیں لج اس گل دی یار منگانی والڑیا

مینوں سارے لوکی آہدے نے جسدھار منگانی والے دا

مینوں سارے لوکی آہدے نے جسدھار منگانی والے دا
مَیں بیشک منگتا منگدا ہاں اک پیار منگانی والے دا

اج قطبؒ، شیرنؒ، سردارؒ تائیں، سدماراں میں حافظؒ یار تائیں
ایہو دیو دواً بیاہو تائیں، دیدار منگانی والے دا

اوہدی یاد رہوے صبح، شام مینوں ؛ ہے کافی دان انعام مینوں
لوکی آہدے رہن غلام مینوں، سردار منگانی والے دا

ہاں عیبی، پاپی مندا میں، لبھ سنگ لیا ہے چنگا میں
بھاویں جیہا کیہا بندہ میں، سرکار منگانی والے دا

مینوں لوڑ نہ ہجر وصال دی اے، نہ دنیا، عقبیٰ مال دی اے
سک ویکھن دی کئی سال دی اے رخسار منگانی والے دا

کیتا یار نوں دل نذرانہ میں، ہویا آپ توں آپ بیگانہ میں
ہن جیہڑے گھر وچ رہنا میں، گھربار منگانی والے دا

میرا کامل، اکمل، پیر، ولی، نالے عاشق صادق، غوث جلی
میں بیس غلام، غلام علی، اک یار منگانی والے دا

میرے آقا منگانی والڑیا تیری یاد اندر دن لہہ جاوے

میرے یار منگانی والڑیا تیری یاد اندر دن لہہ جاوے
میں ہور نئیں کجھ منگدی وے میری تینٔیں ولوں ریہۂ رہ جاوے

تیری پریت دے گاون گاندا رہواں
تیرے قدماں تے سیس نواندا رہواں

مُویا ہویا وی جُھراں پاندا رہواں
میری عمراں دی سک لہہ جاوے

کوئی فکر نہیں غم بیاری دا ‏ اکو خوف ہے تیری یاری دا
رکھیں سوہنیا شرم نکاری دا ‏ وچہ یاری داغ نہ پیئے جاوے
میرے ہادیا عشق پیا دیو ‏ سوہنے مُکھ توں گھنڈ اُتار دیو
ہک تیر نظر دا مار دیو ‏ جیہڑا سینے دے وچ ویہہ جاوے
اکھیں روندیاں نے دن رین پیا ‏ دکھ لین نئیں دیندے چین پیا
کرو ترس چا طاہر حسین پیا ‏ میری ہستی دی کندھ ڈھیہہ جاوے
راہ نیڑے عشق مجازی دا ‏ ہے فتوئی عشق دے قاضی دا
پر سودا، سر، دھڑ بازی دا ‏ کوئی قسمت والا لے جاوے
آ در تے غلام علی کھلیاں میں ‏ چُماں پَیر تیرے دیاں تلیاں میں
ویکھاں کھلدیاں سکیاں کلیاں میں ‏ دل قدماں دے وچہ بہہ جاوے

خلیفہ میاں غلام علی صاحب قادری (مصنف، بحرِ توحید، گلِ طریقت)

چلو، چلو نی سیو، چلو جھنگ وے

مرشد اعلیٰ، عجب نرالا ‏ بھر بھر دیوے عشق پیالا
دیندا رب دے رنگ وچ رنگ وے ‏ چلو، چلو نی سیو، چلو جھنگ وے
پیارا بھاندا جھنگ دا پینڈا ‏ جتھے دلبر ساڈا رہندا
چک منگانی ضلع جھنگ وے ‏ چلو، چلونی سیو چلو جھنگ وے
رب راضی تاں مرشد راضی ‏ جے مرشد راضی تاں رب راضی
وچوں بھید ہکا، اتوں ڈھنگ وے ‏ چلو، چلو نی سیو چلو جھنگ وے
رب پاون دا ایہو طریقہ ‏ مرشد کامل رب دا شیشہ
بے رنگ دے اسے رنگ وے ‏ چلو، چلو نی سیو ، چلو جھنگ وے
رب راضی تاں مرشد ملدا ‏ مرشد راضی تاں رب ملدا
لیئے پیر کولوں رب منگ وے ‏ چلو، چلو سیو، چلو جھنگ وے
سنگ دیاں سنیاں ساریاں رہیاں ‏ میں انہاں تھیں او میں تھیں گیاں
متاں یار رلاوے سنگ وے ‏ چلو، چلو نی سیو، چلو جھنگ وے

اُڈ کر پلڑا تیں در آئیاں عرضاں غلام دی سن لے سائیاں
سانوں اپنے رنگ وچہ رنگ وے چلو چلو نی سیو، چلو جھنگ وے

(قاضی میاں غلام رسول صاحب قادریؒ مصنف گلِ توحید)

منگانی والیا رنگ ساز امیری چُنری رنگ مسکین دی

~~ایہنوں اوڑھ مدینے جاواں میں سوغات محی الدینؒ دی~~
رنگ ہووے خاص مدینے دا رنگی ہوئی محی الدینؒ دی

لا اِلٰہ دا رنگ چڑھا دیویں، اِلَّا اللہ دی بوٹی لا دیویں
وچہ بیل مُزمّل پا دیویں، گلزار ہووے یٰسین دی

سائیں کرمؒ توں کرم کما دیویں، مستاں نوں دید کرا دیویں
تینوں واسطہ شاہ سردارؒ دا گل بن جائے مسکین دی

اے چُنری غوث گھرانے دی، ایہہ میراں میراں کردی اے
ایہہ چوکھٹ چم کے آئی اے میراں محی الدینؒ دی

رنگ ساز اصدقے جاواں میں چُنری نوں سینے لاواں میں
ایہنوں اوڑھ مدینے جاواں میں سوغات محی الدینؒ دی

(قادری برادران قوال۔ اسلام آباد)

کرمؒ سائیں سرکار شالا وسدا رہی دربار

کرم سائیں سرکار شالا وسدا رہی دربار
تیرے باجھوں ہور نہ کوئی دکھیاں دا غمخوار

در تے آون والیاں دی ہر آس کرو اج پوری
چُم چُم کے اکھیں رجدیاں نہیں تیرا روضہ نوری نوری

تیری چوکھٹ تے ہر اک نوں ملدا چین قرار، شالا وسدا رہی دربار

تیرا آن کے عاصیاں نے ہے ملیا یار دوارہ
میں عاجزوی چھان کے آیاں سوہنہ رب دی جگ سارا

تیرے ورگا کوئی نہیں سوہنا تکیا میں لجدار، شالا وسدا رہی دربار

تیرا سارے ولیاں نالوں رتبہ افضل و اعلیٰ
تیرے صدقے شہر منگانی ہو یا نُور اجالا

جنت دا ایہہ ٹکڑا دسدا شہر تیرا من ٹھار، شالا وسدا رہی دربار

جیہڑا میرے سائیں دے در تے عیاں بھریا آوے
دکھڑے سارے ٹل ویندے ہن کرم جدوں فرماوے

اس لجپال دے قدماں دے وچ دیواں جندڑی وار شالا وسدا رہی دربار

مظہر، اختر، سائیں طاہر سرکار دے ہن دل جانی
پتلے خاص ولایت دے ہر گل دے وچہ لاثانی

میں کوجھے نوں گل پچے لاون سوہنیاں دے سردار، شالا وسدا رہی دربار

میں لودھی اقبالؔ نمانڑاں تیرے در دا بردا
اوگن ہار دا ضامن ہوویں توں سائیں روز حشر دا

میں عاجز ہاں سائیاں تیری آل دا تابعدار، شالا وسدا رہی دربار

(محمد اقبال لودھی شورکوٹ)

سائیں کرم حسینؒ پیارے نے واہ فیض کھنڈایا اے

سائیں کرم حسینؒ پیارے نے واہ فیض کھنڈایا اے
مخلوقِ خدا نوں مالک دا رستہ وکھایا اے

کیتا کرم ہے مدنی ماہی، ہویا حاصل قرب الٰہی
سائیں جگ تے عشق رسول دا جھنڈا لہرایا اے

حافظ ماہیؒ دا جانی، بیٹھا ونڈدا اے فیض روحانی
پچھ ویکھو نیک نصیباں نوں جنہاں دل رنگوایا اے

سخی غوث الاعظم میراں، واہ بخشیاں ہن جاگیراں
انہاں پیراں قادری فیض دا لنگر ورتایا اے

رنگ لایا دہڑاں والے سائیں کیتے نور اُجالے
اس گھر تے قطب العالمؒ دا، ہر ویلے سایہ اے

سائیں جو لمحات گزارے خلقت دے لیکھ سنوارے
تاہیں گاندا گیت اعوان دے اپنا پرایا اے

سائیں مظہر نور العین ایں پیا دسدا کرم حسینؒ ایں
سوہنے آپ ہی فقر محمدیؐ دا، ایہنوں تاج پوایا اے

سائیں طاہرؒ اختر پیارے، شالا جگ تے جیون سارے
انہاں بابے وانگوں دکھیاندا ہر درد ونڈایا اے

آ راہی یار منایئے گلی در محبوب دے پایئے
ساڈے پیراں ساڈی بخشش دا ذمہ جو چایا اے

ایہہ فیض قادری اے، ہے جاندا زمانہ

ایہہ فیض قادری اے ہے جاندا زمانہ
سائیں کرم حسینؒ سائیں دا لجپال آستانہ

غوث الوریٰؒ دا پیارا' حافظ صاحبؒ دا جانی
عاشق نبی کریمؐ دا نالے مرد ہے حقانی
ہر وقت ٹھاٹھاں مارے پیار رنگ عارفانہ

بہہ کے مزار اندر پئے اج وی فیض دیندن
اہلِ نظر نوں یارو اج وی اونویں رنگیندن
کدیں اولیاء نہیں مردے بدلن فقط ٹھکانہ

اک وار ویکھیا جیں مکھ آپ دا نورانی
ہر پیر بھائی آکھے میرے پیر دا نہ ثانی
ونڈیا ہے زندگی بھر انج فیض دا خزانہ

رومیؒ دے جامیؒ ورگے دسدے نے پاک ہادی
تصویر پیر دی ہے صورت اصل خدا دی
مرشد دا جو تصور ہے ورد عاشقانہ

مظہر حسین سائیں دی دستار پا کے بیٹھن
اختر تے سائیں طاہر محفل سجا کے بیٹھن
حافظ ماہیؒ دا سارا ذی شان ہے گھرانہ

اوہ خوش نصیب یارو اس در دا جو سوالی
ہر جا تے کامیاب اے جو آپ دا موالی
سائیں دے موالیاں تے ہویا فضل ہے ربانہ

منظور ہو پوے جے راہی ساڈی غلامی
دنیا تے اس توں بہتر نہیں ہور نیک نامی
چلدا اے طریقے قدرت دا کارخانہ

(شاعر اہلسنت صوفی اللہ دتہ راہی صاحب)

میرے مرشد دے دربار - اللہ اللہ ہے

کرے روشن دل دی تار - اللہ اللہ ہے

مرشد کامل ہر دم کر دے رب دی شان بیان پاک نبیؐ دی آن دی خاطر جاندے ہو قربان

میرا مرشد پاک نبیؐ دی اُمت دا غمخوار - اللہ اللہ ہے

پاک نبیؐ دے دَر توں، سارا رتبہ ولیاں پایا دین، اسلام دی عظمت دا خود ذمہ سَر تے چایا

ایہناں نوں دین دا حاکم کیتا نبیاں دے سردار - اللہ اللہ ہے

مرشد دے دَر آوے جیہڑا دُنیا دا متوالا پیر دے ہتھ وچ ہتھ دے کے ہو جاندا کرمانوالا

اپنا آپ نہ یاد رہوے اوہنوں دنیا درکنار - اللہ اللہ ہے

مرشد کامل باجھ نہ ہوندی خالق دی پہچان مرشد دی ہر گل نوں سمجھو اپنا دین ایمان

کرم حسینؒ ہے مرشد میرا عاشق رب غفار - اللہ اللہ ہے

ہکو اسم مبارک دس کے دل دی دنیا کھولے دم دم نال رچاوے جیہڑا خود گھر والا بولے

دل دی دنیا کھول کے کر دا دنیا تے سرشار - اللہ اللہ ہے

ویکھو میرے مرشد دے دَر رحمت رب برساوے منگانی شریف دی عظمت دا رنگ ہن دنیا تے آوے

فیض محمدیؐ جاری ہے میرے مرشد دے دربار - اللہ اللہ ہے

جھنگ مگھیانہ شہر ہادی دا، چک منگانی ڈیرا نام کرمؒ تے ذات اعوان ہے قادری مرشد میرا

لڑ لگیاں نوں توڑ پہنچاوے سائیں کرمؒ سرکار - اللہ اللہ ہے

ہو رمضان جے میں اِس دَر دا ادنیٰ سگ بن جاواں کرمؒ دی نظر کرم دے نال میں جو منگاں سو پاواں

لکھ، کروڑاں حجاں مینوں مرشد دا دیدار - اللہ اللہ ہے

(مولوی میاں محمد رمضان قادری)

مادہ تاریخِ اشاعت کتاب ''لمحاتِ کرم''

سوانح حیات عاشقِ رسول الثقلین ''لیل و نہار خواجہ محمد کرمؒ حسینؒ''

1427ھ

(حکیم امتیاز علی قادری۔ ساہیوال)

اے طالبانِ شوق چلو کوچۂ ابرار
سایہ فگن جہاں پہ میرے پیر کے انوار
خاصانِ الٰہی میں جو ممتاز و مکرم
اس منبعِ عرفاں کا منگانی میں ہے دربار

مکتبہ جمال کرم